تفسیر ثنائی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ
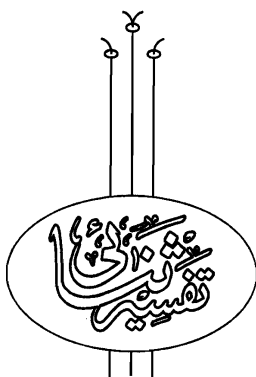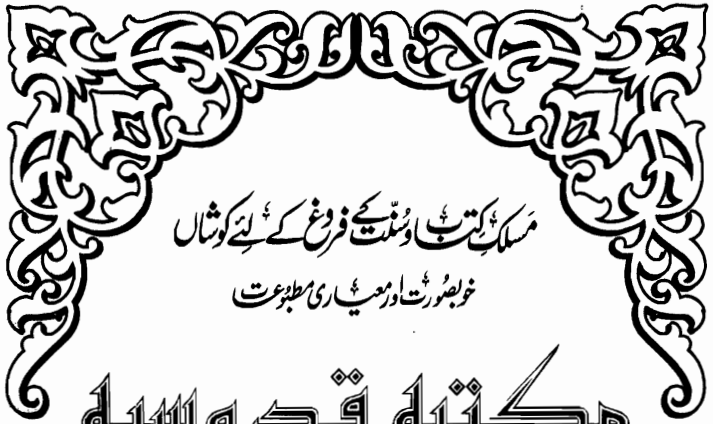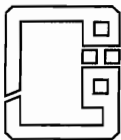
اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ
جو کتاب تیری طرف الہام کی گئی ہے تو پڑھ کر سنا اور نماز پڑھا کر' نماز بے حیائی اور ناشائستہ حرکات
الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ؕ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ ؕ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَ
سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر بہت بڑا ہے اور جو کچھ بھی تم کرتے ہو اللہ کو سب معلوم ہے اور
لَا تُجَادِلُوْٓا اَھْلَ الْکِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ ۗ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْھُمْ
تم کتاب والوں سے مباحثہ کرو تو نہایت ہی عمدہ طریقہ سے کیا کرو' مگر جو لوگ ان میں ظالم ہیں
وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَاُنْزِلَ اِلَیْکُمْ وَاِلٰھُنَا وَاِلٰھُکُمْ وَاحِدٌ
اور تم کہو کہ ہم ایمان لائے ہیں اس کتاب پر جو ہماری طرف اور تمہاری طرف اتاری گئی ہے اور ہمارا اور تمہارا معبود ایک ہے

پس اے نبی! جو کتاب تیری طرف الہام کی گئی ہے تو وہ لوگوں کو پڑھ کر سنا اور خود بھی اس پر عمل کر- اس کی تعلیم میں عملی طور پر سب سے مقدم نماز ہے پس تو ہمیشہ نماز کے بے پڑھا کر کیونکہ نماز شمار فوائد میں سے ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ وہ بے حیائی اور ناشائستہ حرکات سے روکتی ہے اس لیے کہ نماز خدا سے ایک گہرے تعلق کا نام ہے- خدا کے سامنے عاجزانہ عبودیت کا اقرار' اپنی فرمانبرداری اور خدا کی برتری کا اعتراف ہے- تمام اپنی املاک مال و دولت عزت اور آبرو کو عطیۂ الٰہی کا اقرار کر کے عاجزانہ لہجے میں اپنی تمام آئندہ کی حاجات کا سوال ہے- پھر کون دل ہے جو پانچ دفعہ اس طریق سے نماز پڑھے پھر بھی گناہ اور شائستہ حرکات کی طرف مائل ہو- ایسے نمازی سے اگر کوئی بے جا حرکت ہو بھی جائے تو چونکہ نور نماز دل میں ہوتا ہے اس لیے فوراً اس کی تلافی کرتا ہے' خدا کے سامنے گڑگڑاتا ہے' روتا ہے معافی (۱) کراتا ہے اور اس کی وجہ معلوم کرنی چاہو تو وجہ اس کی یہ ہے کہ اللہ کا ذکر بہت بڑا ہے پس جو لوگ اللہ کا ذکر ہر وقت کرتے ہیں اور نماز کو خصوصیت سے ادا کرتے ان کے دلوں میں ایک قسم کا نور پیدا ہوتا ہے کہ وہ ان کو عموماً بدکاریوں سے روکتا ہے اور یہ مت سمجھو کہ تم خدا کو کسی طرح فریب میں لا سکو گے کہ کرو تو برے کام مگر ظاہر کرو کہ ہم اچھے کرتے ہیں اور نہ یہ خیال کرو کہ تمہارے نیک کاموں کی خبر اللہ تعالیٰ کو نہیں ہو گی کیونکہ جو کچھ بھی تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو سب معلوم ہے پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ تم خدا کو فریب یا دھوکا دے سکو یا وہ تمہارے کاموں سے بے خبر ہو اور سنو؟ اس قسم کی سچی تعلیم پھیلانے پر اگر تم کو کہیں مباحثہ کی بھی ضرورت آن پڑے تو تم کتاب والوں' یہود و نصاریٰ یا ہندوؤں اور آریوں سے جب مباحثہ کرو تو نہایت ہی عمدہ اور شائستہ طریقہ سے کیا کرو- مگر جو لوگ ان میں ظالم یعنی معاند اور کج رو ہیں ان سے مباحثہ کی حاجت ہی نہیں' نہ وہ کسی دلیل سے سمجھنے کے قابل ہیں- پس ان سے تو روئے سخن نہ کیا کرو تو پھر جس طرح سے ان کا بد اثر مٹا سکو مٹاؤ اور تم اپنے اعتقادات ظاہر کرنے کو کہو کہ ہم ایمان لائے ہیں اس کتاب پر جو ہماری طرف اور تمہاری طرف اتاری گئی ہے اور ہم یہ بھی مانتے ہیں کہ ہمارا اور تمہارا معبود ایک ہے-

---

(۱) اس میں اس آیت کی طرف اشارہ ہے جس میں یہ مذکور ہے ان الذین اتقوا اذا مسھم طائف من الشیطان تذکروا فاذا ھم مبصرون یعنی متقیوں سے جب کوئی شیطانی حرکت ہو جاتی ہے تو وہ متنبہ ہو کر سمجھ جاتے ہیں- اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ متقیوں سے بھی گناہ ہو جاتے ہیں مگر ان میں اور غیروں میں یہ فرق ہوتا ہے کہ متقی اس گناہ کی فوراً تلافی کر لیتے ہیں اور غیر متقی پرواہ نہیں کرتے (منہ)

وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ

اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں اور اسی طرح ہم نے تیری طرف یہ کتاب اتاری ہے پس جن لوگوں کو ہم نے

الْكِتٰبَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَمِنْ هٰٓؤُلَآءِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا

کتاب دی وہ اس پر ایمان لاتے ہیں اور ان میں سے بعض لوگ اس پر ایمان لائیں گے اور ہمارے احکام سے کافر ہی انکار

الْكٰفِرُوْنَ ۝ وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ

کرتے ہیں اور تو اس سے پہلے نہ کوئی کتاب پڑھتا تھا اور نہ دائیں ہاتھ سے کچھ لکھتا تھا بلکہ امی محض تھا

اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝ بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا

ورنہ فوراً جھوٹے لوگ شک کرتے بلکہ جن لوگوں کو علم ہے ان کے دلوں میں یہ کھلے احکام ہیں اور جو ظالم

الْعِلْمَ ؕ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ۝ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ

ہیں وہی ہمارے حکموں سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کیوں نہیں اس پر اس کے پروردگار

اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝

کے ہاں سے نشانیاں اتاری گئیں تو کہہ نشانیاں سب اللہ کے پاس ہیں اور میں تو صرف واضح کر کے ڈرانے والا ہوں

اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ؕ

کیا ان کو یہ کافی نہیں کہ ہم نے تجھ پر ایک جامع کتاب اتاری ہے جو ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہے

اور اگر پوچھو کہ ہم میں پھر زیادتی کیا ہے- تو زیادتی یہ ہے کہ ہم اسی معبود حقیقی کے فرمانبردار ہیں اور تم ایسے نہیں بلکہ تم اوروں کو بھی اس کے ساتھ شریک بناتے ہو اور سنو؟ خدا فرماتا ہے جس طرح پہلے نبیوں کو کتابیں ملی تھیں اسی طرح ہم نے تیری طرف اے نبی! یہ کامل کتاب اتاری ہے- پس جن لوگوں کو ہم نے کتاب کی سمجھ دی ہے وہ اس قرآن پر ایمان لاتے ہیں اور ان عرب کے مشرکوں میں سے بھی بعض لوگ اس پر ایمان لائیں گے اور ہمارے احکام سے کافر ہی انکار کرتے ہیں یعنی جو لوگ ہر ایک سچی بات کو تسلیم کرنے سے انکار کرنے کے عادی ہیں وہی اس کتاب سے انکار کرتے ہیں- اس کتاب کی سچائی کی ایک ہی دلیل کافی ہے کی تیری زندگی کے حالات پر غور کریں اور خوب فکر کریں کہ تو نے اس سے پہلے کسی کتاب کو نہیں پڑھا اور نہ کسی کتاب کو دائیں ہاتھ سے چھوا تھا ورنہ فوراً ہی بے دین اور جھوٹے لوگ بہت بڑا شک کرتے- بلکہ جن لوگوں کو علم اور معرفت خداوندی ہے ان کے دلوں میں یہ کتاب کھلے اور واضح احکام ہیں جن کے ماننے میں ان کو ذرا سی بھی دقت پیش نہیں آتی اور جو اپنی بدکرداری کی وجہ سے ظالم ہیں وہی ہمارے حکموں سے انکار کرتے ہیں اور سب کچھ دیکھ بھال کر بھی نہیں مانتے- ان کے ظلم کا ثبوت اس سے زیادہ کیا ہو گا کہ معجزات دیکھتے جاتے ہیں اور کہتے ہیں کیوں نہیں اس نبی پر اس کے پروردگار کے ہاں سے کوئی نشانی اتاری گئی' جو ہم کہتے ہیں وہ اس کو ملنا چاہئے تھا- ہم کہتے ہیں کہ پہاڑ چاندی سونے کے ہو جائیں[1] وغیرہ- اے نبی! تو کہہ کہ نشانیاں سب کی سب صرف اللہ کے پاس ہیں اور میں تو صرف واضح کر کے ڈرانے والا ہوں اور بس- کیا یہ جو ایسے ویسے بیہودہ اور لغو سوال کرتے ہیں ان کو یہ کافی نہیں کہ ہم نے تجھ پر ایک جامع کتاب اتاری ہے جو ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہے-

[1] ان سب اشیاء مطلوبہ کا ذکر سورۂ بنی اسرائیل میں مفصل مذکور ہے (منہ)

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَرَحْمَةً وَذِكْرَىٰ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٥١﴾ قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ بَيْنِي

بے شک اس میں رحمت اور ایمان لانے والوں کیلئے نصیحت ہے۔ تو کہہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ ہی

وَبَيْنَكُمْ شَهِيدًا ۖ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ وَالَّذِينَ آمَنُوا

گواہ کافی ہے۔ وہ آسمانوں اور زمینوں کے واقعات جانتا ہے۔ جو لوگ بے ہودہ باتوں کو مانتے ہیں

بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوا بِاللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿٥٢﴾ وَيَسْتَعْجِلُونَكَ

اور اللہ سے انکاری ہیں یہی لوگ نقصان اٹھائیں گے اور تجھ سے عذاب کی جلدی

بِالْعَذَابِ ۚ وَلَوْلَا أَجَلٌ مُسَمًّى لَجَاءَهُمُ الْعَذَابُ ۚ وَلَيَأْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً

کرتے ہیں اور اگر وہ وقت مقرر نہ ہوتا تو ضرور ان پر عذاب آجاتا ان پر ناگہاں

وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٥٣﴾ يَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ ۚ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ

بے خبری میں آئے گا۔ تجھ سے جلدی عذاب چاہتے ہیں حالانکہ جہنم کافروں کو گھیرے

بِالْكَافِرِينَ ﴿٥٤﴾ يَوْمَ يَغْشَاهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ

ہوئے ہیں جس روز اوپر سے اور نیچے سے ان کو عذاب ڈھانپ لے گا اور خدا کہے گا

وَيَقُولُ ذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٥٥﴾ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ أَرْضِي

اپنے اعمال کا بدلہ چکھو اے میرے بندو! جو ایمان لائے ہو میری زمین بہت

وَاسِعَةٌ فَإِيَّايَ فَاعْبُدُونِ ﴿٥٦﴾

وسیع ہے پس تم خاص میری بندگی کرو

اگر غور کریں تو بے شک اس میں بہت بڑی رحمت اور سچی بات پر ایمان لانے والوں کے لیے نصیحت ہے گو اس کی ہدایت سب کے لیے ہے مگر جو لوگ اپنی ضد اور جہالت میں کسی کی نہ سنیں ان کو کون چیز فائدہ دے سکے تو اے نبی! ان سے کہہ میرے دعویٰ نبوت پر میرے اور تمہارے درمیان اللہ ہی گواہ کافی ہے۔ وہ خود ایسی گواہی دے گا کہ اس سرے سے اس سرے تک میری آواز پہنچا دے گا کیونکہ وہ آسمانوں اور زمینوں کے سب واقعات جانتا ہے لیکن جو لوگ بے ہودہ باتوں کو مانتے ہیں یعنی ایسے معبودوں پر ایمان لاتے ہیں جو دراصل ممکنات ہالک الذات ہیں نہ واجب بالذات۔ مگر یہ لوگ انہی کو مانتے ہیں اور اللہ معبود برحق سے انکاری ہیں۔ یہی لوگ قیامت کے روز نقصان اٹھائیں گے۔ دیکھو تو بجائے ماننے کے الٹے الجھتے ہیں اور تجھ سے عذاب کی جلدی کرتے ہیں کہ ابھی عذاب لے آ۔ جس طرح سے ہو سکے ہم کو ہلاک کر دے کسی طرح سے مہلت نہ دے اور اگر ان کی ہلاکت کا وقت مقرر نہ ہوتا تو ضرور ان پر عذاب آجاتا۔ تم یاد رکھو ان پر ناگہاں بے خبری میں عذاب آئے گا کہ یہ جانتے نہ ہوں گے کہ کیسے آیا۔ دیکھو کیسے تجھ سے جلدی جلدی عذاب چاہتے ہیں حالانکہ جہنم ان کافروں کو گھیرے ہوئے ہے 'صرف مرنے کی دیر ہے' مرے اور جہنم میں پڑے۔ یہ واقع اس روز ہو گا جس روز ان پر اوپر سے اور نیچے سے ان کو عذاب ڈھانپ لے گا اور خدا کا فرشتہ کہے گا اپنے اعمال کا بدلہ چکھو اے میرے نیک بندو! جو میرے حکموں پر ایمان لائے ہو تکلیفات پر صبر کرو اور اگر صبر تم سے نہ ہو سکے تو سنو میری زمین بہت وسیع ہے پس تم یہ ملک چھوڑ کر کہیں کو نکل جاؤ اور خاص میری بندگی کرو۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۟ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

ہر ایک جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے پھر تم ہماری طرف واپس آؤ گے اور جن لوگوں نے ایمان لاکر نیک

الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

اعمال کئے ہوں گے ان کو ہم جنت کے بالاخانوں میں جگہ دیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ ہمیشہ ان

فِيْهَا ۭ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰي رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝

میں رہیں گے' بہت اچھا بدلہ ہے' کام کرنے والوں کا جو صبر کرتے ہیں اور اپنے پروردگار ہی پر بھروسہ کرتے ہیں

وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَاۗبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ڰ اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ ڮ وَهُوَ السَّمِيْعُ

اور کئی ایک جاندار ایسے ہیں جو اپنی روزی آپ نہیں اٹھاتے اللہ ہی ان کو اور تم کو رزق دیتا ہے اور وہ سننے والا

الْعَلِيْمُ ۝ وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ

جاننے والا ہے اور اگر تو ان سے پوچھے کہ آسمان و زمین کس نے پیدا کئے ہیں' کس نے سورج اور چاند

وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ

کو کام پر لگا رکھا ہے تو کہیں گے خدا نے۔ پھر کدھر کو بہکائے جاتے ہیں اللہ ہی اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے رزق فراخ

عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے بیشک اللہ ہر چیز کو جانتا ہے

موت سے نہ ڈرو کیونکہ ہر ایک جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے مر کر پھر تم ہماری (یعنی خدا کی) طرف واپس آؤ گے۔ وہاں پر ہم ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق بدلہ دیں گے اور جن لوگوں نے تمہاری طرح ایمان لاکر نیک اعمال کئے ہوں گے ان کو ہم (خدا) جنت کے بالاخانوں میں بڑی عزت سے جگہ دیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ ہمیشہ ان میں رہیں گے بہت اچھا بدلہ ہے نیک کام کرنے والوں کا جو تکلیفات پر صبر کرتے ہیں اور اپنے پروردگار ہی پر بھروسا کرتے ہیں' اسی کو اپنا حاجت روا جانتے ہیں' اسی سے اپنی حاجات طلب کرتے ہیں۔ غرض جو کچھ کہتے ہیں اسی کو کہتے ہیں' جو مانگتے ہیں اسی سے مانگتے ہیں بلکہ وہ دوسروں کو بھی یہی سبق پڑھاتے ہیں

لگاؤ تو لو اس سے اپنی لگاؤ   جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ

اور اگر غور کریں تو کیوں نہ خدا پر توکل کریں جبکہ دیکھتے ہیں کہ کئی ایک جاندار ایسے ہیں جو اپنی روزی آپ نہیں اٹھاتے نہ کماتے ہیں نہ کسی منڈی سے خرید کر لاتے ہیں نہ بوتے ہیں نہ کاٹتے ہیں تو بھی اللہ تعالیٰ ہی ان کو اور تم کو رزق دیتا ہے اور وہ بڑا سننے والا سب کی حاجات کو جاننے والا ہے۔ تعجب تر تو یہ ہے کہ جو کچھ کہتے ہو اصولاً یہ لوگ بھی اس میں متفق ہیں اور تسلیم کرتے ہیں کہ سب کا خالق مالک خدا ہے۔ اگر تو ان سے پوچھے کہ آسمان و زمین کس نے پیدا کئے ہیں کس نے سورج اور چاند کو تمہارے کام میں لگا رکھا ہے تو اس سوال کے جواب میں فوراً کہیں گے خدا نے۔ پھر کدھر کو بہکائے جاتے ہیں اور سنو اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے رزق فراخ کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے' یہ نہ سمجھو کہ وہ بے خبری میں ایسا کرتا ہے بے شک اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز کو جانتا ہے جو جس لائق ہوتا ہے اس کو دیتا ہے۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ
اگر تو ان سے پوچھے کہ کون اوپر کی طرف سے پانی اتار کر زمین کو خشک ہونے کے بعد تر و تازہ کر دیتا ہے
مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۶۳﴾
تو کہیں گے اللہ ہی کرتا ہے تو کہیو الحمد للہ لیکن ان میں سے بہت نہیں سمجھتے
وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ؕ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ
اور یہ دنیا کی زندگی صرف چند روزہ کھیل کود ہے اور آخرت کے گھر کی ہی اصل زندگی ہے
لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۴﴾ فَاِذَا رَكِبُوْا فِی الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ
کاش کہ یہ لوگ بھی جانیں پھر جب یہ لوگ بیڑوں پر سوار ہوتے ہیں تو خدا کی فرمانبرداری کا اظہار کرتے ہوئے اخلاص مندی سے
الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۵﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۚ
اسی کو پکارتے ہیں پھر جب اللہ ان کو نجات دیکر خشکی پر پہنچاتا ہے تو فوراً شرک کرنے لگ جاتے ہیں تاکہ جو نعمتیں ہم نے ان کو دی ہیں ان کی ناشکری کریں

اس کے علم ہی کا مقتضا ہے کہ اس نے دنیا کا انتظام ایسا باقاعدہ کر رکھا ہے اس سے اچھا ممکن نہیں۔ بارش ہے تو باقاعدہ ہے۔ دھوپ ہے تو باقاعدہ۔ اسی لئے یہ لوگ بھی قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ہر ایک کام بانظام ہے اگر تو ان سے پوچھے کہ کون اوپر کی طرف سے پانی اتار کر زمین کو خشک ہونے کے بعد تر و تازہ کر دیتا ہے تو فوراً کہیں گے کہ اللہ ہی کرتا ہے اے نبی! تو یہ سنکر کہیو الحمد للہ سب تعریفیں اللہ ہی کو ہیں کہ باوجود شرک وکفر کے تم لوگ بھی اس بات کے قائل ہو کہ سب انتظام خدا کے ہاتھ میں ہے۔ اس سے زیادہ ثبوت اور کیا چاہئے لیکن ان میں کے بہت سے نہیں سمجھتے' کہتے کیا ہیں اور کرتے کیا؟ تعجب ہے کہ اس پر بھی غور نہیں کرتے کہ یہ دنیا کی زندگی صرف چند روز کھیل کود ہے جس کا نتیجہ آخرکار یہ ہوتا ہے کہ "خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا...." اسی لئے جو لوگ اس دنیا کے نشیب و فراز کو دیکھتے ہیں وہ اس نتیجہ پر پہنچ جاتے ہیں ؎

له ملك ينادى كل يوم لدولموت وابنو للخراب

فرشتہ روز کرتا ہے منادی چار طرفوں پر محلاں اونچیاں والے تیرا گور میں ٹکانہ ہے

اور یہ بھی جانتے ہیں کہ آخرت کے گھر کی زندگی ہی اصل زندگی ہے' کاش کہ یہ لوگ بھی اس کو جانیں۔ اگر لوگ اس بات کو دل سے جانیں تو ایک دم میں سیدھے ہو جائیں ان کو معلوم ہو جائے کہ ؎

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

مگر صحت و عافیت میں انکی بلا کو بھی یہ خبر نہیں البتہ جب کسی تکلیف میں پھنستے ہیں تو پھر سب کچھ بھول جاتے ہیں۔ دیکھو جب یہ لوگ بیڑیوں پر سوار ہوتے ہیں اور بیڑے بھنور میں پھنس جاتے ہیں تو خدا کی فرمانبرداری کا اظہار کرتے ہوئے اخلاص مندی سے اسی کو پکارتے ہیں۔ گویا اقرار کرتے ہیں کہ خدا کے سوا کوئی مشکل کشا نہیں ہے۔ یہ تو ان کی اس وقت کی حالت ہے جب وہ دریا میں ڈوبنے کو ہوتے ہیں پھر جب اللہ تعالیٰ ان کو نجات دے کر خشکی پر پہنچاتا ہے تو فوراً شرک کرنے لگ جاتے ہیں تاکہ جو نعمتیں ہم (خدا) نے ان کو دی ہیں ان کی ناشکری کریں۔

وَ لِيَتَمَتَّعُوْا فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿٦٦﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا

اور مزے اڑائیں پس خود ہی جان لیں گے' کیا یہ دیکھتے نہیں ہیں کہ ہم نے حرم کو امن والا بنایا ہے

وَّ يُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ۚ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ

اور ان کے اردگرد میں لوگ لوٹے جاتے ہیں کیا پھر بے بنیاد چیزوں پر ایمان لاتے ہیں اور خدا کی نعمت سے

يَكْفُرُوْنَ ﴿٦٧﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ

انکار کرتے ہیں اور جو کوئی اللہ پر جھوٹ افترا کرے یا اللہ کی طرف سے آئی ہوئی حق بات جب اس کو پہنچے تو اس کو

بِالْحَقِّ لَمَّا جَاۗءَهٗ ۭ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿٦٨﴾ وَالَّذِيْنَ

جھٹلائے' اس سے بھی کوئی بڑا ظالم ہے؟ کیا ایسے بے ایمانوں کا جہنم میں ٹھکانہ نہیں ہے اور جو لوگ ہماری

جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٦٩﴾

راہ میں کوشش کرتے ہیں ہم بھی ان کو اپنی راہیں بتلاتے ہیں اور ہم نیک بختوں کے ساتھ ہوتے ہیں

اور چند روزہ دنیا میں بے فکر مزے اڑائیں کیونکہ عیش پسندوں کے خیال میں خدا کی حکومت کا خیال بھی عیش میں خلل انداز ہے پس جب ان کا یہ حال ہے تو خود ہی جان جائیں گے کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے اور اگر کہو کہ تم اسلام سے ایسے کیوں متنفر ہو تو کہتے ہیں کہ ہم متنفر نہیں مگر ہمیں ڈر ہے کہ مسلمان ہونے سے ہم کو مخالف لوگ تکلیف شدید پہنچادیں گے- کیا یہ نہیں دیکھتے ہیں کہ ہم (خدا) نے حرم کو امن والا بنایا ہے- کسی کی مجال نہیں کہ باپ کے قاتل کو بھی یہاں پر کچھ کہہ سکے اور ان کے اردگرد میں لوگ لوٹے جاتے ہیں کیا پھر بھی یہ لوگ بے ہودہ اور بے بنیاد چیزوں پر ایمان لاتے ہیں اور خدا کی نعمت سے انکار کرتے ہیں پس یاد رکھو کہ یہ بڑا سنگین ناقابل معافی جرم ہے اور اس کے علاوہ بعض لوگ تو یہاں تک ترقی کر گئے ہیں کہ اپنی بے سمجھی سے خدا کے رسول کو کہتے ہیں کہ اس نے خدا کی نسبت جھوٹ افترا کر رکھا ہے جو کہتا ہے کہ مجھے وحی ہوتی ہے حالانکہ وحی یا الہام کوئی نہیں- کیا یہ جانتے نہیں کہ جو کوئی اللہ پر جھوٹ افترا کرے کہ معمولی آدمی ہو کر نبوت کا مدعی ہو یا اللہ کی طرف سے آئی ہوئی حق بات جو اس کو پہنچے تو اس کو جھٹلائے- اس سے بھی کوئی بڑا ظالم ہے؟ کوئی نہیں- کیا ایسے بے ایمانوں کا جو خدا پر افترا کریں یا اس کے حکموں کی تکذیب کریں جہنم میں ٹکانہ نہیں ہے؟ بیشک ہے- تو انجام ان بے ایمانوں کا ہے جو ہمارے حکموں کا خلاف کرتے ہیں اور جو لوگ ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں ہر وقت یہ اسی فکر میں رہتے ہیں کہ جس طرح بن پڑے ہمیں راضی کریں' ہماری ناراضمندی کا ہر وقت ان کو غم رہتا ہے ہم بھی ان کو اپنی خوشنودی کی راہیں بتلاتے ہیں یعنی توفیق خیر- ان کے ساتھ رفیق حال رہتے ہیں' ان کے دل میں ہر آن یہ خیال مضبوطی کے ساتھ جما رہتا ہے بلکہ دن بدن ترقی کرتا ہے اور یہ سب نتیجہ اس بات کا ہوتا ہے کہ ہم (خدا) نیک بختوں کے ساتھ ہوتے ہیں' ان کو توفیق خیر بخشتے ہیں ﴿اللھم وفقنا لما تحب وترضی﴾

سورت الروم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓ ۞ غُلِبَتِ الرُّوۡمُ ۞ فِيۡۤ اَدۡنَى الۡاَرۡضِ وَهُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ غَلَبِهِمۡ

میں ہوں اللہ سب سے زیادہ علم والا- اہالی روم[1] قریب حدود میں مغلوب ہوگئے ہیں اور وہ اپنی مغلوبی کے بعد چند سال میں جلدی

سَيَغۡلِبُوۡنَ ۞ فِيۡ بِضۡعِ سِنِيۡنَ ؕ لِلّٰهِ الۡاَمۡرُ مِنۡ قَبۡلُ وَمِنۡۢ بَعۡدُ ؕ وَ

غالب آئیں گے' اس سے پہلے اور پیچھے سب اختیارات اللہ ہی کو ہیں- مسلمان اس

يَوۡمَئِذٍ يَّفۡرَحُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۞ بِنَصۡرِ اللّٰهِ ؕ يَنۡصُرُ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَهُوَ الۡعَزِيۡزُ

روز اللہ کی مدد سے خوش ہوں گے اور جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے اور وہ بڑا غالب

الرَّحِيۡمُ ۞

بڑا مہربان ہے

میں ہوں اللہ سب سے زیادہ علم والا' میں اپنے کامل علم سے تم کو اطلاع دیتا ہوں اہالی[1] روم اپنے ملک کی قریب حدود میں اگرچہ اب مغلوب ہوگئے ہیں مگر یاد رکھو وہ اپنی اس مغلوبی کے بعد چند سال میں جلدی ہی غالب آئیں گے- یہ مت سمجھو کہ فارس کی فوجی طاقت روم سے زیادہ ہے اور رومی بچے کچھے اور بھی مغلوب ہو چکے ہیں- یہ کیسے غالب ہوں گے کیونکہ اہالیان فارس کی اس فتح سے پہلے اور پیچھے سب اختیارات اللہ ہی کو ہیں' اس لیے وہ جس کو چاہے غلبہ دے سکتا ہے' چاہے وہ کیسا ضعیف ہو اور اس کا مقابل کیسا قوی کیونکہ اس کی شان ہے ؎

اوست سلطاں ہرچہ خواہد آن کند عالمے را دردے ویراں کند

ایماندار مسلمان اس روز اللہ کی مدد سے خوش ہوں گے کیونکہ اس روز ان کو بھی مشرکین عرب پر فتح ہوگی جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ چہ خوش بود کہ برائد بیک کرشمہ دو کار- ایک تو رومیوں کے غلبہ کی خوشی دوئم اپنی فتح کی مسرت- اللہ تعالیٰ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے پھر جس کی مدد پر وہ ہو جائے اس کو کیا کمی ہے کیونکہ ایک بڑا زبردست معاون اور مددگار اس کی طرف ہے اور بڑا غالب ہے یہ نہیں کہ غلبہ کی ترنگ میں ہر ایک کو دباتا پھرے' نہیں کیونکہ بڑا مہربان ہے اس کی مہربانی کی صفت متقاضی ہے کہ اس کا حق بھی ملے-

---

[1] رومی اور فارسی دو قومیں مختلف المذاہب تھیں- رومی اہل کتاب عیسائی تھے اور فارسی مشرک' کتابوں سے منکر- جنگ میں رومی مغلوب ہوگئے تو عرب کے مشرکوں کو صرف اس خیال سے خوشی ہوئی کہ اہل فارس بھی ہماری طرح لامذہب اور رومی لوگ مسلمانوں کی طرح اہل کتاب ہیں جیسے جاپان اور روس کی لڑائی میں ہندوستانی جاپانیوں کی فتح پر محض ایشیائی ہونے کی وجہ سے خوشیاں مناتے تھے نیز عرب کے مشرکوں نے بطور تفاول کے کہا کہ جس طرح فارسی رومیوں پر غالب آئے ہیں اسطرح ہم بھی مسلمانوں پر غالب آئیں گے' ان کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی- اتفاق ایسا ہوا کہ جس روز جنگ بدر میں مسلمانوں کو فتح ہوئی اسی روز رومیوں کو فارسیوں پر فتح ہوئی- (منہ)

وَعْدَ اللّٰهِ ۭ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

اللہ نے یہ وعدہ کیا ہے' اللہ کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے

يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ښ وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ۝

وہ صرف دنیاوی زندگی کے ظاہری اسباب کو جانتے ہیں اور آخرت سے غافل ہیں

اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۣ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا

کیا انہوں نے اپنے دل میں یہ غور نہیں کیا کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی سب چیزوں کو

بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَاۗئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ۝

سچے نتیجے سے پیدا کیا اور وقت مقرر کے ساتھ بنایا ہے اور بہت سے لوگ اپنے پروردگار کی ملاقات سے بھی منکر ہیں

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ

کیا انہوں نے ملک میں کبھی سیر نہیں کی کہ دیکھتے ان سے پہلے لوگوں کا کیا حال ہوا؟ وہ ان سے

كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَ

زیادہ قوت والے تھے اور انہوں نے زمین کو جوتا اور ان سے زیادہ اس کو آباد کیا اور ان کے

جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ

رسول ان کے پاس کھلے احکام لے کر آئے

اللہ نے یہ وعدہ کیا کہ میں ضرور ایسا کروں گا اور یاد رکھو کہ اللہ کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا لیکن بہت سے لوگ اس راز کو نہیں جانتے خدا کے وعدوں پر ان کو بھروسہ نہیں ہوتا بلکہ وہ صرف دنیاوی زندگی کے ظاہری اسباب کو جانتے ہیں- ان کے نزدیک تمام عزت اور اعزاز بس یہی ہے کہ دنیا کا مال اسباب کافی ہو' اسی میں ان کی سعی ہے' اسی میں ان کی تگ ودو ہے اور آخرت کی عزت سے غافل ہیں گویا ان کا اصول ہی یہ ہے-

عاقبت کی خبر خدا جانے اب تو آرام سے گزرتی ہے

بھلا یہ لوگ جو آخرت سے ایسے غافل ہیں کہ انہوں نے اپنے دل میں کبھی یہ غور نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی سب چیزوں کو سچے نتیجے سے پیدا کیا اور وقت مقررہ کے ساتھ بنایا ہے- یہ نہیں کہ بنایا اور بگاڑا بس گیا- دنیا میں ایک شخص تمام عمر صلاحیت سے گزارے دوسرا تمام قسم کے گناہوں میں مبتلا رہے مگر مرنے کے بعد دونوں برابر ہوں یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ جیسے یہ غلط ہے ایسے یہ بھی غلط ہے کہ اس دنیا کی کبھی انتہا نہیں جیسے دہریوں کا خیال ہے- دنیا کی ہر ایک چیز جو محسوس ہو رہی ہے اپنی شکل اور ہیئت میں کہہ رہی ہے کہ میں ایک وقت میں نہ تھی پھر ہو گئی ایک وقت آئے گا کہ میں نہ ہوں گی- پس یہی حکم تمام دنیا کی کائنات کا ہے مگر ان باتوں پر تو کوئی سمجھدار ہی غور کرتا ہے اور بہت سے لوگ تو اپنے پروردگار کی ملاقات سے بھی منکر ہیں- ان کو یقین نہیں آتا کہ کوئی دن ایسا ہو گا کہ تمام لوگ اپنے پروردگار کے حضور پیش ہو کر اپنے اعمال کا نیک وبد بدلہ پائیں گے- بھلا یہ لوگ جو ایسی غلطی میں ہیں کہ اعمال کا بدلہ بھی نہیں مانتے کیا انہوں نے ملک میں پھر کر کبھی سیر نہیں کی کہ دیکھتے ان سے پہلے کافر لوگوں کا حال کیا ہوا؟ وہ ان سے زیادہ قوت والے تھے اور انہوں نے زمین کو جوتا اور ان سے زیادہ اس کو آباد کیا تھا مگر آخر کار سب کچھ ضائع اور تباہ ہو گیا کیونکہ انہوں نے خدا کے سامنے تکبر کیا اور ان کے رسول جو ان کے پاس کھلے کھلے احکام لے کر آئے تو انہوں نے کسی کی نہ سنی- پس اپنے کیفر کردار کو پہنچے-

فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝۹ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ

تو اللہ نے ان پر ظلم نہ کیا تھا مگر وہ خود اپنے نفسوں پر ظلم کرتے تھے پھر جن لوگوں نے برا کیا تھا

الَّذِيْنَ اَسَاۗءُوا السُّوْۗاٰۗى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۱۰

ان کا انجام بھی برا ہوا اس لئے کہ وہ اللہ کے احکام کی تکذیب کرتے اور ان کی ہنسی اڑاتے تھے۔

اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝۱۱ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ

اللہ ہی مخلوق کو اول بار بناتا ہے پھر اس کو لوٹاتا ہے پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے اور جس روز قیامت قائم ہوگی

يُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝۱۲ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَاۗىِٕهِمْ شُفَعٰۗؤُا وَكَانُوْا

مجرم لوگ مایوس ہو جائیں گے۔ اور ان کے شریکوں میں سے کوئی ان کا سفارشی نہ ہوگا اور وہ لوگ خود بھی

بِشُرَكَاۗىِٕهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝۱۳ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَىِٕذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ۝۱۴ فَاَمَّا الَّذِيْنَ

اپنے شریکوں سے منکر ہو جائیں گے اور جس روز قیامت قائم ہوگی اس دن سب لوگ متفرق ہو جائیں گے پھر جن لوگوں

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ ۝۱۵ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

نے ایمان لاکر نیک عمل کئے ہوں گے وہ تو بہشت میں خاطر کئے جائیں گے اور جن لوگوں نے کفر کیا ہوگا

وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَاۗئِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰۗىِٕكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ۝۱۶ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ

اور ہمارے حکموں کی اور آخرت کی ملاقات کی تکذیب کی ہوگی تو وہی لوگ عذاب میں پکڑے جائیں گے پس تم صبح شام

اللہ نے ان پر ظلم نہ کیا تھا مگر وہ خود اپنے نفسوں پر ظلم کرتے تھے کہ خدا کے احکام کی تعمیل نہ کرتے بلکہ الٹے مقابلہ کرتے تھے اس لیے چند روزہ ان کی پھوں پھاں رہی پھر آخر بقول ؎

تو مشو مغرور بر حلم خدا دیر گیرد سخت گیرد مر ترا

جن لوگوں نے برا کیا تھا ان کا انجام بھی برا ہوا' اس لیے کہ وہ اللہ کے احکام کی تکذیب کرتے اور ان کی ہنسی اڑاتے تھے چونکہ تمہارے مقابل یہ لوگ بھی انہیں بدکرداروں کی روش پر چلتے ہیں اس لیے ان کو تم سناؤ کہ اللہ تعالیٰ ہی مخلوق کو اول بار بناتا ہے پھر اس کو فنا کی طرف لوٹاتا ہے۔ یہ دو مرتبے تو تم بھی مانتے ہو تیسرے کو انہی پر قیاس کر لو کہ پھر تم دوبارہ زندہ ہو کر اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے اور سنو جس روز قیامت قائم ہوگی مجرم لوگ جو خدا تعالیٰ کی طرف نہیں آتے ہر طرح کی بھلائی سے مایوس ہو جائیں گے اور ان کے مصنوعی شریکوں میں سے کوئی ان کا سفارشی نہ ہوگا اور وہ لوگ خود بھی اپنے شریکوں سے منکر ہو جائیں گے ہم تو ان کو پوجتے نہ تھے نہ ان کو شریک بناتے تھے پھر ہم کو کیوں پھاندا جاتا ہے اور بھی اسی قسم کی بیہودہ بکواس کریں گے مگر ان کی شنوائی نہ ہوگی نہ کوئی کسی کا حمایتی ہوگا۔ اس لیے کہ جس روز قیامت قائم ہوگی اس دن سب لوگ متفرق ہو جائیں گے مومن الگ' کافر الگ' صالح الگ' فاسق الگ۔ پھر جن لوگوں نے ایمان لا کر نیک عمل بھی کئے ہوں گے وہ تو بہشت میں خاطر کئے جائیں گے اور جن لوگوں نے کفر کیا ہوگا اور ہمارے حکموں کی آخرت کی ملاقات کی تکذیب کی ہوگی تو وہی لوگ عذاب میں پکڑے جائیں گے پس تم اگر جنت کے مراتب لینا چاہتے ہو تو اس کے حکم کی تعمیل کرو کہ صبح شام کے وقت

حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ﴿١٧﴾ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

اللہ کو پاکی سے یاد کیا کرو اور آسمان و زمین میں سب تعریفیں اسی کی ہیں

وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ﴿١٨﴾ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ

اور دن کے تیسرے پہر کی اور ظہر کے وقت اس کی پاکی بیان کیا کرو۔ وہ بے جان سے زندہ نکالتا ہے اور زندوں

الْحَيِّ وَيُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿١٩﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ

سے مردے کو نکال لے جاتا ہے اور زمین کو خشک ہونے کے بعد تازہ کر دیتا ہے اور اسی طرح تم نکالے جاؤ گے۔ اس کے نشانات

خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ﴿٢٠﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ

میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا اس کے بعد اب تم انسان ہو کر ادھر ادھر پھیلے ہوئے ہو اور اس کے نشانوں میں سے یہ بھی ہے کہ

لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ

اس نے تمہاری جنس سے تمہارے لئے بیویاں پیدا کی ہیں تاکہ تم ان کے ساتھ انس حاصل کرو اور اس نے تم میں پیار اور رحم پیدا کیا ہے بیشک

فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿٢١﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

اس واقعہ میں فکر کرنے والی قوم کیلئے بہت سے نشان ہیں اور اس کے نشانوں میں سے آسمانوں اور زمین کی پیدائش ہے

وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ﴿٢٢﴾

اور تمہاری زبانوں اور رنگتوں کا اختلاف ہے' بے شک اس امر میں علم والوں کے لئے بہت سے نشان ہیں

اللہ کو پاکی سے یاد کیا کرو کیونکہ وہ سب دنیا کا اصل مالک ہے اور آسمان و زمین میں سب تعریفیں اسی کی ہیں یعنی جس قدر دنیا میں کسی شخص کی کسی کام پر تعریف ہوتی ہے ان سب کا مستحق وہی خدا ہے اس لیے تم صبح شام اور دن ڈھلے دوپہر کو اور ظہر کے وقت اس کی پاکی بیان کیا کرو۔ دیکھو وہ ایسا قادر قیوم ہے کہ مردے منی سے زندہ بچہ کو نکالتا ہے اور زندوں سے مردوں کو نکال لے جاتا ہے۔ یہ واقعات تو تمہارے سامنے گزرتے ہیں اور تم ان کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہو اور یہ بھی دیکھتے ہو کہ زمین کو خشک ہونے کے بعد از سر نو تازہ کر دیتا ہے اور تم کو سمجھاتا ہے کہ اسی طرح تم قبروں سے نکالے جاؤ گے پس تم اس واقعہ کے لیے ابھی سے تیار رہو اور اگر تم کو اس امر میں شک ہو کہ قیامت کا ثبوت کیا ہے تو سنو اس کی قدرت کے نشانات تو کئی ایک ہیں ان میں سے ایک نشان یہ بھی ہے کہ اس نے تم کو یعنی تمہارے باپ آدم کو مٹی سے پیدا کیا اس سے بعد اب تم انسان ہو کر ادھر ادھر پھیلے ہوئے ہو۔ کیا اس کی قدرت کا یہ نشان کافی نہیں اور سنو اس کی قدرت کے نشانوں میں سے یہ بھی ایک نشان ہے کہ اس نے تمہاری جنس سے تمہارے لیے بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان کے ساتھ انس حاصل کرو اور تمہارے تجرد کی وحشت دور ہو' اسی لیے اس نے تم (میاں بیوی) میں پیار اور رحم پیدا کیا کہ بیوی کو خاوند سے انس ہے اور خاوند کو بیوی کی محبت۔ غرض وہ اس کا دلدادہ ہے تو وہ اس کی فریفتہ۔ بے شک اس واقعہ میں فکر کرنے والی قوم کے لئے بہت سے نشان ہیں اور سنو! اس کی قدرت کے نشانوں میں سے آسمانوں اور زمین کی پیدائش ہے اور تمہاری زبانوں یعنی لغات اور شکلوں کی رنگتوں کا اختلاف بھی اس کی کمال قدرت کی دلیل ہے کہ باوجود تم لاکھوں بلکہ کروڑوں انسان دنیا میں بستے ہو مگر کیا مجال کہ دو آدمی بھی ایک دوسرے سے بالکل ایسے مل جائیں کہ ان میں کسی طرح کا اشتباہ نہ رہے' بے شک اس امر میں علم والوں کے لیے بہت سے نشان ہیں۔

وَمِنْ اٰیٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ

اور رات میں اور دن میں تمہارا سو رہنا اور اس کے فضل کی تلاش کرنا بھی اس کی نشانیوں میں سے ہے کچھ شک نہیں کہ

لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَمِنْ اٰیٰتِهٖ یُرِیْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّیُنَزِّلُ مِنَ

اس واقعہ میں اس قوم کے لئے بہت سے نشان ہیں جو سنتی ہیں اور اسی کے نشانوں میں سے ہے کہ وہ تم کو خوف اور طمع سے چمکتی بجلی دکھاتا ہے اور اوپر کی

السَّمَآءِ مَآءً فَیُحْیٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۴﴾

جانب سے پانی اتارتا ہے پھر اس کے ساتھ زمین کو خشکی کے بعد تازہ کردیتا ہے بیشک اس واقعہ میں عقلمند قوم کیلئے بہت سے نشان ہیں

وَمِنْ اٰیٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ؕ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ۖۗ

اور اسی کے نشانوں میں سے ہے کہ آسمان و زمین اس کے حکم سے قائم ہیں پھر جب ایک دفعہ تم کو زمین سے پکارے گا

مِّنَ الْاَرْضِ ۖۗ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَلَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلٌّ

تو تم فوراً نکل آؤ گے اور جو لوگ آسمانوں اور زمین میں ہیں سب اسی کے مملوک

لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَهُوَ الَّذِیْ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَیْهِ ؕ

ہیں' سب اسی کے فرمانبردار ہیں اور وہی ہے جو اول بار مخلوق کو پیدا کرتا ہے پھر اس کو لوٹاتا ہے اور وہ اس پر آسان تر ہے

اور سنو! یہ نشان تو تم نے آفاقی سنے ہیں یعنی یہ تو تمہارے اپنے نفسوں سے بیرونی واقعات کا ذکر تھا اب ذرا اپنے اندر کی کیفیت بھی سنو! کہ رات میں اور حسب ضرورت دن میں تمہارا سو رہنا اور عام طور پر دن میں اس کے فضل یعنی روزی کی تلاش کرنا بھی اسی کی قدرت کی نشانیوں میں سے بہت بڑی نشانی ہے- کیا تم غور نہیں کرتے کہ ایک وقت تم کام کیا کرتے ہو اچھے بھلے تنومند ہوتے ہو فوراً ہی تمہاری طاقت کمزور ہو کر تم کو گر جانے پر مجبور کرتی ہے- ایسے کہ نیند کی حالت میں تمہیں خود اپنا بھی شعور نہیں رہتا کچھ شک نہیں کہ اس واقعہ میں اس قوم کے لیے بہت سے نشان ہیں جو حق بات کو سنتے ہیں- آؤ ہم پھر تمہیں آفاقی سیر کرائیں اور تم کو اپنے نشانوں کی طرف توجہ دلائیں پس تم دیکھو کہ اسی کی قدرت کے نشانوں میں سے ہے کہ تم کو ہلاکت کے خوف اور فائدے کی طمع سے چمکتی بجلی دکھاتا ہے اور اوپر کی جانب سے تم پر پانی اتارتا ہے پھر اس پانی کے ساتھ زمین کو خشکی کے بعد تازہ کر دیتا ہے- وہی زمین ہوتی ہے کہ خشک بنجر کی طرح اس کے دیکھنے کو جی نہیں چاہتا' وہی ہے کہ بارش کے بعد اس کا سبزہ ایسا لہلہاتا ہے کہ گویا کہ فرش زمرد بن رہا ہے بیشک اس واقعہ میں عقل مند قوم کے لیے بہت سے نشان ہیں اور سنو اسی کی قدرت کے نشانوں میں سے ہے کہ آسمان وزمین اس کے حکم سے قائم ہیں جو کچھ ان میں ہوتا ہے اسی حکم سے ہوتا ہے- اس موجود ہیئت کے بعد ایک وقت آئے گا یہ سب کچھ فنا ہو جائیگا پھر جب ایک دفعہ تم کو زمین سے نکالنے کے لیے پکارے گا تو تم فوراً نکل آؤ گے اور اس کے حضور میں جمع ہو جاؤ گے- سنو اور غور کرو کہ جو لوگ آسمانوں اور زمین میں ہیں سب اسی کے مملوک غلام ہیں اور سیاسی احکام میں سب اسی کے فرمانبردار ہیں اور سنو وہی قادر اور قیوم ہے جو اول بار مخلوق کو پیدا کرتا ہے پھر اس کو فنا کی طرف لوٹا دیتا ہے اور وہ لوٹا دینا اس پر پیدا کرنے سے آسان تر ہے-

وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٢٧﴾ ضَرَبَ
اور آسمان و زمین میں اس کی شان بہت ہی بلند ہے اور وہ بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے- اس نے تمہارے
لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ۭ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَاۗءَ فِيْ
سمجھانے کو تم ہی میں کی ایک مثال تم کو بتلائی ہے کیا تمہارے مملوک غلاموں میں کوئی ہے کہ جو کچھ ہم نے تم کو دیا ہے اس میں وہ
مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَاۗءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ
تمہارے ایسے شریک ہوں کہ تم اور وہ اس میں برابر ہو ان سے تم ایسا خوف کرو جیسے اپنے بھائیوں سے تم ڈرتے ہو- اسی طرح
نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿٢٨﴾ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَهْوَاۗءَهُمْ بِغَيْرِ
ہم عقلمند لوگوں کے لئے دلائل بیان کرتے ہیں لیکن جو لوگ ظالم ہیں وہ محض جہالت سے اپنی خواہشات کے پیچھے
عِلْمٍ ۚ فَمَنْ يَّهْدِيْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ۭ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿٢٩﴾ فَاَقِمْ وَجْهَكَ
چلتے ہیں پھر جس شخص کو خدا ہی گمراہ کرے اس کو کون راہ دکھا سکتا ہے اور کوئی ان کا مددگار نہیں ہوگا- پس تو ایک طرف ہو کر اپنے
لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۭ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۭ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ۭ
آپ کو خالص دین کی طرف لگا رکھ اللہ کی بنائی ہوئی سرشت جس پر اللہ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے اختیار کر- اللہ کی بناوٹ میں تبدیلی مناسب نہیں

اور آسمان و زمین میں اس کی شان بہت ہی بلند ہے اور وہ بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے- دیکھو اس نے تمہارے سمجھانے کو تم ہی میں کی ایک مثال تم کو بتلائی ہے پس غور سے سنو! کیا تمہارے مملوک غلاموں میں کوئی ہے جو کچھ ہم نے تم کو دیا ہے اس میں وہ تمہارے ایسے شریک ہوں کہ تم اور وہ اس نعمت میں برابر ہو ان سے تم ایسا خوف کرو جیسے اپنے برابر کے بھائیوں سے تم ڈرتے ہو کہ مبادا کوئی غلطی ہو جائے تو ہم کو مؤاخذہ کریں- بتلاؤ تمہارا کوئی غلام ایسا مختار کار برابر کا شریک ہے؟ یقیناً تم کہو گے کہ کوئی نہیں تو کیا تم جانتے نہیں کہ ساری مخلوق خدا کی مملوک غلام ہے پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ مالک مختار خدا کے اختیار میں اس کے مملوک غلام شریک ہو سکیں- ہرگز نہیں- اس لیے تم یقیناً سمجھو کہ

ہست سلطانی مسلّم مر ورا نیست کس را زہرہ چون وچرا

اسی طرح ہم عقلمند لوگوں کے لیے دلائل بیان کرتے ہیں' گو ان دلائل کا روئے سخن تو سب کی طرف ہوتا ہے مگر فائدہ ایسے عقلمندوں ہی کو ہوتا ہے جو اس بات کی تہ تک پہنچتے ہیں کہ مالک الملک لاشریک کی تابعداری میں سب کچھ ملتا ہے' غیروں سے نہیں ملتا- لیکن جو لوگ ظالم ہیں یعنی مالک اور غلاموں کو یکساں ہی جانتے ہیں وہ محض جہالت سے اپنی خواہشات کے پیچھے چلتے ہیں' جدھر طبیعت کا رخ ہوتا ہے چلے جاتے ہیں- اس سے مطلب نہیں کہ وہ راستہ کدھر کو جاتا ہے اور کہاں کو لے جاتا ہے پھر جس شخص کو اس کی جہالت کے باعث خدا ہی گمراہ کرے اس کو کون راہ دکھا سکتا ہے کیونکہ وہ دانستہ ضد میں ہلاک ہوئے ہیں- اس لیے ان کو اس ضد کی سزا ملے گی اور کوئی ان کا مددگار نہیں ہوگا پس جبکہ سب کچھ خدا کے قبضے میں ہے تو تو اے نبی! ایک طرفہ ہو کر اپنے آپ کو خالص دین کی طرف لگا رکھ اللہ کو بنائی ہوئی انسانی سرشت جس پر اللہ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے اختیار کر یعنی ایک ہی مالک کی اطاعت لازم پکڑ- باقی مصنوعی خداؤں کی بندگی اور اطاعت کرنے میں ان کی طرف دھیان بھی نہ دے کہ کیا کہتے ہیں جو سرشت خدا نے بنائی ہے اسی کا پابند رہ کیونکہ اللہ کی بناوٹ میں تبدیلی مناسب نہیں-

ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَ

یہی مضبوط طریق ہے لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے تم اسی کی طرف رجوع ہو کر اس

اتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا

تعلیم کے پابند رہنا اور اس سے ڈرتے رہنا اور نماز قائم رکھنا اور مشرکوں سے کبھی نہ بننا جنہوں نے اپنے دین میں تفرقہ ڈالا اور گروہ گروہ

دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ۭ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝

ہوگئے ہر فریق کے پاس جو کچھ ہے وہ اسی پر خوش ہے

یہی مضبوط طریق ہے جس پر کوئی آفت اور غلطی نہیں آنے کی لیکن بہت سے لوگ اس تعلیم کو نہیں جانتے مگر تم مسلمانوں نے اسی اللہ کی طرف رجوع ہو کر اس تعلیم کے پابند رہنا اور اس سے ڈرتے رہنا اور نماز قائم رکھنا اور اس بات کا خیال رکھنا کہ ان مشرکوں سے کبھی نہ بننا جنہوں نے اپنے دین میں تفرقہ ڈالا اور گروہ گروہ[1] ہوگئے تم جانتے ہو یہ کون لوگ ہیں یہی لوگ ہیں جو اپنے آپ کو اہل کتاب کہتے ہیں مگر ان میں فرقوں کا شمار آسمان کے ستاروں سے متجاوز نہیں تو شاید کم بھی نہیں اختلاف کی یہ کیفیت ہے کہ ایک فریق مسیح کو بندہ اور انسان کہتا ہے' دوسرا فریق اس کو خدا مانتا ہے گویا آسمان و زمین کا فرق بھی ان کے اختلاف کے سامنے ہیچ ہے پھر لطف یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک فریق کے پاس جو کچھ ہے وہ اسی پر خوش ہے۔ عیش و عشرت کی حالت میں تو یہ لوگ کسی کی سنتے نہیں۔

---

[1] اس آیت میں مسلمانوں کو تفرقہ کرنے سے سخت ممانعت کی گئی ہے ایک اور موقع پر اس سے بھی زیادہ سختی کے ساتھ منع ہے' جہاں ارشاد ﴿ان الذين فرقوا دينهم و كانوا شيعا لست منهم في شئى انما امرهم الى الله ثم ينبئهم بما كانوا يفعلون﴾ (پ: ۸/ع: ۷) یعنی جو لوگ دین میں تفرقے ڈال کر گروہ گروہ بن گئے ہیں اے نبی! تیرا ان سے کوئی تعلق نہیں' ان کا کام خدا کے سپرد ہے وہی ان کے اعمال کا پتہ ان کو بتلادے گا۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی ایک آیات اور احادیث ہیں جن میں تفریق کرنے سے سخت منع ہے اور اتفاق اور اتحاد کی بڑی تاکید ہے۔ اسرار شریعت پر غور کرنے سے یہ بات بخوبی ذہن نشین ہوتی ہے کہ تفریق پر جس قدر ناراضگی ہے کسی پر نہیں۔ لیکن غور طلب بات یہ ہے کہ اتفاق کے معنی کیا ہیں؟ کیا یہ معنی ہیں کہ جو کسی ایک عالم کی کسی مسئلہ میں رائے ہو وہی کل جہان کے مسلمانوں کی ہو۔ سرمو اس میں کسی کو اختلاف نہ ہو' یہ تو ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اس زمانہ کو تو جانے دیجئے مسلمانوں کے اول طبقہ میں بھی اس کا ظہور نہیں ہو سکا۔ ایک صحابی کی تحقیق ایک مسئلہ میں کچھ ہے تو دوسرے کی کچھ۔ بلکہ سچ پوچھیے تو آج جن مسائل اختلافیہ میں اختلاف ہے وہ اسی اختلاف پر متفرع ہے جو صحابہ کے مابین تھا گویا اس کو مزید جلا دی گئی ہے۔

اسلامی تاریخ پر عبور کرنے سے یہ امر یقین کے درجے تک پہنچتا ہے کہ گو صحابہ کرام میں اختلاف تھا مگر اس اختلاف نے ان پر یہ اثر نہ کیا تھا کہ تفریق کے درجے تک پہنچتے بلکہ وہ باوجود اختلاف کے سب ایک ہی گروہ ایک ہی قوم اور ایک ہی نیشن تھے۔ اگر ان میں سے کسی عالم کی رائے میں ایک مسئلہ غلط تھا تو ہر حال میں غلط تھا خواہ اس کا قائل کوئی ہو۔ اس طرح کے اختلاف کا اثر حدیث نبوی میں رحمت سے بیان کیا گیا ہے چنانچہ ارشاد ہے اختلاف امتی رحمة (یعنی مسلمانوں کا اختلاف موجب رحمت ہے) لیکن یہ اختلاف جو آج کل ہم نے پیدا کر رکھا ہے اس کی مثال بعینہ یہ ہے کہ ایک کنبہ کا مورث اعلیٰ اپنا ایک وسیع مکان چھوڑ گیا اور حکم دے گیا کہ میرے وارث خواہ کسی حال میں ہوں اسی مکان کے اندر ہیں سب مل کر گزارہ کریں مکان کا نام ایک ہی ہو رہنے والوں میں کوئی تمیز نہ ہو خواہ وہ کالے ہوں یا گورے غریب ہو یا امیر مگر وارثوں نے مورث اعلیٰ کی اس وصیت پر عمل نہ کیا بلکہ اس مکان کو کئی ایک حصوں میں کر کے الگ الگ نام تجویز کر لیے جس سے اس مکان کی اصلی ہیئت اور شکل میں بھی نمایاں فرق ہے ==

وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيبِينَ اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَآ اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ

اور جب ان لوگوں کو کسی قسم کی تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے پروردگار کی طرف جھک جھک کر اس کو پکارتے ہیں پھر جب وہ ان کو اپنی رحمت

رَحْمَةً اِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ۞ لِيَكْفُرُوا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۚ فَتَمَتَّعُوا

سے کچھ حصہ دے دیتا ہے تو فوراً ان میں سے ایک گروہ اپنے پروردگار کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں تاکہ ہمارے دیئے کی ناشکری کریں۔ پس گزارہ کرلو

فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۞

آئندہ زمانہ میں جان جاؤ گے

اور نہ مانتے ہیں البتہ جب ان لوگوں کو کسی قسم کی تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے پروردگار کی طرف جھک جھک کر اس کو پکارتے ہیں۔ دعائیں کرتے ہیں حاجات مانگتے ہیں۔ عاجزی کرتے ہیں گویا یہ شعر انہی کے حق میں ہے ؎

عامل اندر زمان معزولی شیخ شبلی وبایزید شوند

پھر جب وہ پروردگار محض اپنے فضل سے ان کو اپنی رحمت سے کچھ حصہ دے دیتا ہے تو فوراً ان لوگوں میں سے ایک گروہ اپنے پروردگار کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں۔ جو نعمت خدا نے دی ہے اس کو غیروں کی طرف نسبت کرتے ہیں ہمارے دیئے میں غیروں کا تصرف مانتے ہیں یہ اس لیے کرتے ہیں ہمارے دیئے کی ناشکری کریں پس لوگوں چندروزہ گزارہ کرلو۔ آئندہ زمانہ میں اس کی حقیقت جان جاؤ گے کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔

= جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اگر ایک گھرانے والوں کو کوئی تکلیف آئے تو دوسرے اس سے بے خبر ہیں بلکہ وہ مشہور کرتے ہیں کہ یہ گھرانا اسی لائق ہے ایسے اختلاف سے دانا سمجھ سکتے ہیں کہ اس خاندان کی قدر و منزلت دنیا کی نظروں میں کیا رہے گی۔

اب ہم اس مثال کی واقعات سے تشریح کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا ﷺ کا بڑا عالیشان وسیع مکان چھوڑ گئے تھے اور حکم فرما گئے تھے کہ باہمی پھوٹ نہ ڈالنا۔ ایک دوسرے سے الگ نہ ہونا المسلمون کید واحد (مسلمان سب ایک ہاتھ ہیں) ہمارے سلف نے تو اس وصیت نبوی کی کچھ دیر تک قدر کی جن میں اختلاف مسائل ہوتا تھا مگر اس اختلاف کو وہ ایک خاندان کے باہمی اختلاف رائے کے برابر جانتے تھے۔ نہ اس اختلاف پر کوئی ان میں تفریق تھی نہ علیحدگی۔ اگر مسئلہ میں ایک مجتہد سے موافق ہیں تو دوسرے میں ان کی تحقیق' اگر دوسری جانب ان کو رہنمائی کرتی تو اسی طرف ہو جاتے۔ جن لوگوں نے امام محمد کی تصنیفات مؤطا' کتاب الحج وغیرہ دیکھی ہو گی وہ ہمارے اس بیان کی کامل تصدیق کر سکتے ہیں۔ ان سے بعد مفسرین کی روش کو دیکھئے کہ ان کو کبھی اس بات سے عار نہیں ہوا کہ ہم امام ابو حنیفہ سے موافقت کیوں کریں یا امام شافعی کی کیوں نہیں بلکہ اگر ایک مقام پر امام شافعی سے متفق ہیں تو دوسرے مقام پر امام ابو حنیفہ سے موافق ہیں۔ مثال کے طور پر مشہور درسی تفسیر جلالین کو دیکھئے کہ ثلاثة ایام فی الحج والی آیت کی تفسیر ایسی کی ہے کہ امام شافعی کی تحقیق سے موافق ہے مگر آیت تیمم کی امام ابو حنیفہ کے مذہب سے مطابق کی ہے چنانچہ لکھتے ہیں فاضربو اضربتین مع المرفقین یعنی تیمم میں دو دفعہ مٹی پر ہاتھ مار کر کہنیوں تک ملو۔ حالانکہ امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ ایک ضربہ (دفعہ) ہو اور ہاتھوں کے پہنچوں تک ملا جائے' دیکھئے اس جلیل الشان مفسر کو ہرگز اس بات سے عار نہیں ہوئی کہ میں ایک نہیں بہت سی جگہ امام شافعی سے موافقت کرتا ہوں بلکہ اسی موافقت کی وجہ سے متاخرین اس کو شافعی مذہب کا مقلد کہتے ہیں حالانکہ وہ اس مقام پر امام ابو حنیفہ سے مطابقت کرتا ہے گو دلیل اس قول کی بھی ایسی کچھ قوی نہیں مگر مصنف کی تحقیق نے اس کو مجبور کیا اس لیے اس نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی یہی سلف کے معتبر علماء کرام کا طریق تھا لیکن جب چوتھی صدی ہجری میں ضدیوں اور تفرقہ اندازوں کی کثرت ہوئی تو انھوں نے اس وسیع مکان کو متعدد کوٹھڑیوں میں تقسیم کر دیا چنانچہ استاد الہند حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی قدس سرہ رسالہ انصاف فرماتے ہیں کہ =

اَمۡ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡهِمۡ سُلۡطٰنًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوۡا بِهٖ يُشۡرِكُوۡنَ ۝ وَاِذَاۤ اَذَقۡنَا

کیا ہم نے ان پر کوئی سند اتاری ہے کہ اس سے ان کے شرک کا ثبوت ملتا ہے اور ان لوگوں کو جب ہم رحمت

النَّاسَ رَحۡمَةً فَرِحُوۡا بِهَا‌ ؕ وَاِنۡ تُصِبۡهُمۡ سَيِّئَةٌ ۢ بِمَا قَدَّمَتۡ اَيۡدِيۡهِمۡ اِذَا هُمۡ

چکھاتے ہیں تو اس سے خوش رہتے ہیں اور اگر ان کی بداعمالی کی وجہ سے ان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو فوراً بے امید

کیا ہم نے ان پر کوئی سند اتاری ہے کہ اس سے ان کے شرک کا ثبوت ملتا ہے اور وہ ان کے شرک کو جائز بتلاتی ہے ان کی کیفیت تو یہ ہے کہ ان لوگوں کو جب ہم رحمت کا ذائقہ چکھاتے ہیں تو اس سے خوش ہو جاتے ہیں اور اگر ان کی بداعمالی کی وجہ سے ان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو فوراً بے امید

= ﴿اعلم ان الناس كانوا في المائة الاولى والثانية غير مجتمعين على التقليد لمذهب واحد بعينه﴾ (صفحه: ۵۷)

پہلی اور دوسری صدی ہجری میں لوگ کسی ایک مجتہد معین کے مذہب کے مقلد نہ تھے بلکہ جہلاء علماء سے پوچھتے اور علماء کتاب و سنت سے لیتے۔ حجۃ اللہ میں فرماتے ہیں کہ :

﴿اعلم ان الناس كانوا قبل المائة الرابعة غير مجتمعين على التقليد لمذهب واحد﴾(مصری، جلد اول، صفحه: ۱۵۲)

چوتھی صدی سے پہلے کے لوگ مذاہب ائمہ میں سے ایک معین مذہب کے مقلد نہ تھے بلکہ سب کے سب قرآن و حدیث کے نام لیوا تھے

علامہ ابن الہمام شارح ہدایہ نے لکھا ہے :

﴿كانوا يستفتون مر واحد اومر غيره غير ملتزمين مفتيا واحدا﴾ (انصاف)

یعنی پہلے زمانوں کے عام لوگ کبھی کسی عالم سے مسئلہ پوچھ لیتے کبھی کسی سے ایک ہی کا ان کو التزام نہ تھا۔

یہ تو تھا اس زمانہ کا حال جس کو خیر القرون کہا جاتا ہے باوجودیکہ ان لوگوں میں سیاسی معاملات میں کشت و خون تک نوبت پہنچی تھی مگر یہ تفریق نہ تھی کہ تم کون ہو۔ مسلمان جواب ملتا ہے۔ ارے مسلمان تو ہوئے یہ تو بتاؤ کس مذہب سے ہو۔ اللہ اکبر ان کے نزدیک اسلام کوئی مذہب ہی نہیں محض ایک بیکار چیز بطور تبرک کے ہے۔ اسلام اگر مذہب نہیں تو پھر مذہب کس جانور کا نام ہے ؟ ایک فریق کے سامنے یہ ظاہر کیا جائے کہ یہ مسئلہ قرآن و حدیث کا ہے تو اس مسئلہ کی تکذیب اور اس پہ عمل کرنے والے کی توہین کریں گے مگر جب اس سے یوں کہا جائے کہ میں فلاں مجتہد کا پیرو ہوں اور یہ مسئلہ انہی کا مذہب ہے تو جو خفگی پہلے اس پر کی گئی تھی شمہ بھر نہیں رہتی اور کھلے لفظوں میں کہا جاتا ہے کہ فلاں مجتہد کے مقلد ہو کر رہو تو اس مسئلہ پر عمل کر لو ورنہ نہیں۔ کیسا غضب ہے ؟ بھلا اگر وہ مسئلہ سرے سے غلط تھا اور قرآن و حدیث اس کی شہادت نہیں دیتے تھے تو جس صورت میں وہ کسی مجتہد کا مقلد ہو جائیگا اس صورت میں وہ کیونکر صحیح اور غیر قابل مواخذہ ہوگا۔ اسی کا نام ہے تفریق کہ گویا ایک بڑی سلطنت کو جانشینوں نے چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم کر کے اپنے اپنے لیے الگ الگ قانون تجویز کر لیے۔ اللہ اکبر۔ یہ تو حال صرف اہل سنت کا ہے۔ ابھی شیعوں کی تفریق باقی ہے جو سینہ فگار زخم لگانے والی ہے۔ کیوں نہیں یہ تمام لوگ اس بات پر متفق ہوتے کہ جو کچھ قرآن و حدیث میں ہے ہمارا اسی پر عمل ہے اور ہمارا مذہب اسلام ہے آہ ؎

ہند کو اس طرح اسلام سے بھر دے اے شاہ کہ نہ آئے کوئی آواز جز اللہ اللہ

مختصر یہ کہ اختلاف رائے اور چیز ہے اور تفریق اور چیز۔ تفریق نام ہے فرقہ بندی کا اور اختلاف رائے نام ہے اختلاف تحقیق کا۔ ہم کو چاہیے تھا کہ ہم تمام لوگ مسلمان ہوتے اور اسلام ہمارا مذہب ہوتا کسی قسم کی تفریق مذہبی ہم میں نہ ہوتی۔ اختلاف رائے کو اپنی حد پر رکھتے۔ جیسا پہلے طبقے کے لوگوں میں دستور تھا۔ خدا رحم کرے اس بندے پر جو اس تفریق کے مٹانے میں کوشش کرے۔

﴿یرحم الله عبدا قال آمین﴾ (منه)

يَقْنَطُوْنَ ﴿۳۶﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ

ہو جاتے ہیں کیا انھوں نے اس پر کبھی غور نہیں کیا کہ اللہ ہی جس کے لئے چاہتا ہے رزق فراخ کر دیتا ہے اور تنگ کر دیتا ہے۔ بیشک

لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۳۷﴾ فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ؕ

اس میں ایمان لانے والی قوم کے لئے بہت سے نشان ہیں' پس تم اپنے قرابت داروں مسکینوں اور مسافروں کو حقوق دیا کرو

ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۫ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَمَآ

جو لوگ خدا کی رضا چاہتے ہیں ان کے لئے یہ طریق بہت اچھا ہے اور یہی لوگ کامیاب ہوں گے اور جو مال تم

اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۟ فِىْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ

دو گے کہ لوگوں کے مال میں بڑھے تو وہ اللہ کے نزدیک نہیں بڑھتا اور جو تم خیرات دو گے جس

زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ﴿۳۹﴾ اَللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ

کے ساتھ تم اللہ کی خوشنودی کے طالب ہو تو ایسے لوگ ہی بڑھانے والے ہیں اللہ وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا

ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ

پھر تم کو رزق دیا پھر تم کو مار دے گا پھر تم کو زندہ کرے گا بھلا تمہارے معبودوں میں بھی کوئی ہے جو ان میں سے کچھ بھی

ہو جاتے ہیں یہ بھی ایک قسم کی خدا کے ساتھ بے ادبی ہے جن کی وجہ سے آخر کار ایمان سلب ہو جاتا ہے۔ کیا یہ لوگ اس قدر تلون کرتے ہیں؟ انھوں نے اس بات پر کبھی غور نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ ہی جس کے لیے چاہتا ہے رزق فراخ کر دیتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔ ہر آن تو مخلوق اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ بے شک اس بیان میں ایمان لانے والی قوم کے لیے بہت سے نشان ہیں چونکہ فراخیٔ رزق بھی محض خدا کے حکم سے ہے اور وہ دے کر چھیننے پر بھی قدرت رکھتا ہے پس تم اپنے قرابت داروں' مسکینوں اور مسافروں کو حقوق دیا کرو' اگر وہ غریب ہیں اور تم مالدار ہو تو ان کو نقدی سے امداد دو اور وہ امیر ہوں مگر ان کو تمھاری طرف کسی قسم کی حاجت ہے تو ان کی اس حاجت میں مدد کرو۔ جو لوگ خدا کی رضا چاہتے ہیں ان کے لیے یہ طریق بہت اچھا ہے اور یہی لوگ آخرت میں کامیاب ہوں گے اور اگر غرباء کو امداد دینے کی بجائے الٹے ان سے لینے لگو گے تو سنو! جو مال[1] تم لوگوں کو اس نیت سے بطور قرض کے دو گے کہ لوگوں کے مال میں بڑھے اور بڑھ کر تمہارے پاس واپس آئے تو وہ اللہ کے نزدیک نہیں بڑھتا یعنی یہ مت سمجھو کہ اس کا تم کو کوئی نیک بدلہ ملے گا کیونکہ اس کا بدلہ تم یہاں لے چکے اور جو تم خیرات کے طور پر کچھ دو گے جس کے ساتھ تم اللہ کی خوشنودی کے طالب ہو تو کچھ شک نہیں کہ تم کو اس میں سراسر فائدہ ہی فائدہ ہے کیونکہ ایسے لوگ ہی اللہ کے نزدیک مال کو بڑھانے والے ہیں۔ سنو! اللہ تعالیٰ جو تم کو مال کے خرچنے کا حکم دیتا ہے وہ بے وجہ نہیں یعنی یہ نہیں کہ اس کا تم پر کوئی حق نہیں بلکہ وہی ہے جس نے تم کو اول بار پیدا کیا پھر تم کو رزق دیا پھر ایک مدت تک پرورش کر کے تم کو مار دے گا پس یہ تو ہوئے حق زندگی کے اس پار کے واقعات۔ پھر ان سے بعد اس پار کے واقعات یہ ہیں کہ دوبارہ تم کو زندہ کرے گا تا کہ تم کو تمہارے نیک و بد اعمال کا بدلہ دے۔ یہ سب کام اسی خالق کائنات کے حکم سے ہوتے ہیں۔ بھلا تمہارے مصنوعی معبودوں میں بھی کوئی ہے۔

[1] ربا کے معنے اس جگہ مال مستلزم ربوا ہے فافهم

ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ؀ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَ

کر سکے وہ پاک ہے اور ان کے شرک سے بلند ہے خشکی اور تری میں انسانوں کی بداعمالی سے

الْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ

فساد ظاہر ہوتا ہے تاکہ ان کے اعمال کا کسی قدر بدلہ ہم ان کو چکھائیں کہ وہ رجوع کریں۔ تو

يَرْجِعُوْنَ ؀ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ

کہہ ملک میں سیر کرو پھر دیکھو پہلے لوگوں کا انجام کیسا ہوا؟ جن میں سے

قَبْلُ ۭ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِيْنَ ؀ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ

بہت سے مشرک تھے۔ پس تم اپنے آپ کو مضبوط دین پر قائم کرلو اس سے پہلے

اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ يَوْمَىِٕذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ ؀ مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ

کہ وہ دن آئے جس کو اللہ کی طرف سے ہٹنے کا حکم نہ ہوگا اس روز سب لوگ الگ الگ ہو جائیں گے جس کسی نے کفر کیا ہوگا اس کے

كُفْرُهٗ ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ ؀ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

کفر کا وبال اسی پر ہوگا اور جس نے نیک عمل کئے ہوں گے وہ اپنے ہی لئے تیاری کرتے ہیں۔ اللہ ایمانداروں اور نیک کرداروں کو

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ

محض اپنے فضل سے بدلہ دے گا

جو ان کاموں میں سے کچھ بھی کر سکے؟ یعنی اول وار مخلوق کو پیدا کرے یا رزق دے سکے یا مخلوق کو مار سکے یا دوبارہ زندہ کرنے پر قدرت رکھتا ہو؟ کوئی نہیں تو تم مسلمانو! یقیناً جانو کہ وہ خدا ان کی اس قسم کی بیہودہ گوئیوں سے پاک ہے اور ان کے شرک سے بلند ہے یعنی اس کے دامن اقدس تک ان کے شرک کا غبار بھی نہیں پہنچ سکتا۔ ہاں اس جہان میں ان کی بداعمالی کا اثر ضرور ہوتا ہے کہ خشکی اور تری میں انسانوں کی بداعمالی سے فساد ظاہر ہوتا ہے یعنی خشکی پر قحط سالی' بیماری وغیرہ آفات کا ظہور بھی اسی وجہ سے ہوتا ہے اور سمندروں میں طوفان اور غرقابی بھی اسی سبب سے ہوتی ہے کہ لوگوں کے اعمال قبیحہ اپنی حد سے متجاوز ہو جاتے ہیں۔ پھر خدا کی طرف سے تازیانہ سزا ان کو لگایا جاتا ہے تاکہ ان کے اعمال قبیحہ کا کسی قدر بدلہ ہم (خدا) ان کو چکھادیں کہ وہ آئندہ کو ناشائستہ حرکات سے رجوع کریں اور نیک اطوار بن جائیں۔ اے نبی! تو ان سے کہہ اگر تم اعتبار نہیں کرتے تو ملک میں سیر کرو پھر دیکھو کہ پہلے لوگوں کا انجام کیسا ہوا تھا جن میں سے بہت سے مشرک تھے اور شرک پر اڑ کر انبیاء علیہم السلام کا مقابلہ کرتے اور سخت مخالفت پر کمربستہ رہتے تھے۔ یہاں تک کہ ان کی تباہی کا وقت آ گیا۔ پس وہ ہلاک کئے گئے اس لئے ہم تم کو ایک ضروری حکم دیتے ہیں کہ تم اپنے آپ کو مضبوط دین اور خالص توحید پر بہت جلدی قائم کرلو' اس سے پہلے کہ وہ دن یعنی روز قیامت آئے جس کو اللہ کی طرف سے ہٹنے کا حکم نہ ہوگا۔ جب اللہ کی طرف سے التوا کا حکم نہ ہوگا تو اور کسی کی کیا مجال کہ اس کو ہٹا سکے پس وہ دن ضرور آئے گا۔ اس روز مومن کافر سب لوگ ایک دوسرے سے الگ الگ ہو جائیں گے۔ اس روز کے فیصلہ کا عام اصول یہ ہے کہ جس کسی نے کفر کیا ہوگا وبال اسی کی گردن پر ہوگا اور جس نے نیک عمل کئے وہ اپنے اعمال حسنہ کا پھل پائیں گے۔ کیوں کہ وہ دنیا میں اپنے ہی لیے تیاری کرتے ہیں نتیجہ اس کا یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ایمانداروں اور نیک کرداروں کو محض اپنے فضل سے اچھا بدلہ دے گا۔

اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّلِيُذِيْقَكُمْ

وہ کافروں سے محبت نہیں رکھتا اور اسی کے نشانوں میں سے یہ ہے کہ ہواؤں کو بھیجتا ہے کہ خوشخبری پہنچائیں اور تم

مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

کو اپنی رحمت چکھا دے اور بیڑے اس کے حکم سے چلیں اور تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو اور تاکہ تم شکر کرو

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا

اور ہم نے تجھ سے پہلے کئی رسول ان کی قوموں کی طرف بھیجے۔ پھر وہ ان کے پاس کھلے کھلے دلائل لائے پس

مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا ۭ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ

ہم نے ان مجرموں سے بدلہ لیا اور مومنوں کی مدد کرنا ہم پر لازم ہے۔ اللہ وہی ہے جو ہواؤں کو

الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ

بھیجتا ہے پھر وہ بادلوں کو اٹھا لاتی ہے پھر خدا ان کو آسمان میں جس طرح سے چاہتا ہے پھیلا دیتا ہے

اور یہ تو اس کا عام قانون ہے کہ وہ کافروں سے محبت نہیں رکھتا۔ لوگ خیال کرتے ہیں کہ کافروں سے اگر محبت نہیں تو دنیا میں ان کو اس قدر ثروت کیوں دے رکھی ہے؟ کیوں ایک ہی دم میں سب کو ہلاک نہیں کر دیتا۔ حقیقت میں یہ خیال انکی کم ظرفی سے پیدا ہوتا ہے۔ مخلوق کی پرورش کرنا تو اس کی صفت ربوبیت کا تقاضا ہے اور رحمت اور محبت اس کی صفت رحمانیت کا تقاضا ہے جو اعمال صالحہ سے تعلق رکھتی ہے۔ اس قسم کے لوگوں سے بڑھ کر ایسے لوگ بھی ہیں جو سرے سے خدا کے وجود ہی سے منکر ہیں اور وہ اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ دنیا کا گورنر (اعلیٰ حکمران) کوئی ایسے لوگوں کے سمجھانے کو بتلاؤ کہ آسمان و زمین سب اسی کی قدرت کے نشانات ہیں۔ اسی کے نشانوں میں سے یہ ہے کہ بارش سے پہلے ٹھنڈی ہواؤں کو اس غرض سے بھیجتا ہے کہ لوگوں کو خوشخبری پہنچاویں۔ کیا قدرت کا نظارہ ہے کہ آن کی آن میں سخت دھوپ ہوتی ہے فوراً ہی سرد ہوا چلنے لگتی ہے جس سے گرمی کی آگ پر گویا پانی پڑ جاتا ہے۔ اس سے بعد چھما چھم بارش آجاتی ہے تاکہ تمہاری گرمی کو مٹائے اور تم کو اپنی رحمت چکھائے۔ بارش کے ساتھ تمہارے لیے رزق پیدا ہوتا ہے جو خدا کی بڑی نعمت ہے اور سمندروں اور بڑے بڑے دریاؤں میں بیڑے اس کے حکم سے چلیں کیونکہ پانی نہ ہو تو جہاز وغیرہ کیسے چلیں گے اور جہاز اس لیے چلتے ہیں تاکہ تم بذریعہ تجارت کر کے اس کا فضل تلاش کرو یعنی ادھر کا مال ادھر لے جاؤ اور ادھر کا مال ادھر لے آؤ اور یہ بیان تم کو اس لیے سنایا جاتا ہے تاکہ تم شکر کرو اور سنو یہی سبق سکھانے کے لیے ہم نے تجھ سے پہلے اے نبی! کئی رسول ان کی قوموں کی طرف بھیجے پھر وہ ان کے پاس کھلے کھلے دلائل اور احکام لائے مگر انہوں نے ان کی تکذیب ہی کی اور مخالفت ہی پر جمے رہے۔ پس ہم نے ان مجرموں سے پورا بدلہ لیا اور ایمانداروں کی مدد کی کیونکہ مومنوں کی مدد کرنا ہم (خدا) پر لازم ہے۔ اگر ایمانداری میں مضبوط رہیں اور چند روزہ تکالیف پر صبر کریں تو اللہ کی طرف سے ضرور ان کی مدد ہوتی ہے کیونکہ وہ اللہ کے احکام کی تبلیغ کرنے میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اس لیے خدا ان کے حال سے آگاہ ہوتا ہے۔ آخر اللہ وہی تو ہے جس کا قبضہ دنیا کی تمام چیزوں پر ہے ایسی چیزوں پر بھی ہے جو دنیا کے کسی بادشاہ کے قبضے میں نہیں ہیں۔ دیکھو تو وہی ہواؤں کو وقت مقرر پر بھیجتا ہے۔ پھر وہ ہوائیں بادلوں کو اٹھا لاتی ہیں پھر خدا ان بادلوں کو زمین و آسمان کے درمیان پولان میں جس طرح سے چاہتا ہے پھیلا دیتا ہے۔

وَيَجْعَلُهُ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَإِذَآ أَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ

اور ان کو ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دیتا ہے پھر تم دیکھتے ہو کہ ان کے بیچ میں سے بارش نکلتی ہے پھر جب اس بارش کو اپنے بندوں میں سے

مِنْ عِبَادِهٖٓ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝ وَإِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ أَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ

جن پر چاہتا ہے پہنچاتا ہے تو فوراً وہ لوگ خوش ہو جاتے ہیں حالانکہ ان کے اترنے سے پہلے وہ ناامید ہوتے ہیں

لَمُبْلِسِيْنَ ۝ فَانْظُرْ إِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ

پس تم اللہ کی رحمت کے نشان دیکھو کہ کس طرح زمین کو خشک ہونے کے بعد تازہ کردیتا ہے

إِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَلَئِنْ أَرْسَلْنَا رِيْحًا

بیشک یہ خدا مردوں کو بھی زندہ کردے گا اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اور اگر ہم گرم لو ان پر بھیج

فَرَأَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ يَكْفُرُوْنَ ۝ فَإِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ

دیں پھر یہ اس کو پیلا دیکھیں تو اس کے بعد ناشکری کرنے لگ جائیں گے۔ پس تو مردوں کو نہیں سنا سکتا اور نہ بہروں

الصُّمَّ الدُّعَآءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ۝ وَمَآ أَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ۚ

کو آواز سنا سکتا ہے' جب وہ پیٹھ پھیر کر بھاگے جارہے ہوں اور نہ تو اندھوں کو گمراہی سے سیدھی راہ بتلا سکتا ہے

إِنْ تُسْمِعُ إِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝

تو تو انہی لوگوں کو سنا سکتا ہے جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں تو وہ تابعدار بھی ہو جاتے ہیں

اور کبھی ان کو ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دیتا ہے غرض کبھی ان کو ایک سطح پر پھیلا دیتا ہے کبھی متفرق ٹکڑے کر دیتا ہے پھر تم دیکھتے ہو کہ ان دونوں صورتوں میں ان کے بیچ میں سے بارش نکلتی ہے پھر جب اس بارش کو اپنے بندوں میں سے جن پر چاہتا ہے پہنچاتا ہے تو فوراً وہ لوگ خوش ہو جاتے ہیں حالانکہ اس کے اترنے سے پہلے وہ ناامید ہوتے ہیں آسمان کو تانبے کی صورت میں دیکھ کر آس توڑے ہوتے ہیں مگر جب حکم الٰہی سے بارش ہو جاتی ہے تو شاد شاد ہو جاتے ہیں پس تم اللہ کی رحمت کے نشان دیکھو کہ کس طرح زمین کو خشک ہونے بلکہ مرنے کے بعد تازہ کر دیتا ہے۔ وہی زمین ہوتی ہے کہ تنکا بھی اس پر نظر نہیں آتا وہی ہوتی ہے کہ سبزہ زار بن جاتی ہے۔ اس سے تم اس نتیجہ پر پہنچو کہ بے شک یہ خدا جس نے مردہ زمین کو پانی سے زندہ کر دیا ہے انسانی مردوں کو بھی زندہ کر دے گا اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ان کی کیفیت بھی زمانہ کے عجائبات سے ہے۔ کبھی تو ہمارے ایسے تابع ہوتے ہیں کہ بس جو چاہو کہہ لو' فرمانبردار ہیں' غلام ہیں۔ کبھی آسائش میں مغرور ہیں تو کبھی تنگی میں سرکش۔ آرام آسائش کرتے ہیں تو اکڑتے ہیں اور اگر کبھی ہم گرم لو ان پر بھیج دیں پھر یہ لوگ اس ہوا کے ساتھ اپنے کھیتوں کو زرد پیلا دیکھیں تو اس سے بعد یہ تو نہیں ہو گا کہ اپنے گناہوں کا اعتراف کر کے توبہ کریں بلکہ الٹے خدا کی نعمتوں کی ناشکری کرنے لگ جائیں گے جب ان کی یہ حالت ہے تو داناؤں کے نزدیک یہ لوگ بہرے بلکہ اندھے ہیں پس تو اے نبی! مردوں کو ہدایت کی باتیں نہیں بتلا سکتا اور نہ بہروں کو آواز سنا سکتا ہے خصوصاً جب وہ پیٹھ پھیر کر بھاگے جارہے ہوں اور نہ تو اندھوں کو گمراہی سے سیدھی راہ بتلا سکتا ہے تو تو انہی لوگوں کو سنا سکتا ہے جو ہماری آیتوں پر ایمان لانے کی خواہش رکھتے ہیں تو وہ سن کر تابعدار بھی ہو جاتے ہیں۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ

اللہ وہی ہے جس نے تم کو کمزور حالت میں پیدا کیا پھر بعد ضعف کے تم کو قوت دی- پھر بعد قوت کے تم میں ضعف

مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّشَيْبَةً ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْقَدِيْرُ ۝ وَ

اور بڑھاپا پیدا کردیتا ہے- خدا جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہ جاننے والا بڑی قدرت والا ہے اور

يَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ڏ مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ ۭ كَذٰلِكَ

جس روز قیامت قائم ہوگی مجرم لوگ قسمیں کھائیں گے کہ ایک گھڑی سے زائد نہیں ٹھہرے اسی طرح بہکے

كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتٰبِ

ہوئے تھے- جن لوگوں کو علم و ایمان دیا گیا ہوگا وہ کہیں گے اللہ کی کتاب کے مطابق تم

اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ ۡ فَھٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ فَيَوْمَىِٕذٍ

اٹھنے کے دن تک ٹھہرے رہے' لو اب یہ اٹھنے کا دن ہے لیکن تم نہیں جانتے تھے- پس اس روز

لَّا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ۝

ظالموں کی معذرت ان کو کچھ نفع نہ دے گی اور نہ ان کو واپس ہونے کی اجازت دی جائے گی

ان تیرے مخالف لوگوں کو بڑا شک قیامت کی دوبارہ زندگی میں ہے جس کے لیے ان کو چاہیئے تھا کہ خدا تعالیٰ کی قدرت کے نشانات دیکھتے پس ان کو کہو کہ اللہ وہی ذات پاک ہے جس نے تم کو کمزور حالت میں پیدا کیا' جب تم شیر خوار بچے ہوتے ہو تو کیا کچھ تم میں طاقت ہوتی ہے اور کہاں تک تم اپنے آپ سے مدافعت کر سکتے ہو؟ اتنی بھی نہیں کہ چیونٹی تم کو کاٹے تو تم اس کو ہٹا سکو پھر بعد اس ضعف کے تم کو قوت دی ایسی کہ جوانی کی عمر میں تم اس طاقت پر پہنچتے ہو کہ آوازہ کستے ہو ؎

آج میں وہ ہوں کہ رستم کو بھی گرا ڈالوں ۔ پہاڑ ہووے تو اک آن میں ہلا ڈالوں

پھر بعد قوت اور طاقت کے تم میں ضعف اور بڑھاپا پیدا کر دیتا ہے ایسا کہ کمر پر ہاتھ رکھ کر اٹھتے ہو- کبڑے ہو کر چلتے ہو- ہائے جوانی ہائے جوانی کے آواز کے منہ سے نکالتے ہو- اس وقت تم سمجھتے ہو کہ خدا جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور پیدا شدہ کو جب چاہتا ہے فنا کر دیتا ہے- اس لیے سب مخلوق اس کے ماتحت ہے اور وہ سب کے حال کو جاننے والا بڑی قدرت والا ہے پس تم اگر اپنی بھلائی چاہتے ہو تو اسی کو حکومت کا جوا اپنے کندھوں پر اٹھاؤ اور اس قسم کے شکوک کو دل میں نہ آنے دو کہ قیامت کوئی نہیں- یاد رکھو جس روز قیامت قائم ہوگی مجرم لوگ اس کا ہول دیکھ کر برزخ کا عذاب بھول جائیں گے اور قسمیں کھائیں گے کہ قبروں میں ایک گھڑی سے زائد نہیں ٹھہرے حالانکہ عالم برزخ میں مدت مدید تک مبتلائے عذاب رہیں گے مگر آخرت کا عذاب دیکھ کر سب کچھ بھول جائیں گے جیسے آخرت میں حق گوئی سے دور ہوں گے- اسی طرح یہ لوگ دنیا میں سیدھی راہ سے بہکے ہوئے تھے مگر جن لوگوں کو علم و ایمان دیا گیا ہوگا یعنی علم اور عمل دونوں جن کے حصے میں ہوں گے وہ کہیں گے کہ اللہ کی کتاب یعنی اس کے وعدے کے مطابق تم اٹھنے کے دن تک یعنی قیامت کے روز تک یہاں عالم برزخ قبروں وغیرہ میں ٹھہرے رہے اور عذاب سہتے رہے تو بس اب یہ اٹھنے کا دن آ گیا ہے لیکن تم نہیں جانتے تھے بلکہ تمہارے خیال میں اس کا تصور بھی نہ آتا تھا- پس اس روز ظالموں کی معذرت ان کو کچھ نفع نہ دے گی اور نہ ان کو دنیا کی طرف واپس ہونے کی اجازت دی جائے گی کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ دنیا میں جانے کی ان کو اجازت مل بھی جائے تو یہ لوگ پھر انہی کاموں میں لگ جائیں گے جن میں پہلے تھے-

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؕ وَلَئِنْ جِئْتَهُمْ بِاٰيَةٍ

اور ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کی مثالیں بتلائیں اور اگر تو کوئی نشان دکھا دیوے

لَيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ ۝ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى

تو کافر کہتے ہیں کہ تم تو نرے فریبئے ہو۔ اسی طرح اللہ جاہلوں کے دلوں پر

قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ

مہر لگا دیا کرتا ہے پس تو صبر کیا کر۔ اللہ کا وعدہ بے شک و شبہ حق ہے اور بے ایمان لوگ تجھ

الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ۝

کو چھچھورا نہ پائیں

سورۂ لقمان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۝ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ۝

میں ہوں اللہ سب سے بڑا علم والا۔ یہ آیتیں باحکمت کتاب کی ہیں جو ہدایت اور نیکوکاروں کے لئے رحمت ہے

الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ

جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں

اور وہی کام پسند کریں گے جو پہلے کرتے تھے دیکھو تو یہاں کیا کرتے ہیں ہم نے ان لوگوں کے لئے اس قرآن شریف میں ہر قسم کی مثالیں بتلائیں، کہیں عقلی دلائل بتلائے تو کہیں نقلی۔ کہیں قصص سنائے تو کہیں وعظ و نصیحت۔ مگر ان میں سے جو لوگ ضد اور عناد پر ہیں ان میں ذرہ بھی تبدیلی نہ ہوئی بلکہ بعض کے حق میں نتیجہ اور بھی برعکس ہوا یہ اسی کا اثر ہے کہ تجھ سے معجزات مانگتے رہتے ہیں اور اگر تو کوئی نشان معجزہ کا دکھا دیوے تو نہ ماننے والے کافر جھٹ سے کہتے ہیں کہ تم مسلمان تو نرے فریبئے اور دغاباز ہو ہتھکنڈوں سے ہمیں دھوکا دینا چاہتے ہو۔ کیا یہی تمہاری ایمانداری ہے؟ سنو! جس طرح ان کی حالت خراب ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ جاہلوں یعنی حق کے معاندوں کے دلوں پر مہر لگا دیا کرتا ہے پس تو ان کی تکالیف پر صبر کیا کر اور دل میں یقین رکھ کہ اللہ کا وعدہ بیشک و شبہ حق ہے اور اس میں کسی طرح کا شبہ نہیں۔ پس تو مضبوط اور مستقل مزاج رہ اور بے ایمان لوگ تجھ کو کسی طرح کا خفیف الحرکت اور چھچھورا نہ پاویں یعنی کسی قسم کی خفیف الحرکتی تجھ سے صادر نہ ہونی چاہئے بلکہ بڑی متانت سے رہا کر جیسی کہ بڑے مصلح اور ریفارمر کی شان ہونی چاہئے۔

سورت لقمان

میں ہوں اللہ سب سے بڑا علم والا۔ اپنے علم کے مقتضیٰ سے تم کو بتلاتا ہوں کہ یہ آیتیں باحکمت کتاب کی ہیں جو سب لوگوں کے لئے ہدایت اور نیکوکاروں کے لئے رحمت ہے۔ چونکہ ہر ایک اپنے خیالات اور مقالات میں نیک ہونے کا مدعی ہے اس لئے نیک بختوں کی تعریف ہم خود ہی بتلاتے ہیں کہ نیکوکار وہ ہیں جو بپابندیٔ شریعت نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں

وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ

اور آخرت کو دل سے مانتے ہیں یہی لوگ اپنے پروردگار کی ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ

الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ

کامیاب ہونے والے ہیں اور بعض لوگ واہیات خرافات باتیں خریدتے ہیں تا کہ محض جہالت کے ساتھ

اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ وَاِذَا

اللہ کی راہ سے گمراہ کریں اور راہ خدا کو ہنسی مخول سمجھتے ہیں' انہی لوگوں کے لیے ذلت والا عذاب ہے۔ جب ان کو

تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ

ہماری آیات پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو اکڑتے ہوئے منہ پھیر کر چل دیتے ہیں' گویا انہوں نے ہماری وہ آیات سنی ہی نہیں' گویا انکے کان بہرے ہیں

فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ

پس تو ان کو درد ناک عذاب کی خبر سنا۔ جو لوگ ایمان لائے ہیں اور نیک عمل بھی انہوں نے کئے ہیں ان کے لیے نعمتوں کے باغ ہیں

النَّعِيْمِ ۝

کے باغ ہیں

اور آخرت کو دل سے مانتے ہیں یعنی ان کے سب کام باخلاص ہوتے ہیں نہ کہ ریا اور فخر سے۔ وہ اگر کسی سے سلوک کرتے ہیں تو اس نیت سے کرتے ہیں کہ خدا کا حکم ہے' وہ جانتے ہیں کہ اس نیکی کا عوض خدا سے ہم کو ملے گا۔ اس لیے نہ وہ اپنے سلوک کا احسان جتلاتے ہیں نہ اس کو تکلیف دیتے ہیں' یہی لوگ پروردگار کی ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ آخرت میں کامیاب ہونے والے ہیں اور ان کے مقابلہ میں بعض لوگ[1] ایسے ہیں جو واہیات' خرافات' مسخری اور کھیل تماشا کی باتیں خریدتے ہیں اور لوگوں کو سناتے ہیں' تا کہ محض جہالت کے ساتھ لوگوں کو اللہ کی راہ سے گمراہ کریں اور ان کا قیمتی وقت ضائع کریں اور راہ خدا کی باتوں کو ہنسی مخول سمجھتے ہیں۔ انہی اور ان جیسے لوگوں کے لیے ذلت اور خواری والا عذاب ہے۔ ایسے معاند ہیں کہ جب ان کو ہماری آیات باحکمت کتاب سے پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو اکڑتے ہوئے منہ پھیر کر چل دیتے ہیں[2] ایسے متکبرانہ وضع سے چلتے ہیں گویا انھوں نے ہماری وہ آیتیں سنی ہی نہیں' گویا ان کے کان بہرے ہیں اور ان میں ایک قسم کا ٹھونس ہے۔ پس تو اے نبی! ان کو دردناک عذاب کی خبر سنا۔ ہاں جو لوگ ایمان لائے ہیں اور ایمان لا کر نیک عمل بھی انہوں نے کئے ہیں' بے شک ان کے لیے نعمتوں کے باغ ہیں۔

---

[1] ایک شخص ایران سے رستم اور اسفندیار کے قصے خرید لایا اور مجلس لگا کر لوگوں کو سناتا اور کہتا کہ قرآن کے قصوں سے یہ قصے اچھے ہیں مگر اس بیوقوف کو یہ معلوم نہ تھا کہ ؎

شیر قالین دگر ست شیر نیستان دگر ست

اس کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی مگر جتنے لوگ ایسے بیہودہ خرافات قصوں کے پڑھنے میں وقت لگائیں اور قرآن شریف کی طرف خیال نہ کریں ان کے حق میں اس آیت کا حکم شامل ہے۔ (منہ)

[2] صیغہ مفرد کا ہے مگر مراد اس سے وحدت شخصی نہیں بلکہ نوعی ہے چنانچہ لھم عذاب مھین میں جمع کی ضمیر اس معنے کی طرف اشارہ ہے۔ (منہ)

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ

جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اللہ نے سچا وعدہ کیا ہے اور وہ بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے۔ اس نے آسمانوں کو بغیر

عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِى الْاَرْضِ رَوَاسِىَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ

ستونوں کے پیدا کیا ہے جنہیں تم بھی دیکھ رہے ہو اور اس نے زمین پر بڑے پہاڑ پیدا کر دیئے تاکہ تم کو

دَآبَّةٍ ؕ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ۝ هٰذَا

نہ لے گرے اور زمین پر ہر قسم کے جاندار پھیلائے اور اوپر سے پانی اتارتا ہے پھر اس کے ساتھ زمین پر ہر قسم کی عمدہ عمدہ چیزیں اگاتا ہے۔ یہ تو

خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِىْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِىْ

اللہ کی مخلوق ہے پس تم لوگ مجھے دکھاؤ خدا کے سوا دوسرے معبودوں نے کیا کچھ بنایا ہے؟ بلکہ ظالم صریح گمراہی

ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ

میں ہیں اور ہم نے لقمان کو حکمت دی

جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اللہ نے سچا وعدہ کیا ہے اور وہ اپنے وعدے کو پورا کرنے پر بڑا غالب اور بڑی حکمت والا ہے' جو کام کرنا چاہے اس کو ایسی حکمت کاملہ سے کر دیتا ہے کہ لوگ خبر تک بھی نہیں رکھتے۔ دیکھو تو اس کی کیسی حکمت ہے کہ اس نے آسمانوں کو بغیر ستونوں کے پیدا کیا ہے جنہیں تم بھی دیکھ رہے ہو کہ اتنی بڑی جسمانی چھت کے لئے کوئی سہارا نہیں اور اس نے زمین پر بڑے بڑے پہاڑ پیدا کر دیئے تاکہ تم لوگوں کو نہ لے گرے یعنی اس کی ڈانواں ڈول حرکت سے تم کو نقصان نہ پہنچے اب[1] اگر اس میں حرکت ہے تو باقاعدہ ہے ڈانواں ڈھول نہیں' اس حرکت سے کوئی نقصان نہیں ہو سکتا۔ اس کی مثال سمجھنی چاہو تو بیڑی کو دیکھو کہ باقاعدہ سیدھی جائے تو کوئی نقصان نہیں اگر دائیں بائیں بے ڈول حرکت کرے تو نقصان ہے۔ ٹھیک اسی طرح اس حکیم مطلق نے ایسا کیا ہے اور زمین پر ہر قسم کے جاندار پھیلائے اور اوپر سے پانی اتارتا ہے[2] پھر اس کے ساتھ زمین پر ہر قسم کی عمدہ عمدہ چیزیں اگاتا ہے یہ تو اللہ کی مخلوق ہے جسے تم بھی دیکھتے ہو پس اب تم لوگ مجھے دکھاؤ خدا کے سوا دوسرے معبودوں نے کیا کچھ بنایا ہے؟ کچھ نہیں بنایا بلکہ ظالم یونہی صریح گمراہی میں ہیں۔ اسی بات کے سکھانے کو ہم نے دنیا میں کئی ایک ایسے نیک بندے پیدا کئے جو خدا کے بندوں کو خدا کے ساتھ ملنے کی تعلیم دیتے اور شب و روز سمجھاتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنا دلی تعلق بناؤ۔ اسی لئے ہم نے حضرت لقمان کو حکمت دی بعض لوگ جس کے دماغ میں حکمت سے مراد فلسفہ طبعی اور طب جسمانی نے اثر کیا ہوا ہے سمجھیں گے کہ حضرت لقمان کو یہی حکمت ملی تھی اس لئے ہم خود ہی بتلاتے ہیں کہ ہم نے اس کو ایمانی حکمت دی تھی جس کی بابت کہا جاتا ہے ؎

چند چند از حکمت یونانیاں حکمت ایمانیاں راہم پنجاں

[1] اس اگر کے لفظ میں اشارہ ہے کہ حرکت زمین کا ثبوت اگر کسی علمی دلیل سے ہو جائے تو قرآن شریف کے مخالف نہیں نہ قرآن مجید کو اس سے انکار ہے' ہاں اگر کچھ ضعف ہے تو ان دلائل میں ہے جو اس دعویٰ (حرکت) کے اثبات میں پیش کی جاتی ہیں۔ سو اگر کسی قوی دلیل سے یہ دعویٰ ثابت ہو جائے' تو چشم ما روشن دل ماشاد ہمیں بھی اس کی تسلیم سے انکار نہیں (منہ)

[2] گو یہ صیغہ بھی ماضی کا ہے مگر جو فعل بار بار دنیا میں ہوتا ہے اس کو استمرار سے ترجمہ کیا جائے تو اچھا ہے' اس لیے حال سے تعبیر کی گئی۔ نیز متکلم کے صیغے کی بجائے غائب سے ترجمہ کیا گیا ہے کیونکہ اس قسم کا التفات اردو میں نہیں ہے۔ (منہ)

أَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ

کہ اللہ کا شکر کر اور جو کوئی شکر کرتا ہے وہ اپنے ہی لئے کرتا ہے اور جو کوئی ناشکری کرتا ہے تو خدا بے پرواہ تعریف کے لائق

حَمِيْدٌ ﴿۱۲﴾ وَإِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۚ إِنَّ الشِّرْكَ

ہے اور جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ بیٹا تم اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ اس لئے

لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۳﴾ وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ أُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى

کہ شرک کرنا بڑا ظلم ہے اور ہم نے انسان کو ماں باپ کے حق میں ہدایت کی ہوئی ہے کہ میرا شکریہ اور اپنے ماں باپ کا شکریہ کیا کر۔ اس کی ماں نے اس

وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ

کو ضعف پر ضعف کی حالت میں اٹھایا اور دو سال میں اس کا دودھ چھوٹتا ہے

اس حکمت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ کا شکر کر۔ تم جانتے ہو شکر ہر چیز کا الگ الگ اس کے مناسب حال ہوتا ہے۔ زبان کا شکر یہ ہے کہ مالک کا ذکر کرے' آنکھوں کا شکر یہ ہے کہ مظاہر قدرت کو عبرت کی نگاہ سے دیکھیں' اسی طرح تمام اعضاء کا شکر الگ الگ ہے علیٰ ہذا القیاس دل و دماغ کا شکر یہ ہے کہ جو خیالات اپنے اپنے اندر رکھیں وہ اپنے خالق کی مرضی کے خلاف نہ ہوں بلکہ اسی قسم سے ہوں جن سے مالک کی رضا حاصل ہوتی ہو۔ پس حضرت لقمان کو جو شکر کرنے کا حکم ہوا تھا تو وہ کوئی معمولی شکر نہیں تھا جو زبانی شکر الحمد للہ کہنے سے ادا ہو جاتا ہے بلکہ اس کا مطلب یہ تھا کہ تمام اپنی طاقتیں اور قوتیں ظاہری اور باطنی سب کو خدا کے حکم کے ماتحت کر دو جس کا اثر تم پر یہ ہو کہ بے ساختہ تمہارے دل اور منہ سے نکلے کہ ؎

سب کام اپنے کرلے تقدیر کے حوالے نزدیک عارفوں کے تدبیر ہے تو یہ ہے

پس اس قسم کے شکر کرنے کی تعلیم حضرت لقمان کو خدا کی طرف سے دی گئی تھی اور کہا گیا تھا کہ جو کوئی شکر کرتا ہے وہ اپنے ہی لیے کرتا ہے اس کا عوض اسی کو ملے گا اور کو نہیں اور جو کوئی ناشکری کرتا ہے یعنی خدا کے احکام کی پوری پوری تابعداری نہیں کرتا تو وہ کسی کا کچھ نہیں بگاڑتا۔ نہ کسی مخلوق کا نہ خالق کا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ اپنی سب مخلوق سے بے پرواہ اور تعریف کے لائق ہے۔ یہ ہے مختصر سی نصیحت جو حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو کی تھی اور ایک وقت وہ بھی تھا جب حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ بیٹا! میں تجھ کو سب سے مقدم بات بتلاؤں جو تمام نیکیوں کی جڑ ہے نہ کرنے کی صورت میں سب برائیاں تجھ میں آ جائیں' اس لیے وہ بڑی توجہ سے سننے کے قابل ہے۔ غور سے سن کہ تو اللہ کے ساتھ کسی چیز کو کبھی شریک نہ ٹھہرائیو' اس لیے کہ خدا کے ساتھ شرک کرنا بڑا ظلم ہے۔ کیونکہ ظلم کی ماہیت یہ ہے کہ حق دار کو حق نہ دینا' پس جتنا کسی کا حق زیادہ ہو اور جتنا کوئی بڑا محسن ہو اس کی حق تلفی اتنا ہی بڑا ظلم ہو گا یہی باعث ہے کہ بہن بھائی کے ساتھ بدسلوکی کرنے سے ماں باپ کے ساتھ بدسلوکی کرنا بہت برا ہے چونکہ خدا سے بڑا محسن کوئی نہیں پس اس کی حق تلفی کرنا یعنی اس کا شرک ٹھہرانا سب حق تلفیوں سے بڑی حق تلفی ہے۔ اس لیے یہ کہا گیا کہ شریک سب سے بڑا ظلم ہے اس لقمانی نصیحت کی ضرورت اور تاکید تو خود اس سے ظاہر ہے کہ ہم (خدا) نے انسان کو ماں باپ کے حق میں نیک سلوک کرنے کی ہدایت کی ہوئی ہے کہ میرا (خدا کا) شکریہ اور اپنے ماں باپ کا شکریہ کیا کر کیونکہ باپ کا احسان تو ظاہر ہے۔ اس کی ماں نے اس کو ضعف پر ضعف کی حالت میں پیٹ کے اندر اٹھایا اور بعد وضع حمل کے اس کو اپنا خون دودھ کے ذریعہ پلایا یہاں تک کہ دو سال میں اس کا دودھ کہیں جا کر چھوٹتا ہے۔ اتنی مدت تو گویا ماں کا خون پیتا ہے۔

أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ ۖ إِلَيَّ الْمَصِيرُ ﴿١٤﴾ وَإِن جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَن تُشْرِكَ

میری طرف واپسی ہے اور تیرے ماں باپ تجھ پر زور کریں کہ میرے ساتھ ان چیزوں

بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۖ وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا ۖ وَ

کو شریک ٹھہرا جن کا تجھ کو علم نہیں تو تو ان کا کہا نہ مانیو اور دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح رہیو اور

اتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ۚ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿١٥﴾

تم ان لوگوں کی راہ پر چلیو جو میری طرف رجوع ہوں- تم سب نے میری طرف پھر کر آنا ہے پھر تم لوگوں کو تمہارے اعمال کی خبر بتلاؤں گا

يَا بُنَيَّ إِنَّهَا إِن تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُن فِي صَخْرَةٍ أَوْ فِي السَّمَاوَاتِ

اے بیٹا! گناہ اگر رائی کے دانے کے برابر بھی ہو اور وہ بڑے پتھر کے نیچے یا آسمانوں میں یا زمین کے اندر

أَوْ فِي الْأَرْضِ يَأْتِ بِهَا اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ﴿١٦﴾ يَا بُنَيَّ أَقِمِ الصَّلَاةَ

کہیں مخفی ہو تو بہر حال اللہ اس کو تیرے سامنے لے آوے گا- اللہ بڑا باریک بین اور خبردار ہے- اے میرے بیٹے! تو ہمیشہ نماز پڑھا کریو

وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنكَرِ

اور نیک کام بتلایا کیجیو اور بری باتوں سے منع کیا کریو

اس لیے اس کو حکم دیا کہ ماں باپ سے نیک سلوک کیا کر مگر اس سلوک کرنے میں بھی مراتب کا لحاظ رکھیو اور دل میں یہ بات جما رکھیو کہ آخر کار میری طرف سب کی واپسی ہے پس اس سفر کے لیے تیار رہیو اور تیرے دل میں کہیں یہ خیال نہ آجائے کہ جب ماں باپ کا یہ حق ہے تو جو کچھ یہ کہیں سب واجب التسلیم ہے نہیں بلکہ "ہر نکتہ مکانے دارد" چونکہ میں (خدا) ماں باپ سے بھی بڑا مربی ہوں' اس لیے میرے حقوق کا سب سے مقدم خیال رکھیو کہ اگر تیرے ماں باپ تجھ پر زور کریں کہ میرے ساتھ ان چیزوں کو شریک ٹھہرا جن کے شریک ہونے کا ان کو اور تجھ کو علم نہیں جیسے وہ محض تقلید آبائی سے لکیر کے فقیر بنے چلے آتے ہیں تجھے بھی اسی طرح چلانا چاہیں تو اس کام میں تو ان کا کہا نہ مانیو اور دنیا کے کاموں میں ان کے ساتھ اچھی طرح رہیو اور دین کے کاموں میں تم ان لوگوں کی راہ پر چلیو جو میری (یعنی خدا کی) طرف رجوع ہوں خواہ کوئی ہوں کسی ملک کے رہنے والے ہوں کسی قوم کے افراد ہوں اس میں کسی شخص یا قوم کی خصوصیت نہیں- کیا تم نے شیخ سعدی کا کلام نہیں سنا ؎

مرد باید کہ گیرد اندر گوش ورنبشت ست پند بر دیوار

پس تم ہمیشہ اس بات پر مستعد رہو کہ خدا لگتی سچ بات جس کی ہو قبول کر لو اور دل میں یہ خیال رکھو کہ تم سب نے بعد مرنے کے میری طرف پھر کر آنا ہے- پھر میں تم لوگوں کو تمہارے اعمال کی خبر بتلاؤں گا- خیر یہ تو درمیان میں ایک جملہ معترضہ تھا جو اس غرض سے لایا گیا ہے کہ حضرت لقمان کی نصیحت کا تتمہ تم لوگوں کو سنایا جائے کہ شرک ایسی غلط راہ ہے کہ ماں باپ بھی اگر اس طرف لے جائیں تو نہ جانا چاہئے- اب سنو! بقیہ نصیحت- حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹا! کسی گناہ کو بھی کم درجہ خیال کر کے مغرور نہ ہو جئو- گناہ اگر رائی کے دانے کے برابر بھی ہو اور وہ بالفرض کہیں بڑے پتھر کے نیچے یا آسمانوں میں یا زمین کے اندر کہیں مخفی ہو تو بہر حال اللہ اس کو تیرے سامنے لے آوے گا- سن رکھ! کہ اللہ تعالیٰ بڑا باریک بین اور خبردار ہے- اے میرے بیٹے! گناہوں سے بچنے کے علاوہ تو عبادت میں بھی کوشش کیا کر' سب سے مقدم ہے کہ تو نماز ہمیشہ پڑھا کریو اور لوگوں کو بھی نیک کام بتلایا کیجیو اور بری باتوں سے منع کیا کریو-

وَاصْبِرْ عَلٰی مَآ اَصَابَكَ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۷﴾ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ

اور جو کچھ تجھے تکلیف پہنچے اس پر صبر کیجیو یہ بے شک ہمت کے کام ہیں اور تو مارے تکبر کے لوگوں سے

لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴿۱۸﴾

منہ نہ پھیرا کر اور زمین پر اتراتا ہوا نہ چلا کر۔ اللہ تکبر اور فخر کرنے والوں سے ہرگز محبت نہیں کرتا

وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ؕ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ

اور اپنی روش میں میانہ روی اختیار کریو اور اپنی آواز کو پست کیا کر کہ سب آوازوں سے بری آواز گدھے

لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ ﴿۱۹﴾ اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ

کی ہے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمانوں اور زمینوں کی تمام چیزوں کو تمہارے کام میں مفت لگا رکھا

وَاَسْبَغَ عَلَیْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ؕ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّجَادِلُ فِی اللّٰهِ

ہے اور اپنی ظاہری اور باطنی نعمتوں سے تم کو مالا مال کیا ہے اور بعض لوگ محض جہالت سے بغیر ہدایت اور

اور ایسا کرنے پر جو کچھ تجھے تکلیف پہنچے اس پر صبر کیجیو۔ یہ کام کہ خود بھی نیک عمل کرنا۔ لوگوں کو بھی نیک کام بتلایا کیجیو اور تکلیف پہنچنے پر صبر کرنا بیشک ہمت کے کام ہیں' یہ تو ہیں مذہبی احکام۔ یہ نہ سمجھیو کہ بس نماز روزہ ہی تم پر فرض ہیں اور کچھ نہیں۔ ایسا خیال تو ان کوڑھ مغز ملانوں کا ہے جو اسرار شریعت سے ناواقفی کے باعث اپنے معمولی نماز روزہ پر نازاں ہو کر اخلاقی حصے سے بے پرواہ ہو جاتے ہیں حالانکہ تمام حضرات انبیاء اخلاق کو تعلیم میں ساتھ بلکہ مقدم جانتے تھے۔ اس لیے تجھ کو میں (لقمان) نصیحت کرتا ہوں کہ تو مارے تکبر کے لوگوں سے منہ نہ پھیرا کر۔ کوئی غریب آدمی یا کم درجے کا تجھ سے ملنا چاہے تو تو اس سے بے رغبتی کے ساتھ پیش نہ آیا کر بلکہ خوش اخلاقی کے ساتھ ہر ایک سے برتاؤ کیا کر اور زمین پر اتراتا ہوا نہ چلا کر یعنی متکبرانہ زندگی نہ گزاریو۔ دل کے کان لگا کر سن رکھ کر اللہ تعالیٰ تکبر اور فخر کرنے والوں سے ہرگز محبت نہیں کرتا یعنی ایسے لوگ اس کی نگاہ میں معزز نہیں ہیں خواہ وہ دنیاوی حیثیت سے کیسے ہی عزت دار ہوں مگر یہ عزت ان کی بالکل خواب و خیال ہے اصل عزت وہ ہے جو خدا کے ہاں حاصل ہو جس کو دوام ہے اور سن!! اپنی روش میں میانہ روی اختیار کیجیو۔ ہر بات میں' رفتار میں' گفتار میں' انفاق میں' امساک میں۔ غرض تمام عمر اپنی میانہ روی میں گزاریو اور معمول گفتگو میں بھی اپنی آواز کو پست کریو یونہی خواہ مخواہ چلایا نہ کر کہ دوسرا سن کر تنگ آئے۔ یاد رکھو کہ سب آوازوں سے بری آواز گدھے کی ہے جو بلندی اور ناپسندیدگی میں نظیر نہیں رکھتی پس تم گدھے کی طرح چلا کر دوسرے کا مغز نہ چاٹا کرو۔ تم جانتے نہیں کہ یہ کس مالک الملک کے حکم ہیں یہ اسی اللہ کے احکام ہیں جو تمام دنیا کا منتظم حقیقی ہے کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی تمام چیزوں کو تمہارے کام میں مفت لگا رکھا ہے اور اپنی ظاہری اور باطنی نعمتوں سے تم کو مالا مال کیا ہے۔ ظاہری نعمتیں تو وہ ہیں جن کا اثر تمہارے جسموں پر ہے جیسے صحت' عافیت' رزق' لباس' خوبصورتی وغیرہ۔ باطنی وہ ہیں جن کا اثر تمہارے اخلاق اور عادات اور روح پر ہے۔ یہ نعمت حضرات انبیاء علیہم السلام کے ذریعے سے تم پر پوری کی ہے کیونکہ نیک عادات کی تعلیم حضرات انبیاء علیہم السلام ہی نے دنیا میں پھیلائی ہے اس لیے ایسے مسائل میں جو خدا اور خدا کی صفات سے متعلق ہوں ان میں خدا کی کتاب ہی کا بیان معتبر ہوتا ہے مگر بعض لوگ محض جہالت سے بغیر ہدایت اور

بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۝ وَإِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ

بغیر روشن کتاب کے خدا کی شان میں جھگڑتے ہیں اور جب ان کو کہا جاتا ہے کہ تم اللہ کے اتارے ہوئے

قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ۭ اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى

کلام کی پیروی کرو تو کہتے ہیں کہ ہم تو اسی راہ پر چلیں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ کیا اگرچہ شیطان ان کو جہنم کے عذاب

عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝ وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗٓ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ

کی طرف بلاتا ہو؟ اور جو لوگ اپنے آپ کو خدا کے سپرد کرتے ہیں اور وہ نیکوکار بھی ہوتے ہیں تو ایسے لوگ

بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۭ وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝ وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ ۭ

محکم کڑے کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہیں اور سب کاموں کا انجام اللہ ہی کی طرف ہے اور جو کوئی کفر کرتا ہے تو اس کے کفر سے تجھے غم نہ ہونا چاہیے

بغیر روشن کتاب کے خدا تعالیٰ کی شان والا شان میں جھگڑتے ہیں- کوئی کہتا ہے جس طرح دنیا کے بادشاہوں کی طرف سے نائبان سلطنت ہوتے ہیں اسی طرح خدا کی طرف سے مقرر ہیں- جس طرح نائبان سلطنت کو فی الجملہ نفع یا نقصان کا اختیار ہے اسی طرح ان نائبان خدا کو بھی ہے- کوئی کہتا ہے جس طرح بادشاہوں کے پاس پہنچنے کے لیے درمیانی وسیلے ہوتے ہیں اسی طرح خدا سے ورے ورے بزرگ وسیلہ ہوتے ہیں جو چھوٹی چھوٹی حاجات پوری کر دیتے ہیں- کوئی کہتا ہے ان بزرگوں کو ہمارے تمام حالات معلوم ہیں خدا نے ان کو تمام واقعات پر اطلاع دے رکھی ہے- یاد رکھو کہ یہ سب ان کی منہ کی باتیں ہیں جن کا ثبوت خدا کی کتاب سے نہیں ملتا یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ سیدھی راہ سے اجتناب کرتے ہیں اور جب ان کو کہا جاتا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے اتارے ہوئے کلام کی پیروی کرو جو بات خدا نے فرمائی ہے وہی کہو وہی لوگوں کو سکھاؤ تو یہ سن کر کہتے ہیں کہ ہم تو اسی راہ پر چلیں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے- دیکھو تو کیسا غلط جواب ہے کہ خدا کے کلام کی پرواہ نہیں کرتے بلکہ اس کے برخلاف کرنے پر بضد ہیں- کیا یہ لوگ باپ دادا ہی کی چال پر چلیں گے ؟ اگرچہ باپ دادا ان کے گمراہی میں ایسے پھنسے ہوں کہ شیطان ان کو جہنم کے عذاب کی طرف بلاتا ہو ؟ اور وہ اس کی پیروی کرتے ہو ؟ پھر یہ کیا عذر ہے کہ ہم اپنے باپ دادا کی چال پر چلیں گے ؟ یاد رکھو کہ دین کی باتوں میں صرف خدا ہی کی بتلائی ہوئی ہدایت پر چلنا چاہیے اور خدا کے سوا دینی امور میں کسی کی بات کو نہ ماننا چاہیے- یہی وجہ ہے کہ جو لوگ اپنے آپ کو خدا کی سپرد کر کے نیکوکاری اختیار کرتے ہیں یعنی ہر ایک اپنے کام کو خدا کی مرضی سے کرتے ہیں اور یہ نہیں کہ محض زبانی جمع خرچ رکھتے ہیں بلکہ وہ نیکوکار بھی ہوتے ہیں تو ایسے لوگ محکم کڑے کو مضبوطی سے پکڑے ہوتے ہیں یعنی جو لوگ خدا پر کامل بھروسہ رکھتے ہیں' وہ ایک بہت بڑی مضبوط پناہ میں آتے ہیں- کیونکہ خدا کے برابر کسی میں قوت نہیں- کسی کی پناہ اس سے قوی تر یا برابر نہیں کیا تم نے سنا نہیں ؎

ہست سلطانی مسلم مرورا نیست کس را زہرہ چون وچرا

پس تم ایسے ہی بنو اور دل سے جانو کہ سب کاموں کا انجام اللہ ہی کی طرف ہے یعنی وہی تمام حرکات کا محرک ہے' وہی تمام گاڑیوں کا انجن ہے' اسی سے سب کچھ ملتا ہے وہی سب کچھ چھین لیتا ہے- کیا تم نے نہیں سنا ؎

او چو جان ست و جہاں چوں کالبد کالبد ازوے پذیر و آلبد

اور جو کوئی کفر اور ناشکری کرتا ہے تو اے نبی! اس کے کفر سے تجھے غم نہ ہونا چاہیے-

إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٢٣﴾

ہماری طرف ہی انہوں نے پھر کر آنا ہے سو ہم ان کو ان کے کاموں کی خبر بتلاویں گے- ہم دلوں کے بھیدوں سے بھی واقف ہیں-

نُمَتِّعُهُمْ قَلِيلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ إِلَىٰ عَذَابٍ غَلِيظٍ ﴿٢٤﴾ وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ

ہم ان کو کسی قدر گزارہ دے کر سخت عذاب کی طرف مجبور کرکے لے جائیں گے اور اگر تو ان سے پوچھے کہ کس

خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۚ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا

نے آسمان و زمین بنائے ہیں؟ تو فوراً کہہ دیں گے اللہ نے' تو کہو الحمدللہ مگر بہت سے ان میں سے

يَعْلَمُونَ ﴿٢٥﴾ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ﴿٢٦﴾

نہیں جانتے- جو کچھ آسمان و زمین میں ہے سب اللہ ہی ملک ہے اللہ بے نیاز ستودہ صفات ہے

وَلَوْ أَنَّمَا فِي الْأَرْضِ مِن شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِن بَعْدِهِ سَبْعَةُ

اور اگر زمین کے تمام درخت قلم بن جائیں اور سمندر کے علاوہ سات سمندر اور اس کی مدد کو سیاہی

أَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٢٧﴾ مَّا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ

بن جائیں تو بھی اللہ کے کلمات ختم نہ ہونے پائیں- کچھ شک نہیں کہ اللہ بڑا غالب اور بڑا ہی حکمت والا ہے- تمہارا پہلی دفعہ پیدا کرنا

إِلَّا كَنَفْسٍ وَاحِدَةٍ ۗ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ﴿٢٨﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُولِجُ اللَّيْلَ

اور دوبارہ اٹھانا صرف ایک جان کے پیدا کرنے جیسا ہے- بیشک اللہ بڑا سننے والا دیکھنے والا ہے کیا تم نے دیکھا نہیں کہ اللہ ہی رات کو دن میں

فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ

اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے

کیوں کہ ہماری طرف ہی انہوں نے پھر کر آنا ہے سو ہم ان کو ان کے کاموں کی خبریں بتلاویں گے ہمیں کسی کے کہنے سنانے کی حاجت نہیں اس لیے کہ ہم دلوں کے بھیدوں سے بھی واقف ہیں- ہم ان کو کسی قدر گزارہ دے کر سخت عذاب کی طرف مجبور کر کے لے جاویں گے' وہاں پہنچ کر ان کو قدرے عافیت معلوم ہو گی اور سمجھیں گے کہ ہم کیا کر رہے تھے غضب خدا ایسے شریر ہیں کہ اگر تو ان سے پوچھے کہ کس نے آسمان و زمین بنائے ہیں تو فوراً کہہ دیں گے اللہ نے- یہ جواب سن کر تو کہیو الحمد للہ خدا کا شکر ہے کہ جو کچھ ہم کہتے ہیں وہ یہ بھی مانتے ہیں- مگر چونکہ بہت سے ان میں سے حقیقت الامر کو نہیں جانتے اس لیے آوارگی میں ادھر ادھر بھٹکے پھرتے ہیں- تاہم انہیں سمجھانے کو بتلاؤ کہ جو کچھ آسمان و زمین میں ہے سب اللہ ہی کی ملک ہے' تمام کائنات اسی کی مخلوق ہیں- پھر کمال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بذات خود سب مخلوق سے بے نیاز اور ستودہ صفات تعریفوں والا ہے کیوں نہ ہو جب کہ تمام دنیا کا خالق اور مالک وہی ہے اس کی صفات کاملہ کی کیفیت یہ ہے کہ اگر زمین کے تمام درخت قلم بن جائیں اور موجودہ سمندر کی علاوہ سات سمندر اور اس کی مدد کو سیاہی بن جائیں تو بھی اللہ کے کلمات تعریفیہ اور معلومات یقینیہ ختم نہ ہونے پائیں کیونکہ یہ درخت اور سمندر سب متناہی ہیں اور معلومات الٰہی ان کی نسبت غیر متناہی- کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ بڑا غالب اور بڑا ہی حکمت والا ہے- یہی تو باعث ہے کہ اس کے نزدیک تمہارا پہلی دفعہ پیدا کرنا اور دوبارہ اٹھانا صرف ایک جان کے پیدا کرنے جیسا ہے- بے شک اللہ تعالیٰ بڑا سننے والا دیکھنے والا ہے- اس کی صفات کاملہ کا اندازہ کرنا ہے تو نظام عالم پر نظر کرو کیا تم نے دیکھا نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے-

وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۫ كُلٌّ يَّجْرِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّاَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

اس نے سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے ان میں کا ہر ایک مقررہ مدت تک چلتا ہے اور اللہ تمہارے کاموں سے

خَبِيْرٌ ۝۲۹ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ ۙ

خبردار ہے- یہ اس لئے ہے کہ اللہ ہی قائم بالذات ہے اور اس کے سوا جن چیزوں کو لوگ پکارتے ہیں وہ بے بنیاد ہیں

وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ۝۳۰

اور اللہ ہی بلند قدر اور بزرگی والا ہے

اس نے سورج اور چاند کو تمہارے کام میں لگا رکھا ہے ان میں کا ہر ایک مقررہ مدت تک چلتا ہے اور اپنا اپنا کام خوب دیتا ہے- کیا تم نے یہ بھی نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے خبردار ہے- یہ تمام قدرتی نظام اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی قائم بالذات ہے-اس لیے نظام عالم میں فرق نہیں آتا اور اس کے سوا جن جن چیزوں کو لوگ پکارتے اور دعائیں مانگتے ہیں وہ بے بنیاد یعنی ممکنات ہالک الذات ہیں اور اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ہی بلند قدر اور بزرگی والا ہے-[1]

---

[1] اس آیت میں جو مضمون ہے وہ تو ظاہر ہے کہ پروردگار عالم اپنی قدرت کے مظاہر بتلا کر دلیل بتلاتا ہے کہ یہ سب کام اس لیے ہیں کہ میں ان صفات کا مالک ہوں اور میرے سوا مصنوعی معبود ہیچ ہیں' خیر یہ تو ہوا- پنجاب میں ایک فرقہ اہل قرآن پیدا ہوا ہے جن کا دعویٰ ہے کہ سب احکام شرعی قرآن ہی میں ہیں سوائے قرآن شریف کے اور کسی کتاب کی حاجت نہیں' فقہ کی نہ حدیث کی-انہوں نے اپنی نماز کا ایک رسالہ لکھا ہے جس میں تکبیر تحریمہ یعنی اللہ اکبر کی بجائے یہ آیت رکھی ہے یعنی ﴿و ان الله هو العلى الكبير﴾ جب ان پر اعتراض وارد ہوئے کہ اس میں واؤ کیسا ہے انّ مفتوحہ کیوں ہے-ان سب سوالات کے جوابات علم نحو سے تو دے نہ سکے اس لیے انہوں نے یہ ترمیم مناسب سمجھی کہ اس آیت سے پہلے کے چند الفاظ ساتھ ملا دیئے جائیں پس اب جدید رسالہ مفصلہ میں انہوں نے تکبیر تحریمہ یوں لکھی ﴿ما يدعون من دونه الباطل و ان الله هو العلى الكبير﴾ اس ترمیم کو دیکھ کر اہل علم عربی کی مثل مشہور کی تصدیق کریں گے ﴿فر من المطر قام تحت الميزاب﴾ یعنی مینہ سے بھاگ کر پرنالے کے نیچے کھڑا ہوا- جو شخص سہل بلا سے بھاگ کر عظیم بلا میں پھنس جائے اس کے حق میں یہ مثل کہا کرتے ہیں-وہی حال ان لوگوں کا ہوا کہ واؤ اور انّ مفتوحہ کی اصلاح کرنے کو پیچھے ہٹے تھے مگر ایسے ہٹے کہ خندق میں جا پڑے- ناظرین غور سے دیکھیں کہ ما يدعون کا ما موصولہ اور ان کا اسم ہے یعنی اس پر بھی انّ مفتوحہ اور واؤ موجود ہے- پھر کیا ان دونوں (انّ اور واؤ) کو چھوڑ دینے سے قرآن میں سے بھی حذف ہو جائیں گے ؟ علاوہ اس کے ان الفاظ کو تکبیر تحریمہ سے کیا تعلق- کیا اس آیت میں یا کسی اور آیت قرآنی میں یہ حکم یا ذکر ہے کہ نماز پڑھنے سے پہلے تم اس آیت کو پڑھا کرو ؟ اگر ہے تو وہ حکم دکھاؤ- نہیں ہے تو جس طرح تم لوگوں نے اس آیت کو اس کام میں استعمال کیا ہے اور کسی کا بھی حق ہے کہ اس کے سوا کسی اور آیت کو اس کام میں استعمال کر سکے بحالیکہ وہ ہو بھی اسی کام کے لئے- لیجئے ہم آپ لوگوں کو بتلاتے ہیں غور سے سنئے ! تکبیر تحریمہ کی بجائے اگر تم اپنے قیاس ہی سے کسی آیت کو رکھنا چاہتے ہو' تو اس کو رکھ لو ﴿ولذكر الله اكبر﴾ (اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے) اس پر اعتراضات مذکورہ بالا میں سے کوئی اعتراض بھی نہیں آسکتا- لیکن ہمیں اس کی بھی ضرورت نہیں- اس لیے کہ قرآن مجید ہم کو سکھاتا ہے ﴿لقد كان لكم فى رسول الله اسوة حسنة لمن كان يرجو الله واليوم الاخر و ذكر الله كثيرا﴾ یعنی جو لوگ اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ کو بہت بہت یاد کرتے ہیں ان کے لئے اللہ تعالیٰ کا رسول (حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) عمدہ نمونہ ہیں ان کو چاہئے کہ اس نمونہ کی پیروی کریں پس ہم تو اس نمونہ کے مطابق نماز' روزہ وغیرہ احکام شرعیہ ادا کرتے ہیں اسی اسوہ حسنہ نے ہم کو بتلایا ہے کہ نماز میں تکبیر تحریمہ کے وقت اللہ اکبر کہا کریں- پس ہم تو اسی طرح کہتے ہیں لیکن جو لوگ اس اسوہ حسنہ کو قبول نہیں کرتے اور تمام احکام شرعیہ قرآن ہی سے سمجھتے ہیں ان کو چاہئے کہ اپنے مسلمہ احکام کو تو قرآن مجید سے نکال کر دکھاویں-

اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِیُرِیَكُمْ مِّنْ اٰیٰتِهٖ ؕ اِنَّ فِیْ

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ سمندروں میں جہاز اللہ کی نعمت کے ساتھ چلتے ہیں- تاکہ تم کو اپنی قدرت کے نشان دکھائے- اس میں

ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۳۱﴾ وَ اِذَا غَشِیَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ

بہت سے نشان ہیں صبر کرنے والے اور شکر کرنے والوں کے لئے اور جب ان پر سائبانوں کی طرح موج ڈھانپنے کو ہوتی ہے تو اس وقت خلوص دل

مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۚ۬ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ؕ وَ مَا یَجْحَدُ

سے اللہ ہی کی بندگی کا اظہار کرتے ہیں پھر جب ان کو بچا کر کنارہ تک پہنچا دیتا ہے بعض ان میں سے تو میانہ رو رہتے ہیں

بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ﴿۳۲﴾

اور اللہ کی آیات سے وہی لوگ انکار کرتے ہیں جو بدعہد اور ناشکرے ہوتے ہیں

کیا تم نے اس کی بزرگی کو نہیں دیکھا کہ دریاؤں اور سمندروں میں کشتیاں اور جہاز اللہ کی نعمت کے ساتھ چلتے ہیں یعنی ان کا چلنا بندوں کے حق میں حصول نعمت کا سبب ہے' یہ کس نے بنایا اسی مالک الملک ذوالجلال والاکرام نے تاکہ تم کو اپنی قدرت کے نشان دکھاوے- سمندر میں جب تم جاتے ہو تو تم کو کیا کچھ نظر آتا ہے- ایک دم بھر خوشی ہے تو فوراً ساتھ ہی غموں کا دریا لڈا چلا آتا ہے غرض سمندروں میں بیٹھ کر دونوں باتیں تم لوگوں کو حاصل ہوتی ہیں اسی لیے یہ کہنا بالکل ٹھیک ہے کہ اس دریائی سیر میں بہت سے نشان ہیں' تکلیفوں پر صبر کرنے والے اور نعمتوں پر شکر کرنے والوں کے لیے- کون نہیں جانتا کہ سمندروں میں ان لوگوں کی کیفیت کیسی مختلف ہوتی ہے کبھی تو شاداں فرحاں ہوتے ہیں اور کبھی نالاں اور گریاں خصوصاً جب ان مشرکوں کی کشتیوں اور جہازوں پر سائبانوں کی طرح سمندر کے پانی کی موج ڈھانپنے کو ہوتی ہے تو اس وقت خلوص دل سے اللہ ہی کی بندگی کا اظہار کرتے ہیں اور اللہ کے سوا اپنے مصنوعی معبودوں کو بھول جاتے ہیں پھر جب خدا ان کو بچا کر کنارہ تک پہنچا دیتا ہے- بعض ان میں سے تو میانہ رو رہتے ہیں مگر اکثر وعدہ شکن ہی ثابت ہوتے ہیں اور یہ تو عام قاعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آیات قدرت سے وہی لوگ انکار کرتے ہیں جو بدعہد اور ناشکرے ہوتے ہیں-

---

ان لوگوں کو مغالطہ یہ ہوا ہے کہ کہتے ہیں کہ جس طرح حکم کے الفاظ قرآن شریف میں ہیں اسی طرح ان احکام کی تعمیل کے لیے بھی الفاظ قرآن ہی میں ہونے چاہئیں حالانکہ یہ اصول ہی غلط ہے- بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ حکم کے لیے تو الفاظ ہوں لیکن ان احکام کی تعمیل کے الفاظ کا ہونا ضروری نہیں- مثلاً قرآن مجید میں یہ حکم تو ہے کہ کبرہ تکبیرا یعنی اللہ کی تکبیر پڑھو- اس حکم کے الفاظ تو قرآن مجید میں ہیں مگر اس حکم کی تعمیل جن لفظوں میں ہونی چاہئے وہ الفاظ قرآن میں نہیں' نہ ان کا ضروری ہے کیونکہ قرآن مجید عربی زبان میں ہے- عربی قاعدہ کے مطابق کبّر کا حکم جن الفاظ سے تعمیل ہوتا ہے وہ الفاظ ہم کو عربی کے محاورہ سے ملیں گے- جب ہم تلاش کرتے ہیں تو ہمیں پتہ ملتا ہے کہ کبر کی تعمیل کے لیے اللہ اکبر کا لفظ ہے- پس ہم بلا خوف تردید کبو کی تعمیل اللہ اکبر سے کریں گے اور اس کرنے میں کسی طرح کا ہم پر سوال یا اعتراض نہ ہوگا اور نہ ہم اس سوال کو سنیں گے- لیکن جو لوگ حکم کے علاوہ تعمیل کے الفاظ بھی قرآن مجید میں ہونے کو ضروری کہتے ہیں ان پر یہ سوال ہوگا- جس کا وہ جواب نہیں دے سکتے-

اس فرقہ کے جواب میں ہمارا ایک مفصل رسالہ بھی ہے جس کا نام ہے "دلیل الفرقان بجواب اهل القرآن" (منہ)

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَا يَجْزِي وَالِدٌ عَنْ وَلَدِهِ وَلَا مَوْلُودٌ

اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرتے رہو اور اس دن سے ڈرو جس میں نہ ماں باپ اپنے بچے کو نہ بچہ اپنے ماں باپ کو کچھ فائدہ

هُوَ جَازٍ عَنْ وَالِدِهِ شَيْئًا إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا

پہنچا سکیں گے- خدا کا وعدہ برحق ہے پس تم دنیا کی زندگی سے فریب نہ کھائیو

وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللَّهِ الْغَرُورُ ﴿۳۳﴾ إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ

اور خدا کے بارے میں اس بڑے فریب دینے والے کے فریب میں بھی مت آئیو' قیامت کی گھڑی کا علم اللہ ہی کے پاس ہے اور وہی بارش اتارتا ہے

وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي

اور وہی جانتا ہے کہ ماد وں کے رحموں میں کیا ہے اور کسی نفس کو معلوم نہیں کہ کل کیا کرے گا اور نہ کسی متنفس کو یہ معلوم ہے

نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ﴿۳۴﴾

کہ کس زمین میں مرے گا بیشک اللہ ہی علم والا اور سب کی خبر رکھنے والا ہے

اس لیے تم لوگوں کو سمجھایا جاتا ہے کہ تم ایسے ناشکر نہ بنو- پس اے لوگو! سنو! اپنے پروردگار سے ڈرتے رہو دل میں اس کا خوف رکھو اور اس دن سے ڈرو جس میں نہ ماں باپ اپنے بچے کو نہ بچہ اپنے ماں باپ کو کچھ فائدہ پہنچا سکیں گے- یقین جانو! خدا کا وعدہ برحق ہے- جو جو خبر اس نے بتلائی ہے اور جو جو وعدے اس نے نیک یا بداعمال پر کئے ہیں سب پورے ہوں گے- پس تم دنیا کی زندگی اور اس کی آسائش و آرائش سے فریب نہ کھائیو اور خدا کے بارے میں اس بڑے فریب دینے والے شیطان اور اس کی جماعت کے فریب میں بھی مت آئیو- خبردار ہوشیار رہنا اس کے داؤ کئی ایک طرح کے ہوتے ہیں- بے دینوں کو کفر شرک اور فسق و فجور میں مبتلا کرتا ہے لیکن دین داروں کو اس سے بڑھ کر بلا میں پھنساتا ہے جو بظاہر تو دین داری ہوتی ہے مگر درحقیقت وہ فسق و فجور سے بدتر ہے- یعنی ان کے خیال میں ڈالتا ہے کہ بزرگان دین انبیاء و اولیاء صلوات اللہ علیہم اجمعین ہمارے خیالات سے آگاہ ہیں' ہماری حاجات کو جانتے ہیں' گو وہ مردے ہیں مگر ہماری حاجات کو پورا کرنے پر قدرت رکھتے ہیں حالانکہ یہ تمام اوصاف خدا ہی کے خواص ہیں- قیامت کی گھڑی کا علم اللہ ہی کے پاس ہے وہی جانتا ہے کہ کب ہو گی اور وہی بارش اتارتا ہے- اور وہی بارش کے اترنے کے وقت کو جانتا ہے اور وہی جانتا ہے کہ ماد وں کے رحموں میں کیا ہے اور وہی جانتا ہے کہ کل کیا ہو گا اس کے سوا کسی نفس کو اپنا حال بھی معلوم نہیں کہ کل کیا کرے گا اور نہ کسی متنفس کو یہ معلوم ہے کہ کس زمین میں مرے گا- جب لوگوں کو خود اپنے واقعات کا علم نہیں تو اور کسی کا کیا ہو گا- اس سے تم اس نتیجہ پر پہنچو کہ بے شک اللہ ہی علم والا اور سب کی خبر رکھنے والا ہے- پس تم نے جو کچھ مانگنا ہو اسی سے مانگو' وہی تمہارے حال سے آگاہ ہے' وہی دینے پر قادر ہے-

در بلا یاری مخواہ از ہیچ کس
زانکہ نبود جز خدا فریاد رس

سورۃ السجدۃ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے

الٓمّٓ ۚ﴿۱﴾ تَنۡزِیۡلُ الۡکِتٰبِ لَا رَیۡبَ فِیۡہِ مِنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ؕ﴿۲﴾ اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ

میں ہوں اللہ سب سے بڑا علم والا- اس کتاب کا نزول بیشک رب العالمین کے ہاں سے ہے- کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس

افۡتَرٰىہُ ۚ بَلۡ ہُوَ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّکَ لِتُنۡذِرَ قَوۡمًا مَّاۤ اَتٰىہُمۡ مِّنۡ نَّذِیۡرٍ مِّنۡ

نے اپنے پاس سے اس کو بنایا ہے؟ بلکہ وہ تیرے پروردگار کے ہاں سے سچائی کے ساتھ اترا ہے تاکہ تو اس قوم کو ڈرائے جن

قَبۡلِکَ لَعَلَّہُمۡ یَہۡتَدُوۡنَ ﴿۳﴾ اَللّٰہُ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ وَ مَا بَیۡنَہُمَا

کے پاس تجھ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تاکہ وہ لوگ ہدایت پائیں- اللہ وہ ذات پاک ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں اور ان کے درمیان کی

فِیۡ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسۡتَوٰی عَلَی الۡعَرۡشِ ؕ مَا لَکُمۡ مِّنۡ دُوۡنِہٖ مِنۡ وَّلِیٍّ وَّ لَا

تمام چیزوں کو چھ دنوں میں پیدا کیا ہے پھر تخت نشین ہوا اس کے سوا نہ تمہارا کوئی والی ہے نہ کوئی سفارشی

شَفِیۡعٍ ؕ اَفَلَا تَتَذَکَّرُوۡنَ ﴿۴﴾ یُدَبِّرُ الۡاَمۡرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَی الۡاَرۡضِ ثُمَّ

کیا پھر بھی تم نہیں سمجھتے؟ وہ خدا ہی آسمانوں سے زمین تک انتظام کرتا ہے پھر وہ اس

یَعۡرُجُ اِلَیۡہِ فِیۡ یَوۡمٍ

کی طرف ایک روز میں پہنچتا ہے

سورۃ السجدہ

میں ہوں اللہ سب سے بڑا علم والا- منکرین آگاہ رہیں کہ اس کتاب کا نزول بیشک رب العالمین کے ہاں سے ہے' وہی اس کا ثبوت اور اس کی شہادت خود دے گا- کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس نبی نے اپنے پاس سے اس قرآن کو بنایا ہے؟ نہیں نہیں بلکہ وہ تیرے پروردگار کے ہاں سے سچائی کے ساتھ اترا ہے تاکہ تو اس قوم کو ڈرائے جن کے پاس تجھ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا یعنی جب سے حضرت اسماعیل سلام اللہ علیہ ان میں گزرے ہیں اس سے بعد کوئی نبی ان میں نہیں آیا- اب تجھے رسول کر کے بھیجا ہے تاکہ یہ لوگ راہ حق کی طرف ہدایت پائیں' وہ راہ حق کیا ہے؟ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی عبودیت کا جوا اپنے کندھوں پر اٹھائیں- اللہ کو بھولے ہو تو سنو! اللہ وہ ذات پاک ہے جس نے آسمانوں زمینوں اور ان کے درمیان کی تمام چیزوں کو چھ دنوں کی مدت میں پیدا کیا ہے یعنی تمام دنیا کی کائنات کی انواع چھ دنوں میں موجود کر دیں آج دنیا میں جو کچھ نظر آتا ہے ان سب کی نوع اس وقت موجود تھی- ان کو پیدا کر کے پھر تخت نشین ہوا یعنی تمام دنیا کا انتظام حکومت اس نے اپنے ہاتھ میں رکھا- سنو وہ ایسا مالک الملک اور متصرف ہے کہ اس کے سوا نہ تمہارا کوئی والی ہے جو خود بخود تم کو فائدہ پہنچا سکے نہ کوئی سفارشی ہے جو بلا اجازت سفارش سے تمہاری نفع رسانی کر سکے کیا تم نے نہیں سنا؎

جسے دے مولا اسے دے شاہ دولا

کیا پھر بھی تم نہیں سمجھتے اور سنو وہ خدا ہی آسمانوں سے زمین تک حکومت کا انتظام کرتا ہے پھر وہ حکم اور انتظام تکمیل ہو کر اس کی طرف ایک روز میں پہنچتا ہے-

كَانَ مِقْدَارُهٗۤ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝ ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ

جس کی مقدار تمہارے حساب سے ایک ہزار سال کی ہے یہ غیب اور ظاہر کو جاننے والا سب پر غالب

الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ الَّذِيْۤ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ

بڑا رحم کرنے والا ہے۔ جس نے اپنی مخلوق کو ہر طرح سے عمدہ بنایا اور انسان کی پیدائش مٹی سے

مِنْ طِيْنٍ ۝

شروع کی

جس کی مقدار تمہارے حساب سے ایک[1] ہزار سال کی ہے۔ یہ خدا ہے غیب اور ظاہر سب کو جاننے والا یعنی جو تمہاری نظروں میں حاضر اور غائب ہے۔سب کو جانتا ہے اور سب پر غالب بڑا رحم کرنے والا ہے۔جس نے اپنی مخلوق کو ہر طرح سے عمدہ بنایا' جو جس کے مناسب حال تھا اسکو ویسا بنایا اور انسان کی پیدائش مٹی سے شروع کی یعنی آدم کو پہلے مٹی سے بنایا۔

[1] اس آیت میں رب العالمین اپنی کمال قدرت اور کمال علم بتلاتا ہے۔علماء مفسرین نے اس کے متعلق بہت کچھ لکھا ہے اور خوب لکھا ہے گو بعض نے دور از کار باتیں بھی لکھی ہیں مختصر طور پر اردو خوان اصحاب کے لیے غالباً یہ کافی ہو گا کہ ان کو ایک مثال سے اس آیت کا مطلب سمجھایا جائے کیونکہ رب العالمین نے بھی اس آیت میں اپنی حکومت کو دنیاوی حکومتوں کی مثال میں سمجھایا ہے۔دنیاوی سلطنتوں کا کمال ضبط اور بڑا زبردست انتظام یہ ہوتا ہے کہ روزانہ ڈائری افسر کو پہنچے کہ ماتحتوں نے کیا کیا افسر کے احکام اور اصلاحات کو کہاں تک نباہا۔جو سلطنت اس اصول سے غافل ہو وہ شے ماند شے دیگر نیمے ماند۔اس قانون اور ضابطہ کی طرف اس آیت میں خدا تعالیٰ نے اشارہ کیا ہے کہ جس طرح دنیاوی سلطنتوں میں ڈائری یومیہ باعث تقویت سمجھی جاتی ہے خدا کے ہاں بھی ڈائری ہے مگر وہ ڈائری ایسی ہے کہ اس کا ایک ایک دن ہزار ہزار سال کا ہے۔چنانچہ ایک مقام پر فرمایا۔

﴿ان یوما عند ربك كالف سنة مما تعدون﴾

یعنی تمہارے پروردگار کی سلطنت ایسی زبردست ہے کہ اس کے ہاں ایک ایک دن تمہارے حساب سے ہزار ہزار سال جتنا ہے۔دنیا کی سلطنتوں میں ہزار سال تک ڈائری نہ پہنچے تو سلطنت تباہ ہو جائے مگر خدائی سلطنت میں ڈائری کے لیے ہزار سال ہے تو بتلاؤ کہ خدا کی سلطنت کتنی بڑی زبردست ہو گی۔

یہاں پر ایک سوال ہو سکتا تھا کہ گو خدائی ڈائری کے لیے ہزار سال ہو۔تاہم اتنا تو ثابت ہو کہ خدا کو آئندہ واقعات کی بذات خود خبر نہیں تو اس سوال کے دور کرنے کو خدا تعالیٰ نے اسی تمثیل کے ساتھ ہی فرمایا ﴿عالم الغیب والشھادہ العزیز الرحیم الذی احسن کل شئی خلقه﴾ یعنی جو چیزیں بندوں کی نظر میں حاضر اور غائب ہیں خدا ان سب کو بذات خود جانتا ہے وہ اپنی ذات بابرکت میں سب پر غالب اور سب کے حال پر مہربان ہے۔اس قرینہ سے اس سوال کا جواب مل گیا اور مطلب بھی صاف ہو گیا کہ خدا کی طرف تدبیر کا چڑھنا یا اس کی طرف سے احکام اور تدبیر کا نازل ہونا ایک تمثیل ہے ورنہ وہ ذات پاک ہر ایک چیز خود بخود جانتا ہے اور سب پر غالب ہے۔خیر یہ تو ہوئی اس آیت کے متعلق تقریر۔ایک دوسرے مقام پر رب العالمین نے اس ڈائری کی مدت اور بھی وسیع فرمائی ہے وہاں ارشاد ہے ﴿تعرج الملائکة والروح الیه فی یوم کان مقداره خمسین الف سنته﴾ خدا کے کارندے فرشتے اور اعلیٰ فرشتہ جبرائیل پچاس پچاس ہزار سال میں اس کی طرف جاتے ہیں یعنی پچاس ہزار سالہ ان کی ڈائری ہے۔

لطف یہ ہے کہ ان تینوں آیتوں میں خدائے ذوالجلال والاکرام نے اس تمثیل کے بتلانے کے لیے بہت سے قرآئن حالیہ اور مقالیہ بھی رکھے ہیں۔ہم ان تینوں آیات کو ایک جگہ جمع کر کے ان کی اصلی صورت ناظرین کو دکھاتے ہیں۔

(۱) پہلی آیت پارہ سترہ رکوع ۱۳ کی ہے ﴿یستعجلونك بالعذاب ولن یخلف الله وعده وان یوما عند ربك كالف سنة مما تعدون وكاین من قریة املیت لها وهی ظالمة ثم اخزتها والیّ المصیر﴾ (پ:۱۷ : ع:۱۳)

ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۚ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ

پھر اس کا سلسلہ انسانی جسم کے نچوڑ ذلیل پانی منی سے جاری کیا پھر وہ اس کو درست اندام بناتا ہے

رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝

اور اس میں روح پھونکتا ہے اور تمہارے لئے وہ کان آنکھیں اور دل پیدا کرتا ہے تم بہت ہی کم شکر کرتے ہو

پھر اس کا سلسلہ نسل انسانی جسم کے نچوڑ یعنی ذلیل پانی منی سے جاری کیا پھر وہ خدا اس انسان کو درست اندام بناتا ہے اور اس میں اپنی پیدا کی ہوئی روحوں میں سے مخلوق روح پھونکتا ہے اور تمہارے یعنی بنی آدم کے لیے خدا کان یعنی قوت سامعہ' آنکھیں یعنی قوت باصرہ اور دل پیدا کرتا ہے مگر تم بہت ہی کم شکر کرتے ہو- یہ بھی کوئی شکر ہے کہ خدا کے ہوتے اس کی مخلوق سے حاجات چاہتے ہیں اور سمجھانے پر الٹے بگڑتے ہیں-

(۲) دوسری آیت بھی زیر بحث ہے جس کے الفاظ یہ ہیں :

﴿ یدبر الامر من السماء الی الارض ثم یعرج الیه فی یوم کان مقداره الف سنة مما تعدون ذالك عالم الغیب والشهادة العزیز الرحیم الذی احسن کل شئی خلقه وبد خلق الانسان من طین﴾

(۳) تیسری آیت سورہ معارج کے ہے جس کے الفاظ یہ ہیں

﴿سائل سائل بعذاب واقع للکفرین لیس له دافع من الله ذی المعارج تعرج الملائکة والروح الیه فی یوم کان مقداره خمسین الف سنة فاصبر صبرا جمیلا انهم یرونه بعیدا ونره قریبا﴾ (پ:۲۹: ع:۷)

پہلی آیت کا ترجمہ یہ ہے "کفار تجھ سے جلدی عذاب مانگتے ہیں اور اللہ اپنے وعدے کو کبھی خلاف نہ کریگا اور خدا کے نزدیک ایک دن تمہارے حساب سے ایک ہزار برس کا ہے- کئی ایک ظالم بستیوں کو میں (خدا) نے تھوڑی سی مہلت دی پھر فوراً ان کو پکڑا اور میری طرف ہے سب کاموں کا رجوع"

اس آیت میں پروردگار نے کفار کی درخواست کا ذکر کیا ہے کہ وہ عذاب جلدی چاہتے ہیں اس کے جواب میں خدا نے فرمایا کہ میرے نزدیک ایک دن ہزار برس کا ہے یہ کہہ کر فرمایا میں نے بہت سی قوموں کو مہلت دے کر بھی نہ چھوڑا- بظاہر ہزار برس کا دن ہونے کا ذکر یہاں پر بے تعلق ہی نہیں بلکہ مخالف معلوم ہوتا ہے کیونکہ کفار کے جواب میں یہ فرمانا کہ خدا کے نزدیک ایک ایک دن ہزار برس کا ہوتا ہے اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ گھبراتے کیوں ہو آخر کبھی تو عذاب پہنچ ہی جائے گا- یہاں تو ہزار برس بھی ایک دن کی میعاد ہے جس میں موجودہ کفار کی کئی ایک نسلیں ختم ہو سکیں گی- تو پھر عذاب ہی کیا اور کس کو؟ حالانکہ ساتھ ہی یہ بھی فرمایا ہے کہ پہلے لوگوں کو ہم نے مہلت دے کر خوب پکڑا- پس معلوم ہوا کہ ظاہری معنی مراد نہیں بلکہ خدا کی جبروت' سلطنت کا اظہار مراد ہے کہ یہ لوگ جلدی ہی عذاب مانگتے ہیں اس خیال سے کہ خدا کے عذاب سے کہیں بچ سکیں گے ہرگز نہیں-

دوسری آیت کا ترجمہ مع مطلب تو اسی جگہ تفسیر میں لکھا گیا ہے :

تیسری آیت کا ترجمہ یہ ہے "ایک سائل اس عذاب کی بابت پوچھتا ہے جو کافروں پر خدا کی طرف سے اٹل آنے والا ہے جو خدا بڑی بلندیوں والا ہے' اس کی طرف فرشتے اور روح ایک دن میں چڑھتے ہیں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے' یہ کہہ کر فرمایا پس تو اچھی طرح سے صبر کر"

اس آیت میں پچاس ہزار برس کی میعاد سے مراد قیامت کا دن لینا صحیح نہیں ہو سکتا کیونکہ قیامت کے دن کی انتہا نہیں اور پچاس ہزار برس کی تو آخر انتہا ہے پس آیت موصوفہ کے معنے یہ ہیں کہ خداوند تبارک وتعالیٰ اپنی جبروت' حکومت' قدرت اور علم کا اظہار کرتا ہے ان تینوں آیتوں کے ملانے سے جو معنے میری سمجھ میں آئے ہیں میں نے لکھے ہیں میں ان کی صحت پر مصر نہیں ممکن ہے کوئی اللہ کا بندہ اس سے بھی اچھی تفسیر کرے فلله الحمد فی الاولیٰ والآخر (منہ)

وَقَالُوٓا ءَاِذَا ضَلَلۡنَا فِی الۡاَرۡضِ ءَاِنَّا لَفِیۡ خَلۡقٍ جَدِیۡدٍ ۬ؕ بَلۡ ہُمۡ بِلِقَآیِٔ

اور کہتے ہو کیا جب ہم مر کر زمین میں مل جائیں گے تو کیا ہم پھر ایک دفعہ نئی پیدائش میں ہوں گے بلکہ یہ لوگ اپنے پروردگار

رَبِّہِمۡ کٰفِرُوۡنَ ﴿۱۰﴾ قُلۡ یَتَوَفّٰىکُمۡ مَّلَکُ الۡمَوۡتِ الَّذِیۡ وُکِّلَ بِکُمۡ ثُمَّ اِلٰی

کی ملاقات سے منکر ہیں- اے نبی! تو کہہ کہ تم کو موت کے فرشتے فوت کریں گے جو تم پر مقرر کئے گئے ہیں' پھر تم اپنے پروردگار

رَبِّکُمۡ تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۱۱﴾ وَلَوۡ تَرٰۤی اِذِ الۡمُجۡرِمُوۡنَ نَاکِسُوۡا رُءُوۡسِہِمۡ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ ؕ

کے حضور میں واپس کئے جاؤ گے- اگر تو اس وقت دیکھے جب مجرم اپنے پروردگار کے حضور میں سروں کو نیچے ڈالے ہوئے ہوں گے

رَبَّنَاۤ اَبۡصَرۡنَا وَسَمِعۡنَا فَارۡجِعۡنَا نَعۡمَلۡ صَالِحًا اِنَّا مُوۡقِنُوۡنَ ﴿۱۲﴾ وَلَوۡ شِئۡنَا لَاٰتَیۡنَا

اس وقت کہیں گے اے ہمارے پروردگار! ہم نے تیرا عذاب دیکھا اور سنا پس تو ہم کو دنیا کی طرف ایک دفعہ پھیر تاکہ ہم نیک عمل کریں کچھ شک نہیں کہ ہم کو

کُلَّ نَفۡسٍ ہُدٰىہَا وَلٰکِنۡ حَقَّ الۡقَوۡلُ مِنِّیۡ لَاَمۡلَـَٔنَّ جَہَنَّمَ مِنَ الۡجِنَّۃِ

بالکل یقین ہو گیا ہے اور اگر ہم چاہتے ہیں تو سب کو ہدایت کر دیتے لیکن میری طرف سے یہ اعلان ہو چکا ہے کہ میں تمام قسم کے جنوں اور انسانوں

وَالنَّاسِ اَجۡمَعِیۡنَ ﴿۱۳﴾

سے جہنم کو بھروں گا

اور کہتے ہیں کیا جب ہم مر کر زمین میں مل جائیں گے یعنی ہمارے ریزے ریزے ہو کر مٹی میں مٹی ہو جائیں گے تو کیا ہم پھر ایک دفعہ نئی پیدائش میں ہوں گے' ہرگز نہیں ان لوگوں کا خیال ہے کہ یہ امور محال ہیں محال نہیں بلکہ یہ لوگ اپنے پروردگار کی ملاقات سے منکر ہیں ان کو یقین بلکہ انکار ہے کہ اعمال کا نیک و بد بدلہ کچھ نہ ہو گا- اے نبی! تو ان کو کہہ کہ تم موت کے فرشتے فوت کرتے ہیں جو تم پر مقرر کئے گئے ہیں- بعد موت پھر تم اپنے پروردگار کے حضور میں واپس کئے جاؤ گے- اس وقت تمہیں معلوم ہو گا کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے- اے نبی! اگر تو اس وقت ان کو دیکھے جب مجرم اپنے پروردگار کے حضور میں سروں کو نیچے ڈالے ہوں گے اس وقت کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! ہم نے تیرا عذاب دیکھا اور تیرا ارشاد سنا پس تو ہم کو دنیا کی طرف ایک دفعہ پھیر تاکہ ہم نیک عمل کریں کچھ شک نہیں کہ اب تو ہم کو بالکل یقین ہو گیا ہے کہ خدا کی قدرت اور جلالت سب پر غالب ہے اور ہمارے مصنوعی معبود بالکل ہیچ کارہ ہیں پس اب ہم اس امر کو باور کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے- اس روز یہ سب لوگ سچی ہدایت کے قائل ہوں گے اور تسلیم کریں گے- اگر ہم (خدا) چاہتے تو اس دنیا میں بھی سب کو ہدایت[1] کر دیتے اگرچہ ان کی طبعیتیں نہ چاہتیں تاہم کیا مجال تھی کہ ہمارے چاہے ہوئے کو کوئی روک سکتا ہم اگر چاہتے تو جبراً ان کو سیدھا کر دیتے ہیں لیکن ہم نے ان کو مجبور کرنا پسند نہیں کیا بلکہ ان کو عقل و ہوش دیئے ہیں ان سے یہ لوگ خود نیک و بد کی تمیز کر سکتے ہیں- بات اصل یہ ہے کہ میری (یعنی خدا کی) طرف سے یہ اعلان جاری ہو چکا ہے کہ میں تمام قسم کے جنوں اور انسانوں سے جہنم کو بھروں گا کیونکہ میرے علم میں تھا کہ یہ لوگ ایسے کام ضرور کریں گے اس لئے اسی علم کی بنا پر میں نے یہ اعلان کیا تھا کہ جو لوگ برے کام کریں گے جنوں سے ہوں یا انسانوں سے خواہ ان کی کسی قوم سے ہوں میں ان کو ضرور سزا دوں گا-

[1] اس آیت سے بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ خدا ہی ہم سے جبراً برے کام کراتا ہے پھر وہ ہم کو سزا کیوں دے گا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ آیت تو جبر کی نفی کرتی ہے کیونکہ اس میں ارشاد ہے کہ اگر ہم چاہتے تو ہر ایک کو سیدھا کر دیتے یعنی جبراً مسلمان بنا دیتے لیکن ہم ایسا نہیں کرتے کیونکہ ہم نے ان کو اختیاری کاموں پر انعام دینا ہے- جبری کام پر انعام کے مستحق نہیں ہو سکتے اس لیے جبر نہیں کیا (منہ)

فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ

پس اس دن کو بھولنے کی وجہ سے عذاب کا مزہ چکھو، ہم تم کو بھول گئے ہیں اور اپنے کئے ہوئے اعمال کی وجہ

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا

سے دائمی عذاب کا مزہ چکھو۔ ہمارے احکام وہی لوگ مانتے ہیں کہ جب ان کو ان احکام کی بابت نصیحت کی جائے

سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۱۵﴾ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ

تو سجدے میں گر پڑتے ہیں اور پروردگار کی حمد کے ساتھ تسبیحیں پڑھتے ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے۔ راتوں کو اپنے بستروں سے اپنے پہلوؤں

عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۫ وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۱۶﴾

کو الگ رکھتے ہیں خدا کے عذاب سے ڈرتے ہوئے اور اس کی رحمت کی طمع میں اپنے پروردگار سے دعائیں مانگتے ہیں اور ہمارے دیئے میں سے خرچ بھی

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۷﴾

کرتے ہیں پس ان ہی لوگوں کے لئے ایسی آنکھوں کی ٹھنڈک مخفی رکھی گئی ہے جس کو کوئی شخص نہیں جان سکتا، یہ سب کچھ ان کے کئے ہوئے نیک اعمال کا بدلہ ہو گا

وہ سزا ایسی دوزخ ہے چونکہ تم اس دن کی ملاقات کو بھول گئے تھے پس اس دن بھولنے کی وجہ سے عذاب کا مزہ چکھو، دیکھو ہم نے تم کو ایسا اس میں ڈالے رکھنا ہے کہ دیکھنے والا یہ سمجھے کہ گویا ہم تم کو بھول گئے ہیں اگرچہ ہم کسی چیز کو بھولا نہیں کرتے، بھولے تو وہ جس پر ذہول اور نسیان غالب آئے مگر ہم پر تو کوئی چیز غالب نہیں آسکتی پھر ہم کیوں بھولیں؟ پس ہمارے بھولنے کا مطلب یہ ہے کہ تم سے برتاؤ ایسا کریں گے کہ تم یا کوئی اور ناواقف حال سمجھے گا کہ گویا ہم تم کو بھول گئے۔ پس تم اس جہنم میں رہو اور اپنے کئے ہوئے اعمال کی وجہ سے دائمی عذاب کا مزہ چکھو۔ یہ انجام ان لوگوں کا ہے جو خدا کی مقرر کردہ جزا اور سزا کو بھول جاتے ہیں اور پرواہ نہیں کرتے کہ کوئی ہم پر حاکم اعلیٰ ہے، وہ ہمارے اعمال نیک و بد کی ہم کو جزا و سزا دے گا۔ گو ہمارے احکام کو ماننے کے دعویداروں کی اتنی کثرت ہے کہ شمار میں نہیں آسکتے مگر بغور دیکھا جائے تو ہمارے احکام وہی لوگ مانتے ہیں کہ جب ان کو ان احکام کی بابت نصیحت کی جائے یعنی کسی واعظ کے منہ سے وہ ان احکام کو سن پاتے ہیں تو سجدے میں گر پڑتے ہیں یعنی اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی تابعداری کے لیے ایسا آمادہ کرتے ہیں کہ گویا سجدہ میں ہیں اور دل میں اس بات کو جما لیتے ہیں کہ ''گذشتہ را صلوٰۃ آئندہ را احتیاط'' اور پروردگار کی حمد کی ساتھ تسبیحیں پڑھتے ہیں اور اس کی تعریف کے گیت گاتے ہیں اور وہ احکام الٰہی سن کر کسی طرح کا تکبر نہیں کرتے بلکہ ان پر ان آیات کا ایسا اثر ہوتا ہے کہ راتوں کو اپنے بستروں سے پہلوؤں کو الگ رکھتے ہیں خدا کے عذاب سے ڈرتے ہوئے اور اس کی رحمت کی طمع میں اپنے پروردگار سے دعائیں مانگتے ہیں اور حتیٰ المقدور ہمارے دیئے میں سے وہ خرچ بھی کرتے ہیں اس لیے کہ انبیاء اور رسل کا سلسلہ قائم کرنے اور کتابیں بھیجنے سے غرض ہی یہ ہے کہ لوگ اخلاق فاضلہ سیکھیں اور خدائی احکام کی پابندی کریں نہ کہ صرف منہ سے خدا خدا کہنے پر ہی کفایت کریں اور بس۔ جس طرح مٹھائی کا نام صرف زبانی لینے سے منہ میٹھا نہیں ہو سکتا ہے اسی طرح صرف زبانی کلمہ اسلام پڑھنے سے انسان خدا کے ہاں معتبر مسلمان نہیں ہو سکتا پس ان ہی لوگوں کے لئے جو زبان اور دل سے خدا کے فرمانبردار ہوں خدا کے ہاں ایسی راحت اور آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی مسرت مخفی رکھی گئی ہے جس کو کوئی شخص بھی اس دنیا میں نہیں جان سکتا۔ یہ سب کچھ ان کے کئے ہوئے نیک اعمال کا بدلہ ہو گا کیا تم عرب والوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ نیک اعمال یوں ہی ہیں۔

اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ؕ لَا يَسْتَوٗنَ ۝۱۸ اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

کیا پھر پکے ایماندار بدکاروں کی طرح ہو جائیں گے؟ ہرگز برابر نہ ہوں گے۔ جو لوگ ایمان لا کر نیک اعمال کرتے ہیں

الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰى ؗ نُزُلًا ۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۱۹ وَاَمَّا الَّذِيْنَ

بوجہ ان کے نیک اعمال کے ہمیشہ کے باغوں میں ان کی مہمان داری ہوگی اور جو لوگ بدکار ہوں گے

فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ كُلَّمَاۤ اَرَادُوْۤا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَاۤ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَقِيْلَ

ان کا ٹھکانہ آگ میں ہوگا۔ جب کبھی اس سے نکلنا چاہیں گے تو واپس اس میں لوٹا دیئے جائیں گے اور ان سے کہا

لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝۲۰ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ

جائے گا کہ آگ کا عذاب چکھو جس کی تم تکذیب کیا کرتے تھے اور اس بڑے عذاب سے پہلے ہم

الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝۲۱ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ

ان کو ایک ہلکا سا عذاب چکھاویں گے تاکہ وہ لوگ ہماری طرف رجوع ہوں اور جس شخص کو پروردگار کی آیات

ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ؕ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ۝۲۲ ع

سنا کر نصیحت کی جائے اور وہ ان سے منہ پھیرے تو اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے؟ ہم ضرور مجرموں سے بدلہ لینے والے ہیں

ان کا بدلہ کوئی نہیں ؟ تو کیا پھر پکے ایماندار بدکاروں کی طرح ہو جائیں گے ؟ ایک شخص جو تمام عمر خدا کے زیر فرمان رہا ہر ایک بات میں مالک کی اجازت سے کام کرتا رہا' دوسرا ہر ایک بات میں مخالفت کرتا رہا- خدا کے حقوق کے علاوہ مخلوق کی حق تلفیاں کرتا رہا' ڈاکے مارتا رہا' یتیموں اور بیواؤں کا مال کھاتا رہا' کیا یہ دونوں بعد مرنے کے برابر ہوں گے ؟ ہرگز نہیں برابر نہ ہوں گے- سنو ؟ جو لوگ مذکورہ طریق سے ایمان لا کر نیک اعمال کرتے ہیں بوجہ ان کے نیک اعمال کے ہمیشہ کے باغوں میں ان کی مہمان داری ہوگی اور جو لوگ بدکار ہوں گے ان کا ٹھکانہ جہنم کی آگ میں ہوگا وہ اس میں ایسے محبوس ہوں گے کہ جب کبھی اس سے نکلنا چاہیں گے اور کوشش کر کے کہیں اس کے کنارہ تک آئیں گے تو واپس اس میں لوٹا دیئے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ لو اب آگ کا عذاب چکھو جس کی تم تکذیب کیا کرتے تھے اور سنو اس بڑے عذاب سے پہلے ہم ان کو ایک ہلکا[1] سا عذاب چکھاویں گے تاکہ یہ لوگ ہماری طرف رجوع ہوں چاہے پورے نہ سہی اس تکلیف کے رفع کرانے کے لیے ہی سہی- مگر یہ لوگ بجائے اس کے کہ گناہوں پر نادم ہو کر خدا کی طرف رجوع کریں الٹے اپنی اس بدکرداری پر نازاں ہیں- کہتے ہیں کہ ہم خدا کے پیارے ہیں ہم خدا کے مقرب ہیں حالانکہ اس قسم کی باتیں کرنا اس صورت میں زیبا ہیں کہ خدا نے خود ان کو بتلا دیا ہو کہ تم ایسے ہو- بغیر بتلائے خدا کے ایسا دعویٰ کرنے والا مفتری ہے- باوجود مرات (کئی بار) سمجھانے کے بھی یہ لوگ الٹے بگڑتے ہیں اور ہدایت کی طرف نہیں آتے اور نہیں جانتے کہ جس شخص کو پروردگار کی آیات اور احکام سنا کر نصیحت کی جائے اور وہ ان سے منہ پھیر لے تو اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے پس یہ خوب سمجھ رکھیں کہ ہم (خدا) ضرور مجرموں' بدکاروں سے بدکاریوں کا بدلہ لینے والے ہیں- یہ ہمارا آج کا اعلان نہیں بلکہ قدیم سے ہے اور اسی اعلان کے مطابق ہم نے ہمیشہ برتاؤ کیا-

[1] آنحضرت ﷺ کے مکہ مکرمہ سے تشریف لے جانے کے بعد یہ عذاب بصورت قحط ان مشرکوں پر نازل ہوا تھا- اعاذنا اللہ منہ (منہ)

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى
اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی پس تو اس کتاب کے موسیٰ کو ملنے میں ہرگز شک نہ کیجو اور ہم نے اس کو بنی اسرائیل

لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ۛ
کیلئے ہدایت نامہ بنایا تھا اور جب بنی اسرائیل نے صبر کیا تو ہم نے ان میں کئی ایک امام بنائے جو ہمارے حکم سے ہدایت کرتے

وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ۝ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا
تھے اور خود بھی ہمارے احکام پر یقین رکھتے تھے- تمہارا پروردگار قیامت کے روز ان کے اختلافی امور میں فیصلہ کرے

كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ اَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ
گا- کیا یہ بات ان کو کچھ بھی ہدایت نہیں کرتی کہ ان سے پیشتر ہم نے کتنی قوموں کو ہلاک کردیا-

يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ ۭ اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا
یہ لوگ ان کے مکانات میں چلتے پھرتے ہیں' اس میں بہت سی نشانیاں ہیں تو کیا یہ لوگ سنتے نہیں؟ کیا انہوں نے غور

اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ
نہیں کیا کہ ہم کس طرح خشک بنجر زمین پر پانی لے آتے ہیں' پھر اس کے ساتھ کھیت اگاتے ہیں جس میں سے ان کے

وَاَنْفُسُهُمْ ۭ اَفَلَا يُبْصِرُوْنَ ۝ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ
چوپائے اور وہ خود بھی کھاتے ہیں- کیا پھر بھی یہ لوگ نہیں دیکھتے اور کہتے ہیں کہ یہ فیصلہ کب ہوگا

صٰدِقِيْنَ ۝ قُلْ
اگر تم سچے ہو- تو کہہ

تمہیں معلوم ہے کہ ہم نے حضرت موسیٰ سلام اللہ علیہ کو بھی کتاب (تورات) دی تھی- پس تو اس کتاب کے موسیٰ کو ملنے میں ہرگز شک نہ کیجو- بلکہ تسلیم کیجو اور ہم نے اس کتاب کو بنی اسرائیل کے لیے ہدایت نامہ بنایا تھا اور جب بنی اسرائیل نے تکلیفات شدیدہ پر صبر کیا تو ہم نے ان میں کئی ایک امام بنائے جو ہمارے حکم سے لوگوں کو ہدایت کرتے تھے اور خود بھی ہمارے احکام پر یقین رکھتے تھے- اب جو دنیا کے لوگوں کے درمیان دینی امور میں اختلاف شدیدہ ہو رہے ہیں' تمہارا پروردگار قیامت کے روز ان کے اختلافی امور میں فیصلہ کرے گا- قیامت کا ذکر سن کر جو یہ لوگ بھناتے ہیں کیا یہ بات ان کو کچھ بھی ہدایت نہیں کرتی کہ ان سے پیشتر ہم نے کتنی قوموں کو ان کی شرارتوں کی وجہ سے ہلاک کر دیا- یہ لوگ ان ہلاک شدوں کے مکانات اور مقامات میں چلتے پھرتے ہیں ان کے اجڑے دیار کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں وہاں کے در و دیوار سے گویا آواز آتی ہے کہ ؎

کل کون تھے آج کیا ہو گئے تم ابھی جاگتے تھے ابھی سو گئے تم

اگر سوچیں تو اس واقعہ میں بہت سی نشانیاں ہیں تو کیا یہ لوگ سنتے نہیں؟ کیا انہوں نے اس پر بھی کبھی غور نہیں کیا ہم (خدا) کس طرح خشک بنجر زمین پر پانی کے بادل لے آتے ہیں پھر اس پانی کے ساتھ کھیت اگاتے ہیں جس میں سے ان کے چوپائے اور وہ خود بھی کھاتے ہیں' کیا پھر بھی یہ لوگ چشم بصیرت سے نہیں دیکھتے اور کہتے ہیں کہ یہ فیصلہ جو تم مسلمان ہم کو سناتے ہو کہ ہمارا تمہارا فیصلہ ہو گا یہ کب ہو گا؟ اگر تم مسلمان سچے ہو تو بتلاؤ- اے نبی! تو ان سے کہہ کہ فیصلہ کی تاریخ تو خدا ہی کو معلوم ہے' اس کا تو کسی کو علم نہیں نہ اس نے کسی کو بتلایا ہے-

يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِيْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ

فیصلہ کے دن کافروں کو ان کا ایمان لانا سود مند نہ ہوگا اور نہ ان کو مہلت ملے گی پس تو ان سے روگردانی

وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ﴿۳۰﴾

کر اور منتظر رہ' وہ بھی منتظر ہیں

سورۃ الاحزاب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا

اے نبی! تو خدا سے ڈرتا رہ اور کافروں اور منافقوں کی کبھی تابعداری نہ کیجیو اللہ بڑے علم والا بڑی حکمت

حَكِيْمًا ﴿۱﴾ وَّاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۲﴾

والا ہے اور تو اسی بات کی پیروی کیا کیجیو جو تیرے پروردگار کی طرف سے تجھ پر نازل ہوئی ہے' بے شک اللہ تمہارے کاموں سے باخبر ہے

البتہ یہ بتلایا ہے کہ فیصلہ کے دن کافروں کا ایمان لانا ان کو سود مند نہ ہوگا- کیونکہ اس روز سب کچھ چھپا چھپایا ظاہر ہو جائے گا اور نہ ان کو مہلت ملے گی- پس اے نبی! تو ان سے روگردانی کر اور منتظر رہ کہ ان سے تمہارا فیصلہ کیا ہوتا ہے- وہ بھی منتظر ہیں پس آئندہ کو جو فیصلہ ہوگا وہ تم سب کو معلوم ہو جائے گا-

سورۃ الاحزاب

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت بخشنے والا بڑا ہی مہربان ہے

اے نبی! تو ہمیشہ خدا سے ڈرتا رہ اور دین کے معاملہ میں ظاہری کافروں اور باطنی کافروں اور منافقوں کی کبھی تابعداری نہ کیجیو کیونکہ یہ لوگ ہمیشہ بری راہ ہی بتلائیں گے- ہاں دین کے علاوہ کسی دنیاوی کام میں یا دین میں بھی کسی اچھے کام کا مشورہ دیں تو اس سے انکار نہیں کرنا چاہیے کیونکہ برے آدمی یا بری قوم کے کل کام برے نہیں ہوتے بلکہ برے کام اسی قدر ہوتے ہیں جو دین کے مخالف ہوں وہ ضالۃ) الحکیم[1] ہے- سنو اللہ تعالیٰ بڑے علم والا اور بڑی حکمت والا ہے جو کچھ وہ تم کو حکم دیتا ہے- باقی امور جو دین کے مخالف نہیں وہ علم و حکمت پر مبنی ہوتے ہیں اور ان میں غلطی کی گنجائش نہیں ہوتی- اس لیے تجھ کو اے نبی! حکم دیا جاتا ہے کہ تو اسی بات کی پیروی کیا کیجیو جو تیرے پروردگار کی طرف سے تجھ پر نازل ہوئی ہے خواہ وہ بات بذریعہ وحی جلی کے تجھ کو پہنچے جیسے قرآن مجید یا بذریعہ وحی خفی کے جیسے حدیث شریف[2] بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے باخبر ہے-

---

[1] یہ لفظ ایک حدیث کا ہے جس میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے:
﴿کلمة الحکمة ضالة الحکیم حیث وجدها فهو احق بها﴾ یعنی دانائی اور حکمت کی بات گویا مومن کی اپنی چیز ہے جہاں سے پائے وہ اس کا مستحق ہے پس اس کے لینے میں ایسی جلدی کرے جیسے کوئی اپنی چیز کو لیتا ہے (منہ)

[2] حدیث شریف کے وحی خفی ہونے کے ثبوت میں ہمارا ایک رسالہ ہے جس کا نام ہے "حدیث نبوی" (منہ)

وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۚ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝ مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ
اور خدا پر بھروسہ رکھ اور اللہ ہی کارساز کافی ہے۔ خدا نے کسی آدمی کے لئے دو دل نہیں بنائے
جَوْفِهٖ ۚ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓئِيْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ
اور خدا نے تمہاری بیویوں کو جن سے تم ظہار کرتے ہو تمہاری مائیں اور تمہارے لے پالک بیٹوں کو تمہارے
اَبْنَآءَكُمْ ۚ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ ۝
بیٹے نہیں بنایا' یہ باتیں تو صرف تمہارے منہ کی ہیں اور خدا سچ کہتا ہے اور سیدھی راہ کی ہدایت کرتا ہے۔
اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي
تم ان کو ان کے والدوں کے نام سے بلایا کرو خدا کے ہاں یہ بڑی انصاف کی بات ہے اور اگر تم ان کے باپوں کو نہ جانتے ہو تو وہ تمہارے دینی بھائی

پس تو اے نبی! اسی کی ہدایت پر چلا کر اور خدا پر بھروسہ رکھ اور دل میں جان رکھ کہ اللہ تعالیٰ ہی کارساز کافی ہے پس تو اسی کو کارساز بنا اور دل میں ٹھان رکھ کہ خدا کے سوا کوئی بھی نہیں جو بندوں کی حاجات کو پورا کر سکے یا کسی آڑے وقت میں ان کی فریاد کو سن سکے غرض یہ دل میں جما رکھ کہ ؎

وہ مالک ہے سب آگے اسکے لاچار نہیں ہے کوئی اس کے گھر کا مختار

بعض لوگ جو زبان سے خدا پر توکل اور اس کی محبت کا اظہار کرتے ہیں مگر عملی طور پر وہ اس کا ثبوت نہیں دے سکتے 'اگر ان کے دل میں خدا کی محبت نے جگہ پکڑی ہوتی تو مجال نہ تھی کہ دوسرے کسی کی جگہ رہتے کیونکہ خدا تعالیٰ نے کسی آدمی کے لیے دو دل نہیں بنائے کہ ایک میں خدا کی محبت ہو اور دوسرے میں کسی غیر کی۔ دل تو ایک ہی ہے پس اس میں دو کی گنجائش کہاں۔ کیا تم نے صوفیا کرام کا یہ مقولہ نہیں سنا کہ ؎

﴿العشق نار یحرق ماسوی اللّٰہ﴾

عشق الٰہی کی آگ خدا کے سوا سب چیزوں کو بھسم کر جاتی ہے۔ غیر اللہ کی محبت رکھ کر خدا کی محبت کا دعویٰ کرنا ایسا ہی غلط ہے جیسا تم غصہ کی حالت میں اپنی بیویوں کو مائیں کہہ دیا کرتے ہو اور دوسروں کے بیٹوں کو اپنا کہہ کر پکارا کرتے ہو حالانکہ خدا نے تمہاری بیویوں کو جن سے تم ظہار[1] کرتے ہو تمہاری مائیں اور تمہارے لے پالکوں کو تمہارے بیٹے نہیں بنایا۔ یہ باتیں تو صرف تمہارے منہ کی ہیں جن کی اصلیت کچھ بھی نہیں۔ بھلا یہ ہو سکتا ہے کہ جن کو خدا نے نہ جوڑا ہو وہ مخلوق کے جوڑنے سے قدرتی جوڑ کی طرح جڑ جائے اور اس کے جوڑنے والے کو وہی فائدہ دے جو خدائی جڑے ہوئے کو دیتا ہے سنو! خدا سچ کہتا ہے اور سیدھی راہ کی ہدایت کرتا ہے۔ چونکہ لے پالک بنانے کی رسم قانون قدرت کے خلاف ہے اس لیے خدا تم کو حکم دیتا ہے کہ تم ان لے پالکوں کو ان کے والدوں کے نام سے بلایا کرو یعنی جن کے نطفے سے ان کی پیدائش ہوا نہی کے نام سے ان کو بلایا کرو' نہ کہ لے پالک بنانے والے کے نام سے جن کا اس کے ساتھ بجز زبانی دعویٰ کے کوئی تعلق نہیں۔ خدا کے ہاں یہ بڑی انصاف کی بات ہے اور اگر تم ان کے باپوں کو نہ جانتے ہو مثلاً وہ کسی دور دراز ملک سے یتیمی یا کس مپرسی کی حالت میں آئے ہوئے ہیں تو وہ تمہارے دینی بھائی

شان نزول :

[1] عرب میں ایک عام دستور تھا کہ خاوند اپنی بیوی کو ماں کی پیٹھ کی طرح کہہ دیا کرتا تھا۔ اس کو ظہار کہتے تھے۔ پھر وہ اس عورت کو بالکل ماں کی طرح سمجھتا تھا ان کی اصلاح کرنے کو یہ آیت نازل ہوئی جس کا مطلب یہ ہے کہ عورت کو ماں کہنے سے ماں نہیں ہو سکتی اس کو ماں کہنا غلط ہے (منہ)

الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ ۚ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ ۙ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ

اور دوست ہیں اور جن باتوں میں تم خطا کر جاؤ ان میں تم پر گناہ نہیں لیکن جو کام دل کے قصد

قُلُوْبُكُمْ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ

سے کرو گے۔ خدا بخشنے والا مہربان ہے۔ خدا کا نبی مسلمانوں کے حق میں ان کی جانوں سے بھی قریب تر

وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ ۭ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ

ہے اور اس کی بیویاں ان کی مائیں ہیں اور الٰہی شریعت میں رشتہ دار۔ بعضے بعض کے ساتھ دیگر ایمانداروں اور

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ

مہاجروں سے قریب تر ہیں

اور مذہبی دوست ہیں پس ان کو چھوٹے بھائیوں کی طرح سمجھو اور اسی طرح بلایا کرو۔ ہاں یہ بھی یاد رکھو کہ جن باتوں میں تم خطا کر جاؤ ان میں تم پر گناہ نہیں مثلاً تم نے جن بچوں کو اس حکم سے پہلے لے پالک بنایا ہو اور تمہاری عادت ان کو بیٹا بیٹا کہنے کی ہو گئی ہو تو غلطی سے کسی وقت ان کو بیٹا تمہارے منہ سے نکل جائے جو دانستہ نہ ہو تو اس میں تم کو گناہ نہیں لیکن جو کام دل کے قصدے سے کرو گے اس پر مواخذہ کا خوف ہے۔ تاہم یقین رکھو کہ خدا تعالیٰ بخشنے والا رحم والا ہے۔ اس کے رحم سے حصہ لینا چاہو تو اس کے رسول کی عزت اور تعظیم جیسی کہ تم کو خدا سکھاتا ہے کرو کیونکہ خدا کا نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ مسلمانوں کے حق میں ان کی جانوں سے بھی قریب تر ہے یعنی جس قدر ان کی جانوں کے حقوق ان پر ہیں اس سے بھی کہیں زیادہ پیغمبر کے حقوق ان پر ہیں۔ اس کی مثال یہ سمجھو کہ کسی موقع پر کوئی کام ایسا در پیش آجائے کہ نبی کی عزت قائم رکھنے اور بچانے کے لیے کسی مسلمان کی جان بھی کام آئے تو مسلمان کا فرض ہے کہ ایک جان کیا سو جان کو بھی قربان کر دے کیونکہ

دل لیا ہے تو جان بھی لے لو ہم سے بے دل رہا نہیں جاتا

کیونکہ نبی کا حق مسلمانوں پر سب سے زیادہ ہے گو ماں باپ کے حقوق بھی بہت۔ ماں باپ کے حقوق کو بھی تو نبی ہی نے بتلایا ہے نیز ماں باپ جسمانی مربی ہیں اور نبی روحانی مربی ہے جس کی تربیت کا اثر دوام زندگی پر پہنچتا ہے۔ اس لیے نبی کے حقوق سب سے زیادہ ہیں اور اس کی بیویاں تعظیم و تکریم میں ان مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ باقی سلبی رشتے کچھ چیز ہی نہیں اور ان کے حقوق سب سلب ہیں۔ نہیں بلکہ الٰہی شریعت میں اصل رشتے دار بعضے بعض کے ساتھ دیگر ایمانداروں اور مہاجروں سے قریب تر ہیں مثلاً کسی مسلمان میں ایک شخص سے سلوک کرنے کی توفیق ہے مگر اس کے سامنے دو شخص محتاج ہیں جن میں سے ایک اس کا رشتے دار اور قریبی ہے اور دوسرا اجنبی۔ پس اس کو چاہیے کہ وہ سلوک اپنے رشتہ دار سے کرے[1]

[1] ہماری اس تفسیر سے واضح ہو گا کہ یہ آیت نہ تو کسی آیت یا حکم کی ناسخ ہے نہ منسوخ۔ ایسی آیات کو منسوخ کہنا بعض مفسروں کی جلد بازی کا نتیجہ ہے حدیث شریف میں جو آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے انصار مہاجرین کو باہم بھائی بنا دیا تھا وہ رشتہ ولا تھا نہ کہ نسب کا۔ بھلا جو قرآن لے پالکوں کو بیٹا کہنے سے منع کرے وہی یہ حکم دے سکتا ہے کہ ایک مہاجر اپنی ولدیت لکھواتے ہوئے انصار کے باپ کا نام لکھا دے یا ایک انصار اپنی ولدیت لکھاتے وقت مہاجر کے باپ کا نام بتلا دے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ اس آیت نے رشتہ ولا کو جو آنحضرت ﷺ نے انصار اور مہاجرین میں مقرر اور مضبوط کیا تھا اسے اب بھی بحال رکھا ہے۔

﴿الا ان تفعلوا الی اولیاء کم معروفاً﴾ میں اسی طرف اشارہ ہے (منہ)

اِلَّآ اَنۡ تَفۡعَلُوۡۤا اِلٰۤى اَوۡلِيٰٓـئِكُمۡ مَّعۡرُوۡفًا ‌ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِى الۡكِتٰبِ مَسۡطُوۡرًا ﴿۶﴾ وَاِذۡ

لیکن اپنے دوستوں سے کوئی سلوک کرو- الٰہی شریعت میں یہ حکم اسی طرح لکھا ہوا ہے اور اے نبی!

اَخَذۡنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيۡثَاقَهُمۡ وَمِنۡكَ وَمِنۡ نُّوۡحٍ وَّاِبۡرٰهِيۡمَ وَمُوۡسٰى وَ

ہم نے جب نبیوں سے اور تجھ سے اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ سے اور عیسیٰ ابن مریم

عِيۡسَى ابۡنِ مَرۡيَمَ ۖ وَاَخَذۡنَا مِنۡهُمۡ مِّيۡثَاقًا غَلِيۡظًا ۙ﴿۷﴾ لِّيَسۡــَٔلَ الصّٰدِقِيۡنَ

سے پختہ وعدہ لیا تھا نتیجہ یہ ہوگا کہ راست بازوں کو خدا

عَنۡ صِدۡقِهِمۡ‌ۚ وَاَعَدَّ لِلۡكٰفِرِيۡنَ عَذَابًا اَلِيۡمًا ﴿۸﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا

راست بازی سے سوال کرے گا اور جو لوگ منکر ہیں ان کے لئے اس نے دکھ کی مار تیار کر رکھی ہے مسلمانو! تم خدا کی نعمت

اذۡكُرُوۡا نِعۡمَةَ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ اِذۡ جَآءَتۡكُمۡ جُنُوۡدٌ فَاَرۡسَلۡنَا عَلَيۡهِمۡ رِيۡحًا وَّجُنُوۡدًا

کو یاد کرو جب تم پر فوجیں چڑھ آئی تھیں تو ہم نے ان پر تیز ہوا اور فوجیں بھیجیں

اور اگر دونوں سے کر سکتا ہے تو بیشک دونوں سے کرے- یہ مطلب ہے اولیٰ ہونے کا- واجبی حقوق ادا کرنے میں رشتہ دار سب سے مقدم ہیں لیکن تم حسب مقدور اپنے دوستوں سے کوئی سلوک کرو تو تمہیں کوئی روک نہیں تاہم مقابلہ میں رشتہ دار کا حق مقدم ہوگا- الٰہی شریعت میں یہ حکم ابتدائے دنیا سے اسی طرح لکھا ہوا ہے اور سنو! یہ جو تم کو حکم دیا گیا ہے کہ اللہ کا خوف دل میں رکھو اور تقویٰ اختیار کرو یہ کوئی تم ہی کو حکم نہیں بلکہ تم سے پہلے سب لوگوں کو یہی حکم تھا- اے نبی! کیا تجھے معلوم نہیں ہم نے جب نبیوں سے اور تجھ سے اور نوح سے 'ابراہیم سے' موسیٰ سے اور عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام سے اسی مضمون تقویٰ اور توحید کا ان سب سے پختہ وعدہ لیا تھا تو پھر انھوں نے کیسا عمدہ نباہا- اسی طرح مسلمانوں کو حکم ہوا ہے پس وہ بھی مضبوط رہیں کیونکہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ راستبازوں اور راست گوؤں کو خدا راست بازی سے سوال کرے گا یعنی انبیاء 'علماء اور صلحاء کو تبلیغ احکام سے پوچھے گا اور تابعداروں کو نیک بدلہ دے گا اور جو لوگ ان کی تعلیم سے منکر ہیں ان منکروں کو سخت عذاب میں مبتلا کرے گا کیونکہ ان کے لیے اس نے دکھ کی مار تیار کر رکھی ہے پس مسلمانو! تم ابھی سے اس کی فرمانبرداری پر تیار اور مستعد ہو جاؤ اور اپنے حال پر خدا کی نعمت اور احسان کو یاد کرو جب تم پر چاروں طرف سے کفار کی فوجیں چڑھ آئی تھیں تو ہم (خدا) نے ان پر تیز ہوا اور آسمانی فرشتوں کی فوجیں بھیجیں[1]

---

[1] ہجرت کے چوتھے سال کفار عرب نے مع یہود و نصاریٰ کے عام بلوہ کر کے مدینہ منورہ کو آگھیرا تھا اور پندرہ روز محاصرہ رکھا اپنی کثرت کے گھمنڈ اور فتح کے یقین پر اترائے ہوئے محاصرہ کئے بیٹھے رہے مگر حملہ نہ کرتے تھے کہ تکلیف اور خوف سے ان (مسلمانوں) کو ماریں گے- اب ان کو مارنا مشکل ہی کیا ہے مسلمان مدینۃ النبی میں محصور تھے- اتنی مدت میں خدائی قدرت کے عجیب عجیب نشان ظاہر ہوئے تھے جن میں سے ایک یہ تھا کہ خدا نے مسلمانوں کی مدد کیلئے آسمان سے فرشتے نازل کئے جن کا اس آیت میں ذکر ہے- رہی یہ بحث کہ فرشتے اترے یا اس سے کچھ اور مراد ہے سو اس کا ذکر پہلے جلد دوئم میں گزر چکا ہے- آخر کار کفار جب اس لڑائی میں ناکام واپس ہوئے تو حضور نبی ﷺ نے فرمایا کہ آئندہ ان کو حوصلہ حملہ کرنے کا نہ ہوگا ہم ہی ان پر حملہ آور ہوا کریں گے چنانچہ یہ پیش گوئی پوری ہوگئی- اس لڑائی کا نام جنگ احزاب بھی ہے اور جنگ خندق بھی (منہ)

لَمْ تَرَوْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۝ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ
جن کو تم نے نہ دیکھا تھا اور اللہ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا تھا جب وہ تمہارے اوپر کی طرف سے اور نیچے کی طرف سے

اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ
تم پر ٹوٹ پڑے تھے اور جب آنکھیں پھری کی پھری رہ گئیں تھیں اور کلیجے منہ کو آچکے تھے اور تم اللہ کی نسبت

بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ۝ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ۝ وَاِذْ
طرح طرح کی بدگمانیاں کرتے تھے اس وقت مسلمانوں کی جانچ کی گئی اور زور سے ہلائے گئے اور جب منافق اور وہ

يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ
لوگ جن کے دلوں میں مرض تھا کہتے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول نے جو وعدے ہم سے کئے تھے وہ

اِلَّا غُرُوْرًا ۝ وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ
محض دھوکا تھے اور جب ان میں سے کئی ایک کہتے تھے کہ

جن کو تم نے نہ دیکھا تھا کیونکہ وہ بوجہ لطافت تمہارے دیکھنے میں نہیں آسکتے تھے اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا تھا- جس ارادے سے تم کوئی کام کرتے اور محاصرہ میں جو حرکات تم سے سرزد ہوتی تھیں ان سب کی خدا کو خبر تھی اور اب بھی ہے- تمہیں تو یاد ہوگا کہ وہ وقت تم پر کیسا سخت تھا جب وہ کفار تمہارے اوپر کی طرف سے نیچے کی طرف سے یعنی مشرق اور مغرب تم پر ٹوٹ پڑے تھے اور جب مارے خوف کے تمہاری آنکھیں پھری کی پھری رہ گئی تھیں اور مارے دہشت کے کلیجے منہ کو آچکے تھے اور تم اس وقت اللہ کی نسبت قسما قسم کی بدگمانی کرتے تھے- کوئی پاک باز مسلمان تو دل میں یہ سمجھتا تھا کہ خدا ضرور ہماری مدد کرے گا ہم کو جو ہمارے رسول ﷺ نے خبر بتلائی ہوئی ہے وہ بے شک سچی ہو کر رہے گی مگر کوئی کمزور اور ضعیف القلب یہ بھی کہتا تھا کہ بس اب مرے کہ مرے- سچ پوچھو تو اس وقت پکے مسلمانوں کی جانچ کی گئی اور وہ خوب ہی زور سے ہلائے گئے- پھر جو لوگ پختہ نکلے ان کو تو دائمی وفاداری کی سند مل گئی اور جو بے وفا ثابت ہوئے ان کی بے وفائی کا اظہار ہو گیا- یہ وہی وقت تھا جب منافق یعنی بے وفادو رخے ظاہری مومن اور باطنی کافر اور وہ لوگ جن کے دلوں میں ضعف ایمان وغیرہ کا مرض تھا بے اختیار منہ سے کہتے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول نے جو فتح ونصرت کے وعدے ہم سے کئے تھے وہ محض دھوکا اور ابلہ فریبی تھے- بھلا اگر سچے ہوتے تو ہماری یہ گت کیوں ہوتی جو ہم دیکھ رہے ہیں کہ کھانے کو دانہ نہیں' پینے کو پانی نہیں 'اوڑھنے کو کپڑا نہیں- گویا یہ مصرع ہمارے ہی حق میں ہے ؎

اس قفس کے قیدیوں کو آب و دانہ منع ہے

اور کہنے کو ہم جی خوشی کر رہے ہیں کہ دین و دنیا میں ہماری ہی فتح ہو گی- اگر یہی فتح ہے تو خدا حافظ- مگر ان نادانوں کو خبر نہ تھی کہ اس تکلیف کا راز کیا ہے اور اس کی وجہ کیا ہے کہ چند روزہ مسلمانوں کو تکلیف پہنچی- منجملہ اور وجوہات کے ایک وجہ یہ بھی تھی کہ لوگوں کو عام طور پر معلوم ہو جائے کہ نبی اور نبی کے تابعدار بھی خدائی کاموں میں کوئی دخل نہیں رکھتے- یہاں تک کہ اپنے آپ سے بھی کوئی تکلیف دفع نہیں کر سکتے جو کچھ کرتا ہے خدا ہی کرتا ہے نہ اس کے کئے کو پھیر سکتے ہیں- واقعی وہ وقت بڑا ہی نازک تھا- جب ان منافقوں میں سے کئی ایک گروہ مخلص مسلمانوں کو ڈرانے کی نیت سے کہتے تھے-

يٰاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ

اے مدینہ کے باشندو! تمہارا یہاں ٹھکانہ نہیں پس تم واپس چلے جاؤ اور ایک گروہ ان میں کا نبی سے گھروں کو جانے کی اجازت مانگتا

اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۚ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ﴿۱۳﴾ وَلَوْ دُخِلَتْ

تھا- کہتے تھے کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں حالانکہ ان کے مکان غیر محفوظ نہیں وہ صرف بھاگنا چاہتے ہیں اور اگر مخالف فوجیں ان پر

عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا ﴿۱۴﴾

مدینہ کی اطراف سے آجائیں اور ان کو فساد میں دعوت دی جاتی تو فوراً اس میں کود پڑتے پھر تو شہر میں بہت کم ٹھہرتے

وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ۭ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ

حالانکہ اس سے پہلے خدا سے وعدہ کرچکے تھے کہ ہرگز پیٹھ نہ دیں گے- اور خدا کے وعدے کا سوال ضرور ہوگا-

مَسْئُوْلًا ﴿۱۵﴾ قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا

تو کہہ دے کہ موت سے یا قتل ہونے سے تم بھاگتے ہو تو یہ بھاگنا تم کو نفع نہ دے گا اور تم بہت ہی کم

تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۶﴾ قُلْ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ

فائدہ اٹھاؤ گے- تو کہہ بھلا اگر خدا تمہارے حق میں برائی کرے یا تم کو کوئی فائدہ پہنچانا چاہے تو اللہ سے ورے کون

سُوْۗءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ۭ

ہے جو تمہاری حفاظت کر سکے؟

اے مدینہ کے مسلمان باشندو! تمہارا یہاں اب ٹھکانا نہیں ذرا آنکھیں کھول کر تو دیکھو کہ کس طرح سے مخالف فوجوں کا ٹڈی دل آرہا ہے- کچھ دیکھتے بھی ہو کیا ہو رہا ہے؟ کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر لو گے تو کیا بلی بھی بند کر لے گی؟ ہرگز نہیں- پس تم اپنا ٹھکانہ بتاؤ اور چلتے بنو بہتر ہے کہ تم اس میدان سے گھروں کو واپس چلے جاؤ اور یہاں دم بھر کے لیے بھی مت ٹھہرو- ایک گروہ تو اس بہکانے میں لگ رہا تھا اور ایک گروہ ان میں کا نبی ﷺ سے گھروں کو جانے کی اجازت مانگتا تھا- کہتے تھے کہ ہمارے گھر بالکل خالی اور غیر محفوظ ہیں صرف مستورات ہی ہیں اور مخالفوں کا خدشہ ہے کہ کسی وقت حملہ آور ہو کر ہمارا مال واسباب لوٹ نہ لے جائیں حالانکہ ان کے مکان غیر محفوظ نہیں- نہ ان کو کسی طرح کا خطرہ ہے بلکہ وہ اس بہانے سے صرف بھاگنا چاہتے ہیں- حال یہ ہے کہ اگر یہی مخالف فوجیں ان پر مدینہ کی اطراف سے آجائیں اور ان کو فساد کی جنگ میں شرکت کی دعوت دی جاتی تو فوراً اس میں کود پڑتے پھر شہر میں بہت کم ٹھہرتے بلکہ سنتے ہی مسلمانوں پر ٹوٹ پڑتے کیونکہ وہ تو ان کے حسب منشا ہے مگر مسلمانوں میں مل کر کام کرنا خلاف منشا ہے حالانکہ اس سے پہلے اسی زبان کے ساتھ خدا سے وعدہ کر چکے تھے کہ وقت پڑنے پر ہرگز پیٹھ نہ دیں گے لیکن آخر کار ثابت ہوا کہ یہ لوگ قول کے پکے اور بات کے سچے نہیں- مگر کیا یہ سمجھتے ہیں کہ خدا ان سے نہیں پوچھے گا؟ بے شک پوچھے گا کیونکہ خدا کے وعدہ کا سوال ضرور ہوگا- ہرگز تخلف نہ ہوگا غور کرنے سے ان کی اس بزدلی کا اصل راز یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ موت سے بچنے کے لیے ایسا کرتے ہیں- پس اے نبی! تو ان سے کہہ دے کہ موت سے یا قتل ہونے سے تم بھاگتے ہو تو یہ بھاگنا تم کو نفع نہ دے گا اور بھاگ کر بھی تم بہت ہی کم فائدہ اٹھاؤ گے جو قریب قریب نفی کے ہوگا- اے نبی! تو آہستگی سے یہ بھی ان سے کہہ اور سوال کر بھلا اگر خدا تمہارے حق میں کسی قسم کی برائی کرے یا تم کو کوئی فائدہ پہنچانا چاہے تو اللہ سے ورے کون ہے جو اس فائدے کو تم سے روک لے یا اس کی مصیبت سے تمہاری حفاظت کر سکے-

وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۷﴾ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ

اللہ کے سوا کسی کو اپنا والی اور مددگار نہ پائیں گے جو دوسروں کو روکتے ہیں اور اپنے بھائیوں سے

مِنْكُمْ وَالْقَآئِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا ۚ وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۸﴾ اَشِحَّةً

کہتے ہیں کہ ہماری طرف آؤ خدا ان کو خوب جانتا ہے- یہ منافق لوگ تمہارے معاملہ میں بخل کرتے ہوئے لڑائی میں بہت کم

عَلَيْكُمْ ۚ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ

شریک ہوتے ہیں- جب کوئی خوف آتا ہے تو تم ان کو دیکھتے ہو کہ ان کی آنکھیں یوں پھرتی ہیں جیسے کسی پر موت سے غشی

يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً

آئی ہو- پھر جب وہ خوف چلا جاتا ہے تو یہ لوگ بہتری کی امید پر بڑی تیز لسانی سے تمہارے

عَلَى الْخَيْرِ ۭ اُولٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۱۹﴾

ساتھ باتیں کرتے ہیں چونکہ یہ لوگ دل سے ایمان نہیں لائے پس اللہ نے ان کے نیک کام ضائع کر دیئے اور یہ بات خدا کے نزدیک بہت ہی آسان ہے

اور اس کی آئی ہوئی بلا کو ٹلا دے یا رحمت کو روک دے؟ کوئی نہیں کیا تم نے نہیں سنا؟

اوست سلطان ہرچہ خواہد آں کند   عالمے را در دمے ویران کند

اس لیے کوئی بھی ان کو نہ بچا سکے گا اور اللہ کے سوا کسی کو اپنا والی نہ مددگار پائیں گے کیونکہ ؎

ہست سلطانی مسلم مرورا   نیست کس را زہرہ چون وچرا

پس تم سن رکھو کہ تم میں سے جو خود بھی شریک کار نہیں ہوتے اور دوسروں کو روکتے ہیں اور اپنے ملکی اور آبائی بھائیوں سے کہتے ہیں کہ ہماری طرف آؤ اور لڑائی سے الگ رہو- میاں دنیا میں آخر انسان کو کبھی کسی سے مطلب کسی سے کام- جب ہی تو کسی دنیادار تجربہ کار نے کہا ہے ؎ بشر کو چاہئے ملتا رہے زمانے میں   کسی دن کام یہ صاحب سلامت آ ہی جاتی ہے
یقین جانو خدا ان سب کو جانتا ہے چونکہ یہ منافق لوگ تم مسلمانوں کے دل سے خیر خواہ نہیں بلکہ بدخواہ ہیں تمہارے قومی کاموں میں نہ مال سے مدد کرتے ہیں نہ جان سے اسی لیے تمہارے معاملہ میں بخل کرتے ہوئے لڑائی میں بہت کم شریک ہوتے ہیں جب کوئی خوف سامنے سے آتا ہے تو تم ان منافقوں کو دیکھتے ہو کہ ان کی آنکھیں یوں پھرتی ہیں جیسے کسی پر موت سے غشی آئی ہو یعنی حیران و ششدر ہو رہے ہیں کیا کریں؟ پیچھے ہٹیں گے؟ آگے بڑھیں؟ پھر جب وہ خوف چلا جاتا ہے اور بجائے تکلیف کے فتح یابی کے آثار نمودار ہوتے ہیں تو یہ منافق لوگ بدستور سابق خیر اور بہتری کی امید پر اپنے مطلب کے لیے بڑی تیز لسانی سے تمہارے ساتھ باتیں کرتے ہیں' چبڑ چبڑ کر کے بولتے ہیں- میاں! میں نے فلاں آدمی کو ایسا دھکہ دیا کہ بس چاروں شانے چت گرا- کوئی کہتا ہے فلاں مشرک فلاں مومن پر چڑھا آ رہا تھا میں نے جو دیکھا تو پیچھے سے ایک لگائی بس اس کا تو اسی میں کام تمام ہو گیا- غرض اسی قسم کی مطلبی باتیں کرتے ہیں' حالانکہ یہ سب کچھ ان کی خوش آمدی کارروائی ہوتی ہے جو اہل بصیرت کے نزدیک ایک سفیہانہ حرکت ہے مگر یہ کیوں ایسی حرکت کرتے ہیں؟ اس لئے کہ چونکہ یہ لوگ دل سے ایمان نہیں لائے پس اللہ تعالیٰ نے ان کے نیک کام بھی ضائع کر دیئے کوئی ثواب ان کو نہ ملے گا کیونکہ ان اعمال صالحہ میں جب کفر و شرک کی آمیزش ہے تو کس طرح ان کا صلہ ان کو مل سکے؟ اس لیے سب کئے کرائے اکارت گئے اور یہ بات خدا کے نزدیک بہت ہی آسان ہے کفار کی ظاہری عظمت اور بزرگی ہے تو مخلوق کے نزدیک ہے نہ کہ خدا کے نزدیک-

يَحْسَبُونَ الْأَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوا ۚ وَإِن يَأْتِ الْأَحْزَابُ يَوَدُّوا لَوْ أَنَّهُم بَادُونَ

ابھی تک ان کو یہی خیال جم رہا ہے کہ لشکر ابھی نہیں گئے اور اگر کوئی لشکر آجائے تو یہ لوگ یہی چاہیں گے کہ کاش ہم دیہاتوں میں

فِي الْأَعْرَابِ يَسْأَلُونَ عَنْ أَنبَائِكُمْ ۖ وَلَوْ كَانُوا فِيكُم مَّا قَاتَلُوا إِلَّا قَلِيلًا ﴿٢٠﴾

بسے ہوئے وہیں سے تمہارے احوال پوچھا کرتے اور اگر یہ لوگ تم میں ہوتے بھی تو لڑائی میں بہت ہی کم شریک ہوتے

لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ

رسول خدا میں تمہارے لئے یعنی جو لوگ اللہ کی ملاقات اور پچھلے دن کی بہتری کی امید رکھتے ہیں اور خدا کو بہت بہت یاد کرتے ہیں

وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ﴿٢١﴾ وَلَمَّا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ قَالُوا هَٰذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ

عمدہ نمونہ ہے اور جب ایمانداروں نے فوجوں کو دیکھا تو کہا یہ تو وہی واقعہ ہے جس کا وعدہ اللہ اور رسول نے

وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ ۚ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا ﴿٢٢﴾ مِّنَ

ہم سے کیا ہوا ہے اور اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا تھا اور اس سے بھی انکے ایمان اور تسلیم میں زیادتی ہوئی۔ انہی ایمانداروں میں

الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ ۖ

ایسے لوگ بھی ہیں کہ خدا کے ساتھ جو انہوں نے وعدے کئے تھے اس میں وہ پورے نکلے

یہ منافق لوگ بداعمالی کے علاوہ بزدل ایسے ہیں کہ ابھی تک ان کو یہی خیال جم رہا ہے کہ مخالف لشکر ابھی نہیں گئے اور اگر آج کوئی مخالف لشکر آجائے تو یہ لوگ یہی چاہیں گے کہ کاش ہم شہر سے باہر دیہاتوں میں بسے ہوتے۔ وہیں سے تمہارے احوال پوچھا کرتے اور خود اس بلا میں مبتلا نہ ہوتے نہ آنکھوں سے دیکھتے اور سچ تو یہ ہے کہ اگر یہ لوگ تم مسلمانوں میں ہوتے بھی تو لڑائی میں بہت ہی کم شریک ہوتے۔ وہ بھی اس لیے کہ ہمیں کوئی بزدل نہ کہے یا بدخواہ نہ سمجھے۔ حالانکہ رسول خدا بنفس نفیس لڑائی میں شریک ہے اور رسول خدا بحیثیت دین کے جو کام کریں اس میں تمہارے لئے یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کی ملاقات اور پچھلے دن قیامت کے روز کی بہتری کی توقع رکھتے ہیں یعنی آخری دن کے لیے تیاری کرتے ہیں اور خدا کو بہت بہت یاد کرتے ہیں' رسول خدا حضرت محمد ﷺ ان کے لیے عمدہ نمونہ ہے۔ وہ دین کے کاموں میں جو کچھ کرے اس کی پیروی کرنی تم کو واجب ہے۔ اس لیے تو جو لوگ پختہ ایماندار ہیں وہ ہر بات میں پیغمبر خدا ﷺ کے قول و فعل کو یاد رکھتے ہیں اور اس کے پابند رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب پختہ ایمانداروں نے کفار کی فوجوں کو دیکھا تو کہا یہ تو وہی واقعہ ہے جس کا وعدہ اللہ اور رسول نے ہم سے پہلے ہی سے کیا ہوا ہے اور اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا تھا۔ واقعی جو کچھ فرمایا تھا وہی ہوا اس میں ذرہ بھی تخلف نہ ہوا۔ ہم سے پہلے ہی کہہ رہا تھا ؎

در مسلخ عشق جز نکو را نکشند ‌‌ لاغر صفتاں و زشت خو را نکشند

گر عاشق صادقی ز کشتن مگریز ‌‌ مردار بود ہر آنچہ او را نکشند

جب سے ہم کو یہ ارشاد ہوا ہے ہم تن بتقدیر تھے چنانچہ آج ہم نے بچشم خود دیکھ لیا کہ کفار کی فوجیں بے انتہا ہمارے سامنے ہیں مگر ہم اپنے ایمان پر پختہ ہیں۔ ان کو خدا نے تسلی بخشی اور اس مشکل واقعہ سے بھی ان کی ایمان اور تسلیم میں زیادتی ہوئی۔ الحمد للہ جیسے جیسے خام لوگ مصیبت میں گرتے گئے پختہ ایماندار ترقی کر گئے' ذالک فضل اللہ۔ انہی پختہ ایمانداروں میں ایسے لوگ بھی ہیں کہ خدا کے ساتھ جو انہوں نے جانثاری اور فرمانبرداری کے وعدے کئے تھے اس میں وہ پورے اترے ان

فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ قَضٰى نَحۡبَهٗ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّنۡتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوۡا تَبۡدِيۡلًا ۙ‏ ﴿۲۳﴾ لِّيَجۡزِىَ اللّٰهُ

ان میں سے بعض نے اپنی کامیابی حاصل کرلی اور بعض ان میں کے ابھی انتظار میں ہیں-اور انہوں نے اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی نتیجہ یہ ہوگا کہ

الصّٰدِقِيۡنَ بِصِدۡقِهِمۡ وَيُعَذِّبَ الۡمُنٰفِقِيۡنَ اِنۡ شَآءَ اَوۡ يَتُوۡبَ عَلَيۡهِمۡؕ

اللہ سچوں کو ان کے سچ کا بدلہ دے گا اور منافقوں کو چاہے گا تو عذاب ہوگا یا ان پر رحم کرے گا- خدا بڑا

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا ۚ‏ ﴿۲۴﴾ وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بِغَيۡظِهِمۡ لَمۡ يَنَالُوۡا خَيۡرًا ؕ

بخشنے والا مہربان ہے- خدا نے کافروں کو غصے ہی میں بے نیل و مرام واپس کیا انہوں نے کچھ فائدہ نہ پایا

میں سے بعض نے اپنی کامیابی کرلی یعنی شہید ہوگئے کیونکہ انھوں نے اپنی زندگی کا اعلیٰ مقصد یہی قرار دے رکھا تھا کہ مر کر حیات پاویں اور بعض ان میں کے ابھی اس انتظار میں ہیں کہ کب کوئی موقع ملے کہ جان دے کر جان لیں اور انھوں نے اس وعدے میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی- کیونکہ وہ جانتے ہیں ؎

نا اگر تو مید ہی نانت دہند جاں اگر تو مید ہی جانت دہند

وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ اس جانکاہی کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ سچوں کو نیک بدلہ دے گا اور منافقوں یعنی دو رخوں کو چاہے گا تو عذاب کرے گا یا ان پر رحم فرماوے گا کیونکہ خدا تعالیٰ بڑا بخشنے والا ہے- مہربان ہے ان مومنوں کے استقلال کا نتیجہ یہ ہوا کہ خدا نے ان کو فتح دی اور کافروں کو غصے ہی میں بے نیل و مرام واپس[1] کیا انھوں نے (کافروں) نے اس مہم میں کچھ فائدہ نہ پایا-

---

[1] مدینہ منورہ میں یہودیوں کی دو قومیں بڑی سخت رہتی تھیں ایک کا نام بنی قریظہ اور دوسری کا نام بنی نضیر تھا- دونوں قومیں ہمیشہ مسلمانوں کی چلتی گاڑی میں روڑا اٹکاتی تھیں یہاں تک کہ ان میں چند آدمی (سلام بن ابی الحقیق- حی بن اخطب- کنانہ بن ربیع اور ابو عمار وائلی وغیرہ مل کر) مکہ والوں کے پاس آئے اور یہ واقعہ ہجرت سے چوتھے سال کا ہے- مکہ والوں کو ان کو یوں بہکایا کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں آؤ مل کر ان مسلمانوں کا ستیاناس کر ڈالیں مکہ میں بھی بعض سردار تجربہ کار تھے انھوں نے کہا تم لوگ پڑھے لکھے ہو اور ہمارے اور مسلمانوں کے اختلافات پر بھی مطلع ہو- بھلا یہ تو بتلاؤ کہ ہم دونوں میں سے کس کا مذہب اچھا ہے ؟ یعنی بت پرستی اچھی ہے یا اسلام اچھا؟ بے خود مطلب یہودیوں نے باوجودیکہ ان کے مذہب میں بھی بت پرستی منع تھی صاف کہہ دیا کہ تم لوگ مسلمانوں سے اچھے ہو اور تمہارا دین بھی ان کے دین سے اچھا ہے- اس کے بعد یہودیوں نے مکہ والوں کا دیو شیشے میں اتار لیا- یہاں تک کہ ان سے پختہ وعدہ بلکہ بیعت اس امر کی لی کہ ہم مسلمانوں کے ساتھ ضرور لڑیں گے قریشیوں سے وعدہ لے کر یہودیوں کا یہ وفد غطفان' قیس اور غیلان کے قبیلوں کے پاس گیا' ان کو تو بس اتنا ہی کافی تھا کہ قریشیوں نے وعدہ کر لیا ہے کیونکہ ایسے معاملات میں قریش عموماً سردار تھے غرض کہ سب کو انھوں نے جنگ پر آمادہ کر لیا آخر کار قریش اور دوسری قومیں مل کر مہم عظیم کی شکل میں نکلیں- قریش کا جرنیل ابوسفیان والد معاویہ (رضی اللہ عنہ) تھا اور غطفان کا جرنیل عینیہ بن حصن تھا- جب ان کو خبر حضور نبوی تک پہنچی تو آپ نے بمشورہ حضرت سلمان فارسی مدینہ کے ارد گرد ایک خندق کھودنے کا حکم دیا بلکہ بذات شاہان خود بھی اس خندق کو کھودنے میں شریک رہے- آنحضرت نے ایک خط طویل کھینچ دیا اور مہاجر اور انصار رضی اللہ عنہم کو خندق کھودنے پر مامور فرمایا- اس موقع پر ایک عجیب واقع ظاہر ہوا کہ ایک مقام پر ایک سخت پتھر ایسی طرز سے پیش آیا کہ آنجناب کے خط میں رخنہ انداز تھا اور سخت بھی تھا- صحابہ کرام نے اپنی طبعی اطاعت کے لحاظ سے مناسب نہ سمجھا کہ ہم باختیار خود اس خط سے جو خود سرور کائنات نے ہم کو کھینچ دیا ہے خلاف ورزی کریں اس لیے انھوں نے آنجناب کی خدمت میں اطلاع کی- حضور نے بعد ملاحظہ خود اپنے ہاتھ سے اس پتھر پر ایک ضرب رسید کی تو اس میں سے ایک چمکارا سا نکلا حضورؐ نے یہ دیکھ کر تکبیر (اللہ اکبر) پڑھی یہ سن کر سب مسلمانوں نے تکبیر کہی اس طرح تین دفعہ ہوا- آخر اس تکبیر کا سبب حضرت سلیمان فارسی کے دریافت کرنے پر حضور نے فرمایا کہ پہلی دفعہ جو چنگارا سا نکلا اس سے مجھ کو مقام عبرہ اور ملک فارس کے محلات دکھائے گئے تھے اور مجھ کو خدا کی طرف سے بتلایا گیا ہے کہ ان محلات پر میری امت قابض ہوگی پھر جب دوسری دفعہ میں نے مارا تو اس سے قیصر روم کے محلات دکھائے گئے اور کہا گیا کہ ان محلات پر تیری امت قابض ہوگی پھر

وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ۝ وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ

اور اللہ نے مومنوں کو جنگ سے بچا لیا- خدا بڑا قوی اور غالب ہے اور اہل کتاب میں سے جن لوگوں

مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ

نے ان کی مدد کی تھی خدا نے ان کو قلعوں میں سے باہر نکال مارا اور ان کے دلوں میں رعب ڈالا- ایک فریق کو تم قتل کرتے تھے

اور اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو جنگ سے بچالیا کہ بغیر لڑائی بھڑائی کے کافر چلتے بنے کیونکہ مسلمان مضبوط رہے اور ان کے مضبوط رہنے کی بڑی وجہ یہ تھی خدائے تعالیٰ چونکہ بڑا قوی اور غالب ہے اس نے ان کو قوت بخشی اور اہل کتاب یہودیوں میں سے جن لوگوں نے ان مکہ کے مشرکوں کی مدد کی تھی اور ان کا ناجائز ساتھ دیا تھا خدا نے ان کو قلعوں میں سے باہر نکال مارا اور ان کے دلوں میں ایسا رعب ڈالا کہ باوجود اچھی خاصی اور کافی تعداد ہونے کے بھی وہ کچھ نہ کر سکے حالانکہ ایک فریق کو جو تمہارے مقابلہ میں آیا تھا اس کو تو تم قتل کرتے تھے-

---

تیسری دفعہ کی روشنی میں ملک صنعاء کے محلات دکھائے گئے اور کہا گیا کہ یہ محلات تیری امت کو ملیں گے پس تم مسلمان خوش ہو- مسلمانوں نے کہا الحمد للہ خدا کے وعدے سچے ہیں (چنانچہ ایسا ہی ہوا) یہ پیش گوئی سن کر منافقوں نے بطور طعن کے کہا کہ لو بھئی باہر پاخانہ پھرنے کو تو جا نہیں سکتے اور ملکوں کو فتح کے خواب دیکھتے ہیں مگر ان کو معلوم نہ تھا کہ ؎

مادرچہ خیالیم وفلک درچہ خیال کاریکہ خدا کند فلک راچہ مجال

آخر وہی ہوا جو خدا نے اپنے رسول ﷺ کو فرمایا تھا- خندق کے موقع پر صحابہ کرام کو کفار کی طرف سے بے شمار تکالیف پہنچیں- گھبراہٹ جنگ کے علاوہ قحط کی تکلیف شدید یہاں تک ہوئی کہ الامان- ایک واقعہ اسی کے متعلق صحیح بخاری سے ہم سناتے ہیں-

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ خود حضور پیغمبر ﷺ کے پیٹ مبارک پر بھوک سے پتھر بندھا ہوا تھا تین روز تک ہم ایسے ہی بھوکے رہے- آخر کار مجھ سے رہا نہ گیا میں نے عرض کیا حضرت مجھے اجازت ہو تو اپنے گھر تک ہو آؤں- میں نے گھر آ کر اپنی بیوی سے کہا میں نے حضورؐ کے چہرے مبارک پر بھوک کی وجہ سے ایسی کچھ حالت دیکھی ہے کہ مجھ سے اس کے دیکھنے پر صبر نہیں ہو سکا- تیرے پاس اناج ہے؟ اس نے کہا کچھ جو ہیں اور ایک بکری کا بچہ ہے- میں نے جھٹ سے بکری کے بچے کو ذبح کیا اور اس نے وہ جو چکی میں پیس لیے- ہم نے ایسی پھرتی کی کہ جھٹ سے ہنڈیا چولھے پر دھر دی اور آٹا بھی گوندھ لیا- میں نے آ کر حضورؐ کی خدمت میں عرض کی کہ حضورؐ تھوڑا سا کھانا ہے حضور اور خود ایک دو آدمی ساتھ لے چلیے- حضورؐ نے پوچھا کتنا ہے؟ میں نے اس کا اندازہ بتلایا کہ تھوڑا سا ہے- آپ نے فرمایا بہت ہے- مجھے حکم دیا کہ جا اپنے گھر میں کہہ دے کہ جب تک میں نہ آؤں چولھے پر سے ہنڈیا مت اتاریو اور تنور سے روٹیاں مت نکالیو یعنی روٹی پکانا شروع بھی نہ کرنا ادھر تو مجھ یہ کو فرمایا ادھر فوج میں سب کو کھانے کے لیے فرمادیا- میں نے اپنی بیوی سے خفگی کے لہجے میں کہا کم بخت لے آنحضرت تو تمام لشکر کے ساتھ آگئے اب کیا کرے گی؟ میری بیوی نے کہا تجھ سے آنحضرتؐ نے کچھ پوچھا تھا؟ میں نے کہا ہاں- اس کی غرض تھی کہ جب پوچھ کر لشکر ساتھ لائے ہیں تو خود ہی انتظام فرمادیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا آپ نے لشکر کو حکم دیا کہ اندر چلو اور گھبرا کر نہ چلو- آپ نے روٹیوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اور ہنڈیا اور تنور کو اوپر سے ڈھانپ دیا اور روٹیوں کے ٹکڑوں پر گوشت اور شوربا ڈال کر دیتے جاتے تھے یہاں تک کہ تمام لشکر نے سیر ہو کر کھایا پھر میری بیوی کو فرمایا لے اب تو کھا اور اپنی سہیلیوں اور پڑوسیوں کو تحفہ میں بانٹ- غرض اسی قسم کی تکلیفات شاقہ آپ کو اور تمام مسلمانوں کو کئی دنوں تک رہیں آخر کار مکہ والوں اور بنی قریظہ اور بنی نضیر میں بھی باہمی کچھ بدگمانیاں ہو گئیں اور ادھر خدا تعالیٰ نے بڑے زور کی سخت ہوا اور ملائکہ کی مدد بھیجی' جسکا ذکر قرآن شریف کی ان آیات میں ہے بس اس آفت نے تو مکہ کے مشرکوں کے چھکے چھڑا دیئے اور وہ ایک ایک کر کے بھاگتے بنے اور خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو لڑائی بھڑائی کے بغیر ہی فتح بخشی (منہ)

وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ﴿۲۶﴾ وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ

اور ایک جماعت کو قید اور ان کی زمینوں مکانوں اور مالوں کا تم کو مالک کردیا- اس کے علاوہ اور زمین کا بھی

تَطَـُٔوْهَا ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرًا ﴿۲۷﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ

تم کو مالک کیا جس پر تم نے ابھی تک قدم بھی نہیں رکھا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے- اے نبی! تو اپنی بیویوں سے کہہ دے کہ اگر تم

اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا

دنیا کی زندگی اور زیب و زینت چاہتی ہو

اور مستورات بچوں اور بوڑھوں کی ایک جماعت کو تم قید کر رہے تھے مگر کسی جانب سے صدائے برنخواست کوئی اف تک نہ کرتا تھا- ایسے مبہوت اور مرعوب تھے کہ کاٹو تو لہو نہیں چناں خفتہ اند کہ گوئی مردہ اند- اسی لیے خدا نے تم کو ان پر فتح دی اور زمینوں' مکانوں اور مالوں کا تم کو مالک کر دیا جو غنیمت میں تم کو ملے- اس کے علاوہ اور زمین کا بھی تم کو مالک کیا جس پر تم نے ابھی تک قدم نہیں رکھا[1] بلکہ محض خدا کے فضل سے ایسا ہوا ہے کیونکہ تمہاری مظلومیت کی اب حد ہو گئی ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے جو چاہے کر سکتا ہے' صرف حکم کی دیر ہے- وہ اگر کسی مقرب بندے کو تنگ حال رکھتا ہے تو اس کی بھی کوئی حکمت ہوتی ہے اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ خدا تعالیٰ اس کو وسعت نہیں دے سکتا بلکہ ان بندگان خدا کو بھی ایسی ہی حالت مرغوب ہوتی ہے انکو خدائے تعالیٰ کی طرف سے اگر وسعت روزگار کا اختیار دیا جائے تو وہ کہتے ہیں ؎

دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی دیوانہ تو ہر دو جہاں راچہ کنند

پس اے نبی! تو اپنی بیویوں[2] سے کہہ دے کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور زیب و زینت چاہتی ہو اور اسی لیے مجھے تنگ کرتی ہو کہ میں تم کو فاخرہ لباس اور زیورات بنا دوں تو بہتر ہے

شان نزول

[1] خیبر کی زمین کی طرف اشارہ ہے جو بوقت نزول اس آیت کے ہنوز فتح نہ ہوئی تھی مگر علم الٰہی میں اس کا فتح ہونا مقدر تھا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بغیر لڑائی بھڑائی کے خیبر فتح ہو گئی (منہ)

[2] زیور کی خواہش عورتوں میں طبعی ہے حضور پیغمبر خدا ﷺ کی ازواج مطہرات نے حسب عادت مستورات کے زیب و زینت کے سامان کچھ طلب کئے اور بعد طلب کئے تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی- (منہ)

فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۞ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَ
تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا کر خوش اسلوبی سے چھوڑ دوں اور اگر تم اللہ اور
رَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ۞
رسول کی خوشنودی اور آخرت کو چاہتی ہو تو اللہ نے تم نیکوکاروں کے لئے بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔
يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ
اے پیغمبر کی بیویو! جو کوئی تم میں سے کوئی[1] ناشائستہ حرکت کرے گی اس کو دگنا عذاب کیا جائے
ضِعْفَيْنِ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۞
گا اور اللہ کے نزدیک یہ کام بہت آسان ہے

آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا کر خوش اسلوبی سے چھوڑ دوں کیوں کہ مجھ درویش کے گھر میں اس قسم کے جھگڑے غیر موزوں ہیں کیا تم نے نہیں سنا کہ ؎

قرار در کف آزادگان نگیرد و مال   نہ صبر در دل عاشق نہ آب در غربال

اور اگر تم میری ہدایت کی تابع ہو کر اللہ اور رسول کی خوشنودی اور دار آخرت کی زندگی کو چاہتی ہو تو سنو اللہ تعالیٰ نے تم نیک کاروں کے لیے بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔ سنو خدا خود تم کو مخاطب کر کے یوں ارشاد فرماتا ہے اے پیغمبر کی بیویو! یہ مت سمجھنا کہ تم ازواج مطہرات ہو کر کسی ایسے رتبہ پر پہنچ گئی ہو کہ کسی طرح کا تم سے مواخذہ نہ ہو گا بلکہ یاد رکھو کہ جو کوئی تم میں سے کوئی ناشائستہ حرکت کرے گی اس کو دوسروں کی نسبت دگنا عذاب کیا جائے گا اور اللہ کے نزدیک یہ کام بہت آسان ہے۔

[1] اس طرح ترجمہ کرنے میں اشارہ ہے کہ منکن میں من بیانیہ ہے نہ کہ تبعیضیہ۔ اس لیے کہ دوسری آیت میں کل ازواج مطہرات کو طیبات کہا ہے ﴿الطیبات للطیبین والطیبون للطیبات﴾ پس اس جگہ من تبعیضیہ مراد لینا صحیح نہیں۔ (منہ)

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا

اور جو کوئی تم میں سے اللہ کی اور اس کے رسول کی تابعدار رہے گی اور نیک کام کرے گی تو ہم اس کو دگنا ثواب

مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ

دیں گے اور ہم نے اس کے لئے عزت کی روزی تیار کر رکھی ہے۔ اے نبی کی بیویو! تم کسی اور عورت کے رتبے کی نہیں

النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ

ہو۔ اگر تم ڈرتی ہو تو تم دبی زبان سے باتیں مت کیا کرنا ورنہ جن لوگوں کے دلوں میں بیماری ہے وہ اپنے

وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿۳۲﴾ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ

مطلب کی توقعات رکھنے لگیں گے اور دستور کے موافق بات کہا کرو اور اپنے مکانوں میں قرار سے رہیو اور پہلے زمانہ جاہلیت کی طرح برہنہ

الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ

نہ پھرنا اور نماز پڑھتی رہنا اور زکوۃ دیتی رہنا اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتی رہنا۔ خدا کو بس

اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ﴿۳۳﴾

یہی منظور ہے کہ وہ تم اہل بیت سے نجاست دور رکھ کر تم کو پاک رکھے

اور جو کوئی تم میں سے اللہ کی اور اس کے رسول کی تابعدار رہے گی اور نیک کام کرے گی تو ہم اس کو دوسروں سے دگنا ثواب دیں گے اور ہم نے اس کے لیے عزت کی روزی تیار کر رکھی ہے۔ اے نبی کی بیویو! تم کسی اور عورت کے رتبہ کی نہیں ہو، تم حرم محترم نبوی ہو۔ تم مہبط نزول وحی ہو۔ تم اہل بیت رسول ہو، غرض تم سب کی سردار ہو۔ تمام امت نے تمہارے طریق پر چلنا ہے۔ پس اگر تم واقعی خدا تعالیٰ سے ڈرتی ہو جیسی کہ تم سے توقع ہے تو تم کسی شخص کے ساتھ جو پس پردہ تم سے بولے دبی زبان سے باتیں مت کیا کرنا ورنہ جن لوگوں کے دلوں میں فسق، فجور یا نفاق کی بیماری ہے وہ اپنے مطلب کی توقعات رکھنے لگیں گے۔ اس لئے جواب دیتے وقت بھی تم کسی قسم کی غیر معمولی نزاکت کا اظہار نہ کیا کرنا۔ یہ مطلب بھی نہیں کہ خواہ مخواہ بدزبانی اختیار کرنا نہیں بلکہ ملائمت سے باتیں کیا کرو اور دستور کے موافق بات کہا کرو جس میں کسی قسم کی نہ غیر معمولی نزاکت آمیز نرمی معلوم ہو جیسی بعض نازک مزاج عورتیں معشوقانہ ادائیں ہر رنگ میں دکھایا کرتی ہیں نہ غیر معمولی سختی ہو کہ سننے والا تمہاری بداخلاقی کا قائل ہو جائے جس سے حضرت نبوت کی بھی بدنامی ہو۔ اس لئے تم کو حکم ہے کہ تم امن چین سے رہو اور اپنے مکانوں میں قرار ووقار سے رہیو اور پہلے زمانہ کی جاہلیت کی طرح برہنہ نہ پھرنا جیسے ہندوستان کی ہندوانی عورتیں پھرا کرتی ہیں کہ ہرکہ ومہ ان کو دیکھتا ہے اور دل لگی کرتا ہے۔ تم ایسا مت کرنا اور نماز پڑھتی رہنا اور زکوۃ دیتی رہنا اور بڑی بات یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتی رہنا۔ یہ تاکیدی حکم تم اہل بیت اور خاندان رسالت کو اس لیے دیئے جاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو یہی منظور ہے کہ وہ تم اہل بیت[1] سے بداعتقادیوں اور بداعمالیوں کی نجاست دور رکھ کر تم کو بالکل پاک اور صاف ستھری نتھری رکھے

---

[1] اس آیت میں جو اہل بیت کا لفظ آیا ہے اس کے متعلق علماء اسلام کے دو گروہ ہیں ایک تو قرآن مجید کے ساتھ رہے ہیں ایک حدیث کی طرف لگ گئے ہیں بظاہر ہمارے اس کہنے سے گمان ہو گا کہ قرآن وحدیث آپس میں مخالف ہیں اس سے ہم ذرا تفصیل سے اس جگہ لکھیں گے کچھ شک نہیں کہ قرآن مجید کی آیات بینات پر جو ادنیٰ سی نظر ڈالے اسے بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ اس آیت میں جو خدائے تعالیٰ نے اہل بیت کا لفظ فرمایا ==

وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ۝

اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کی آیات اور حکمت تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہے تم ان کو خوب یاد کیا کرو- بے شک اللہ بڑا راز دان باریک بین خبر دار ہے

اس وقت جو تم بمنشاء خداوندی حرم نبی کی عزت سے معزز ہو تمہاری اس وقت کی پاکی اور صفائی پر کافی دلیل ہے کیونکہ اگر تم ایسی نہ ہوتیں تو پیغمبر خدا کے ساتھ تمہارا جوڑ نہ ہوتا تمہاری آئندہ کی صفائی کے لیے ہمارا یہ حکم کافی ضمانت ہے پس تمہارے مخالفوں کو چاہیے کہ وہ اپنی بدزبانی اور فیشن زنی سے زبان کند رکھیں- اس لیے اے اہل بیت پیغمبر! تم مطمئن رہو اور جو کچھ اللہ کی آیات اور ایمانی حکمت تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں تم ان کو خوب یاد کیا کرو- یہی قرآن اور الٰہی حکمت تمہاری حفاظت اور حمایت کریں گے جو لوگ ان ہی کے پیرو ہو کر دین سیکھیں گے تو وہ سیدھی راہ پاویں گے اور جو دینی امور کی تحقیق کا مدار غلط روایات اور نفسانی خواہشات پر رکھیں گے وہ خود بھی بھکیں گے اور لوگوں کو بھی بہکائیں گے اپنا ہی کچھ کھوئیں گے کسی کا کیا گنوائیں گے- بیشک اللہ تعالیٰ بڑا راز دان اور خبر دار ہے جو کوئی جس نیت سے کام کرتا ہے اس کو جانتا ہے تم بھی اس کی خبر داری سے خبر دار رہیو-

---

= ہے اس سے یقیناً ازواج مطہرات ہی مراد ہیں کیونکہ تمام صیغے مؤنث کے ہیں تو انہی کے لیے ہیں' خطاب ہے تو انہی کو ہے' آگے پیچھے جو الفاظ ہیں انہی کے حق میں ہیں' پہلے ان کو نساء النبی کہہ کر خطاب فرمایا ہے اس سے بعد سب صیغے مؤنث کے چلے آرہے ہیں حتیٰ کہ لا تبرجن بھی صیغہ مؤنث فرمایا ہے جو اہل بیت سے پہلا لفظ ہے اہل بیت کے آگے بھی انہی کو واذ کرن سے بصیغہ مؤنث خطاب ہے پس آیت کی نحوی ترکیب کے علاوہ معنوی ترکیب یہ ہے کہ اہل بیت کے لفظ سے پہلے جتنے جملے ہیں بمنزلہ دعویٰ کے ہیں اور یہ بمنزلہ دلیل کے- یہ گویا اس سوال کا جواب ہے جو کوئی کہے کہ ازواج نبی کو اس قدر مؤکد بصیغہ خطاب نام لے کر کیوں حکم دیئے جاتے ہیں تو اس کا جواب یوں دیا کہ خدا کو ان پاک کرنا منظور ہے اور اگر اہلبیت سے مراد ازواج مطہرات نہ ہوں بلکہ ان کے سوا چار تن پاک (حضرت علی' فاطمہ' حسن اور حسین رضی اللہ عنہم) مراد ہوں جیسا کہ فریق ثانی کا خیال ہے تو آیت موصوفہ ایک ایسا بے جوڑ کلام بن جائے گا کہ جس کی نظیر دنیا بھر میں نہ ملے گی جس کی تصویر یہ ہو گی کہ :

اے نبی کی بیویو! تم یہ کرو وہ کرو' اندر بیٹھو باہر نہ نکلو- خدا چاہتا ہے کہ حضرت علی' فاطمہ حسن اور حسین ص ھ وغیرہ کو پاک کردے اور تم نبی کی بیویو! قرآن یاد کیا کرو وغیرہ

غالباً ناظرین اس ترجمہ ہی سے کلام کی خوبی کا اندازہ لگا سکیں گے اور اس کی مثال میں شاید خود ہی اس کلام کو پا جائیں گے کہ کوئی شخص کسی دوسرے شخص (زید) کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ تم کھانا کھاؤ- پانی پیو کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ عمر (تیسرا شخص) سیر ہو جائے اور اس کی بھوک کی شکایت رفع ہو گیا ہی لطیف کلام ہے فعل میں کوئی مخاطب ہے اور نتیجے میں کوئی اور-

اس کے علاوہ قرآن شریف کا محاورہ ہم دیکھتے ہیں تو ہمیں یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہر آدمی کی بیوی اہل بیت ہے- حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے قصے میں بیان ہے کہ فرشتے نے حضرت ابراہیم کو بیٹے کی خوشخبری دی تو حضرت ممدوح کی بیوی نے اس پر حیرانی کا اظہار کیا- فرشتے نے یہ حیرانی سن کر جواب دیا کہ :

﴿اتعجبين من امر الله رحمة الله وبركاته عليكم اهل البيت انه حميد مجيد﴾

"اے اہل بیت! خدا کی رحمت اور برکات تم پر ہوں تم اللہ کے حکم سے تعجب کرتی ہو" اس آیت سے معلوم ہوا کہ عورت اہل بیت ہوتی ہے-

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ

مسلمان مردوں اور عورتوں' ایماندار مردوں اور عورتوں' فرمانبردار مردوں اور عورتوں سچے یعنی راست گو مردوں اور عورتوں'

وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ

صابر مردوں اور عورتوں' ڈرنے والے مردوں اور عورتوں'

اگر تم کو خیال گزرے کہ ہمیں جو تابعداری کا ایسا زوردار حکم ہوتا ہے تو اس کا بدلہ ہم کو کیا ملے گا تو سنو تم تو ایک بہت بڑے درجے پر ہو خدا کے ہاں تو عام قانون ہے کہ پکے مسلمان مردوں اور عورتوں' ایمان دار مردوں اور عورتوں' فرمانبردار مردوں اور عورتوں سچے یعنی راست گو مردوں اور عورتوں' صابر مردوں اور عورتوں' خدا سے ڈرنیوالے مردوں اور عورتوں

= اس کے علاوہ اگر عربی فارسی بلکہ کل زبانوں کا محاورہ دیکھیں تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ عورت مرد کی اہل بیت ہے- مرد کی جب تک شادی نہ ہوئی ہو تو عربی کہتے ہیں تجرد فلان وہ مجرد ہے اور جب شادی ہو جائے تو کہتے ہیں تاھل فلان یعنی وہ متاہل ہو گیا یہی محاورہ اردو فارسی میں بھی ہے مجرد و متاھل کچھ شک نہیں کہ انسان کی اولاد بھی اہل ہے لیکن کون نہیں جانتا کہ ان کی اہلیت بھی بیوی کی اہلیت پر متفرع ہے اور بغور دیکھا جائے تو اولاد کی اہلیت ایک حد تک محدود ہے مگر بیوی کی اہلیت نا محدود- یہی وجہ ہے کہ اولاد بالغ ہو کر خصوصاً اولاد اناث الگ ہو جاتی ہے مگر بیوی بیوی رہ کر کبھی الگ نہیں ہوتی- نہ اس کا الگ ہونا شرعاً وعرفاً صحیح ہوتا ہے

نہایت حیرانی ہے حیرانی ہی نہیں بلکہ ظلم ہے کہ لڑکی داماد بلکہ نواسوں تک کو اہل بیت بنایا جائے مگر ازواج مطہرات کو اہل بیت سے خارج سمجھا جائے اور قرآن شریف کو اس کے اصل معنے سے الگ کر کے اپنی رائے کو مضبوط کیا جائے بھلا یہ ظلم کب روا ہو سکتا ہے-

اسی موقع پر بغرض مزید تحقیق فریق ثانی کے دلائل کا اظہار کرنا بھی ضروری ہے تاکہ پوری تحقیق ہو سکے-

فریق ثانی کی ایک دلیل تو اسی آیت کے بعض الفاظ ہیں مگر سر دفتر ان کی دلیل ایک حدیث ہے اور کسی قدر غلو محبت بھی شامل ہے-

آیت کے جس لفظ سے وہ دلیل یا قرینہ بتلاتے ہیں وہ اہل بیت کے ساتھ کم صیغہ جمع مذکر ہے- وہ کہتے ہیں اہل بیت کہہ کر جس صیغے سے ان کو خطاب کیا ہے وہ مذکر کا صیغہ ہے تو معلوم ہوا کہ اہل بیت کوئی مذکر کی جماعت ہے یا کم از کم ان میں مذکروں کی کثرت ہے- اس کا جواب یہ ہے کہ "کم" کی تذکیر بلحاظ اہل کے ہے کیونکہ اہل کا لفظ مذکر ہے- یہی وجہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے قصے میں بھی اہل بیت کے ساتھ بصیغۂ مذکر ہی خطاب ہوا ہے- غور سے دیکھئے ﴿اتعجبین من امر الله رحمة الله وبركاة عليكم اهل البيت﴾

اس طرح حضرت موسیٰ کے قصے میں ہیں ﴿قال لاهله امكثوا انى انست نارا﴾ حضرت موسیٰ نے اپنے اہل سے کہا کہ ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے اس جگہ اہل کو بصیغہ مذکر "امکثو" خطاب فرمایا ہے پس اس صورت کی تذکیر سے مخاطبوں کا مذکر ہونا لازم نہیں آتا- حدیث جو اس دعویٰ پر لائی جاتی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں کہ :

قالت عائشةؓ خرج النبی ﷺ غداة وعليه مرط مرحل من شعر اسود فجاء الحسن بن على فادخله ثم جاء الحسن فدخل معه ثم جاءت فاطمة فادخلها ثم جاء على فادخله ثم قال انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت ويطهر كم تطهيرا﴾ (رواه مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت ایک صبح کو نکلے تو آپ پر ایک سیاہ لوئی تھی اتنے میں حسن اور حسین بن علی آئے پس اس لوئی میں داخل ہو گئے- زاں بعد حضرت فاطمہ آئیں پس وہ بھی اس میں داخل ہو گئیں پھر حضرت علی آئے وہ بھی اس میں داخل ہو گئے- اس سے بعد آں حضرت نے فرمایا کہ انما يريد الله یعنی اللہ چاہتا ہے کہ تم اہل بیت سے ناپاکی کو دور رکھے اور تم کو بالکل پاک رکھے-

وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ	وَالْمُتَصَدِّقٰتِ	وَالصَّآئِمِيْنَ	وَالصّٰٓئِمٰتِ	وَالْحٰفِظِيْنَ
صدقہ کرنے والے مردوں اور عورتوں	روزہ دار مردوں اور عورتوں	اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے		

فُرُوْجَهُمْ	وَالْحٰفِظٰتِ	وَالذّٰكِرِيْنَ	اللّٰهَ	كَثِيْرًا	وَّالذّٰكِرٰتِ	اَعَدَّ اللّٰهُ
مردوں اور عورتوں اور اللہ کا بہت بہت ذکر کرنے والے مردوں اور عورتوں کے لئے خدا نے بخشش اور						

لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝

بہت بڑا بدلہ تیار کر رکھا ہے

صدقہ خیرات کرنے والے مردوں اور عورتوں روزہ دار مردوں اور عورتوں اپنے شرگاہوں کی حفاظت کرنے والے مردوں اور عورتوں اور اللہ کا بہت بہت ذکر کرنے والے مردوں اور عورتوں۔ غرض ان سب کے لیے خدا نے بڑی اور بڑا بدلہ تیار رکھو ہے ان کے اعمال صالحہ کا عوض ان کو ضرور ملے گا لیکن فرمانبرداری اسکا نام نہیں کہ صرف زبان سے ہاں ہاں کرے اور عمل کچھ بھی نہ کرے سے بلکہ فرمانبرداری یہ ہے کہ

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

فریق ثانی کہتے ہیں کہ جب آں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ حضرات (علی فاطمہ حسن اور حسین رضی اللہ عنہم) اہل بیت ہیں اور آپ نے خود یہ آیت انہی کے حق میں پڑھی تو پھر کسی دوسرے کے لیے کیا مجال رہی۔

جواب اس کا یہ ہے کہ پیغمبر خدا ﷺ نے اس آیت کو ان حضرات پر پڑھا تو اس سے یہ غرض نہ تھی کہ اس آیت کا مصداق بتلادیں بلکہ یہ آپ نے اپنی تمنا کا اظہار کیا ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ خداوندا میں چاہتا ہوں کہ جس طرح تو نے میرے حقیقی اہل بیت کے ساتھ وعدہ طہارت فرمایا ہے اس وعدہ میں ان کو بھی شریک فرمالے کیونکہ یہ بھی گویا میرے اہل بیت ہیں قرینہ اس تاویل کا ایک روایت ہے جو اس قصے میں بروایت ترمذی یوں آئی ہے قالت ام سلمته وانا معهم یانبی الله قال انت علی مکانك وانت علی خیر (ترمذی کتاب التفسیر) کہ جس وقت آپ نے اصحاب کسار (لوئی والوں) کو لوئی میں چھپا کر دعا کی تھی اس وقت حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ (زوجہ رسول اللہ ﷺ) نے عرض کیا کہ حضرت میں بھی ان کے ساتھ ہوں اس کے جواب میں حضور نے فرمایا تو اپنے مرتبہ پر ہے تو سب سے اچھی حالت میں ہے اس روایت میں ام سلمہ کو علی خیر کہہ کر حضور نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ قرآن مجید میں جو اہل بیت کا لفظ آیا ہے اس کی حقیقت مصداق آپ ہی ازواج مطہرات ہی ہیں اور اصحاب کسا (لوئی والے) الحاقی اور معنوی ہیں اور اس میں شک نہیں کہ اصل مصداق الحاق سے خیر اور افضل ہوتا ہے اس کی مثال بھی ایک لکھتا ہوں کسی شخص کے دو بیٹے ہیں اور دو یتیم بھیجے ہیں شخص مذکورہ کی کوشش ہیکہ میرے یتیم بھتیجے بھی میری جائیداد سے حصہ لے سکیں تو مرنے کے وقت یا زندگی میں کس وقت اس نے لوگوں کے سامنے بھتیجوں کو بٹھا کر کہا کہ یہ میرے بیٹے ہیں خدا ان کو لائق وفائق بنادے یہ سن کر اور یہ حالت دیکھ کر شخص مذکورہ کا حقیقی بیٹا یوں کہے کہ مجھے بھی اس دعا میں شریک کیجئے شخص مذکورہ سنکر کہے انت علی مکانک انت علی خیر تو تو اپنے درجہ پر ہے اور تو بہت اچھی حالت ہے تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ شخص مذکورہ اپنے اصل بیٹے کو تو بیٹا جانتا ہے لیکن اس تجویز سے کوشش اس کی یہ ہے میرے بھتیجے جو حقیقتا میری نسل سے نہیں ہیں میری دعا ہے کہ ترقی مدارج میں میری نسل کے ساتھ ملحق ہو جائیں یہ غرض نہیں کہ وہ اپنا اصلی بیٹا ظاہر کرتا ہے ٹھیک اسی طرح پیغمبر اسی طرح پیغمبر خدا ص نے اصحاب کسا کو اس رحمت الٰہی میں جو اہل بیت کے لیے خدا کے وعدے میں آچکی تھی اصحاب کسا کو شامل کرنے کی دعا اور تمنا ظاہر فرمائی اس سے اگر کچھ ثابت ہوا تو یہ ہوا کہ اصحاب کسا بھی معنوی طور سے اہل بیت کے ساتھ ملحق ہیں یا امید ہے کہ ملحق ہوں چشم ما روشن دل ماشاد۔

اس کی یا اس کی ضد کی ایک مثال حدیثوں سے ہم اور یہاں کرنا چاہتے ہیں۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ أَمْرًا أَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ

اور کسی مسلمان مرد یا عورت کو لائق نہیں کہ جب کسی کام میں خدا اور اس کا رسول فیصلہ کردیں تو ان کو بھی اپنے کام

الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ۗ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴿۳۶﴾

میں اختیار باقی ہو اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی بے فرمانی کرتا ہے وہ صریح گمراہی میں پڑ جاتا ہے

اسی لیے کسی مسلمان مرد یا عورت[1] کو لائق نہیں کہ جب کسی دینی کام میں خدا اور رسول ان کے متعلق فیصلہ کر دیں یعنی حکم دیں تو ان مسلمانوں کو بھی اپنے کام میں اختیار باقی ہو یعنی جب خدا کی طرف سے کوئی حکم آجائے خواہ ان کی طبائع کے برخلاف ہی ہو انکو لائق نہیں کہ چوں چرا کر سکیں جب کہ تمام قانون وہ سن چکے ہیں کہ جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی بے فرمانی کرتا ہے وہ صریح گمراہی میں پڑ جاتا ہے لیکن

قرآن مجید کی سورۂ کہف میں ارشاد ہے:

﴿ ولقد ضربنا للناس من كل مثل وكان الانسان اكثر شئى جدلا ﴾ خدا فرماتا ہے کہ ہم نے قرآن میں ہر قسم کی مثالیں بتلائی ہیں مگر انسان بڑا جھگڑالو ہے۔

اس آیت میں انسان کو بڑا جھگڑالو کہا ہے اور اس کے جھگڑے کو ناپسند کیا ہے' اس لیے علماء مفسرین نے لکھا ہے کہ اس جگہ انسان سے مراد کافر انسان ہے۔ اچھا اب ایک حدیث بھی سنئے۔

صحیح بخاری باب التہجد میں ایک حدیث ہے کہ پیغمبر خدا ﷺ حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف لے گئے اور فرمایا کہ تم دونوں تہجد کی نماز پڑھا کرو۔ حضرت علیؓ نے جواب میں کہا ہمارے نفس اللہ کے قبضے میں ہیں وہ جب چاہتا ہے اٹھا لیتا ہے۔ یہ جواب سن کر آنحضرت واپس تشریف لے آئے اور فرمایا ﴿ كان الانسان اكثر شيء جدلا ﴾ آں حضرت نے اس موقع پر یہ آیت پڑھی تو کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ آپ نے حضرت علی کو اس آیت کا مصداق ٹھہرایا؟ ہرگز نہیں بلکہ یہ آیت تو یقیناً کافر کے حق میں ہے لیکن حضرت علی کے اس جواب کو ناپسند کر کے بلحاظ اس جواب کے کسی قدر (نہ کہ کلیتاً) حضرت علی کو ان مجادلین سے ملحق فرمایا یا ملحق ہو جانے کا خوف دلایا۔

اسی طرح اہل بیت کے وصف طہارت میں اصحاب کسا کو شامل کرنے کی آپ نے دعا اور تمنا ظاہر کی نہ کہ اہل بیت کا حقیقی مصداق بتلایا۔ ہمارے خیال میں اگر کوئی شخص قرآن مجید کی ان آیات کا ترجمہ ہی بغور پڑھے تو اس کو معلوم ہو سکتا ہے کہ جس طرح حضرت محمد ﷺ کی رسالت میں شک نہیں اس طرح ازواج مطہرات کے حقیقی اہل بیت ہونے میں کلام نہیں ﴿ فافهم ولا تكن من الممترين ﴾

زاہد تیری نماز کو میرا سلام ہے — بے حب اہل بیت عبادت حرام ہے

[1] اس آیت کے متعلق تفسیر میں شان نزول لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح زید سے کرنا چاہا تھا مگر چونکہ زید ایک غلام تھا اور زینب ایک شریف خاندان کی آزاد عورت تھی اس لئے زینب اور اس کے بھائی دونوں نے یہ رشتہ نامنظور کیا پھر یہ آیت نازل ہوئی۔ مگر بغور دیکھا جائے تو یہ شان نزول صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ اصول شریعت کے مطابق دیکھا جائے تو گو نکاح کرنا ایک شرعی حکم ہے مگر یہ بات کہ نبی کسی خاص عورت کو کسی خاص مرد سے یا کسی خاص مرد کو کسی خاص عورت سے نکاح کرنے پر شرعی طور پر مامور کرے صحیح نہیں یعنی یہ نہیں کہہ سکتا تو کہ فلاں مرد سے شادی کر۔ اور اگر وہ عورت نہ مانے تو نافرمان قرار پائے۔ ہمارے اس دعویٰ پر بریرہ رضی اللہ عنہا والی حدیث قوی شہادت ہے جس میں مذکور ہے کہ بریرہ کا نکاح مغیث رضی اللہ عنہ سے تھا مگر بریرہ جب آزاد ہوئی تو بحکم شریعت اس کو سابقہ نکاح رکھنے نہ رکھنے میں اختیار تھا۔ بریرہ نے مغیث کے ساتھ نکاح رکھنے سے انکار کر دیا مغیث اس کا شیفتہ تھا دیوانہ وار اس کے پیچھے روتا پھرتا۔ یہاں تک کہ حضور اکرم تک بھی خبر پہنچی تو حضور کو رحم آیا آپ نے اپنی مجلس میں ایک دفعہ سرسری طور پر فرمایا کہ مغیث کی محبت اور بریرہ کا بخل بھی قابل دید ہے۔ یہاں تک کہ آپ کو رحم آیا کہ آپ نے بذات خود بریرہ سے کہا کہ مغیث کو قبول کر لے۔ اس دانا عورت (رضی اللہ عنہا) نے کیسا آزادانہ جواب دیا کہ حضور آپ مجھ کو حکم فرماتے ہیں یا مشورہ دیتے ہیں؟ حضور نے فرمایا کہ حکم نہیں کرتا مگر مشورہ دیتا ہوں۔ بریرہؓ نے کہا حضور مجھے معاف فرمایئے میں اس پر عمل نہیں کرتی۔ یہ سنکر حضور نے

وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْهِ اَمْسِكْ عَلَیْكَ

جب تو اس شخص کو جس پر خدا کے انعام تھے اور تو نے بھی انعام کئے تھے کہہ رہا تھا کہ تو اپنی بیوی کو رہنے دے اور اللہ سے ڈر اور

زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِیْ فِیْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِیْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ

تو اپنے دل میں وہ بات چھپاتا تھا جسے اللہ ظاہر کرنے کو تھا تو لوگوں سے خوف کرتا تھا

اس کا مطلب یہ نہیں کہ مسلمان عام اجازت کے ماتحت کوئی کام خانگی یا بیرونی 'ذاتی یا قومی کرنا چاہیں تو اس میں بھی تیری (نبی) کی اجازت ضروری ہو- نہیں ایسے امور میں وہ ماتحت رہ کر مختار ہیں- یہی وجہ ہے کہ جب تو (نبی) اس شخص کو جس پر خدا کے انعام تھے کہ پیدا کرنے کے علاوہ خدا نے اس کو ہدایت کی تھی اور تو نے بھی انعام کئے تھے کہ ہدایت کے علاوہ تو نے اس کو غلامی سے آزاد کیا تھا' اس کے ایک خانگی معاملہ کے متعلق کہہ رہا تھا جس میں وہ خود مختار تھا کہ تو اپنی بیوی کو رہنے دے اور اللہ سے ڈر شاید تیرا ہی قصور ہو تو اس نے اس امر میں تیری فرمانبرداری نہ کی اور خدا کی طرف سے بھی اس پر کوئی خفگی نہ آئی- تو اس پر خفا ہوا کیونکہ اپنے خانگی کاموں میں وہ آزاد تھا- اس لیے وہ اس میں معتوب نہ ہوا اور تو (اے نبی) اپنے دل میں وہ بات چھپاتا تھا جسے آخر کار اللہ ظاہر کرنے کو تھا تو اس کے اظہار میں لوگوں سے خوف کرتا تھا-

---

بھی کوئی رنج ظاہر نہ فرمایا- اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نکاح' طلاق وغیرہ کے احکام شرعی ہیں لیکن خصوصیت سے ان میں مسلمان مجبور اور مامور نہیں کہ فلاں عورت سے یا فلاں مرد سے نکاح کرے خواہ نبی کی طرف سے بھی سفارش ہو' تاہم مسلمان اس میں مختار ہے-

جب ہم اس اصول عامہ کو ملحوظ رکھ کر روایت مذکورہ جانچتے ہیں تو وہ ہم کو راوی کا اپنا فہم معلوم ہوتا ہے جو واقعات پر مبنی ہے ہمارا یہ کہنا کہ راوی نے اپنے فہم سے یہ شان نزول بیان کر دیا ہے جو واقعات پر مبنی نہیں کوئی صاحب بناء دعویٰ نہ سمجھے حضرت استاد الہند شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی قدس سرہ اپنے رسالہ "فوز الکبیر فی اصول التفسیر" میں شان نزول کے متعلق ایک بسیط مضمون لکھتے ہیں اس میں یہ بھی فرمایا ہے کہ بسا اوقات راوی اپنے فہم سے کسی آیت کو ایک واقعہ کے کس ساتھ چسپاں سمجھتا ہے تو وہ حکم لگا دیتا ہے کہ اسی واقع کے متعلق اتری ہے چنانچہ اس کی بہت سی مثالیں بھی ملتی ہیں- شان نزولوں کی تعداد بھی اسی اصول پر مبنی ہے چنانچہ اس آیت کے متعلق متعدد شان نزول آئے ہیں-

غالباً اسی لیے علامہ ابن کثیر نے لکھا ہے ﴿فهذه الاية عامة فی جمیع الامور وذلك انه اذا حكم الله ورسوله بشئی فلیس لا حد مخالفته ولا اختیار لاحد﴾ (تفسیر ابن کثیر) یعنی یہ آیت سب احکام میں عام ہے جب کبھی اللہ اور رسول کسی کام میں حکم دیں تو کسی مسلمان کو اس کی مخالفت جائز نہیں- اس تشریح کے بعد ہم اس آیت کے دوسرے حصے پر آتے ہیں جس میں ہم کو کفار سے روئے سخن ہے- عیسائی اور آریہ وغیرہ نے اپنی تصنیفات میں پیغمبر اسلام علیہ السلام پر جسقدر مطاعن لکھے ہیں ان میں بہت سا حصہ اسی آیت کی وجہ سے ہے- کہتے ہیں کہ پیغمبر نے معاذ اللہ شہوت سے مغلوب ہو کر اپنے بیٹے (زید) کی بیوی اس سے چھڑوا کر آپ سے شادی کر لی- یہ حرکت ایک شائستہ انسان کی شان کے بھی مخالف ہے چہ جائیکہ ایک نبی کے- ہمارے خیال میں ان مخالفین کے اعتراضوں کی بنا زیادہ تر ہمارے ہی نادان دوستوں کی تحریریں ہیں جنہوں نے اپنی نادانی سے اس آیت کے متعلق وہ الفاظ تفسیروں میں جمع کر دیئے ہیں کہ ایک شریف آدمی کو سننے سے شرم آتی ہے- کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ ایک دفعہ زید کے گھر تشریف لے گئے تو زینب جو ایک خوبصورت عورت تھی دوپٹہ لئے بیٹھی تھی- آپ کی نظر اس پر پڑ گئی بس ایک ہی نگاہ میں دل ایسا بے قابو ہوا کہ حضور کے منہ سے بھی بے ساختہ یہ الفاظ نکل گئے کہ سبحان الله مقلب القلوب (خدا دلوں کو پھیرنے والا ہے) جب زید (اس کا خاوند) آیا تو زینب نے اس سے یہ واقعہ ذکر کیا- زید سمجھ گیا اور اب اس کے دل میں زینب کی طرف کچھ کراہت پیدا ہو گئی اور اس نے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر زینب کو طلاق دینے کا منشا ظاہر کیا- یہ ہے وہ روایت جو نادان دوست مفسرین نے بے سوچے سمجھے نقل کی ہے' اس کی تردید کرنے کی ہمیں حاجت نہیں بلکہ جو کچھ سلف مفسرین نے اس کی تردید کی ہے ہم وہی نقل کرتے ہیں-

وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا

حالانکہ اللہ سے زیادہ خوف کرنا چاہئے پس جب زید نے اس عورت سے اپنا تعلق توڑ لیا تو ہم نے اس کا نکاح تجھ سے کر دیا تاکہ مسلمانوں

يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَاۗىِٕهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ

کے لے پالک جب اپنی بیویوں سے قطع تعلق کر چکیں تو ان مسلمانوں کو ان عورتوں سے شادی کرنے میں کوئی مضائقہ نہ ہو

حالانکہ اللہ سے زیادہ خوف کرنا چاہئے۔ریفارمروں (مصلحوں) کو لائق ہے کہ جو کام وہ اصلاح کے متعلق کرنا چاہیں حکمت و آشتی کر گزریں کسی نادان کے اعتراض کی پرواہ نہ کریں تو پس سنو ہم اس امر کو ابھی ظاہر کئے دیتے ہیں کہ جب شخص مذکورہ زید نے اس عورت سے جس کو روکنے کا تو نے حکم دے رکھا تھا اپنا تعلق توڑ لیا تو ہم نے اس عورت کا نکاح تجھ سے کر دیا یعنی نکاح کی اجازت دے دی کہ بعد عدت پوری ہونے کے تو اس سے نکاح کر لیجیو۔اس میں راز یہ ہے تاکہ تیرے اس نکاح کے بعد مسلمانوں کے لے پالک جب اپنی بیویوں سے تعلق قطع کر چکیں تو ان مسلمانوں کو ان عورتوں سے شادی کرنے میں کوئی مضائقہ نہ ہو کیونکہ وہ لے پالک نہ ان کے بیٹے ہیں نہ وہ ان کے اصل باپ بلکہ محض ایک منہ کی بات ہے اور کچھ نہیں۔اسی طرح اس رسم لے پالک بنانے کی جڑ کٹ جائے گی۔

تفسیر خازن میں لکھا ہے کہا:

"ایسا کہنے والے نے آنحضرت کی شان میں بہت بڑا حملہ کیا ہے۔بھلا یہ کیوں کر کوئی کہہ سکتا ہے کہ آنحضرت نے اس کو اب دیکھا ہو۔حالانکہ زینب آپ کی پھوپھی زاد تھی۔لڑکپن میں آپ اس کو دیکھتے رہے اس وقت چونکہ پردہ کا حکم بھی نہ تھا اس لئے عورتیں آپ سے چھپا بھی نہ کرتی تھیں آپ ہی نے اس کی شادی زید سے کرائی تھی پھر یہ کیوں کر ہو سکتا ہے؟ کہ آپ بظاہر تو زید کو سمجھائیں کہ اسے مت چھوڑ اور دل میں اس کی طلاق کی خواہش ہو"

اس تردید کے علاوہ بغور دیکھا جائے تو خود اسی روایت میں اس کی تردید کے الفاظ ملتے ہیں۔اسی روایت میں ہے کہ زید نے جب اپنی بیوی کو طلاق دینے کا ارادہ ظاہر کیا اور حضور نے فرمایا﴿ارابك منها شئى﴾ کیا تجھے اس کی کوئی بات ناپسند ہوئی ہے۔زید نے عرض کیا﴿ما رایت منها الا خير ولكنها تتعظم عليّ بشرفها وتوذينى بلسنا نها﴾(میں نے اس میں سوا بھلائی کے اور کچھ نہ پایا لیکن وہ اپنی شرافت خاندانی کی وجہ سے مجھ پر علو رکھتی ہے اور مجھے کمینہ جانتی ہے اور زبان کی بدگوئی سے مجھے ایذا دیتی ہے)

ان الفاظ میں زید نے زینب کی ناچاقی اور طلاق تک نوبت پہنچنے کے اسباب خود ہی بتلائے ہیں اور حضور کا رکھنے کی بابت اسکو حکم دینا بھی قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔اب ناظرین کا اختیار ہے کہ اس روایت کے مصنف کو سچا سمجھیں اور جناب رسالت مآب اور صحابی زید کو جھوٹا جانیں کہ انہوں نے اس طلاق کی جو وجوہات بتلائیں وہ غلط تھیں بلکہ دراصل کچھ اور تھیں (معاذ اللہ)

اس روایت کی تنقید کے بعد اب مخالفین سے تصفیہ بہت آسان ہے۔اصول گفتگو تو یہ ہے کہ نبی کی شان کے مخالف یہ ہے کہ کسی قسم کی بدکاری یا فسق وفجور کرے۔مگر گناہ کی تعریف حکم کے خلاف کرنا ہے یعنی جس کام کا حکم ہوا اس کے برخلاف کرنا گناہ ہے۔ہر ایک شریعت اور قانون میں یہی تعریف ہے۔یہی باعث ہے کہ جب تک کسی کام کی ممانعت کا قانون پاس نہ ہوا ہو وہ جرم میں داخل نہیں سمجھا جاتا۔۱۹۰۸ء میں جب تک اخباروں کے متعلق سڈیشن (فتنہ انگیز تحریروں) کا قانون سخت نہ کیا گیا تھا کسی ایسی تحریر پر کوئی گرفتار نہ ہوتا تھا مگر جونہی قانون جاری ہوا تو بڑے بڑے معزز اس جرم میں جلاوطن کئے گئے۔ قرآن مجید میں بھی اسی طرف اشارہ ہے﴿ان يجتنبو كبٰا ماتنهوون عنه نكفر عنكم سياتكم﴾ یعنی اگر تم ان کاموں کے کرنے سے بچتے رہو گے جن سے تم کو منع کیا جاتا ہے تو ہم معمولی لغزشیں تمہاری معاف کر دیں گے۔اس آیت میں گناہ کی تعریف یہ کی ہے کہ جس کام سے منع کیا گیا ہو اس کا کرنا گناہ ہے پس تعریف کے مطابق مطلع لکل صاف ہے کہ جو کچھ آنحضرت ﷺ نے کیا وہ اسلامی شریعت میں تو کیا کسی دین مذہب میں بھی منع نہیں۔

وَكَانَ أَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُولًا ﴿٣٧﴾ مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهُ ۖ

اور خدا کا حکم ہو کر ہی رہتا ہے- خدا نبی پر کوئی کام فرض کرتا ہے تو نبی کو اس میں مضائقہ نہیں ہوتا

سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَكَانَ أَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَقْدُورًا ﴿٣٨﴾

یہی دستور خداوندی ان لوگوں میں رہا جو تم سے پہلے تھے اور خدائی حکم ہی کا اندازہ ہوتا ہے

اور خدا کا حکم جب مقرر ہو جائے تو وہ ہو کر ہی رہتا ہے اس لئے نبی کو بھی چاہئے کہ خدائی احکام متعلقہ نکاح زوجہ زید کی تعمیل میں کسی طرح کی سستی کو راہ نہ دے- خدا جو نبی پر کوئی کام فرض کرتا ہے تو نبی کو اس کی ادائیگی میں کبھی مضائقہ نہیں ہوتا بلکہ وہ فوراً دل و جان سے حاضر ہو کر ادا کرتا ہے- یہی دستور خداوندی ان لوگوں میں رہا جو تم سے پہلے خدائی احکام پہنچاتے تھے اور بات اصل یہ ہے کہ خدائی حکم بھی تو اندازہ ہی ہوتا ہے-

---

متبنّٰی (لے پالک) بنانا فطرت انسانی اور قانون قدرت کے صریح خلاف ہے- اس لیے کہ باپ بیٹے کا تعلق یہ ہے کہ بچہ باپ کے نطفے سے وجود پذیر ہوتا ہے- اس سبب سے وہ اس کا باپ اور وہ اس کا بیٹا کہلاتا ہے- یہی سبب ہے کہ بچہ اپنے باپ کا تو بیٹا کہلاتا ہے مگر چچا کا بیٹا نہیں کہلاتا لیکن جن قوموں میں متبنّٰی بنانے کا دستور ہے وہ متبنّٰی کو اصل والد سے بالکل الگ کر کے مصنوعی باپ سے جوڑ دیتے ہیں' اسی کی نسل کو اس بچہ سے جاری ہونا خیال کرتے ہیں (ملاحظہ ہو ستیارتھ پرکاش ص: ۱۴۶) اس لئے قرآن مجید نے اس رسم کو مٹانے کے لیے متعدد ذریعے اختیار کئے- پہلے تو یہ فرمایا ﴿ما جعل ادعیاکم ابناء کم ذلکم قولکم بافواهکم﴾ جن بچوں کو تم لے پالک بنا لیتے ہو خدا نے ان کو تمہارے بیٹے نہیں بنایا یہ تو صرف تمہارے منہ کی باتیں ہیں'' جن کا اثر قدرتی کارخانہ پر کچھ نہیں- اتنا کہنے سے اس رسم کے حامیوں کے دلوں پر کسی قدر اس رسم سے نفرت ہوئی تو فرمایا ﴿ادعوهم لآ بائهم﴾ ان لے پالک بچوں کو ان کے اصلی باپوں کے ناموں سے پکارا کرو کہ ﴿وهو اقسط عند الله﴾ خدا کے نزدیک یہی انصاف ہے- جب یہ حکم سنا کہ ان کی ولدیت اپنے نام سے نہ لیا کرو تو پھر کون تھا کہ ناحق کے جھیلے میں پڑتا اور خواہ مخواہ کے اخراجات اپنے ذمہ لیتا کیونکہ جو لوگ متبنّٰی کرتے ہیں ان کی غرض یہی ہوتی ہے کہ یہ بچہ ہمارے نام سے پکارا جائے تاکہ دنیا میں ہمارا نام رہے- چونکہ یہ ایک جاہلانہ رسم ہے لہٰذا اسلام اگر اس فضول رسم کی طرف خیال نہ کرتا تو اس کا مقصد ناتمام بلکہ بہت کچھ ناقص رہتا- چونکہ یہ رسم بھی کوئی معمولی رسم نہ تھی بلکہ تمام ملک کے رگ و ریشہ میں سرایت کر رہی تھی اس لئے اسلام نے اس بد رسم کی طرف معمولی الفاظ میں توجہ کافی نہ جان کر اپنے نبی کو حکم دیا کہ تم اس بد رسم کی اصلاح یوں کرو کہ لے پالک بیٹے کی مطلقہ بیوی سے خود شادی کر لو تاکہ تمہاری سنت کے مطابق مسلمانوں کو اس پر عمل کرنا آسان ہو اور ملک سے یہ بد رسم دور ہو جائے چنانچہ اس علت کی طرف خدائے تعالیٰ نے خود اشارہ فرمایا ہے ﴿لکیلا یکون علی المومنین حرج فی ازواج ادعیائهم﴾ نہیں سمجھتے کہ اس رسم سے ہمارے مہربانوں (عیسائیوں اور آریوں وغیرہ) کو کیا محبت اور الفت ہے- عیسائیوں سے تو اتنا افسوس نہیں کیونکہ وہ پہلے کون سے قانون قدرت کے پابند ہیں؟ انکی ابتدائی تعلیم اور مذہب کا بنیادی پتھر توحید ہی گورکھ دھندا ہے- ایک میں تین اور تین میں ایک- اس لیے وہ تو قابل معافی ہیں البتہ افسوس آریوں پر ہے کہ ان کا رشی دیانند ان کو تعلیم دیتا ہے کہ جو بات قانون قدرت کے خلاف ہے وہ جھوٹی ہے (ستیارتھ پرکاش ص: ۶۷۸) تاہم وہ اس خلاف قدرت رسم کے ایسے مؤید ہیں کہ اس کو مٹانے والوں سے مخالف کرنے پر آمادہ-

عیسائیو! خدا کے نبیوں کی توہین کرو- سماجیو! اپنے مرشی کی تعلیم کی قدر کر کے اس بد رسم کی اصلاح کرنے میں اسلام کا ہاتھ بٹاؤ- (منہ)

الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَ يَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَكَفٰى

جو لوگ اللہ کے احکام پہنچاتے اور اسی سے ڈرتے تھے اور اللہ کے سوا کسی اور سے نہ ڈرتے تھے اور اللہ ہی

بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴿۳۹﴾ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ

حساب کرنے کو کافی ہے۔ محمدؐ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول

اسی لیے جو لوگ اللہ کے احکام پہنچاتے اور اسی اللہ سے ڈرتے تھے اور اس امر میں اللہ کے سوا کسی اور سے نہ ڈرتے تھے ان کی حالت بھی تعمیل ارشاد خداوندی میں یہی تھی۔ اس لیے وہ خدائی امتحان میں کامیاب ہوئے اور خدا کے ہاں ان کا اعزاز ہوا۔ گو لوگ ان کے مخالف تھے مگر خدا تو ان کا حامی تھا اور اللہ تعالیٰ اکیلا خود ہی حساب کرنے کو کافی ہے۔ اسی لئے وہ اپنے بندوں کے اخلاص اور نیک اعمال کو کبھی ضائع نہیں کیا کرتا۔ اسی لئے اس زمانہ کے لوگوں کا خیال غلط ہے کہ محمد ﷺ کی نرینہ اولاد نہیں۔ اس لئے اس کا نام لیوا کوئی دنیا میں نہ ہوگا یہ شور چند روزہ ہے۔ آخر کار بے نمکینی ہونے والی ہے۔ ایسے لوگوں کو ان کے فضول خیالات سے روکنے کے لئے مطلع کیا جاتا ہے اس میں شک نہیں کہ حضرت محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں یعنی بجنابؐ کی نرینہ اولاد کوئی نہیں لیکن نام اور عزت اولاد پر موقوف نہیں بلکہ خدا کے ہاتھ میں ہے چونکہ وہ اللہ کے رسول۔

وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا

اور خاتم النبیین ہیں اور خدا سب کچھ جانتا ہے۔ مسلمانو!

اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۝ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ

اللہ کو بہت بہت یاد کیا کرو اور صبح شام اس کی تسبیحیں پڑھا کرو وہ خود

عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ

اور اس کے فرشتے تمہارے حال پر نظر عنایت رکھتے ہیں تاکہ تم کو اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لے چلے۔ خدا مومنوں پر بڑا ہی

رَحِيْمًا ۝ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۚ وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ۝ يٰۤاَيُّهَا

مہربان ہے جس روز اس سے ملیں گے ان کو سلام کا تحفہ ملے گا اور خدا نے ان کے لئے عزت کا بدلہ تیار کیا ہے۔ اے

النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ

نبی! ہم نے تجھ کو گواہ، خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا اور اللہ کے حکم سے خدا کی طرف بلانے والا

وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ۝ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ۝

اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے اور ماننے والوں کو خوش خبری سنا کہ ان کے لئے اللہ کے ہاں سے بہت بڑا فضل

اور خاتم النبیین ہیں اس لئے خداوند ان کی مدد ضرور کرے گا کیونکہ وہ اللہ کے محبوب ہیں اور خدا سب کچھ جانتا ہے جو جو اعتراضات مخالف کرتے ہیں اس کے علم میں ہیں اس لئے تم مسلمانو! ان کی یاوہ گوئیوں کی پرواہ نہ کرو بلکہ اصل مقصود کی طرف لگو۔ وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بہت بہت یاد کیا کرو اور صبح و شام اس کی تسبیحیں پڑھا کرو۔ دیکھو اس کی نظر عنایت سے تمہارا بیڑا پار ہو گا دیکھو تو اس کی رحمت وہ خود اور اس کے مقرب فرشتے تمہارے حال پر نظر عنایت رکھتے ہیں مگر ان کی نظر عنایت کے معنی مختلف ہیں کیونکہ مخلوق کی نظر عنایت خالق کی نظر عنایت سے نہیں مل سکتی۔ مخلوق کی نظر عنایت یہ ہے کہ اپنے بنی نوع کیلئے دعائے خیر کرتی رہے اور خالق کی نظر عنایت یہ ہے کہ وہ اس دعا کو قبول کرتا ہے اور بغیر دعا کے بھی مہربانی سے توجہ رکھتا ہے۔ اس کی نظر عنایت سے بیڑا پار ہے۔ خدا تم پر نظر عنایت اس لئے کرتا ہے کہ تاکہ تم کو شرک و کفر اور دیگر امراض روحانیہ کے اندھیروں سے نکال کر توحید خالص اور پاکیزہ اخلاق کے نور کی طرف لے چلے کیونکہ خدائے تعالیٰ مومنوں کے حال پر بڑا ہی مہربان ہے۔ اس دنیا میں مہربانی کرنے کے علاوہ بعد موت جس روز اس سے ملیں گے خدا کی طرف سے ان کو سلام کا تحفہ ملے گا۔ عالی سرکار خود ان کو سلام بھیجیں گے کہ اے میرے بندوں! تم پر سلام ہو یعنی ہمیشہ سلامت رہو۔ یہ تو ان کا تحفہ ابتدائی ہو گا اور ہمیشہ کے لیے یہ ہو گا کہ خدا نے ان کے لیے عزت کا بدلہ تیار کیا ہے، وہی ان کو ملے گا۔ دنیا میں بعض دفعہ مزدور کو مزدوری ذلت سے ملتی ہے مگر آخرت میں نیک بندوں کو اس طرح نہ ملے گی بلکہ عزت سے ملے گی۔ اے نبی! یہ عوض تو مسلمانوں کا ہے جو تیری تعلیم پر عمل کر کے اس رتبہ پر پہنچیں گے۔ اس سے تو سمجھ کہ تو کس درجہ والا ہے۔ سنو ہم نے تجھ کو حقانی شہادت کا گواہ نیک کاموں پر خوشخبری دینے والا اور برے کاموں پر ڈرانے والا اور اللہ کے حکم سے خدا کی طرف بلانے والا اور ہدایت کا روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے۔ جو کوئی تیرے ساتھ روشنی حاصل کرنے کی غرض سے ملے گا وہ منور ہو کر دوسروں کے لئے خود روشن چراغ بن جائے گا۔ پس تو ان لوگوں کو ہدایت کر اور ان کو ہدایت کی طرف بلا اور ماننے والوں کو خوشخبری سنا کہ ان کے لئے اللہ کے ہاں سے بہت بڑا فضل ہے۔

وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ

اور کسی کافر یا منافق کا کہنا نہ مانیو اور تو ان کی ایذا کی پروا نہ کریو اور اللہ پر بھروسہ کرو- اللہ ہی کارساز ہے

وَكِيْلًا ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ

کافی ہے- مسلمانو! جب تم ایماندار عورتوں سے نکاح کرو پھر جماع سے پہلے ہی تم ان کو طلاق دے دو

اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ

تو تمہارے لئے ان پر عدت کا کوئی حق نہیں کہ تم اس مدت کو گنتے رہو- پس تم ان کو کچھ دے دلا کر عزت کے ساتھ

سَرَاحًا جَمِيْلًا ۝ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْۤ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ

رخصت کیا کرو- اے نبی! تیری بیویاں جن کو تو نے حق مہر دیا ہے اور تیری لونڈیاں جو خدا نے تجھے مرحمت

وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ

کی تھیں' تیرے چاچا کی بیٹیاں' تیری پھوپھی کی بیٹیاں' تیرے ماموں کی بیٹیاں'

وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ ؗ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ

تیری خالاؤں کی بیٹیاں' جنہوں نے تیرے ساتھ ہجرت کی تھی اور جو ایماندار عورت

وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا ۗ خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ

اپنا نفس نبی کو ہبہ کردے بشرطیکہ نبی اس سے نکاح کرنا چاہے تو ہم نے تیرے لئے حلال کی تھیں- یہ اجازت خالص تیرے لئے تھی اور

الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ

مسلمانوں کے لئے نہیں

اے نبی! تو خود بھی اپنے فرائض کی ادائیگی میں لگا رہ اور ان فرائض کے متعلق کسی کافر یا منافق کا کہنا نہ مانیو- مبادہ وہ تجھ کو کسی طرح سست کردیں اور تو ان کے داؤ میں آکر تبلیغ احکام میں غفلت کرنے لگ جائے' ہاں اگر کوئی تکلیف پہنچائیں تو ان کی ایذا کی پرواہ نہ کریو اور اللہ کی ذات والا صفات پر بھروسہ کریو' اللہ ہی کارساز کافی ہے- بس تم سب لوگ اسی کو کارساز سمجھا کرو جس طرح وہ تم کو حکم دے اسی طرح کرو- مسلمانو! سنو ایک تمدنی حکم بھی تم کو سناتے ہیں- تم ایماندار عورتوں سے نکاح کرو پھر کسی معقول وجہ پر جماع سے پہلے ہی ان کو طلاق دینے کی نوبت آوے اور تم ان کو طلاق دے دو تم تمہارے لئے ان پر عدت کا کوئی حق نہیں کہ تم اس مدت کو گنتے رہو اور یہ خیال دل میں رکھو کہ جب تک تین مہینے ختم نہ ہوں ہمارا ان پر استحقاق ہے' نہیں بلکہ طلاق ہوتے ہی وہ تم سے الگ اور تم ان سے جدا- پس تم ان کو کچھ دے دلا کر عزت کے ساتھ خوش اسلوبی سے رخصت کیا کرو- یہ نہیں کہ ان کو خواہ مخواہ قید میں رکھو اور اپنے حقوق جتلانے لگو- احکام الٰہی کی ماتحتی جیسی مسلمانوں کو ہے نبی کو بھی ہے- اے نبی! دیکھ تیری بیویاں جن کو تو نے حق مہر دیا ہے اور تیری لونڈیاں جو غنیمت میں خدا نے تجھے مرحمت کی تھیں' تیرے چچا کی بیٹیاں' تیری پھوپھی کی بیٹیاں' تیرے ماموں کی بیٹیاں' تیری خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے تیرے ساتھ ہجرت کی تھی اور ان کے علاوہ جو ایماندار عورت اپنا نفس نبی کو ہبہ کردے یعنی نکاح میں دینا چاہے بشرطیکہ نبی اس سے نکاح کرنا چاہے' یہ سب کی سب ہم نے تیرے لیے بطریق نکاح حلال کی تھیں- یہ بظاہر بے تعداد نکاح کرنے کی اجازت خاص تیرے لئے تھی اور مسلمانوں کے لئے نہیں کیونکہ وہ تیری طرح قدسی نفس نہیں-

قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِي أَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُونَ

ان کے لئے ان کی بیویوں اور ان کی لونڈیوں کے متعلق جو ہم نے حکم دے رکھے ہیں ہم ان کو خوب جانتے ہیں تاکہ تجھ پر کسی طرح کی

عَلَيْكَ حَرَجٌ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٥٠﴾ تُرْجِي مَن تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِي

تنگی نہ ہو اور اللہ بڑا بخشنے والا رحم کرنے والا ہے- ان میں سے جس کو تو چاہے الگ کردے اور جس کو چاہے

إِلَيْكَ مَن تَشَاءُ ۖ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ۚ ذَٰلِكَ

اپنے پاس بلا لے اور جس کو تو نے الگ کیا ہو ان میں سے بھی کسی کو طلب کرلے تو تجھ پر گناہ نہیں- یہ اس لئے کہ ان کی

أَدْنَىٰ أَن تَقَرَّ أَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَا آتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ

آنکھیں ٹھنڈی رہیں نہ غمگین ہوں اور جو کچھ بھی تو ان کو دے اس پر سب راضی رہیں اور اللہ کو تمہارے

مَا فِي قُلُوبِكُمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَلِيمًا ﴿٥١﴾ لَّا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِن بَعْدُ وَ

دلوں کے خیالات معلوم ہیں کیونکہ اللہ جاننے والا حلم والا ہے آج سے بعد ان کے سوا کوئی عورت بھی تجھے حلال نہیں نہ کسی

لَا أَن تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا مَلَكَتْ

اور بیوی کو ان کے قائم مقام کرنا جائز ہے' اگرچہ عورت کی خوبصورتی تجھے بھلی معلوم ہو- لیکن اگر کوئی لونڈی ہو

ان کے لیے ان کی بیویوں اور ان کی لونڈیوں کے متعلق جو ہم نے حکم دے رکھے ہیں ہم ان کو خوب جانتے ہیں- ان حکموں کا خلاصہ یہ ہے کہ حتیٰ المقدور ایک ہی بیوی پر قناعت کریں اور اگر زیادہ کی ضرورت ہو تو محدود کریں- علاوہ ان کے ان میں عدل وانصاف نہ کر سکیں تو متعدد نکاح نہ کریں- مگر اے نبی! تو ان سب قیود سے بری ہے تاکہ تجھ پر کسی طرح کی تنگی نہ ہو اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا رحم کرنے والا ہے' اس کی □ اور رحمت اس کی متقاضی ہے کہ اپنے فرمانبرداروں پر من وجہ تخفیف کرے- اسی تخفیف کا نتیجہ ہے کہ تجھے اجازت تھی کہ ان ازواج میں سے جس کو تو چاہے کچھ مدت تک الگ کردے اور جسکو چاہے اپنے پاس بلالے اور جن کو تو نے کسی وقت عتاب سے الگ کیا ہو ان میں سے بھی کسی کو حسب ضرورت طلب کرلے تو تجھ پر کسی قسم کا گناہ نہیں- غرض تو اس میں مختار اور آزاد ہے یہ تیری آزادی اس لئے ہے کہ اس سے ان سب کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور کسی طرح غمگین نہ ہوں اور جو کچھ بھی تو ان کو دے اس پر سب راضی رہیں کیونکہ بقول ؎

جب توقع ہی اٹھ گئی غالب کیا کسی کا گلہ کرے کوئی

جب ان کو اپنے استحقاق کا گھمنڈ نہ ہوگا تو کم و بیش عطیے پر راضی رہیں گی اور اللہ کو تمہارے دلوں کے خیالات سب معلوم ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا بڑے حلم والا ہے- باوجود جاننے کے گنہگار بندوں کا مواخذہ نہیں کرتا' یہ اس کے حلم کا نتیجہ ہے- شروع میں جو ہم نے کہا ہے کہ تیرے (یعنی نبی کے) لئے فلاں فلاں قسم کی عورتیں حلال ہیں اس کا مطلب یہ نہیں کہ بے تعداد و بیشمار کرتا جائے' نہیں بلکہ ہمارے علم میں اس کی بھی ایک حد ہے پس ہم بتلاتے ہیں کہ چونکہ تیرے پاس ایک کافی تعداد ازواج کی ہے جنہوں نے تیرے ساتھ وفاداری' جان نثاری میں کمال دکھایا ہے اس لئے آج سے بعد ان عورتوں کے سوا کوئی عورت بھی تجھے حلال نہیں نہ کسی ایک کو چھوڑ کر دوسری سے تو نکاح کرے' اگرچہ اس دوسری عورت کی خوبصورتی تجھ کو بھلی معلوم ہو اور کیسی ہی اچھی لگے- کیوں کہ ان کی وفاداری خدا کے ہاں مقبول ہے پس ان کے سوا کسی اور کو شرف ملازمت میں مساوات نہ ہوگی لیکن اگر کوئی لونڈی ہو

اَیْمَانُکَ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ رَّقِیْبًا ﴿٥٢﴾ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا
تو کوئی مضائقہ نہیں اور اللہ ہر ایک چیز پر نگران حال ہے- مسلمانو! نبی کے گھر میں بے اذن کبھی داخل

بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّآ اَنْ یُّؤْذَنَ لَکُمْ اِلٰی طَعَامٍ غَیْرَ نٰظِرِیْنَ اِنٰىہُ ۙ وَلٰکِنْ اِذَا
نہ ہوا کرو' ہاں جب تم کو کھانے کے لئے اذن دیا جائے مگر کھانا پکنے سے پہلے نہ آیا کرو- ہاں ٹھیک دعوت کے

دُعِیْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِیْنَ لِحَدِیْثٍ ؕ اِنَّ
وقت داخل ہوا کرو پھر جب کھا چکو تو چلے جایا کرو اور باتوں باتوں میں دل لگا کر بیٹھے نہ رہا کرو' اس

ذٰلِکُمْ کَانَ یُؤْذِی النَّبِیَّ فَیَسْتَحْیٖ مِنْکُمْ ز وَاللّٰہُ لَا یَسْتَحْیٖ مِنَ الْحَقِّ ؕ وَ
سے پیغمبر کو تکلیف ہوتی ہے' وہ تم سے حیا کرتا ہے اور اللہ حق بات کے اظہار سے نہیں رکتا

اِذَا سَاَلْتُمُوْھُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْھُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ ذٰلِکُمْ اَطْھَرُ لِقُلُوْبِکُمْ
اور جب تم ان سے کوئی چیز طلب کرو تو پس پردہ طلب کیا کرو یہ طریقہ تمہارے اور ان کے دلوں کو

وَقُلُوْبِھِنَّ ؕ وَمَا کَانَ لَکُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَلَآ اَنْ تَنْکِحُوْٓا اَزْوَاجَہٗ
بہت کچھ صاف رکھ سکتا ہے- پس تم کو چاہئے کہ اللہ کے رسول کو تکلیف نہ دینا نہ اس کے بعد اس کی بیویوں سے کبھی نکاح کرنا

تو کوئی مضائقہ نہیں- پس تم اللہ تعالیٰ کے حکموں کی تعمیل کرو اور دل سے جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز پر نگران حال ہے- مسلمانو! ایک اور ضروری تمدنی حکم سنو نبی کے یا کسی مومن بھائی کے گھر میں بے اذن کبھی داخل نہ ہوا کرو' ہاں جب تم کو کھانے وغیرہ کے لئے آنے کا اذن دیا جائے تو اس صورت میں داخلے کے وقت اجازت کی حاجت نہیں بیشک آؤ مگر کھانا پکنے سے پہلے نہ آیا کرو ہاں ٹھیک دعوت کے وقت داخل ہوا کرو پھر جب کھا چکو تو چلے جایا کرو اور باتوں باتوں میں دل لگا کر بیٹھے نہ رہا کرو- اس طرح ایک تو وقت ضائع ہوتا ہے دوئم اس سے پیغمبر اور صاحب دعوت کو تکلیف ہوتی ہے- کھانا کھلا کر صاحب دعوت چاہتا ہے کہ استر بستر لپیٹے اور کسی اور کام میں لگے' تمہارے بیٹھے رہنے سے وہ تم سے حیا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ حق بات کے اظہار سے نہیں رکتا اس لئے وہ تم کو صاف صاف اخلاقی اور تمدنی احکام بتلاتا ہے پس تم ان احکام کی تعمیل کیا کرو- سنو جب تم ان نبی کی بیویوں سے کوئی چیز خانگی طلب کرو تو پس پردہ طلب کیا کرو کیونکہ آج سے اسلام میں پردہ کا حکم نازل ہوتا[1] ہے یہ طریقہ تمہارے اور ان کے دلوں کو بہت کچھ صاف رکھ سکتا ہے کیونکہ مرد عورت کی آنکھوں میں جادو کا اثر ہے کیا تم نے کسی حکیم کا کلام نہیں سنا

یہ سب کہنے کی باتیں ہیں ہم ان کو چھوڑ بیٹھے ہیں
جب آنکھیں چار ہوتی ہیں محبت آہی جاتی ہے

اس لئے تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ کوئی مرد کسی عورت کو برہنہ رو نہ دیکھے- پس کو تم چاہئے کہ اللہ کے رسول کی بے فرمانی کرنے سے اس کو کسی نوع کی تکلیف نہ دینا اور نہ اس کے بعد اس کی بیویوں سے

شان نزول

آنحضرت ﷺ نے ولیمہ کی دعوت کی تو بعض لوگ کھانا کھا کر بیٹھے باتیں کرتے رہے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی (منہ)

[1] یہ پہلی آیت ہے جس میں پردہ کا حکم آیا ہے-

مِنۢ بَعۡدِهٖۤ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمۡ كَانَ عِنۡدَ اللّٰهِ عَظِيۡمًا ﴿۵۳﴾ اِنۡ تُبۡدُوۡا شَيۡـًٔـا اَوۡ

بے شک یہ کام اللہ کے نزدیک بہت بڑا ہے۔ اگر تم کسی امر کو ظاہر کرو یا

تُخۡفُوۡهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمًا ﴿۵۴﴾ لَا جُنَاحَ عَلَيۡهِنَّ فِىۡۤ اٰبَآئِهِنَّ

اس کو چھپاؤ تو اللہ ہر ایک چیز کو جانتا ہے۔ ان کو اپنے باپ دادا یا حقیقی بیٹوں

وَلَاۤ اَبۡنَآئِهِنَّ وَلَاۤ اِخۡوَانِهِنَّ وَلَاۤ اَبۡنَآءِ اِخۡوَانِهِنَّ وَلَاۤ اَبۡنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا

یا حقیقی بھائیوں یا بھتیجوں یا بھانجوں یا اپنی عورتوں یا اپنے زر خرید

نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتۡ اَيۡمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِيۡنَ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ

غلاموں کے سامنے بے حجاب ہونے میں کوئی گناہ نہیں۔ تم بھی اے عورتو! اللہ سے ڈرتی رہو بیشک اللہ ہر

شَىۡءٍ شَهِيۡدًا ﴿۵۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوۡنَ عَلَى النَّبِىِّ ؕ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ

ایک چیز پر حاضر و ناظر ہے۔ خدا اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں، اے مسلمانو!

اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَيۡهِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِيۡمًا ﴿۵۶﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ يُؤۡذُوۡنَ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ

تم بھی اس پر درود و سلام بھیجا کرو۔ جو لوگ اللہ اور رسول کو ایذا دیتے ہیں

لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِى الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمۡ عَذَابًا مُّهِيۡنًا ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيۡنَ يُؤۡذُوۡنَ

خدا نے دنیا اور آخرت میں ان پر لعنت کی ہے اور ان کے لئے ذلت کی مار تیار کر رکھی ہے۔ جو لوگ مسلمان

کبھی نکاح کرنا ایسا کرنا ہمیشہ کے لئے تم کو ناجائز ہے بیشک یہ کام اللہ کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے۔ کرنا تو بجا خود دل میں خیال بھی نہ لانا۔ سنو اگر تم کسی امر کو ظاہر کرو یا اس کو چھپاؤ تو دونوں برابر ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز کو جانتا ہے۔ عورتوں کو پردہ رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ ہر ایک مرد سے چھپتی رہیں بلکہ بعض رشتے ان کے ایسے بھی ہیں کہ ان سے پردہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس لئے کہا جاتا ہے کہ ان عورتوں کو اپنے باپ دادا' حقیقی بیٹوں' حقیقی بھائیوں' بھتیجوں' بھانجوں' اپنی ہمسایہ یا اپنی جنس کی عورتوں اور زر خرید غلاموں کے سامنے بے حجاب ہونے میں کوئی گناہ نہیں۔ تم بھی اے عورتو! اس حکم کی فرمانبردار رہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتی رہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز پر حاضر ناظر ہے جو کچھ کرتے ہو یا کرو گے اسے سب معلوم ہے۔ اسی لئے تم لوگ کسی امر میں رسول کے بر خلاف کام کرنا یا کسی نوع کی اس کو تکلیف دینا کوئی سہل بات نہ جانو کیونکہ خدا کے نزدیک رسول کی عزت یہ ہے کہ خدا اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں یعنی اس کی شان کے لائق اس کی عزت کرتے ہیں۔ پس اے مسلمانو! تم کو بھی چاہیئے کہ اس نبی پر درود اور سلام بڑی محبت اور اخلاص سے بھیجا کرو یعنی کہا کرو:

﴿اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل اراھیم انک حمید مجید﴾

اور سنو جو لوگ اللہ اور رسول کو ایذا دیتے ہیں یعنی ان کی بے فرمانی کرتے ہیں خدا نے دنیا اور آخرت میں ان پر لعنت کی ہے یعنی نہ وہ دنیا میں کسی عزت کے قابل ہیں نہ آخرت میں اور خدا نے ان کے لئے ذلت کی مار تیار کر رکھی ہے۔ یہ مت سمجھو کہ بے وجہ ایذا دینا صرف رسول کو منع ہے' نہیں بلکہ عام حکم اور سب کے لئے یہی قانون ہے کہ جو لوگ مسلمان مردوں

الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا

مردوں اور عورتوں کو بغیر کسی کام کے ایذا دیتے ہیں وہ بہت بڑا بہتان اور صریح گناہ

مُّبِيْنًا ﴿۵۸﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ

اٹھاتے ہیں- اے نبی! تو اپنی بیویوں بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دے کہ

عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ۚ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ

بڑی بڑی چادریں اوڑھا کریں اس سے ان کی پہچان ہوسکے گی تو ان کو تکلیف نہ ہوگی اور خدا بڑا

غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۵۹﴾ لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ

بخشنہار مہربان ہے- اگر منافق لوگ اور جن کے دلوں میں مرض ہے اور شہر ہے ادھر ادھر

فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَاۤ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۶۰﴾ مَّلْعُوْنِيْنَ ۚ

کی بے ثبوت باتیں اڑانے والے باز نہ آئے تو ہم تجھ کو ان پر اکساویں گے پھر وہ تیرے ساتھ اس میں بہت کم ٹھہر سکیں گے- چاروں طرف سے ان پر

اَيْنَمَا ثُقِفُوْۤا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ﴿۶۱﴾

لعنت ہوگی- جہاں کہیں پائے جائیں گے پکڑے جائیں گے اور قتل کئے جائیں گے

اور عورتوں اور ان کے سوا کسی بشر کو بھی بغیر کسی قابل ملامت کام کے ایذا دیتے ہیں یا آئندہ کو دیں گے پس یہ سمجھو کہ وہ بہت بڑا بہتان صریح گناہ کا بوجھ اپنی گردن پر اٹھاتے ہیں جس سے ان کو کسی طرح سبکدوشی نہ ہوگی- مختصر یہ کہ جو عیب کسی میں نہ ہو وہ اس کی طرف منسوب کرنا یہ ہے بہتان عظیم اور اثم مبین اے ہمارے پیارے نبی! چونکہ ہر کام کی اصلاح پہلے گھر سے ہونی چاہئے اس لئے اس بے پردگی کی بدرسم کو مٹانے کے لئے تو اپنی بیویوں بیٹیوں اور مسلمانوں کی بیویوں سے کہہ دے کہ باہر چلتے وقت بڑی بڑی چادریں اوڑھا کریں یعنی بڑی چادر یا نقاب پہن کر باہر نکلا کریں- اس سے ان کی پہچان ہوسکے گی کہ شریف زادیاں ہیں تو ان کو کسی نوع کی تکلیف نہ ہوگی- بہت لوگ ان کی وضعداری سے ان کو شریف جانیں گے اور کسی قسم کی بدگوئی نہ کریں گے- اس لئے کہ گو یہ صحیح ہے کہ اخذ و بطش (حملہ) مردوں کی طرف سے ہوتا ہے لیکن اس میں شک نہیں کہ اس کی ابتدا عورتوں کی طرف سے ہوتی ہے کیونکہ

ہیچ عاشق خود نباشد وصل جو تانہ معشوقش بود جو یائے او

اپنے ظاہری معنی سے یہی معنی دیتا ہے اس لئے جو کچھ بھی فحش اور فتنہ دنیا میں ہوتا ہے اس کی ابتدا عورتوں سے ہوتی ہے' اس لئے ان کو پردہ میں رہنے کا حکم دیا گیا ہے اور باوجود اس بندوبست کے بھی اگر بے اختیار کسی کے دل میں کوئی وسوسہ اٹھے گا تو خدا تعالیٰ بڑا بخشنہار' مہربان ہے بے قصد ارادوں پر مواخذہ نہیں کرے گا- اتنے انتظام سے بھی اگر بے ایمان منافق لوگ اور جن کے دلوں میں بدکاری کا مرض ہے اور شہر میں ادھر ادھر کی بے ثبوت باتیں اڑانے والے باز نہ آئے تو ہم تجھ کو ان پر اکساویں گے یعنی حکم دیں گے کہ تو ان کو ایسی سزا دے کہ یاد کریں پھر وہ تیرے ساتھ اس مدینہ میں بھی کم ٹھہر سکیں گے' وہ بھی ایسے حال میں کہ چاروں طرف سے ان پر لعنت ہوگی جہاں کہیں پائے جائیں گے عذاب الٰہی میں پکڑے جائیں گے اور بڑی سختی سے قتل کئے جائیں گے یہ کوئی نئی بات نہیں-

سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا ﴿۶۲﴾

جتنے لوگ گزر چکے ہیں ان میں خدائی قانون یہی سمجھو اور تم خدائی قانون میں کسی طرح رد و بدل نہیں پاؤ گے

يَسْأَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ۖ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَا يُدْرِيكَ

قیامت کا حال یہ لوگ تجھ سے پوچھتے ہیں اس کا علم اللہ ہی کے پاس ہے اور تجھے کیا معلوم شاید

لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُونُ قَرِيبًا ﴿۶۳﴾ إِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكَافِرِينَ وَأَعَدَّ لَهُمْ سَعِيرًا ﴿۶۴﴾

وہ گھڑی قریب ہی آن لگی ہو- اللہ نے منکروں پر لعنت کی' ان کے لئے بھڑکتا ہوا عذاب تیار کر رکھا ہے

خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ لَا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ﴿۶۵﴾ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ

جس میں ان کو ہمیشہ رہنا ہوگا وہاں نہ کوئی ان کا دوست ہوگا نہ کوئی حمایتی- جس روز ان کے چہرے آگ میں

فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَا لَيْتَنَا أَطَعْنَا اللّٰهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَا ﴿۶۶﴾ وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا

الٹ پلٹ کئے جائیں گے کہیں گے ہائے افسوس ہم نے اللہ کی تابعداری کی ہوتی اور رسول کا کہا مانا ہوتا اور یہ بھی کہہ چکے ہوں گے کہ ہم نے

أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَا ﴿۶۷﴾ رَبَّنَا آتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ

اپنے سرداروں اور بڑے لوگوں کا کہا مانا پس انہوں نے ہم کو راستے سے گمراہ کر دیا- اے ہمارے پروردگار! تو ان کو ہم سے دگنا عذاب پہنچا

وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيرًا ﴿۶۸﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَىٰ

اور بہت بڑی لعنت کی مار کر- اے مسلمانو! تم ان لوگوں کی طرح نہ بننا جنہوں نے موسیٰ کو ایذا دی

بلکہ آج سے پہلے جتنے لوگ گزر چکے ہیں ان میں خدائی قانون یہی سمجھو کہ ایک وقت تک انبیاء کے مخالفین کا شور و شغب رہا کرتا تھا لیکن ان کی شرارت حد سے بڑھ جاتی تھی تو ان کی ہلاکت کے لئے خدائی حکم بھی فوراً پہنچتا تھا- اس طرح ان کے ساتھ ہوگا اور تم خدائی قانون میں کسی طرح رد و بدل نہ پاؤ گے- ہر ایک کام اور وقوع کے لئے خدا کے ہاں قانون ہے بے قانون کام کرنا نادانوں کا کام ہے- اسی طرح قیامت کی گھڑی کا حال یہ لوگ تجھ سے پوچھتے ہیں وہ بھی خدائی قانون کے مطابق اپنے وقت پر آئے گی- اس لئے تو ان سے کہہ کہ وہ الٰہی قانون کے مطابق ہے پس اس کا علم بھی اللہ ہی کے پاس ہے اور تجھے کیا معلوم شائد وہ گھڑی قریب ہی آن لگی ہو تم کو چاہئے کہ اس کے آنے کے تصور سے اندیشہ کرو نہ کہ اس کے آنے کا سوال کرو- سنو اللہ تعالیٰ نے اس کے منکروں پر لعنت کی ہے اور ان کے لئے بھڑکتا ہوا عذاب تیار کر رکھا ہے جس میں ان کو ہمیشہ رہنا ہوگا وہاں نہ کوئی ان کا دوست ہوگا اور نہ کوئی حمایتی یعنی اس روز یہ واقع ہوگا جس روز ان کے چہرے آگ میں الٹ پلٹ کئے جائیں گے جیسے کباب دار سیخ- اس روز یہ لوگ کہیں گے ہائے افسوس ہم نے اللہ کی تابعداری کی ہوتی اور اس کے رسول کا کہا مانا ہوتا اور اس سے پہلے وہ یہ بھی کہہ چکے ہوں گے کہ ہائے ہم نے اپنے سرداروں اور بڑے لوگوں کا کہا مانا پس انہوں نے ہم کو اپنے جیسا خدا کے راستے سے گمراہ کر دیا اس لئے ہم خدا سے دعا مانگتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! تو ہمارے حال سے آگاہ ہے پس تو ان کو ہم سے دگنا عذاب پہنچا اور بہت بڑی لعنت کی مار کر چونکہ ان کو یہ نتیجہ انبیاء کی مخالفت کا ملے گا- اس لئے تم کو سمجھایا جاتا ہے کہ اے مسلمانو! تم نے ان لوگوں کی طرح نہ بننا جنہوں نے حضرت موسیٰ خدا کے رسول سلام اللہ علیہ کو ایذا دی تھی کہ جو عیب اس میں نہ تھے وہ اس پر لگائے کسی نے جادوگر کہا' کسی نے مکار کہا کسی نے خصیوں کا بیمار بتایا وغیرہ وغیرہ-

فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ۭ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا

تو خدا نے ان کی بے ہودہ گوئی سے اس کو بری کیا اور وہ خدا کے نزدیک بڑی عزت والا تھا۔ مسلمانو! اللہ سے ڈرتے

اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَ

رہا کرو اور ہمیشہ درست بات کہا کرو۔ خدا تمہارے اعمال درست کردے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور

مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَي

جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کرے گا وہ ضروری مراد پائے گا۔ ہم نے امانت کو آسمانوں

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا

زمینوں اور پہاڑوں پر پیش کیا تو انہوں نے اس میں کسی طرح کی خیانت نہ کی اور اس سے ڈرتے رہے اور انسان

الْاِنْسَانُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۝ لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ

نے اس میں خیانت کی وہ بڑا ظالم اور بڑا جاہل ہے۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ منافق مردوں اور عورتوں

وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ

اور مشرک مردوں اور عورتوں کو عذاب کرے گا

تو خدا نے ان کی بیہودہ گوئی سے اس کو بری کیا اور ان سب پر اس کی بے عیبی کا اظہار کر دیا۔ کیونکہ خدا نے اس کو بھیجا تھا اور خدا کے نزدیک بڑی عزت والا تھا چونکہ سب قسم کی عزت بندوں کو اسی میں حاصل ہوتی ہے کہ خدا کے ساتھ ان کا گہرا تعلق ہو۔ اسلئے تم کو ہدایت کی جاتی ہے کہ مسلمانو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو اور ہمیشہ درست بات کہا کرو۔ دنیا میں رہ کر انسان پر مختلف طرح کے حالات اور واقعات گزرتے ہیں کبھی مدعی ہے تو کبھی مدعا علیہ' کبھی گواہ ہے تو کبھی منصف' کبھی حاکم ہے تو کبھی محکوم۔ غرض جس حال میں بھی ہو اس اصول کو نہ بھولے کہ صاف اور سیدھی بات کہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ خدا تمہارے اعمال درست کردے گا یعنی خدا کے خوف اور راست بازی کو مدنظر رکھ کر جو کام کرو گے وہ ضرور بار آور ہوگا اور اس میں برکت ہوگی۔ یہ تو دنیا میں تم کو بدلہ ملے گا اور آخرت میں یہ ملے گا کہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تم کو دار النجات جنت میں پہنچادے گا کیونکہ جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کرے گا وہ ضرور مراد پا جائے گا۔ انسان غور نہیں کرتا کہ ہم نے اس کے لئے کیا کیا چیزیں پیدا کی ہیں۔ سورج چاند تو اتنے بڑے بڑے سب کی نگاہ میں ہیں ان کے علاوہ بھی جو جو چیزیں تم کو ضروری ہیں وہ تمہارے لئے بنا دیں پھر ان سب کو تمہارے کام میں لگا دیا۔ کیا مجال کہ ذرہ بھی اپنے امور مفوضہ میں غلطی کر جائیں۔ سنو ہم نے احکام کی امانت کو آسمانوں' زمینوں اور پہاڑوں پر پیش کیا تو انہوں نے اس میں کسی طرح کی خیانت[ل] نہ کی بلکہ اس کو پورا ادا کیا اور اس کی خیانت سے ڈرتے رہے یعنی جو احکام ان سے متعلق کیے انہوں نے ان کو پورا کیا اور انسان کو جب اس امانت کا متحمل بنایا تو اس نے اس میں خیانت کی کیونکہ وہ بڑا ظالم اور بڑا جاہل ہے۔ اپنی آئندہ کی برائی بھلائی نہیں جانتا۔ حالانکہ دانا کی شان یہ ہے ؎

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

مگر یہ نادان نادانی سے باز نہیں آتا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ منافق مردوں اور عورتوں' مشرک مردوں عورتوں کو ان کی بدکاری پر عذاب کرے گا۔

ل قوله فابين ان يحملنها وحملها الا نسان اى يخنها وخانها الا نسان (القاموس) وهو القول الحسن البصرى (منه)

وَيَتُوبَ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا

اور ایماندار مردوں اور عورتوں پر توجہ فرمائے گا اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے

سورت سبا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ ۭ

تمام تعریفوں کا مالک اللہ ہے تمام آسمان اور زمین جس کی زیر حکومت ہیں آخرت میں بھی تعریف کا وہی مستحق ہے

وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ① يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ

اور وہ بڑا حکمت والا اور بڑا خبردار ہے جو کچھ زمین میں گھستا ہے اور جو کچھ اس سے نکلتا ہے اور جو کچھ آسمانوں کی

مِنَ السَّمَاۗءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ۭ وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ ② وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

طرف سے اترتا ہے اور جو کچھ اس کی طرف چڑھتا ہے خدا سب کو جانتا ہے اور وہ بڑا رحم کرنے والا اور بخشنے والا ہے اور کافر لوگ کہتے ہیں کہ

لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ

ہم پر قیامت کی گھڑی کبھی نہیں آئے گی تو کہہ واللہ ضرور آئے گی مجھے اپنے پروردگار کی قسم ہے جو سب مخفیات کو جاننے والا ہے ایک ذرہ بھر

مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرُ

چیز بھی نہ آسمانوں میں نہ زمینوں میں اس سے مخفی رہ سکتی ہے اور اس سے بھی چھوٹی بڑی جو کچھ بھی ہے

اور ایمان دار مردوں اور عورتوں پر نظر رحمت سے توجہ فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے (اللھم ارحمنا)

سورۂ سبا

تمام تعریفوں کا مالک اللہ ہے تمام آسمان اور زمین جس کی زیر حکومت ہیں انجام کار آخرت میں بھی تعریف کا وہی مستحق ہے اور وہ بڑا حکمت والا ہے اور بڑا خبردار ہے۔ اس کے علم کی وسعت کا اندازہ خود اسی سے کرلو کہ جو کچھ زمین میں بیج پانی وغیرہ گھستا ہے اور جو کچھ اس سے انگوری پانی وغیرہ نکلتا ہے اور جو کچھ آسمان کی طرف سے پانی وغیرہ اترتا ہے اور جو کچھ اس کی طرف سے بخارات کا دھواں وغیرہ چڑھتا ہے خدا ان سب کو جانتا ہے۔ غرض ایک ذرہ بھی اس کے علم اور ادراک سے باہر نہیں باوجود اس علم' قدر اور حکومت کے یہ نہیں کہ وہ سخت خو اور ظالم ہو نہیں بلکہ وہ بڑا رحم کرنے والا اور بخشنے والا ہے مگر نادان لوگ خدا کی اور رحم سے فائدہ اٹھانے کی بجائے الٹے بگڑتے ہیں گویا مثل مشہور ہے

کرمہائے تو ما را کرد گستاخ

کی تصدیق کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ کافر لوگ کہتے ہیں کہ ہم پر قیامت کی گھڑی کبھی نہیں آئے گی جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ گویا ان کو کسی کی باز پرس نہیں جو چاہیں کرتے پھریں۔ اے نبی! تو ان سے کہہ کہ تمہارا خیال بالکل غلط ہے' واللہ وہ ضرور آئے گی۔ مجھے اپنے پروردگار کی قسم ہے جو مخلوق کے ادراکات سے سب مخفیات کو جاننے والا ہے ایک ذرہ بھر چیز بھی نہ آسمانوں میں پوشیدہ ہے نہ زمینوں میں اس سے مخفی رہ سکتی ہے اور اس سے بھی بڑی چھوٹی

إِلَّا فِي كِتَٰبٍ مُّبِينٍ ۞ لِّيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحَٰتِ ۚ أُولَٰٓئِكَ
اللہ کے روشن علم میں ہے نتیجہ یہ ہوگا کہ جو لوگ ایمان لاکر نیک عمل کرتے ہیں ان کے لئے

لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۞ وَالَّذِينَ سَعَوْ فِي آيَٰتِنَا مُعَٰجِزِينَ أُولَٰٓئِكَ لَهُمْ
بخشش اور عزت کی روزی ہے اور جو لوگ ہمارے حکموں کی تکذیب کرنے میں مخالفانہ سعی کرتے ہیں ان ہی کے

عَذَابٌ مِّن رِّجْزٍ أَلِيمٌ ۞ وَيَرَى الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ الَّذِي أُنزِلَ إِلَيْكَ
لئے سخت عذاب کا حصہ ہے جن لوگوں کو علم ملا ہے وہ جانتے ہیں کہ جو کچھ تیری طرف پروردگار کے ہاں سے

مِن رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ ۙ وَيَهْدِي إِلَىٰ صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ ۞ وَقَالَ الَّذِينَ
اترا ہے وہ بالکل سچ ہے اور خدائے غالب اور حمد و ثنا کے مستحق کی طرف کی راہ دکھاتا ہے اور جو کافر ہیں وہ

كَفَرُوا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ يُنَبِّئُكُمْ إِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ إِنَّكُمْ لَفِي
کہتے ہیں آؤ رے ہم تم کو ایسا آدمی بتلاویں جو کہتا ہے کہ بالکل ریزے ریزے ہوکر بھی تم کو ایک نئی

خَلْقٍ جَدِيدٍ ۞ أَفْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَم بِهِ جِنَّةٌ ۗ بَلِ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ
پیدائش میں آنا ہوگا- کیا یہ خدا پر جھوٹ افترا کرتا ہے یا اس کو جنون ہے نہیں بلکہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں

بِالْآخِرَةِ فِي الْعَذَابِ وَالضَّلَٰلِ الْبَعِيدِ ۞
رکھتے عذاب اور دور گمراہی میں ہیں

جو کچھ بھی ہے اللہ تعالیٰ کے روشن علم[1] میں ہے اس وسیع علم کا نتیجہ[2] یہ ہوگا کہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے ہیں ان کے لئے ☐ اور عزت کی روزی کا وعدہ ہے اور جو لوگ ہمارے (یعنی خدا کے) حکموں کی تکذیب کرنے میں مخالفانہ سعی کرتے ہیں ان ہی کے لئے قیامت میں سخت عذاب کا حصہ ہے- اس سے ثابت ہوا کہ بنی آدم دو قسم پر ہیں- ایک فرمانبردار ہیں' دوسرے بے فرمان ہیں- جیسے کہ عام طور پر انسان دو طرح کے ہیں ایک علم دار' دوسرے جاہل کندہ ناتراش- ہر ایک ایسے کام میں جو غور و فکر کے لائق ہوتا ہے اس میں اہل علم کی رائے کا اعتبار ہوتا ہے- اس لئے اہل علم یعنی جن لوگوں کو علم سے کچھ حصہ ملا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ جو کچھ تیری طرف تیرے پروردگار کے ہاں سے اترا ہے وہ بالکل سچ ہے اور خدائے غالب اور حمد و ثنا کے مستحق کی طرف راہ دکھاتا ہے- اہل علم کو تو یہ فائدہ ہوتا ہے کہ وہ اس کی تعلیم سے ہدایت پاتے ہیں اور جو جاہل یعنی کافر اور منکر ہیں وہ ایک دوسرے سے کہتے ہیں آؤ رے ہم تم کو ایک ایسا آدمی بتلاویں- جو بتلاتا ہے کہ بعد مرنے کے بالکل ریزہ ریزہ ہو کر پھر تم کو ایک نئی پیدائش میں آنا ہوگا- بھلا یہ بات عقل تسلیم کر سکتی ہے- کسی کی سمجھ میں آتا ہے کہ ریزہ ریزہ ہو کر پھر ہم کو نئی صورت اور شکل ملے گی- پھر جو مدعی نبوت کہتا ہے ایسی باتیں کہتا ہے تو کیا یہ خدا پر جھوٹ افترا کرتا ہے یا اس کو جنون ہے- غور سے دیکھا جائے تو کچھ بھی نہیں بلکہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے یعنی ایسا کہنے والے ہی عذاب میں اور ہدایت سے دور گمراہی میں ہیں-

---

[1] چونکہ سیاق و سباق علم الٰہی کے بیان میں ہے اس لئے غالب گمان ہے کتاب مبین سے مراد علم الٰہی ہے (۱۲)

[2] ۱ اللام لام العاقبة ۱۳ منہ

أَفَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُم مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۚ إِن نَّشَأْ نَخْسِفْ

کیا انہوں نے اپنے آگے اور پیچھے آسمان و زمین پر بھی غور نہیں کیا؟ اگر ہم چاہیں تو ان کو زمین

بِهِمُ الْأَرْضَ أَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَاءِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّكُلِّ

میں دھنسا دیں یا آسمان کے ٹکڑے ان پر گرا دیں- کچھ شک نہیں کہ اس میں ہر ایک بندے کے لئے دلیل

عَبْدٍ مُّنِيبٍ ۞ وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُودَ مِنَّا فَضْلًا ۖ يَا جِبَالُ أَوِّبِي مَعَهُ وَالطَّيْرَ ۖ

ہے جو خدا کی طرف رجوع ہے اور ہم نے داؤد کو بہت بڑا فضل دیا تھا- اے پہاڑو اور جانورو! تم داؤد کے ساتھ تسبیحیں پڑھتے رہو

وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ ۞ أَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ وَقَدِّرْ فِي السَّرْدِ

اور اسی کے لئے ہم نے لوہے کو نرم کردیا (حکم دیا) کہ پوری پوری زرہیں بنا اور ان کے جوڑنے میں اندازہ رکھیو

اس سارے شبہ کی بنا یہ ہے کہ خدا کی قدرت کاملہ کا ان کو یقین نہیں- کیا انہوں نے اپنے آگے اور پیچھے آسمان و زمین پر بھی غور نہیں کیا کہ یہ اتنے بڑے اجرام سماوی اور ارضی کس نے بنائے ہیں جس نے اتنی بڑی مخلوق پیدا کی ہے اس سے مستبعد ہے کہ ان کو دوبارہ پیدا کر دے؟ اس آفاقی دلیل کے علاوہ وجدانی دلیل پر غور کریں کہ اگر ہم (خدا) چاہیں تو ان کو زمین میں دھنسا دیں یا آسمان کے ٹکڑے ان پر گرا دیں- غرض ہر طرح سے ان کی ذات اور صفات پر بقا اور فنا کی ہم کو قدرت ہے جو چاہیں ہم کریں ہم کو کوئی روکنے والا نہیں کچھ شک نہیں- کہ اس بیان میں ہر ایک بندے کے لئے عبرت کی دلیل ہے جو خدا کی طرف رجوع ہے- دیکھو اس قسم کے رجوع والے بندے کی ایک حکایت تم کو سناتے ہیں اور تم کو سمجھاتے ہیں کہ اور تم بھی رجوع والے بنو- پس سنو ہم نے حضرت داؤد کو جو ہماری درگاہ میں بڑا رجوع تھا بہت بڑا فضل دیا تھا یہ کہ پہاڑوں کو حکم دیا کہ اے پہاڑو اور جانورو! تم داؤد کے ساتھ رجوع سے تسبیحیں پڑھتے رہو جس وقت حضرت داؤد ذکر الٰہی میں مشغول ہوتے تو پہاڑوں سے بھی ان کو تسبیحوں کی آواز آتی جنگلی جانور بھی ان کی آواز پر مست ہو کر تسبیح پڑھتے- کیا سچ ہے

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفترے است معرفت کردگار

اور ایک احسان ہم نے داؤد پر یہ کیا کہ اسی کے لئے ہم نے لوہے کو نرم[1] کر دیا (حکم دیا) کہ پوری پوری زرہیں بنا اور انکو جوڑنے میں اندازہ رکھیو

---

[1] کیسے کیا اس کی تفصیل خدا کو معلوم- بظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی خاص صورت تھی کیونکہ النا له الحدید میں تین چیزیں ہیں فاعل مفعول بہ اور جار مجرور (لہ) قاعدہ عربی کے مطابق فاعل کے بعد مفعول بہ اور اس سے بعد جار مجرور ہوتے ہیں تو کلام یوں ہونا چاہئے تھا النا الحدید له لیکن علم معانی کا قاعدہ ہے کہ (تقديم ماحقه التاخير يفيد الحصر) یعنی جس لفظ کا حق پیچھے آنے کا ہے اور وہ کسی کلام میں پہلے لایا جائے تو اس سے حصر کا فائدہ حاصل ہوتا ہے پس آیت موصوفہ میں چونکہ جار مجرور لہ کو مفعول بہ سے مقدم کیا گیا ہے اس لئے صحیح ترجمہ یہ ہو گا کہ ہم نے اسی کے لئے لوہا نرم کر دیا- اس ترجمہ سے جو خصوصیت مفہوم ہوتی ہے وہ ارباب دانش پر واضح ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ تلیین کسی ایسی طرح سے تھی جو حضرت داؤد سے خصوصیت رکھتی تھی پس جو لوگ کہتے ہیں کہ اس تلیین سے مراد وہی تلیین ہے جو عموماً آج کل لوہے کے کارخانوں میں دیکھی جاتی ہے کہ ہزاروں من لوہا ڈھل کر پانی کی طرح بہ رہا ہے- وہ آپ ہی بتلادیں کہ ان معنی سے وہ خصوصیت جو آیت سے مفہوم ہوتی ہے رہ سکتی ہے؟ منہ

وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ

اور نیک عمل کیا کرو میں یقیناً تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہوں اور سلیمان کے لئے ایک خاص قسم کی ہوا کو ہم نے مسخر کر دیا تھا جو صبح کے وقت ایک مہینہ کی

وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ۭ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ

سیر جتنا چلی جاتی تھی اور شام کو ایک مہینے جتنا اور ہم نے اس کے لئے پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ جاری کر دیا اور بعض جنات اس کے پروردگار کے حکم سے اس کے

یہ احکام تو تمہارے استحکام سلطنت کے لئے ہیں مگر اصل مطلب جس کے لئے خاندان نبوت دنیا میں قائم کیا گیا ہے یہ ہے کہ وہ نیک اعمال کریں اور لوگوں کو بھی نیک اعمال سکھائیں۔ پس اے داؤد کے گھر والو اور تابعدارو! خود بھی نیک عمل کرو اور لوگوں کو بھی سکھایا کرو۔ میں یقیناً تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہوں' جو کچھ کرو گے اس کے مطابق بدلہ پاؤ گے اور سنو حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے ایک خاص[1] قسم کی ہوا کو ہم نے مسخر کر دیا تھا جو سلیمان کا تخت لے کر صبح کے وقت ایک مہینے کی سیر جتنا چلی جاتی تھی اور شام کو ایک مہینے جتنا۔ ملک میں دورہ کرنے کو جو حضرت سلیمان نکلتے تو دو وقت ان کی روانگی ہوتی صبح سے چاشت تک یا سہ پہر کو شام تک جیسا کہ حکام اور بڑے لوگوں کا دستور ہے۔ اتنے میں حضرت سلیمان کا تخت اتنی مسافت طے کر جاتا جتنی کہ پیدل چلنے والے دو مہینوں میں کر سکتے۔ حضرت سلیمان کا تخت آج کل کے محاورے سے میں ہوائی جہاز تھا اور اس کے علاوہ ہم (خدا) نے اس لئے پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ جاری کر دیا یعنی تانبے کی بہت بڑی کان اس کے ملک میں پیدا کر دی جس سے اس کی ضرورتیں پوری ہو سکیں اور بعض جنات بھی اس کے تابعدار تھے' اس کے پروردگار کے حکم سے

---

[1] بعض لوگوں نے حضرت سلیمان کے اس واقعہ کو خلاف قانون قدرت جان کر تاویل بعید کی ہے۔ خدائے تعالیٰ دن بدن ایسے لوگوں کو جواب دینے کے لئے دانایان فرنگ کو سوجھا دیتا ہے تو وہ کوئی نہ کوئی ایسی نئی ایجاد کر دیتے ہیں کہ اسے معلوم ہو سکتا ہے کہ قدرت کے اسرار ہنوز بہت کچھ مخفی ہیں بلکہ یہ کہنا شائد بے جا نہ ہو کہ معلوم ہونے اب شروع ہوئے ہیں آج کل یورپ میں ایک ایجاد ہوئی جس کا نام ہوائی جہاز ہے یہ جہاز ہوا میں اڑتا ہے۔ دور دراز ملک کا کیا ذکر ۱۹۱۰ء میں بمقام الہ آباد جو نمائش ہوئی اس میں بھی وہ جہاز اڑتا ہوا دکھائی دیا۔ ہندوستان کی بعض ریاستوں میں بھی وہ لایا گیا آج سے پہلے بھی ہوا میں پرواز کا ایک آلہ تھا جس کا نام غبارہ تھا حضرت سلیمان کا تحت بھی غالباً اسی قسم کا ہوا میں اڑتا ہو گا جس کو خلاف قانون کہہ کر انکار یا تاویل کرنا ذرہ جلد بازی ہے۔ امام رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں۔

﴿المسخر لسليمان كانت ريحا مخصوصة لا هذه الرياح فانها لمنا فع عامة فى اوقات الحاجات ويدل انه لم يقرأ على التوحيد فما قرأ احد الرياح (تفسير كبير' جلد ۷' صفحه ۹)

یعنی حضرت سلیمان کی تابع یہ ہوا نہ تھی جو ہمارے سامنے چل رہی ہے کیونکہ یہ تو عام لوگوں کے فائدے اور منافع کے لئے ہے اسی لئے ہم نے اس کو غبارہ سے تشبیہ دی ہے (واللہ اعلم)

ہاں شاید اس جگہ یہ سوال ہو کہ جب یہ ایجاد غیر نبی نے بھی کر دکھائی تو خلاف عادت کیا ہوا اور معجزہ کیسے بنا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ معجزہ کی حقیقت صرف یہ ہے کہ نبی سے ایسا کام ظاہر ہو جو اس وقت کسی صنعت یا تعلیم کا نتیجہ نہ ہو تا کہ اس کے مخالفین اس جیسا کرنے سے عاجز ہیں یہ نہیں کہ اس سے بعد وہ کسی طرح صنعت کی ذیل میں نہ آ سکے مثلاً معجزہ شق القمر جو ایک اعلیٰ درجہ کا قانون قدرت ہے آج اگر کسی کی ایجاد میں آ جائے کہ قمر کو دو ٹکڑے کر کے دکھا دے اور اس کو عام تعلیم کے ذریعہ سے عام بھی کر دے تو بھی بلحاظ زمانہ نبوت معجزہ ہی ہے کیونکہ معجزہ تو اسی لئے ہوتا ہے کہ اس وقت وہ کسی انسانی صنعت یا تعلیم سے نہیں ہوتا پیچھے چاہے ہو جائے۔

بِإِذْنِ رَبِّهِ ۖ وَمَنْ يَزِغْ مِنْهُمْ عَنْ أَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيرِ ﴿١٢﴾

سامنے کام کرتے تھے اور جو کوئی ان میں سے ہمارے حکم سے سرتابی کرے گا ہم اس کو آگ کے عذاب کا مزہ چکھاویں گے

يَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَاءُ مِنْ مَحَارِيبَ وَتَمَاثِيلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَ

جو کچھ وہ چاہتا اس کے حکم سے اس کے لئے قلعے' نقشے' بڑے بڑے حوضوں کے مانند پیالے -اور

قُدُورٍ رَّاسِيَاتٍ ۚ اعْمَلُوا آلَ دَاوُودَ شُكْرًا ۚ وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ ﴿١٣﴾

بھاری بھاری دیگیں بناتے- اے داؤد کے کنبے والو! خدا کا شکر کرو اور میرے بندوں میں سے بہت کم شکر گذار ہیں

اس سلیمان کے سامنے کام کرتے تھے مگر ان کی ماتحتی میں سلیمان کے کمال کا اثر نہ تھا بلکہ محض خدائی حکم کا اثر تھا یہی وجہ تھی کہ وہ اس کے حکم سے سرتابی نہ کرتے تھے کیونکہ ہم (خدا) خود ان کے نگران حال تھے اور ہم نے اعلان کر دیا تھا کہ جو کوئی ان جنات میں سے ہمارے حکم سے جو سلیمان کی زبانی پہنچے سرتابی کرے گا کیونکہ ہم نے اس کو حکومت دی ہے تو ہم دنیاوی سزا کے علاوہ اس کو آگ کے عذاب کا مزہ چکھاویں گے- جیسا کہ امیر المومنین کے باغیوں کا انجام ہوتا ہے کہ دنیا میں بھی مستوجب سزا ہوتے ہیں اور آخرت میں بھی معذب ہوں گے- پس جنات کی کیا مجال تھی کہ ذرہ بھی سرتابی کرتے بلکہ نہایت ہی تابعداری سے جو کچھ وہ (سلیمان) چاہتا اس کے حکم سے اس کے لئے قلعے نقشے[1] بڑے بڑے حوضوں کی مانند پیالے اور بھاری بھاری دیگیں جو ایک ہی جگہ رکھنے کے قابل ہوتیں' بناتے- یہ سب ان کی فوجی ضروریات اور فوج کے لئے خورد و نوش کا سامان تھا جس سے ان کو اور ان کی فوج کو تقویت ہوتی تھی- اس لئے ہم نے ان کو حکم دیا اے داؤد کے کنبے والو! خدا کا شکر کرو اور جان رکھو کہ میرے بندوں میں سے بہت کم شکر گزار ہیں- پس تم اس کی پرواہ نہ کرنا کہ بہت سے لوگ خدا کے بے فرمان ناشکر ہیں اس لئے خدا کو ناشکری بھلی معلوم ہوتی ہوگی نہیں بلکہ قانون الٰہی یہی ہے کہ قیمتی چیز کم ہوتی ہے جیسے سونا بمقابلہ پیتل- اسی طرح خدا کی یاد والے شکر گزار لوگ بمقابلہ کفار نانہجار کے کم ہیں-

---

[1] تماثیل جمع ہے تمثال کی تمثال سے مراد اس جگہ نقشے ہیں جو جنگی ضرورتوں کے لحاظ سے کبھی تو اپنے ملک میں جنگی عمارات بنانے کے لئے بناتے ہیں کبھی دوسری سلطنتوں کی جنگی عمارات کے ملاحظہ اور جانچنے کے لئے بنائے جاتے ہیں جن لوگوں نے تماثیل کے معنی مورتیں اور تصویریں لے کر کہا ہے اس زمانے میں تصویریں بنانی جائز تھیں مذہب اسلام میں منع ہو گئیں جن کی ممانعت کا ثبوت حدیثوں میں ہے ان کا یہ کہنا سیاق آیت کے برخلاف ہے- کیونکہ سیاق آیت سے مفہوم ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان سلام اللہ علیہ کی سلطنت کی مضبوطی اور سامان جنگ کا بیان کرنا مقصود ہے پھر ایسے موقع پر محراب یعنی قلعوں کے ساتھ تصویروں کی کیا مناسبت ہو سکتی ہے بلکہ مناسب یہ ہے کہ قلعے اور قلعوں کے نقشے تو جنگی ضرورت کے لئے ہوتے ہیں جنگی ضرورت کسی باخبر سے مخفی نہیں قلعے تو اپنی حفاظت اور مدافعت کے لئے بنائے جاتے ہیں- نقشے کبھی اپنے ملک میں عمارات ضروریہ بنانے کے لئے بنائے جاتے ہیں اور کبھی دوسری سلطنت کے قلعوں پر آگاہ ہونے کے لئے بناتے ہیں- ایسے ہی دوسری چیزیں کھانے پکانے کے لئے اس زمانے کے دستور کے مطابق ہوں گی- غرض جو کچھ اس آیت میں مذکور ہے یہ سب ملک داری کی حیثیت سے ہے تصویروں کی ملک داری میں نہ اس وقت ضرورت تھی نہ اب ہے پس جو لوگ اس آیت سے تصویر سازی اور تصویرداری کا ثبوت نکالتے ہیں ان کا قول بھی چونکہ تماثیل کے مذکورہ ترجمہ اور تفسیر پر مبنی ہے اس لئے صحیح نہیں-(منہ)

فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ

پس جب ہم نے اس پر موت کا حکم جاری کیا تو زمین کے ایک کیڑے نے عام لوگوں کو اس پر آگاہ کیا جو سلیمان کی لکڑی

مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا

کھا رہا تھا۔ پس جب سلیمان گرا تو جنوں کو معلوم ہوا کہ اگر غیب جانتے تو ذلت کے

فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ﴿۱۴﴾ لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ

عذاب میں نہ رہتے۔ قوم سبا کے اپنے ہی گھروں میں ایک نشانی تھی کہ دائیں بائیں

يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ ۬ۥ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ۭ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ

دو باغ تھے اپنے پروردگار کا دیا کھاؤ اور اس کا شکر کرو ملک عمدہ ہے اور پروردگار

غَفُوْرٌ ﴿۱۵﴾ فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ

بخشنہار۔ اس پر بھی انہوں نے روگردانی کی پس ہم نے ان پر بڑے زور کا سیلاب بھیجا اور ہم نے ان کے دو طرفہ باغوں کے بدلے

ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ﴿۱۶﴾ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا

میں ان کو دو باغ ایسے دیئے جن میں سخت بدمزہ پھل جھاؤ اور کسی قدر بے حقیقت بیر تھے یہ ان کی ناشکری کا بدلہ ہم نے ان کو

كَفَرُوْا ۭ وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ ﴿۱۷﴾

دیا اور اس قسم کا بدلہ ہم ناشکروں کو ہی دیا کرتے ہیں

غرض حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت تمام کمال کے ساتھ چلتی رہی۔ ملک کے کسی حصہ میں شوروشر پیدا نہ ہوا' یہاں تک کہ ان کا آخری وقت آگیا پس جب ہم (خدا) نے اس (سلیمان) پر موت کا حکم جاری کیا تو وہ اپنے وقت پر مر گیا مگر عام طور پر ملک میں اس کی موت کی خبر شائع نہ ہوئی' یہاں تک کہ زمین کے ایک کیڑے (دیمک وغیرہ) نے عام لوگوں کو اس پر آگاہ کیا جو حضرت سلیمان کی لکڑی کھا رہا تھا پس جب اس لکڑی کے گرنے سے سلیمان علیہ السلام بھی گرا تو جنوں کو معلوم ہوا کہ ہمارا دعویٰ ہمہ دانی کا غلط ہے اگر ہم غیب کی باتیں جانتے تو اس ذلت کے عذاب سلیمان کی قید میں نہ رہتے۔ اس لئے عربی میں ایک شعر ہے جو مثال کے طور پر کہا جاتا ہے ؎

لو ان صدور الفعل یبدون للفتی کا عقابه لم تلفه یتندم

یعنی اگر کسی شخص کو اپنے اعمال کا علم شروع میں ہو جیسا کہ آخر میں ہوتا ہے تو وہ کبھی ناشائستہ اعمال کر کے نادم نہ ہو۔

اس طرح دنیا میں کئی ایک قومیں ہوئیں۔ قوم سبا کا ذکر بھی ان لوگوں نے سنا ہو گا جو یمن میں رہتی تھی' ان کے خود اپنے ہی گھروں میں ایک بہت بڑی خدائی قدرت کی نشانی تھی کہ ان کی بستیوں میں دائیں بائیں دو باغ تھے' اس وقت کے کسی نبی نے ان سے کہا تھا کہ اپنے پروردگار کا دیا کھاؤ اور اس کا شکر کرو' دیکھو تمہارا ملک کیسا عمدہ پیداوار دینے والا ہے اور پروردگار بخشنہار۔ اس پر بھی انہوں نے تعمیل ارشاد سے روگردانی کی پس ہم (خدا) نے ان پر بڑے زور کا سیلاب بھیجا جس سے ان کا تمام علاقہ برباد ہو گیا اور ہم نے ان کے دو طرفہ باغوں کے بدلے میں ان کو دو باغ ایسے دیئے جن میں سخت بدمزہ پھل' جھاؤ اور کسی قدر بے حقیقت بیر تھے جیسا کہ ویران جنگلوں میں ایسی چیزیں ہوا کرتی ہیں۔ غرضیکہ بجائے شاداب باغات کے ان کے ملک کو اجڑا اور ویران کر دیا یہ ان کی ناشکری کا بدلہ ہم نے ان کو دیا اور اس قسم کا بدلہ ہم ناشکروں ہی کو دیا کرتے ہیں۔

وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَقَدَّرْنَا فِيهَا

اور ہم نے ان کے اور بابرکت مقامات کے درمیان بڑی بڑی بارونق بستیاں بنائی تھیں اور ان میں سیر کا اندازہ لگایا

السَّيْرَ ۖ سِيرُوا فِيهَا لَيَالِيَ وَأَيَّامًا آمِنِينَ ﴿١٨﴾ فَقَالُوا رَبَّنَا بَاعِدْ بَيْنَ أَسْفَارِنَا

تھا ان میں شب و روز امن و امان سے سیر کیا کرو- پھر وہ بولے اے ہمارے خدا! ہمارے سفر کا راستہ دور کردے

وَظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ فَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ وَمَزَّقْنَاهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ

اور انہوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کئے پھر ہم نے ان کو کہانیاں بنا دیا یعنی ان کا ستیاناس کر دیا کچھ شک نہیں کہ اس میں

لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ﴿١٩﴾ وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ

ہر ایک صبر کرنے والے اور شکر ادا کرنے والے کے لئے بہت سے نشان ہیں اور شیطان نے بھی اپنا گمان ان کی نسبت صحیح پایا پس پھر چند ایمانداروں کے

یعنی جو لوگ خدا کی نعمتوں کی قدر نہیں کرتے ان کی نعمتیں چند روزہ رہتی ہیں آخر کار تباہ اور ویران ہو جاتے ہیں- ہم نے ان پر یہ احسان بھی کیا تھا کہ ان قوم سبا کے دار الحکومت اور باقی ملک کے دیگر بابرکت اور آباد مقامات کے درمیان بھی بڑی بڑی بارونق بستیاں بنائی تھیں اور ان میں سیر و سیاحت کا اندازہ لگایا تھا- بڑے بڑے ضلعوں کی سڑکوں پر چلنے والوں کو ہر ایک منزل پر کوئی نہ کوئی آبادی مل سکتی تھی جس سے مسافروں کو راحت اور آرام ملتا تھا- ہم نے نبی کی معرفت کہا تھا کہ ان مقامات میں شب و روز امن امان سے سیر کیا کرو کیونکہ آبادی کی وجہ سے کسی قسم کا خطرہ نہیں پھر وہ اس نعمت کے شکر گزار نہ ہوئے بلکہ الٹے یوں بولے کہ ہمارے خدا! ہمارے سفر کا راستہ دور کر دے- یعنی ان میں سے متکبر مزاج امراء جو تمول اور دولت کے نشہ میں مست تھے ان کی دلی خواہش ہوئی کہ یہ منزلیں جو قریب ہیں ایسا ہو کہ دور دور ہو جائیں جیسے کہ آج کل پسنجر گاڑیوں پر جو عموماً ہر ایک اسٹیشن پر پھرتی ہیں سفر کرنے سے نازک مزاج سیاحوں کی طبیعت گھبراتی ہے اور چاہتے ہیں کہ ہو نہ ہو ڈاک ہی پر سفر کریں جو کئی کئی اسٹیشنوں کو چھوڑ جاتی ہے- اس طرح اس زمانے کے تنعم پسندوں کے دل میں معمولی منزلوں پر ٹھہرنے سے گھبرانے لگے تو انہوں نے بزبان حال یا بزبان قال یہ خواہش ظاہر کی اور اپنی اس سرکشی کی وجہ سے انہوں نے اپنے نفسوں پر سخت ظلم کئے- پھر ہم نے بھی ان کو یہ سزا دی کہ بس ان کو کہانیاں بنا دیا یعنی ان کا ستیاناس کر دیا- ایسا کہ ایک پرانی مثال انہی پر صادق آئی ؎

جناب بحر کو دیکھو یہ کیسے سر اٹھاتا ہے ۔ تکبر وہ بری شے ہے کہ فوراً ٹوٹ جاتا ہے

کچھ شک نہیں کہ اس واقعہ میں ہر ایک صبار یعنی تکلیفوں پر صبر کرنے والے اور خدائی نعمتوں پر شکر ادا کرنے والے کے لئے بہت سے نشان ہیں کہ وہ اس واقعہ سے کم از کم اس بات کو پا سکتے ہیں کہ دنیا کا نشیب و فراز سب خدائے ذوالجلال کے قبضے میں ہے- اگر کسی کو نعمت ملتی ہے تو اسی کے حکم سے- زحمت پہنچتی ہے تو اسی کے ارشاد سے- اسی لئے وہ اس نتیجہ پر پہنچ جاتے ہیں ؎

پناہ بلندی و پستی توئی ہمہ نیستند آنچہ ہستی توئی

مگر ان (قوم سبا کے) لوگوں نے اپنی حرکات سے ثابت کر دیا کہ وہ اپنی نعمتوں کو خدا کی مہربانی کا نتیجہ نہ جانتے تھے بلکہ اپنی لیاقت پر بھروسہ اور غرور کرتے تھے' اسی لئے تباہ ہوئے اور شیطان نے بھی اپنا گمان ان کی نسبت صحیح پایا جو اس نے پہلے ہی سے سمجھا اور کہا تھا کہ -

إِلَّا فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٢٠﴾ وَمَا كَانَ لَهُ عَلَيْهِم مِّن سُلْطَانٍ إِلَّا لِنَعْلَمَ
باقی سب لوگ اس کے پیرو ہوگئے حالانکہ شیطان کا ان پر کوئی زور نہ تھا لیکن نتیجہ یہ

مَن يُؤْمِنُ بِالْآخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِي شَكٍّ ۗ وَرَبُّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ
ہوا کہ ہم نے آخرت پر ایمان رکھنے والوں کو شک کرنے والے لوگوں سے ممتاز کیا اور تیرا پروردگار ہر چیز پر نگران

حَفِيظٌ ﴿٢١﴾ قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ ۖ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ
حال ہے۔ تو کہہ کہ جن لوگوں کو تم اللہ کے سوا کچھ سمجھے بیٹھے ہو تو ان کو ذرا پکارو وہ نہ تو آسمانوں میں ذرہ جتنا

ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِن شِرْكٍ وَمَا لَهُ مِنْهُم مِّن
اختیار رکھتے ہیں نہ زمینوں میں اور نہ ان دونوں میں ان کو کسی قسم کا ساجھا ہے اور نہ ان میں سے کوئی خدا کا

ظَهِيرٍ ﴿٢٢﴾ وَلَا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ عِندَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ ۚ حَتَّىٰ إِذَا فُزِّعَ عَن
مددگار ہے۔ اللہ کے پاس ان کی سفارش بھی کچھ کام نہیں دے سکتی مگر اس کو جس کے لئے وہ اجازت بخشے یہاں تک کہ جب ان کے

بنی آدم میں سے بہت کم شکر گزار[1] ہوں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا' پس بجز چند ایمانداروں کے باقی سب لوگ اس شیطان کے پیرو ہوگئے حالانکہ شیطان کا ان پر کوئی زور اور غلبہ نہ تھا لیکن ہاں اس کا نتیجہ[2] یہ ہوا کہ ہم نے آخرت پر ایمان رکھنے والوں اور بے ایمانوں میں تمیز کر دی یعنی جو لوگ آخرت پر ایمان رکھتے تھے ان کو شک کرنے والے لوگوں سے بایں طور ممتاز کیا کہ ایمانداروں کو نجات دی اور بے ایمانوں کو تباہ کیا۔ کیونکہ تیرا پروردگار جو تمام دنیا کا حقیقی پالنہار ہے ہر چیز پر نگران حال ہے۔ بغور دیکھا جائے تو جو جھگڑا اور تنازع اس وقت مومنوں اور کافروں میں تھا وہی اب اس زمانے میں بھی ہے۔ تمہارے مخاطب اس لئے تم سے چڑتے ہیں کہ تم ایک خدا کی عبادت کرتے ہو' اسی سے اپنی تمام حاجات مانگتے ہو' اسی کو حاجت روا جانتے ہو اور یہ لوگ متعدد خداؤں کو مانتے ہیں' متعدد معبودوں سے دعائیں مانگتے ہیں' ہر ایک کہ ومہ سے التجا کرتے ہیں' اس لئے اے نبی! توانکو سمجھانے کے لئے کہہ کہ جن لوگوں کو تم اللہ کے سوا کچھ سمجھے بیٹھے ہو ان کو ذرہ پکارو تو سہی دیکھیں وہ تمہاری مشکل کشائی کر سکتے ہیں۔ وہ بیچارے کیا کریں گے۔ وہ نہ تو آسمانوں میں ذرہ جتنا اختیار رکھتے ہیں نہ زمینوں میں۔ نہ ان دونوں (آسمانوں وزمین) میں ان کو کسی قسم کا ساجھا ہے اور نہ ان تمہارے معبودوں میں سے جن کو تم لوگ پکارتے اور دعائیں مانگتے ہو خدا کا کوئی مددگار اور معاون ہے۔ بلکہ یہاں تک بے اختیار ہیں کہ اللہ کے پاس ان کی سفارش بھی کچھ کام نہیں دے سکتی مگر اسی کو جس کے لئے وہ حقیقی مالک خدائے ذوالجلال اجازت[3] بخشے' جن لوگوں (نبیوں' ولیوں اور فرشتوں) کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ تو خدا کے سامنے یہاں تک تن بتقدیر اور سر بسجود ہیں کہ خدا کی ہیبت سے جو انکے دلوں پر وارد ہوتی ہے بے ہوش ہو جاتے ہیں اور جب ان کے دلوں سے

---

[1] ﴿لا تجد اكثرهم شكرين﴾ کی طرف اشارہ ہے۔ منہ [2] السلام لام العاقبة [3] عیسائی لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت مختلف ہے خیالات رکھتے ہیں نافع ضار تو سب مانتے ہیں' لیکن اس نفع اور ضرر کی وجوہات الگ الگ ہیں۔ کبھی تو کہتے ہیں کہ مسیح خود خدا ہے پادری فنڈر لکھتا ہے پہاڑ پر حضرت موسیٰ کو پکارنے والا مسیح ہی تھا (مفتاح الاسرار صفحہ : ۳۸) فہرست بائیبل کے دیباچہ میں لکھا ہے "خدا نے ہمارے لئے جسم اختیار کیا (کتاب کلام اللہ دیباچہ ص : ۴) اس کے علاوہ کبھی یہ بھی اظہار کرتے ہیں کہ حضرت مسیح ہمارا شفیع اور سفارشی ہے۔ یہی ان کا کلمہ طیبہ ہے ﴿اشهد الا شفيع الا المسيح﴾ یعنی ہم گواہی دیتے ہیں کہ مسیح کے سوا کوئی شفیع نہیں ہے۔ قرآن مجید نے

قُلِ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّاۤ اَوْ اِیَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۲۴﴾ قُلْ لَّا تُسْـَٔلُوْنَ

تو کہہ اللہ ہی دیتا ہے۔ ہم یا تم ضرور ہدایت پر ہیں یا صریح گمراہی میں ہیں تو کہہ دے تم ہمارے

عَمَّاۤ اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْـَٔلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ قُلْ یَجْمَعُ بَیْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ یَفْتَحُ

گناہوں سے نہیں پوچھے جاؤ گے نہ ہم کو تمہارے اعمال سے سوال ہوگا تو کہہ اللہ ہم کو اور تم کو ایک جا جمع کر کے ہمارے اور

بَیْنَنَا بِالْحَقِّ ؕ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِیْمُ ﴿۲۶﴾ قُلْ اَرُوْنِیَ الَّذِیْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ

تمہارے درمیان ٹھیک ٹھیک فیصلہ کردیگا' وہ ٹھیک فیصلہ کرنے والا بڑے علم والا ہے۔ تو کہہ دے کہ جن لوگوں کو تم نے اس کے ساتھ شریک بنا کر رکھا ہے

شُرَكَآءَ كَلَّا ؕ بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۲۷﴾ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ

ذرا مجھے بھی تو دکھاؤ ہرگز نہیں بلکہ وہ اللہ اکیلا ہی سب پر غالب اور بڑی حکمت والا ہے۔ ہم نے تجھ کو تمام انسانوں کے لئے خوشخبری سنانے والا اور

بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا

ڈرانے والا بھیجا ہے

اس لئے تو بھی کہہ کہ ہمارا تمہارا اس پر اتفاق ہے کہ اللہ ہی رزق دیتا ہے تو پھر اس میں کیا شک ہے کہ ہم جو صرف اسی رازق کو پوجتے ہیں اور اسی اکیلے سے دعائیں مانگتے ہیں یا تم جو اس کے ساتھ اوروں کو بھی ملاتے ہو ہم اور تم دونوں فریق سے ایک فریق کے لوگ تو ضرور ہدایت پر ہیں یا صریح گمراہی میں۔ کیونکہ اجتماع نقیضین تو ہوگا نہیں۔ پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ خالص توحید والے بھی اور تم محض شرک والے بھی خدا کے ہاں ایک نظر سے دیکھے جائیں۔ مختلف اجناس مختلف نتائج دیا کرتی ہیں پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم دونوں فریق باوجود اختلاف شدید کے نتیجہ میں متفق ہوں ہرگز نہیں۔ اس سے ہماری غرض یہ ہے کہ ہماری مخالفت اور قرآن کی تکذیب کرنے میں جلدی نہ کرو شائد تمہارا ہی قصور ہو جس کا نتیجہ ہمارے حق میں برا ہو۔ دانا کو چاہئے کہ آئندہ کی فکر کرے یہ نہیں کہ جو منہ پر آئے کہدے اور جو دل میں آئے کر گزرے۔ تو اے نبی! یہ بھی کہدے کہ ہم تو تم لوگوں کو محض خیر خواہی سے سمجھاتے ہیں ورنہ تم ہمارے گناہوں سے نہیں پوچھے جاؤ گے نہ ہم کو تمہارے اعمال سے سوال ہوگا۔ پھر ہمیں کیا پڑی ہے کہ ہم تم لوگوں کو اتنا سمجھاتے ہیں اور خود تمہاری تکلیفیں اٹھاتے ہیں صرف ہمدردی سے۔ تو اے نبی! یہ بھی کہہ کہ تم یہ نہ سمجھو کہ جس طرح تم لوگ دنیا میں ہم سے بدکتے ہو الگ رہتے ہو اسی طرح آخرت میں بھی ہم تم الگ ہی رہیں گے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ہم کو اور تم کو ایک جا جمع کر کے ہمارے اور تمہارے درمیان ٹھیک ٹھیک فیصلہ کرے گا جس میں کسی کی رو رعایت نہ ہوگی کیونکہ وہ بڑا ٹھیک فیصلہ کرنے والا اور بڑے علم والا ہے۔ اس کو کسی کے کہنے سنانے کی حاجت نہیں۔ پس بہتر ہے کہ تم ابھی سے ایسی ناجائز حرکات سے باز آجاؤ ورنہ پچھتاؤ گے اور پچھتانے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اے نبی! تو بغرض تفہیم ایک دفعہ پھر کہدے کہ جن لوگوں کو تم نے اس اللہ کے ساتھ شریک بنا کر ملا رکھا ہے ذرہ مجھے بھی تو دکھاؤ کہ وہ کون ہیں؟ انہوں نے کیا کیا کام کئے ہیں۔ کیا کیا بنایا ہے؟ کیونکہ یہ مثل مشہور ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ ہرگز نہیں دکھا سکو گے۔ کوئی ہو تو دکھاؤ جب کوئی نہیں تو دکھاؤ کیا بلکہ وہی اللہ اکیلا ہی سب پر غالب اور بڑی حکمت والا ہے۔ اس کے مقابلہ کا کوئی نہیں اسی لئے اس کا ہمتا کسی کو بنانا یا سمجھنا سخت درجے کا گناہ ہے۔ اسی گناہ کے سمجھانے کے لئے اے نبی! ہم نے تجھ کو تمام انسانوں کے لئے نیک کاموں پر خوشخبری سنانے والا اور برے کاموں پر ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ

لیکن بہت سے لوگ جانتے نہیں، کہتے ہیں اگر سچے ہو تو یہ وعدہ

صٰدِقِيْنَ ﴿۲۹﴾ قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۰﴾

کب ہوگا تو کہہ تمہارے لئے ایک دن کی میعاد مقرر ہے جس سے نہ ایک ساعت تم پیچھے ہٹو گے نہ آگے بڑھ سکو گے

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَلَا بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ ؕ وَلَوْ

اور کافر لوگ کہتے ہیں کہ ہم نہ تو اس قرآن کو مانیں گے نہ اس سے پہلی کسی کتاب کو۔ اے کاش!

تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۖۚ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ الْقَوْلَ ۚ

تم وہ وقت بھی کہیں سے دیکھ پاؤ جب یہ ظالم اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے کئے جائیں گے' ایک دوسرے کی طرف باتیں لوٹائیں گے'

يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَاۤ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۱﴾

ضعیف لوگ بڑے آدمیوں کو کہیں گے اگر تم نہ ہوتے تو ہم ایماندار ہوتے'

قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْۤا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى

بڑے لوگ ان ضعیفوں کو کہیں گے کیا ہم نے تم کو ہدایت آنے کے بعد

بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ

ہدایت سے روکا تھا؟

تیرا یہ منصب ہے کہ نیک کاموں پر لوگوں کو خوشخبری سنا کہ تم کو اچھا بدلہ ملے گا اور برے کاموں پر عذاب کا ڈر سنا کہ انجام برا ہوگا لیکن بہت سے لوگ جانتے نہیں کہ نبی کا منصب کیا ہے۔ وہ نبی کو خدا کا کوئی مشیر خاص یا بااختیار حاکم سمجھتے ہیں اس لئے اس سے ایسے ایسے سوال اور دعائیں کرتے ہیں جو اس کے منصب سے اعلیٰ ہوتی ہیں۔ کوئی اس کو غیب دان جان کر حاضر ناظر سمجھتا ہے کوئی اس کو وائسرائے ہند کی طرح اپنے کام میں بااختیار جان کر اپنی حاجات طلب کرتا ہے۔ چنانچہ ان مشرکوں کا سوال بھی اس قسم سے ہے جو کہتے ہیں کہ مسلمانو! اگر سچے ہو تو بتلاؤ یہ وعدہ جو تم قیامت کا سنا رہے ہو کب ہوگا؟ یہ سوال بھی اسی غلط اصول پر مبنی ہے جو اوپر مذکور ہوا کہ لوگ نبی کو غیب کلی کا عالم جانتے ہیں' اسی لئے ایسے سوالات کرتے ہیں۔ پس تو اے نبی! ان سے کہہ کہ تمہارے لئے ایک دن کی میعاد مقرر ہے جس سے نہ ایک ساعت تم پیچھے ہو گے نہ آگے بڑھ سکو گے لیکن اس کی تاریخ کا علم کسی کو نہیں دیا گیا۔ لہٰذا یہ سوال غلط ہے اور سنو ایسے سوالات کرنے والے کافر لوگ کہتے ہیں کہ ہم نہ تو اس قرآن کو مانیں گے نہ اس سے پہلی کسی کتاب کو' جاؤ ہم دونوں سے الگ ہیں ہم کسی کی نہیں سنیں گے۔ کہ لطف یہ ہے کہ یہاں تو بڑے لوگوں کی سنکر چھوٹے بھی وہی راگ الاپتے ہیں۔ اے کاش! تم (وہ) وقت بھی کہیں سے دیکھ پاؤ جب یہ ظالم اپنے پروردگار کے سامنے مجرمانہ حالت میں کھڑے کئے جائیں گے۔ ایک دوسرے کی طرف سوال وجواب میں باتیں لوٹائیں گے' کوئی کچھ کہے گا کوئی کچھ۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ یہی ضعیف لوگ جو دنیا میں بڑوں کی تابعداری میں ہر ایک نیک وبدبات بلا تمیز کہہ دیتے ہیں بڑے آدمیوں کو کہیں گے اے ظالمو! اگر تم نہ ہوتے تو ہم ایماندار ہوتے ؎

اے باد صبا ایں ہمہ آوردہ تست

بڑے لوگ ان ماتحت ضعیفوں کو جواب میں کہیں گے کیا ہم نے تم کو ہدایت آنے کے بعد ہدایت سے روکا تھا؟ یعنی ہمارا تم پر کوئی جبر نہ تھا۔

بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ

بلکہ تم خود مجرم تھے ضعیف لوگ بڑے لوگوں کو کہیں گے بلکہ تمہارے

مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ؕ وَاَسَرُّوا

شبانہ روز داؤ گھات نے ہم کو روکا جب تم ہم کو حکم کرتے تھے کہ ہم اللہ کے حکموں سے انکار کریں اور اس کے شریک بنائیں اور جب وہ

النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ؕ وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِيْٓ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ

عذاب دیکھیں گے تو چھپے چھپے پچھتائیں گے اور ہم کافروں کی گردنوں میں طوق دلوا دیں گے

هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا

جو انہوں نے کیا ہوگا وہی ان کو بدلہ ملے گا- ہم نے جس بستی میں کبھی رسول بھیجے تو وہاں کے

قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّ

آسودہ حال لوگوں نے کہا کہ جو احکام دے کر تم کو بھیجا گیا ہے ہم ان سے منکر ہیں اور بولے ہم مال اور اولاد میں

اَوْلَادًا ۙ وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۳۵﴾ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ

تم سے زیادہ ہیں اور ہم کو عذاب نہ ہوگا تو کہہ کہ میرا پروردگار جس کو چاہتا ہے روزی فراخ دیتا ہے اور

يَقْدِرُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ

تنگ کردیتا ہے لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں اور تمہارے مال اور اولاد

نہیں بلکہ تم خود مجرم تھے کہ بے سوچے سمجھے ہماری ہاں میں ہاں ملاتے تھے- اس کے جواب میں ضعیف لوگ بڑے لوگوں کو کہیں گے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ تمہارے شبانہ روز داؤ گھات نے ہم کو روکا جب تم ہم کو ہر ایک داؤ سے حکم کیا کرتے تھے کہ ہم اللہ کے حکموں سے انکار کریں اور اس کے شریک بناویں' اس لئے ہم بھی ایسا کرتے تھے ورنہ ہم کو کیا سمجھ اور کیا یارا تھا کہ ہم ایسا کرتے- اسی طرح جب وہ لوگ تابع اور متبوع عذاب دیکھیں گے تو چھپے چھپے پچھتاویں گے اور چپکے چپکے ایک دوسرے کو ملامت کریں اور ہم (خدا) ان کافروں کی گردنوں میں طوق ڈلوادیں گے جو انہوں نے کیا ہو گا وہی ان کو بدلہ ملے گا یہ ہمیشہ سے چلا آیا ہے کہ ہم (خدا) نے جس بستی میں کبھی رسول بھیجے تو وہاں کے آسودہ لوگوں پر چونکہ احکام کی پابندی ناگوار خاطر تھی اس لئے انہوں نے کہا کہ جو احکام دے کر تم کو بھیجا گیا ہے ہم ان سے منکر ہیں- ہم سے ایسی غلامی نہیں ہو سکتی اور بولے کہ ہم ایسے گئے گزرے نہیں کہ باوجود آسودہ ہونے کے تمہارے جیسے ناداروں کے تابع ہو جائیں جبکہ ہم مال اور اولاد میں تم سے کئی ایک درجہ زیادہ ہیں اور یہ تو ظاہر ہے کہ جب یہاں ہماری عزت ہے تو آخرت میں بھی ہم کو کسی برے کام پر عذاب نہ ہوگا چونکہ یہی خیال اس زمانے کے لوگوں کا بھی ہے کہ دنیاوی رزق کی حکمت خدا ہی کو معلوم ہے میرا پروردگار جو تمام دنیا کا مالک ہے جس کو چاہتا ہے روزی فراخ دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے- یہ اس کی حکمت کا تقاضا ہے لیکن اکثر لوگ اس راز حکمت کو جانتے نہیں اور محض اٹکل پچو حکم لگاتے ہیں حالانکہ تمہارے مال اور اولاد ایسے نہیں کہ

بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ؗ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ

ایسے نہیں کہ تم کو ہمارے قرب میں پہنچائیں لیکن جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں ان ہی کے لئے

جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِي الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَالَّذِيْنَ يَسْعَوْنَ فِيْٓ

ان کے اعمال کے مطابق دہرا بدلہ ہوگا اور بلند بالاخانوں میں امن سے رہیں گے اور جو مخالفانہ طور سے ہمارے

اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴿۳۸﴾ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ

احکام کے توڑنے میں لگتے ہیں وہ لوگ عذاب میں حاضر کئے جائیں گے۔ تو کہہ میرا پروردگار اپنے

الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ؕ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ

بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے روزی فراخ کردیتا ہے اور تنگ کردیتا ہے اور جو کچھ اللہ کی راہ میں خرچو گے اس کا بدلہ وہ

يُخْلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۳۹﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ يَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ

تم کو دے گا اور وہ سب سے اچھا رزق دینے والا ہے اور جس روز خدا ان سب کو جمع کرے گا تو فرشتوں کو کہے گا

اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ﴿۴۰﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ

کیا یہ لوگ تمہاری عبادت کرتے تھے؟ وہ کہیں گے تو پاک ہے ہمارا تو والی ہے ان سے ہمارا تعلق نہیں

بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ ۚ

بلکہ یہ لوگ جنوں کی عبادت کرتے تھے

تم کو ہمارے (خدا) قرب میں پہنچاویں لیکن جو ایمان لائیں اور عمل نیک کریں ان ہی کے لیے ان کے اعمال کے مطابق دہرا بدلہ ہوگا اور وہ بڑے بڑے بلند بالاخانوں میں امن سے رہیں گے خواہ وہ دنیا میں امیر ہوں یا غریب خواہ دنیاداروں کی نگاہ میں معزز ہوں یا ذلیل۔ کیونکہ دنیاوی وجاہت اور شے ہے اور اخروی عزت اور۔ ان دونوں میں تعلق اور ملازمت اسی وقت ہوتی ہے جب کوئی شخص دنیاوی عزت کے نشہ میں مست ہو کر آخرت کو بھول نہ جائے اور جو لوگ دنیاوی عزت کے نشہ میں آخرت کو بھول کر مخالفانہ طور سے ہمارے احکام کے توڑنے میں لگتے ہیں وہ لوگ عذاب میں حاضر کئے جائیں گے۔ اے نبی! تو ان کو کہہ کہ تم کس خام خیالی میں ہو میرا پروردگار اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے رزق فراخ دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے تنگ کردیتا ہے اس تنگی اور فراخی پر تو ہرگز خیال نہ کرو' اس کو مدار کار نہ جانو۔ ہاں یہ یقین رکھو کہ جو کچھ اللہ کی راہ میں خرچو گے اس کا بدلہ وہ تم کو ضرور دے گا اور وہ سب سے اچھا رزق دینے والا ہے۔ ایک اصولی غلطی تو ان کی یہ ہے جو ذکر ہوئی۔ دوسری غلطی یہ ہے کہ یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ فرشتے جو ہماری نظر سے غائب ہیں اس لئے ان کا تعلق خدا کے ساتھ ضرور کچھ ہے۔ اس خیال میں پھنس کر یہ لوگ فرشتوں کو بھی خدائی کاموں میں کچھ دخیل جانتے اور مانتے ہیں۔ سو جس روز خدا ان سب کو جمع کرے گا یعنی قیامت کے دن تو فرشتوں کو بطور اظہار ناراضگی کہے گا کیا یہ تمہاری عبادت کرتے تھے؟ فرشتے کہیں گے اے خدا! تو پاک ہے ہمارا تو والی ہے ان سے ہمارا تعلق نہیں ہم تو ان کو جانتے بھی نہیں نہ یہ ہم کو جانیں بلکہ یہ لوگ دراصل جنوں یعنی شیاطین کی عبادت کرتے تھے۔ گو اس کا اظہار نہ کرتے ہوں کہ ہم جنوں کو پوجا کرتے ہیں لیکن ان کی ایسی حرکات چونکہ ان ہی کی تحریکات سے ہوئی تھیں اس لئے یہ بالکل ٹھیک ہے کہ دراصل جنوں کی عبادت کیا کرتے تھے۔

أَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ﴿۴۱﴾ فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ

اکثر ان میں کے ان ہی کو مانتے تھے پس اس روز تم میں سے کسی کو نہ تو کسی کے نفع پہنچانے کا اختیار ہوگا اور نہ نقصان کا

وَنَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿۴۲﴾

اور ہم ظالموں سے کہیں گے کہ آگ کا عذاب چکھو جس کی تم تکذیب کیا کرتے تھے

وَإِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا رَجُلٌ يُّرِيْدُ اَنْ يَّصُدَّكُمْ

اور جب ہمارے کھلے کھلے احکام ان کو سنائے جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ صرف ایک آدمی ہے جو تم کو تمہارے

عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْ ۚ وَقَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّآ اِفْكٌ مُّفْتَرًى ؕ وَقَالَ الَّذِيْنَ

باپ دادا کے معبودوں سے روکنا چاہتا ہے اور کہتے ہیں کہ یہ تو ایک گھڑا ہوا جھوٹ ہے۔ ان کافروں کے پاس

كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴۳﴾ وَمَآ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ

جب سچائی آئی تو کہتے ہیں کہ یہ تو صریح جادو ہے۔ تجھ سے پہلے ہم نے ان کو کوئی

كُتُبٍ يَّدْرُسُوْنَهَا وَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَّذِيْرٍ ﴿۴۴﴾ وَكَذَّبَ الَّذِيْنَ

کتاب نہیں دی جس کو یہ لوگ پڑھتے ہیں اور نہ تجھ سے پہلے ان کے پاس ڈرانے والا کوئی رسول آیا ان سے پہلے لوگوں نے تکذیب

مِنْ قَبْلِهِمْ ۙ وَمَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَآ اٰتَيْنٰهُمْ

کی حالانکہ جو کچھ ہم نے ان کو دے رکھا تھا یہ لوگ اس کے دسویں حصے کو بھی نہیں پہنچے

اکثر ان میں سے انہی کو مانتے تھے۔ انہی پر ان کا ایمان تھا۔ خدا کی طرف سے ان کو جواب ملے گا اصل بات وہی ہے جو تم نے بتلا دی پس اس روز تم میں سے کسی کو نہ تو کسی کے نفع پہنچانے کا اختیار ہو گا نہ نقصان کا' بلکہ اصل مالک مختار ہماری (خدا) کی ذات ہے اور جن لوگوں نے تم (فرشتوں اور صالحین) لوگوں کو مشکل کشا حاجت روا جانا تھا ان کی غلطی اس روز اظہر من الشمس ہو جائے گی اور ہم (خدا) ظالموں سے کہیں گے کہ آگ کا عذاب مزے سے چکھو جس کی تم لوگ تکذیب کیا کرتے تھے۔ دیکھئے یہ لوگ تکذیب کرنے میں اس حد تک پہنچ چکے ہیں کہ نبی کے منہ سے نکلی ہوئی ہر ایک بات کی تکذیب کرتے ہیں اور جب ہمارے کھلے کھلے احکام ان کو سنائے جاتے ہیں تو معقول جواب یا عذر تو کر نہیں سکتے ہاں اتنا کہتے ہیں کہ یہ شخص (حضرت محمد ﷺ) تو صرف ایک آدمی ہے جو تم کو تمہارے باپ دادا کے معبودوں سے روکنا چاہتا ہے اور یہ بھی کہتے کہ اس کی یہ تعلیم صرف ایک گھڑا ہوا جھوٹ ہے۔ دیکھو ان کافروں کی شومئ قسمت کہ ان کے پاس جب خالص سچائی کی تعلیم آئی تو کہتے ہیں کہ یہ تو صریح جادو ہے کیونکہ اس تعلیم کی روشنی سے ان کی آنکھیں چکا چاند ہو جاتی ہیں۔ اس لئے وہ اسکا نام جادو رکھتے ہیں۔ اے نبی! اصل بات یہ ہے کہ تجھ سے پہلے ہم نے ان کو کوئی کتاب نہیں دی جس کو یہ لوگ پڑھتے ہیں اور نہ تجھ سے پہلے حضرت اسماعیل کے بعد ان کے پاس ڈرانے والا کوئی رسول آیا اس لئے ان کی غفلت حد سے بڑھ گئی تو خدا کی رحمت ان کے حال پر متوجہ ہوئی۔ مگر ان لوگوں نے وہی طریقہ اختیار کیا جو ان سے پہلے لوگوں نے اختیار کیا تھا کہ نبیوں کی تکذیب کی اور بضد تکذیب کی ایسی کہ تمام عمر اسی ضد پر اڑے رہے۔ یہ لوگ بھی انہی کی ریس پر چلے حالانکہ جو کچھ ہم نے ان کو دے رکھا تھا یہ لوگ عرب کے رہنے والے اس کے عشر عشیر دسویں بیسویں حصے کو بھی نہیں پہنچے۔

فَكَذَّبُوا رُسُلِي فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ۞ قُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ أَنْ

پھر ان لوگوں نے تکذیب کی تو میری ناراضگی کیسی ہوئی- تو کہہ میں تم کو صرف ایک بات بتلاتا ہوں وہ یہ ہے

تَقُومُوا لِلَّهِ مَثْنَى وَفُرَادَى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوا مَا بِصَاحِبِكُمْ مِنْ جِنَّةٍ إِنْ

کہ تم لوگ مل کر اور اکیلے اکیلے ہو کر خدا کی طرف لگ جاؤ پھر فکر کرو کہ تمہارے ہم نشین کو جنون نہیں ہے وہ

هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ ۞ قُلْ مَا سَأَلْتُكُمْ مِنْ

بڑے سخت عذاب سے پیشتر تمہیں ڈرانے کو آیا ہے- تو کہہ دے میں نے جو تم سے اس کی کوئی

أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۞

مزدوری مانگی ہو تو وہ تم ہی کو رہے میری اجرت تو خدا کے ذمہ ہے اور وہ ہر ایک چیز پر نگہبان ہے-

قُلْ إِنَّ رَبِّي يَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ۞ قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَمَا

تو کہہ میرا پروردگار سچی تعلیم بھیجتا ہے وہ تمام غیبوں کا جاننے والا ہے- تو کہہ سچی تعلیم آچکی ہے اور

يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ ۞ قُلْ إِنْ ضَلَلْتُ فَإِنَّمَا أَضِلُّ عَلَى نَفْسِي

باطل کسی کام اور فائدہ کی چیز نہیں ہے- تو کہہ کہ اگر میں کسی کام میں بھولوں تو اس کا وبال میری جان پر ہے

پھر ان لوگوں نے تکذیب کی تو میری ناراضی ان پر کیسی ہوئی- سب کو معلوم ہے کہ ان کو نیست و نابود کر کے جڑ سے کاٹ دیا تو کیا یہ لوگ اس برائی کا بدلہ نہ پائیں گے؟ بیشک پاویں گے- اے نبی! تو ان کو سمجھانے کے لئے کہہ کہ میں تم کو صرف ایک بات بتلاتا ہوں تم اس پر عمل کرو گے تو میرا مطلب پا جاؤ گے' وہ بات یہ ہے کہ تم لوگ باہمی مل کر اور اکیلے اکیلے ہو کر خدا کی طرف لگ جاؤ یعنی اس کا خیال اور خوف دل میں رکھو پھر فکر کرو تو اس نتیجہ پر پہنچ جاؤ گے کہ تمہارے ہم نشین (محمد ﷺ) کو جنون نہیں ہے پھر جو یہ تمہاری رسومات اور عادات اور عبادات وغیرہ کی مخالفت کرتا ہے تو اس کی وجہ[1] کیا ہے؟ وجہ صرف یہی ہے کہ وہ اپنے باطنی نور سے تم کو گناہوں اور بدکاروں کی ظلمات میں پھنسا ہوا پاتا ہے اس لئے وہ بڑے سخت عذاب سے پیشتر تمہیں برے کاموں سے ڈرانے کو آیا ہے اور کچھ نہیں- اے نبی! تو یہ بھی کہدے یہ مت سمجھو کہ اس میں میرا کوئی ذاتی فائدہ ہے میں نے جو تم سے اس کی مزدوری مانگی ہو تو وہ تم ہی کو رہے- میری اجرت اور مزدوری تو خدا ہی کے ذمہ ہے اور کسی سے میرا مطلب نہیں- اس کے سوا نہ میں کسی کا اجیر ہوں نہ کسی سے توقع رکھتا ہوں اور وہ ہر ایک چیز پر حاضر اور نگہبان ہے- تو یہ بھی کہہ میرا پروردگار چونکہ سب پر نگہبان ہے اس کی نگرانی کا یہ نتیجہ ہے کہ جس وقت تمام دنیا میں باطل پھیل جاتا ہے تو وہی خدا سچی تعلیم دنیا میں بھیجتا ہے جس میں تمام قسم کی ضروریات شامل ہوتی ہیں کیونکہ وہ تمام غیبوں کو جاننے والا ہے- تو اے نبی! کہہ کہ اسی قاعدہ مستمرہ کے مطابق اب تمہارے سامنے سچی تعلیم آچکی ہے اور باطل مٹنے کو ہے کیونکہ باطل کسی کام اور فائدہ کی چیز[2] نہیں ہے- اے نبی! تو کہہ کہ اگر میں کسی کام میں بھولوں تو اس کا وبال میری جان پر ہے

[1] یہ ایک دلیل ہے ان دلائل میں سے جو خود خدائے تعالیٰ نے قرآن مجید میں یا نبوت محمدیہ پر بیان کی ہیں- ان کی تفصیل دیکھنی ہو تو مقدمہ تفسیر ہذا جلد اول ملاحظہ ہو (منہ)

[2] یہ ایک محاورہ ہے لفظی ترجمہ نہیں (منہ)

وَاِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوْحِيْٓ اِلَيَّ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ ۝ وَلَوْ تَرٰٓى

اور اگر میں ہدایت پاؤں تو خدا کی وحی کے سبب سے ہے جو میری طرف میرا پروردگار کرتا ہے کچھ شک نہیں کہ وہ سننے والا قریب ہے اور اگر تم اس وقت

اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ۝ وَّقَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ

کو دیکھ پاؤ جب لوگ گھبرائیں گے کہیں بھاگ نہ سکیں گے اور پاس پاس ہی کے مکان میں پکڑے جائیں گے کہیں گے ہم اس پر ایمان لائے

وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ۝ وَّقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ

مگر ایسے دور دراز مقام سے ان کو کیسے کامیابی ہو گی؟ اس سے پہلے وہ منکر

قَبْلُ ۚ وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ۝ وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ

تھے اور دور دور سے محض اٹکل پچو باتیں کیا کرتے تھے اور ان میں

وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ كَمَا فُعِلَ بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا

اور ان کی خواہشات میں روک کردی گئی ہے جیسے ان سے پہلے ان کے ہم جنسوں سے کیا گیا کچھ شک نہیں کہ وہ

فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ ۝

سخت انکار میں تھے

ع ۱۰

اور اگر میں ہدایت پاؤں یعنی کسی امر میں صائب رائے ہوں تو خدا کی وحی کے سبب سے ہے جو میری طرف میرا پروردگار کرتا ہے- کچھ شک نہیں کہ وہ سب کی جاننے والا اور سب کے قریب ہے' اسی لئے اس کو سب کے حالات ایسے معلوم ہیں کہ کسی کے کہنے سنانے اور جتلانے کی حاجت نہیں' اسی قرب اور علم کے مطابق وہ بندوں میں فیصلہ کرے گا- وہ فیصلہ کیا ہو گا؟ ایسا ہو گا کہ اس کا نمونہ دنیا میں نہیں- اگر تم اس وقت کو دیکھ پاؤ تو عجیب نظارہ دیکھو جب یہ مخالف لوگ اس فیصلے سے گھبرائیں گے اور پیچ و تاب کھائیں گے مگر کچھ فائدہ نہ ہو گا کیونکہ اس دن کہیں بھاگ نہ سکیں گے اور پاس پاس ہی کے مکان میں پکڑے جائیں گے یعنی جہاں کہیں کوئی ہو گا اسی جگہ اس کا مواخذہ ہو جائے گا' دور لے جانے یا سپاہی بھیجنے کی حاجت نہ ہو گی- اس وقت کہیں گے ہم اس واقعہ قیامت پر ایمان لائے یہ اس لئے کہیں گے کہ ان کو توقع ہو گی کہ اتنا کہنے سے ہم چھوٹ جائیں گے مگر ایسے دور دراز مقام سے ان کو کیسے کامیابی ہو گی؟ جو ایمان لانے کا موقع تھا وہ تو ہاتھ سے کھو بیٹھے اب کیا ہو گا کیونکہ اس سے پہلے تو وہ منکر تھے اور دور دور سے محض اٹکل پچو باتیں کیا کرتے اور بے دیکھے بھالے انکار کیا کرتے تھے- اب جو یہ ایسا انقیاد اور تسلیم ظاہر کر رہے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اب یہ لوگ پکڑے گئے ہیں اور ان میں اور ان کی خواہشات میں روک کر دی گئی ہے ان کے ساتھ وہی برتاؤ کیا گیا جیسے ان سے پہلے ان کے ہم جنسوں سے کیا گیا کیونکہ علت فاسدہ میں دونوں شریک ہیں- کچھ شک نہیں کہ یہ اور وہ دونوں خدائی احکام سے سخت انکار میں تھے-

سورۂ فاطر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان اور رحم کرنے والا ہے

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ جَاعِلِ الۡمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا اُولِیۡۤ اَجۡنِحَۃٍ

سب تعریفیں خدا ہی کو زیبا ہیں جو آسمانوں اور زمین کا خالق ہے، فرشتوں کو رسول بنایا کرتا ہے، جن کے دو دو تین تین

مَّثۡنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ؕ یَزِیۡدُ فِی الۡخَلۡقِ مَا یَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ

چار چار پر ہوتے ہیں۔ جس قدر چاہتا ہے پیدائش میں زیادتی کردیتا ہے، اللہ ہر ایک چیز پر

قَدِیۡرٌ ﴿۱﴾ مَا یَفۡتَحِ اللّٰہُ لِلنَّاسِ مِنۡ رَّحۡمَۃٍ فَلَا مُمۡسِکَ لَہَا ۚ وَمَا یُمۡسِکۡ ۙ

قدرت رکھتا ہے جس قسم کی رحمت بندوں کے لئے خدا کھول دے کوئی اس کو بند نہیں کرسکتا اور جس کو بند

فَلَا مُرۡسِلَ لَہٗ مِنۡۢ بَعۡدِہٖ ؕ وَہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۲﴾ یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اذۡکُرُوۡا

کردے اس کے بعد کوئی اسے کھولنے والا نہیں، وہ بڑا زبردست حکمت والا ہے۔ اے لوگو! اللہ کی

نِعۡمَتَ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ ؕ ہَلۡ مِنۡ خَالِقٍ غَیۡرُ اللّٰہِ یَرۡزُقُکُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ ؕ

مہربانیوں کو یاد کرو جو تمہارے حال پر ہیں کیا اللہ کے سوا کوئی خالق ہے جو تم کو اوپر سے اور زمین سے رزق دے؟

لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ۫ۖ فَاَنّٰی تُؤۡفَکُوۡنَ ﴿۳﴾

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں پھر تم کہاں کو بہکائے جا رہے ہو؟

سورۂ فاطر

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے

سب طرح کی تعریف خدا ہی کو زیبا ہے جو آسمانوں اور زمینوں کا خالق ہے۔ پردار فرشتوں کو بنی آدم کی طرف رسول بنایا کرتا ہے۔ جن کے دو دو تین تین چار چار پر ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی جس قدر چاہتا ہے پیدائش میں زیادتی کردیتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جس قسم کی رحمت کا دروازہ بندوں کے لئے خدا کھولدے کوئی اس کو بند نہیں کرسکتا اور جس کو بند کردے اس کے بعد کوئی اسے کھولنے والا نہیں۔ کیونکہ وہ بڑی قدرت والا ہے اور بڑا زبردست حکمت والا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اکیلا تمام دنیا کا خالق ہے اور سب کو رزق دیتا ہے' اسی لئے وہ منادی کراتا ہے کہ اے لوگو! اللہ کی مہربانیوں کو یاد کرو جو تمہارے حال پر ہیں۔ بڑی مہربانی تو یہ ہے کہ اس نے تمہارا انتظام کسی دوسرے کے سپرد نہیں کیا۔ کیا اللہ کے سوا کوئی خالق ہے جو تم کو اوپر سے بذریعہ پانی اور زمین سے بذریعہ روئیدگی کے رزق دے ؟ کوئی نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ رزق دینا اور رزق کو پیدا کرنا خالق کا کام ہے جو عدم سے وجود میں لائے اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' پھر خالق کیونکر ہو سکے ؟ اسی لئے خدا کے سوا نہ کوئی خالق ہے نہ رازق پھر تم کہاں کو بہکائے جارہے ہو کہ اس کے ہوتے اوروں سے مانگتے ہو کیا تم نے ایک اہل دل کی نصیحت نہیں سنی کہ ؟

وہ کیا ہے ؟ جو نہیں ہوتا خدا سے جسے تم مانگتے ہو اولیاء سے

وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ④

اور اگر تیری تکذیب کرتے ہیں تو تجھ سے پہلے کئی رسولوں کی تکذیب ہوئی اور سب کام خدا ہی کی طرف پھرتے ہیں

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۪ وَلَا

لوگو! اللہ کا وعدہ بے شک سچا ہے پس تم دنیا کی زندگی سے دھوکا نہ کھائیو اور نہ

يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ⑤ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ۭ اِنَّمَا

اس بڑے دھوکا باز کے فریب میں نہ آئیو- شیطان تمہارا یقیناً دشمن ہے تم بھی اس کو دشمن سمجھو- وہ

يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۭ ⑥ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ

اپنے گروہ کو بلاتا ہے کہ وہ جہنمی بنیں جو لوگ کافر ہیں ان کے لئے

عَذَابٌ شَدِيْدٌ ڛ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ

سخت عذاب ہے اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل بھی کئے ان کے لئے بخشش اور بہت بڑا

كَبِيْرٌ ۧ ⑦ اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْۗءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ۭ فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَاۗءُ

اجر ہے- بھلا جس کو اپنے برے اعمال خوب نظر آئیں اور وہ انہی کو اچھا جانے تو خدا جسے چاہے گمراہ کرے

وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ڮ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ

اور جسے چاہے ہدایت کرے- پس تو ان کے حال پر افسوس کرتے کرتے اپنی جان کو ہلاک نہ کر لیجیو- جو کچھ یہ کرتے ہیں

بِمَا يَصْنَعُوْنَ ⑧

خدا کو سب معلوم ہے

یہ تعلیم سن کر بھی اگر نہ مانیں اور ضد ہی کئے جائیں تو اے نبی! صبر کیجیو- اگر تیری تکذیب کرتے ہیں تو کوئی بات نہیں تجھ سے پہلے کئی رسولوں کی تکذیب ہوئی اور کئی ایک شہید کئے گئے مگر چونکہ آخر کار سب کام خدا ہی کی طرف پھرتے ہیں اس لئے ان کا انجام بھی ان کے حق میں اچھا نہ ہوا- لوگو! اس قسم کے واقعات سے سبق حاصل کرو کہ اللہ کا وعدہ بیشک سچا ہے جو کچھ اس نے اپنے رسولوں کی معرفت تم کو بتلایا ہے وہ ضرور ہو کر رہے گا- پس تم دنیا کی مختصر سی زندگی سے دھوکا نہ کھائیو اور نہ اس بڑے دھوکا باز شیطان کے فریب میں آئیو- سنو شیطان تمہارا یقیناً دشمن ہے تم بھی اس کو دشمن سمجھو وہ اپنے گروہ کو بدکاریوں کی طرف اسی لئے بلاتا ہے کہ وہ جہنمی بنیں- جانتے ہو کون لوگ اس کے گروہ کے ہیں؟ جو کافر ہیں یعنی اللہ کے حکموں سے انکار کرنے والے یا بے پروائی سے ٹلانے والے ہیں' ان کے لئے سخت عذاب ہے اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل بھی کئے ان کے لئے بخشش اور بہت بڑا اجر ہے یہ ہے نبیوں کی تعلیم کا خلاصہ جس کو بہت سے لوگ نہیں مانتے- اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسے لوگوں کو اپنے برے کام اچھے معلوم ہوتے ہیں تو بھلا جس کو اپنے برے اعمال خوب نظر آئیں اور وہ انہی کو اچھا جانے تو وہ کیونکر ان کو چھوڑ سکتا ہے؟ ایسے لوگ ہی گمراہ ہوتے ہیں- خدا جسے چاہے گمراہ کرے اور جسے چاہے ہدایت کرے مگر اس کا چاہنا بے وجہ نہیں! پس اے نبی! تو ان کے حال پر افسوس کرتے کرتے اپنی جان کو ہلاک نہ کر لیجیو- ہر وقت تجھ کو یہی فکر اور یہی غم ہے کہ لوگ کیوں خدا کی سچی تعلیم کو نہیں مانتے- نہیں مانتے تو نہ مانیں جو کچھ یہ کرتے ہیں خدا کو سب کچھ معلوم ہے اور وہ سب کو جانتا ہے کیونکہ وہی دنیا کا منتظم حقیقی ہے-

وَاللّٰهُ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ الرِّیٰحَ فَتُثِیْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰی بَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَحْیَیْنَا

اللہ ہی ہوائیں بھیجتا ہے پھر وہ بادل کو اڑاتی ہیں پھر ہم اس کو خشک زمین کی طرف لے جاتے ہیں پھر

بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ۝ مَنْ كَانَ یُرِیْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ

اس سے زمین کو خشکی کے بعد تازہ کردیتے ہیں' اسی طرح جی اٹھنا ہوگا- جو کوئی عزت کا طالب ہو تو عزت سب کی سب خدا

الْعِزَّةُ جَمِیْعًا ؕ اِلَیْهِ یَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّیِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُهٗ ؕ

کے قبضے میں ہے' پاک کلمات اسی کی طرف جاتے ہیں اور نیک اعمال کو اپنی طرف اٹھاتا ہے

وَالَّذِیْنَ یَمْكُرُوْنَ السَّیِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ؕ وَمَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ یَبُوْرُ ۝

اور جو لوگ مکاری سے برے کام کرتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے اور ان کی مکاری آخر کار تباہ ہوگی

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا ؕ وَمَا تَحْمِلُ

اور خدا ہی نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر نطفے سے پھر تم کو جوڑے بنایا جس کی مادہ کو

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ہی بارش سے پہلے ہوائیں بھیجتا ہے پھر وہ بادل کو اڑاتی ہیں پھر ہم (خدا) انہی ہواؤں کے ذریعہ اس بادل کو خشک زمین کی طرف لے جاتے ہیں پھر اس بادل کے پانی سے اس زمین کو خشکی کے بعد تازہ کردیتے ہیں- دنیا کے ایسے ہیر پھیر سے تم کو علم حاصل کرنا چاہئے کہ اسی طرح قیامت کے روز بھی جی اٹھنا ہوگا یعنی جس طرح مردگی کے بعد زندگی زمین پر دنیا میں آتی ہے اسی طرح قیامت کے روز مردگان پر دوبارہ حیات آئے گی- مگر کوتاہ اندیش لوگ دنیاوی عزت کے بھوکے دنیاداروں کی غلط گوئیوں پر ہاں میں ہاں ملا کر عزت حاصل کرنی چاہتے ہیں حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ جو کوئی عزت کا طالب ہو تو اس کو بھی اللہ ہی کی رضاجوئی کرنی چاہئے کیونکہ عزت سب کی سب خدا ہی کے قبضے میں ہے وہ جس کو چاہے عزت دے جس کو چاہے ذلیل کرے- وہ ایسا جلیل الشان بادشاہ ہے کہ دنیا میں جس قدر پاک کلمات مدحیہ اور تعریفیہ ہیں سب کے سب اسی کی طرف جاتے ہیں یعنی وہی تمام دنیا کی مدائح اور صفات کا مستحق ہے- مثلاً کسی کی سخاوت کی تعریف ہے تو اس کا مستحق بھی دراصل اللہ ہی ہے جس نے اس بندے کے دل میں سخاوت کی بنیاد رکھی کسی کے حسن وجمال کی تعریف ہے تو وہ بھی دراصل خدا ہی کی ہے جس نے اس کو ایسا جمیل اور خوبصورت بنایا- علی ہذاالقیاس دنیا میں جسقدر کلمات مدحیہ متضمن کسی خوبی کے ہیں ان سب کا مستحق وہی خدا تعالیٰ ہے جو تمام دنیا کا خالق ہے اور اس کی شان ہے کہ نیک اعمال کو اپنی طرف اٹھاتا ہے یعنی قبول کرتا ہے- دنیا میں جو کوئی بھی نیک کام کرے اس کی قبولیت اسی خدا کے ہاتھ میں ہے یعنی نیک اعمال کا اصل ثمرہ دینے والا وہی ہے باقی دنیاوی منعم اول تو کچھ دے نہیں سکتے جب تک کہ خدا کی طرف سے ان کے دلوں میں القاء نہ ہو- دوم ان کا بدلہ بہ نسبت بدلہ الٰہی کے بہت کم درجہ اور کم حیثیت ہوتا ہے- تاہم لوگ خدا کی بے فرمانی کرکے نامہ اعمال سیاہ کرتے ہیں اور نہیں جانتے کہ جو لوگ مکاری سے برے کام کرتے ہیں' دکھاتے ہیں نیکی اور کرتے ہیں برائی ان کے لئے سخت عذاب ہے اور ان کی مکاری آخر کار تباہ ہوگی جسکا نتیجہ ان کے حق میں برا ہوگا- خدائی ماتحتی ایسے بدمعاشوں کو ناگوار ہوتی ہے' وہ جانتے اور سمجھتے نہیں کہ خدا ہی نے تم کو یعنی ابتدا میں تمہارے باپ آدم کو مٹی سے پیدا کیا پھر نطفے سے تمہارا سلسلہ چلایا پھر تم کو جوڑے خاوند بیوی بنایا یہ تو اس کی صفت خالقیت کا تم پر اثر ہے- علم اس کا یہ ہے کہ جس کسی مادہ کو

مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ؕ وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا

حمل ہوتا ہے اور جو عورت بچہ جنتی ہے وہ اس کے حکم سے جنتی ہے اور جو شخص زیادہ عمر دیا جاتا ہے اور جو کم کیا جاتا ہے وہ سب

فِيْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝ وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ ۖ هٰذَا عَذْبٌ

کتاب میں موجود ہے۔ کچھ شک نہیں کہ یہ کام اللہ کے نزدیک احسان ہے اور دو دریا مساوی نہیں ایک ایسا ہے کہ اس کا

فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ؕ وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا وَّ

پانی میٹھا بہت خوش ذائقہ ہے اور ایک نہایت کڑوا اور کھاری ہے اور تم لوگ ان دونوں میں سے تروتازہ گوشت کھاتے ہو اور

تَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ

زیور نکال کر پہنتے ہو اور تم دیکھتے ہو کہ جہاز اس میں پانی کو پھاڑتے ہوئے چلتے ہیں تاکہ تم اس کا فضل

وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۙ وَسَخَّرَ

تلاش کرو اور تاکہ تم لوگ شکر گزاری کرو۔ رات کو دن اور دن کو رات میں داخل کردیتا ہے اور سورج

الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ وَ

اور چاند کو اسی نے مسخر کر رکھا ہے۔ ہر ایک وقت مقرر تک چلتا ہے' یہی خدا تمہارا پروردگار ہے اسی کا سب کچھ اختیار ہے

الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ۝

اس کے سوا جن لوگوں کو تم پکارتے ہو وہ ایک دھاگہ کا بھی اختیار نہیں رکھتے

حمل ہوتا ہے اور جو عورت بچہ جنتی ہے وہ اس کے علم سے جنتی ہے اور جو شخص انسانی عمر طبعی سے زیادہ عمر دیا جاتا ہے یعنی آگے بڑھتا ہے اور جو کم کیا جاتا ہے وہ سب خدا کی کتاب میں مرقوم اور اس کے علم میں موجود ہے۔ کچھ شک نہیں کہ یہ کام اللہ کے نزدیک بالکل آسان ہے کیا اتنے تعلقات کے ہونے پر بھی خدا کی اطاعت گراں ہے ؟ اور سنو! خدا کی قدرت کے نشان یہ کیا کم ہیں کہ اس نے پانی کے سمندر اور دریا پیدا کر دیئے پھر ان میں یہ تمیز ہے کہ دو قسم کے دریا مساوی نہیں۔ ایک ایسا ہے کہ اس کا پانی میٹھا بہت خوش ذائقہ ہے اور ایک نہایت کڑوا اور کھاری ہے جو تلخی میں انتہا کو پہنچ چکا ہے۔ گو ان کی کیفیت اور ذائقہ مختلف ہے مگر تم لوگ ان دونوں میں سے تروتازہ مچھلیوں کا گوشت کھاتے ہو اور موتی وغیرہ جواہرات کے زیور نکال کر بیچتے اور پہنتے ہو اور تم دیکھتے ہو کہ کشتیاں اور جہاز اس سمندر میں پانی کو پھاڑتے ہوئے چلتے ہیں تاکہ تم ان پر سوار ہو کر اس خدا کا فضل منافع بذریعہ تجارت تلاش کرو اور یہ واقعات تم لوگوں کو اس لئے سنائے جاتے ہیں تاکہ تم لوگ شکر گزاری کرو۔ سنو! وہی خدا تمام دنیا کا منتظم حقیقی ہے۔ یہ نہیں کہ دنیاوی بادشاہوں کی طرح اس کا انتظام ہے بلکہ اس کا انتظام سب کے انتظامات سے بالاتر ہے۔ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے یعنی کبھی دن بڑا ہے تو کبھی رات بڑی ہے' ان دونوں کی کمی بیشی سے بھی تم کو اس بات کا پتہ ملتا ہے یا نہیں کہ خدا دنیا کا اعلیٰ منتظم ہے پھر اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کرنے میں عار کیوں ہے ؟ اور سنو سورج اور چاند کو اسی نے مسخر کر رکھا ہے کہ بغیر داموں تمہاری خدمت کر رہے ہیں' ایسی کہ ہر ایک ان میں کا وقت مقرر تک چلتا ہے۔ سنو یہی خدا تمہارا پروردگار ہے' اسی کا سب کچھ اختیار ہے' اس کے سوا جن لوگوں کو تم پکارتے اور مرادیں مانگتے ہو ان میں سے کئی ایک طرح کی ہے۔

إِنْ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ ۖ وَيَوْمَ

اگر تم ان کو پکارو تو وہ تمہاری دعا نہیں سنتے اور اگر وہ سن پاویں تو تمہاری دعا قبول نہیں کر سکتے اور قیامت کے

الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ ۚ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ ﴿۱۴﴾ يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ

روز تمہارے اس شرک سے انکار کریں گے اور خدا خبیر جیسی خبر تم کو کوئی نہیں بتلا سکتا۔ اے لوگو! تم

الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ ۖ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ﴿۱۵﴾ إِنْ يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَأْتِ

خدا کی جناب کے محتاج ہو اور وہ خدا بے نیاز ہے' وہ تمام تعریفوں کا مستحق ہے' اگر چاہے تو تم کو فنا کر دے اور نئی مخلوق

بِخَلْقٍ جَدِيدٍ ﴿۱۶﴾ وَمَا ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ ﴿۱۷﴾ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۚ

لے آوے اور یہ کام اللہ پر دشوار نہیں اور کوئی کسی کے گناہ نہ اٹھائے گا

وَإِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ إِلَىٰ حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ ۗ

اگر کوئی دبا ہوا اپنے بوجھ کی طرف بلائے گا تو اس سے کچھ ہلکا نہ کیا جائے گا' چاہے قرابت دار بھی کیوں نہ ہو

اس لئے وہ ایک دھاگہ کا بھی اختیار نہیں رکھتے۔ اگر تم ان کو پکارو تو وہ دعا نہیں سنتے۔ پھر قبول کریں تو کیسے؟ اور اگر فرضاً وہ کسی طرح سن پاویں تو تمہاری دعا قبول نہیں کر سکتے اور سنو قیامت کے روز تمہارے اس شرک سے انکار کریں گے اور خدائے خبیر جیسی خبر تم کو کوئی نہیں بتلا سکتا یہ اس کی خبر داری کا نتیجہ ہے کہ ایسے آئندہ واقعات کی خبر تم کو کیسے بتلاتا ہے پس تم ان سے کسی اچھے نتیجے پر پہنچو۔ اے لوگو! تم کیونکر خدا کی تابعداری سے عار کر سکتے ہو حالانکہ تم سب کے سب خدا کی جناب کے محتاج ہو۔ ہر طرح سے ذات میں صفات میں غرض سب کاموں میں اسی کے ساتھ تمہارا تعلق ہے۔ ذات میں تو اس لئے اس کے محتاج ہو کہ اگر وہ پیدا نہ کرتا تو کچھ بھی نہ ہوتے۔ صفات میں اس لئے کہ اگر وہ تم کو علم' قدرت وغیرہ عطا نہ فرماوے تو تم میں کچھ بھی نہ ہو پھر ساتھ ہی اس کے یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ مخلوق کا خالق سے تعلق اس قسم کا نہیں کہ محض بناوٹ میں حاجت ہے' بعد بن جانے کے نہیں بلکہ بعد بننے کے بقا میں بھی محتاج ہے۔ پس تم ہر حال میں خدا کی جناب کے محتاج ہو اور وہ خدا تم سے اور تمام مخلوق سے بے نیاز ہے یعنی وہ اپنی ذات اور اپنی صفات میں اپنے غیر کا کسی امر میں محتاج نہیں۔ ذات اس کی قدیم ہے صفات اس کی حادث نہیں اس لئے وہ بذاتہ تمام تعریفوں کا مستحق ہے۔ پس وہ کیا ہے ؎

خرد و فہم سے گر دل نے کوئی بات تراشی ۔۔۔ کہ ہوا اول و آخر کی حقیقت کا تلاشی

میرے نزدیک سوا اس کے ہے سب سمع خراشی ۔۔۔ نہ بدء خلق تو بودی نبود خلق تو باشی

نہ تو خیزی نہ نشینی نہ تو کاہی نہ فزائی

سنو وہ خدا اس درجہ مخلوق سے بے نیاز اور باقدرت ہے کہ اگر چاہے تو تم سب کو فنا کر دے اور تمہاری جگہ نئی مخلوق لے آوے اور یہ مت سمجھو کہ ایسا کرنا اس پر کچھ مشکل ہے۔ ہرگز نہیں یہ کام اللہ پر کچھ بھی دشوار نہیں پھر تم لوگ ایسے خدا کی تابعداری سے گردن کشی کرتے ہو' یہ بات تم کو زیبا ہے؟ اور سنو اس غلطی میں بھی نہ رہنا جو بعض گمراہ لوگ تم کو کہتے ہیں کہ تم دین اسلام کو چھوڑ دو ہم تمہارے گناہ اٹھا لیں گے۔ ان کے پھندے میں ہرگز نہ پھنسنا۔ خدا کے ہاں عام قاعدہ ہے جو کرے گا سو بھرے گا اور دوسرا کوئی کسی کے گناہ نہ اٹھائے گا۔ اگر کوئی گناہوں میں دبا ہوا اپنے بوجھ کی طرف کسی دوسرے کو بلائے گا تو اس سے کچھ لے کر ہلکا نہ کیا جائے گا' چاہے قرابت دار بھی کیوں نہ ہو۔

اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَمَنْ تَزَكّٰى
جو لوگ اپنے پروردگار سے بن دیکھے ڈرتے رہتے ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں انہی کو تو ڈراتا ہے جو شخص سدھر
فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۸﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ﴿۱۹﴾
جائے اس کا فائدہ اسی کو ہے اور اللہ ہی کی طرف رجوع ہے اور اندھا اور سوانکھا برابر نہیں
وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ﴿۲۰﴾ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ﴿۲۱﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْاَحْيَآءُ
نہ اندھیر اور نور برابر ہیں' نہ سایہ اور گرمی برابر ہیں' نہ زندے اور
وَلَا الْاَمْوَاتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ﴿۲۲﴾
مردے برابر ہیں' خدا جسے چاہے سنا سکتا ہے تو قبروں میں پڑے ہوئے مردوں کو نہیں سنا سکتا
اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ ﴿۲۳﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ؕ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ
تو تو صرف ڈرانے والا ہے ہم نے تجھ کو سچائی کے ساتھ خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے ہر ایک قوم میں کوئی نہ
اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ﴿۲۴﴾
کوئی ڈرانے والا گذرا ہے

غرض دونوں صورتوں میں سے ایک بھی نہ ہو گی پس تم ابھی سے اس روز کی تکلیفات سے خائف ہو کر مناسب انتظام کرو مگر ایسا کرنے والے وہی لوگ ہیں جو اپنی زندگی کی ہر ایک بات میں خدا پر سہارا رکھتے ہیں- اسی لئے اے نبی! جو لوگ اپنے پروردگار کو اپنا حقیقی مالک مختار سمجھ کر اس سے بن دیکھے ڈرتے رہتے ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں' انہی کو تو ڈراتا ہے یعنی انہی کو تیرے ڈرانے کا فائدہ پہنچ سکتا ہے اور یوں تو عام قاعدہ ہے کہ جو شخص سدھر جائے اس کا فائدہ اسی کو ہے اور اللہ ہی کی طرف سب کا رجوع ہے- اس وقت بھی اور انجام کار بھی سب امور اسی کی طرف رجوع ہوتے ہیں- مگر اس راز کو سمجھنے والے بہت کم ہیں دراصل وہی لوگ صاحب بصیرت ہیں اور باقی لوگ جو اس راز سے بے خبر ہیں- وہ دراصل نابینا ہیں- پس تم خود ہی سوچ لو کہ اندھا اور سوانکھا جس طرح برابر نہیں نہ اندھیرا اور نور برابر ہیں' نہ سایہ اور گرمی برابر ہیں' نہ زندے اور مردے برابر ہیں- اس طرح اللہ کے بندے پرہیز گار اور بد کردار برابر نہیں- پس نتیجہ صاف ہے کہ یہ لوگ جو خدائی احکام کی مخالفت کرتے ہیں دراصل مردے ہیں یوں خدا تو جسے چاہے سنا سکتا ہے مگر تو اے نبی! قبروں میں پڑے ہوئے ان مردوں کو نہیں سنا سکتا یعنی تیری قدرت سے باہر ہے کہ تو مردوں کو سناوے کیونکہ جو حس ان میں سننے والی ہوتی ہے وہ تو موت کے آتے ہی فنا ہو جاتی ہے- اس کا تعلق کانوں سے ہوتا ہے جب کان ہی نہیں تو قوت کیسی؟ اس لیے یہ بالکل ٹھیک ہے کہ تو مردوں کو نہیں سنا سکتا کیونکہ مردوں میں سننے کی حس ہی نہیں- تو تو صرف ڈرانے والا ہے مگر ڈرانے والوں میں استعداد بھی ہونی چاہئے ان لوگوں میں جو مخالفت اسلام پر بضد مصر ہیں استعداد فطری تو ہے مگر ان کی بداعمالی سے مغلوب اور قریب بمعدوم- تیرے وعظ و نصیحت کرنے میں شک نہیں اس لئے کہ ہم نے تجھ کو سچائی کے ساتھ خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے پھر تو کیوں نہ اپنا کام کرے گا- اسی طرح ہر ایک قوم میں عذاب الٰہی سے کوئی نہ کوئی ڈرانے والا گزرا ہے جن کے ڈرانے اور سمجھانے کا اثر کم و بیش اس وقت بھی ان قوموں میں ملتا ہے-

وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ

اگر یہ لوگ تیری تکذیب ہی کرتے رہیں تو جو لوگ ان سے پہلے تھے انہوں نے بھی تکذیب کی تھی۔ ان کے پاس ان کے رسول کھلے معجزے

وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ۝ ثُمَّ اَخَذْتُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ۝

دینی مسائل اور روشن کتاب لائے جو لوگ کافر تھے میں نے ان کو خوب پکڑا پھر میری خفگی کیسی ہوئی؟

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا ۭ

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ اوپر کی طرف سے پانی اتارتا ہے پھر وہ اس کے ساتھ مختلف رنگوں کے پھل پیدا کرتا ہے

وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ ۝

اور پہاڑوں میں سے جو بعض ٹکڑے سفید اور بعض سرخ مختلف رنگ کے ہیں اور بعض بہت سیاہ کالے

وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ ۭ اِنَّمَا يَخْشَى

اسی طرح آدمیوں' جانوروں اور چوپایوں میں بعض مختلف رنگ کے ہیں۔ خدا کے بندوں

اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ

میں سے علماء ہی ڈرتے ہیں اللہ غالب اور بخشنے والا ہے جو لوگ اللہ کی کتاب کو پڑھتے ہیں

اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ

اور نماز ادا کرتے ہیں

پھر اگر یہ لوگ بضد ہوں اور تیری تکذیب ہی کرتے رہیں تو بھی تجھ کو غمگین نہ ہونا چاہئے کیونکہ جو لوگ ان سے پہلے تھے انہوں نے بھی تکذیب کی تھی۔ ان کے پاس ان کے رسول کھلے معجزے' دینی مسائل اور روشن کتاب لائے مگر انہوں نے ایک ہی انکار رکھا لیکن تا بکے۔ جو لوگ کافر تھے میں (خدا) نے ان کو خوب پکڑا' پھر میری خفگی کیسی ہوئی؟ اور کیا رنگ لائی؟ جس درجہ کا کوئی حاکم ہو اسی قدر اس کی خفگی بڑی ہوتی ہے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ ایسا بڑا حاکم اور مالک ہے کہ اوپر کی طرف سے پانی اتارتا ہے پھر[1] وہ اس پانی کے ساتھ مختلف رنگوں کے پھل پیدا کرتا ہے اور پہاڑوں میں جو بعض ٹکڑے سفید اور بعض سرخ رنگ کے ہیں اور بعض بہت سیاہ کالے یہ بھی اس کی قدرت کے کرشمے ہیں۔ اسی طرح آدمیوں' جانوروں اور چوپایوں میں بعض مختلف رنگ کے ہیں ان واقعات کا جاننا ایک بڑا علم ہے جس کو آج کل کے لوگ سائنس یا فلسفہ کہتے ہیں بہت سے لوگ ایسے واقعات کے جاننے والوں کو عالم کہتے ہیں ان کے نزدیک سوائے سائنسدان کے کوئی عالم نہیں ہو سکتا مگر الہامی فرشتوں کی اصطلاح یہ ہے کہ اللہ کے بندوں میں سے علماء ہی ڈرتے ہیں پس یہی (خوف خدا) علامت ہے علماء کی ورنہ صرف کتابی علم بجوے نارزد مختصر یہ ہے کہ جب تک علم کے مطابق عمل نہ ہو وہ علم نہیں جہل ہے۔ جس علم سے یہ سکہ دل پر بیٹھے کہ اللہ تعالیٰ بڑا غالب بڑا بخشنے والا ہے وہی علم ہے اور نہیں۔ اسی لئے الہامی کتابوں میں یہ عام قاعدہ ہے کہ جو لوگ اللہ کی الہام کی ہوئی کتاب کو پڑھتے ہیں مگر نہ صرف طوطے کی طرح پڑھتے ہیں بلکہ عمدہ طرح سے تدبیر و تفکر کرتے ہیں اور نماز وقت پر ادا کرتے ہیں۔

---

[1] اردو میں ایسا محاورہ نہیں کہ اس قدر جلدی غائب سے متکلم اور پھر غائب کیا جائے اس لئے بصیغہ غائب ہی ترجمہ کیا گیا۔ ۱۲ (منہ)

وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ﴿۲۹﴾ لِيُوَفِّيَهُمْ

اور ہمارے دیئے میں پوشیدہ اور ظاہر خرچ بھی کرتے ہیں- بے شک وہی لوگ ایک بڑی نجات کی توقع رکھتے ہیں جس میں کبھی خسارہ نہ پاویں گے- نتیجہ یہ

اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿۳۰﴾ وَالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ

ہو گا کہ خدا ان کے اعمال کے بدلے پورے دیگا اور اپنے فضل سے زیادہ بھی عنایت کرے گا اور بڑا بخشنے والا بڑا قدر دان ہے- جو کتاب ہم نے تیری طرف

اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ

الہام کی ہے وہ سچی ہے جو کتاب ان کے سامنے ہے اس کی تصدیق کرتی ہے یقیناً خدا اپنے بندوں کے

لَخَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۳۱﴾ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ

حال سے خبردار دیکھنے والا ہے پھر ہم نے کتاب کے وارث ان لوگوں کو بنایا جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے منتخب کیا بعض ان میں

ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ

کے اپنے حق میں ظالم ہیں بعض ان میں کے میانہ رو ہوں گے بعض ان میں کے خدا کے حکم سے نیکیوں میں آگے بڑھے ہوں گے

اور ہمارے (خدا کے) دیئے میں سے حسب موقع پوشیدہ اور ظاہر خرچ بھی کرتے ہیں بیشک یہی لوگ ایک بڑی تجارت کی توقع رکھتے ہیں جس میں کبھی خسارہ نہ پاویں گے غرض یہ کہ جو لوگ خدا کی الہامی کتاب کو ہر حال میں اپنا رہبر جانتے ہیں گو وہ سائنس اور فلسفہ کی اعلیٰ لیاقت بھی پائے ہیں مگر مذہبی ہدایت الہامی کتاب ہی سے حاصل کرتے ہیں- عملی پہلو میں بھی ضعیف نہیں بلکہ جسمانی عبادت (نماز) کے علاوہ مالی عبادت بلکہ صدقہ خیرات بھی حسب حیثیت اور حسب موقع کرتے رہتے ہیں پس یہی لوگ الہامی نوشتوں کی اصطلاح میں علماء ہیں اور یہی لوگ بڑے تاجر ہیں جو ایک کے کئی ایک کریں گے نتیجہ[1] ان کی محنت اور تجارت کا یہ ہو گا کہ خدا ان کے اعمال کے بدلے پورے دے گا اور محض اپنے فضل سے زیادہ بھی عنایت کرے گا کیونکہ وہ اللہ بڑا بخشنے والا بڑا قدر دان ہے- اس مضمون میں جو الہامی کتاب پڑھنے کا ذکر آیا ہے تم جانتے ہو یہ کونسی کتاب ہے اور کونسے رسول کا الہام- سنو ہم ہی بتلاتے ہیں جو کتاب ہم (خدا) نے اے نبی! تیری طرف الہام کی ہے پس اس زمانے میں وہی سچی کتاب ہے جو کتاب توریت انجیل کے نام کی اس کے سامنے ہے اس کے مضمون اور الہام کی تصدیق کرتی ہے گو اس میں الہامی احکام کے علاوہ اور بہت کچھ خلط ملط ہو رہا ہے مگر چونکہ اصل میں اس کا نزول الہامی ہے اس لئے قرآن مجید ان کی تصدیق کرتا ہے- یہ واہمہ جو لوگوں کو ہوتا ہے کہ خدا کو کیا ضرورت تھی کہ کبھی توریت اتاری، کبھی انجیل تو کبھی قرآن مجید- سو ان لوگوں کو جاننا چاہئے کہ یقیناً خدائے تعالیٰ اپنے بندوں کے حال سے خبردار اور دیکھنے والا ہے جو زمانے کی ضرورت اور مصلحت ہوتی ہے اس کے مطابق نئی طاقت کے ساتھ احکام نازل کرتا ہے- پہلی کتابوں کے بعد پھر ہم نے آسمانی کتاب کے وارث ان لوگوں بنایا جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے منتخب کیا یعنی مسلمانوں کو جو بعد میں تین حصوں میں منقسم ہوئے بعض ان میں کے اپنے حق میں ظالم اور مضرت رساں ہیں جن کے نیک اعمال بد اعمال کے مقابلہ میں کم ہوں گے بعض ان میں کے میانہ رو ہوں گے جن کے اعمال قریب قریب برابر ہوں گے- بعض ان میں خدا کے حکم سے نیکیوں میں آگے بڑھے ہوں گے جیسے اصحاب رسول اور ان کے پیرو جس زمانے میں ہوں-

---

[1] اللام لام العاقبة (۱۲ منه)

ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿٣٢﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ فِيْهَا

یہی بڑا فضل ہے۔ ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں جن میں یہ لوگ داخل ہوں گے' سونے کے کنگن

مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۚ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿٣٣﴾ وَقَالُوا الْحَمْدُ

اور موتی ان کو پہنائے جائیں گے اور ان میں ان کا لباس ریشمی ہوگا اور وہ کہیں گے سب قسم کی تعریفیں

لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ۭ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُۨ ﴿٣٤﴾ الَّذِيْٓ اَحَلَّنَا

اللہ کو ہیں جس نے ہم سے ہر قسم کے تفکرات دور کردیئے۔ بیشک ہمارا پروردگار بڑا بخشنے والا قدردان ہے جس نے اپنے فضل سے ہم کو

دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ ﴿٣٥﴾

ٹھہرنے کے مقام میں اتارا ہے جس میں ہم کو کسی طرح کی نہ تکلیف ہے نہ تکان

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ

اور جو لوگ کافر ہیں ان کے لئے جہنم کی آگ ہے نہ ان پر حکم ہوگا کہ مرجائیں اور نہ ان کے عذاب میں

مِّنْ عَذَابِهَا ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ كُلَّ كَفُوْرٍ ﴿٣٦﴾ وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا ۚ رَبَّنَآ

تخفیف ہوگی۔ اسی طرح ہم ہر ایک کافر کو سزا دیں گے۔ وہ اس میں چیخیں مارتے ہوئے کہیں گے اے ہمارے

اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ۭ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ

پروردگار! تو ہم کو نکال لے تو ہم اپنی بداعمالی چھوڑ کر نیک عمل کریں گے۔ کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہ دی تھی جس

فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَاۗءَكُمُ النَّذِيْرُ ۭ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿٣٧﴾

میں کوئی نصیحت پانا چاہتا تو پا سکتا تھا؟ اور تمہارے پاس سمجھانے والے بھی آئے۔ پس تم مزہ چکھو ظالموں کے لئے کوئی مددگار نہیں

ع ۱۱ ۱۶

غرض یہ تینوں قسم کے لوگ بلحاظ ایمان خدا کے ہاں فی الجملہ برگزیدہ ہیں یہی خدا کا بڑا فضل ہے جس کا عوض ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں جن میں یہ لوگ داخل ہوں گے۔ ان باغوں میں سونے کے کنگن اور موتی ان کو پہنائے جائیں گے اور ان باغوں میں ان کا لباس ریشمی ہوگا اور وہ کہیں گے سب قسم کی تعریفیں اللہ کو ہیں جس نے ہم سے ہر قسم کے تفکرات دور کردیئے لہٰذا اب ہم بے فکر و بے غم ہیں۔ بیشک ہمارا پروردگار بڑا بخشنے والا قدردان ہے جس نے ہماری ناقص پونجی (معمولی عبادت) کو قبول فرما کر محض اپنے فضل سے ہم کو ٹھہرنے کے مقام جنت میں اتارا ہے جس میں ہم کو کسی طرح کی نہ تکلیف ہے نہ تکان اور نہ ضعف اور ان کے مقابلہ میں جو لوگ کافر ہیں ان کے لئے جہنم کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے' نہ ان پر موت کا حکم ہوگا کہ مرجائیں اور نہ ان کے عذاب میں تخفیف ہوگی اسی طرح ہم ہر ایک ناشکر کافر کو سزا دیں گے وہ اس دوزخ میں چیخیں مارتے ہوئے کہیں گے اے ہمارے پروردگار! تو ہم کو اس دوزخ سے نکال لے تو ہم اپنی بداعمالی چھوڑ کر نیک کام کریں گے۔ جواب ملے گا کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہ دی تھی جس میں کوئی نصیحت پانا چاہے تو پا سکتا تھا؟ اور تمہارے پاس سمجھانے والے بھی آئے تھے مگر تم نے کسی کی ایک نہ سنی پس اب تم اپنے کئے کا مزہ چکھو' ظالموں نافرمانوں کے لئے کوئی مددگار نہیں۔ تم یہ نہ سمجھو کہ خدا نے تمہارے حق میں فیصلہ غلط کیا ہے یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ عَٰلِمُ غَيْبِ السَّمَٰوَٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّهُۥ عَلِيمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٣٨﴾

خدا آسمانوں اور زمینوں کے مخفیات کو جاننے والا ہے' وہ سینوں کے بھیدوں سے واقف ہے

هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَٰٓئِفَ فِي الْأَرْضِ ۚ فَمَن كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُۥ ۖ وَلَا يَزِيدُ

اسی نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا پس جس نے انکار کیا تو اس کے کفر کا وبال اسی پر ہے اور کافروں کے

الْكَٰفِرِينَ كُفْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ إِلَّا مَقْتًا ۖ وَلَا يَزِيدُ الْكَٰفِرِينَ كُفْرُهُمْ إِلَّا

کفر سے ان کے پروردگار کے ہاں غضب ہی بڑھتا ہے اور کفر سے ان ہی کا نقصان ہوتا

خَسَارًا ﴿٣٩﴾ قُلْ أَرَءَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ

ہے- کہہ کہ بتاؤ تو جن شریکوں کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو

أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمَٰوَٰتِ أَمْ ءَاتَيْنَٰهُمْ

مجھے دکھاؤ تو سہی کیا زمین میں انہوں نے کچھ پیدا کیا ہے؟ یا آسمانوں میں ان کی کچھ شرکت ہے؟ یا ہم نے ان کو کوئی

كِتَٰبًا فَهُمْ عَلَىٰ بَيِّنَتٍ مِّنْهُ ۚ بَلْ إِن يَعِدُ الظَّٰلِمُونَ بَعْضُهُم بَعْضًا إِلَّا غُرُورًا ﴿٤٠﴾

کتاب دی ہے کہ اس کی دلیل پر یہ لوگ قائم ہیں؟ بلکہ بعض ظالم لوگ بعض کو محض فریب کے وعدے دیتے ہیں

خدا تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں مخفیات کو جاننے والا ہے بلکہ وہ سینوں کے بھیدوں سے بھی واقف ہے پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ تمہارے اعمال کی براہ رست اس کو خبر نہ ہو اور مخبروں کی رپورٹ سے غلطی کھا جائے- سنو اسی نے تو تم لوگوں کو زمین پر اپنا خلیفہ بنایا دنیا کی چیزوں پر خدا کی حکومت ہے 'ان چیزوں پر تم کو بھی اختیار استعمال دیا مگر تم لوگوں نے اس خلافت کی قدر نہ کی اور اس مضمون سے بالکل غافل ہو گئے کہ ؎

مہاز ور مندی لکن بر کہاں کہ بریک نمط نے نماند جہاں

تم نے اس خلافت کے عطا کرنے والے ہی سے انکار کیا جس کا لازمی نتیجہ تمہارے حق میں مضر ہونا تھا سو ہوا- پس جس نے خدا اور خدا کے احکام سے انکار کیا تو اس کفر اور انکار کا وبال اسی کی جان پر ہے اور کافروں کے کفر سے ان کا نقصان ہی نقصان ہوتا ہے- یہ تو ایک قسم کی نصیحت ہے جسے شائد نہ مانیں اور اینچ پیچ کریں- اس لئے بطور مناظرہ ان سے کہہ کہ آؤ تمہارا صدق و کذب میں اسطرح بھی جانچوں بتلاؤ تو جن شریکوں کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو مجھے دکھاؤ تو سہی انہوں نے بنایا کیا ہے؟ کیا زمین میں انہوں نے کچھ پیدا کیا ہے؟ یا آسمانوں میں ان کی کچھ شرکت ہے؟ اگر کچھ بھی نہیں تو پھر کیا باوجود اس بے قدرتی کے ہم نے ان کو کوئی کتاب دی ہے کہ اس کی دلیل پر یہ لوگ قائم ہیں- جس میں اس امر کی بابت ان کو اجازت ہے کہ خدا کے بندوں کو خدا کا شریک بناؤ مگر ایسا نہیں بلکہ محض ظالم لوگ بعض کو محض دھوکا اور فریب کے وعدے دیتے ہیں جو ایسی ناجائز مشرکانہ حرکات کی طرف بلاتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم نے اس استھان سے یہ پھل کھایا- اس قبر سے فلاں مراد پائی جو کوئی یہاں چند ایام اخلاص اور راستی سے مجاور بنا رہے اس کو ضرور ہی مراد ملتی ہے حالانکہ یہ خیالات بالکل غلط ہیں خدا تعالیٰ کے حکم کے سوا ایک پتا بھی حرکت نہیں کر سکتا-

إِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا ۚ وَلَئِنْ زَالَتَا إِنْ أَمْسَكَهُمَا

اللہ آسمانوں اور زمینوں کو گرنے سے تھامے ہوئے ہے اور اگر یہ دونوں ٹل جائیں تو اس کے سوا

مِنْ أَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهِ ۚ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا ۝ وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ

کوئی ان کو سنبھال نہیں سکتا وہ بڑا حوصلے والا بخشنے والا ہے اور انہوں نے بڑی پکی پکی حلفیں اٹھائی تھیں

لَئِنْ جَاءَهُمْ نَذِيرٌ لَّيَكُونُنَّ أَهْدَىٰ مِنْ إِحْدَى الْأُمَمِ ۖ فَلَمَّا جَاءَهُمْ

کہ اگر ہمارے پاس کوئی سمجھانے والا آئے تو ہم ضرور ہی دیگر اقوام سے زیادہ ہدایت یاب ہوں پھر جب ڈرانے والا ان کے

نَذِيرٌ مَّا زَادَهُمْ إِلَّا نُفُورًا ۝ اسْتِكْبَارًا فِي الْأَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ ۚ وَلَا

پاس آپہنچا تو ملک میں تکبر اور بداطواری کرنے کی وجہ سے ان کو نفرت ہی زیادہ ہوتی گئی اور بد

يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ ۚ فَهَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا سُنَّتَ الْأَوَّلِينَ ۚ

اطواری کا اثر ہمیشہ کرنے والوں ہی پر پڑتا ہے پس پہلے لوگوں کے سے برتاؤ کا انتظار کر رہے ہیں

فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَحْوِيلًا ۝

پس تم اللہ کے قانون کو متغیر نہ پاؤ گے اور ہرگز خدائی قاعدہ کو ٹلتا ہوا نہ دیکھو گے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی نے آسمانوں اور زمینوں کو باقاعدہ پیدا کیا ہے اور وہی ان کو گرنے سے تھامے ہوئے ہے۔ کیا مجال کہ کوئی چیز اس کے انتظام سے باہر ہو کر سرتابی کر سکے ہر ایک چیز اپنے قانون کے مطابق پیدا ہوتی ہے' بڑھتی ہے' فنا ہوتی ہے اور اگر یہ دونوں اپنی جگہ سے ٹل جائیں تو اس خدا کے سوا کوئی ان کو سنبھال نہیں سکتا کیونکہ سنبھالے تو وہ جس میں خالقیت کا وصف ہو اور خالقیت کا وصف مخلوق میں نہیں ہو سکتا۔ خالق صرف وہی وحدہ لا شریک لہ ہے اس لئے وہ باوجود واحد خالق ہونے کے بڑا حوصلے والا اور بخشنے والا ہے۔ نالائق مشرکوں کی شرارت اور شوخی پر تنگ مزاجی سے جلد رنجیدہ نہیں ہوتا بلکہ تھوڑی سی توجہ کرنے پر بخش دیتا ہے مگر ان لوگوں کی بھی عجیب حالت ہے بقول ؎

کرم ہائے تو مارا کرد گستاخ

جہالت پر جہالت کئے جاتے ہیں گستاخی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ ایک زمانہ تھا کہ انہوں نے بڑی پکی پکی حلفیں اٹھائی تھیں کہ اگر ہمارے پاس کوئی سمجھانے والا آئے تو ہم ضرور ہی دیگر اقوام کتابیہ سے زیادہ ہدایت یاب ہوں گے یہ خواہش ان کی اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کی بداطواری دیکھ کر ہوتی تھی پھر جب ڈرانے والا ان کے پاس آپہنچا یعنی محمد ﷺ رسول ہو کر آگئے تو ملک میں تکبر اور بداطواری کرنے کی وجہ سے ان کو سچی تعلیم اور حقانی تلقین سے نفرت ہی نفرت زیادہ ہوتی گئی۔ کیونکہ ان کو عادت ہے ماتحتوں پر تکبر کرنے کی اور اسلام نے سب بنی آدم کو ایک نظر سے دیکھا ہے چونکہ تکبر اور بداطواری خدا کو ناپسند ہے اس لئے بداطواری کا اثر ہمیشہ کرنے والوں ہی پر پڑتا ہے۔ سو ان سے بھی وہی برتاؤ ہو گا کیونکہ یہ بھی تو اب بس پہلے لوگوں کے سے برتاؤ کا انتظار کر رہے ہیں کہ جس طرح ان پر عذاب آیا ان پر بھی آوے۔ پس تم اللہ کے قانون کو متغیر نہ پاؤ گے اور ہرگز خدائی قاعدہ کو ٹلتا ہوا نہ دیکھو گے۔ ضرور بالضرور ایسا ہی ہو گا جو وقت کسی کام کا خدا کے نزدیک مقرر ہے وہ کام اس وقت پر اسی طرح ہو کر رہتا ہے۔

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ

کیا انہوں نے ملک میں پھر کر نہیں دیکھا کہ ان سے پہلے لوگوں کا انجام کیسا ہوا جو جتھے میں زیادہ

كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا

اور بل بوتے میں ان سے بڑھ کر تھے اور خدا کو. تو کوئی چیز نہ آسمانوں میں عاجز کر سکتی ہے اور نہ

فِي الْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا ۝ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا

زمین میں- وہ بڑے علم والا بڑی قدرت والا ہے- اگر خدا لوگوں کو ان کے کاموں پر مواخذہ کرے

تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ

تو کسی جاندار کو زمین پر نہ چھوڑے لیکن ایک وقت مقرر تک ان کو ڈھیل دیتا ہے پس جب ان کا

اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ۝

وقت آجائے گا تو اللہ اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے-

ع ۸

سورۂ یٰسٓ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو رحم کرنے والا بڑا مہربان ہے

يٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

اے کامل انسان! قسم ہے باحکمت قرآن کی بے شک تو رسولوں میں سے ہے- سیدھی راہ پر چلو جو

کیا انہوں نے ملک بھر میں پھر کر نہیں دیکھا؟ کہ ان سے پہلے لوگوں کا انجام کیسا ہوا جو جتھے میں زیادہ اور بل بوتے میں ان سے بڑھ کر تھے لیکن آخر کار ہلاک ہوئے کیونکہ مخلوق تھے اور خدا تو خدا ہے اس کو تو کوئی چیز نہ آسمانوں میں عاجز کر سکتی ہے نہ زمین میں کہ کسی کام کو وہ کرنا چاہے اور بوجہ کسی مانع کے نہ کر سکے' ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ یعنی اللہ بڑے علم والا اور بڑی قدرت والا ہے' نہ اس کے علم کو کوئی پا سکتا ہے نہ اس کی قدرت کو کوئی پہنچ سکتا ہے- باوجود اس علم اور قدرت کے حلم اور حوصلہ بھی اس قدر ہے کہ تمام مخلوق کو باوجود بے فرمانیوں کے مہلت اور ڈھیل دیتا ہے حالانکہ اگر خدا لوگوں کو ان کے برے کاموں پر مواخذہ کرے تو کسی جاندار کو زمین پر زندہ نہ چھوڑے- بالغوں اور شرعی مکلفوں کو تو گناہوں کے بدلے باقی ان کے ساتھ تبعیت میں ہلاک ہو جائیں کیونکہ ان کی پرورش کا انتظام انہی سے وابستہ ہے لیکن ایک وقت مقرر (موت) تک ان کو ڈھیل دیتا ہے پس جب ان کا وقت آجائے گا تو اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کے مطابق ان کو بدلہ دے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے- الہی

بر ما منگر بر کرم خویش نگر

سورۂ یٰسین

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے

اے کامل انسان محمد رسول اللہ! قسم ہے تیری الہامی کتاب باحکمت قرآن کی بیشک تو رسولوں میں سے ہے- سیدھی راہ قرآن پر

تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۝ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ۝

بڑے غالب بڑے رحم کرنے والے نے اتارا ہوا ہے تاکہ تو اس قوم کو ڈراوے جن کے باپ دادا نہیں ڈرائے گئے' اس لئے وہ غافل ہیں-

لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ

بے شک ان میں سے بہتوں پر حکم ثابت ہوچکا ہے' پس وہ ایمان نہ لاویں گے- ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال رکھے ہیں

اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ

جو ٹھوڑیوں تک پہنچے ہوئے ہیں جن سے ان کے سر اوپر کو ہیں اور ہم نے ان کے سامنے روک کر رکھی ہے

سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۝ وَسَوَآءٌ عَلَيْهِمْ

اور ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال رکھا ہے پس وہ نہیں دیکھتے- تیرا سمجھانا نہ سمجھانا

ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَ

ان کو برابر ہے یہ ایمان نہ لاویں گے تو تو صرف انہی لوگوں کو سمجھا سکتا ہے جو تیرے

خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ ۚ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ ۝ اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى

سمجھانے کی پیروی کرتے ہیں اور بن دیکھے رحمٰن سے ڈرتے ہیں ان کو بخشش اور باعزت بدلے کی خوشخبری سناؤ- کچھ شک نہیں کہ مردوں کو زندہ کریں گے

جو بڑے غالب بڑے رحم کرنے والے خدا کا اتارا ہوا ہے- اس کے رحم کے تقاضے سے اترا ہے' اس کے غلبہ کے اثر سے پھیلے گا- تجھ کو اس لئے رسول بنایا ہے تاکہ تو اس قوم کو ڈراوے اور احکام الٰہی پہنچاوے جن کے قریبی باپ دادا نہیں ڈرائے گئے' اسی لئے وہ غافل ہیں- بیشک ان میں سے بہتوں کی شرارت کی وجہ سے ان پر حکم الٰہی ثابت ہوچکا ہے پس وہ ایمان نہ لاویں گے ہم نے ان کی گردنوں میں گویا طوق ڈال رکھے ہیں جو ان کی ٹھوڑیوں تک پہنچے ہوئے ہیں جن سے ان کے سر اوپر کو ہیں اس لئے نیچے اور سامنے کی چیزیں ان کو نظر نہیں آتیں اور ہم نے ان کے سامنے روک کر رکھی ہے اور ان کے پیچھے بھی روک ہے اور ان کی آنکھوں پر گویا پردہ ڈال رکھا ہے پس وہ نہیں دیکھتے- یہ کلام ان کے حال کی ایک تمثیل ہے کہ ان لوگوں کو ہدایت سے مختلف قسم کی رکاوٹیں ہیں' کچھ برادری کا لحاظ ہے تو کچھ رسم رواج کی پابندی' کہیں شرک وکفر کی محبت کہیں نفسانی خواہشات کی بندش- غرض ہر قسم کی بندشوں میں یہ لوگ پھنسے ہوئے ہیں اس لئے ان کی تمثیل میں یہ کہا گیا کہ ان کے آگے پیچھے دیوار ہے وغیرہ- ورنہ اصل میں وہ دیوار کوئی اینٹ چونے کی نہیں ہے بلکہ ان کی غفلت کا نتیجہ ہے- یہی وجہ ہے کہ اے نبی! تیرا سمجھانا یا نہ سمجھانا ان کو برابر ہے یہ ایمان نہ لائیں گے کیونکہ ان کی طبعیت ادھر نہیں جھکتی تو تو صرف انہی لوگوں کو سمجھا سکتا ہے جو تیرے سمجھانے کی پیروی کرتے ہیں اور بن دیکھے خدائے رحمان سے باوجود اس کی صفت رحم کے اس سے ڈرتے رہتے ہیں- انہی کو تیرے سمجھانے سے نفع ہوتا ہے کیونکہ وہی لوگ عمل کرتے ہیں- یوں سننے کو تو سب سنتے ہیں مگر محض کانوں میں آواز کا پہنچنا کافی نہیں جب تک اس سے متاثر ہو کر عمل نہ کریں پس جو لوگ عمل کرتے ہیں ان کو خدا کی بخشش اور باعزت بدلے کی خوشخبری سناؤ ان لوگوں کو خدا کی طرف سے نیک اعمال پر جو بدلہ ملے گا وہ ایسا نہ ہوگا کہ دھتکار کر یا ذلت سے دیا جائے' نہیں بلکہ بڑی عزت سے ملے گا جس کے وہ مستحق ہوں گے- یہ بدلہ کس روز ملے گا جس روز دوبارہ زندہ ہوں گے کچھ شک نہیں کہ ہم مردوں کو زندہ کریں گے-

وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ ۚ وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ ﴿١٢﴾

اور ان لوگوں کے پیش کردہ اعمال اور آثار ہم لکھتے رہتے ہیں اور ہم نے تو سب کچھ روشن امام (کتاب) میں گھیر رکھا ہے اور

وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلًا أَصْحَابَ الْقَرْيَةِ إِذْ جَاءَهَا الْمُرْسَلُونَ ﴿١٣﴾ إِذْ أَرْسَلْنَا

ان کو ایک بستی کی مثال سنا جب رسول اس میں آئے جب ہم نے ان کی طرف دو رسول

إِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوا إِنَّا إِلَيْكُم مُّرْسَلُونَ ﴿١٤﴾ قَالُوا

بھیجے تو انہوں نے ان دونوں کی تکذیب کر دی پھر ہم نے تیسرے سے مدد کی تو ان تینوں نے کہا کہ ہم تمہاری طرف رسول آئے

مَا أَنتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَا أَنزَلَ الرَّحْمَٰنُ مِن شَيْءٍ إِنْ أَنتُمْ إِلَّا تَكْذِبُونَ ﴿١٥﴾

ہیں انہوں نے کہا کہ تم تو فقط ہماری طرح کے آدمی ہو' خدائے رحمان نے کوئی حکم نہیں اتارا' تم بالکل جھوٹ کہتے ہو

اور ان لوگوں کے پیش کردہ اعمال جو اپنی زندگی میں یہ کر گزرے ہیں اور آثار جو پیچھے چھوڑ جاتے ہیں مثلاً کوئی خیرات چھوڑ جائیں جس کا اثر عام ہو جیسے کنواں مسجد وغیرہ یا کوئی بدرسم چھوڑ جائیں جس کا وبال عام ہو جیسے بت پرستی استھان یا قبر پرستی کا مقبرہ وغیرہ- یہ سب قسم کے اعمال ہم (یعنی خدا کے فرشتے بحکم خدا) ان کے اعمال نامہ میں لکھتے رہتے ہیں اس کے مطابق بدلہ پاویں گے اور اسی کے موافق پھل بھوگیں گے- سچ تو یہ ہے کہ یہ لکھنا لکھانا بھی صرف بندوں کے سمجھانے اور قائل کرنے کو ہے ورنہ ہم (خدا) نے تو سب کچھ روشن امام (کتاب) یعنی اپنے علم میں گھیر رکھا ہے ممکن نہیں کوئی چیز اس کے گھیرے سے باہر ہو جائے کیونکہ اس سے باہر ہونا تو خدا کے علم میں گویا نقص لاتا ہے- پس یہ لوگ جلدی نہ کریں ہمیشہ برائی کا بدلہ برا اور نیکی کا بدلہ نیک ہوتا ہے اس لئے ان کو ایک بستی[1] کی مثال سنا جب ہمارے فرستادہ رسول اس میں آئے یعنی جب ہم (خدا) نے ان کی طرف رسول بھیجے تو انہوں نے ان دونوں کی تکذیب کر دی پھر ہم نے تیسرے سے ان دونوں کی مدد کی تو ان تینوں نے مل کر کہا ہم تمہاری طرف رسول ہو کر آئے ہیں لیکن اس بستی کے لوگ بھی عجیب دل و دماغ کے آدمی تھے کہ کسی بات نے ان پر اثر نہ کیا اس لئے انہوں رسولوں کے جواب میں بالاتفاق کہا کہ تم تو فقط ہماری طرح کے آدمی ہو' خدائے رحمان نے کوئی حکم نہیں اتارا- اس کی صفت رحمانیت ہی متقاضی ہے کہ بندوں کو آسانی میں رکھے اس لئے تم بالکل جھوٹ کہتے ہو کہ ہم خدا کے رسول ہیں انہوں یعنی

---

[1] اس بستی کی نسبت بعض مفسروں کی رائے ہے کہ وہ انطاکیہ تھی جس کی طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے شاگردوں کو بھیجا تھا حضرت عیسیٰ کے شاگرد بھی چونکہ بواسطہ حضرت ممدوح خدا کے رسول تھے اس لیے خدا نے ان کو اپنے رسول کہا- اس سے بعض عیسائیوں نے یہ نتیجہ نکالنا چاہا کہ قرآن مجید بھی حضرت عیسیٰ کی الوہیت کا قائل ہے کیونکہ قرآن میں مسیح کے رسولوں کو خدا اپنے رسول کہتا ہے تو معلوم ہوا کہ خدا اور مسیح ایک ہی ہیں یا مسیح میں بھی الوہیت ہے بغور دیکھا جائے تو عیسائیوں کے اس تمسک اور دلیل کی بنا ان مفسرین کے قول پر ہے جنہوں نے ایسی تفسیر کی لیکن اگر ہم قرآن کی آیت کو قرآن مجید کی ہی اصطلاح میں دیکھیں تو نہ کوئی اعتراض ہے نہ کسی جواب کی حاجت کیونکہ جتنے اور مقامات پر یہ لفظ (انا ارسلنا) آیا ہے اس سے یہی مراد ہوتی ہے کہ خدا نے بلاواسطہ اپنے رسول بھیجے- پس یہاں بھی وہی مراد ہے- رہا یہ کہ وہ بستی کون سی ہے جس کا یہاں ذکر ہے سو اس طرح کا جواب یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اس بستی کا نام نہیں بتلایا نہ اس کے رسول ﷺ نے اس کی تعیین کی ہے نہ تعین کرنے میں کچھ مزید فائدہ ہے اگر ہوتا تو خدا خود ہی اس کا نام لے دیتا پس ہم بھی اس کی تعیین نہیں کر سکتے جس کو خدا نے مجمل چھوڑا (منہ)

قَالُوۡا رَبُّنَا یَعۡلَمُ اِنَّاۤ اِلَیۡکُمۡ لَمُرۡسَلُوۡنَ ﴿۱۶﴾ وَ مَا عَلَیۡنَاۤ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِیۡنُ ﴿۱۷﴾

انہوں نے کہا ہمارا پروردگار جانتا ہے کہ ہم تمہاری طرف رسول ہیں اور ہمارے ذمہ تو واضح تبلیغ کرنا ہے اور بس!

قَالُوۡۤا اِنَّا تَطَیَّرۡنَا بِکُمۡ ۚ لَئِنۡ لَّمۡ تَنۡتَہُوۡا لَنَرۡجُمَنَّکُمۡ وَ لَیَمَسَّنَّکُمۡ مِّنَّا عَذَابٌ

بولے ہم تمہاری نحوست کو سمجھتے ہیں اگر تم باز نہ آئے تو ہم تم پر پتھراؤ کریں گے اور ضرور تم لوگوں کو ہماری طرف سے تکلیف دہ عذاب

اَلِیۡمٌ ﴿۱۸﴾ قَالُوۡا طَآئِرُکُمۡ مَّعَکُمۡ ؕ اَئِنۡ ذُکِّرۡتُمۡ ؕ بَلۡ اَنۡتُمۡ قَوۡمٌ مُّسۡرِفُوۡنَ ﴿۱۹﴾

پہنچے گا- رسولوں نے کہا تمہاری نحوست تو خود تمہارے ساتھ ہے' اگر تم کو سمجھایا جائے تو تم سمجھانے والے سے لڑتے ہو بلکہ تم بڑے بیہودہ ہو

وَ جَآءَ مِنۡ اَقۡصَا الۡمَدِیۡنَۃِ رَجُلٌ یَّسۡعٰی قَالَ یٰقَوۡمِ اتَّبِعُوا الۡمُرۡسَلِیۡنَ ﴿۲۰﴾

اور شہر کے پرلے کنارے سے ایک شخص بھاگتا ہوا آیا اس نے کہا اے میرے بھائیو! رسولوں کی تابعداری کرو! تم ان لوگوں

اتَّبِعُوۡا مَنۡ لَّا یَسۡـَٔلُکُمۡ اَجۡرًا وَّ ہُمۡ مُّہۡتَدُوۡنَ ﴿۲۱﴾

کی تابعداری کیا کرو جو تم سے کسی قسم کا عوض نہیں مانگتے اور وہ خود بھی ہدایت یاب ہیں

رسولوں نے کہا ہمارا پروردگار جانتا ہے کہ ہم تمہاری طرف رسول ہو کر آئے ہیں اور تمہارے انکار سے ہمارا کوئی نقصان نہیں' نہ ہم پر گناہ ہے کیونکہ ہمارے ذمہ واضح طریق سے تبلیغ کرنا ہے اور بس! اس کے جواب میں بستی والوں کو کوئی معقول بات تو سوجھی نہیں ہاں اتنا بولے کہ یہ جو آئے دن ہم پر آفات ارضی و سماوی نازل ہو رہی ہیں ان میں ہم تمہاری نحوست سمجھتے ہیں- جب سے تم آئے ہو ہمارے ملک اور شہر پر آفات آنے لگی ہیں- سو اگر تم اس نئے مذہب سے باز نہ آئے تو ہم تم پر پتھراؤ کریں گے اور ضرور بالضرور تم لوگوں کو ہماری طرف سے سخت تکلیف دہ عذاب پہنچے گا- بس اس گفتگو کو تم لوگ الٹی میٹم (آخری اعلان) سمجھو اور اپنے وطیرے سے باز آ جاؤ- رسول نے اس جواب کو سن کر بڑی دلیری اور جوانمردی سے کہا تم لوگ بھی عجیب عقلمند ہو بقول ؎

ڈھنڈورا شہر میں لڑکا بغل میں

تمہاری نحوست اور شامت اعمال تو خود تمہارے ساتھ ہے' جو رات دن بدکاریوں میں مبتلا ہو- کیا یہ بھی کوئی انصاف یا ایمانداری ہے کہ اگر تم کو سمجھایا جائے تو تم سمجھانے والے سے لڑتے ہو- ہرگز یہ ایمانداری اور انصاف نہیں بلکہ عقلمندوں کے نزدیک تم بڑے بیہودہ ہو اس لئے تمہیں میٹھی دوا بھی بوجہ صفرا تلخ لگتی ہے- یہ سوال و جواب ہو ہی رہے تھے کہ اتنے میں لوگ جمع ہو گئے اور شہر کے پرلے کنارے سے ایک شخص جلدی جلدی بھاگتا ہوا آیا اس نے بھی اس گفتگو میں دخل دے کر کہا اے میرے بھائیو! تم ان رسولوں کی تابعداری کرو- دیکھو تم ان لوگوں کی تابعداری کیا کرو جو تم سے کسی قسم کا عوض اور بدلہ نہیں مانگتے اور وہ خود بھی ہدایت یاب ہیں- ایسے لوگوں کی تعلیم بے لاگ اور خود غرضی سے خالی ہوتی ہے- یہ تو اس نے اشارے سے بات کی جس کو خاص خاص لوگ ہی سمجھتے تھے مگر آخر کار وہ کھل کھیلا- جب لوگوں نے اسے دھمکایا اور کہا کیا تو بھی انہی کے دین پر ہے؟

وَمَالِیَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِیْ فَطَرَنِیْ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۲﴾ ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖٓ

(کہا) میرا کیا عذر کہ میں اس خدا کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا اور اسی کی طرف تم بھی رجوع ہو کیا میں اس کے سوااوروں کو بھی معبود

اٰلِهَةً اِنْ یُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّیْ شَفَاعَتُهُمْ شَیْـًٔا وَّلَا یُنْقِذُوْنِ ﴿۲۳﴾

بناؤں حالانکہ خدائے رحمان اگر مجھ کو کسی قسم کا ضرر پہنچانا چاہے تو ان کی تو سفارش بھی میرے کسی کام نہ آئے گی اور نہ وہ مجھ کو چھڑا سکیں گے

اِنِّیْٓ اِذًا لَّفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۲۴﴾ اِنِّیْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ ﴿۲۵﴾ قِیْلَ

کچھ شک نہیں کہ میں فوراً ہی صریح گمراہی میں جاپڑوں گا یقیناً میں تمہارے پروردگار پر ایمان لایا ہوں پس تم میری سنو! اس کو کہا گیا تو جنت

ادْخُلِ الْجَنَّةَ ۚ قَالَ یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ بِمَا غَفَرَ لِیْ رَبِّیْ وَ

داخل ہوجا اس نے کہا اے کاش! میری قوم کو معلوم ہو جو خدا نے مجھ پر بخشش کی ہے اور مجھے مقرب بندوں

جَعَلَنِیْ مِنَ الْمُكْرَمِیْنَ ﴿۲۷﴾ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى قَوْمِهٖ مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ

میں کیا ہم نے اس کے بعد اس کی قوم پر آسمان سے کوئی فوج نہ بھیجی تھی اور نہ ہم کو بھیجنے

مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِیْنَ ﴿۲۸﴾ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ

کی ضرورت تھی ان کی ہلاکت تو صرف ایک ہی آواز سے ہوئی پس وہ فوراً

خٰمِدُوْنَ ﴿۲۹﴾

ہی بجھ گئے

تو اس نے کہا میرا کیا عذر ہے کہ میں اس خدا کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور اسی کی طرف میں کیا تم بھی ہر آن رجوع ہو- کیا تم لوگ جانتے نہیں کہ ہماری ہستی اور ہمارا وجود سب اسی کے حکم سے وابستہ ہے پھر یہ کیا انصاف اور شعور ہے کہ میں اس کے سوا اوروں کو بھی معبود بناؤں حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ خدائے رحمان باوجود صفت رحمت کے اگر مجھ کو کسی قسم کا ضرر پہنچانا چاہے تو ان مصنوعی معبودوں سے یہ تو کیا ہی ہو سکے گا کہ مجھ کو بحکم خود چھڑا لیں-ان کی تو سفارش بھی میرے کسی کام نہ آئے گی اور نہ وہ عذاب سے مجھ کو چھڑا سکیں گے- بھلا جو نہ خود مشکل میں کام آوے نہ اس کی سعی و سفارش قبول ہو سکے تو پھر تمہی بتلاؤ کہ ایسے لوگوں کی عبادت کرنے سے مجھے کیا فائدہ ہو سکتا ہے ؟ کچھ شک نہیں کہ میں ایسا کرنے سے صریح گمراہی میں جاپڑوں گا اس لئے چاہے تم لوگ خوش ہو یا ناخوش میں صاف صاف کہتا ہوں کہ یقیناً میں اپنے اور تمہارے پروردگار پر ایمان لایا ہوں دیکھو کچھ سوچو میں نے کوئی برا کام تو نہیں کیا- مانا ہے تو کسی غیر کو نہیں مانا ہاں اپنے اور تمہارے پروردگار کو مانا ہے پھر تم مجھ سے کیوں الجھتے ہو ؟ پس تم میری سنو دیکھو میں بھی ان رسولوں کی طرح تمہارا خیر خواہ ہوں مگر ان کم بختوں نے اس کی ایک نہ سنی بلکہ اس کو قتل کر ڈالا خدا کی طرف سے اس کو کہا گیا تو جنت میں داخل ہو جا تیری بخشش ہو گئی مگر قومی شفقت سے اس نے کہا اے کاش میری قوم کو معلوم ہو جو خدا نے مجھ پر ہر بخشش کی اور مجھے اپنے مقرب بندوں میں کیا اگر میری قوم کو یہ معلوم ہو جائے تو کبھی حق سے سر تابی نہ کریں- ہم نے اس کے بعد وہی کیا جو عموماً نبیوں کی مخالفت کا نتیجہ ہوا کرتا ہے کہ ایمانداروں کو نجات دی اور اس کی قوم کو تباہ کیا مگر ان کے تباہ کرنے کے لئے ان پر آسمانوں سے کوئی فوج نہ بھیجی تھی اور نہ ہم کو بھیجنے کی ضرورت تھی بلکہ انکی ہلاکت تو صرف ایک ہی ہیبت ناک آواز سے ہوئی بس وہ فوراً ہی تیز آگ کی طرح ایک دم میں بجھ گئے-

يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴿٣٠﴾ أَلَمْ يَرَوْا

بندوں کے حال پر افسوس جب کبھی کوئی رسول ان کے پاس آیا تو یہ اس کے ساتھ ٹھٹھے مخول ہی سے پیش آئے۔ کیا انہوں

كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّنَ الْقُرُونِ أَنَّهُمْ إِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُونَ ﴿٣١﴾ وَإِن كُلٌّ لَّمَّا

نے غور نہیں کیا کہ ان سے پہلے کئی ایک قوموں کو جو ہم نے ہلاک اور برباد کیا ہے وہ ان کی طرف واپس نہیں آتے یقیناً ہر ایک ہمارے

جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ ﴿٣٢﴾ وَآيَةٌ لَّهُمُ الْأَرْضُ الْمَيْتَةُ أَحْيَيْنَاهَا وَأَخْرَجْنَا

حضور میں حاضر ہونے والا ہے اور ان کے لئے مردہ زمین دلیل ہے جس کو ہم زندہ کردیتے ہیں اور اس میں

مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَأْكُلُونَ ﴿٣٣﴾ وَجَعَلْنَا فِيهَا جَنَّاتٍ مِّن نَّخِيلٍ وَأَعْنَابٍ وَفَجَّرْنَا

دانے اگاتے ہیں پھر اس میں سے یہ لوگ کھاتے ہیں اور ہم نے اس میں کھجوروں اور انگوروں کے باغ پیدا کئے نیز اس میں

فِيهَا مِنَ الْعُيُونِ ﴿٣٤﴾ لِيَأْكُلُوا مِن ثَمَرِهِ وَمَا عَمِلَتْهُ أَيْدِيهِمْ ۖ أَفَلَا يَشْكُرُونَ ﴿٣٥﴾

چشمے جاری کئے ہیں تاکہ اس کے پھل کھائیں اور ان کے ہاتھوں نے اس کو نہیں بنایا کیا پھر بھی وہ شکر نہیں کرتے۔

سُبْحَانَ الَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنبِتُ الْأَرْضُ وَمِنْ أَنفُسِهِمْ

جس نے زمین کی پیداوار کی کل اقسام اور خود ان انسانوں کی کل اقسام اور جس کو یہ لوگ نہیں جانتے پیدا کئے ہیں، وہ

وَمِمَّا لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٦﴾ وَآيَةٌ لَّهُمُ اللَّيْلُ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَإِذَا هُم

پاک ہے اور رات جس میں سے ہم دن کی روشنی کو نکال لیتے ہیں تو فوراً یہ لوگ اندھیرے میں رہ جاتے ہیں

ان کے حال دیکھ کر ہر ایک اہل بصیرت کہتا تھا بندوں کے حال پر افسوس! جب کبھی کوئی رسول ان کے پاس آیا تو یہ اس کے ساتھ ٹھٹھا مخول ہی سے پیش آئے۔ اختلاف ان کو بھی یہی تھا جو اس زمانے کے مشرکوں کو ہے کہ خدا کے ساتھ اور کوئی بھی معبود ہے یا نہیں۔ بس اسی ایک بات پر ساری نزاع تھی اور اب بھی ہے۔ کیا انہوں نے اس پر غور نہیں کیا کہ ان سے پہلے کئی ایک قوموں کو جو ہم نے ہلاک اور برباد کیا ہے وہ ان کی طرف واپس نہیں آتے تو کیا ان کو مرنا نہیں؟ ضرور ایک وقت ان کے لئے بھی مقدر ہے یقیناً ہر ایک ہمارے حضور میں حاضر ہونے والا ہے تو آخر اس حاضری کا بھی کچھ خیال ہے اور اگر یہ لوگ اب بھی انکار ہی پر مصر رہیں تو ان کے لئے مردہ خشک زمین دلیل ہے جس کو ہم (خدا) پانی سے زندہ یعنی تازہ کردیتے ہیں اور اس میں دانے اگاتے ہیں۔ پھر اس میں سے یہ لوگ کھاتے ہیں اور ہم نے اس زمین میں کھجوروں اور انگوروں کے باغ پیدا کئے۔ نیز اس زمین میں چشمے جاری کئے ہیں تاکہ اس مذکور کے پھل کھائیں اور خدا کا احسان مانیں وہ اتنا تو جانتے ہیں کہ ان کے ہاتھوں نے اس پھل کو نہیں بنایا کیا پھر بھی وہ شکر نہیں کرتے؟ بلکہ اس کے ہاتھ اس کی مخلوق کو شریک بنا کر کفران نعمت کرتے ہیں۔ پس یاد رکھیں جس خدا نے زمین کی پیداوار کی کل اقسام اور خود ان انسانوں کی کل اقسام ایشائی یورپی وغیرہ اور اس کے سوا اور بھی جس کو یہ لوگ ابھی نہیں جانتے ہیں، صحرائی اور دریائی جانور پیدا کئے ہیں۔ وہ (خدا) انکے شرک وشراکت اور بیہودہ خیالات سے پاک ہے اس کی ذات والا صفات تک ان کے غلط خیالات کا واہمہ بھی نہیں پہنچ سکتا اور اگر سننا چاہیں تو ایک اور دلیل ان کو سناؤ یہ رات کا وقت جس میں سے ہم دن کی روشنی نکال لیتے ہیں یعنی روشنی کے بعد جب رات کا وقت آتا ہے تو فوراً یہ لوگ اندھیرے میں رہ جاتے ہیں یہ بھی ان کیلئے ہماری قدرت

مُّظْلِمُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۳۸﴾

ہیں یہ بھی ان کے لئے ایک دلیل ہے اور سورج اپنے ٹھہرنے کی جگہ کے لئے چل رہا ہے۔ یہ اندازہ خدائے غالب اور علم والے

وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ﴿۳۹﴾ لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ

کا ہے اور چاند کی ہم نے منزلیں بنائی ہیں یہاں تک کہ وہ ایک پتلی سی شاخ جیسا ہوجاتا ہے۔ نہ سورج سے بن پڑتا ہے

لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۭ

کہ چاند کو دبا لے اور نہ رات کا وقت دن سے پہلے آسکتا ہے

کی ایک دلیل[1] ہے کہ اتنے بڑے اجرام فلکی آن کی آن میں ادھر سے ادھر کیسے آسانی سے چلے جاتے ہیں پھر ایسا انتظام اور ایسا عمدہ نظام کہ سورج جو اتنا بڑا ہے کہ ساری زمین سے اس کا اندازہ آج کل کے حساب سے چودہ لاکھ اسی ہزار درجے بڑا لگایا گیا ہے ممکن ہے آئندہ کو اس سے بھی بڑا ثابت ہو' وہ بھی خدا کے حکم کا ایسا محکوم کہ رات دن اس کے چکر میں ہے کہ گویا اپنے ٹھہرنے کی جگہ کے لئے چل رہا ہے یعنی ہر وقت قدرت کے ماتحت وہ ایسا متحرک ہے گویا اپنا ٹھکانا تلاش کر رہا ہے۔ جسامت تو اتنی بڑی اور حرکت اتنی تیز کہ زمین کے حساب سے فی گھنٹہ اڑسٹھ ہزار میل رفتار کا حساب لگایا جاتا ہے۔ باوجود اس جسامت اور اس پر سرعت کے کبھی اپنی لائن سے گرا نہیں نہ کبھی مختلف ہوا۔ کیونکہ یہ اندازہ خدائے غالب اور علم والے کا ہے۔ دنیا میں ریلوے اوقات بنانے والوں کے اندازے اس لئے غلط ہو جاتے ہیں کہ ایک تو آئندہ کا علم نہیں ہوتا کہ کیا کیا موانعات پیش آئیں گے۔ دوم پیش آمدہ موانعات کو اٹھانے کی ان میں قدرت نہیں ہوتی مگر خدائے ذوالجلال میں دونوں باتیں ہیں' علم اس کا جمیع موانعات گزشتہ اور آئندہ پر محیط ہے' غلبہ اس کا تمام عالم پر مسلم ہے۔ اس لئے اس کے اندازہ میں کسی طرح کا نقص نہیں آسکتا اور سنو چاند کی بھی ہم (خدا) نے کئی ایک منزلیں بنائی ہیں جن وہ مہینہ کا چکر کاٹتا ہے یہاں تک کہ جن لوگوں کی آنکھوں میں وہ بدر کامل ہوتا انہی کی نگاہ میں ایک پتلی سی شاخ ہو جاتا ہے حتی کہ نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔ دوروز بالکل گم رہ کر پھر مغرب سے نکلتا ہے۔ خدائی نظام دیکھو کہ نہ سورج سے بن پڑتا ہے کہ چلتے چلتے چاند کو دبا لے اور نہ رات کا وقت دن کے مقررہ وقت سے پہلے آسکتا ہے۔

---

[1] گزشتہ زمانہ کے یونانی فلاسفروں کی کثرت آراء تو اس پر تھی کہ سورج اپنے محور میں حرکت کرتا ہے جو مغرب سے مشرق کو ہے اور فلک الافلاک سب کو مشرق سے مغرب کی طرف لاتا ہے جس کا نام یومیہ حرکت ہے۔ زمین کو بالکل ساکن مانتے تھے مگر زمانہ حال کے یورپی فلاسفروں کی تحقیق یہ ہے کہ زمین اور دیگر سیارے سب کے سب سورج کے گرد گھومتے ہیں اور سورج فقط اپنے محور میں متحرک ہے۔ یہ مسئلہ کہ زمین حرکت کرتی ہے یا آسمان بحث طلب ہے ہماری تحقیق یوں ہے کہ زمانہ حال کے فلاسفر اگر پرزور دلائل سے زمین کی حرکت ثابت کریں تو قرآن مجید کو اس کی تسلیم سے انکار نہیں بلکہ بعض مقامات سے تائید ملتی ہے (بشرطیکہ دلائل قویہ سے زمین کی حرکت ثابت ہو جاوے) اور اگر زمین کا سکون اور سورج کی حرکت ثابت ہو جیسا کہ گزشتہ فلسفہ کی تحقیق ہے اور مشاہدہ بھی اس کی شہادت دیتا ہے تو اس سے بھی قرآن مجید کو انکار نہیں بہر حال یہ مسئلہ ثبوتاً یا نفیاً قرآن مجید کے مخالف نہیں ہے۔ اس لئے ہم نے جو تفسیر کی ہے نہ تو حدیث کے خلاف ہے نہ فلسفہ قدیم یا جدید کی مخالف۔ فلسفہ جدید کو انکار ہے تو حرکت یومیہ سے ہے کیونکہ جدید فلاسفروں کے نزدیک حرکت یومیہ زمین کی حرکت کا نام ہے ہمارے ترجمہ اور تفسیر میں بھی اس حرکت کا ذکر نہیں بلکہ سورج کی اپنی محوری حرکت کا ذکر ہے جو دونوں فلسفوں میں مسلم ہے (منہ)

وَ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ﴿۴۰﴾ وَاٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ

اور سب کے سب اپنے اپنے مدار پر پھرتے ہیں اور ان کے لئے ایک نشان یہ ہے کہ ہم ان کی نسل کو بھری کشتیوں میں سوار

الْمَشْحُوْنِ ﴿۴۱﴾ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ

کرتے ہیں اور ہم نے اس کی مثل اور سواریاں بھی بنائی ہیں جن پر یہ لوگ چڑھتے ہیں اور اگر ہم چاہیں تو ان کو غرق

فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ وَ لَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ ﴿۴۳﴾

کردیں پھر نہ تو کوئی ان کا فریاد رس ہو نہ مصیبت سے چھڑائے جائیں

ہر موسم کے لحاظ سے جو کسی کا وقت مقرر ہے وہ اسی وقت میں آتا ہے اور چاند' سورج' زہر' مشتری اور مریخ وغیرہ سب کے سب اپنے اپنے مدار پر پھرتے ہیں' یہ ہے نظام شمسی جو نظام ارضی سے بدرجہا بڑا ہے- آج کل جو ہر ایک پڑھے بے پڑھے کی جیب میں دو تین انگلی کی گھڑی رہتی ہے اس کو ہر روز چابی لگاتے ہیں' بنواتے ہیں' تیل ڈالتے اور صاف کرتے ہیں تاہم وہ وقت پر نہیں چلتی- کبھی دو منٹ آگے کبھی چار پیچھے- تو کیا اتنا بڑا نظام شمسی جو ساری زمین سے بھی کئی مرتبہ بڑا ہے یہ بغیر کسی محافظ کے چل سکتا ہے ؟ ہرگز نہیں بلکہ ان کا بھی ایک زبردست محافظ[1] ہے اسی کی طرف تمام انبیاء اور سید الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بلاتے ہیں اور اسی سے دل بستگی کا سبق دیتے رہے ؎

اوچو جان ست وجہاں چوں کالبد کالبد از وے پزیر د آلبد

اور سنو! ان منکروں کے لئے ایک نشان یہ ہے کہ ہم (خدا) ان کی نسل کو بھری کشتیوں اور جہازوں میں سوار کرتے ہیں- ہم نے پانی کو ایسا بنایا کہ وہ بوجھ اٹھا سکے' لکڑی کو ایسا بنایا کہ وہ پانی پر تیر سکتی ہے' اس کے ساتھ لوہا بنایا پھر ساتھ ہی اس کے اس کا بنانے کا لوگوں کو ڈھب بتایا' غرض یہ سب ہمارے (یعنی خدا کے) کام ہیں کیا تم نے نہیں سنا؟

کار زلف تست مشک افشانی اما عاشقاں مصلحت را تہمتے بر آہوئے چیں بستہ اند

اور ہم (خدا) نے ان کے لئے اس مذکورہ کی مثل اور سواریاں بھی بنائی ہیں- گھوڑا ٹٹو سائیکل موٹر کار اور ریل وغیرہ جن پر یہ لوگ چڑھتے ہیں کیا خدا کے احسانوں کا یہی شکریہ ہے جو یہ لوگ کرتے ہیں ؟ کہ جبتک دریا میں ہوتے ہیں مارے خوف کے ہماری طرف متوجہ رہتے ہیں اور جب کنارے پر پہنچتے ہیں تو شرک کفر میں مبتلا ہو جاتے ہیں- اتنا بھی نہیں جانتے کہ اگر ہم چاہیں تو ان کو غرق کر دیں پھر نہ تو کوئی ان کا فریاد رس ہو نہ مصیبت سے چھڑائے جائیں- سوا اس کے

[1] اگست ۱۸۹۶ء میں ایک آریہ لیکچرار کا لیکچر خدا کی ہستی پر تھا- فاضل لیکچرر نے بڑی خوبی سے اس مضمون کو ثابت کیا' اثناء تقریر میں کہا کہ ایک دفعہ میرا لیکچر بمبئی میں ۴ بجے دن کے تھا- میں گیا تو لوگوں نے کہا آپ دیر کر کے آئے ہیں میں نے اپنی گھڑی دکھائی تو چند منٹ ہنوز باقی تھے کسی کی گھڑی میں چار منٹ زیادہ کسی میں پانچ کم- یہ کہہ کر لائق لیکچرار نے یہ نتیجہ نکالا کہ جب یہ چھوٹی سی گھڑی جس کی اتنی حفاظت بھی کی جاتی ہے وقت پر ٹھیک نہیں چل سکتی تو اتنے بڑے سورج چاند وغیرہ بغیر کسی محافظ کے کیوں کر چل سکتے ہیں جن کی بابت کبھی لیٹ دیٹ کا جھگڑا بھی نہیں سنا- مجھے اس وقت قرآن مجید کی ان آیات پر توجہ ہوئی کہ سبحان اللہ آج اس علم اور روشنی کے زمانے میں جو بڑی زبردست دلیل دی جاتی ہے قرآن مجید میں تیرہ سو برس پیشتر پیش ہو چکی ہے کیوں نہ ہو ؎

نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں غور کر دیکھا بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلام پاک رحمان ہے

اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ﴿۴۴﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ

سوا اس کے کہ ہم ہی ان پر رحمت کریں اور ایک معین وقت تک پہنچانا چاہیں اور جب کبھی ان کو کہا جاتا ہے کہ اپنے آگے اور پیچھے کی

وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا

آفات سے بچو تاکہ تم پر رحم کیا جائے تو وہ اس کی پرواہ نہیں کرتے اور جب کبھی ان کے پاس ان کے پروردگار کے حکم سے کوئی نشان آتا

كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۙ قَالَ

ہے تو اس سے روگردانی کرجاتے ہیں- جب کبھی ان کو کہا جائے کہ اللہ کے دیئے ہوئے میں سے خرچ کرو تو بے ایمان لوگ سب

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗٓ ۖ اِنْ اَنْتُمْ

ایمانداروں کو کہتے ہیں کیا ہم ایسے لوگوں کو کھانا کھلائیں اگر خدا چاہتا تو خود ان کو کھلا دیتا تم تو صریح غلطی میں ہو

اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۷﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۸﴾

اور کہتے ہیں یہ وعدہ کب ہوگا سچے ہو تو بتلاؤ؟ یہ

مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ ﴿۴۹﴾

لوگ ایک ہی آواز کے منتظر ہیں جو ان کو پکڑ لے گی' اس حال میں کہ یہ لوگ باہمی جھگڑتے ہوں گے

سوائے اس کے کہ ہم ہی ان پر رحمت کریں اور ان کو زندگی کے ایک معین وقت تک پہنچانا چاہیں تو پہنچا سکتے ہیں پس بجز ہماری رحمت اور دستگیری کے کوئی بھی ان کا حامی یا مددگار نہیں اور سنو یہ ایسے مغرور اور متکبر ہیں کہ جب کبھی ان کو کہا جاتا ہے کہ اپنے آگے اور پیچھے کی آفات سے بچو یعنی خدا کے عذاب سے ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے (تو وہ اس کی پرواہ نہیں کرتے) اور جب کبھی ان کے پاس پروردگار کے ہاں سے کوئی نشان آتا ہے کبھی بیماری کبھی قحط کبھی ارزانی کبھی گرانی تو بجائے عبرت حاصل کرنے کے اس سے روگردانی کر جاتے ہیں- یہ تو ہوا اس سے بڑھ کر سنو جب کبھی ان کو کہا جائے کہ اللہ کے دیئے ہوئے میں سے اسی کی راہ میں خرچ کرو تو بے ایمان لوگ ایمانداروں کو جواب میں کہتے ہیں کیا ہم ایسے لوگوں کو کھانا کھلائیں جو بحکم خدا بھوکے ہیں- اگر خدا چاہتا تو ان کو کھلا دیتا بلکہ اس سے الٹا نتیجہ نکالتے ہیں کہ تم تو مسلمانو! ایسے لوگوں کھانا کھلانے میں صریح غلطی میں ہو کیونکہ تم اتنا بھی نہیں سوچتے کہ یہ تو خدا کا مقابلہ ہے کہ جس کو خدا بھوکا رکھے تم اس کو کھانا کھلاؤ مگر یہ نادان قدرتی امور کو کیا جانیں- قدرت کے کام اسی طرح ہیں کہ بندوں کو بندوں سے فائدہ پہنچاتا ہے کیا یہ نہیں جانتے کہ خدا کی پیدا کی ہوئی چیزیں اسی طرح کھاتے ہیں جس طرح وہ پیدا ہوتی ہیں؟ نہیں بلکہ بنا سنوار کر کھاتے ہیں- کئی ایک بنانے پر ہیں کئی ایک بیچنے پر- کئی ایک بکوانے پر- غرض ایک قدرتی چیز میں کئی ایک لوگوں کا رزق وابستہ ہوتا ہے مثلاً گیہوں' چاول' آم' خربوزہ وغیرہ یہ سب چیزیں جس حال میں پیدا ہوتی ہیں اسی میں کھائی جاتی ہیں- کسی بندے کی صنعت کو اس میں دخل نہیں ہوتا بس یہی ان کا جواب سمجھو اور سنو یہ لوگ کہتے ہیں یہ قیامت کا وعدہ جو تم لوگ بتلاتے ہو کب ہوگا؟ سچے ہو تو بتلاؤ- یہ سوال بھی ان کا کسی نیک نیتی سے نہیں بلکہ محض ضد سے ہے- سنو یہ لوگ دراصل ایک ہی آواز کے منتظر ہیں جو قیامت کے وقت ان کو پکڑ لے گی اس حال میں کہ یہ لوگ دنیا میں باہمی جھگڑتے ہوں گے-

فَلَا يَسْتَطِيعُونَ تَوْصِيَةً وَّلَا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ يَرْجِعُونَ ۝٥٠ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا

پھر نہ وصیت کریں گے نہ اپنے اہل و عیال کی طرف واپس ہو سکیں گے اور صور پھونکا جائے گا تو یہ لوگ قبروں

هُم مِّنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنسِلُونَ ۝٥١ قَالُوا يَا وَيْلَنَا مَن بَعَثَنَا مِن

سے نکل کر اپنے پروردگار کی طرف چل کھڑے ہوں گے۔ کہیں گے ہائے ہم کو ہماری خوابگاہ سے کس نے اٹھایا

مَّرْقَدِنَا ۜ هَٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمَٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُونَ ۝٥٢ إِن كَانَتْ إِلَّا

یہ تو وہی ہے جس کا خدائے رحمان نے وعدہ کیا تھا اور رسولوں نے سچ کہا تھا ایک ہی آواز ہوگی جس کو

صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ ۝٥٣ فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ

سنتے ہی سب لوگ ہمارے (خدا کے) حضور حاضر ہوجائیں گے پھر اس روز کسی جان پر ظلم نہ ہوگا

نَفْسٌ شَيْئًا وَلَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝٥٤ إِنَّ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ

اور جو کچھ تم کرتے ہو اسی کا تم کو بدلہ ملے گا۔ جنت والے اس روز مزے میں جی بہلا رہے ہوں گے

الْيَوْمَ فِي شُغُلٍ فَاكِهُونَ ۝٥٥ هُمْ وَأَزْوَاجُهُمْ فِي ظِلَالٍ عَلَى الْأَرَائِكِ

وہ اور ان کی بیویاں تختوں پر تکیہ لگائے ہوں گے۔

مُتَّكِئُونَ ۝٥٦ لَهُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَلَهُم مَّا يَدَّعُونَ ۝٥٧ سَلَامٌ قَوْلًا مِّن

ان کے لئے ان میں ہر قسم کے پھل ہوں گے اور جو کچھ وہ چاہیں گے ان کو ملے گا۔ پروردگار مہربان کی طرف سے ان کو

رَّبٍّ رَّحِيمٍ ۝٥٨

سلام کہا جائے گا

پھر یہ ایسے پھنسیں گے کہ نہ اپنے پس ماندگان کو وصیت کریں گے نہ اپنے اہل وعیال کی طرف واپس ہو سکیں گے بلکہ جہاں پر کوئی ہوگا وہیں پکڑا جائیگا اور سنو صور پھونکا جائیگا یعنی قیامت قائم ہوگی تو یہ سب لوگ قبروں سے نکل کر اپنے پروردگار کی طرف چل کھڑے ہوں گے۔ان مردگان میں نیک بھی ہوں گے چونکہ وہ اپنی قبروں میں آرام سے گزارتے ہوں گے اس لئے وہ اٹھتے ہوئے کہیں گے ہائے ہم کو ہماری خواب گاہ سے کس نے اٹھایا؟ بعد غور فکر خود ہی جواب میں کہیں گے کہ یہ تو وہی دن ہے جس کا خدائے رحمان نے اپنی مہربانی سے وعدہ کیا تھا اور رسولوں نے سچ کہا تھا۔ دراصل وہ گھڑی ایک ہی آواز سے پیدا ہوگی جس کو سنتے ہی سب لوگ ہمارے (خدا کے) حضور حاضر ہو جائیں گے پھر اس روز کیا ہوگا یہی کہ کسی جان پر ظلم نہ ہوگا اور جو کچھ تم کرتے ہو اسی کا تم سب کو بدلے ملے گا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ نیک لوگ جنت میں ہوں گے اور بدکار لوگ جہنم میں ہوں گے اور جنت والے اس روز پسندیدہ مزے میں جی بہلا رہے ہوں گے کیونکہ وہ اور ان کی بیویاں تختوں پر تکیہ لگائے ہوں گے ان کے لئے ان بہشتوں میں ہر قسم کے پھل پھول ہوں گے اور اس کے سوا جو کچھ چاہیں گے انکو ملے گا۔ ان سب نعمتوں میں بڑی بات یہ ہوگی کہ پروردگار مہربان کی طرف سے ان کو سلام کہا جاوے گا' یہ سلام شاہانہ نظر عنایت ہوگا۔

وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ ﴿٥٩﴾ أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَا بَنِي آدَمَ أَنْ لَا

او بدکارو! آج الگ ہو جاؤ- کیا میں نے تم کو اطلاع نہ دی تھی کہ اے بنی آدم! شیطان کی اطاعت مت

تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ ۖ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ﴿٦٠﴾ وَأَنِ اعْبُدُونِي ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ

کرنا وہ تمہارا صریح دشمن ہے اور میری اطاعت کرنا یہی سیدھی راہ

مُسْتَقِيمٌ ﴿٦١﴾ وَلَقَدْ أَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيرًا ۖ أَفَلَمْ تَكُونُوا تَعْقِلُونَ ﴿٦٢﴾

ہے اور وہ تم میں سے بہتوں کو گمراہ کر بھی چکا تھا کیا پھر بھی تم نہیں سمجھتے تھے-

هَٰذِهِ جَهَنَّمُ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ﴿٦٣﴾ اصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿٦٤﴾

یہ لو جہنم سامنے ہے جس کا تم لوگ وعدہ دیئے جاتے تھے- اچھا تو بہ سبب کفر کرنے کے آج اس میں داخل ہو جاؤ

الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا

اس روز ہم ان کے مونہوں پر مہریں لگادیں گے اور جو کچھ وہ لوگ دنیا میں کررہے ہیں اس کی بابت ان کے ہاتھ ہم سے

يَكْسِبُونَ ﴿٦٥﴾ وَلَوْ نَشَاءُ لَطَمَسْنَا عَلَىٰ أَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَأَنَّىٰ يُبْصِرُونَ ﴿٦٦﴾

بولیں گے اور پیر گواہی دیں گے- اگر ہم چاہتے تو ان کی آنکھوں کو بے نور کردیتے پھر یہ راستہ کی طرف لپکتے تو کہاں سے دیکھ سکتے

اور بغرض امتیاز کرنے نیک و بد کے کہا جائیگا کہ او بدکارو! دنیا میں تو تم نیکوں کے ساتھ ایک جا رہے- ایک ہی زمین پر ایک ہی ہوا میں ایک ہی قسم کا رزق کھاتے اور پانی پیتے رہے، مگر آج تو تم الگ ہو جاؤ گو مجرموں کی شکل و شباہت اور چہروں کی علامت ہی تمیز کرانے میں کافی ہوں گی مگر ظاہری علیحدگی کے لئے بھی ان کو یہ حکم دیا جائیگا کیونکہ وہاں نیکوں کے ساتھ بدوں کا ملے جلے رہنا خدا کو کسی طرح منظور نہیں ہو گا- یہ سخت حکم سن کر مجرم عذر کرینگے کہ ہمارا کیا قصور؟ ہمیں تو خبر نہ ہوئی تھی کہ کیا کرنا چاہیے کیا نہ کرنا چاہیے- اس کے جواب میں ان کو کہا جائے گا کیا میں (خدا) نے انبیاء کے ذریعے سے تم لوگوں کو اطلاع نہ دی تھی؟ کہ اے بنی آدم شیطان کی اطاعت مت کرنا کیونکہ وہ تمہارا صریح دشمن ہے اور خالص میری اطاعت کرنا یہی سیدھی راہ ہے دیکھو تم لوگوں کو نبیوں کی معرفت اس امر کی اطلاع ہو چکی تھی اور وہ شیطان تم میں سے بہتوں کو گمراہ کر چکا تھا کیا پھر بھی تم نہیں سمجھتے تھے؟ بس اب تمہارا کیا عذر ہے یہ لو جہنم تمہارے سامنے ہے جس کا تم لوگ وعدہ دیئے جاتے تھے اچھا تو بسبب کفر کرنے کے آج اس میں داخل ہو جاؤ- اس روز ان مجرموں کے بیانات لینے کا طریقہ بھی ایک خاص قسم کا ہو گا کہ ہم (خدا) ان کے مونہوں پر توبندش کی مہریں لگادیں گے اور جو کچھ وہ لوگ دنیا میں کر رہے ہوں گے اس کی بابت ان کے ہاتھ ہم سے بولیں گے اور پیر گواہی دیں گے غرض جو کام کسی عضو سے ہوا ہو گا وہ اس کی شہادت دے گا پس تم سمجھ لو کہ ایسے وقت میں مجرم کیا عذر کر سکیں گے؟ اگر یہ لوگ غور کرتے تو دنیا میں کیوں ایسی غفلت میں رہتے- کیا ان کو علم نہیں کہ اگر ہم (خدا) چاہتے تو ان کی آنکھیں بے نور کر دیتے چونکہ یہ لوگ خدا داد طاقت بینائی سے اس کی رضا کا کام نہیں لیتے اس لئے خدا کے غضب سے کچھ دور نہیں کہ وہ ان کی قوت بینائی چھین لے- پھر یہ راستہ کی طرف لپکتے تو کہاں سے دیکھ سکتے؟

وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۶۷﴾

اور ہم چاہتے تو جہاں ہیں وہاں ہی ان کو مسخ کر دیتے۔ تو نہ چل سکتے نہ واپس ہوسکتے اور ہم

وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِى الْخَلْقِ ۚ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۶۸﴾ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا

جس کسی کو زیادہ عمر دیتے ہیں تو اس کو پیدائش میں الٹا کر دیتے ہیں کیا پھر تم سمجھتے نہیں؟ اور ہم نے اس کو شعر بنانا نہیں

يَنْۢبَغِىْ لَهٗ ۚ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ﴿۶۹﴾ لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ

سکھایا اور نہ اس کو شعر گوئی زیبا ہے وہ تو صرف نصیحت کی بات ہے اور قرآن مبین تاکہ جو لوگ زندہ ہیں ان کو ڈرائے

الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۰﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا

اور منکروں پر حکم ثابت ہو جاوے کیا انہوں نے غور نہیں کیا کہ ہم نے اپنی قدرت کے ہاتھوں سے چوپائے بنائے

فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ﴿۷۱﴾

تو یہ لوگ ان کے مالک ہیں

اور سنو ہم چاہتے تو جہاں ہیں وہاں ہی ان کو مسخ کر دیتے یعنی ان کی شکل بدل ڈالتے پھر تو راستہ بھی نہ چل سکتے نہ اپنے گھروں کو واپس ہو سکتے بلکہ جہاں تھے وہیں رہ جاتے اور سنو! ہم ایک اور دلیل اپنی ہستی کی ان کو سناتے ہیں جو انکے حق میں وجدانی ہے- غور کریں کہ ہم جس کسی کو زیادہ عمر دیتے ہیں یعنی طبعی عمر (۶۰-۷۰) سال سے اس کو بڑھاتے ہیں تو اس کو پیدائش میں الٹا کر دیتے ہیں یعنی وہ باوجود طوالت عمر اور کثیر تجربہ کے عقل میں بے عقل اور طاقت میں کمزور ہو تا جاتا ہے تو کیا پھر بھی تم اس راز کو سمجھتے نہیں کہ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ سنو! ایسا اس لئے ہوتا ہے کہ اس کے اوپر ایک زبردست طاقت ہے تمام دنیا جس کے قانون کی ماتحت ہے- اس لئے باوجود عمدہ عمدہ غذائیں کھانے کے کمزوری کی طرف ہی مائل ہوتا جاتا ہے' یہاں تک کہ پیوند زمین ہو جاتا ہے- یہ تو خدا کی ہستی پر بین دلیل ہے- اب سنو رسالت کا بیان کہ یہ رسول جو تم کو قرآن سناتا ہے یہ کوئی شاعر نہیں اور ہم (خدا) نے اس کو شعر بنانا نہیں سکھایا شعر گوئی تو بڑی بات ہے شعر خوانی میں بھی اس کی طبیعت موزوں واقع نہیں ہوئی- یہی وجہ ہے کہ کسی دوسرے کا شعر بھی موزوں نہیں پڑھ[1] سکتا نہ اس کو ایسی شعر گوئی زیبا ہے- وہ کلام جو تمہیں سنایا جاتا ہے یعنی قرآن وہ تو صرف نصیحت کی بات ہے اور قرآن مبین یعنی شستہ عربی کلام تاکہ جو لوگ زندہ دل ہیں ان کو برائی سے ڈراوے اور منکروں پر حکم ثابت ہو جاوے یعنی جو لوگ اس کی اطاعت کریں وہ بچ رہیں اور جو اس سے نکار کریں وہ عذاب میں مبتلا ہوں گے یہ ہے اصل غرض قرآن مجید کے اتارنے کی اور یہ ہے اصل مطلب قرآن کے سنانے کا- بھلا ان لوگوں کو علم نہیں؟ یا کیا انہوں نے اس بات پر کبھی غور نہیں کیا کہ ہم نے اپنی قدرت کے ہاتھوں سے چوپائے بنائے تو یہ لوگ ان کے مالک بن رہے ہیں- اس سے یہ لوگ اس نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتے کہ خدا کے ساتھ ہمارا کیسا تعلق ہے وہ ہمارا کون ہے اور ہم اسکے کون ہیں؟ خدا ان کا حقیقی مربی اور اصل مالک ہے اور یہ اس کے اصلی مملوک اور بندے ہیں پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ انکی جسمانی تربیت تو کرے مگر روحانی تربیت میں انکو بنجر چھوڑ دے-

---

[1] آنحضرت ﷺ جب کبھی کوئی شعر پڑھتے تو کلام موزوں نہ رہتا جیسے ہمارے ہاں غیر موزوں طبع والا کبھی کوئی شعر پڑھتا ہے تو خواہ مخواہ کمی بیشی اس سے ہو جاتی ہے- (منہ)

وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَأْكُلُوْنَ ﴿٧٢﴾ وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَ

اور ہم نے مویشیوں کو ان کے بس میں کر دیا بعض ان میں سے ان کی سواری ہیں اور بعض کو یہ کھاتے ہیں اور ان کے لئے ان میں کئی قسم کے فوائد

مَشَارِبُ ۖ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٧٣﴾ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ

ہیں اور پینے کو دودھ- کیا پھر بھی شکر یہ نہیں کرتے اور خدا کے سوا مصنوعی معبود بناتے ہیں کہ کسی طرح ان کی طرف سے ان کو مدد پہنچ سکے

يُنْصَرُوْنَ ﴿٧٤﴾ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ ۙ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ﴿٧٥﴾ فَلَا

حالانکہ وہ ان کی مدد کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اور یہ ان کے حضور میں جماعت جماعت حاضر ہوتے ہیں پس تو

يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿٧٦﴾ اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ

ان کی باتوں سے غمگین نہ ہوا کر جو کچھ یہ لوگ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں ہم خوب جانتے ہیں- کیا انسان جانتا نہیں کہ ہم نے

اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ﴿٧٧﴾ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّ

اس کو نطفے سے پیدا کیا؟ پھر بھی وہ ہمارا صریح دشمن ہے' ہمارے حق میں مثالیں بیان کرتا ہے اور

نَسِيَ خَلْقَهٗ ۖ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ﴿٧٨﴾ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ

اپنی پیدائش بھولتا ہے کہتا ہے- کہ سڑی گلی ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا؟ تو کہہ کہ وہ ان کو زندہ کرے گا جس نے

اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۖ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ ﴿٧٩﴾

ان کو پہلی دفعہ پیدا کیا تھا اور وہ ہر ایک چیز کو جانتا ہے

اس لئے خدا نے جیسا ان کی جسمانی تربیت کے لئے جسمانی سلسلہ پیدا کیا- روحانی ہدایت کے لئے سلسلہ نبوت قائم فرمایا اور سنو ان کی تربیت کے لئے ہم (خدا) نے مویشیوں کو ان کے بس میں کر دیا بعض ان میں سے بنی آدم کی سواری کا کام دیتے ہیں اور بعض کو یہ لوگ کھاتے ہیں جیسے بھیڑ بکری وغیرہ اور ان لوگوں کے لئے ان مویشیوں میں کئی قسم کے فوائد ہیں اور پینے کو دودھ' کیا پھر بھی یہ شکر نہیں کرتے؟ اور خدا کے سوا مصنوعی معبود بناتے ہیں کہ کسی طرح ان کی طرف سے ان کو مدد پہنچ سکے- حالانکہ وہ مصنوعی معبود ان کی مدد کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اور یہ ان کے حضور جماعت جماعت حاضر ہوتے ہیں' جب یہ ایسے بیوقوف ہیں تو ان کی کسی بات سے کیا ملال- پس اے نبی! تو ان کی باتوں سے غمگین نہ ہوا کر' پڑے بکیں- جو کچھ یہ لوگ چھپاتے اور ظاہر کرتے ہیں ہم (خدا) خوب جانتے ہیں- ہمیں کسی مخبر کی ضرورت نہیں نہ کسی گواہ کی حاجت ہے- بھلا کیونکر ہمیں کسی مخبر کی ضرورت ہو؟ کیا انسان جانتا نہیں کہ ہم نے اس کو نطفے سے پیدا کیا کس طرح اس پر انقلابات آئے اور کس طرح ہم اس کے نگران رہے- بایں ہمہ پھر بھی وہ ہمارا صریح دشمن ہے' ہمارے (خدا) کے حق میں طرح طرح کی مثالیں بیان کرتا ہے اور اپنی سابقہ پیدائش بھولتا ہے کہ کیسے ہم نے اس کو نطفے سے پیدا کیا بلکہ یہ ظالم کہتا ہے کہ سڑی گلی ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا کاش یہ لفظ بھی بغرض دریافت حال کہتا بلکہ بطور طنز کے کہتا ہے- اس لئے اے نبی! تو اس کو کہہ کہ وہی ہڈیوں کو زندہ کرے گا جس نے ان کو پہلی دفعہ پیدا کیا تھا اور وہ ہر ایک چیز کو جانتا ہے-

الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ﴿۸۰﴾

جس نے تمہارے سبز درخت سے آگ پیدا کی تم اس میں سے فوراً آگ سلگا لیتے ہو کیا جس نے آسمانوں

اَوَلَیْسَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ؕ

اور زمینوں کو پیدا کیا ہے اسے اس بات کی قدرت نہیں کہ وہ ان جیسے لوگ پیدا کر دے

بَلٰی ۗ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ ﴿۸۱﴾ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ

بے شک وہ بڑا پیدا کرنے والا بڑے علم والا ہے جب وہ کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو اس کا حکم بس اتنا ہی ہوتا ہے کہ اس چیز

فَیَكُوْنُ ﴿۸۲﴾ فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾

کو کہتا ہے ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے جس ذات کے قبضہ قدرت میں ہر چیز کی حکومت ہے وہ پاک ہے اور اسی کی طرف تم واپس کئے جاؤ گے۔

سورت الصافات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ﴿۱﴾ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ﴿۲﴾ فَالتّٰلِیٰتِ ذِكْرًا ﴿۳﴾ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ﴿۴﴾

قسم ہے صفیں باندھنے والوں کی، قسم ہے سخت زجر کرنے والوں کی، قسم ہے قرآن پڑھنے والوں کی، بے شک تمہارا پروردگار ایک ہے

جس نے تمہارے لیے سبز درخت سے آگ پیدا کی دیکھو تو یہی معمولی درخت ہیں جو دراصل سبز ہوتے ہیں لیکن ان میں باوجود تری کے آگ قبول کرنے کی استعداد موجود ہے جو پتھروں میں نہیں ہے۔اسی لئے تو تم لوگ اس میں سے فوراً آگ سلگا لیتے ہو۔کیا تم لوگ غور نہیں کرتے کہ جس ذات پاک نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا اسے اس بات پر قدرت نہیں کہ وہ ان جیسے لوگ پیدا کر دے قیامت میں بھی جو حشر اجسام ہو گا وہ ان جسموں کا نہ ہو گا یہ تو گل سڑ کر فنا ہو جائیں گے بلکہ ان کی مثل اور اجسام خدا پیدا کریگا جو انہی اجسام کی مثل ہوں گے وہ بیشک وہ قادر قیوم ہے اور وہ بڑا پیدا کرنے والا بڑے علم والا ہے۔جب وہ کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو اس کا حکم بس اتنا ہی ہوتا ہے کہ اس چیز کو کہتا ہے ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔مجال نہیں کہ اس کے حکم کو تخلف ہو سکے پس نتیجہ ساری صورت کا یہ سمجھو کہ جس ذات بابرکات کے قبضہ قدرت میں ہر چیز کی حکومت ہے وہ سب عیوب سے پاک ہے اور اسی کی طرف بعد موت کے تم واپس کئے جاؤ گے۔

سورۂ صافات

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت ہی رحم والا ہے

لوگو سنو! قسم ہے صفیں باندھنے والے فرشتوں[1] اور مجاہدوں کی قسم ہے حالت جنگ میں دشمنوں پر احکام الٰہی میں مناسب موقع سخت زجر کرنے والوں کی۔قسم ہے حالات جنگ میں بھی نصیحت کی کتاب قرآن شریف پڑھنے والوں کی۔ان قسموں کا جواب یہ ہے کہ بیشک تمہارا پروردگار ایک ہے متعدد نہیں۔

---

[1] ﴿انا لنحن الصافون﴾۔ ﴿ویقاتلون فی سبیله صفا﴾ کی طرف اشارہ ہے (۱۲ منہ)

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ﴿٥﴾ اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ

آسمانوں زمینوں اور ان کے درمیان سب چیزوں کا وہی رب ہے تمام مطالع کا پروردگار بھی وہی ہے ہم ہی نے اس ورلے آسمان کو ستاروں

الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ الْكَوَاكِبِ ﴿٦﴾ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ﴿٧﴾ لَا يَسَّمَّعُوْنَ

کی زینت سے مزین کیا اور ہر ایک سرکش شیطان سے محفوظ رکھا۔ وہ اعلیٰ جماعت کی طرف کان بھی

اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ﴿٨﴾ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ

نہیں لگا سکتے ہر طرف سے ان کو دھتکار ہوتی ہے اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے

وَّاصِبٌ ﴿٩﴾ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ﴿١٠﴾ فَاسْتَفْتِهِمْ

ہاں ان میں سے کوئی کسی بات کو اچک لے تو دہکتا ہوا انگارا اس کے پیچھے لگ جاتا ہے پس تو ان سے

اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ۭ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ ﴿١١﴾ بَلْ

دریافت کر کہ ان کا پیدا کرنا بہت زیادہ مشکل ہے یا ان چیزوں کا جن کو ہم بنا چکے ہیں؟ کچھ شک نہیں کہ ہم نے ان کو لیس دار مٹی سے پیدا کیا ہے بلکہ تو

عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ ﴿١٢﴾

تعجب کرتا ہے اور وہ ہنسی کرتے ہیں

آسمانوں زمینوں اور ان کے درمیان کی سب چیزوں کا وہی رب ہے۔ دنیا کے تمام مطالع اور تمام مطالع کے پاس رہنے والی مخلوق کا پروردگار بھی وہی ہے چونکہ نظام شمسی اور ارضی کے مالک ہم (خدا) ہی ہیں۔ ہم ہی نے اس ورلے آسمانوں کو ستاروں کی زینت سے مزین کیا ہے اور ہر ایک سرکش شیطان سے اس آسمان کو محفوظ رکھا۔ ایسا محفوظ کیا کہ وہ شیاطین اعلیٰ جماعت ملائکہ کی باتیں نہیں سن سکتے بلکہ ان کی طرف کان بھی نہیں لگا سکتے۔ ہر طرف سے ان کو دھتکار ہوتی ہے اور اس کے سوا ان کی گمراہی اور گمراہ کنی پر ان کے لیے دائمی عذاب ہے۔ ہاں ان میں سے کوئی کسی بات کو اچک لے تو دہکتا ہوا انگارا اس کے پیچھے لگ[1] جاتا ہے۔ غرض اس قسم کے انتظامات قدرتی ہیں ایسے انتظامات کو زیر نظر رکھ کر کوئی صاحب عقل سلیم کہہ سکتا ہے کہ دوسری دفعہ پیدا کرنا خدا پر کوئی مشکل امر ہے؟ پس تو اے نبی! ان سے دریافت کر کہ ان کا دوبارہ پیدا کرنا بہت مشکل ہے یا ان چیزوں کا پیدا کرنا جن کو ہم بنا چکے ہیں؟ کچھ شک نہیں کہ ہم (خدا) نے ان کو شروع پیدائش کے وقت لیس دار مٹی سے پیدا کیا ہے تو کیا جس کو ایک دفعہ بنایا ہو دوبارہ اس کو بنانا زیادہ مشکل ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ آسان ہے۔ اسی لئے تو اہل دانش ان کی باتوں کو حقارت سے سنتے ہیں تو تعجب کرتا ہے اور وہ ہنسی کرتے ہیں۔ بیوقوف سمجھتے نہیں کہ یہ ہنسی دراصل ان کی ہنسی ہے جو دور از کار سوال کرتے ہیں۔

---

[1] اس آیت پر ایک مشہور اعتراض وارد ہوتا ہے جس کا ذکر تفسیر کبیر میں بھی ہے کہ یہ رجوم جو شیاطین کو لگتے ہیں یہ کون سے ستارے ہیں یہی جو دیکھنے میں آرہے ہیں یا جو برسات کے دنوں میں ٹوٹتے نظر آتے ہیں؟ قسم اول ہے تو ان کی تعداد میں کمی آنی چاہئے قسم دوم ہے تو خاص برسات بالخصوص اگست و ستمبر کے مہینوں میں کیوں زیادہ ہوتے ہیں؟ خاکسار کی ناقص تحقیق میں قسم اول مراد ہے کیونکہ جن ستاروں کو آسمان کی زینت فرمایا انہی کو شیاطین کے لئے رجوم بتلایا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ آسمانی ستارے ہی شیاطین کے لئے رجوم (دھتکار) ہیں خدا نے ان میں ایسی تاثیر رکھی ہے کہ شیاطین کو ملاء اعلیٰ کے قرب سے مانع ہے جیسی آگ میں تاثیر ہے کہ انسان کو اپنے قرب سے مانع ہوتی ہے۔ تفسیر ابن کثیر اور فتح البیان میں بھی یہ توجیہ ملتی ہے واللہ اعلم (منہ)

وَاِذَا ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَاِذَا رَاَوْا اٰيَةً يَّسْتَسْخِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَقَالُوْۤا اِنْ

اور جب ان کو نصیحت کی جاتی ہے تو نصیحت نہیں پاتے اور جب کوئی نشان دیکھتے ہیں تو مسخری کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ

هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۱۶﴾

تو صریح جادو ہے بھلا جب ہم مر کر مٹی اور ہڈیاں ہوجائیں گے تو کیا ہم دوبارہ پھر جئیں گے؟

اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿۱۷﴾ قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ

کیا ہمارے باپ دادا بھی پھر جئیں گے؟ تو کہہ کہ ہاں واقعی تم جیو گے اور تمہارے باپ دادا بھی جئیں گے اور تم ذلیل ہوگے۔ وہ صرف ایک

وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ يَنْظُرُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَقَالُوْا يٰوَيْلَنَا هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿۲۰﴾ هٰذَا

آواز سے پیدا ہوگی، فوراً ہی لوگ دیکھنے لگ جائیں گے اور کہیں گے کہ ہائے ہماری کم بختی یہ تو انصاف کا دن ہے یہی دن تو فیصلے

يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۱﴾ اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَ

کا ہے جس کی تم لوگ تکذیب کرتے تھے۔ ظالموں اور ان کے ساتھیوں کو اور اللہ کے سوا جن جن کی

اَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ﴿۲۲﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ

پوجا کرتے تھے سب کو جمع کر کے جہنم کی طرف لے جاؤ اور

الْجَحِيْمِ ﴿۲۳﴾ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ ﴿۲۴﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ﴿۲۵﴾

ٹھہرا لیجیو ان کو پوچھا جائے گا تمہیں کیا ہوا کہ ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے؟

اور جب ان کو نصیحت کی جاتی ہے تو نصیحت نہیں پاتے اور جب کوئی نشان دیکھتے ہیں تو مسخری کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو صریح جادو ہے' یہ کیسی بہکی بہکی باتیں ہیں کہ ہم مر کر اٹھیں گے۔ یہ بھی کہتے ہیں بھلا جب ہم مر کر مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہم دوبارہ پھر جئیں گے؟ کیا ہمارے پچھلے باپ دادا بھی پھر جئیں گے؟ اے نبی! یہ لوگ تو ایسی باتیں بڑی حیرانی سے کرتے ہیں مگر تو ان کو کہہ کہ ہاں واقعی تم جیو گے اور تمہارے باپ دادا بھی سب کے سب دوبارہ جئیں گے اور اگر اسی غلط خیال پر قائم رہے تو تم اس روز ذلیل و خوار ہو گے۔ پس سنو وہ قیامت کی گھڑی تو بس صرف ایک آواز سے پیدا ہو گی فوراً ہی وہ سب لوگ زندہ ہو کر دیکھنے لگ جائیں گے اور کہیں گے کہ ہائے ہماری کم بختی یہ تو انصاف کا دن ہے۔ او ہو ہمارا اعمالنامہ تو ایسے کاموں سے بالکل خالی ہے جن کی وجہ سے نجات مل سکے۔ ان کو جواب ملے گا کہ یہی دن تو فیصلے کا ہے جس کی تم لوگ تکذیب کرتے تھے اب تو تمہیں یقین بلکہ حق الیقین ہو گیا کہ ہاں واقعی یہ دن ٹھیک ہے اور ادھر فرشتوں کو حکم ہو گا کہ اول درجہ کے ظالموں یعنی مشرکوں کے گروؤں اور ان کے ساتھیوں یعنی تابعداروں کو اور اللہ کے سوا جن جن کی یہ لوگ پوجا کرتے تھے بشرطیکہ وہ بھی اس پوجا پر راضی[1] ہوں سب کو ایک جا جمع کر کے جہنم کی طرف لے جاؤ اور چلتے چلتے راستے میں ٹھہرا لیجیو۔ ان کو پوچھا جائیگا کہ تم لوگ جو دنیا میں ایک دوسرے کی اطاعت تابعداری اور جان نثاری کیا کرتے تھے اب تمہیں کیا ہوا کہ ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے؟

---

[1] یہ قید ہم نے اپنی طرف سے نہیں لگائی بلکہ خود خدا نے بتائی ہے چنانچہ ارشاد ہے۔ ﴿ان الذین سبقت لهم منا الحسنٰى اولٰئك عنها مبعدون﴾ یعنی جن صلحاء لوگوں کو مشرکوں نے معبود بنایا ہے وہ دوزخ سے دور رہیں گے۔ اللہ اعلم (منہ)

بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُونَ ﴿٢٦﴾ وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ﴿٢٧﴾

بلکہ وہ اس وقت خدا کی فرماں برداری کا اظہار کریں گے اور بعض ان میں کے بعض کی طرف متوجہ ہو کر سوال کرتے ہوئے کہیں گے

قَالُوا إِنَّكُمْ كُنتُمْ تَأْتُونَنَا عَنِ الْيَمِينِ ﴿٢٨﴾ قَالُوا بَل لَّمْ تَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ﴿٢٩﴾

کہ آپ لوگ تو ہم پر بڑے زور سے آیا کرتے تھے' وہ کہیں گے بلکہ تم کو خدا پر ایمان نہ تھا

وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُم مِّن سُلْطَانٍ ۖ بَلْ كُنتُمْ قَوْمًا طَاغِينَ ﴿٣٠﴾ فَحَقَّ عَلَيْنَا

ہمارا تم پر کوئی زور نہ تھا بلکہ تم خود سرکش لوگ تھے- پس ہمارے پروردگار

قَوْلُ رَبِّنَا ۖ إِنَّا لَذَائِقُونَ ﴿٣١﴾ فَأَغْوَيْنَاكُمْ إِنَّا كُنَّا غَاوِينَ ﴿٣٢﴾ فَإِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ

کا حکم ہم پر لگ گیا کچھ شک نہیں کہ ہم بھگتیں گے ہم نے تم کو بھی گمراہ کیا جیسے خود گمراہ تھے پس بے شک وہ اس روز

فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُونَ ﴿٣٣﴾ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِينَ ﴿٣٤﴾ إِنَّهُمْ كَانُوا

عذاب میں شریک ہوں گے- اسی طرح ہم مجرموں کے ساتھ برتاؤ کریں گے جب ان کو کہا جاتا

إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ ﴿٣٥﴾ وَيَقُولُونَ أَئِنَّا لَتَارِكُو

ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو وہ اکڑ بیٹھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کیا ایک مجنون شاعر کے کہنے سے

آلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُونٍ ﴿٣٦﴾

ہم اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں

وہ لوگ بالکل خاموشی سے یہ کلام سنیں گے بلکہ وہ اس وقت خدا کی فرمانبرداری کا اظہار کریں گے اور بعض ان کے یعنی تابعدار بعض یعنی گرودں اور پیروں کی طرف متوجہ ہو کر سوال کرتے ہوئے کہیں گے کہ حضرت آپ لوگ تو ہم پر بڑے زور سے آیا کرتے تھے اور بڑے بڑے وعدے دیتے تھے کہ ہمارا مذہب ایسا ہے ہمارا دھرم ایسا- ہم تم کو یوں مدد دیں گے' ہم تمہاری نجات کرا دیں گے مگر آج تو کچھ بھی ظاہر نہ ہوا' جیسے ہم ڈوبے ویسے تم بھی غرق ہوئے- وہ ان کے گرو اور جھوٹے پیر کہیں گے کہ یہاں بلکہ اصل بات تو یہ تھی کہ تم لوگوں کو خدا پر ایمان نہ تھا- ورنہ ہمارے خالی خولی زبانی دعاوی میں کیوں پھنستے ؟ تم میں ایمان ہوتا تو تم اتنا ضرور سوچتے کہ ہمارے دعوے کہاں تک سچے ہیں- یہ کیا بات ہے کہ کوئی تم سے کہدے کہ میں خدا ہوں تو تم لوگ اس سے نہ پوچھو کہ خدائی کی کونسی علامت تجھ میں ہے ایسا کرنا تو انہی لوگوں کا کام ہے جو خدا کو نہ جانتے ہوں ورنہ ہمارا تم پر کوئی زور نہ تھا بلکہ تم خود سرکش بدمعاش لوگ تھے- پس ہمارے پروردگار کا حکم جس کے ہم سب لوگ مستوجب تھے ہم پر لگ گیا- کچھ شک نہیں کہ اب ہم عذاب بھگتیں گے چونکہ تم خود ہی سرکش تھے اس لئے ہم نے تم کو بھی گمراہ کیا جیسے ہم خود گمراہ تھے پس اس گفتگو سے تم لوگ جو سن چکے ہو سمجھ گئے ہو گے کہ اس کا نتیجہ یقینی یہ ہو گا کہ بیشک وہ گمراہ اور گمراہ کرنے والے اسی روز عذاب میں ایک دوسرے کے شریک ہوں گے- اسی طرح ہم مجرموں بدکاروں کے ساتھ برتاؤ کریں گے- ایسے مجرموں کی علامت یہ ہے کہ جب ان لوگوں کو کہا جاتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں یعنی لا الہ الا اللہ کی تعلیم دی جاتی ہے تو وہ لوگ بگڑ کر اکڑ بیٹھتے ہیں کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ سب دنیا کا معبود ایک ہی ہو- اس لئے اس کی تردید کرنے کو طرح طرح کے بہانے تراشتے اور کہتے ہیں کہ کیا ایک مجنوں شاعر اور ہوائی قلعے بنانے والے کے کہنے سے ہم اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں ؟ نبی کو شاعر اس لئے نہ کہتے تھے کہ وہ شعر گو ہے بلکہ وہ اپنے خیال میں نبی کی تعلیم کو شاعروں کے وہمی خیالات جیسی جانتے ہیں

بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّكُمْ لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ ﴿۳۸﴾

بلکہ وہ سچی تعلیم لایا اور اس نے رسولوں کی تصدیق کی ہے تم دردناک عذاب چکھو گے اور

وَمَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۴۰﴾ اُولٰٓئِكَ

جو کچھ تم کرتے ہو اسی قدر بدلہ پاؤ گے ہاں جو لوگ اللہ کے مخلص بندے ہیں ان کے لئے

لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۴۱﴾ فَوَاكِهُ ۚ وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۴۲﴾ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۴۳﴾

رزق مقرر ہے پھل پھول اور وہ نعمتوں کے باغوں میں عزت کے ساتھ آمنے سامنے

عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۴۴﴾ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿۴۵﴾ بَيْضَآءَ

تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔ ان میں صاف سفید اور پینے والوں کو لذت دینے والی شراب کا دور چلایا جائے گا جس میں

لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿۴۶﴾ لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ

نہ نشہ کا خمار ہوگا نہ ان کی عقلیں زائل ہوں گی۔ ان کے پاس باحیا عورتیں موٹی

الطَّرْفِ عِيْنٌ ﴿۴۸﴾ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿۴۹﴾ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ

موٹی آنکھوں والی ہوں گی گویا وہ شتر مرغ کے انڈے مستور ہیں۔ اہل جنت ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوکر پوچھیں گے

يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۵۰﴾ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّيْ كَانَ لِيْ قَرِيْنٌ ﴿۵۱﴾ يَّقُوْلُ اَئِنَّكَ

بعض کہیں گے میرا ایک ساتھی تھا جو مجھے۔ کہا کرتا تھا

حالانکہ وہ ایسا نہیں بلکہ وہ نبی سچی تعلیم لایا ہے اور اس نے بحکم الٰہی سب برگزیدوں اور رسولوں کی تصدیق کی ہے۔ اس لئے ہر طرح سے راست باز اور راست بازوں کا دوست ہے۔ پس تم اے منکرو! اس کی سزا میں دردناک عذاب چکھو گے اور جو کچھ تم کرتے ہو اسی قدر بدلہ پاؤ گے۔ ہاں جو لوگ اللہ کے مخلص بندے ہیں ان کے لئے رزق مقرر ہے یعنی ہر طرح کے پھل پھول ان کو ملیں گے اور وہ آپس کی دوستانہ ملاقات کے وقت نعمتوں کے باغوں میں عزت کے ساتھ آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔ ان کی مجلس میں صاف سفید اور پینے والوں کو لذت دینے والی شراب کا دور چلایا جائیگا جس میں نہ نشہ کا خمار ہوگا نہ ان کی عقلیں زائل ہوں گی کیونکہ سرے سے وہ نشہ آوروں[1] ہی نہ ہوگی بلکہ محض ایک لذیذ چیز ہوگی اس کے علاوہ ان کے پاس بڑی خوبصورت باحیا عورتیں موٹی موٹی آنکھوں والی ہونگی جو حسن اور دل فریبی میں ایسی ہوں گی کہ گویا وہ شتر مرغ کے انڈے پردے میں مستور ہیں پردے کی وجہ سے ان کی خوبصورتی یعنی سرخی آمیز سفیدی پر غبار وغیرہ کا بالکل اثر نہیں پہنچ سکتا۔ ایسی نعمتوں میں اہل جنت آپس میں ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوکر پوچھیں گے۔ بعض کہیں گے میرا ایک ساتھی تھا جو مجھے کہا کرتا تھا کہ اسلام کے معتقدات کی تو تصدیق کرتا ہے؟

---

[1] آریوں کو دیکھا گیا ہے کہ عموماً مجلس میں جنت کی خمر (شراب) پر اعتراض کیا کرتے ہیں حالانکہ بارہا ان کو (تحریراً تقریراً) سمجھایا گیا ہے کہ جنت کی خمر میں نشہ نہ ہوگا بلکہ (بیضاء لذۃ للشاربین) محض ایک رنگ کا دودھ جیسا لذیذ شیرہ ہوگا جو پینے والوں کو لذت دے گا۔ قرآن مجید میں فرعونیوں کے حق میں ذکر ہے ﴿وان یروا سبیل الرشد لا یتخذوہ سبیلاً﴾ یعنی ہدایت اور رشد کی بات سن کر اختیار نہ رکھتے تھے یہی حال تمام مخالفین اسلام کا ہے اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت کرے (منہ)

لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ ﴿۵۲﴾ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ ﴿۵۳﴾

کہ تو تصدیق کرتا ہے؟ بھلا جب ہم مر کر مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہم بدلہ پائیں گے؟

قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ﴿۵۴﴾ فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِيْ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ﴿۵۵﴾ قَالَ

کہے گا کیا تم اسے دیکھنا چاہتے ہو؟ پھر وہ جھانکے گا تو اس کو درمیان جہنم کے دیکھے گا کہے گا خدا

تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ ﴿۵۶﴾ وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿۵۷﴾

کی قسم تو تو مجھے بھی تباہ کرنے کو تھا اگر مجھ پر خدا کی مہربانی نہ ہوتی تو میں حاضرین میں ہوتا

اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ ﴿۵۸﴾ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۵۹﴾ اِنَّ

کیا ہم نے خدا کا وعدہ نہیں پایا پس پہلی موت کے سوا اب ہم نہ مریں گے نہ کسی طرح سے ہم پر عذاب ہوگا۔ کچھ شک

هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۶۰﴾ لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ﴿۶۱﴾ اَذٰلِكَ خَيْرٌ

نہیں کہ یہ بڑی کامیابی ہے۔ چاہئے کہ ایسی ہی چیز کے لئے کام کرنے والے کوشش کریں کیا یہ مہمانی اچھی

نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ﴿۶۲﴾ اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۳﴾ اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ

ہے یا تھوہر کا درخت اچھا ہے جس کو ہم نے ظالموں کے لئے عذاب بنایا ہے۔ وہ ایک درخت ہے جو

بھلا جب ہم مر کر مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہم اپنے اعمال نیک و بد کا بدلہ پائیں گے۔ میں چاہتا ہوں اور اپنے ساتھی کو دیکھوں کہ اس کا انجام کیا ہوا اس کے بعد اپنے ساتھیوں سے کہے گا کیا تم اسے دیکھنا چاہتے ہو۔ پھر وہ جہنم کی طرف جھانکے گا تو اس ساتھی کو درمیان جہنم کے دیکھے گا۔ اس کا حال دیکھ کر کہے گا خدا کی قسم تو تو اپنی ملمع دار باتوں سے مجھے تباہ کرنے کو تھا۔ اگر مجھ پر خدا کی مہربانی نہ ہوتی تو میں بھی تیرے ساتھ ہی جہنم کے حاضرین[1] میں ہوتا۔ کیا (ہم نے خدا کا وعدہ نہیں پایا) کہ مر کر جی اٹھے ہیں؟ بیشک پایا ہے پس پہلی موت کے سوا جو ہم پر آچکی ہے اب نہ مریں گے نہ کسی طرح سے ہمیں عذاب ہو گا کچھ شک نہیں کہ یہی نجات بڑی کامیابی ہے۔ چاہئے کہ ایسی ہی چیز کے لئے کام کرنے والے کوشش کریں۔ کیا یہ بہشتوں کی خدائی مہمانی اچھی ہے یا تھوہر کا درخت اچھا ہے' جس کو ہم (خدا) نے ظالموں کیلئے عذاب بنایا ہے' اس کی اہمیت یہ ہے کہ وہ ایک ایسا

---

[1] اس آیت کا ترجمہ حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے یوں کیا ہے "البتہ نیستیم ما مردہ شوندہ مگر بموت نخستیں" اور حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یوں ترجمہ کیا ہے "کیا اب ہم کو نہیں مرنا مگر جو پہلی بار مر چکے" ڈپٹی نذیر احمد صاحب مرحوم نے یوں ترجمہ کیا ہے "کیا ہم (جنتیوں) کا یہ حال نہیں کہ پہلی بار مرنا تھا (سو مر چکے) اب آگے کو ہمیں مرنا نہیں" فارسی ترجمہ میں قرآنی حرف استفہام کا مفہوم نہیں پایا جاتا۔ دوسرے ترجمہ میں استفہام ملے گا مگر استفہام تقریری نہیں۔ معلوم ہوتا ہے تیسرے ترجمہ میں ان دونوں سے زیادہ اخلاق ہے۔ خطوط وحدانی کی عبارت کو اٹھائیں تو بالکل کچھ بھی مفہوم نہیں ہوتا بہر حال ان بزرگوں کے ترجمے ناظرین کے سامنے ہیں' جزاہم اللہ ہمارے خیال میں آیت موصوفہ کا ترجمہ کرنے سے پہلے اس کی نحوی ترکیب پر غور کرنا ضروری ہے کچھ شک نہیں کہ ہمزۂ استفہام کبھی حرف پر نہیں آتا۔ بظاہر جو اس کا مدخول ہے وہ حرف ف ہے۔ اس لئے ہمزہ استفہام کا مدخول حقیقتاً یہ نہیں بلکہ جملہ محذوفہ ہے تقدیر کلام یوں ہے ﴿السنا بمجزیین نعم فما نحن بمیتین﴾ یعنی استفہام کا تعلق پہلے جملے سے ہے جو مستفہم باستفہام تقریری ہے اور دوسرا جملہ محل استفہام نہیں بلکہ نتیجہ ہے اس ترکیب کے بعد ہمارے ترجمہ پر نظر غائر ڈالیں گے تو صحیح پائیں گے۔ (منہ)

فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ﴿۶۴﴾ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۶۵﴾ فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ

جہنم کی تہہ سے نکلتا ہے اس کے پھل گویا شیطانوں کے سر ہیں پس وہ اس کو کھا کر

مِنْهَا فَمَالِئُوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۶۶﴾ ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿۶۷﴾

پیٹ بھریں گے' پھر کھولتا ہوا گرم پانی ساتھ ساتھ ان کے پینے کو ہوگا پھر

ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيْمِ ﴿۶۸﴾ اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّيْنَ ﴿۶۹﴾

ان کی واپسی جہنم کی طرف ہوگی۔ انہوں نے اپنے باپ دادا کو گمراہ پایا

فَهُمْ عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ يُهْرَعُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۷۱﴾ وَ

تو خود بھی ان کے نقش قدم پر لپکے لپکے جاتے رہے اور ان سے قبل اگلے لوگوں میں بہت سے لوگ گمراہ ہو چکے تھے

لَقَدْ اَرْسَلْنَا فِيْهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿۷۲﴾ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۷۳﴾

اور ہم نے ان میں ڈرانے والے بھیجے پس دیکھو کہ ان ڈرائے ہوئے لوگوں کا انجام کیسا ہوا

اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۷۴﴾ وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ﴿۷۵﴾

سوائے اللہ کے مخلص بندوں کے؟ اور نوح نبی نے ہم کو پکارا پس ہم نے اس کی دعا قبول کی اور ہم بہت اچھے

وَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۶﴾

دعا قبول کرنے والے ہیں اور ہم نے اس کو اور اس کے متعلقین کو بڑی گھبراہٹ سے بچایا

درخت ہے جو جہنم کی تہہ سے نکلتا ہے اور بہت بڑا بلند ہے۔ اس کے پھل کیا ہیں؟ اچھے خاصے گویا شیطانوں کے سر ہیں۔ یعنی نہایت قبیح[1] منظر۔ پس وہ لوگ اس کو کھا کر پیٹ بھریں گے۔ پھر کھولتا ہوا گرم پانی ساتھ ساتھ ان کے پینے کو ہوگا کھانے پینے کا کمرہ الگ ہوگا یعنی رفرشمنٹ روم۔ بعد کھا اور پی چکنے کے پھر اس رفرشمنٹ روم سے انکی واپسی جہنم کی طرف ہوگی۔ ان کی ایسی سزا کی وجہ کیا ہوگی؟ وجہ یہ کہ انہوں نے اپنے باپ دادا کو گمراہ پایا تو خود بھی ان کے نقش قدم پر لپکے لپکے جاتے رہے۔ یعنی بس سوچے سمجھے ان کی تقلید کرتے رہے حالانکہ ان کو چاہئے تھا کہ سوچتے' غور کرتے کہ عقل اور دین کی بات کیا ہے؟ اور سمجھتے کہ ان فاعلین سے قبل اگلے لوگوں میں بہت سے لوگ گمراہ ہو چکے ہیں پھر یہ کیوں اپنے باپ دادا کے طریق پر قانع ہوئے اور اس کو عقل سے نہ جانچا حالانکہ ہم (خدا) نے ان میں ڈرانے والے لوگ یعنی رسول اور رسولوں کے نائب بھیجے۔ مگر وہ پھر بھی باز نہ آئے۔ پس دیکھو کہ ان ڈرائے ہوئے لوگوں کو انجام کیسا ہوا۔ یہ ہوا کہ سوائے اللہ کے مخلص بندوں کے سب کے سب ہلاک ہوئے اور اپنے کیفر کردار کو پہنچے۔ مثال کے طور پر سنو ہم خدا نے نوح کو رسولوں کر کے بھیجا تو مدت مدید وہ وعظ کہتا رہا مگر آخر کار تنگ آکر ہم کو بوقت مصیبت پکارا اور کہا خداوندا! اب تو ان شریر کافروں کی شرارت حد سے بڑھ گئی ہے۔ بس تو اب ان کو ہلاک کر پس ہم نے اس کی یہ دعا قبول کی۔ کیونکہ نیک بختوں کی دعائیں ہم بہت اچھی طرح قبول کیا کرتے ہیں اور ہم بہت اچھے قبول کرنے والے ہیں اور ہم (خدا) نے اس کو اور اس کے متعلقین کو بڑی گھبراہٹ کے عذاب سے بچایا۔

---

[1] عرب کریہہ المنظر چیز کو رأس الشیطان کہتے تھے۔ (منہ)

وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ ﴿۷۷﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۷۸﴾ سَلٰمٌ عَلٰى

اور اس کے اتباع ہی کو باقی رکھا اور پچھلے لوگوں میں جاری کیا کہ سارے عالم میں

نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۹﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا

نوح پر سلام ہو- ہم نیک لوگوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں وہ ہمارے ایماندار بندوں میں

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۱﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۸۲﴾ وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ﴿۸۳﴾ اِذْ

سے تھا- پھر اوروں کو ہم نے ہلاک کر دیا اور اسی کے گروہ میں سے ابراہیم تھا جب

جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴿۸۴﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۸۵﴾

وہ اپنے پروردگار کی طرف صاف دل کے ساتھ رجوع ہوا یعنی جس وقت اس نے اپنے باپ اور قوم سے کہا کہ کن چیزوں کی تم عبادت

اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ تُرِيْدُوْنَ ﴿۸۶﴾ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۷﴾

کرتے ہو' کیا اللہ کے سوا جھوٹے معبود بناتے ہو؟ تو رب العالمین کی نسبت تمہارا کیا گمان ہے؟

فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ ﴿۸۸﴾

پھر اس نے ستاروں میں نگاہ ڈالی

اور اس قوم میں سے اس نوح کے اتباع ہی کو باقی رکھا اور اس کے مخالفوں کو نیست و نابود[1] کر دیا اور پچھلے لوگوں میں جاری کیا کہ سارے عالم میں نوح پر سلام ہو- اسی لئے حضرت نوح سلام اللہ علیہ کی تعظیم کرنے والے سب دنیا میں موجود ہیں- ہمارے ہاں عام قاعدہ ہے کہ ہم نیک لوگوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں- ان کے دشمن ان کو بدنام کرنے کے اسباب مہیا کرتے ہیں- ہم ان کی نیک شہرت عالم میں پھیلاتے ہیں' آخر کار یہ ہوتا ہے کہ ان کے دشمن سب ناکام رہ کر ذلیل و خوار ہو جاتے ہیں اور ہمارا ارادہ سب پر غالب آتا ہے- نوح سے ایسا برتاؤ اس لئے کیا گیا کہ وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھا- انسانی کمالات میں یہ اعلیٰ درجہ ہے کہ خدا پر ایمان کامل ہو- اس لئے ہم نے اس کو بچایا پھر اوروں کو جو اس کے مخالف تھے ہم نے ہلاک کر دیا کیونکہ وہ بڑے مفسد تھے اور سنو اسی نوح کے گروہ میں سے ابراہیم سلام اللہ علیہ تھا- اس نیک دل فرشتہ سیرت کا قصہ سارا ہی عجیب و غریب ہے خصوصاً جب وہ اپنے پروردگار کی طرف طرف صاف صاف دل کے ساتھ رجوع ہوا یعنی جس وقت اس نے اپنے باپ اور قوم سے کہا کہ کن چیزوں کی تم عبادت کرتے ہو؟ کیا اللہ کے سوا جھوٹے معبود بناتے ہو؟ اگر تم ایسے ہو تو اصل رب العالمین کی نسبت تمہارا کیا گمان ہے؟ پھر اس نے اتفاقیہ[2] آسمان کے ستاروں میں نگاہ ڈالی-

[1] تمام دنیا پر طوفان نوح آنا قرآن و حدیث سے ثابت نہیں بلکہ برعکس ثابت ہے کہ خاص ان لوگوں پر آیا تھا جنہوں نے حضرت نوح کی تکذیب کی تھی- چنانچہ ارشاد ہے ﴿قوم نوح لما كذبو الرسل اغرقنهم﴾ نوح کی قوم نے جب تکذیب کی تو ہم نے ان کو غرق کر دیا پس جنہوں نے تکذیب کی تھی وہی غرق ہوئے ساری دنیا پر نہ آبادی تھی نہ ساری دنیا نے تکذیب کی تھی (منہ)

[2] بعض لوگوں کو خیال ہوا ہے کہ چونکہ لوگ ستارہ پرست تھے اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سیاروں کی طرف دیکھ کر کہا تاکہ ان لوگوں کو یقین ہو کیونکہ وہ ستاروں میں ایسی تاثرات کے قائل تھے مگر دراصل یہ خیال غلط ہے- انبیاء علماء کفار کو غلط خیالات پر قائم نہیں رکھا کرتے نہ صراحتاً نہ اشارتاً بلکہ اصل بات صرف ہے یہ کہ ف کا حرف صرف اس لئے ہوتا ہے کہ اس کے ماقبل کا تحقق مابعد سے پہلے ہونے کا ثبوت ہو- پس کلام کا مطلب اتنا ہے کہ حضرت ابراہیم کے دونوں بلکہ تینوں کلام یکے بعد دیگرے وقوع پذیر ہوئے نہ یہ کہ ان میں سے کوئی دوسرے حصہ کی علت یا سبب ہے اس لئے ہم نے تفسیر میں اتفاقیہ کا لفظ بڑھایا ہے-

فَقَالَ اِنِّیْ سَقِیْمٌ ﴿۸۹﴾ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِیْنَ ﴿۹۰﴾ فَرَاغَ اِلٰۤى اٰلِهَتِهِمْ فَقَالَ

تو کہا میں بیمار ہوں تو وہ اسے چھوڑ کر چلے گئے پھر وہ فوراً ان کے معبودوں کی طرف ... گیا

اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۹۱﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ﴿۹۲﴾ فَرَاغَ عَلَیْهِمْ ضَرْبًۢا بِالْیَمِیْنِ ﴿۹۳﴾

اور کہا تم کھاتے کیوں نہیں؟ تم بولتے کیوں نہیں؟ تو وہ بڑے زور سے ان بتوں کو توڑنے پھوڑنے لگا

فَاَقْبَلُوْۤا اِلَیْهِ یَزِفُّوْنَ ﴿۹۴﴾ قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ ﴿۹۵﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَ

پھر وہ لوگ ابراہیم کی طرف دوڑے آئے- ابراہیمؑ نے کہا کیا تم ایسی چیزوں کو پوجتے ہو جن کو تم لوگ اپنے ہاتھوں سے تراش تراش کر بناتے ہو؟

مَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْیَانًا فَاَلْقُوْهُ فِی الْجَحِیْمِ ﴿۹۷﴾ فَاَرَادُوْا بِهٖ

حالانکہ اللہ نے تم کو اور تمہارے کاموں کو پیدا کیا ان لوگوں نے کہا کہ اس کے لئے ایک بڑا مکان بناؤ پھر اس کو دہکتی ہوئی آگ میں ڈال دو- غرض انہوں نے

كَیْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِیْنَ ﴿۹۸﴾

اس کے حق میں برائی کرنے کا ارادہ کیا ہم نے انہی کو ذلیل کیا

تو کہا میں بیمار ہوں- مخالفوں نے جب یہ سنا تو وہ اسے چھوڑ کر چلے گئے پھر ابراہیم کی بن آئی وہ فوراً ان کے معبودوں کی طرف گیا اور ان کے آگے کھانے کی چیزیں دھری پڑی دیکھ کر کہا اے مصنوعی معبودو! تم کھاتے کیوں نہیں؟ تم بولتے کیوں نہیں؟ یہ سب باتیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فقط ان کی توہین اور تذلیل کرنے کی نیت سے کی تھیں ورنہ اس کو معلوم تھا کہ یہ محض پتھر ہیں نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں نہ اٹھتے ہیں نہ چلتے ہیں اور جب وہ نہ بولے تو وہ بڑے زور سے ان بتوں کو توڑنے پھوڑنے لگا- یہاں تک کہ توڑ پھوڑ کر چور چور کر دیا- پھر تو وہ لوگ ان کے پجاری ابراہیم کی طرف دوڑے آئے کہ ہیں ہیں ابراہیم یہ کیا تم نے غضب کیا- ہمارے معبودوں کو توڑ دیا- ابراہیم نے کہا نادانو! تمہیں سمجھ نہیں کہ ان بیچارے عاجزوں کو معبود بنائے بیٹھے ہو- کیا تم ایسی چیزوں کو پوجتے ہو- جن کو تم لوگ اپنے ہاتھوں سے تراش تراش کر بناتے ہو حالانکہ معبود کے لئے خالق ہونا ضروری ہے- یہ تمہارے معبود تو مخلوق ہوئے یعنی تمہارے بنائے ہوئے- ہاں میرا معبود اللہ ایسا سچا معبود ہے کہ اسی نے تم کو اور تمہارے کاموں کو پیدا کیا- یعنی تم بھی اور تمہارے افعال بھی اسی کے مخلوق اور ماتحت ہیں پھر یہ کیا بے انصافی ہے کہ خدائے خالق کو چھوڑ کر تم مخلوق کی عبادت کرتے ہو- ان لوگوں نے باہمی مشورہ کر کے کہا کہ ہم اس نوجوان پر کسی دلیل کے ساتھ تو غالب آ نہیں سکتے اور یہ قاعدہ تو مسلمہ ہے ؎

چو حجت نماند جفا جوئے را به پیکار گردن کشد روئے را

اس لئے بہتر ہے کہ اس کا ایک دن فیصلہ ہی کیا جائے- پس اس کے لئے ایک بڑا مکان بناؤ اور اس میں بڑی تیز آگ جلاؤ- پھر اس ابراہیمؑ کو اس دہکتی ہوئی آگ میں ڈال دو- ایسا کرنے سے اس کو مزہ آجائے گا یاد کریگا کہ ساری قوم سے بگاڑ کرنا ایسا ہوتا ہے- غرض انہوں نے اس ابراہیم کے حق میں برائی کرنے کا ارادہ کیا کہ آگ میں جل کر مر جائے گا مگر ہم نے انہیں کو مغلوب[1] اور ذلیل کیا

[1] کچھ شک نہیں کہ کید سے مراد اس جگہ وہی ان کی تدبیر ہے جو ﴿القوه فی الجحیم﴾ میں وہ بتلا چکے ہیں- حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آگ کے متعلق آج کل موشگافیاں ہو رہی ہیں' اس لئے پہلے قرآن مجید کے الفاظ پر غور کرنا چاہئے کہ اصل الفاظ سے آگ کا سرد ہونا ثابت ہے یا نہیں- اس تحقیق کے لئے ہمارے خیال میں دو لفظوں پر غور کرنے کی ضرورت ہے اول یہ کہ پروردگار نے فرمایا ہے ﴿یا نار کونی بردا﴾ اس میں کوئی مؤنث مخاطب کا صیغہ ہے

وَقَالَ اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ ﴿۹۹﴾ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۰۰﴾

اور اس نے کہا میں اپنے پروردگار کی راہ میں کسی طرف چلا جاتا ہوں وہ خود ہی مجھے ہدایت کرے گا- اے میرے پروردگار! مجھے صالح اولاد بخش!

فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ ﴿۱۰۱﴾ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْ اَرٰی فِی

پس ہم نے اس کو ایک بڑے بردبار لڑکے کی خوشخبری دی جب وہ لڑکا اس کے ساتھ چلنے پھرنے لگا تو ابراہیم نے کہا اے میرے بیٹے! میں خواب میں دیکھتا ہوں

الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی ؕ قَالَ یٰاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ

کہ میں تجھ کو ذبح کر رہا ہوں پس تو بتلا تیری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا بابا جان! جو کچھ آپ کو حکم ہوتا ہے کیجئے

سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ

ان شاء اللہ آپ مجھ کو

یعنی حضرت ابراہیم سلام اللہ علیہ کو سلامت باکرامت بچالیا وہ آگ سے نکل آیا اور نکل کر اس نے دیکھا کہ قوم کی حالت دگرگوں ہے- اس لئے اس نے سوچا کہ اب میرا یہاں رہنا اچھا نہیں- اپنے ہم خیالوں سے کہا اب میں اپنے پروردگار کی راہ میں کسی طرف چلا جاتا ہوں وہ خود ہی مجھے ہدایت کرے گا کہ مجھے کہاں ٹھہرنا اور کہاں رہنا چاہئے- پس ؎

نہ سدھ بدھ کی لی اور نہ منگل کی لی   نکل شہر سے راہ جنگل کی لی

خیر ابراہیم اپنا وطن چھوڑ کر نکل گیا اور جہاں اس کو امن وامان سے زندگی بسر کرنے کا موقع ملا' بسر کرتا رہا- آخر کار جب وہ بہت بوڑھا ہوا تو اس نے دعا کی اے میرے پروردگار! مجھے صالح اولاد بخش جو میرے کام میں مدد کرے اور میرے پیچھے اس کے بحال رہنے کا باعث ہو- پس ہم (خدا) نے اس کو ایک بڑے بردبار لڑکے کی خوشخبری دی کیونکہ تبلیغ احکام میں بردباری کی بہت ضرورت ہے- اس لئے ہم نے اس کو بردبار لڑکا عطا کیا جس کا نام تھا اسماعیل[1] جب وہ لڑکا اس کے ساتھ چلنے پھرنے لگا یعنی پانچ چھ سال کا ہوا تو ابراہیم نے ایک خواب دیکھا جس کا بیان اپنے صاحبزادہ سے یوں کہا کہ اے میرے بیٹے! میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تجھ کو ذبح کر رہا ہوں چونکہ میرا ضمیر کہتا ہے کہ یہ خواب تاویل طلب نہیں بلکہ صاف صاف ظاہری الفاظ میں مراد ہے اس لئے میں تو اس کو خدائی حکم جانتا ہوں پس تو بتلا تیری کیا رائے ہے؟ وہ بھی تو آخر ابراہیم زادہ تھا جو بحکم ﴿ابن الفقیه نصف الفقیه﴾ ابراہیمی خصائل رکھتا تھا گو عمر میں ہنوز بچہ تھا مگر "ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات" اس لئے اس نے صاف الفاظ میں کہا بابا جان! میرا خیال ہے کہ آپ کو بذریعہ خواب میرے ذبح

جس کا ترجمہ ہے اے آگ! سرد ہو جا- آگ کو سرد ہونے کی بابت کن کے لفظ سے حکم دیا ہے- ایک اور مقام پر عام قاعدہ کے طور پر ارشاد ﴿اذا اراد شیئا ان یقول له کن فیکون﴾ یعنی خدا جب کسی کام کو چاہتا ہے تو اس کو کن کہتا ہے پس وہ ہو جاتا ہے- اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ جس چیز کو کن کے لفظ سے حکم ہو- حکم ہوتے ہی وہ چیز پیدا ہو جاتی ہے اس عام قانون کو ملحوظ رکھ کر جب ہم ابراہیمی نار پر نظر کرتے ہیں تو ہمیں یقین ہو جاتا ہے کہ ابراہیمی آگ ضرور سرد ہوئی ہو گی ورنہ کن سے مکون کا تخلف لازم آئیگا- رہا یہ سوال کہ ایسا ہونا ممکن ہے یا محال- واقعات پر غور کرنے سے پہلے معلوم ہو سکتا ہے کہ ایسے واقعات محال نہیں خدا اپنی مخلوق پر ہر طرح سے تصرف تام رکھتا ہے ﴿وهو القاهر فوق عباده﴾ انہی معنی میں ہیں اس اصول پر مفصل حواشی پہلی جلدوں میں لکھے گئے ہیں- منہ

[1] اس میں اختلاف ہے کہ یہ ذبیح لڑکا کون تھا- اسماعیل یا اسحٰق- فریقین کے اپنے اپنے خیالات ہیں اور اپنے اپنے دلائل مگر یہ آیت قرآنی فیصلہ کرتی ہے کہ یہ لڑکا اسماعیل تھا کیونکہ انہی آیتوں میں اسحٰق کا ذکر ذبیح لڑکے کے بیان کے بعد آتا ہے جس کا شروع یوں ہے ﴿وبشرناه باسحق نبیا﴾ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حلیم اور ذبیح لڑکا اسماعیل تھا اور اسحٰق الگ ہے-

مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ۝ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۝

صابر پاویں گے پس جب وہ دونوں تابعداری پر مستعد ہوئے اور اس کو ماتھے کے بل گرایا اور ہم (خدا) نے اس کو آواز دی کہ اے ابراہیم!

قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ

تو نے اپنا خواب سچا کر دکھایا ہم اسی طرح نیک بندوں کو بدلہ دیا کرتے ہیں یہی ایک بڑی کھلی نعمت

الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ۝ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝

ہے اور ہم (خدا) نے اس کے بدلہ میں بڑی قربانی دی اور پچھلے لوگوں میں ہم نے جاری کیا کہ

سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ۝ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

ابراہیم پر سلام ہم نیک بندوں کو اسی طرح نیک بدلہ دیا کرتے ہیں کچھ شک نہیں کہ وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھا

کرنے کا حکم ہوا ہے پس جو کچھ آپ کو حکم ہوتا ہے کیجئے ان شاء اللہ تعالیٰ مجھ سے بھی کوئی بے صبری یا بے چینی کا ظہور میں نہ آئیگی بلکہ آپ مجھ کو صابر پائیں گے کیونکہ میرا عقیدہ ہے ؎

در مسلخ عشق جز نکو را نکشند لاغر صفتان وزشت خو را نکشند

گر عاشق صادقی زکشتن مگریز مردار بود ہر آنچہ او را نکشند

پس جب وہ دونوں باپ بیٹا خدا کی تابعداری پر مستعد ہوئے اور بہ نیت ذبح کرنے کے ابراہیم علیہ السلام نے اس پیارے بچے کو ماتھے کے بل گرایا تو ہمیں ان کی فرمانبرداری بہت بھلی معلوم ہوئی اور ہم (خدا) نے اس ابراہیم کو آواز دی کہ اے ابراہیم! تو نے اپنا خواب اصلی معنے میں سچا کر دیا۔ جزاک اللہ بارک اللہ۔ شان عاشقی یہی ہے۔ بس اب یہ کمال عاشقی اپنا رنگ لائیگا کہ تو درجہ محبیت سے درجہ محبوبیت میں پہنچے گا۔ یعنی تیرا نام ابراہیم خلیل اللہ ہو گا۔ ہم (خدا) اسی طرح نیک بندوں کو بدلہ دیا کرتے ہیں کہ درجہ محبی سے ترقی دے کر درجہ محبوبیت تک پہنچا دیتے ہیں وہ جس پر پہنچ کر دونوں مراتب محبی اور محبوبی کے جامع ہو جاتے ہیں یعنی ان میں دونوں وصف پیدا ہو جاتے ہیں کہ وہ خدا کو چاہتے ہیں خدا ان کو چاہتا[1] ہے یہی ایک بڑی کھلی نعمت[2] ہے۔ خدا جسے نصیب کرے وہی خوش قسمت ہے اور سنو ابراہیم کے اخلاص کی وجہ سے ہم (خدا) نے اس کے لڑکے اسماعیل کے بدلے میں بڑی قربانی[3] دی یعنی ابراہیم کو حکم دیا کہ اس کے بدلے میں ایک بہت عمدہ موٹی تازی قربانی ذبح کر دے۔ چنانچہ وہی طریق تم مسلمانوں میں مروج ہوا اور ابراہیم کی شان کو ایسا بڑھایا کہ اس سے پچھلے لوگوں میں ہم (خدا) نے یہ دستور جاری کیا کہ ابراہیم کا نام لیتے ہوئے یاذکر خیر کرتے ہوئے یوں کہیں کہ ابراہیم پر سلام یعنی حضرت ابراہیم کا نام عزت سے لیا کریں۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں میں دستور ہے کہ پیغمبروں کے ناموں کے ساتھ علیہ السلام وغیرہ کہتے ہیں۔ ہم (خدا) اپنے نیک بندوں کو اسی طرح نیک بدلہ دیا کرتے ہیں کہ ان کے حاسد تو ان کو بدنام کرنا چاہتے ہیں مگر ہم ان کے خیر خواہ اور محبّ ایسے لوگ پیدا کر دیتے ہیں کہ ان کے مقابلے میں انکے حاسدوں کی آواز بالکل پست ہو جاتی ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ وہ ابراہیم ہمارے (خدا کے) پکے ایماندار بندوں سے تھا۔ بڑا وصف اس میں یہی ایک (ایمان کامل) تھا۔ واقعی بات یہ ہے کہ ایمان کامل ہی ایک بڑا بھاری وصف ہے اس ایک وصف کے ہونے سے تمام کام سیدھے ہو جاتے ہیں اور اسی ایک کے نہ ہونے سے تمام کام بگڑ جاتے ہیں مگر افسوس کہ بہت سے

---

[1] آیت قرآن رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کی طرف اشارہ ہے۔ منہ

[2] بلا کے معنے تکلیف اور نعمت دونوں کے آتے ہیں۔ منہ

[3] بعض مفسرین کا قول ہے کہ یہ دنبہ بہشت سے آیا تھا لیکن یہ ان کا قول کسی آیت یا حدیث صحیح مرفوع سے ثابت نہیں۔ منہ

وَبَشَّرۡنٰهُ بِاِسۡحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيۡنَ ﴿۱۱۲﴾ وَبٰرَكۡنَا عَلَيۡهِ وَعَلٰٓى اِسۡحٰقَ ؕ

اور ہم نے اس کو اسحاق کے نبی اور نیکوں کی جماعت میں ہونے کی خوشخبری دی اور اس پر اور اسحٰق پر بڑی برکت کی اور ان دونوں کی

وَمِنۡ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحۡسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفۡسِهٖ مُبِيۡنٌ ﴿۱۱۳﴾ وَلَقَدۡ مَنَنَّا عَلٰى مُوۡسٰى

اولاد میں نیک بھی ہوئے اور اپنے نفسوں کے حق میں صریح ظالم بھی اور ہم نے موسیٰ اور ہارون پر بھی بڑا

وَهٰرُوۡنَ ﴿۱۱۴﴾ وَنَجَّيۡنٰهُمَا وَقَوۡمَهُمَا مِنَ الۡكَرۡبِ الۡعَظِيۡمِ ﴿۱۱۵﴾ وَنَصَرۡنٰهُمۡ فَكَانُوۡا

احسان کیا اور ان کو اور ان کی قوم کو سخت گھبراہٹ سے نجات دی اور ہم نے ان کی مدد کی تو وہی

هُمُ الۡغٰلِبِيۡنَ ﴿۱۱۶﴾ وَاٰتَيۡنٰهُمَا الۡكِتٰبَ الۡمُسۡتَبِيۡنَ ﴿۱۱۷﴾ وَهَدَيۡنٰهُمَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ﴿۱۱۸﴾

غالب ہوئے اور ہم نے ان دونوں کو روشن کتاب دی اور ان کو سیدھی راہ کی ہدایت کی

وَتَرَكۡنَا عَلَيۡهِمَا فِى الۡاٰخِرِيۡنَ ﴿۱۱۹﴾ سَلٰمٌ عَلٰى مُوۡسٰى وَهٰرُوۡنَ ﴿۱۲۰﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجۡزِى

اور پچھلے لوگوں میں ہم نے جاری کیا کہ موسیٰ اور ہارون پر سلام۔ اسی طرح ہم نیکو کاروں کو

الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴿۱۲۱﴾ اِنَّهُمَا مِنۡ عِبَادِنَا الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۲۲﴾

بدلہ دیا کرتے ہیں کچھ شک نہیں کہ یہ دونوں ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھے

لوگ ایمان کے معنی بھی نہیں جانتے۔ ایمان یہ ہے کہ دینی اور دنیاوی تمام نفع اور نقصانات کا مالک خدا ہی کو جاننا اور دل سے اعتقاد رکھنا کہ اس کی رضا میں بیڑا پار ہے اور اس کی خفگی میں غرقاب ہے۔ اس خیال کو ہر وقت دل میں جمائے رکھنا۔ بس یہ ہے ایمان۔ ایسا ہی ایمان ہمارے ہاں مثمر ہے اگر ایسا نہیں تو بجوئے نارزد (کوڑی کے کام کا نہیں) اور ہماری مہربانی سنو کہ ہم نے اس ابراہیم کو ایک اور بیٹے اسحٰق کے نبی اور نیکوں کی جماعت میں ہونے کی خوشخبری دی یعنی بشارت تولد کے ساتھ ہی بتلادیا کہ وہ نبی ہوگا اور صلحاء کی جماعت کا ایک کامل فرد ہوگا۔ یہ اس لئے بتلایا کہ نیک باپ کو بیٹے کو خوشی اسی حال میں ہوتی ہے جب بیٹا بھی اس کی روش پر ہو۔ باپ کی روش پر نہیں تو بجائے خوشی کے الٹا صدمہ ہوتا ہے۔ اسی لئے ہم نے ابراہیم کو یہ خوشخبری سنائی اور اس ابراہیم پر اور اسحٰق پر بڑی برکت کی اور ان کو بہت بڑھایا۔ ان کی اولاد دنیا معزز قوموں میں شمار ہوئی مگر یہ بھی سن رکھو کہ شیخ سعدی کا قول بالکل سچ ہے ؎

ہنر بنما اگر داری نہ جوہر گل از خارست ابراہیم از آذرب

اس لئے ان دونوں نیک بختوں کی اولاد میں نیک بھی ہوئے اور بداعمالیوں سے اپنے نفسوں کے حق میں صریح ظالم بھی۔ غرض ہر طرح کے لوگ ہوئے یہ اس لئے تم کو بتلاتا ہے کہ تم سمجھ لو کہ کسی بزرگ اور صالح کی اولاد سے ہونے کا فخر بے جا ہے۔ خدا کے ہاں اس کی کوئی قدر نہیں جب تک خوردوں کے اعمال بزرگوں جیسے نہ ہوں۔ اور سنو ہم (خدا) نے انہی کی اولاد میں سے حضرت موسیٰ اور ہارون پر بھی بڑا احسان کیا کہ نبی بنایا اور ان کو اور ان کی قوم بنی اسرائیل کو سخت گھبراہٹ یعنی فرعونی عذاب سے نجات دی اور ہم (خدا) نے ان کی مدد کی تو وہی اپنے دشمنوں پر غالب ہوئے اور ہم نے ان دونوں کو روشن کتاب تورات دی اور ان کو سیدھی راہ کی ہدایت کی۔ ایسی کہ وہ خود لوگوں کے ہادی بنے اور ان کے بعد پچھلے لوگوں میں ہم نے یہ دستور جاری کیا کہ موسیٰ اور ہارون پر سلام یعنی ان کا ذکر اور نام عزت اور دعائے خیر سے لیتے ہیں۔ اسی طرح ہم نیکو کاروں کو بدلہ دیا کرتے ہیں کہ دنیا میں انکا نام عزت کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ کچھ شک نہیں کہ یہ دونوں حضرات موسیٰ اور ہارون علیہما السلام ہمارے (خدا) کے ایماندار بندوں میں سے تھے۔

وَإِنَّ إِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۞ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَلَا تَتَّقُونَ ۞ أَتَدْعُونَ

اور الیاس خدا کے مرسلوں میں سے تھا جب اس نے اپنی قوم سے کہا کیا تم لوگ ڈرتے نہیں؟ کیا تم بعل سے دعائیں

بَعْلًا وَتَذَرُونَ أَحْسَنَ الْخَالِقِينَ ۞ اللَّهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ ۞

مانگتے ہو اور سب سے بہتر خالق یعنی اللہ کو چھوڑتے ہو' جو تمہارا اور تمہارے باپ دادا کا پروردگار ہے تو انہوں نے اس کی

فَكَذَّبُوهُ فَإِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ ۞ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ۞ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ

ایک نہ مانی پس وہ دوزخ میں حاضر کئے گئے ہاں اللہ کے مخلص بندے بچے رہیں گے اور الیاس کے لئے پچھلے لوگوں

فِي الْآخِرِينَ ۞ سَلَامٌ عَلَىٰ إِلْ يَاسِينَ ۞ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۞

میں جاری کیا کہ الیاس پر سلام ہم نیکوکاروں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں-

إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ۞ وَإِنَّ لُوطًا لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۞ إِذْ نَجَّيْنَاهُ

تحقیق وہ ہمارے نیک بندوں میں سے تھا اور کچھ شک نہیں کہ لوط ہمارے رسولوں میں سے تھا جب ہم نے اس کو

وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ۞ إِلَّا عَجُوزًا فِي الْغَابِرِينَ ۞ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْآخَرِينَ ۞ وَإِنَّكُمْ

اور اس کے متعلقین کو بچا لیا بجز ایک بوڑھی عورت کے جو پیچھے رہنے والوں میں تھی اور باقی سب کو ہلاک کر ڈالا تم لوگ صبح و شام

لَتَمُرُّونَ عَلَيْهِمْ مُصْبِحِينَ ۞ وَبِاللَّيْلِ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۞

کے وقت ان پر گذرا کرتے ہو' کیا پھر بھی تم سمجھتے نہیں؟

اسی طرح اور بھی کئی ایک لوگ خدا کے بندوں میں قابل ذکر تھے- مثلاً حضرت الیاس بھی خدا کے مرسلوں میں سے تھا- اس کی زندگی کے واقعات عموماً دلچسپ ہیں خصوصاً وہ وقت تو عجیب تھا جب اس نے اپنی قوم سے کہا کیا تم لوگ اللہ کی بے فرمانی کرنے سے ڈرتے نہیں؟ کیا تم بعل[1] جیسے بے جان بت سے دعائیں مانگتے ہو اور سب سے بہتر خالق یعنی اللہ کو چھوڑتے ہو جو تمہارا اور تمہارے باپ دادا کا پروردگار ہے باوجودیکہ یہ تقریر حضرت الیاسؑ کی بالکل صاف اور مدلل تھی مگر ان جاہلوں کو کوئی اثر نہ ہوا' تو انہوں نے اس کی ایک نہ مانی پس نتیجہ اسکا یہ ہو گا کہ وہ سب کے سب دوزخ میں حاضر کئے گئے- ہاں جو اللہ کے مخلص بندے ہونگے وہ بچیں رہیں گے- اس لیے ہم نے ان سب کو تباہ کیا اور الیاس کے لئے پچھلے لوگوں میں یہ طریق جاری کیا کہ نام کے ساتھ الیاس پر سلام کہیں اور تعظیم کے ساتھ نام لیں- یہ بھی قبولیت کی علامت ہے- ہم نیکوکاروں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں کہ نیک لوگوں میں ان کی عزت اور قبولیت ہوتی ہے- تحقیق وہ الیاس علیہ السلام ہمارے مومن بندوں میں سے تھا اور بس یہی اس کا کمال تھا اور بھی ایک بزرگ کا قصہ سنو کچھ شک نہیں کہ لوط سلام اللہ علیہ بھی ہمارے رسولوں میں سے تھا- اس کی زندگی میں عجیب تر واقعہ اس وقت کا ہے جب ہم نے اس کو اور اس کے تمام متعلقین کو بچا لیا بجز ایک بوڑھی عورت یعنی اس کی بیوی کے جو بوجہ اپنے کفر کے عذاب میں پیچھے رہنے والوں میں سے تھی' باقی سب دینی تعلق رکھنے والوں کو نجات دی اور باقی سب مخالفین کو ہلاک کر ڈالا- تم عرب کے لوگ سفر کرتے ہوئے صبح و شام کے وقت عموماً ان کی بستیوں پر گزارتے ہیں کیا پھر بھی تم سمجھتے نہیں کہ برائی کا انجام برا ہے اور بھلائی کا نتیجہ ہمیشہ بھلا ملتا ہے؟

---

[1] بعل ان کے بت کا نام تھا جیسے ہندوؤں کے بتوں کے نام الگ ہیں-

وَاِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۴۰﴾ فَسَاهَمَ

اور یونس بھی اللہ کے رسولوں میں سے تھا جب وہ کشتی پر لپکا تو اس نے ان کے ساتھ قرعہ اندازی کی تو وہ اس میں مغلوب

فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِيْمٌ ﴿۱۴۲﴾ فَلَوْلَآ اَنَّهٗ

ہو گیا- پس مچھلی نے اس کو لقمہ بنالیا اور وہ شرمندہ تھا اگر وہ خدا کی تسبیح نہ کرتا

كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ﴿۱۴۳﴾ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴۴﴾ فَنَبَذْنٰهُ

تو اس کے پیٹ ہی میں قیامت تک پڑا رہتا- پس ہم نے اس کو کھلے میدان میں ڈال دیا اس حال میں کہ وہ بہت کمزور تھا اور

بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ ﴿۱۴۵﴾ وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ ﴿۱۴۶﴾ وَاَرْسَلْنٰهُ

ہم نے اس کے قریب ایک درخت اگا رکھا تھا جو کدو کی بیل سے ڈھکا تھا اور ہم نے اس کو لاکھ

اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ﴿۱۴۷﴾

سے زیادہ آدمیوں کی طرف رسول کر کے بھیجا

اور سنو یونس نبی علیہ السلام بھی اللہ کے رسولوں میں سے تھے-اس کی زندگی کے واقعات میں وہ واقعہ خصوصیت سے قابل ذکر ہے جب وہ کسی کام کے لئے کشتی پر بیٹھنے کو لپکا تو اتفاقیہ کشتی رکی- کشتی والوں میں دستور تھا کہ ایسے موقع پر وہ قرعہ اندازی کرتے جس کے نام کا قرعہ نکلتا وہ کشتی سے دریا میں کود پڑتا-وہ سمجھتے تھے کہ ایک آدمی کا گر پڑنا اس سے بہتر ہے کہ کشتی کے سارے سوار ڈوبیں-اسی اصول کے مطابق انہوں نے قرعہ ڈالا جن میں یونسؑ بھی تھا' اس لئے کہنا بجا ہوا کہ اس نے ان کے ساتھ قرعہ اندازی کی تو وہ اس میں مغلوب ہو گیا یعنی قرعہ اسی کے نام کا نکلا جس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ وہ دریا میں کود پڑتا چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا پس گرتے ہی مچھلی نے اس کو لقمہ بنالیا اور وہ اپنے کئے پر شرمندہ تھا کیونکہ اس نے خدا کی بے اجازت ہجرت کی اور بے حکم قرعہ ڈالا مگر وہ تسبیح و تقدیس کرتا رہا اگر وہ اس حالت میں خدا کے نام کی تسبیح و تقدیس نہ کرتا یعنی اللہ تعالیٰ کو پاک ناموں سے یاد نہ کرتا تو اس مچھلی کے پیٹ ہی میں قیامت تک پڑا رہتا[1] وہیں سڑ جاتا- پس اس تسبیح کی برکت سے ہم نے مچھلی کے پیٹ سے نکال کر اس کو کھلے میدان میں ڈال دیا' اس حال میں کہ وہ کمزور اور نڈھال تھا اور ہم نے اس کے قریب کر کے ایک درخت اگا رکھا تھا جو کدو کی بیل سے ڈھکا[2] تھا جس کے سایہ میں حضرت یونس کو راحت ملی اور وہ صحت یاب ہوا- بعد صحت ہم نے اس کو اس کی قوم کے لاکھ سے زیادہ آدمیوں کی طرف رسول کر کے بھیجا جس قوم نے پہلے

[1] حضرت یونس کے دریا میں جانے کا سبب اور دریا میں تکلیف پہنچنے کی وجہ کیا پیش آئی اس کی تفصیل سورہ انبیاء میں آئی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں ﴿و ذا النون اذ ذھب مغاضبا فظن ان لن نقدر علیه فنادیٰ فی الظلمٰت ان لا اله الا انت سبحانك انی كنت من الظالمین﴾ یعنی حضرت یونس علیہ السلام اپنی قوم کی روگردانی اور انکار دیکھ کر نکل گئے وہ سمجھے کہ ہم (خدا) ایسا کرنے میں ان پر سخت گیری نہ کریں گے یعنی کسی تکلیف میں مبتلا نہ کریں گے مگر چونکہ ہماری اجازت کے بغیر وہ گئے تھے اس لئے ہم نے ان پر سخت گیری کی جس کی صورت یہ ہوئی کہ ہم نے ان کو مچھلی کے پیٹ میں ڈال دیا وہاں وہ تسبیح پڑھتے رہے جس کی برکت سے نجات یاب ہوئے-یہ ہے اصل وجہ حضرت یونس کے ابتلاء کی اور ابتلاء کے بعد نجات کی- فالحمد للہ- منہ

[2] اس آیت میں ایک سخت مشکل ہے کہ کدو کی بیل بلند نہیں ہوتی بلکہ زمین پر پھیلتی ہے اس لیے اس کا سایہ نہیں ہو سکتا نیز شجر تنادار درخت کو کہتے ہیں اور کدو تنادار نہیں ہوتا- تیسری مشکل یہ ہے کہ علیہ کے معنے اوپر ہیں یہ اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ درخت حضرت یونس کے جسم پر اگا ہوا ان تمام مشکلات کے حل کی طرف اشارہ کیا گیا ہے- منہ

فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۱۴۸﴾ فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ ﴿۱۴۹﴾

پھر وہ ایمان لے آئے پس ہم نے ان کو ایک مقررہ وقت تک آسودگی سے گذارہ دیا پس تو ان سے دریافت کر کیا پروردگار کے لئے لڑکیاں ہیں اور ان کے لئے

اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمْ شٰهِدُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾

لڑکے؟ کیا ان کے سامنے ہم نے فرشتوں کو مؤنث بنایا تھا؟ یاد رکھو کہ یہ لوگ محض اپنی معمولی دروغ گوئی سے ایسا کہتے ہیں

وَلَدَ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ﴿۱۵۳﴾ مَا لَكُمْ

کہ خدا نے اولاد جنی ہے اور یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ کیا خدا نے بیٹوں پر بیٹیوں کو ترجیح دی ہے؟ تمہیں کیا ہوا؟ کیسے

كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۵﴾ اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵۶﴾ فَاْتُوْا

حکم لگاتے ہو؟ کیا تم سمجھتے نہیں ہو؟ کیا تمہارے پاس کوئی روشن دلیل ہے؟ سچے ہو تو

بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۵۷﴾ وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ؕ وَ

اپنی کتاب لاؤ اور انہوں نے خدا میں اور جنات میں ناطہ مقرر کر رکھا ہے

لَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ

حالانکہ جن خود بھی جانتے ہیں

اس کا انکار اور تکذیب کی تھی پھر وہ ایمان لے آئے پس ہم نے ان کو ایک مقررہ وقت تک آسودگی سے گزارہ دیا۔ اسی طرح کئی ایک واقعات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ خدائے تعالیٰ اپنے کاموں میں خود مختار ہے' وہ کسی دوسرے کا محتاج نہیں۔ نہ اسکی کوئی اولاد ہیں نہ شریک پس تو اے نبی! ان سے دریافت تو کر کہ تم جو فرشتوں کو خدا کی لڑکیاں خیال کرتے ہو حالانکہ صنف نساء تمہارے نزدیک بالکل بے کار چیز ہے تو کیا پروردگار کے لئے لڑکیاں[1] جو بے کار چیز ہیں اور ان کہنے والوں کیلئے لڑکے واہ یہ عجب تقسیم ہے حالانکہ زبردست کو زبردست اولاد ہوتی ہے اور کمزور کو کمزور مگر یہ لوگ خود تو لڑکیوں کو پسند نہ کریں اور خدا کی نسبت یہ اعتقاد رکھیں کہ فرشتے اس کی لڑکیاں ہیں ان سے کوئی پوچھے کیا ان کے سامنے ہم نے فرشتوں کو مؤنث بنایا تھا یعنی یہ لوگ جو فرشتوں کو مؤنث تصور کرتے ہیں تو ان کو اس کا علم کس طرح ہوا؟ کسی سمعی شہادت سے ہوا یا رؤیت سے سمعی شہادت سے تو ہے نہیں کیونکہ کسی الہامی نوشتہ سے ایسا ملتا نہیں ہاں عینی رؤیت کی شہادت ہو تو بتلادیں لیکن وہ بھی نہیں پس مسلمانو! یاد رکھو یہ لوگ محض اپنی معمولی دروغ گوئی سے ایسا کہتے ہیں کہ خدا نے اولاد جنی ہے کچھ شک نہیں کہ یہ لوگ ایسا کہنے میں جھوٹے ہیں کیا خدا نے اپنے لئے بیٹوں پر بیٹیوں کو ترجیح دی ہے؟ حالانکہ دنیا میں سب لوگ بیٹوں کو چاہتے ہیں اے لوگو! تمہیں کیا ہوا کیسے بیہودہ حکم لگاتے ہو؟ کیا تم سمجھتے نہیں ہو؟ کیا ایسا کہنے پر تمہارے پاس کوئی روشن دلیل ہے؟ سچے ہو تو اپنی کتاب لاؤ جس میں ایسی دلیل لکھی ہو اور انکی بیہودگی سنو کہ انہوں نے[2] یعنی ان میں سے بعض نے خدا میں اور جنات میں ناطہ مقرر کر رکھا ہے عجب فلسفی دماغ ہیں کہ جو چیز انکی نگاہ میں نہیں آتی ان کو خدا کا ناطہ دار بناتے ہیں حالانکہ جن خود بھی اس سے انکاری ہیں کیونکہ وہ بھی اپنے آپ کو خدا کی مخلوق سمجھتے ہیں اور وہ جانتے ہیں یعنی ان میں سے ایماندار اسکا اعتقاد رکھتے ہیں

---

[1] عرب جاہلیت میں یہ اعتقاد تھا کہ فرشتے چونکہ نظروں سے مستور ہیں لہٰذا وہ مؤنث ہیں اور مؤنث پر تفریع کرتے تھے کہ خدا کی بیٹیاں ہیں' ان کے اس بدعقیدہ کی اصلاح قرآن مجید کے متعدد مواقع پر کی گئی ہے مجملہ ایک مقام یہ ہے۔ منہ

[2] جیسے فرشتوں کو خدا کی لڑکیاں کہتے ہیں جنوں کو بھی خدا کے لڑکے کہتے تھے ان کی اصلاح کے لیے یہ آیت نازل ہوئی۔ منہ

إِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ ﴿۱۵۸﴾ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿۱۵۹﴾ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ﴿۱۶۰﴾

کہ وہ بھی خدا کے حضور پیش کئے جائیں گے' خدا ان کے ایسے بیانات سے پاک ہے' ہاں جو اللہ کے مخلص بندے ہیں وہ ایسے نہیں-

فَإِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ ﴿۱۶۱﴾ مَا أَنتُمْ عَلَيْهِ بِفَاتِنِينَ ﴿۱۶۲﴾ إِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ

پس تم اور تمہارے معبود سوا اس کے جو جہنم میں جانے والا ہو کسی کو گمراہ نہیں کر

الْجَحِيمِ ﴿۱۶۳﴾ وَمَا مِنَّا إِلَّا لَهُ مَقَامٌ مَّعْلُومٌ ﴿۱۶۴﴾ وَإِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُّونَ ﴿۱۶۵﴾

سکتے- ہم میں سے ہر ایک کا ایک مقام ہے اور ہم خدا کے سامنے صف بستہ رہتے ہیں

وَإِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُونَ ﴿۱۶۶﴾ وَإِن كَانُوا لَيَقُولُونَ ﴿۱۶۷﴾ لَوْ أَنَّ عِندَنَا ذِكْرًا

اور ہم تسبیحیں پڑھتے ہیں یہ لوگ کہا کرتے تھے کہ اگر ہمارے پاس پہلے لوگوں سے نصیحت

مِّنَ الْأَوَّلِينَ ﴿۱۶۸﴾ لَكُنَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ﴿۱۶۹﴾ فَكَفَرُوا بِهِ فَسَوْفَ

پہنچی ہوتی تو ہم اللہ کے مخلص بندے ہوجاتے' سو اب اس کے منکر ہوئے- پس آپ ہی جان

يَعْلَمُونَ ﴿۱۷۰﴾ وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ ﴿۱۷۱﴾ إِنَّهُمْ لَهُمُ

جائیں گے ہمارا اپنے مرسلین کے حق میں فیصلہ ہوچکا ہے کہ آخرکار ان کو

الْمَنصُورُونَ ﴿۱۷۲﴾ وَإِنَّ جُندَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ ﴿۱۷۳﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتَّىٰ حِينٍ ﴿۱۷۴﴾

مدد پہنچتی ہے اور ہماری فوج ہی غالب آتی ہے پس تو ایک وقت تک ان سے روگردانی کر

کہ ایک روز وہ بھی خدا کے حضور پیش کئے جائیں گے- خدا تعالیٰ ان مشرکوں کے ایسے بیانات سے پاک ہے' ہاں جو اللہ کے مخلص بندے ہیں وہ ایسے نہیں- نہ ایسی بیہودہ گوئی کیا کرتے ہیں نہ ایسے عقیدے رکھتے ہیں بلکہ وہ سیدھے سادھے طور پر خدا کو مانتے ہیں پس بطور عبرت تم مسلمانو! ان مشرکوں کو کہو کہ اے مشرکو! سنو تم اور تمہارے معبود یعنی گرو اور پیر جو تم کو شرک کی تعلیم دیتے ہیں اور تم اس تعلیم کو مان کر شرک کرتے ہو گویا تم انہی کی عبادت کرتے ہو تم سب مل کر خواہ کتنا ہی زور لگاؤ ان تھک کوشش کرو سواء اس بدبخت کے جو بدیہی طور پر جہنم میں جانے والا ہو کسی صاف دل آدمی کو گمراہ نہیں کر سکتے کیونکہ تمہارے خیالات ایسے کمزور اور واہیات ہیں کہ ادنیٰ عقل کا آدمی بھی ان کو نہیں مان سکتا- دیکھو ہم نے فرشتوں کا بیان تم کو سناتے ہیں کہ وہ خود باوجود عظمت اور بزرگی کے اس بات کے قائل ہیں کہ ہم فرشتوں[1] میں سے ہر ایک کا ایک مقام ہے جس سے وہ بڑھ نہیں سکتے اور ہم اپنی اپنی عبادت گاہوں میں خدا کے سامنے صف بستہ رہتے ہیں اور ہم سب خدا کی تسبیحیں پڑھتے ہیں- پھر بھی یہ لوگ ہم (فرشتوں) کو خدا کی اولاد جانتے ہیں اور قرآنی تعلیم سے انکار کرتے ہیں حالانکہ یہ لوگ کہا کرتے تھے کہ اگر ہمارے پاس پہلے لوگوں سے نصیحت پہنچی ہوتی تو ہم نیکے اور سچے اللہ کے مخلص بندے ہو جاتے- سو اب یہ کتاب ان کے پاس آئی تو اس سے منکر ہو گئے پس آپ ہی جان جائیں گے کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے اسی دنیا میں ذلیل و خوار ہوں گے اور آخرت میں بھی رسوا- کیونکہ ہمارا (خدا کا) اپنے مرسلین بندوں کے حق میں فیصلہ ہو چکا ہے کہ آخر کار ان کو مدد پہنچتی ہے اور ہماری فوج (دیندار جماعت) ہی غالب آتی ہے خواہ چند روزہ تکلیف کے بعد-

[1] قرآن مجید کا طرز نزول مختلف قسم کا ہے کبھی تو بصیغہ خطاب نبی کو حکم ہے کہ لوگوں سے ایسا کہو کبھی نبی کی زبانی حکایت ہے یہاں اس آیت میں فرشتوں کی طرف سے کلام منقول ہے تاکہ مشرکوں کے خیال کی اصلاح ہو- منہ

وَ اَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷۵﴾ اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۱۷۶﴾ فَاِذَا نَزَلَ

اور ان کو دیکھتا رہ وہ بھی اپنا انجام دیکھیں گے- پھر کیا ہمارا عذاب جلد چاہتے ہیں؟ جب وہ عذاب ان کی

بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۱۷۷﴾ وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۱۷۸﴾ وَّ

آنکھوں میں اترا تو جن لوگوں کو عذاب سے ڈرایا گیا ہے ان کا حال برا ہوگا اور ایک قریب وقت تک ان سے روگردانی کر اور

اَبْصِرْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷۹﴾ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَ

دیکھتا رہ پس وہ بھی دیکھ لیں گے تیرا پروردگار جو بڑی عزت والا ہے ان کی بے ہودگی سے پاک ہے اور رسولوں

سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾

پر سلام اور تعریفات جملہ کا مالک خدا ہے جو تمام جہان کا پروردگار ہے

سورت صٓ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِى الذِّكْرِ ﴿۱﴾ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِىْ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ ﴿۲﴾ كَمْ

میں اللہ بڑا صادق ہوں قسم ہے نصیحت والے قرآن کی بے شک وعدہ الٰہی سچ ہے مگر کافر لوگ ناحق کی ہیکڑی اور مخالفت میں ہیں ہم نے کئی

اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ ﴿۳﴾

قومیں ان سے پہلے ہلاک کر دیں تو وہ چلائے لیکن مخلصی کا وقت باقی نہ رہا تھا

ہی ایسا ہو- پس تو اے نبی! ایک وقت تک ان سے روگردانی اور صبر سے خاموش رہ کر ان کو دیکھتا رہ- وہ بھی اپنا کام انجام دیکھیں گے- کیا ان کو معلوم نہیں کہ مؤاخذہ خداوندی کی تاب ان میں نہیں- پھر کیا ہمارا عذاب جلد از جلد چاہتے ہیں یاد رکھیں جب وہ عذاب ان کے آنکھوں میں یعنی ان کے قرب وجوار میں اترا جن لوگوں کو عذاب سے ڈرایا گیا ہے ان کا حال برا ہو جائیگا- پس تو صبر کر اور ایک قریب وقت تک ان سے روگردانی کر اور دیکھتا رہ پس وہ بھی دیکھ لیں گے کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے- تیرا پروردگار جو بڑی عزت والا ہے ان کی بے ہودہ گوئی سے جو یہ لوگ اللہ کی نسبت کہتے ہیں پاک ہے اور اللہ کے رسولوں کو کارخانہ الٰہی میں کوئی حصہ نہیں- بجز اس کے کہ ان پر درود وسلام ہے اور تعریفات جملہ کا مالک خدا ہے جو تمام جہان کا پروردگار ہے فالحمدللہ رب العالمین

سورۃ صٓ

لوگو سنو! میں اللہ بڑا صادق القول ہوں- مجھے قسم ہے اس نصیحت والے قرآن کی بیشک وعدہ الٰہی کی خبر سچ ہے مگر کافر لوگ ناحق کی ہیکڑی (غرور) اور مخالفت میں ہیں سو اس کا بد نتیجہ پاویں گے- ہم (خدا) نے کئی قومیں ان سے پہلے ہلاک کر دیں تو وہ اس وقت بڑے زور سے چلائے لیکن مخلصی کا وقت باقی نہ رہا تھا- ہر ایک کام کا وقت ہوتا ہے وہ وقت اگر ٹل جائے تو پھر کچھ بھی نہیں- خدائی قانون کے مطابق عذاب آنے سے پیشتر اگر توبہ کی جائے تو ٹل جاتا ہے ورنہ نہیں- یہ عرب کے لوگ بھی اپنے حق میں یہی چاہتے ہیں کہ عذاب جلدی آئے-

وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ ۫ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴿۴﴾

اور ان کو تعجب ہوتا ہے کہ ان کے پاس انہی میں سے ایک آدمی سمجھانے والا آیا۔ اور منکر کہتے ہیں کہ یہ جادوگر ہے بڑا جھوٹا۔ اس نے

اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ﴿۵﴾ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ

تمام معبودوں کو چھوڑ کر ایک ہی کو لے لیا ہے کچھ شک نہیں کہ یہ عجیب بات ہے ان میں سے ایک جماعت یہ کہتی

اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓی اٰلِهَتِكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ ﴿۶﴾ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا

ہوئی چلی جاتی ہے کہ چلو میاں اپنے معبودوں پر جمے رہو یہ تو محض ایک ہوس ہے۔ ہم نے پہلے لوگوں میں کبھی یہ

فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۚ اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ﴿۷﴾ ءَاُنْزِلَ عَلَیْهِ الذِّكْرُ مِنْ بَیْنِنَا ؕ

نہیں سنا بے شک یہ محض من گھڑت بات ہے۔ کیا ہم میں سے اسی پر نصیحت آمیز کلام نازل ہوا ہے؟

بَلْ هُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِیْ ۚ بَلْ لَّمَّا یَذُوْقُوْا عَذَابِ ﴿۸﴾ اَمْ عِنْدَهُمْ

بلکہ ان کو میرے ذکر سے انکار ہے بلکہ ابھی تک انہوں نے میرا عذاب نہیں چکھا۔ کیا تمہارا پروردگار جو بڑا

خَزَآئِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِیْزِ الْوَهَّابِ ﴿۹﴾ اَمْ لَهُمْ مُّلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا ۫

غالب اور فیاض ہے اس کی رحمت کے خزانے ان کے پاس ہیں؟ کیا آسمانوں زمینوں اور ان کے درمیان کی چیزوں کے اختیارات انہی کو حاصل

اور تو کچھ نہیں ان کو اس بات سے تعجب ہوتا ہے کہ ان کے پاس انہی میں سے ایک آدمی علیہ السلام سمجھانے والا آیا اسی لئے اس کی مخالفت پر تلے بیٹھے ہیں اور منکر جب دیکھتے ہیں کہ باوجود ہماری مخالفت کے لوگوں پر اس کا اثر ہوتا ہے تو عام لوگوں کو بدگمان کرنے کے لئے کہتے ہیں کہ یہ شخص جادوگر ہے اور نبوت کے دعوے میں بڑا جھوٹا ہے۔ کیا اس کے...... جھوٹ کی دلیل ایک یہی کافی نہیں کہ اس نے تمام معبودوں کو چھوڑ کر ایک ہی کو لے لیا ہے بس اسی کا گیت گاتا ہے اسی کے راگ الاپتا ہے اور کسی کو جانتا بھی نہیں حالانکہ ہم لوگ مدت سے ایسا سنتے آئے کہ دنیا کا انتظام کئی ایک معبودوں کے ہاتھ میں بٹا ہوا ہے۔ کچھ شک نہیں کہ اس کا یہ خیال عجیب بات ہے جو بات دنیا بھر میں کوئی نہیں کہتا یہ کہتا ہے یہ کہہ کر ان میں سے ایک جماعت یہ کہتی ہوئی چلی جاتی ہے کہ چلو میاں اپنے قدیمی معبودوں پر جمے رہو۔ یہ اس کا خیال تو محض ایک ہوس ہے۔ ہم نے تو پہلے لوگوں اپنے آباؤ اجداد میں یہ کبھی نہیں سنا جو یہ مدعی نبوت کہتا ہے۔ پس بے شک یہ محض من گھڑت بات ہے۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ دنیا بھر میں ایک یہی ایسا ممتاز ہو کر نبوت کے درجہ تک پہنچ جائے کیا ہم میں کوئی رئیس نہیں۔ معزز نہیں جو نبوت و رسالت پا سکے پھر کیا سبب ہے کہ ہم میں سے اسی پر نصیحت آمیز کلام نازل ہوا ہے۔ کیا ہم نے کوئی چوری کی تھی۔ کیا ہم شریف خاندان کے نہ تھے۔ کیا ہم قریش نہ تھے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ان کو میرے (خدا کے) ذکر اور نصیحت سے انکار ہے یہ مانتے ہی نہیں کہ کوئی کلام ہدایت نظام بغرض رفاہ عام خدا کے ہاں سے نازل ہوتا ہے بلکہ یہ سرے سے منکر ہیں کیونکہ ابھی تک انہوں نے میرا عذاب نہیں چکھا۔ بھلا یہ جو خدائی کاموں میں دخل دیتے ہیں اور خدائی تقسیم پر معترض ہوتے ہیں کہ یہ کیوں نبی ہوا اور ہم کیوں نہ ہوئے۔ کیا تمہارا پروردگار جو بڑا غالب اور بڑا فیاض ہے۔ اس کی رحمت کے خزانے ان کے پاس ہیں کہ ان سے اجازت لے کر وہ تقسیم کرے۔ پھر وہ غالب اور فیاض ہی کیا ہوا۔ یہ نادان جانتے ہی نہیں کہ اس کا غلبہ اور فیاضی اسی بات کی متقضی ہے کہ وہ جس کو چاہے جو چاہے دیدے روکنے والا اور پوچھنے والا کون؟ کیا زمینوں آسمانوں اور ان کے درمیان کی چیزوں کے اختیارات انہی معترضین کو حاصل ہیں؟

فَلْيَرْتَقُوْا فِي الْاَسْبَابِ ⑩ جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ ⑪ كَذَّبَتْ

ہیں پھر تو آسمان کی طرف سیڑھیوں پر چڑھ جائیں؟ گذشتہ گروہوں میں سے یہ بھی ایک شکست یافتہ گروہ ہے- ان سے پہلے نوح کی

قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ ذُو الْاَوْتَادِ ⑫ وَثَمُوْدُ وَقَوْمُ لُوْطٍ وَّاَصْحٰبُ

قوم نے' عاد کی قوم نے' بڑی قوت والے فرعون نے' قوم ثمود' قوم لوط اور ایکہ والوں نے جھٹلایا تھا

لْئَيْكَةِ ؕ اُولٰٓئِكَ الْاَحْزَابُ ⑬ اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ⑭

یہی تو برباد شدہ گروہ ہیں ہر ایک نے رسولوں کی تکذیب کی تھی پھر میرا عذاب ان پر واجب ہو گیا

وَمَا يَنْظُرُ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ ⑮ وَقَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ

یہ بھی تو صرف ایک آواز کے انتظار میں ہیں آواز میں وقفہ نہ ہوگا اور کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار جو کچھ

لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ⑯ اِصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا

ہماری قسمت میں لکھا ہے وہ یوم حساب سے پہلے جلدی جلدی ہم پر وارد کر دے- جو کچھ بھی یہ یہ لوگ کہتے ہیں ان پر صبر کر اور ہمارے نیک بندے داؤد کو یاد

دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ ۚ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ⑰ اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ

کیا کر جو بڑی قوت کا آدمی تھا بے شک وہ خدا کی طرف رجوع تھا ہم نے بڑے بڑے پہاڑوں کو مسخر کر دیا تھا کہ اس کے ساتھ صبح وشام

وَالْاِشْرَاقِ ⑱

تسبیحیں پڑھا کریں

پھر تو آسمان کی طرف سیڑھیوں پر چڑھ جائیں اور آسمانی فیضان کو بند کر دیں- یہ ہیں کیا؟ بقول

کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا!

گذشتہ زمانے کے تباہ شدہ گروہوں میں سے یہ بھی ایک شکست یافتہ ذلیل ترین گروہ ہے اور بس اس سے زیادہ نہیں چند ہی روز میں ان کی اکڑفوں ختم ہونے کو ہے- جس طرح ان سے پہلے نوح کی قوم نے' عاد کی قوم نے' بڑی قوت والے فرعون نے' قوم ثمود قوم لوط اور ایکہ والوں نے جھٹلایا تھا- یہ بھی جھٹلا رہے ہیں جس طرح ان پر عذاب آیا تھا ان پر بھی آئے گا- کیونکہ یہ تو برباد شدہ گروہ ہیں جن کے یہ لوگ آج بقیۃ السیف اور تکذیب حق میں تابع ہیں- جتنے یہ لوگ ہیں گو ان میں ان میں بہت سے امور میں اختلاف بھی تھا- مگر اتنے حصے میں سب شریک تھے کہ ان میں سے ہر ایک نے رسولوں کی تکذیب کی تھی پھر میرا عذاب ان پر واجب ہو گیا- اب جو یہ لوگ شوروشغب کر رہے ہیں یہ بھی تو صرف ایک آواز کے انتظار میں ہیں جیسی پہلے لوگوں پر آئی تھی اور وہ ہلاک ہو گئے تھے یاد رکھیں اس آواز میں وقفہ نہ ہو گا یعنی جب وہ آوے گی تو ایک دم فنا کر دے گی اور سنو! ان کی حماقت کا یہ حال ہے کہ کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار جو کچھ ہماری قسمت کا لکھا عذاب ہے وہ یوم الحساب سے پہلے اسی دنیا میں جلدی جلدی ہم پر وارد کر دے- یہ سن کر تیری طبیعت پر ایک گونہ اثر ہوتا ہے اور تو ان کی مخالفت کو خیال میں لاتا ہے اس لئے ہم تجھے ہدایت کرتے ہیں کہ تو ان باتوں کا ہرگز خیال نہ کرنا جو کچھ بھی یہ لوگ کہتے ہیں ان پر صبر کر اور اگر طبیعت کو کبھی ملال ہو تو ہمارے نیک بندے داؤد سلام اللہ علیہ کو یاد کیا کر جو بڑی قوت اور ہمت کا آدمی تھا عبادت میں بھی چست اور جہاد میں بھی مضبوط بے شک وہ اللہ کی طرف رجوع تھا کوئی کام ہو وہ اس کی انجام دہی میں اللہ ہی سے امیدوار رہتا تھا ہم (خدا) نے بڑے بڑے پہاڑوں کو مسخر کیا تھا کہ اس کے ساتھ صبح شام تسبیح پڑھا کریں عجب

وَالطَّيْرَ مَحْشُورَةً ۭ كُلٌّ لَّهٗٓ اَوَّابٌ ⑲ وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ

جانوراس کے سامنے جمع ہوتے سب کے سب اس کے فرمانبردار تھے اور ہم نے اس کے ملک کو مضبوط کیا اور اس کو عقلمندی اور فیصلہ کرنے کا سلیقہ

الْخِطَابِ ⑳ وَهَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ ۘ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ㉑ اِذْ دَخَلُوْا

عطا کیا۔ بھلا تجھے ایک مقدمہ والوں کی خبر پہنچی ہے جب وہ دیوار کود گئے تھے جس وقت وہ داؤد کے پاس

کیفیت ہوتی تھی۔ حضرت داؤد جب خدا کے نام کی تسبیح پڑھتے تو پہاڑوں سے بھی ان کو تسبیح کی آواز آتی یا کیفیت محسوس ہوتی جس کیفیت کو کسی عارف خدا نے یوں بیان کیا ہے ؎

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

اسی طرح جانور بھی اس کے سامنے تسبیح خوانی کرتے ہوئے جمع ہوتے جیسے کسی عارف خدا نے کہا ہے ؎

مرغان چمن بہر صباحے تسبیح کناں با صطلاحے

سب کے سب اس کے فرماں بردار تھے اور سنو ہم نے اس کے ملک اور حکومت کو مضبوط کیا اور اس کو عقلمندی یعنی سیاست پالیٹکس اور مقدمات میں فیصلے کرنے اور سیاسی معاملات میں گفتگو کرنے کا سلیقہ عطا کیا کہ نزاعات میں فیصلہ کرتا یا کسی سفیر یا وکیل سلطنت سے یا کسی مجلس میں گفتگو کرتا تو سب پر عجیب اثر ہوتا۔ نہایت معقول اور سلجھی ہوئی تقریر ہوتی۔ بھلا تجھے ایک مقدمہ[1] والوں کو خبر پہنچی ہے جب وہ داؤد کے مکان کی دیوار کود گئے تھے یعنی جس وقت حضرت داؤد اپنے محل خاص میں بیٹھے تھے۔

---

[1] اس آیت کی تفسیر میں ایک روایت بیان کی جاتی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اوریا کی عورت کو کہیں دیکھ لیا چونکہ وہ خوبصورت تھی لہذا اس پر طبیعت مائل ہو گئی۔ اس کے نکاح میں لانے کو یہ ترکیب نکالی کہ اوریا کو جنگ میں بھیج کر مروایا جائے۔ چنانچہ ایک دفعہ وہ جنگ میں گیا اور بچ آیا۔ دوبارہ بھیجا پھر بچ گیا۔ سہ بارہ افسر اعلیٰ کو حکم دیا کہ اس کو کسی سخت جنگ میں بھیجو اور سب سے آگے رکھو چنانچہ تیسری دفعہ سخت جنگ معرکہ میں اوریا بھیجا گیا جس میں وہ قتل ہوا۔ تو حضرت داؤد نے اس کی بیوی سے نکاح کر لیا (معالم التنزیل) کہتے ہیں کہ فرشتے آسمان سے آئے۔ انہوں نے حضرت داؤد کو اس فعل پر تنبیہ کرنے کو کہا کہ ہم میں نزاع ہے آپ فیصلہ کیجئے دراصل وہ انسان نہ تھے۔ نہ ان میں کوئی نزاع تھی۔ یہ قصہ دراصل یہودیوں کی بائبل سے لیا گیا ہے مگر چونکہ بائیبل میں قبل از نکاح حرام کاری کا ذکر ہے اس لئے ناقلین نے اتنا حصہ چھوڑ کر باقی کو نقل کر دیا۔ بائبل میں اس قصے کے الفاظ یوں ہیں :-

> "ایک دن شام کو ایسا ہوا کو داؤد اپنے بچھونے پر سے اٹھا اور بادشاہی محل کی چھت پر ٹہلنے لگا اور وہاں سے اس نے ایک عورت کو دیکھا۔ جو نہار ہی تھی وہ عورت نہایت خوبصورت تھی۔ تب داؤد نے اس عورت کا حال دریافت کرنے کو آدمی بھیجے۔ انہوں نے کہا وہ العام کی بیٹی بنت سبع تھی اوریاہ کی جورو نہیں؟ اور داؤد نے لوگ بھیج کر اس عورت کو بلا لیا۔ چنانچہ وہ اس پاس آئی اور وہ اس سے ہمبستر ہوا۔ کیونکہ وہ اپنی ناپاکی سے پاک ہوئی تھی۔ اور وہ اپنے گھر چلی گئی اور وہ عورت حاملہ ہو گئی۔ سو اس نے داؤد کے وپاس خبر بھیجی کہ میں حاملہ ہوں اور داؤد نے نواب کو کہلا بھیجا کہ حتیٰ اوریاہ کو مجھ پر بھیج دے۔ سو اوریاہ کو نواب نے داؤد کے پاس بھیجا اور جب اوریاہ آیا داؤد نے پوچھا کہ یواب کیسا ہے اور لوگوں کا کیا حال ہے اور جنگ کے کیسے انجام ہوتے ہیں۔ پھر داؤد نے اوریاہ کو کہا کہ اپنے گھر جا اور پانے پاؤں دھو اور یاہ جو بادشاہ کے محل میں سے نکلا تو بادشاہ کی طرف سے اس کے پیچھے پیچھے ایک جوان بھیجا گیا پر اوریاہ بادشاہ کے گھر کے آستانہ پر اپنے خداوند کے سب خادموں کے ساتھ سو رہا۔ اور اپنے گھر نہ گیا۔ اور جب انہوں نے داؤد کو یہ کہہ کر خبر دی تھی کہ اوریاہ اپنے گھر نہ گیا تو داؤد

عَلٰی دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنۡہُمۡ قَالُوۡا لَا تَخَفۡ ۚ خَصۡمٰنِ بَغٰی بَعۡضُنَا عَلٰی بَعۡضٍ

جا پہنچے تو وہ ان سے گھبرایا بولے' حضور! خوف نہ کیجئے ہم دونوں اہل مقدمہ ہیں ہم میں سے ایک نے دوسرے پر

فَاحۡکُمۡ بَیۡنَنَا بِالۡحَقِّ وَ لَا تُشۡطِطۡ وَ اہۡدِنَاۤ اِلٰی سَوَآءِ الصِّرَاطِ ﴿۲۲﴾

ظلم کیا ہے پس حضور انصاف کے ساتھ ہمارا فیصلہ فرما دیجئے اور کسی طرح کی نا انصافی نہ کیجئے اور ہم کو سیدھی راہ کی طرف ہدایت فرمایئے!

وہ اہل مقدمہ ان کے پاس جا پہنچے تو وہ ان کی اس جرأت اور وحشیانہ حرکت سے گھبرایا اور دل میں ٹھان لیا کہ ان کو اس وحشیانہ حرکت پر سبق دیا جائے- وہ حضرت داؤد کے تیور بدلے دیکھ کر پا گئے کہ سرکار ہم پر خفا ہوئی ہے- بولے کہ حضور! خوف نہ کیجیے- خدانخواستہ ہم حضور کے مخالف نہیں بلکہ ہم دونوں اہل مقدمہ ہیں ہم میں سے ایک نے دوسرے پر ظلم کیا ہے- پس حضور انصاف کے ساتھ ہمارا فیصلہ دیجئے- ہماری پر زور درخواست ہے کہ ہم میں انصاف کیجئے اور کسی طرح کی بے انصافی نہ کیجئے اور ہم کو سیدھی راہ کی طرف ہدایت فرمایئے!

نے اوریاہ کو کہا کیا تو سفر سے نہیں آیا پس تو اپنے گھر کیوں نہ گیا تب اوریاہ نے داؤد سے کہا کہ صدوق اور اسرائیل اور یہوداہ خیموں میں سے ہیں اور میرا خداوند یواب اور میرے خداوند کے خادم کھلے میدان میں پڑے ہوئے ہیں پس میں کیونکر اپنے گھر میں جاؤں اور کھاؤں اور پیوں اور اپنی جورو کے پاس سور ہوں- تیری حیات اور تیری جان کی قسم کہ میں یہ کبھی نہ کروں گا- پھر داؤد نے اوریاہ کو کہا کہ آج کے دن بھی یہاں رہ جا اور کل میں تجھے روانہ کروں گا- سو اوریاہ اس دن اور دوسرے دن بھی یروشلم میں رہ گیا تب داؤد نے اسے بلایا اور اس نے اس کے حضور کھایا اور پیا اور اس نے اسے مست کیا اور شام کو باہر جا کر اپنے خداوند کے خادموں کے ساتھ اپنے بستر پر سو رہا پر اپنے گھر میں نہ گیا اور صبح کو داؤد نے یواب کے لئے خط لکھا اور اوریاہ کے ہاتھ میں دے کر اسے بھیجا- اور اس نے خط میں یہ لکھا کہ اوریاہ کو سخت لڑائی کے وقت اگاڑی کیجیو اور اس کے پاس سے پھر آئیو تاکہ وہ مارا جائے اور جان بحق ہو اور ایسا ہوا کہ یواب جو اس شہر کے گرداگرد کی حالت دیکھنے گیا تو اس نے اوریاہ کو ایسے مقام پر جہاں اس نے جانا کہ جنگی لوگ وہاں ہیں مقرر کیا اور اس شہر کے لوگ نکلے اور یواب سے لڑے اور وہاں داؤد کے خادموں میں سے تھوڑے سے لوگ کام آئے اور حتی اوریاہ بھی مارا گیا تب یواب نے آدمی بھیجا اور جنگ کا سب احوال داؤد سے کہا اور قاصد کو ایسی تاکید کر کے کہا کہ جب تو بادشاہ سے جنگ کا سارا احوال عرض کر چکے تو اگر ایسا ہو کہ بادشاہ کا غصہ بھڑکے اور تجھے کہے کہ جب تم جنگ پر چڑھے تو شہر سے کیوں ایسے نزدیک گئے کیا تم نہ جانتے تھے کہ دے دیوار پر سے تیر ماریں گے- یرو لبست کے بیٹے ابیلک کو کس نے مارا کیا ایک عورت نے چکی کا پاٹ دیوار پر سے اس پر نہیں دے مارا کہ وہ تیلبض میں مر گیا- سو تم کیوں شہر کی دیوار تلے گئے تھے تب کہیو کہ تیرا خادم حتی اوریاہ بھی مارا گیا چنانچہ قاصد روانہ ہوا اور آیا اور جو کچھ کہ یواب نے کہلا بھیجا تھا سو داؤد سے کہا سو قاصد نے داؤد سے کہا کہ لوگوں نے البتہ ہم پر بڑا غلبہ کیا اور دے میدان میں ہم پاس نکلے - سو ہم انہیں رگیدتے ہوئے پھاٹک کے مدخل تک چلے گئے- تب تیر اندازوں نے دیوار پر سے تیرے خادموں کو نشانہ کیا- بادشاہ کے بعضے خادم کام آئے اور تیرا خادم حتی اوریاہ بھی مارا گیا- سو داؤد نے قاصد کو کہا کہ ایوب کو جا کے کہہ کہ یہ بات تیری نظر میں بری نہ ٹھہرے- اس لئے کہ تلوار جیسا اسے کاٹتی ہے اسے بھی کاٹتی ہیں تو شہر سے مقابل بڑی جنگ کر اور اسے ڈھادے اور تو اسے دم دلاسا دے اور اوریاہ کی جورو اپنے شوہر اوریاہ کا مرنا سن کر سوگ میں بیٹھی اور جب سوگ کے دن گذ گئے تو داؤد نے اسے اپنے گھر میں بلوا لیا

إِنَّ هٰذَآ أَخِي لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُونَ نَعْجَةً وَّلِيَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ فَقَالَ

یہ شخص میرا بھائی ہے اس کی نناویں دنبیاں ہیں اور میری ایک ہے۔ اس نے مجھ سے کہا کہ یہ ایک بھی مجھے دے دے۔

أَكْفِلْنِيهَا وَعَزَّنِي فِي الْخِطَابِ ﴿٢٣﴾

اور گفتگو میں مجھ پر غالب آیا

یہ کہہ کر ان میں سے ایک نے بیان دعویٰ شروع کیا۔ کہ یہ شخص رشتہ یا برادری میں تمیرا بھائی ہے۔اس کی نناویں دنبیاں ہیں اور میری ایک ہے۔اس نے مجھ سے کہا کہ یہ ایک بھی مجھے دیدے۔ میں نے انکار کیا تو سو طرح کی حجتیں اور دلیلیں اس نے بتلائیں اور گفتگو میں مجھ پر غالب آیا۔ کبھی کہتا ہے ایک دنبی اداس رہے گی۔ کبھی کہتا ہے' تو ایک دنبی کے لئے مارا مارا پھرتا ہے۔ مجھے دے کر فارغ ہو جا اور کسی مفید کام میں لگ جا غرض ہر طرح سے مجھے قائل کرتا ہے دھمکی

اور وہ اس کی جورو ہوئی اور اس کے لئے بیٹا جنی۔ پر وہ کام جو داؤد نے کیا تھا خداوند کی نظر میں برا ہوا!۔"(سموئیل باب ۱۱ الفقرہ ۲ سے ۲۷ تک)

یہ قصہ بنانے والوں کی کتنی دلیری ہے کہ ایک نبی کی شان میں ایسے لکھے ہیں کہ معمولی آدمی کے حق میں بھی بولے جائیں تو ناپسند ہوں

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس قصے کی تکذیب میں سترہ قرائن پیش کئے ہیں۔ سات قبل آیت کے اور دس بعد کے چنانچہ فرماتے ہیں :-

والذی ادین به واذهبه الیه ان ذلك یا باطل دیدل علیه وجوه

میں جو عقیدہ رکھتا ہوں وہ یہ ہے کہ یہ قصہ بالکل باطل بے بنیاد ہے اس پر کئی وجوہ ہیں۔

(الاول)ان هذه الحکایة لونسبت اللفسق الناس واشد هم ذجورالاستنکف منها والرجل الحشوی الخبیث بالذی یقررتلك القصة لونسب الی مثل هذا العمل لبالغ فی تنزیه نفسه دربا لعن من ینسب الیهاو اذاکان الامر کذ لك کیف یلیق بالعاقل نسبة المصوم الیه

۱- اول یہ ہے کہ یہ واقعہ جو حضرت داؤد کی طرف لگایا گیا ہے کسی بڑے سے بڑے بدمعاش کی طرف بھی نسبت کیا جائے تو وہ بھی اس کو برا جانے بلکہ جو نالائق اس قصے کو ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے اس کی طرف بھی منسوب کیا جائے تو وہ بھی اپنے نفس کو اس سے پاک صاف کرنے کی سعی بلیغ کرے اور جو اس کی طرف منسوب کرے تو یہ اس پر لعنت کرے جب یہ ایک عاقل آدمی کا حال ہے تو نبی معصوم کی طرف نسبت کرنا کیسا ہے

(الثانی)ان حاصل القصة یرجع الی امرین الی السعی فی قتل رجل مسلم بغیر حق والی لطمع فی زوجة

(۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ اس قصے سے دو امر ثابت ہوتے ہیں۔ مسلمان شخص کے ناحق قتل کی کوشش اور اس کی عورت کے معاملہ میں طمع۔

(اما الاول)فامرمنکر قال صلی الله علیه ومن سعی فی دم مسلم ولو بشطر کلمة جاء یوم القیمة مکتو بابین عینیه ایس من رحمته الله

(۱) پہلا تو سخت برا ہے۔ آنحضرت ﷺ فرمایا ہے جو کوئی کسی مسلمان کے خون بہانے میں کوشش کرے چاہے ایک لفظ کے ساتھ ہو وہ قیامت کے روز اس حال میں آئے گا کہ اس کی پیشانی پر رحمت سے ناامید لکھا ہوگا۔

(واماالثانی)نسکر عظیم قال صلی الله علیه وسمل المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویدہ وان اور یا من یسلم من داؤد لا فی روحه ولافی منکوحه

(۲) دوسرا امر بھی بہت ہی بڑا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے' مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان امن میں رہے اور یا مذکورہ جو یقیناً مسلم تھا اس قصے کی رو سے داؤد کے ہاتھ سے محفوظ نہ رہا نہ اپنی جان دیں نہ زوجہ منکوحہ میں۔

قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ إِلَىٰ نِعَاجِهِ ۖ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْخُلَطَاءِ

داؤد نے کہا کہ اس شخص نے تجھ پر ظلم کیا ہے جو تیری دنبی کو اپنی دنبیوں کے ساتھ ملانے کا سوالی ہے اور بہت سے شریک برادا ایک دوسرے

لَيَبْغِي بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَقَلِيلٌ مَّا هُمْ ۗ

پر ظلم کیا کرتے ہیں مگر جو لوگ ایماندار اور صالح اعمال ہیں ان کی یہ عادت نہیں۔ ایسے لوگ بہت کم ہیں!

سے لالچ سے مجھے مائل کرتا ہے مگر میرا دل نہیں مانتا- حضرت داؤد نے مدعا علیہ کا جواب سن کر کہا کہ واقعی اس شخص نے تجھ پر ظلم کیا ہے جو دباؤ سے تیری دنبی دنبیوں کے ساتھ ملانے کا سوالی ہے اصل بات تو یہ ہے کہ بہت سے شریک براور ایک دوسرے پر ظلم کیا کرتے ہیں مگر جو لوگ ایمان دار اور صالح اعمال ہیں- ان کی یہ عادت نہیں لیکن ایسے لوگ بہت کم ہیں- پس جب تک اپنی مرضی سے نہ دے یہ سائل خود بخود نہیں لے سکتا- حضرت داؤد نے یہ فیصلہ تو اچھا کیا مگر چونکہ شروع شروع میں ان کی اس بیجا حرکت سے حضرت داؤد کی طبیعت پر ملال ہوا تھا جو قریب تھا کہ فیصلہ میں مخل ہو اس لئے وہ کبیدہ خاطر ہوا-

---

(زوالثالث) ان الله تعالى وصف داؤد عليه السلام قبل ذكر هذه القصه بالصفات المغرة المذكورة ودصفه ايضا بصفات كثيرة بعد ذكر هذه القصة وكل هذه المصفات تنافى كونه عليه السلام موصوفا بهذالفعل المنكر والعمل القبيح ولا باس لا عادة هذه الصفات كا جل المالغة فى البيان فنقول

۳- تیسری وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد کو اس سے پہلے دس صفتوں کے ساتھ موصوف کیا ہے اور اس کے بعد بھی بہت سی صفات کے ساتھ اس کی تعریفات کی ہے وہ صفات اس امر کی مخالف ہیں کہ داؤد علیہ السلام اس مکروہ اور قبیح فعل کا مرتکب ہو- ہم ان صفات کو بتاتے ہیں-

(اما لصفة الاولى)فى انه تعالى امر محمدا صلى الله عليه وسلم بان يقتدى بدائود فے لصابرة مع المكابرة ولو قلنا ان داؤد لم يصبر على محالفة النفس بل سعى نى اراقة دمرا مرئى مسلم لغرض شهوته فكيف يليق باحكم لحكمين ان يامر محمد افضل الرسل بان يقتدى بداؤد فى الصبر فى طاعة الله

پہلی صفت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو حکم دیا ہے کہ صبر اور اطاعت الٰہی میں حضرت داؤد کی پیروی کر- اور اگر ہم اس امر کے قائل ہوں کہ حضرت داؤد نے اپنے نفس کی مخالفت پر صبر نہیں کیا بلکہ (معاذ اللہ) اپنی شہوت رانی کے لئے ایک مسلمان آدمی کا خون بہانے کی کوشش کی تو ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ احکم الحاکمین کا حضرت ﷺ افضل الرسل کو حضرت داؤد کی طاعت اور صبر میں اقتداء کرنے کا حکم دینا کیونکر مناسب اور لائق ہے؟

(اما الصفة الثانية) نهى انه وصفه بكونه عبداله وقد بينا ان المقصود من هذا الوصف بيان كون ذلك الموصوف كا ملانى موقف لعبوية تامانى القيام باداء الطاعات والا حتراز عن المحظورات ولو قلنا ان داؤد عليه السلام شتغل بتلك الاعمال البا طلة فحينئذ ماكان

دوسری صفت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد کو اپنا بندہ کہہ کر موصوف کیا ہے اور اس وصف سے مقصود یہ ہے کہ حضرت داؤد کو عبودیت میں کامل بندہ بنایا جائے- جو طاعات کے ادا کرنے اور ممنوعات سے پرہیز کرنے میں پورا ہو- اگر ہم یہ کہیں کہ حضرت داؤد نے یہ بیہودہ کام کئے (جن کا ذکر مذکورہ قصے میں آیا ہے) پھر تو وہ عبودیت میں کامل نہ ہوگا-

وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ ﴿۲۴﴾ فَغَفَرْنَا لَهٗ

اور اس نے خیال کیا کہ ہم نے اسے جانچا ہے پس اس نے اپنے پروردگار سے بخشش مانگی اور خدا کے سامنے جھکا اور رکوع ہوا- پھر ہم نے اسے بخش دیا

ذٰلِكَ ؕ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۲۵﴾

کچھ شک نہیں اس کا ہمارے نزدیک بڑا اور درجہ اور بہت عزت تھی

اور اس نے خیال کیا کہ ہم (خدا) نے اسے اس مقدمہ کی وجہ سے جانچا ہے اور اس کی تنگ مزاجی کی وجہ سے ہم اس سے خفا ہیں پس اس نے جھٹ سے اپنے پروردگار اللہ تعالیٰ سے اس تنگ مزاجی اور غلط ارادہ پر بخشش مانگی اور خدا کے سامنے جھکا اور رجوع ہوا- پھر ہم نے اسے بخش دیا- کچھ شک نہیں کہ اس داؤد کا ہمارے نزدیک بڑا درجہ اور بہت عزت تھی

الباطلة فی فحینئنه ماکان داؤد کاملافی عبودیة الله تعالیٰ بل کان کاملافی طاعة الهوی والشهرة (الصفةالثالثة)هو قوله ذاالا یدای ذالقوة ولا شك ان المرادمنه القوة فی الدین لان القوة فی غیر الدین کانت موجودة فی ملوك الکفارو لا معنی للقوه فی الدین الاالقوة الکاملة علی اداء الواجبات والاجتناب عن المحظورات وای قوة لمن لا یلك نفسه عن القتل والرغبة فی زوجة المسلم

عبودیت میں کامل نہ ہوگا- بلکہ نفس کی خواہشوں کے پورا کرنے میں کامل ہوگا

۳- تیسری صفت یہ ہے کہ وہ داؤد بڑی قوت والا تھا- کچھ شک نہیں کہ اس قوت سے دینی قوت مراد ہے کیونکہ غیر دینی قوت تو کفار بادشاہوں میں بھی ہوتی ہے اور دینی قوت سے مراد یہی ہے کہ فرائض کے ادا کرنے پر اور ممنوعات سے روکنے پر قدرت کامل ہو بھلا جو شخص کسی مسلم کے قتل کرانے اور اس کی بیوی کو داخل حرم کرنے سے نہیں رک سکتا اس میں بھی کوئی دینی قوت ہو سکتی ہے-

(الصفةالرابعة)کونه اداباکثیرالرجوع الی الله تعالی و کیف یلیق هذا بمن یکون قلبه مشفوفا بالقتل والفجور

چوتھی یہ ہے کہ حضرت داؤد خدا کی طرف بہت رجوع تھا- بھلا جو شخص کسی بے گناہ کو قتل کرنے اور نفس پرستی میں مشغول ہو وہ خدا کی طرف کیسے بڑا رجوع ہو سکتا ہے-

(الصفةالخامسة)قوله تعالی انا سخرنا الجبال معه افتری انه سخرت له الجبال لیتخذه وسیلة الی القتل والفجور

پانچویں صفت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے پہاڑ اور جانور اس کے لئے مسخر کر دیئے تھے کیا یہ تسخیر اس لئے تھی کہ وہ اس کو قتل نفس اور بدکاری کا ذریعہ بنائے-

(والصفة السادسة)قوله والطیر محورة وقبل انه کان محرما علیه مید شئی من الطیرو کیف یعقل ان یکون الطیرا منا منه ولا ینجومنه الرجل المسلم علی روحه ومنکوحه

چھٹی صفت یہ ہے کہ جانور اس کے سامنے جمع ہوتے تھے- بھلا یہ ہو سکتا ہے کہ جانور اس سے امن میں ہوں اور ایک مسلمان اپنی جان اور بیوی کے حق میں اس میں نہ ہو-

(الصفة السابعة) قوله تعالی و شددنا ملکه و محال یکون المراد انه تعای شد ملکه باسباب الدنیا المراد انه تعالی شد ملکه بما یقوی الدین

ساتویں صفت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے داؤد کا ملک مضبوط کیا تھا- اس سے مراد یہ ہے کہ اس کا ملک دین اور دنیا کے بارے میں مضبوط کیا تھا- پھر جو شخص کسی مسلم کے قتل کرنے اور بدکاری کرنے اپنے نفس کو نہیں

يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا

ہم نے کہا اے داؤد! ہم نے تجھے زمین پر حاکم بنایا ہے پس تو لوگوں میں انصاف کے ساتھ فیصلے کیا کرتا اور اپنی

تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ

خواہش پر نہ چلنا ورنہ تجھے اللہ کی راہ سے بہکا دیں گی

بعد تشش ہم نے کہا اے داؤد! دیکھ ہم نے تجھے زمین پر حاکم بنایا ہے۔ حاکم کی شان یہ ہونی چاہئے کہ بوقت حکومت خیال رکھے کہ ایک وقت میں بھی کسی بڑے زبردست حاکم خداوند عالم کے سامنے جاؤں گا اور اسی طرح جیسے یہ فریقین میرے سامنے کھڑے ہیں میں بھی وہاں ہوں گا۔ ایسا خیال رکھنے سے حاکم کو عدل وانصاف کی توفیق ملتی ہے۔ پس تو اس خیال کو مدنظر رکھ لوگوں میں انصاف کے ساتھ فیصلے کیا کرنا اور اپنی خواہش نفسانی پر نہ چلنا ورنہ خواہش نفسانی تجھے اللہ کی راہ سے بہکا دے گی۔

و اسباب سعادة الاخرة والمراد تشديد ملكه في الدين والدنيا من لا بذلك نفسه عن القتل والفجور كيف يليق به ذلك؟

روک سکتا اس کو یہ کیسے لائق ہے؟

(الصفة الثامنة)قوله تعالى واتيناه الحكمة و فصل الخطاب والحكمة جامع لكل ما ينبغي علما و عملا فيكف يجوز ان يقول الله تعالى انا اتيناه الحكمة و فصل الخطاب مع اصراره على ما يتنكف عنه الخبيث الشيطن من مزاحمة اخلص اصحابه في الروع والمنكوح فهذه الصفات المذكورة قبل شرح تلك القصة دالة على جائة ساحته عزتلك الا كاذيب (تفير كبير مصرى ج ۷ ص ۱۷۸.۱۷۹)

آٹھویں صفت یہ ہے کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ ہم نے داؤد کو فصل الخطاب دیا۔ حکمت ایک جامع لفظ ہے علم اور عمل کو پھر جو ایسے مخلص تیرین مسلمان کی جان اور بیوی کے حق میں ایسے کام کرنے سے نہ رک سکے اس کے حق میں یہ کیسے صادق ہو سکتا ہے؟ پس یہ مذکورہ صفات اس قصے کے محل سے پہلے دلالت کرتی ہیں کہ حضرت داؤد سلام اللہ علیہ اس قبل کی نسبت سے پاک ہے۔

اس کے بعد امام رازی نے دس وجوہات وہ لکھی ہیں جو اس آیت کے بعد مذکور ہیں۔ ان سب وجوہات سے امام ممدوح نے اس قصے کا بطلان ثابت کیا ہے۔ غالباً انہی وجوہات سے حضرت علیؓ نے فرمایا ہے جو کوئی حضرت داؤد کا قصہ مذکورہ بیان کرے گا۔ میں اس کو ایک سو ساٹھ درے لگاؤں گا جو انبیاء پر تہمت کی سزا ہے (تفسیر کبیر مصری جلد ۷ ص ۱۸۰) اس ساری بحث کا نتیجہ یہ ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی نسبت عورت کا قصہ ایک بلکہ جھوٹا ہے مفسر ابو سعود لکھتے ہیں:

یعنی یہ قصہ بری ساخت کا گھڑا ہوا ہے اور بہت بڑا فریب ہے جو ان بنانے والوں نے بنایا ہے اس کو اپنے اندر نہیں آنے دیتے اور طبیعت اس سے نفرت کرتی ہے افسوس ہے ان کے لیئے جس نے اس کو بنایا اور تباہی ہو اس کے لئے جو (بغیر تردید) اس کو شائع کرے اور پھیلائے"۔

اظہار تعجب: باوجود یہ کہ سلف سے خلف تک محقق مفسرین اس قصہ کی تردید کرتے چلے آئے ہیں تاہم ہمارے زمانہ کے محقق مولوی عبداللہ چکڑالوی نے اس قصہ کی تردید کر کے تمام سلف صالحین کو اس قصہ کا قائل بتا کر اپنی شیخی بھگاری ہے اور لکھا ہے کہ سلف مفسرین نے حضرت داؤد علیہ السلام کی عزت کو بٹہ لگایا ہے (پارہ ۲۳ ص ۳۳) حالانکہ اس کی تردید ابتدا سے مفسرین کرتے چلے آئے ہیں۔ انہی سے ان صاحب نے حاصل کیا پھر انہی کو مورد الزام بنایا۔ سچ ہے ~

کس نیا موخت علم تیر از من که مرا عاقبت نشانہ نہ کرد

(منہ)

إِنَّ الَّذِينَ يَضِلُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا نَسُوا يَوْمَ

بے شک جو اللہ کی راہ سے بہکتے ہیں ان کو شدید عذاب ہو گا اس لئے کہ وہ اپنے حساب کے دن کو بھول جاتے

الْحِسَابِ ﴿٢٦﴾ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ۚ ذَٰلِكَ ظَنُّ

ہیں۔ ہم نے آسمان اور زمین کو اور ان کی درمیانی چیزوں کو بے نتیجہ پیدا نہیں کیا۔ یہ تو کافروں کا خیال ہے۔ آگ

الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنَ النَّارِ ﴿٢٧﴾ أَمْ نَجْعَلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَ

کے عذاب کی وجہ سے ایسے کافروں کے حال پر بہت افسوس ہے کیا ایمان دار نیکو کاروں کو ہم ملک میں فساد

عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَالْمُفْسِدِينَ فِي الْأَرْضِ أَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ ﴿٢٨﴾

پھیلانے والوں کی طرح کر دیں گے؟ یہ بابرکت کتاب ہم نے تیری طرف اس لئے اتاری ہے کہ لوگ اس کے احکام پر غور کریں اور عقلمند

كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿٢٩﴾ وَ

نصیحت پاویں۔ اور داؤد کو ہم نے سلیمان دیا۔ جو بہت ہی اچھا آدمی تھا بے شک وہ جھکا ہوا تھا جب بعد دوپہر

وَهَبْنَا لِدَاوُودَ سُلَيْمَانَ ۚ نِعْمَ الْعَبْدُ ۖ إِنَّهُ أَوَّابٌ ﴿٣٠﴾ إِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ

خاص اصیل گھوڑے اس کے سامنے پیش کئے گئے تو اس

بے شک جو لوگ اللہ کی راہ سے بہکتے ہیں ان کو شدید عذاب ہو گا۔ کیونکہ وہ اس اصول سے غافل ہو جاتے ہیں جو ہم اوپر بتا آئے ہیں کہ حاکم حکم کرتے وقت یہ سمجھے کہ میرا مقدمہ بھی ایک روز پیش ہو گا لیکن نفسانی خواہشات کے پیچھے چلنے والے اس لئے گمراہ ہوتے ہیں کہ وہ اپنے حساب یعنی مقدمہ کے دن کو بھول جاتے ہیں حالانکہ ہم (خدا) نے آسمان زمین اور ان دونوں کی درمیانی چیزوں کو بے نتیجہ پیدا نہیں کیا۔ اگر کسی نیک وبد کام کا انجام نیک وبد نہیں پھر تو یہ محض ایک کھیل ہے جس کا کوئی نتیجہ نہیں ایسے خیال کے کفر ہونے میں کیا شک ہے یہ تو کافروں کا خیال ہے جس کی پاداش میں یہ لوگ کے عذاب میں پھنسیں گے اور آگ کے عذاب کی وجہ سے ایسے کافروں کے حال پر بہت افسوس ہے جس کی پاداش میں یہ آگ کے عذاب میں پھنسیں گے اور آگ کے عذاب کی وجہ سے ایسے کافروں کے حال پر بہت افسوس ہے کیسی مصیبت ان پر آئے گی اور یہ اس کو کیسے برداشت کریں گے۔ ان کو اتنی بھی سمجھ نہیں کہ اگر جزاوسزا کوئی چیز نہیں تو کیا ایماندار نیکو کاروں کو ہم ملک میں فساد پھیلانے والوں کی طرح کر دیں گے؟ دنیا میں برابر ہیں تو آخرت میں بھی برابر؟ کیا پرہیز گاروں کو ہم بدکاروں کی طرح بنا دیں گے! نہیں ایسا ہو سکتا ہے؟ کہ ایک شخص تمام عمر خدا کے خوف میں امن وامان سے زندگی گزارے اور دوسرا تمام عمر چوری کرے اور ڈاکہ مارے۔ مگر مرنے کے بعد دونوں برابر ہو جاویں ایسا ہونا تو صریح خلاف عقل ونقل ہے۔ اے نبی! یہ بابرکت کتاب ہم نے تیری طرف اس لئے اتاری ہے کہ لوگ اس کے احکام پر غور کریں اور عقلمند ان میں نصیحت پاویں اور سوچیں کہ بدی کرنے والا نیکی کرنے والے کے برابر کیوں ہونے لگا جبکہ قانون اخلاق اور قانون قدرت یہی ہے کہ ؎

گندم از گندم بروید جوز جو

پس جو لوگ عقل وفہم سے کچھ حصہ رکھتے ہوں گے وہ ہماری پیش کردہ دلیلوں سے نتیجہ پاویں گے اور جو ضدی اور معاند ہوں گے وہ سزا پائیں گے اور ایک قصہ سنو! بقول ؎ ایں خانہ ہمہ آفتاب است خاندان نبوت کے چشم وچراغ حضرت داؤد کو ہم (خدا) نے ہونہار لڑکا سلیمان دیا۔ جو بہت ہی اچھا آدمی تھا۔ اس کے واقعات میں وہ واقعہ خاص قابل ذکر ہے۔ جب بعد دوپہر خاص اصیل گھوڑے اس کے سامنے بغرض

الصّٰفِنٰتُ الْجِیَادُ ﴿۳۱﴾ فَقَالَ اِنِّیْۤ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَیْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّیْ ۚ حَتّٰی

نے کہا کہ میں نے ان بہترین گھوڑوں سے محبت خدا کے ذکر کے لئے کی ہے۔

تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ﴿۳۲﴾ رُدُّوْهَا عَلَیَّ ؕ فَطَفِقَ مَسْحًۢا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ ﴿۳۳﴾

یہاں تک کہ وہ کسی اوٹ ہیں چھپ گئے تو اس نے کہا ان کو میری طرف لاؤ پھر ان کی پنڈلیاں اور گردنیں چھونے لگا

وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَیْمٰنَ وَاَلْقَیْنَا عَلٰی كُرْسِیِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ﴿۳۴﴾ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ

اور ہم نے سلیمان کو بھی جانچا اور اس کی کرسی پر ہم نے ایک بے جان جسم ڈلوا دیا پس وہ متوجہ ہوا اور بولا اے

جائزہ پیش کئے گئے تو خوب دیکھتا رہا۔ دیکھ چکا تو یہ سمجھ کر کہ لوگ نہ سمجھیں کہ میں بطور دل لگی کے ایسا کرتا رہا ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ اس خیال کرنے سے یہ لوگ بھی بطور دل لگی ایسا کرنے لگیں اس لئے اس سلیمان نے کہا کہ میں نے جوان بہترین سے محبت کی اور ان کا جائزہ لیا ہے تو خدا کے ذکر یعنی تعمیل حکم کے لئے کی ہے کیونکہ میری نیت اس میں دو وجہ سے نیک ہے اول یہ کہ میں چونکہ سلطان الملک ہوں میرا منصبی فرض ہے کہ میں ان کی خبر گیری کیروں تاکہ میری بے خبری میں میری قوم کے مال کو نقصان نہ پہنچ جائے۔ دوم اس نیت سے کہ یہ گھوڑے اسباب جہاد کے ہیں جس سے خدائی دین اور احکام کی ترقی اور بنیاد مضبوط ہوتی ہے یہاں تک ان کو دیکھتا رہا کہ وہ گھوڑے چلتے چلتے کسی اوٹ میں چھپ کر نظر سے اوجھل ہوگئے تو اس نے کہا ان کو میری طرف واپس لاؤ۔ جب لائے پہلے تو نظر ہی سے جائزہ لیتا تھا پھر ان کی پنڈلیاں اور گردنیں محبت سے چھونے لگا تاکہ ان کی طاقت اور فربہی کا اندازہ کر سکے۔ غرض یہ کہ حضرت داؤد کے صاحبزادہ سلیمان علیہم السلام کے اس واقعہ سے تم لوگ سمجھ سکتے ہو کہ یہ لوگ جو کام کرتے تھے نیک نیتی سے کرتے تھے اور ایک واقعہ سنو! ہم (خدا) نے سلیمان کو بھی جانچا یعنی ایسے واقعات اس کے پیش آئے کہ دوسرے لوگوں کے لئے جرت ہوں مثلاً ہم نے اس کو ایک بڑا بادشاہ بنایا اور اس کی کرسی یعنی تخت پر ہم نے ایک جسم بے جان یعنی کچا گرا[2] ہوا۔ بچہ ڈلوا دیا جو اسی کا بچہ تھا سلیمان چونکہ اس حمل سے متوقع تھا کہ بیٹا ہوگا اور دین کا خادم بنے گا اس لئے وہ اس واقعہ سے سمجھ گیا کہ اختیارات کلی خدا ہی کے ہاتھ میں ہیں پس وہ خدا کی طرف متوجہ ہوا اور بولے اے میرے پروردگار میری خطا معاف فرما کہ میں نے اپنے دل میں ایسے خیالات باندھے۔ جو تیرے منشا کے مطابق نہ تھے اور

---

[1] بعض بلکہ اکثر مفسرین اور مترجمین نے اس آیت میں یہ کہا ہے کہ گھوڑوں کو دیکھتے دیکھتے سورج غروب ہو گیا اور حضرت سلیمان کی نماز عصر فوت ہوگئی تھی اس لئے انہوں نے کہا کہ میں ان کی محبت میں خدا کے ذکر سے غافل ہو گیا۔ دوم یہ کہتے ہیں کہ توارت اور ردوھا میں کی ضمیریں شمس کی طرف پھرتی ہیں یعنی سورج غروب ہو گیا۔ حضرت سلیمان نے دیکھا کہ میری عصر کی نماز فوت ہو گئی تو حکم دیا کہ سورج کو واپس لاؤ تاکہ میں عصر کی نماز پڑھ لوں بعض حضرات نے توارت کی ضمیر سورج کی طرف پھیری ہے مگر ھا کی ضمیر خیل گھوڑوں کی طرف بتلائی ہے۔ مگر میرے نزدیک یہ سب تکلفات ہیں۔ سارے مضمون میں سورج کا نام نہیں تو ضمیر اس کی طرف کیسے پھر سکتی ہے اس لئے صحیح ترجمہ یہ ہے جو ہم نے کیا ہے اور شان نبوی کے موافق بھی ہے ہاں اگر سوال ہو کہ واسطے کے معنے کے لئے لفظ ہے تو جواب یہ ہے کہ عن کا لفظ واسطے کے معنے میں آیا ہے قرآن شریف میں ہے یعنی حضرت ابراہیم کا باپ کے لئے استغفار محض ایک وعدے کی وجہ سے تھا اسی طرح (منہ)

[2] یہ مضمون ایک حدیث میں آیا ہے۔ اس کے سوا اور بھی کئی توجیہیں علماء تفسیر نے کی ہیں جو ہم کو پسند نہیں۔ منہ

وَهَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِي ۚ إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿٣٥﴾ فَسَخَّرْنَا

میرے پروردگار میری خطا معاف فرما اور مجھ کو ایسی حکومت عطا کر جو میرے بعد کسی کو نہ ہو بیشک تو بڑا فیاض ہے پس ہم نے ہوا

لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ ﴿٣٦﴾ وَالشَّيَاطِينَ كُلَّ بَنَّاءٍ وَّ

کو اس کا تابع کر دیا- جہاں پر وہ جانا چاہتا اس کے حکم سے ہوا آسانی کے ساتھ چلتی اور جتنے جن معمار اور غوطہ زن تھے ہم نے اس کے

غَوَّاصٍ ﴿٣٧﴾ وَّآخَرِينَ مُقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ ﴿٣٨﴾ هَٰذَا عَطَاؤُنَا فَامْنُنْ أَوْ

تابع کر دیئے اور کئی ایک کو قابو کر رکھا تھا جو قیدوں میں جکڑے ہوئے تھے یہ ہماری دین ہے پس تو بے حساب احسان کر

أَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٣٩﴾ وَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا لَزُلْفَىٰ وَحُسْنَ مَآبٍ ﴿٤٠﴾ وَاذْكُرْ

یا روک رکھ! اس کا ہمارے پاس بڑا رتبہ تھا اور اچھی شان اور ہمارے بندے

عَبْدَنَا أَيُّوبَ ۘ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الشَّيْطَانُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ﴿٤١﴾

ایوب کا ذکر کیا کر جب اس نے پروردگار سے فریاد کی کہ میرے مولا! مجھ کو شیطان نے بہت کچھ ایذا اور تکلیف پہنچائی ہے

ارْكُضْ بِرِجْلِكَ ۖ هَٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ﴿٤٢﴾ وَوَهَبْنَا لَهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُمْ

ہم نے حکم دیا کہ اپنا پیر مار یہ ٹھنڈا غسل خانہ اور پانی موجود ہے اور اس کے اہل وعیال اور ان کے ساتھ اتنے ہی اور اپنی

مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرَىٰ لِأُولِي الْأَلْبَابِ ﴿٤٣﴾

رحمت سے ہم نے اسے دیے تا کہ عقلمندوں کے لئے نصیحت ہو

مجھ کو ایک ایسی حکومت عطا کر جو میرے بعد کسی کو نہ ہو یعنی مجھ کو انتظام مملکت کی اعلیٰ لیاقت بخش تا کہ میرے بعد آنے والوں کے لئے میرے قوانین سلطنت واجب العمل ہوں تا کہ بنی اسرائیل کی سلطنت کو قیام اور استحکام ہو- انسانوں کے علاوہ جنوں پر حکومت ہو- جنات کے علاوہ ہوا وغیرہ بھی میرے زیر فرماں ہو بیشک تو بڑا فیاض ہے- پس ہم (اللہ) نے ہوا کو اس (سلیمان) کا تابع کر دیا جہاں پر وہ جانا چاہتا- اس کے حکم سے ہوا آسانی کے ساتھ چلتی جیسے آج کل ہوائی جہاز ہوا کے ذریعہ سے چلتے ہیں اور جتنے جن معمار اور سمندر میں غوطہ زن تھے- ہم- (خدا) نے اس (سلیمان) کے تابع کر دیئے- اور کئی ایک کو قابو کر رکھا تھا جو بوجہ سرکشی کے قیدوں میں جکڑے ہوئے تھے یعنی انسانوں کے سوا جنوں پر بھی اس کو حکومت حاصل تھی- جن سے وہ سرکاری اور ذاتی ہر طرح کے کام لیتا تھا- یہ بھی ہم نے اسے کہہ دیا تھا کہ یہ ہماری دین (عطیہ) ہے پس تو بے حساب احسان کر یا روک رکھ غرض حسب موقع جو تو کرے تجھے حق حاصل ہے کیونکہ اس (سلیمان) کا ہمارے پاس بڑا رتبہ تھا اور بہت اچھی شان تھی- ان دونوں باپ بیٹوں کے خیالات تو تم کو معلوم ہو چکے کہ کس طرح سے ہر ایک کام میں خداوندی عظمت کا ادب کرتے تھے- اب آ! ایک اور ہمارے بندے ایوب کا حال سنو! اور آسمانی کتاب میں اس کا ذکر کر جس نے خدائی مصائب پر تمام عمر صبر کیا کر خصوصاً اس وقت کا ذکر کر وجب اس نے اپنے پروردگار سے فریاد کی کہ میرے مولا! مجھ کو شیطان نے بہت کچھ ایذا اور تکلیف پہنچائی ہے- بیماری تو تیرے حکم سے ہے مگر وہ میرے دل میں ہر وقت تیری طرف سے بدگمانی ڈالتا ہے کہ اللہ نے تجھ پر ظلم کیا' اللہ نے تجھ کو چھوڑ دیا- یہ مجھ کو سخت تکلیف ہے- مولا! میرے حال پر رحم فرما! اور اس تکلیف سے مجھے چھڑا- ہم نے حکم دیا کہ اپنا پیر زمین پر مار دیکھ یہ تیرے لئے ٹھنڈا غسل خانہ اور پینے کا پانی ہے- بس اس کے پیر مارنے کی دیر تھی کہ ہمارے حکم سے زمین میں سے پانی نکل آیا جس میں وہ نہا کر شفایاب ہو گیا اور اس کے اہل وعیال جو اس عرصہ میں اس سے الگ ہو چکے تھے وہ اور ان کے ساتھ اتنے ہی اور لڑکے لڑکیاں اپنی رحمت سے ہم نے اسے دیئے تا کہ عقلمندوں کے لئے نصیحت ہو-

وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ؕ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ؕ

اور ہم نے حکم دیا کہ مٹھا اپنے ہاتھ میں لے کر اس کے ساتھ مار دے اور قسم نہ توڑ ہم نے اس کو صبر کرنے والا پایا وہ

نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۴۴﴾ وَاذْكُرْ عِبٰدَنَاۤ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ

بہت ہی اچھا بندہ تھا۔ وہ خدا کی طرف رجوع تھا اور ہمارے بندوں ابراہیم، اسحٰق اور یعقوب کا ذکر کر جو بڑی قوت

اُولِى الْاَيْدِىْ وَالْاَبْصَارِ ﴿۴۵﴾ اِنَّاۤ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ﴿۴۶﴾

والے اور بڑی بینائی والے تھے۔ ہم نے ان کو ایک خاص بات یعنی یاد آخرت کے لئے چن لیا تھا اور

وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ﴿۴۷﴾ وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ

وہ ہمارے نزدیک ہمارے برگزیدہ نیک بندوں میں سے تھے۔ اسمٰعیل نیز یسعیاہ اور ذوالکفل کا

وَذَا الْكِفْلِ ؕ وَكُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ ﴿۴۸﴾ هٰذَا ذِكْرٌ ؕ وَاِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۴۹﴾

بھی ذکر کر ان میں سے ہر ایک نیک بندوں میں سے تھا یہ قرآن ایک نصیحت ہے اور متقیوں کے لئے اچھا ٹھکانہ ہے یعنی

جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ﴿۵۰﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ فِيْهَا

ہمیشہ رہنے کے لئے بہشت جن کے دروازے ان کے لئے کھلے ہوں گے ان میں تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے وہ بہت سے میوے

وہ جانیں کہ ہر قسم کی کامیابی خدا کی ماتحتی میں ہے اور ناکامی اسی سے ہٹ رہنے میں۔ ایسے قصوں کے بیان کرنے سے مقصود بھی یہی ہے کہ لوگ ان واقعات سے عبرت حاصل کریں۔ ایک اور واقعہ ہماری عنایت کا سنو! ایوب نے باوجود اعلیٰ صابر ہونے کے بقول[1] اعوذ باللہ من غضب الحلیم کسی امر میں اپنے کسی متعلق کی نسبت قسم کھائی تھی کہ میں تجھے سو پید رسید کروں گا۔ ہم (اللہ) نے اس میں بھی تخفیف کرنے کا حکم دیا کہ سینکوں کا مٹھا اپنے ہاتھ میں لے کر اس کے ساتھ اپنے ملزم کو مار دے اور قسم نہ توڑ جیسا کہ آج کل بھی عدالتوں میں خفیف بید (مٹھا باندھ کر اکٹھے) مار دیا کرتے ہیں۔ بس ایسا کرنے سے ہمارے نزدیک تیری قسم پوری ہو جائے گی۔ یہ اس لئے کہا کہ ہم (خدا) نے اس کو صبر کرنے والا پایا۔ وہ بہت ہی اچھا بندہ تھا کیونکہ وہ خدا کی طرف رجوع تھا۔ تمام خوبیوں کی جڑ یہی ہے کہ انسان اپنے خالق کو طرف جھکا ہو۔ یہ نہیں تو کچھ نہیں۔ ان لوگوں کو نصیحت کرنے کیلئے ایک اور واقعہ سنا۔ ہمارے نیک بندوں حضرت ابراہیم، اسحٰق، یعقوب کو بھی کتاب میں ذکر کر جو نیکی کے کاموں میں بڑی قوت والے اور خدائی قدرت کے دیکھنے میں بڑی بینائی والے تھے۔ ہم (خدا) نے ان کو ایک خاص بات یعنی یاد آخرت کے لئے چن لیا تھا وہ خدا کے ایسے بندے تھے کہ ہر کام میں آخرت کا نفع نقصان ملحوظ رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم ان سے راضی تھے اور وہ ہمارے نزدیک ہمارے برگزیدہ نیک بندوں میں سے تھے۔ اسی طرح خاندان محمدیہ کے بانی حضرت اسمٰعیل نیز یسعیاہ اور ذوالکفل کا بھی ذکر کر ان میں سے ایک نیک بندوں میں سے تھا۔ نہ کوئی سمجھے کہ نیک بندوں کی فہرست بس ختم ہو گئی۔ آئندہ کو کوئی نیک پیدا نہیں ہو سکتا نہیں بلکہ یہ قرآن ایک نصیحت ہے جو کوئی چاہے اس سے ہدایت پا کر متقیوں میں آ جائے اور متقیوں کے لئے آخرت میں اچھا ٹکانہ ہے یعنی ہمیشہ رہنے کے لئے بہشت جن کے دروازے ان کے لئے کھلے ہوں گے ان بہشتوں میں تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔ وہ خادمان بہشت سے کھانے کے لئے بہت سے میوے اور پینے کے لئے بہت

[1] حلیم اور بردبار کے غصے سے خدائی پناہ۔ منہ

بِفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ وَشَرَابٍ ﴿٥١﴾ وَعِندَهُمْ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ أَتْرَابٌ ﴿٥٢﴾ هَٰذَا

اور پانی طلب کیا کریں گے اور نیچی نگاہ رکھنے والی ہم عمر بیویاں ان کے پاس ہوں گی حساب کے

مَا تُوعَدُونَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿٥٣﴾ إِنَّ هَٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهُ مِن نَّفَادٍ ﴿٥٤﴾

روز انہی نعمتوں کے ملنے کا تم کو وعدہ دیا جاتا ہے کچھ شک نہیں کہ یہ ہمارا رزق کبھی ختم نہ ہو گا

هَٰذَا ۚ وَإِنَّ لِلطَّاغِينَ لَشَرَّ مَآبٍ ﴿٥٥﴾ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا فَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿٥٦﴾

متقیوں کا انعام تو یہ ہے اور بدمعاشوں کا ٹھکانہ بہت برا یعنی جہنم ہے جس میں وہ داخل ہوں گے وہ بہت بری جگہ

هَٰذَا فَلْيَذُوقُوهُ حَمِيمٌ وَغَسَّاقٌ ﴿٥٧﴾ وَآخَرُ مِن شَكْلِهِ أَزْوَاجٌ ﴿٥٨﴾ هَٰذَا

ہے یہ سخت گرم کھولتا ہوا پانی اور پیپ پیو یا اور اسی قسم کے کئی ایک اور عذاب ہوں گے یہ مجرموں کی

فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۖ لَا مَرْحَبًا بِهِمْ ۚ إِنَّهُمْ صَالُو النَّارِ ﴿٥٩﴾ قَالُوا بَلْ أَنتُمْ

جماعت پھٹکار کی حالت میں تمہارے ساتھ داخل جہنم ہوتی ہے وہ کہیں گے بلکہ تم پر پھٹکار ہو تم ہی

لَا مَرْحَبًا بِكُمْ ۖ أَنتُمْ قَدَّمْتُمُوهُ لَنَا ۖ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿٦٠﴾ قَالُوا رَبَّنَا مَن قَدَّمَ

لوگوں نے تو ہمارے لئے یہ عذاب آگے مہیا کرایا پس بری جگہ ہے وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار جس نے ہمارے

لَنَا هَٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ ﴿٦١﴾

لئے مہیا کرایا تو اس کو آگ میں دگنا عذاب دے

قسم کے پانی خالص پانی' انگوروں کا پانی برف' لیمن وغیرہ طلب کیا کریں گے غرض جو چاہیں گے وہاں ملے گا- یہ ظاہر ہے کہ انسانوں بلکہ جملہ جانداروں کو تین قسم کی حاجات ہوتی ہیں- کھانے پینے کی اور کھانے پینے پر جو بطور نتیجہ کے پیدا ہوتی ہے یعنی ضرورت نکاح- انسان کی کامل راحت اسی میں ہوتی ہے کہ تینوں حاجتوں کا انتظام ہو اس لئے خدائی آرام گاہ یعنی جنت میں ان سب کا انتظام ہو گا اور اچھی طرح ہو گا کہ بڑی بڑی خوبصورت نگاہ رکھنے والی باحیا ہم عمر بیویاں ان کے پاس ہوں گی جن سے وہ تیسری قسم کی حوائج (نفسانیہ) پوری کریں گے اور کامل راحت میں زندگی گذاریں گے- حساب کے روز انہی نعمتوں کے ملنے کا تم کو ہماری طرف سے وعدہ دیا جاتا ہے کچھ شک نہیں کہ ہمارا رزق بھی بے انتہا ہے جو کبھی ختم نہ ہو گا متقیوں کا انعام تو یہ ہے اور بد معاشوں بے ایمان اور سرکشوں کا ٹھکانہ بہت برا یعنی جہنم ہے جس میں وہ داخل ہوں گے تو معلوم کر لیں گے کہ وہ بہت بری جگہ ہے حکم ہو گا لو یہ سخت کھولتا ہوا گرم پانی اور پیپ پیؤ اور اسی قسم کے کئی ایک اور عذاب وہاں ہو گے- چونکہ اصل مجرم وہ لوگ ہیں جو دوسروں پر اثر پہنچا کر ان کو گمراہ کرتے ہیں اس لئے جہنم میں بھی پہلے وہی ڈالے جائیں گے ان سے بعد ان کے چیلے چانٹے اور کہا جائے گا کہ یہ مجرموں کی جماعت پھٹکار اور لعنت کی حالت میں تمہارے ساتھ داخل جہنم ہوتی ہے بس اب تم دونوں گو وہ ایک جگہ رہو گے- وہ گمراہ چیلے بعد غور و فکر اپنے گمراہ کنندے گروہوں کو مخاطب کر کے کہیں گے لعنت اور پھٹکار ہم پر نہیں بلکہ تم لوگوں پر پھٹکار ہو- تم ہی لوگوں نے تو یہ عذاب ہمارے لئے آگے مہیا کرایا تمہاری گمراہی سے ہم لوگ گمراہ ہوئے- تم لوگ ایسے نہ ہوتے تو ہماری کیوں ایسی گت ہوتی- پس تم دیکھ لو بہت بری جگہ ہے خدا دشمن کے بھی نصیب نہ کرے پھر کچھ دیر بعد وہ اتباع خدا کی طرف مخاطب ہو کر کہیں گے اے ہمارے پروردگار! جس شخص نے ہمارے لئے یہ عذاب مہیا کرایا یعنی جو ہم کو گمراہ کر کے ہمارے اس عذاب کا باعث ہوا تو اس کو آگ میں وہ دوگنا عذاب دے تاکہ واضح ہو جائے کہ یہ شخص مخلوق کا گمراہ کنندہ ہے-

اَوَقَالُوۡا مَا لَنَا لَا نَرٰی رِجَالًا کُنَّا نَعُدُّھُمۡ مِّنَ الۡاَشۡرَارِ ﴿۶۲﴾ اَتَّخَذۡنٰھُمۡ سِخۡرِیًّا

اور کہیں گے ہمیں کیا ہوگیا کہ ہم جن لوگوں کو برے جانتے تھے ان کو ہم یہاں نہیں دیکھتے کیا ہم ان کو یونہی مذاق کرتے تھے یا

اَمۡ زَاغَتۡ عَنۡھُمُ الۡاَبۡصَارُ ﴿۶۳﴾ اِنَّ ذٰلِکَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ اَھۡلِ النَّارِ ﴿۶۴﴾

ہماری نظریں ان پر نہیں پڑتیں- اس میں شک نہیں کہ جہنموں کی یہ تکرار واقعی ہوگی

قُلۡ اِنَّمَاۤ اَنَا مُنۡذِرٌ ۖ وَّمَا مِنۡ اِلٰہٍ اِلَّا اللّٰہُ الۡوَاحِدُ الۡقَھَّارُ ﴿۶۵﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ

تو کہہ دے میں صرف ڈرانے والا ہوں اور اللہ زبردست کے سوا دوسرا کوئی معبود نہیں وہی آسمانوں اور

وَالۡاَرۡضِ وَمَا بَیۡنَھُمَا الۡعَزِیۡزُ الۡغَفَّارُ ﴿۶۶﴾ قُلۡ ھُوَ نَبَؤٌا عَظِیۡمٌ ﴿۶۷﴾ اَنۡتُمۡ عَنۡہُ

زمینوں اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا پروردگار غالب بخشش کرنے والا ہے تو کہہ یہ خبر بہت بڑی ہے تم اس سے

مُعۡرِضُوۡنَ ﴿۶۸﴾ مَا کَانَ لِیَ مِنۡ عِلۡمٍۭ بِالۡمَلَاِ الۡاَعۡلٰۤی اِذۡ یَخۡتَصِمُوۡنَ ﴿۶۹﴾

روگردان ہو- مجھے تو اس وقت بھی اعلیٰ جماعت کی بات کوئی علم نہیں ہوتا جب وہ آپس میں گفتگو کرتے ہیں ہاں مجھے یہی پیغام

اِنۡ یُّوۡحٰۤی اِلَیَّ اِلَّاۤ اَنَّمَاۤ اَنَا نَذِیۡرٌ مُّبِیۡنٌ ﴿۷۰﴾ اِذۡ قَالَ رَبُّکَ لِلۡمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیۡ خَالِقٌۢ

پہنچتا رہتا ہے کہ میں صرف صاف صاف ڈرانے والا ہوں- جب تیرے پروردگار نے فرشتوں کو کہا میں مٹی سے ایک آدمی

بَشَرًا مِّنۡ طِیۡنٍ ﴿۷۱﴾ فَاِذَا سَوَّیۡتُہٗ وَنَفَخۡتُ فِیۡہِ مِنۡ رُّوۡحِیۡ فَقَعُوۡا لَہٗ سٰجِدِیۡنَ ﴿۷۲﴾

پیدا کرنے کو ہوں تو جب میں اس کو بنا سنوار لوں اور اس میں اپنی کوئی روح ڈال دوں تو تم اس کے سامنے تعظیم بجا لانا

یہ کہہ کر وہ ادھر ادھر دیکھیں گے اور کہے گے ہمیں کیا ہو گیا کہ ہم جن ایماندار لوگوں کو اپنی بے وقوفی سے بدنصیب اور برے جانتے تھے ان کو ہم یہاں نہیں دیکھتے کیا واقعہ میں ہم ان کو یونہی مخول ہی کرتے تھے اس لئے وہ یہاں نہیں داخل ہوئے یا ہماری نظریں ان پر نہیں پڑتیں اس میں شک نہیں کہ ان جہنمیوں کی یہ تکرار واقعی ہوگی جن لوگوں کی بابت ان کی نظریں خیرہ ہوں گی وہ واقعی جہنم میں نہ ہونگے بلکہ وہ نجات یافتہ ہو کر جنت میں جا پہنچے ہوں گے اختلاف تو ان میں صرف یہی تھا کہ دنیا کا معبود واحد ہے یا متعدد سو تو اے نبی! ان کو کہہ دے کہ میں تم کو صرف برے کاموں پر ڈرانے والا ہوں- اور اللہ اکیلے زبردست کے سوا دوسرا کوئی معبود نہیں- وہی آسمانوں اور زمینوں کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا پروردگار وہی غالب اور بخشش کرنے والا ہے اے نبی! تو یہ بھی ان کو کہہ واقعات قیامت کی یہ خبر بہت بڑی 'دل پر ڈالنے والی ہے مگر تم اس سے روگردان ہو یہ مت سمجھو کہ میں از خود جانتا اور بتلاتا ہوں نہیں بلکہ مجھے تو اس وقت بھی اعلیٰ جماعت ملائکہ کی بابت کوئی علم نہیں ہوتا جب وہ آپس میں گفتگو کرتے ہیں حالانکہ عالم کشف میں ان کی گفتگو سے بہت کچھ چرچا ہو جاتا ہے میری طرف کوئی ایسا سلسلہ تار لگا ہوا نہیں ہے جس میں ہر وقت خبریں پہنچتی ہوں ہاں مجھے یہی پیغام پہنچتا ہے کہ میں صرف تم لوگوں کو صاف صاف الفاظ میں عذاب الٰہی سے ڈرانے والا اور نیک کاموں پر خوشخبری بتلانے والا ہوں اور بس لیکن یہ عرب کے لوگ تیرے حسد میں ایسے جلے بھنے ہیں کہ سنتے ہی نہیں- جانتے نہیں کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا تو ان کو ایک عبرتناک قصہ سنا- جب تیرے پروردگار نے فرشتوں کو کہا دیکھو میں مٹی سے ایک آدمی پیدا کرنے کو ہوں سو جب میں اس کو بنا سنوار لوں اور اس میں اپنی مخلوق کردہ روحوں میں سے کوئی روح ڈال دوں تو تم اس کے کمال کا اعتراف کرنے کو اس انسان کے سامنے تعظیم بجا لانا- یہ اس قصہ کا اجمال ہے جو دیگر مقامات پر تفصیل سے آیا ہے-

فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ۙ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اِسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ

تو سب کے سب ملائکہ تعظیم بجا لائے لیکن ایک ابلیس نے تکبر کیا اور کافر ہو گیا-

الْكٰفِرِيْنَ ۝ قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ؕ

اللہ نے فرمایا ابلیس! جس چیز کو میں نے خود پیدا کیا اس کی تعظیم کرنے سے تجھے کس چیز نے

اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ ۝ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ؕ خَلَقْتَنِيْ مِنْ

منع کیا تو متکبر ہے یا واقع میں تو بڑے لوگوں سے ہے؟ اس نے کہا میں اس سے اچھا ہوں تو نے مجھے آگ سے

نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ۝ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ۝ وَّاِنَّ

بنایا ہے اور اس کو مٹی سے اللہ نے فرمایا پس تو اس سے نکل جا کیونکہ تو مردود ہے اور میری طرف سے قیامت

عَلَيْكَ لَعْنَتِيْٓ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝

تک تجھ پر لعنت ہے- ابلیس نے کہا اے میرے مولا! جس روز مخلوق دوبارہ اٹھائی جائے اس روز تک مجھے مہلت عنایت ہو

قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۝ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ۝ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ

حکم ہوا اچھا مقررہ وقت قیامت تک تجھے مہلت ہے ابلیس نے کہا مجھے تیری عزت کی قسم ہے میں ان سب کو بہکاؤں گا لیکن ان میں سے

لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ قَالَ فَالْحَقُّ ؗ

تیرے خاص بندوں پر میرا اثر نہ ہو گا- خدا نے فرمایا بے شک حق یہی ہے اور میں بھی

وَالْحَقَّ اَقُوْلُ ۝

سچ کہتا ہوں

کہ فرشتوں کے اظہار کمالات پر خدا کا یہ حکم ہوا تو سب کے سب ملائکہ تعظیم بجا لائے لیکن ایک ابلیس نے ان میں سے تکبر کیا اور کافر ہو گیا- اللہ نے فرمایا- ابلیس! جس چیز کو میں نے خود پیدا کیا اور اس کی تعظیم کرنے کا حکم دیا تو اس کی تعظیم کرنے سے تجھے کس چیز نے منع کیا- کیا تو متکبر ہے یا واقع میں بڑے لوگوں سے ہے جن پر دبز عم (ان کے) میرے حکم بھی نافذ نہیں؟ اس (ابلیس) نے کہا گو میں تیری مخلوق ہونے کی حیثیت سے فرمانبر دار ہوں- اس خیال سے تو جو تو فرمادے حاضر ہوں مگر واقعہ یہ ہے کہ میں اس (آدم) سے اچھا ہوں- اچھا بھی از خود نہیں بلکہ تیرے بنانے سے کیونکہ تو نے مجھے آگ سے بنایا ہے اور اس کی مٹی سے اور یہ ظاہر ہے کہ آگ مٹی سے افضل اور بہتر ہے- خدا نے فرمایا کمبخت! تو نہیں جانتا کہ نص کے مقابلہ میں قیاس کرنا جائز نہیں- میرے حکم کے سامنے تو نا معقول ڈھکوسلے لگاتا ہے پس سو اس جماعت سے نکل جا کیونکہ تو مردود ہے اور میری طرف سے قیامت تک تجھ پر لعنت ہے- ابلیس نے کہا اچھا حضور نے جو حکم فرمایا مجھے منظور ہے پس اے میرے مولا! جس روز مخلوق دوبارہ اٹھائی جائے گی اس روز تک مجھے مہلت عنایت ہو- تو میں حضور کو ان پیارے بنی آدم کا پول دکھادوں- حکم ہوا اچھا مقررہ وقت قیامت تک تجھے مہلت ہے- ہم جانتے ہیں جو تیری غرض ہے جو تو کرے گا ہم اس کا انتظام اچھی طرح کردیں گے- اس کے بعد ابلیس نے کہا مجھے حضور کی عزت اقبال کی قسم ہے کہ میں ان سب بنی آدم کو بہکاؤں گا- لیکن ان میں سے تیرے خالص بندوں پر میرا اثر نہ ہو گا- اللہ تعالیٰ نے فرمایا- بے شک حق یہی ہے کہ میرے نیک بندوں پر تیرا اثر نہ ہو گا اور میں بھی سچ کہتا ہوں-

لَاَمۡلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنۡكَ وَمِمَّنۡ تَبِعَكَ مِنۡهُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ ۞ قُلۡ مَاۤ اَسۡـَٔلُكُمۡ

کہ میں تجھ سے اور ان میں سے جو تیرے تابع ہوں گے ان تمام سے جہنم کو بھردوں گا تو کہہ دے کہ میں اس پر

عَلَيۡهِ مِنۡ اَجۡرٍ وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الۡمُتَكَلِّفِيۡنَ ۞ اِنۡ هُوَ اِلَّا ذِكۡرٌ لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ۞

کوئی عوض نہیں چاہتا اور نہ میں تکلف کرنے والا ہوں یہ جہاں کے لوگوں کے لئے نصیحت ہے اور تم

وَلَتَعۡلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعۡدَ حِيۡنٍ ۞

اس کی بتلائی ہوئی خبر تھوڑے ہی وقت بعد جان لوگے

سورت الزمر

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم کرنے والا ہے۔

تَنۡزِيۡلُ الۡكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الۡعَزِيۡزِ الۡحَكِيۡمِ ۞ اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ الۡكِتٰبَ

یہ کتاب اللہ غالب حکمت والے کی طرف سے نازل ہے بے شک ہم نے اس کتاب کو سچی تعلیم کے ساتھ نازل کیا ہے

بِالۡحَقِّ فَاعۡبُدِ اللّٰهَ مُخۡلِصًا لَّهُ الدِّيۡنَ ۞ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيۡنُ الۡخَالِصُ ؕ وَ

پس تو اللہ ہی کی خالص عبادت کر۔ سنو! خالص عبادت اللہ ہی کے لئے ہے اور

الَّذِيۡنَ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اَوۡلِيَآءَ ۘ مَا نَعۡبُدُهُمۡ اِلَّا لِيُقَرِّبُوۡنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلۡفٰى ؕ

جو لوگ اس کے سوا اوروں کو حاجت روا بناتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم تو ان کی عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ یہ لوگ ہم کو درجے میں اللہ

کہ میں تجھ سے اور ان بنی آدم میں سے جو تیرے تابع ہونگے ان تمام سے جہنم کو بھردوں گا اور تیرے شر سے بچانے کے لئے یہ انتظام کروں گا کہ سلسلہ نبوت اور ولائت قائم کر کے مخلوق کو ہدایت پہنچاؤں گا۔ جو کوئی سعادت مند ہو گا وہ تیرے شر سے محفوظ رہے گا چنانچہ اسی سلسلے کا آخری اور اعلیٰ ممبر اے نبی! تو اس وقت موجود ہے۔ یہ لوگ جو تیری مخالفت کرتے ہیں تو ان سے کہدے کہ میں محض خدا کے حکم تم کو سناتا ہوں اور اس پر کوئی عوض نہیں چاہتا۔ جو کچھ میں تم سے اس پر عوض مانگوں وہ تم ہی رکھو میں اس کی طمع نہیں کرتا نہ میں تکلف کرنے والا ہوں کہ جو بات میرے علم میں نہ ہو وہ بھی میں کسی نہ کسی طرح بنا کر کہدوں پس یہ قرآن شریف جہان کے لوگوں کے لئے نصیحت ہے اور تم اسکی بتلائی ہوئی خبر اور آئندہ واقعات تھوڑے ہی وقت بعد جان لوگے کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔

سورۃ الزمر

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

کچھ شک نہیں کہ یہ کتاب اللہ غالب حکمت والے کی طرف سے نازل ہے۔ بیشک ہم (خدا) نے اس کتاب قرآن مجید کی سچی تعلیم کے ساتھ نازل کیا ہے جس کی تعلیم کا پہلا باب خدا کی خالص توحید ہے۔ پس تو اے نبی! اللہ ہی کی خالص عبادت کیا کر سنو! خالص عبادت اللہ ہی کے لئے زیبا ہے اور کوئی شخص اس لائق نہیں کہ اس کی عبادت کی جائے اور جو لوگ اس اللہ کے سوا اوروں کو حاجت روا بناتے ہیں وہ اسکے عذر میں کہتے ہیں کہ ہم تو انکی عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ یہ لوگ ہم کو درجے میں اللہ کے قریب کردیں یعنی انکی عبادت کے ذریعہ سے ہم خدا کا قرب حاصل کرلیں ان کی عبادت مقصود اصلی نہیں بلکہ مقصود اصلی قرب خدا ہے ان لوگوں کا گویا یہ اصول ہے کہ۔

بت کو بٹھا کے سامنے یاد خدا کروں

إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي

کہ قریب کر دیں جن جن امور میں یہ لوگ اختلاف کررہے ہیں خدا ہی ان میں صحیح فیصلہ کریگا۔ بے شک اللہ جھوٹے ناشکروں کو

مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّارٌ ۝ لَوْ أَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا لَاصْطَفَىٰ مِمَّا

سمجھ نہیں دیا کرتا۔ خدا اگر اولاد بنانے کا ارادہ کرتا تو اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہتا چن لیتا وہ اس

يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ سُبْحَانَهُ ۖ هُوَ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَ

سے پاک ہے' وہ اللہ اکیلا ہی سب پر ضابط ہے' اس نے آسمان اور زمین سچائی کے ساتھ پیدا کئے ہیں

الْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۖ يُكَوِّرُ اللَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى اللَّيْلِ ۖ وَسَخَّرَ

رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے' سورج اور چاند

الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُسَمًّى ۗ أَلَا هُوَ الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ ۝

تمہارے کام میں لگا رکھا ہے' ہر ایک ان میں کا معین زمانے تک چلتا ہے۔ سنو! وہی اللہ زبردست بخشنے والا ہے۔ اس نے

خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِنَ الْأَنْعَامِ

تم کو ایک جان سے پیدا کیا' اسی سے اس کی بیوی پیدا کی اور اسی نے تمہارے لئے چوپاؤں میں سے آٹھ قسم کے

ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ ۚ

حیوان پیدا کئے

یہ سب خیالات ان کے وسواسی ہیں جن جن امور میں یہ لوگ اختلاف کر رہے ہیں خدا ہی ان میں صحیح فیصلہ کریگا۔ یہ لوگ اتنا نہیں سمجھتے کہ خدا کے سوا کسی مخلوق کو اس بہانے سے بھی پوجنا شرک ہے کہ یہ ہم کو خدا کے ہاں مقرب بنا دیگا۔ بیشک اللہ تعالیٰ ایسے جھوٹے ناشکروں کو سمجھ نہیں دیا کرتے کہ وہ اتنی بات بھی سمجھ سکیں' اسی بے سمجھی کا نتیجہ ہے کہ خدا کو بھی مثل آدمیوں کے سمجھتے ہیں۔ اسی لئے تو خدا کی نسبت بھی صاحب اولاد ہونے کا خیال رکھتے ہیں حالانکہ خدا اگر اولاد بنانے کا ارادہ کرتا تو یہ تو ہو نہیں سکتا کہ اس کے نطفے سے اولاد ہوتی کیونکہ ایسا ہو تو اس کی بیوی بھی چاہئے جو نہیں ہے بلکہ خدا اگر کسی کو اولاد بناتا تو اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہتا چن لیتا مگر وہ اولاد نہ خالق ہوتی نہ خالق کا جزو جیسے حقیقی اولاد ہوتی ہے بلکہ مخلوقیت کے درجہ میں محبوبیت کے درجہ تک پہنچتی جیسے متبنیٰ ہوتا مگر خدا اس سے بھی پاک ہے جو لوگ کسی مخلوق کو خدا کی اولاد کسی معنے سے کہتے ہیں وہ لوگ جھوٹے ہیں وہ اس سے پاک ہے وہ اللہ اکیلا ہی سب پر ضابط اور حکمران ہے اسی نے آسمان اور زمین سچائی کے ساتھ یعنی باضابطہ پیدا کئے ہیں۔ اسی ضابطہ کا اثر ہے کہ اب تک بھی یہی قانون ہے کہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے کبھی رات بڑی ہے تو دن چھوٹا کبھی رات چھوٹی ہے تو دن بڑا ہے۔ دیکھو سورج اور چاند کو تمہارے کام میں مفت لگا رکھا ہے دیکھو ہر ایک ان میں کا معین زمانے تک چلتا ہے جو جس کا وقت مقرر ہے اسی حساب سے چلتا ہے سنو وہی اللہ بڑا زبردست گناہ بخشنے والا ہے اس نے تم سب بنی آدم کو ایک جان آدم سے پیدا کیا ہے اسی ایک جان کی قسم سے اس کی بیوی حوا پیدا کی اس سے بعد سب بنی آدم کو پیدا کیا جن کا شمار حساب سے باہر ہے۔ اسی نے تمہارے لئے چوپاؤں میں سے آٹھ قسم کے حیوان پیدا کئے جن کی تفصیل سورۂ انعام پارہ آٹھ رکوع چار میں کر دی گئی ہے[1]

---

[1] ثمنية ازواج من الضان اثنين ومن المعز اثنين ومن الابل اثنين ومن البقر اثنين (۱۲ منہ)

يَخْلُقُكُمْ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ خَلْقًا مِّنْ بَعْدِ خَلْقٍ فِي ظُلُمَاتٍ ثَلَاثٍ

وہی تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں طور بطور یکے بعد دیگرے تین اندھیروں میں پیدا کرتا ہے

ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ فَأَنَّىٰ تُصْرَفُونَ ۞ إِن تَكْفُرُوا

یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے، تمام حکومت اسی کی ہے، اس کے سوا عبادت کے کوئی لائق نہیں پس تم کہاں پھیرے جاتے ہو اگر تم

فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنكُمْ ۖ وَلَا يَرْضَىٰ لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۖ وَإِن تَشْكُرُوا يَرْضَهُ

منکر ہوگے تو خدا تم سے بے نیاز ہے اور وہ اپنے بندوں سے کفر پسند نہیں کرتا اور اگر تم شکر کرو تو وہ اسے تمہارے

لَكُمْ ۗ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۗ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُم مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا

حق میں پسند کرے گا کوئی کسی دوسرے کا گناہ نہیں اٹھائے گا اور تم کو اپنے پروردگار کی طرف واپس جانا ہے۔ پس وہ تم کو تمہارے

كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۞ وَإِذَا مَسَّ الْإِنسَانَ

کئے ہوئے کاموں کی خبر دے گا۔ خدا سینوں کے حالات سے بھی واقف ہے اور انسان کو تکلیف پہنچتی ہے

ضُرٌّ دَعَا رَبَّهُ مُنِيبًا إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا خَوَّلَهُ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُو

تو اپنے پروردگار کی طرف جھک کر اسی کو پکارتا ہے۔ پھر جب خدا اس کو اپنے ہاں سے کوئی نعمت بخشتا ہے تو جس تکلیف کے لئے پہلے

إِلَيْهِ مِن قَبْلُ وَجَعَلَ لِلَّهِ أَندَادًا

خدا کو پکارتا تھا وہ بالکل بھول جاتا ہے اور اللہ کے شریک بناتا ہے

وہی تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں طور بطور یکے بعد دیگرے تین اندھیروں میں پیدا کرتا ہے ایک اندھیرا پیٹ کا ایک اندھیرا رحم کا ایک اندھیرا رحم کے پردے کا۔ ان سب اندھیروں کے اندر تمہاری پیدائش ہوتی ہے۔ ایسا کرنے والا کوئی اور بھی ہے ؟ یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے تمام ملک پر حکومت اسی کی ہے، اس کے سوا عبادت کے لائق کوئی نہیں پس تم اسی کی عبادت کرو، اسی کے ہو کر رہو۔ تم جو اسے چھوڑ کر ادھر ادھر جا رہے ہو کہاں کو پھیرے جاتے ہو۔ سنو تمہارے ایسا کرنے سے تمہارا ہی نقصان ہے اگر تم خدا کے منکر ہو گے تو اپنا ہی کچھ بگاڑو گے کیونکہ خدا تم سے بے نیاز ہے اور وہ اپنے بندوں سے کفر پسند نہیں کرتا اور اگر تم شکر کرو تو وہ اسے تمہارے حق میں پسند کرے گا۔ اس خیال میں غرہ مت ہو کہ کوئی شخص ہمارے گناہ اٹھالے گا، ہرگز نہیں کوئی کسی دوسرے کا گناہ نہیں اٹھائیگا۔ یاد رکھو اپنے گناہوں کے تم خود ہی ذمہ دار ہو گے اور تم کو اپنے پروردگار کی طرف واپس جانا ہے پس وہ تم کو تمہارے کئے ہوئے کاموں کی خبر دیگا اس وقت تم کو بھی اس بات کا علم ہو جائے گا کہ ہاں واقعی ہم نے برے کام کئے ہیں یہ مت سمجھنا کہ خدا کو کیسے خبر ہو گی یا ہم انکار کر دیں گے تمہارا انکار نہ چل سکے گا کیونکہ خدا سینوں کے حالات سے بھی واقف ہے اور انسان ایسا خود غرض اور عقل سے خالی ہے کہ خدا کے ساتھ بھی خود غرضی سے پیش آتا ہے جب اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے پروردگار کی طرف جھک کر اسی کو پکارتا ہے بقول

عالم اندر زمان معزولی　　شیخ شبلی وبایزید شوند

روز و شب یہی کار ہے۔ اے خدا! تو میری مشکل آسان کر۔ اے خدا! تو میرے حال پر رحم فرما۔ خیر ایسا کرنے پر تو اسکو ملامت نہیں، ملامت کی بات تو یہ ہے کہ پھر جب خدا اسکو اپنے ہاں سے کوئی نعمت بخشتا ہے یعنی تکلیف دور کر کے آسائش دیتا ہے تو جس تکلیف کے لئے پہلے خدا کو پکارتا تھا وہ بالکل بھول جاتا ہے۔ گویا اسے کبھی تکلیف نہ ہوئی تھی اور اگر کبھی یاد بھی کرتا ہے تو نہ کرنے سے بدتر کیونکہ اس تکلیف کے رفع کرنے میں اللہ کے شریک بناتا ہے۔

لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِهِ ۭ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيلًا ۖ إِنَّكَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ ﴿٨﴾

تاکہ اور لوگوں کو بھی اس کے راستے سے گمراہ کرے تو کہہ تم اسی کفر میں چند روزہ زندگی گذار لو کچھ شک نہیں کہ آخر کار تم جہنمی ہو

أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُو

بھلا جو شخص رات کے اوقات سجدہ اور قیام کرتے ہوئے گزارے اور آخرت سے ڈرتا ہو اور اپنے رب کی رحمت کی

رَحْمَةَ رَبِّهِ ۗ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۗ

امید رکھتا ہو۔ کہہ کہ بھلا علم والے اور بے علم برابر ہیں؟ اس میں شک نہیں کہ عقلمند لوگ ہی نصیحت حاصل

إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿٩﴾ قُلْ يَا عِبَادِ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا رَبَّكُمْ ۚ

کرتے ہیں۔ تو کہہ اے میرے ایماندار بندو! اپنے پروردگار سے ڈرتے رہا کرو جو لوگ نیک افعال ہیں

لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۗ وَأَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةٌ ۗ

اسی دنیا میں ان کے حصے میں ہر طرح کی بھلائی ہے اور اللہ کی زمین فراخ ہے

لوگوں میں اس امر کا اظہار کرتا ہے کہ فلاں بزرگ یا فلاں دیوی نے مجھ پر یہ کرم کیا کہ میں اس تکلیف سے چھوٹا تاکہ اور لوگوں کو بھی اس اللہ کے راستے سے گمراہ کرے کیونکہ لوگوں میں اتنی تمیز تو نہیں ہے کہ حق و باطل میں فرق کر سکیں۔اس لئے بھیڑ چال کی طرح ایک کے پیچھے دوسرا لگ جاتا ہے پس اے نبی! تو کہہ ایسے خیالات کفر کے ہیں پس تم اسی کفر میں چند روزہ زندگی گزار لو کچھ شک نہیں کہ آخر کار تم جہنمی ہو۔عام لوگوں میں چونکہ تمیز نہیں اس لئے وہ ظاہری حالت پر حکم لگاتے ہیں کہ میاں فلاں شخص کیسا آسودہ حال ہے' بھلا اس کے افعال اگر ناپسندیدہ ہوں تو اللہ تعالیٰ اسے آسودہ کیوں کرے۔ان کو سمجھنا چاہئے کہ پسندیدہ اور ناپسندیدہ افعال کے جانچنے کا یہ طریق نہیں بلکہ اس کے لئے معیار قانون شریعت ہے بھلا جو شخص دن کے علاوہ رات کے اوقات میں بھی سجدہ اور خدا کے سامنے قیام کرتے ہوئے گزارے ایسا کرنے میں وہ آخرت کے عذاب سے ڈرتا ہو اور اپنے رب کی رحمت کی امید رکھتا ہو ایسا شخص اس شخص کی طرح ہے جو خدا کے بندوں کو ستائے اور خدا سے نہ ڈرے اگر دونوں برابر ہوں تو خدا کے ہاں انصاف تو نہ ہوا اندھیر کھاتا ہو۔اس مطلب کے ذہن نشین کرنے کو اے نبی! تو ان سے کہہ کہ بھلا علم والے اور بے علم برابر ہیں؟ جو کوئی کسی کام کا واقف ہے وہ ناواقف جیسا ہے؟ نہیں بلکہ دونوں میں بہت بڑا فرق ہے۔اس طرح جن لوگوں کو خدا کی معرفت حاصل ہے اور معرفت کے ساتھ اعمال حسنہ کی توفیق بھی ہے تو ایسے لوگ ان لوگوں کی طرح نہیں ہیں جن میں دونوں وصف نہیں۔اس میں شک نہیں کہ عقلمند لوگ ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں اور وہی اس فرق کو سمجھتے ہیں۔پس اے نبی! تو میرے بندوں کو میری طرف سے کہہ اے ایماندار بندو! چونکہ تم لوگ عقلمند ہو اور اس عقلمندی سے تم کو بھلے برے کی تمیز ہے اس لئے تم میری اس نصیحت کو غور سے سنو کہ اپنے حقیقی پروردگار سے ڈرتے رہا کرو کوئی وقت تم پر ایسا نہ آئے کہ تم خدا سے بے خوف ہو کر کام کرنے لگ جاؤ اس کا نتیجہ سننا چاہو تو سنو ہمارے ہاں قانون ہے کہ جو لوگ نیک افعال ہیں یعنی شخصی اور قومی زندگی میں ہمیشہ انکو نیک سلوک ہی مد نظر رہتا ہے گویا انکا اصول زندگی ہی یہ ہے کہ ؎

خیر کن اے فلاں وغنیمت شمار عمر   زاں پیشتر کہ بانگ بر آید فلاں نماند

اسی دنیا میں ایسے نیک لوگوں کے حصے میں ہر طرح کی بھلائی ہے وہ ہر طرح کی عزت کے مستحق' خدا ان سے راضی وہ خدا سے خوش۔اس رضاء الٰہی کے علاوہ ملک پر ان کی حکومت ہو گی۔چونکہ ایسے نیک بندوں کو نااہل لوگ ستایا کرتے ہیں۔

اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ
صبر کرنے والوں کو بے حساب بدلہ ملے گا- تو کہہ کہ مجھے حکم ہے کہ میں اخلاص مندی سے اللہ کی
اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ قُلْ
عبادت کروں اور مجھے یہ بھی حکم ہے کہ میں جملہ فرماں برداروں میں اول فرماں بردار بنوں- تو کہہ کہ پروردگار
اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ
کی بے فرمانی کرنے کی صورت میں مجھے بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے- تو کہہ کہ میں خالص اللہ ہی کی
مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِيْ ۝ فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ؕ قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ
عبادت کرتا ہوں تم اس کے سوا جس کی چاہو عبادت کرو- تو کہہ سراسر نقصان والے وہی
الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ
لوگ ہیں جو قیامت کے روز اپنے آپ کو اور اپنے متعلقین کو خسارہ میں ڈالیں گے' یہی بڑا کھلا نقصان ہے- ان کے
الْمُبِيْنُ ۝ لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ؕ ذٰلِكَ
اوپر اور نیچے آگ کا سایہ ہوگا- اللہ اس عذاب سے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے- اے میرے بندو!
يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ؕ يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ۝
مجھ سے ڈرو

اور ان کے کاموں میں روڑا اٹکاتے ہیں- اس لئے ان کو اس امر کی بھی اطلاع کر دو کہ اللہ کی زمین فراخ ہے وہ جس کو چاہتا ہے زمین کا وارث کر دیتا ہے- یہ تو ان نیک اعمال بندوں کا دنیاوی انعام ہے آخرت کا انعام باقی ہے چونکہ ان لوگوں کو دین حق کو اختیار کرنے اور پھیلانے میں بڑی بڑی تکلیفیں ہوئی ہیں جن پر انہوں نے بڑی جوانمردی سے صبر کیا ہے- ہمارے ہاں یہ عام قانون ہے کہ صبر کرنے والوں کو بے حساب بدلہ ملے گا جس کا نام جنت ہے- پس ہر کام میں صبر کو مد نظر رکھو- اپنے وطن میں صبر سے رہ سکو تو بھی اجر سے خالی نہیں تکلیف انسانی طاقت سے بالا ہو تو وطن سے ہجرت کر جاؤ- اس ہجرت میں تکلیف ہو تو اس میں بھی اجر ہے بشرطیکہ صبر واستقلال سے بناء ہو- اے نبی! تو انکو یہ بھی کہہ کہ مجھے بھی یہی حکم ہے کہ میں اس وقت کے جملہ فرمانبرداروں میں خدا کا اول فرمانبردار بنوں یہی میرا فرض ہے اور یہی فخر کہ میں خدا کا بندہ بن کر رہوں' نہ اس کا شریک نہ سہیم- تو اے نبی! یہ بھی کہہ کہ پروردگار کی بے فرمانی کرنے کی صورت میں مجھے بھی بڑے دن قیامت کے عذاب کا ڈر ہے- اے نبی! تو یہ بھی کہہ اللہ کے ہو رہنے میں تو کوئی نقصان نہیں بلکہ سراسر فائدہ ہے ہاں نقصان والے وہی لوگ ہیں جو بوجہ بدکاریوں کے قیامت کے روز اپنے آپ کو اور اپنے متعلقین گھر والوں اور تعلقداروں کو خسارہ میں ڈالیں گے- غور کرو تو یہی بڑا کھلا خسارہ ہے کہ ایک ایسے وقت میں جبکہ وہ لوگ ہر قسم کی نیکیوں کے محتاج ہوں گے ان کی تمام نیکیاں برباد ہو کر تمام برائیاں ان کے ذمہ ڈالی جائیں گی اور ان بدکاروں کے اوپر اور نیچے آگ کا سایہ ہوگا یعنی ہر طرف سے ان کو آگ نے گھیرا ہوگا- بس پھر ان کی کیا گت ہوگی؟ قابل غور ہے کچھ نہ پوچھو سنو اور ہوشیار ہو جاؤ' اللہ تعالیٰ اس عذاب سے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے اور کہتا ہے اے میرے بندو! مجھ سے ڈرو-

وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْٓا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ
اور جو لوگ غیر اللہ کے پوجنے سے پرہیز کرتے ہیں اور خدا کی طرف جھکے رہتے ہیں انہیں کے لئے
الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ﴿۱۷﴾ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ۭ
خوشخبری ہے پس تو میرے ان بندوں کو خوشخبری سنا جو ہر قسم کے اقوال سن کر سب سے اچھی بات کی پیروی کرتے ہیں
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۱۸﴾ اَفَمَنْ حَقَّ
یہی لوگ ہیں جن کو خدا نے ہدایت کی ہے اور یہی لوگ عقل مند ہیں تو کیا جن لوگوں پر
عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ۭ اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِي النَّارِ ﴿۱۹﴾ لٰكِنِ الَّذِيْنَ
عذاب کا حکم لگا ہو تو ایسے لوگوں کو جو آگ میں پڑے ہوئے ہیں تو نکال لے گا؟ ہاں جو لوگ اپنے
اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ ۙ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا
پروردگار سے ڈرتے ہیں ان کے لئے بڑے بڑے بالا خانے ہیں جن کے اوپر اور بالاخانے بنے ہوئے ہیں۔ ان کے نیچے سے
الْاَنْهٰرُ ڛ وَعْدَ اللّٰهِ ۭ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ ﴿۲۰﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ
نہریں جاری ہیں۔ خدا نے وعدہ کر رکھا ہے اللہ اپنا وعدہ کبھی خلاف نہیں کرے گا کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ اوپر سے

اور بدکاریاں چھوڑ دو اور سنو ہمارے ہاں عام قاعدہ ہے کہ جو لوگ غیر اللہ کے پوجنے سے پرہیز کرتے ہیں اور خدا کی طرف جھکے رہتے ہیں انہیں کے لیے خوشخبری ہے' وہی لوگ فلاح دارین پانے کے مستحق ہوں گے ایسے لوگوں میں علاوہ توحید خالص اور انابت الی اللہ کے ایک اور وصف خاص ہوتا ہے کہ یہ لوگ ہر ایک بات کی تحقیق کرتے ہیں کسی بات یا خیال کے سننے سے نفرت نہیں کرتے' ہاں اختیار کرتے وقت تحقیق سے کام لیتے ہیں۔ پس تو اے نبی! میرے (یعنی خدا کے) ان بندوں کو خوش خبری سنا جو ہر قسم کے اقوال سن کے سب سے اچھی بات کی پیروی کرتے ہیں سب اقوال میں اچھا قول خدا کا فرمان قرآن مجید[1] ہے اور بس یعنی ان کے دینی کاموں کا مدار قرآن پر ہے یہی لوگ ہیں جن کو خدا نے ہدایت کی ہے اور یہی لوگ عقل مند ہیں ان کے مقابلہ میں دنیا کے بندے اپنی عقل و سمجھ پر کیا ناز کر سکتے ہیں بحالیکہ وہ شرک و کفر اور دیگر اقسام کی بد اخلاقیوں سے آلودہ ہیں تو کیا جن لوگوں پر خدا کی طرف سے بوجہ ان کی بداعمالیوں کے عذاب کا حکم لگا ہو ایسے لوگوں کو جو گویا آگ میں پڑے ہوئے ہیں تو نکال لے گا؟ نہیں۔ ہاں جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں ان کے لیے بعد موت خدا کے پاس بہشتوں میں بڑے بڑے بالا خانے بنے ہوئے ہیں' ان کے نیچے سے نہریں جاری ہیں' خدا نے ان سے وعدہ کر رکھا ہے اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ کبھی خلاف نہیں کریگا۔ اس قسم کی نعمتوں کا ذکر سن کر جو لوگ ناک بھوں چڑھاتے ہیں ان کو کہو کیا تم لوگوں نے نظام عالم پر غور و خوض نہیں کیا جب کہ اس نظام کو خدا نے ظاہری طور پر ایسا منظم بنا رکھا ہے کہ کسی طرح کا خلل اس میں نہیں آتا۔ تو کیا اس کے ساتھ باطنی انتظام اس نے نہ کیا ہوگا۔ باطنی انتظام وہی ہے جس کا نام ہے نیک و بد اعمال کی جزا و سزا۔ جس کی بابت کہا گیا ہے ؎

از مکافات عمل غافل مشو   گندم از گندم بروئد جو از جو

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ اوپر کی طرف سے بارش کا

---

[1] اللہ نزل احسن الحدیث کی طرف اشارہ ہے۔

السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِي الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا

پانی اتارتا ہے پھر زمین میں اس سے چشمے جاری کردیتا ہے پھر اس کے ساتھ مختلف رنگ کے کھیت پیدا کرتا

اَلْوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهٗ حُطَامًا ؕ اِنَّ فِيْ

ہے پھر تم اس کو زرد ہوا دیکھتے ہو۔ پھر خدا اس کو چورا چورا کردیتا ہے۔ بے شک اس واقعہ میں

ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۲۱﴾ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى

عقل مندوں کے لئے نصیحت ہے بھلا خدا نے جس شخص کا سینہ اسلام کے کھول دیا ہو پھر وہ اپنے پروردگار

نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ

کی روشنی میں چل رہا ہو۔ افسوس ہے ان لوگوں پر جن کے دل ذکر سے سخت ہو رہے ہیں وہی لوگ

ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۲﴾ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ

صریح گمراہی میں ہیں۔ اللہ نے سب کلاموں سے اچھا کلام نازل کیا ہے جو ملتی جلتی کتاب ہے بار بار پڑھی جاتی ہے

تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ

جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اس کتاب سے ان کے بدن کانپ اٹھتے ہیں اور ان کے چمڑے اور دل

اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ

خدا کے ذکر کی طرف جھکتے ہیں، یہ اللہ کی ہدایت ہے اس کے ساتھ جس بندے کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور جس بندے کو

اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۲۳﴾

خدا گمراہ کر دے اس کے لئے کوئی ہادی نہیں

کا پانی اتارتا ہے پھر زمین میں اس پانی سے چشمے جاری کر دیتا ہے۔ بارش نہ ہو تو پہاڑی چشمے بھی سوکھ جاتے ہیں پھر اس پانی کے ساتھ مختلف رنگ کے کھیت پیدا کرتا ہے پھر وہ کھیت زور سے لہلہاتے ہیں جدھر دیکھو سبزہ ہی سبزہ نگاہ میں آتا ہے پھر ایک وقت آتا ہے کہ خدا اس کو چورا چورا کر دیتا ہے ایسا کہ دانے الگ تنکے الگ' سب الگ الگ وہی میدان جو ابھی سرسبز نظر آتا تھا چٹیل میدان صاف نظر آتا ہے۔ یہ ہے قدرتی انقلاب۔ کیا ایسے انقلابات یونہی ہو رہے ہیں۔ بیشک اس واقعہ میں عقلمندوں کے لیے بڑی نصیحت ہے جو لوگ ان واقعات سے عبرت حاصل کرتے ہیں وہی لوگ عزت یاب ہیں بھلا خدا نے جس شخص کا سینہ اسلام یعنی خدائی احکام کی پابندی کے لیے کھول دیا ہو' پھر وہ اس شرح صدر کی وجہ سے اپنے پروردگار کی روشنی میں چل رہا ہو۔ شب و روز خدا کی مشعل ہدایت اس کے سامنے ہو' کیا وہ اس شخص کی طرح ہے جو بد اعمالیوں کی تاریکیوں میں پھنسا ہوا ہے ؟ ہر گز نہیں افسوس ہے ان لوگوں پر جن کے دل اللہ کے ذکر سے غفلت کرنے کی وجہ سے سخت ہو رہے ہیں۔ وہی لوگ صریح گمراہی میں ہیں اس لیے خدا کی اتاری ہوئی کتاب کے منکر ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے سب کلاموں سے اچھا کلام قرآن مجید نازل کیا ہے جو ملتی جلتی کتاب ہے جس کا ایک حصہ دوسرے کے مشابہ اور بار بار پڑھی جاتی ہے اور دلوں پر اثر کرتی ہے جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اس کتاب کے سننے سے ان کے بدن کانپ اٹھتے ہیں اور ان کے چمڑے اور دل خدا کے ذکر کی طرف جھکتے ہیں یہ اللہ کی ہدایت کا اثر ہے اسکے ساتھ جس بندے کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور کامیاب فرماتا ہے اور جس بندے کی بد اعمالی کی وجہ سے اسکو گمراہ کر دے یعنی اپنی رحمت خاصہ سے دور رکھے تو اس کیلئے کوئی ہادی نہیں جو اسکو راہ ہدایت پر لاوے۔

أَفَمَنْ يَتَّقِي بِوَجْهِهِ سُوٓءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَقِيْلَ لِلظّٰلِمِيْنَ

بھلا جو شخص اپنے آپ کو قیامت کے روز برے عذاب سے بچا۔لے گا اور ظالموں کو کہا جائے گا

ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۲۴﴾ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتٰهُمُ

جو کچھ تم کرتے رہے ہو اس کا عذاب چکھو ان سے پہلے لوگوں نے بھی تکذیب کی تھی پھر ایسی جگہ سے ان پر

الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۵﴾ فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ الْخِزْيَ فِي الْحَيٰوةِ

عذاب آیا جہاں سے ان کو گمان بھی نہ تھا۔ پھر خدا نے ان کو دنیا ہی میں ذلت کا عذاب

الدُّنْيَا ۚ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَلَقَدْ

چکھایا اور آخرت کا عذاب سب سے بڑا ہے۔ کاش وہ جانتے ہوتے اور ہم نے

ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾

لوگوں کی ہدایت کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کی مثالیں بتلائی ہیں تاکہ وہ نصیحت پاویں

قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۲۸﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا

قرآن صاف عربی زبان میں اتارا ہے تاکہ لوگ پرہیزگار بنیں خدا ایک مثال سناتا ہے

رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَاۗءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ ؕ هَلْ

ایک غلام ایسا ہے جس میں بہت سے شریک مساوی حصہ دار ہیں اور ایک شخص صرف ایک ہی کا غلام ہے۔ کیا یہ

يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ؕ

دونوں غلام حالت میں ایک سے ہیں

بعض لوگ اپنی جہالت سے ایسا کہا کرتے ہیں کہ ہمیں کیا ہدایت' نہیں تو نہ سہی ہمارا کیا نقصان ؟ ایسے لوگ غور کریں کہ بھلا جو شخص اپنے آپ کو قیامت کے روز جہنم کے برے عذاب سے بچالے گا یعنی اعمال صالحہ کی برکت سے دوزخ سے بچ جائے گا ایسے نازک وقت میں ایسا آدمی اور جو ایسے نہیں بلکہ بدکاریوں کی وجہ سے ظالم ہیں' برابر ہوں گے ؟ حالانکہ ظالموں کو یہ کہا جائے گا کہ جو کچھ تم دنیا میں کرتے رہے ہو اس کا بدلہ تم یہاں پاؤ اور عذاب چکھو۔اے مسلمانو! ان سے پہلے لوگوں نے بھی احکام خداوندی کی تکذیب کی تھی پھر ایسی جگہ سے ان پر عذاب آیا جہاں سے ان کو گمان بھی نہ تھا پھر خدا نے ان کو دنیا میں ہی عذاب چکھایا اور ابھی آخرت کا عذاب سب سے بڑا ہے۔ کاش وہ اس کو جانتے ہوتے اور سنو ہم (خدا) نے لوگوں کی ہدایت کے لیے اس قرآن میں ہر قسم کی مثالیں بتلائی ہیں تاکہ وہ نصیحت پاویں یہ قرآن صاف عربی زبان میں اتارا ہے تاکہ لوگ اس کی وجہ سے پرہیزگار بنیں مگر لوگ اس کی پرواہ نہیں کرتے' اس لیے خدائے تعالیٰ ایک مثال سناتا ہے۔ ایک غلام ایسا ہے جس میں بہت سے شریک مساوی حصہ دار ہیں اور اس کے مقابلہ میں ایک شخص صرف ایک ہی کا غلام ہے۔ پہلا غلام بہتوں کا محکوم ہے۔ ہر ایک اس پر حکم چلاتا ہے بعض اوقات آن واحد میں اس پر مختلف احکام جاری ہوتے ہیں اور وہ بے چارہ حیران سرگردان رہ جاتا ہے اور قہر درویش بجان درویش کی مثال اس پر صادق آتی ہے۔ دوسرا غلام محض ایک ہی کی ملک ہے چاہے اس پر حکم کرے یا نہ کرے کیا یہ دونوں غلام حالت میں میں ایک سے ہیں ؟ ہرگز نہیں۔ بعینہ یہی کیفیت ہے موحد اور مشرک کی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۚ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ

الحمدللہ مگر بہت سے لوگ نہیں جانتے بے شک تو بھی مرجائے گا اور وہ بھی

مَّيِّتُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ۝

مرجائیں گے پھر تم قیامت کے روز اپنے پروردگار کے حضور باہم جھگڑو گے

الحمدللہ کہ اسلام ہر طرح صحیح اور مدلل ہے مگر بہت سے لوگ اس کی حقیقت نہیں جانتے اسی لیے بڑی بھاری غلطی ان کو لگتی ہے جب سنتے ہیں کہ نبی خدا کا نائب ہے تو وہ اپنی نادانی سے خیال کر بیٹھتے ہیں کہ یہ بھی مثل خدا کے دائم حیّ القیوم ہو گا حالانکہ یہ خیال سرے سے غلط ہے- نبی کی نیابت پیغام رسانی میں ہے ذات و صفات میں نہیں- اس لیے ہم اعلان کرتے ہیں کہ اے نبی! بے شک تو بھی مر جائے گا اور وہ بھی مر جائیں گے پھر تم سب لوگ قیامت کے روز اپنے پروردگار کے حضور باہم جھگڑو گے یعنی تمہارا باہمی مقابلہ ہو گا اس مقابلہ میں کیا ہو گا؟ یہی کہ مشرک موحدوں کو اور موحد مشرکوں کو تھوڑی دیر کے لیے الاہنے دیں گے اور بس ورنہ فیصلہ تو خدا کے ہاتھ ہو گا- اس فیصلہ کا خلاصہ یہی ہو گا کہ خدا کی باتوں کو نہ ماننے والے سزایاب ہوں گے-

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ

پس جو شخص خدا پر جھوٹ لگائے یا جب اس کو سچ پہنچے تو اس کو نہ مانے ایسے ظالم سے بڑا ظالم کون ہے؟ کیا ایسے

فِىْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَالَّذِىْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ

کافروں کا ٹھکانہ جہنم میں نہ ہوگا اور جو شخص سچی تعلیم لایا ہے اور سچ کی تصدیق کرتا ہے

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۳۳﴾ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا

ایسے لوگ ہی متقی ہیں جو چاہیں گے ان کے پروردگار کے ہاں ان کو ملے گا' یہی بدلہ ہے

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۴﴾ لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِىْ عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ

نیکو کاروں کا- نتیجہ یہ ہوگا کہ خدا ان کے برے اعمال کو جو انہوں نے کئے ہوں گے دور کر دیگا اور جو کام کئے ہوں گے ان میں

بِاَحْسَنِ الَّذِىْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۳۵﴾ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ؕ وَيُخَوِّفُوْنَكَ

سے بہت سے اچھے کاموں کے اندازہ سے ان کو بدلہ دیگا- کیا خدا اپنے بندے کو کافی نہیں ہے؟ اللہ کے سوا اور

بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۶﴾ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ

معبودوں سے تم کو ڈراتے ہیں جس کو اللہ ہی دھتکار دے اس کے لئے کوئی ہادی نہیں اور جس کو اللہ ہدایت کرے

فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِى انْتِقَامٍ ﴿۳۷﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ

اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں- کیا اللہ تعالیٰ بڑا غالب بدلہ لینے پر قادر نہیں ہے؟ اور اگر تو ان کو پوچھے کہ

پس جو شخص خدا پر جھوٹ لگائے کہ بغیر اطلاع خدا کے الہام یا نبوت کا دعویٰ کرے یا جب[1] اس کو خدا کے ہاں سے سچ پہنچے تو اس کو نہ مانے ایسے ظالم سے بڑا ظالم کون ہے جو نہیں جانتا کہ میرا حشر کیا ہوگا؟ محض دنیا کے کمانے کے لیے دعویٰ کرتا ہے اور دنیا ہی کے خوف سے حق بات کو رد کرتا ہے- کیا ایسے کافروں کا ٹھکانہ جہنم میں نہ ہوگا؟ اور ان کے مقابلہ میں جو ایسا شخص ہے کہ خدا کی طرف سے سچی تعلیم لایا ہے اور سچ کی تصدیق کرتا ہے- ایسے لوگ ہی متقی یعنی خدا خوف ہیں جو چاہیں گے ان کے پروردگار کے ہاں سے ان کو ملے گا نیکو کاروں کا یہی بدلہ ہے- ان کے ایسے نیک اعمال کا نتیجہ یہ ہوگا کہ خدا ان سے ان کے برے اعمال کو جو انہوں نے کئے ہوں گے دور کر دے گا اور جو نیک کام کئے ہوں گے ان میں سے بہت اچھے کاموں کے اندازہ سے ان کو بدلہ دے گا یعنی سب سے اچھا- بھلا یہ لوگ جو اے نبی! تیری ایسی تعلیم سنانے پر مخالفت کرتے ہیں یہ خیال کرتے ہیں کہ اپنی بے ہودگی میں غالب آئیں گے- کیا خدا اپنے بندے خاص کر نبی کو کافی نہیں؟ یہ خیال ان کا کیسے صحیح ہو سکتا ہے مگر یہ لوگ بھی اپنے دھن کے ایسے پکے ہیں کہ جو جی میں آتا ہے کہہ دیتے ہیں اور ایک مزہ کی بات سنو مشرک اللہ کے سوا اور معبودوں سے تم کو ڈراتے ہیں کہتے ہیں دیکھو تم ایسا کام مت کرو ورنہ ہمارے بڑے پیر یا مہادیو تمہارا ستیاناس کر دیں گے- بہت خوب! بات یہ ہے کہ جسکو خدا ہی دھتکار کر دے اسکے لیے کوئی ہادی نہیں جو ہدایت کر سکے اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں- یہ لوگ چاہے کتنا ہی زور لگاویں ان مسلمانوں کو اسلام سے نہیں روک سکتے بلکہ یہ خود مبتلاء عذاب ہونگے- کیا اللہ تعالیٰ بڑا غالب بدلہ لینے پر قادر نہیں ہے؟ پھر یہ لوگ کس طرح اس پر اور اسکے بندوں پر غالب آ سکتے ہیں وہ خدا تو وہ ہے کہ خود یہ بھی اسکو ایسا ہی برتر مانتے ہیں اگر تو ان کو پوچھے

[1] واؤ کے معنے او کے لئے ہیں کیونکہ دوسرے مقام پر ہے من اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا اور کذب بایتہٖ (پ: ۷ ع: ۹)

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۭ قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ

آسمان و زمین کس نے پیدا کئے تو وہ فوراً کہہ دیں گے کہ اللہ نے- تو کہہ کہ بتاؤ تو اللہ کے سوا جن لوگوں کو تم پکارتے ہو اگر

اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ

اللہ مجھ کو کسی قسم کی تکلیف پہنچانی چاہے تو کیا یہ لوگ اللہ کی تکلیف کو ہٹا سکتے ہیں یا خدا میرے حق میں رحمت چاہے تو یہ

هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ۭ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۭ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝۳۸ قُلْ

لوگ اس کی رحمت کو روک سکتے ہیں- تو کہہ مجھ کو اللہ ہی کافی ہے اور سب متوکلین اسی پر بھروسہ کیا کرتے ہیں- تو کہہ

يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰي مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝۳۹ مَنْ يَّاْتِيْهِ

اے میرے بھائیو! تم اپنے طریقہ پر عمل کئے جاؤ میں بھی کرتا ہوں' تم کو معلوم ہوجائے گا کہ سخت رسوا کرنے والی

عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝۴۰ اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ

مصیبت کس پر آتی ہے اور دائمی عذاب کس پر نازل ہوگا- ہم نے لوگوں کی ہدایت کے لئے تجھ پر سچی کتاب

لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ

نازل کی ہے جو کوئی ہدایت پاوے گا اپنے لئے پاوے گا اور جو گمراہ ہوگا اسی کا نقصان ہوگا اور تو

اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝۴۱ اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ

ان کا ذمہ دار نہیں ہے- اللہ ان جانداروں کی موت کے وقت ان کی ارواح قبض کرلیتا ہے اور جو نہیں مرتے ان کی نیند

فِيْ مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ

کے وقت ان کے نفسوں پر قبضہ کرتا ہے جس کی موت کا وقت آچکا ہو اس کو روک لیتا ہے

کہ آسمان وزمین کس نے پیدا کئے تو وہ فوراً کہہ دیں گے کہ اللہ نے پس جب اس بات کے قائل ہیں کہ خالق سب کا اللہ ہے تو تو کہہ بتاؤ تو اللہ کے سوا جن لوگوں کو تم پکارتے ہو اگر اللہ مجھ کو کسی قسم کی تکلیف پہنچانی چاہے تو کیا یہ لوگ تمہارے بناوٹی معبود اللہ کی طرف سے آئی ہوئی تکلیف کو ہٹا سکتے ہیں یا خدا میرے حق میں رحمت چاہے تو یہ لوگ اس کی رحمت کو روک سکتے ہیں ؟ ہرگز نہیں- جب ان کا بھی یہی خیال ہے تو تو اے نبی! کہہ مجھ کو اللہ ہی کافی ہے میرا اسی پر بھروسہ ہے اور سب متوکلین بھروسہ رکھنے والے اسی پر بھروسہ کیا کرتے ہیں- ان کو اس کے سوا کوئی بھروسہ کے قابل نہیں ملتا- یہ صاف اور سیدھی تعلیم سن کر تیری مخالفت کریں تو تو کہہ اے میرے بھائیو! اچھا تم اپنے طریقہ پر عمل کئے جاؤ میں بھی کرتا ہوں تم کو معلوم ہو جائیگا کہ دنیا ہی میں سخت رسوا کرنے والی مصیبت کسی پر آتی ہے اور آخرت میں دائمی عذاب کس پر نازل ہوگا- اس کے بعد ہمارا عام اعلان ہے کہ ہم (خدا) نے لوگوں کی ہدایت کے لیے تجھ پر اے نبی! سچی کتاب نازل کی ہے جو کوئی ہدایت پاویگا وہ اپنے لیے پاویگا اور جو گمراہ ہوگا اسی کا نقصان ہوگا- پس یہ ہے مختصر اصول ہمارے ہاں کے فیصلے کا اور تیرے بتلانے کے قابل خاص بات یہ ہے کہ تو انکا ذمہ دار نہیں ہے کہ انکے نہ ماننے سے تجھے سوال ہو- ہرگز نہیں بلکہ جو کرے گا وہی بھریگا- اللہ تعالیٰ تمام بے جانوں اور جانداروں کا مالک ہے اسی سے ان کا حقیقی تعلق ہے یوں بھی تو وہ ہر حالت میں مالک ہے خاص کر ان جانداروں کی موت کے وقت ان کی ارواح قبض کر لیتا ہے اور جو نہیں مرتے ان کی نیند کے وقت ان کے نفسوں پر وہی قبضہ کرتا ہے پھر نیند ہی میں جس کی موت کا وقت آچکا ہو اس کو تو عدم ستان کے لیے روک لیتا ہے یعنی دنیا میں آنے ہی نہیں دیتا-

وَيُرْسِلُ الْأُخْرَىٰ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٤٢﴾

اور دوسرے کو اس کی موت کے وقت مقررہ تک چھوڑ دیتا ہے بے شک اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو فکر کیا کرتے ہیں

أَمِ اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ شُفَعَاءَ ۚ قُلْ أَوَلَوْ كَانُوا لَا يَمْلِكُونَ شَيْئًا وَلَا

کیا ان لوگوں نے اللہ کے سوا اوروں کو شفیع سمجھ رکھا ہے؟ تو پوچھ کیا تم ان کو شفیع سمجھتے رہو گے چاہے ان کو کچھ بھی اختیار نہ اور وہ کچھ نہ

يَعْقِلُونَ ﴿٤٣﴾ قُل لِّلَّهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيعًا ۖ لَّهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ ثُمَّ

سمجھتے ہوں۔ تو کہہ کہ سفارش تو ساری اللہ کے قبضے میں ہے، آسمانوں اور زمین کی تمام حکومت اسی کو حاصل ہے، پھر اسی کی

إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٤٤﴾ وَإِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوبُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ

طرف تم واپس کئے جاؤ گے۔ جس وقت اللہ اکیلے کا ذکر ہوتا ہے تو ان لوگوں کے دل جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے

بِالْآخِرَةِ ۖ وَإِذَا ذُكِرَ الَّذِينَ مِن دُونِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿٤٥﴾

بھچتے ہیں اور جب اللہ کے سوا اور لوگوں کا ذکر کیا جاتا ہے تو فوراً خوش ہو جاتے ہیں

اور دوسری کو اس کی موت کے مقرر وقت تک چھوڑ دیتا ہے لیکن آخر تا کجے بقول ؎

گو سلیمان زمان بھی ہو گیا تو بھی اے سلطان آخر موت ہے

آخر مرنا ہے اور ضرور مرنا ہے۔ بے شک اس موت کے واقعات میں ان لوگوں کے لیے بڑی نشانیاں ہے جو واقعات میں فکر کیا کرتے ہیں کیا ایسے مالک الملک حی القیوم کو چھوڑ کر ان مشرک لوگوں نے اللہ کے سوا اوروں کو نام نہاد شفیع سمجھ رکھا ہے نام تو شفیع رکھتے ہیں مگر دراصل برتاؤ ان کے ساتھ وہی کرتے ہیں جو معبود کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ مثلاً حاجات کا طلب کرنا حاضر غائب ان سے ڈرنا نفع نقصان ان کے ہاتھ میں جاننا وغیرہ۔ اسی لیے تو اے نبی! ان کو پوچھ کیا تم ان کو شفیع سمجھتے رہو گے چاہے ان کو کچھ بھی اختیار نہ ہو۔ گو شفیع بے اختیار ہی ہوتا ہے اسی لیے کہ وہ بااختیار کے سامنے سفارش کرتا ہے۔ مگر ان مشرکوں کے خیالات اس بارے میں بھی الٹے ہیں انکے خیال میں شفیع بااختیار ہوتے ہیں اسی لیے تو یہ لوگ شفیع کہہ کر بھی ان سے مرادیں مانگتے ہیں۔ لہٰذا یہ سوال ان پر معقول ہے اور اس کے سوا یہ بھی پوچھ کہ تم ان کو ایسا ہی سمجھتے رہو گے گو وہ کچھ نہ سمجھتے ہوں یعنی ان کو سفارش کا مفہوم بھی معلوم نہ ہو۔ ایسے لوگ کیا سفارش کریں گے اور کیا کسی کی حاجت بر لائیں گے۔ تو اے نبی! کہہ کہ سفارش کے خیال پر غیر معبود کو معبود بنانا بھی سرے سے غلطی ہے کیونکہ سفارش تو ساری اللہ کے قبضے میں ہے وہی جس کو چاہے گا قبول کرے گا۔ سفارش ہی پر کیا منحصر ہے سب کچھ اس کے قبضے میں ہے کیونکہ آسمانوں اور زمینوں کی تمام حکومت اسی کو حاصل ہے حقیقی مالک اور اصلی بادشاہ وہی ہے۔ اس وقت بھی اسی کا حکم جاری ہے۔ دنیا میں تم اسی کے محتاج ہو پھر مر کر بھی اسی کی طرف تم واپس کئے جاؤ گے جس نے اس کے ساتھ دل بستگی رکھی ہو گی۔ اس کا انجام اچھا ہو گا اور جس نے روگردانی کی ہو گی اسکا برا انجام ہو گا۔ ساری روگردانی کی جڑ ترک توحید اور اختیار شرک ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شرک میں پھنس کر ان لوگوں کی ایسی ناگفتہ بہ حالت ہو گئی ہے کہ جس وقت اللہ اکیلئے کا ذکر ہوتا ہے یعنی اسکی توحید کا بیان اور اعتقاد سکھایا جاتا ہے تو ان لوگوں کے دل جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے بھچتے ہیں اور منہ سے کہتے ہیں کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اکیلا خدا تمام دنیا کا انتظام کر دے اور جب اللہ کے سوا اور لوگوں کا جو انکے معبود ہیں کسی مجلس میں ذکر کیا جاتا ہے تو یہ لوگ فوراً خوش ہو جاتے ہیں، مارے خوشی کے اچھلنے لگتے ہیں۔

قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ

تو کہہ اے اللہ آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے غائب اور حاضر کے جاننے والے تو ہی اپنے بندوں کے

بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا فِي

درمیان ان باتوں میں فیصلہ کرے گا جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں اگر ظالموں کو زمین کا تمام مال اور اس

الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ

کے ساتھ ہی اس جتنا اور مل جائے تو قیامت کے دن کے برے عذاب کا بدلہ دے دیں گے

وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ۝ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا

اور ان کو ایسے احوال معلوم ہو جائیں گے جن کا وہ گمان نہ کرتے تھے اور انہوں نے جو کچھ برے کام کئے تھے ان کے

كَسَبُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ

سامنے آجائیں گے اور جس عذاب کی وہ ہنسی اڑاتے تھے وہ ان پر نازل ہوگا پس جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو ہم

دَعَانَا ؗ ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا ۙ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ ؕ بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ

سے دعا مانگتا ہے پھر جب ہم اس کو اپنے ہاں سے مہربانی کا کچھ حصہ دیتے ہیں تو کہتا ہے یہ تو میری لیاقت پر مجھے ملا ہے بلکہ وہ اس کے لئے مصیبت

وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ قَدْ قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ

ہے لیکن بہت سے لوگ جانتے نہیں۔ ان سے پہلے لوگوں نے بھی یہی کلمہ کہا تھا جب ان پر عذاب آیا تو جو کاروبار کرتے تھے

ایسے لوگوں کے سمجھانے کے طریق دو ہیں ایک تو زبان سے ان کو قائل کرنا وہ تو روز ہوتا ہے اور ہوتا رہے گا' دوسرا خدا سے ان کیلئے دعا کرنا پس تو اے نبی! کہہ اے اللہ! آسمان اور زمین کے پیدا کرنے والے غائب اور حاضر کے جاننے والے تو ہی اپنے بندوں کے درمیان ان باتوں میں فیصلہ کرے گا جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔ تیرے ہی بس کی بات ہے تو ہی ان بندوں کا مالک ہے' تو ہی ان کا والی' تو ہی ان کا ہادی' تو چاہے تو دنیا میں انکو ہدایت کرے چاہے تو آخرت کے دن پر انکا فیصلہ ملتوی رکھے۔ بہر حال تو سب کا مختار ہے۔ یہ بھی تیری مہربانی ہے کہ تو اطلاع دیتا ہے اگر ظالمو خدا کے بے فرمانوں کو زمین کا تمام مال اور اس کے ساتھ ہی اس جتنا اور مل جائے تو قیامت کے دن کے برے عذاب کا بدلہ دیدیں گے اور چاہیں گے کہ یہ سارا مال دیکر ہمارا چھٹکارا ہو جائے کیونکہ ان کو ایسے احوال معلوم ہو جائینگے جنکا وہ گمان نہ کرتے تھے اور انہوں نے جو کچھ دنیا میں برے کام کئے تھے وہ ان کے سامنے آجائیں گے اور جس عذاب اور جزا و سزا کی وہ ہنسی اڑاتے تھے وہ ان پر آنازل ہوگا بس پھر کیا کریں گے روئیں گے چیخیں گے مگر فائدہ کچھ نہ ہوگا۔ دنیا میں عام طور پر لوگ خود غرض ہیں جن کا اصول زندگی یہ ہے غرض کی تواضع غرض کی مدارا۔ مگر اللہ' رسول اور جماعت صلحاء کے نزدیک یہ طریق عمل ٹھیک نہیں بلکہ صلحاء کا طریق عمل یہ ہے کہ وہ اپنے محسن کی جس نے اڑے وقت میں ان پر احسان کیا ہو ہمیشہ قدر کرتے ہیں پس خود غرض انسان کا حال سنو جب اسکو تکلیف پہنچتی ہے تو ہم (خدا) سے دعا مانگتا ہے روتا ہے چلاتا ہے پھر جب ہم (خدا) اس کو اپنے ہاں سے مہربانی کا حصہ دیتے ہیں اس کی حاجت پوری کر دیتے ہیں تو بجائے شکر کرنے کے کہتا ہے یہ تو میری لیاقت پر مجھے ملا ہے نہیں بلکہ وہ اس کے لیے مصیبت ہے کیونکہ جس نعمت کا شکر نہ ہو وہ عذاب ہے لیکن بہت سے لوگ جانتے نہیں کہ اس کا انجام کیا ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ ان کو علم نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ جان کر عمل نہیں کرتے اور یہ بھی نہیں جانتے کہ ان سے پہلے لوگوں نے بھی یہی ناجائز کلمہ کہا تھا جب ان پر عذاب آیا تو جو کچھ وہ دنیاوی کاروبار کرتے تھے۔

مَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ؕ وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰٓؤُلَآءِ

وہ ان کو کام نہ آیا ان کی برائیوں کا بدلہ ان کو پہنچ گیا اور جو ان لوگوں میں ظالم ہیں ان کو بھی ان کی

سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۙ وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝ اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ

برائیوں کی سزا پہنچے گی اور وہ خدا کو عاجز نہیں کر سکیں گے- کیا ان کو معلوم نہیں کہ اللہ جس کو

يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ قُلْ

چاہتا ہے رزق فراخ دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے بے شک اس واقعہ میں ایماندار قوم کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں- تو کہہ

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ

اے میرے بندو! جنہوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کئے ہیں تم اللہ کی رحمت سے بے امید نہ ہو اللہ تمام گناہ

الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ

بخش دے گا بے شک خدا بڑا بخشنہار مہربان ہے اور اسی کی طرف جھک جاؤ اور اسی کی فرماں بردار

مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ

بنے رہو اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آئے پھر تم کو کسی سے مدد نہ پہنچے گی اور جو اچھی اچھی باتیں تمہارے پروردگار کی طرف

اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝

سے تم پر نازل ہوئی ہیں ان کی پیروی کیا کرو اس سے پہلے کہ تمہاری بے خبری میں تم پر ناگہاں عذاب آجائے

وہ ان کو کچھ بھی کام نہ آیا- ان کی برائیوں کا بدلہ ان کو پہنچ گیا اور جو ان موجودہ لوگوں میں ظالم ہیں ان کو بھی ان کی برائیوں کی سزا پہنچے گی اور وہ خدا کو عاجز نہیں کر سکیں گے کہ خدا ان کو پکڑنا چاہے اور وہ نہ پکڑے جائیں ان نادانوں کی نادانی کی بھی کوئی حد ہے؟ جب انکو کوئی بات نہیں ملتی تو اپنی آسودگی اور مسلمانوں کی تنگی کو اپنے صدق اور مسلمانوں کے کذب پر دلیل بناتے ہیں- کیا ان کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ جسکو چاہتا ہے رزق فراخ دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے- بیشک اس واقعہ میں ایماندار قوم کے لیے بہت سے نشان ہیں وہ اس نتیجے پر پہنچتے کہ جس حال میں سب لوگ کوشش میں مساوی ہیں تو نتیجے میں مختلف کیوں؟ اس لیے کہ ان سے اوپر کوئی ہے جس کو چاہتا ہے کامیاب کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ناکام فرماتا ہے اس لیے کہ وہ اسی کے ہو رہتے ہیں لہذا تو اے نبی میرے بندوں کو میری طرف سے کہہ اے میرے (خدا کے) بندو جنہوں نے مختلف قسم کے گناہوں کی وجہ سے اپنے نفسوں پر ظلم کئے ہیں تم اللہ کی رحمت سے بے امید نہ ہونا اللہ تعالیٰ تمام گناہ بخش دے گا- صرف تمہارے توبہ کرنے کی دیر ہے بیشک خدا بڑا بخشنہار مہربان ہے پس تم اسی کے ہو رہو اور اسی اپنے پروردگار کی طرف جھک جاؤ اور دل سے اسی کے فرمانبردار بنے رہو- اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آئے پھر تم کو کسی طرح سے مدد نہ پہنچے گی اس لیے ابھی سے ڈرتے رہو اور جو اچھی[1] اچھی باتیں تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل ہوئی ہیں ان کی پیروی کیا کرو اس سے پہلے کہ تمہاری بے خبری میں تم پر ناگہاں عذاب آجائے- عذاب سے پہلے تم کو اس لیے متنبہ کیا جاتا ہے-

---

[1] احسن ما انزل میں اضافت بیانیہ ہے کیونکہ قرآن مجید کی دوسری آیت میں سارے قرآن کو احسن الحدیث فرمایا ہے چنانچہ ارشاد نزل احسن الحدیث (۱۲ منہ)

اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِىْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ

کہ کوئی شخص یہ نہ کہنے لگے کہ ہائے میں اللہ کے معاملے میں قصور کیا اور تخول کرنے والوں میں

السّٰخِرِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِىْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلَ

رہتا رہا یا کوئی کہنے لگے اگر اللہ مجھ کو ہدایت کرتا تو میں پرہیزگار بن جاتا یا جب وہ عذاب

حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِىْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ

دیکھے تو کہنے لگے اگر مجھ کو دنیا میں واپسی کی اجازت ہو تو میں بھی بھلے مانسوں میں ہو جاؤں- ہاں تیرے پاس ہمارے

اٰيٰتِىْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ

احکام آئے تھے تو نے ان کو جھٹلایا اور تکبر کیا اور تو منکروں میں ہوگیا اور قیامت کے روز تم دیکھو گے جن

كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ۭ اَلَيْسَ فِىْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝

لوگوں نے خدا کی نسبت جھوٹ باندھا ہوگا ان کے منہ کالے ہوں گے کیا متکبروں کا ٹھکانہ جہنم میں نہ ہوگا

وَيُنَجِّى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ ۡ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْۗءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

اور اللہ پرہیزگاروں کو کامیابی کے ساتھ نجات دے گا- نہ ان کو تکلیف پہنچے گی نہ وہ غمگین ہوں گے-

اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۡ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ

اللہ ہی سب چیزوں کا خالق اور ہر چیز کا خبر گیراں ہے آسمانوں اور زمینوں کے اختیارات

وَالْاَرْضِ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰۗئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

اسی کے ہاتھ میں ہیں اور جو لوگ اللہ کے احکام سے منکر ہیں وہی لوگ گھاٹے میں ہیں

ع ۱۱

کہ عذاب آنے پر کوئی شخص یہ نہ کہنے لگے ہائے میں نے اللہ کے معاملے میں قصور کیا اور اس کے حقوق ادا نہ کئے اور تخول کرنے والوں میں رہتا رہا' میں ان باتوں کو ملانوں کی باتیں جانتا رہا کبھی یہ نہ سمجھا کہ ان کی کچھ اصلیت بھی ہے' سو آج یہ اسی کی پاداش ہے جو میں بھگت رہا ہوں یا کوئی ایسا شخص ہو جو کہنے لگے اللہ مجھ کو ہدایت کرتا تو میں پرہیزگار بن جاتا یا جب وہ عذاب دیکھے تو کہنے لگے اگر مجھ کو دنیا میں واپسی کی اجازت ہو تو میں نیک اور بھلے مانسوں میں ہو جاؤں- یہ عذاب چونکہ ایک معنے سے صحیح ہیں اس لیے کتاب ہذا اتار کر ان سب شبہات کو دور کرایا گیا- اب اگر کہے گا تو جواب ملے گا ہاں تیرے پاس ہمارے احکام آئے تھے تو نے ان کو جھٹلایا اور تکبر کیا اور تو منکروں میں ہو گیا- پس ایسے لوگوں کو ان کے لائق سزا ملے گی اور سنو قیامت کے روز تم دیکھو گے جن لوگوں نے خدا کی نسبت جھوٹ باندھا ہو گا ان کے منہ کالے ہوں گے وہ اپنی حالت زار کو دیکھ کر اور اپنی دنیاوی زندگانی کو یاد کر کے روئیں گے کیا انہوں نے سمجھ رکھا تھا کہ متکبروں کا ٹھکانا جہنم میں نہ ہو گا ضرور ہو گا اور اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کو کامیابی کے ساتھ اپنے فضل سے نجات دیگا یعنی وہ عذاب سے بامراد رہا رہیں گے نہ ان کو تکلیف پہنچے گی نہ وہ غمگین ہوں گے- اس لیے کہ انہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے لو لگائی تھی جو اکیلا ہی سب چیزوں کا خالق اور ہر چیز کا خبر گیراں' حاجت روا اور نگہبان ہے- آسمانوں اور زمینوں کے اختیارات کی کنجیاں اسی کے ہاتھ ہیں اور جو لوگ ایسے اللہ کے احکام سے منکر ہیں وہی لوگ گھاٹے میں ہیں' بات بالکل صاف ہے' خدا کے ہو کر رہے میں عزت اور فائدہ ہے- اس سے ہٹنے میں ذلت اور خسران

قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ

تو کہہ اے نادانو! کیا تم مجھے حکم دیتے ہو کہ میں اللہ کے غیر کی عبادت کروں؟ حالانکہ تیری طرف اور تجھ سے پہلے لوگوں کی طرف بذریعہ وحی

مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَىِٕنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ بَلِ

حکم بھیجا جاچکا ہے کہ اگر تم شرک کرو گے تو تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور تم نقصان اٹھانے والوں میں ہوجاؤ گے بلکہ تم

اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ

اللہ ہی کی عبادت کیا کرو اور تم شکرگزاروں میں ملے رہو اور اللہ کی شان کے مطابق اس کی قدر نہیں کرتے حالانکہ قیامت کے

جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى

روز ساری زمین اسی کی مٹھی میں ہوگی اور سارے آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہونگے- وہ پاک ہے اور ان لوگوں کے

عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ

شرکیہ افعال سے بہت بلند ہے اور صور میں پھونکا جائے گا تو آسمان اور زمین والے سب لوگ بے ہوش ہوجائیں گے مگر جس کو خدا محفوظ

شَاۗءَ اللّٰهُ ۭ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ۝ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ

رکھنا چاہے گا پھر اس میں ایک دفعہ اور پھونکا جائے گا تو وہ سب لوگ کھڑے دیکھتے ہوں گے اور زمین اپنے پروردگار کے نور

بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْۗءَ بِالنَّـبِيّٖنَ وَالشُّهَدَاۗءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ

سے روشن ہوجائے گی اور اعمال کا دفتر رکھا جائے گا اور انبیاء اور شہید سب لائے جائیں گے اور ان میں سچا فیصلہ کیا جائے گا

وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝

اور ان پر کسی قسم کا ظلم نہ ہوگا

پس تو اے نبی! بلند آواز سے کہہ اے عرب کے بے سمجھ نادانو! کیا تم مجھے حکم دیتے ہو کہ میں ایسے اللہ کو جو حقیقی معبود ہے چھوڑ کر اس کے غیر کی عبادت کروں؟ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ تیری طرف اور تجھ سے پہلے لوگوں کی طرف بذریعہ وحی حکم بھیجا جاچکا ہے کہ اگر تم اللہ کے غیر کی عبادت کر کے شرک کرو گے تو تمہارے سب اعمال ضائع ہو جائیں گے اور تم نقصان اٹھانے والوں میں ہو جاؤ گے بلکہ تم اللہ ہی کی عبادت کیا کرو اور بجائے نقصان والوں میں ملنے کے تم شکر گزاروں میں ملے رہو- مگر اس دنیا کے لوگ بھی ایسے کچھ بے وقوف ہیں کہ خدا ہی سے بگاڑ کرتے ہیں اور اللہ کی شان کے مطابق اس کی قدر نہیں کرتے حالانکہ قیامت کے روز ساری زمین اس کی ایک مٹھی میں ہوگی بلکہ اب بھی ہے اور سارے آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس کی مٹھی اور ہاتھ انسانوں کی مٹھی کی طرح ہے بلکہ وہ ایسے جسمانی اوصاف سے پاک ہے اور ان لوگوں کے شرکیہ افعال سے جو یہ لوگ شرک کرتے ہیں بہت بلند اور بے مثال ہے تمام مخلوق اس کے قبضہ میں ہے تاہم اس کی نہ مٹھی کہو نہ ہاتھ بلکہ وہ سب کچھ آپ ہی ہے- ہوا علم بذاتہ و صفاتہ اور سنو جس دن صور پھونکا جائیگا یعنی دنیا کے فنا کا وقت آئیگا تو آسمان اور زمین والے سب لوگ بیہوش ہو جائیں گے گویا مر پڑے ہیں مگر خدا جسکو محفوظ رکھنا چاہے گا وہ بیہوش نہ ہوگا لیکن تھوڑی دیر بعد آخر سب فنا ہو جائیں گے پھر مدت مدید اور عرصہ بعید کے بعد اس صور میں ایک دفعہ اور پھونکا جائے گا وہ سب لوگ کھڑے دیکھتے ہوں گے اور اپنے اعمال کی جزا سزا ان کو سامنے نظر آئیگی کیونکہ آجکل جو دنیا میں آخرت سے حجابات آئے ہوئے ہیں اس روز یہ سب اٹھ گئے ہونگے- زمین اپنے پروردگار کے نور سے روشن ہو جائیگی اور ہر قسم کے پردے اٹھ جائیں گے اور اعمال کا دفتر سب کے سامنے رکھا جائیگا انبیاء اولیاء صلحاء اور شہید سب لائے جائیں گے محکمہ قضا قائم ہو گا جب لوگ صالح اور طالح حاضر کئے جائیں گے اور ان میں سچا فیصلہ کیا جائے گا اور ان پر کسی قسم کا ظلم نہ ہو گا-

وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُونَ ۝ وَسِيقَ الَّذِينَ

اور ہر ایک نفس کو اس کے کئے کا پور پورا بدلہ دیا جائے گا جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ کو خوب معلوم ہے اور جو لوگ منکر ہیں وہ

كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ زُمَرًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا فُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا

جہنم کی طرف مختلف ٹولیوں کی صورت میں لائے جائیں گے یہاںتک کہ جب اس کے پاس آویں گے اس کے دروازے کھولے جائیں گے اور دوزخ کے دربان انکو

أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ يَتْلُونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِ رَبِّكُمْ وَيُنذِرُونَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ

کہیں گے کیا تمہارے پس تم میں سے رسول نہ آئے تھے جو تمہارے پروردگار کے حکم تم کو سناتے اور اس دن کی ملاقات سے تم کو

هَٰذَا ۚ قَالُوا بَلَىٰ وَلَٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكَافِرِينَ ۝ قِيلَ

ڈراتے؟ وہ کہیں گے ہاں بے شک مگر عذاب الٰہی کا حکم منکروں پر لگ گیا۔ کہا جائے گا

ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ ۝ وَسِيقَ

جہنم کے دروازوں میں داخل ہوجاؤ ہمیشہ اسی میں تم کو رہنا ہوگا جو متکبروں کے لئے بہت بری جگہ ہے اور جو لوگ

الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا

پرہیزگار ہیں وہ جنت کی طرف مختلف جماعتوں کی صورت میں لے جائے جائیں گے یہاں تک کہ جب اس کے پاس آئیں گے اور جنت کے دروازے کھلے ہونگے

وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ ۝ وَ

اور جنت کے محافظ ان کو سلام علیکم مرحبا کہیں گے ہمیشہ کے لئے اس میں داخل ہوجائیے اور وہ

قَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ

کہیں گے سب تعریف اللہ کو ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچا کیا

اور ہر ایک نفس کو اس کے کئے کا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ پورے اور ادھورے کی فکر مت کریں جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ کو خوب معلوم ہے اور جو لوگ خدا کی کتاب اور احکام سے منکر ہیں ان کی سزا کا تھوڑا سا شمہ سنو۔ وہ جہنم کی طرف مختلف ٹولیوں کی صورت میں لائے جائیں گے یہاں تک کہ جب اس جہنم کے پاس آئیں گے اس کے دروازے ان کیلئے کھولے جائیں گے اور دوزخ کے دربان ان کو کہیں گے کیا تمہارے پاس تم میں سے سمجھانے والے رسول نہ آئے تھے جو تمہارے پروردگار کے حکم تم کو سناتے اور اس دن میں خدا کی ملاقات سے تم کو ڈراتے تم جو ایسے بداعمال رہے کیا تم نے کسی واعظ کا واعظ بھی کبھی نہ سنا تھا یا کبھی کسی نیک صحبت میں بھی نہ بیٹھے تھے۔ وہ کہیں گے ہاں بیشک ہم کو واعظوں نے سمجھایا مگر ہم منکر ہی رہے' واعظوں سے مخول کرتے رہے' انبیاء علیہم السلام کی تعلیم پر ہنسی اڑاتے رہے۔ پس عذاب الٰہی کا حکم جیسا سب منکروں پر لگا ہے ہم پر بھی لگ گیا پس ان کو کہا جائیگا جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ ہمیشہ اسی جہنم میں تم کو رہنا ہوگا جو متکبروں کے لیے بہت بری جگہ ہے جس میں وہ اپنے کئے کی سزا پائیں گے اور سنو جو لوگ پرہیزگار ہیں وہ جنت کی طرف بڑی عزت ووقار کے ساتھ مختلف جماعتوں کی صورت میں لے جائے جائیں گے کوئی علماء کی جماعت ہوگی کوئی صلحاء کی وغیرہ یہاں تک کہ جب اس کے پاس آئیں گے اور جنت کے دروازے ان سے پہلے ہی کھلے ہوں گے تاکہ ان کو پکارنے اور دروازہ کھلوانے کی تکلیف نہ ہو اور ان کے آنے پر جنت کے محافظ پیش قدمی کر کے ان کو سلام علیکم مرحبا کہیں گے اور ساتھ ہی عرض کریں گے بس ہمیشہ کے لیے اس میں داخل ہو جائیے۔ پس وہ متقی لوگ جنت میں داخل ہو جائیں گے اور داخل ہو کر بھی وہ خدا کی مہربانی اور احسان نہ بھولیں گے بلکہ کہیں گے سب تعریف اللہ کو ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچا کیا۔

وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝ وَتَرَى

اور ہم کو اس پاک سرزمین کا مالک بنایا ہم اس جنت میں جہاں چاہتے ہیں رہتے ہیں کام کرنے والوں کا اچھا بدلہ ہے۔ تو دیکھے گا کہ

الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ

فرشتے اپنے پروردگار کی حمد کے گیت گاتے ہوئے عرش الٰہی کے ارد گرد گھیرا ڈالے ہوں گے اور ان میں سچا فیصلہ کیا جائے

بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

گا اور بالاتفاق کہا جائے گا کہ سب تعریف اللہ رب العالمین کو ہے

سورت مومن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ ۝ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ

اللہ بڑا رحم کرنے والا بڑا مہربان ہے۔ یہ کتاب اللہ غالب بڑے علم والے کی طرف سے اتری ہے جو گناہ بخشنے والا توبہ قبول کرنے والا

التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝ مَا

سخت عذاب والا بڑی سکت والا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں سب کا رجوع اسی کی طرف ہے جو لوگ

يُجَادِلُ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

منکر ہیں وہی اللہ کی آیات میں جھگڑا کرتے ہیں پس تو ان لوگوں کے ادھر ادھر

ہمارے معمولی اعمال پر محض اپنی مہربانی سے جو وعدے کئے پورے کئے اور ہم کو اس پاک زمین جنت کا مالک بنایا۔ ہم اس جنت میں جہاں چاہتے ہیں رہتے ہیں۔ خدائی حکم کے مطابق کام کرنے والوں کا کیا اچھا بدلہ ہے۔ قیامت کے روز کسی کا کیا ہوا عمل ضائع نہ جائے گا کیونکہ وہ دن تو یوم الجزاء ہے۔ تو اس روز دیکھے گا کہ فرشتے اپنے پروردگار کی حمد کے گیت گاتے ہوئے عرش الٰہی کے ارد گرد گھیر اڈالے ہوں گے اور ان میں سچا فیصلہ کیا جائے اور بالاتفاق کہا جائے گا کہ سب تعریف اللہ رب العالمین کو ہے اس کے سوا کوئی بھی حمد و ثنا کے لائق نہیں۔

سورۂ مومن

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اللہ بڑا رحم کرنے والا بڑا مہربان ہے۔ یہ کتاب قرآن اللہ غالب بڑے علم والے کی طرف سے اتری ہے جو گناہ بخشنے والا توبہ قبول کرنے والا سرکشی پر سخت عذاب والا اور بڑی سکت یعنی فضل والا ہے اہل دانش ان لفظوں کو غور سے سنیں تو اس نتیجہ پر پہنچ جائیں کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس لیے دنیا کے سب امور کا رجوع اسی کی طرف ہے کوئی چیز دنیا میں ایسی نہیں جس کا تعلق اس کے ساتھ نہ ہو یا وہ اس کے ارادہ کے بغیر وجود پذیر ہو سکے۔ ایسے خدائے مالک الملک کی کتاب کی بہت کچھ قدر و منزلت ہونی چاہئے یہی وجہ ہے کہ جو بھلے آدمی اور دانشمند ہیں وہ تو اس کتاب کو سراسر صحیح جانتے ہیں اور جو لوگ ہر ایک سچی بات سے منکر ہونے کے عادی ہیں وہی اللہ کی آیات میں جھگڑا کرتے ہیں۔ گو وہ اپنے آپ کو بڑی طاقتور قوم جانتے ہیں لیکن در حقیقت وہ کچھ بھی نہیں۔

فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ۞ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَالْأَحْزَابُ مِنْ

ملک میں پھرنے سے دھوکا نہ کھائیو ان سے پہلے نوح کی قوم اور ان کے بعد دوسری قوموں نے

بَعْدِهِمْ ۖ وَهَمَّتْ كُلُّ أُمَّةٍ بِرَسُولِهِمْ لِيَأْخُذُوهُ ۖ وَجَادَلُوا بِالْبَاطِلِ

تکذیب کی تھی اور ہر ایک قوم نے اپنے رسول کے گرفتار کرنے کا قصد کیا تھا اور بیہودہ طریقے سے مباحثہ کرتے رہے

لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ فَأَخَذْتُهُمْ ۖ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۞ وَكَذَٰلِكَ حَقَّتْ

تاکہ اس سے سچائی کو دبادیں پھر میں نے ان کو پکڑا پس میرا عذاب کیسا ہوا؟ اسی طرح تیرے پروردگار کا حکم

كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّهُمْ أَصْحَابُ النَّارِ ۞ الَّذِينَ يَحْمِلُونَ

ان لوگوں پر ثابت ہوچکا ہے جو کافر ہیں کہ وہ جہنمی ہیں۔ جو لوگ عرش کو اٹھائے ہوئے

الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ

ہیں اور جو اس کے ارد گرد ہیں وہ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح پڑھتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور جو لوگ اللہ پر ایمان لائے ہوئے ہیں

لِلَّذِينَ آمَنُوا ۖ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا

ان کے لئے بخشش مانگتے ہیں۔ اے ہمارے مولا! سب چیزوں کو تو نے اپنی رحمت اور علم میں گھیر رکھا ہی پس جو لوگ تائب ہوئے اور

وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ۞ رَبَّنَا وَأَدْخِلْهُمْ جَنَّاتِ عَدْنٍ الَّتِي

تیری راہ پر چلے ہیں تو ان کو بخش دے اور ان کو جہنم کے عذاب سے بچا۔ ہمارے مولا! ان کو ہمیشہ کی جنت میں داخل فرما جس کا تو نے

پس (اے نبی!) تو ان لوگوں کے ادھر ادھر بغرض تجارت یا سیاحت و سیاست ملک بھر میں پھرنے سے دھوکا نہ کھائیو۔ اسی طرح ان سے پہلے نوح کی قوم اور ان کے بعد دوسری قوموں نے خدائی احکام کی تکذیب کی تھی اور ہر ایک قوم نے اپنے رسول کے گرفتار کرنے کا قصد کیا تھا اور بیہودہ طریقے سے رسولوں کے ساتھ مباحثہ کرتے رہے تاکہ اس اپنے بیہودہ طریق سے خدائی سچائی کو دبادیں مگر وہ اس میں کامیاب نہ ہوئے۔ پھر میں (خدا) نے ان کو پکڑا پس میرا عذاب کیسا ہوا؟ ان کی بہت بری گت بنی اس طرح تیرے پروردگار کا حکم ان لوگوں پر ثابت ہو چکا ہے جو ان تیرے مخاطبوں میں سے کافر ہیں کہ وہ جہنمی ہیں۔ ہاں جو لوگ (فرشتے) عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں[1] اور جو اس کے ارد گرد ہیں وہ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح پڑھتے ہیں اور اس پر دل سے ایمان رکھتے ہیں اور جو لوگ انسانوں میں سے اللہ پر ایمان لائے ہوئے ہیں ان کے لیے ان لفظوں میں ☐ مانگتے ہیں۔ اے ہمارے مولا! سب چیزوں کو تو نے اپنی رحمت اور علم میں گھیر رکھا ہے تیرا علم بھی وسیع ہے اور تیری رحمت بھی عام ہے تو اپنی وسعت علم سے رحمت کے مستحقین کو جانتا ہے۔ پس جو لوگ تیرے علم میں توبہ کر کے تائب ہوئے اور تیری راہ پر چلے ہیں تو ان کو بخش دے اور ان کو جہنم کے عذاب سے بچا۔ ہمارے مولا! نہ صرف بخش دے بلکہ ان کو ہمیشہ کی جنت میں داخل فرما جس کا

---

[1] بعض محاورات میں عرش کے معنے حکومت الٰہیہ کے بھی ملتے ہیں اس محاورہ کی رو سے یہ معنے ہیں کہ جو لوگ حکومت الٰہیہ کے ماتحت ہیں یعنی پورے تابع ہیں اور جو اس حکومت کے قریب قریب یعنی کم رتبہ ہیں ان کا ذکر ہے کہ وہ اللہ کی یاد میں لگے رہتے ہیں اور دنیائے اسلام کی بہتری کی دعا مانگتے رہتے ہیں۔ اللہ اعلم (۱۲ منہ)

وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ

ان سے وعدہ کیا ہوا ہے اور جو ان کے باپ دادا اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے صالح ہوں ان سب کو بھی بخش دے بے شک تو بڑا غالب

الْحَكِيْمُ ۙ وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ ؕ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ؕ وَ

حکمت والا ہے اور ان کو بداعمالی کی سزا سے بچائیو۔ جس کو تو اس روز برے اعمال کی سزا سے بچاوے گا تو تو اس پر بڑا رحم فرمائے گا اور

ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۟ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ

یہی بڑی کامیابی ہے۔ جو لوگ خدا کے حکموں سے منکر ہیں ان کو آواز دی جائے گی کہ جس وقت تم کو ایمان

مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِيْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ ۟ قَالُوْا رَبَّنَآ

کی طرف بلایا جاتا تھا اور تم لوگ انکار کیا کرتے تھے تمہاری اس خفگی سے اللہ کی خفگی تم لوگوں پر بہت زیادہ ہے۔ وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار!

اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ

تو نے ہم کو دو دفعہ مردہ کیا اور دو ہی دفعہ زندہ کیا پس ہم اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں کیا اب نکلنے کے لئے کوئی

سَبِيْلٍ ۟ ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ ۚ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ؕ

راستہ ہے؟ یہ عذاب تو تم کو اس لئے ہے کہ جب خدائے واحد لاشریک کو پکارا جاتا تھا تو تم لوگ انکار کرتے تھے اور جب اس کے ساتھ شرک کیا جاتا تھا تو تم خوش ہوتے

ع ۵

تو نے ان سے وعدہ کیا ہوا ہے نہ صرف ان کو بغیر اپنے متعلقین کے پریشان خاطر رہیں بلکہ ان کو اور جو ان کے باپ دادا اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے صالح ہوں ان سب کو بھی بخش دے تاکہ ان کی بہشتی زندگی خوب آرام میں گزرے۔ خداوند ایسا کرنے سے تجھے کون مانع ہو سکتا ہے۔ بیشک تو بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے۔ تیرے غلبہ قدرت کے سامنے کسی کی کیا مجال۔ تیری حکمت کے سامنے کسی کی کیا طاقت اور گزارش ہے کہ قیامت کے روز ان کو ان کے بداعمال کی سزا سے بچائیو تاکہ وہ دائمی بے فکری میں رہیں کیونکہ جس کو تو اس روز برے اعمال کی سزا سے بچائے گا تو تو اس پر بڑا رحم فرمائیگا اور سچ تو یہ ہے کہ یہی بڑی کامیابی ہے خدا سب کو نصیب کرے۔ ہاں جو لوگ خدا کے حکموں سے منکر ہیں یعنی ان کی اطاعت نہیں کرتے ان کو اس مضمون کی آواز دی جائے گی کہ جس وقت تم کو ایمان کی طرف بلایا جاتا تھا اور تم لوگ بہت خفا ہوتے اور انکار کیا کرتے تھے تمہاری اس خفگی سے آج اللہ کی خفگی تم لوگوں پر بہت زیادہ ہے۔ وہ اس کے جواب میں کہیں گے اے ہمارے پروردگار! تو نے ہم کو دو دفعہ مردہ کیا ایک تو دنیا میں آنے سے پہلے کی حالت ہماری بے جان تھی[1] دوسری دنیا میں آکر ہم پر موت وارد کی اور دو ہی دفعہ ہم کو زندہ کیا ایک دنیا کی زندگی دوسری یہ آخرت کی۔ اس میں تو شک نہیں کہ ہم نے تیرے سب وعدے سچے پائے پس ہم اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں کیا اب اس عذاب الیم اور مصیبت عظیم سے نکلنے کے لیے کوئی راستہ ہے؟ جواب ملے گا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تم اس عذاب سے نکل جاؤ کیونکہ یہ عذاب تو تم کو اس لیے ہے کہ جب خدائے واحد لاشریک کو پکارا جاتا تھا یعنی اللہ کے موحد بندے خدا کی توحید کی تعلیم دیتے تھے یا اذان میں اللہ اکبر پکارتے تو تم لوگ انکار کرتے تھے اور جب اس کے ساتھ شرک کیا جاتا یعنی ایسی تعلیم دی جاتی جو شرک و کفر کی ہو۔ بت پرستی، پیر پرستی، صلیب پرستی، تعزیہ پرستی وغیرہ ہوتی۔ اس کے متعلق کوئی تحریر یا تقریر ہوتی تو تم لوگ بہت خوش ہوتے بلکہ اصل مقصود یہی جانتے۔

---

[1] کیف تکفرون باللہ و کنتم امواتا کی طرف اشارہ ہے۔

فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ۞ هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ وَيُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ

پس آج صرف عالیشان خدائے بزرگ کا حکم ہے وہی ذات پاک ہے جو تم کو اپنی نشانیاں دکھاتا ہے اور اوپر سے تمہارے لئے رزق

رِزْقًا ؕ وَمَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ يُّنِيْبُ ۞ فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَ

اتارتا ہے اور وہی لوگ نصیحت پاتے ہیں جو اللہ کی طرف جھکتے ہیں پس تم اللہ ہی سے خالص دعا مانگا کرو اگرچہ کافر

لَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۞ رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى

لوگ برا جانیں جو بڑا عالی درجہ تخت سلطنت کا اصلی مالک ہے۔ اپنے بندوں میں جس پر چاہتا ہے اپنے حکم سے

مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ۞ يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ ۚ لَا يَخْفٰى عَلَى

وحی بھیجتا ہے تاکہ وہ خدا کی ملاقات کے دن سے لوگوں کو ڈراوے۔ جس روز وہ کھڑے ہوں گے ان میں سے کوئی ایک بھی

اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ؕ

چھپا نہ ہوگا

پس اس کا بدلہ یہ ہے کہ آج تم اس عذاب میں مبتلا رہو کیونکہ آج صرف عالی شان خدائے بزرگ کا حکم ہے۔ چونکہ تم لوگوں نے اس کی بے فرمانی کی بلکہ فرمانبرداروں کو ستایا۔ اس لیے جیسی اس کی حکمت تقاضا کرے گی وہی ہوگا۔ ہاں آج اس دنیاوی زندگی میں کوئی شخص سمجھنا چاہے تو موقع ہے دیکھو اس کی قدرت کے آثار ہر طرف نظر آرہے ہیں وہی ذات پاک ہے جو تم کو اپنی قدرت کی نشانیاں دن رات دکھاتا ہے' روزانہ اس کے نشان ظہور پذیر ہوتے ہیں' سورج چاند سیارے وغیرہ جن کو تمام لوگ دیکھتے ہیں یہ تو روز نمایاں ہوتے ہیں اور جو گاہے بگاہے ظہور پذیر ہوتے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ اوپر بادلوں سے تمہارے لیے رزق کا سامان بارش اتارتا ہے جس سے تمہارا رزق پیدا ہوتا ہے اور تم اس کو کھا کر زندگی گزارتے ہو۔ اس راز قدرت کو سمجھ کر وہی لوگ نصیحت پاتے ہیں جو اللہ کی طرف جھکتے ہیں انہی کو اس نصیحت کا فائدہ ہوتا ہے انہی کو اس کا اثر پہنچتا ہے پس تم اپنی حاجات میں اللہ ہی سے خالص دعا مانگا کرو کسی اور سے نہیں یعنی اپنی طاعت[1] اور دعا میں خالص رخ اسی کی طرف رکھو' اسی کے ہو رہو' تمام کاموں کی کنجی اسی کے ہاتھ میں جانو اگرچہ تمہارے ایسا کرنے کو کافر لوگ برا جانیں۔ سنو ایسے خدا کی عبادت کرنا کسی مذہب میں برا ہو سکتا ہے ؟ جو بڑا عالی درجہ یعنی ساری دنیا کی حکومت اور تخت سلطنت کا اصلی مالک ہے تمام دنیا کے بادشاہ اور امراء سب اسی کے ماتحت ہیں وہ چاہے تو ایک منٹ بلکہ سیکنڈ میں بڑے سے بڑے بادشاہ کو تخت سے اتار کر تختے پر بٹھا دے۔ کیا تم نے نہیں سنا جو کسی اہل دل نے کہا ہے ؎

ہست سلطانی مسلم مرورا نیست کس را زہرہ چون چرا
طرفۃ العینے جہاں برہم زند کس نے آرد کہ انجام دم زند

وہ اپنی مخلوق کی ہدایت کے لیے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنے حکم سے وحی بھیجتا ہے تاکہ وہ بندہ خدا کی ملاقات کے دن یعنی روز قیامت کے عذاب سے لوگوں کو ڈرائے۔ جس روز وہ سب خدا کے سامنے کھلے میدان میں کھڑے ہونگے ایسے سامنے ہوں گے کہ ان میں سے کوئی ایک بھی چھپا نہ ہوگا۔

[1] حسب قاعدہ عربیہ عبارت یوں چاہئے تھی ﴿فادعوا اللہ مخلصین لہ الدعاء﴾ اس لیے الدین کو الدعاء کے معنے میں لیا گیا ہے ۱۲ (منہ)

لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۖ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝ اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ۚ

اس روز کس کی حکومت ہوگی؟ اکیلے زبردست خدا کی ہوگی- اس روز ہر نفس کو اس کی کمائی کا بدلہ دیا جائے گا

لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ۚ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ

اس دن ظلم نہ ہوگا- خدا تعالیٰ بہت جلد حساب کرنے والا ہے اور ان کو قریب آنے والی مصیبت کے دن سے ڈرا جب

الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ۚ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ۝

مخلوق کے دل منہ کو آئے ہوں گے اور وہ غم وغصے میں بھرے ہوں گے اس روز ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا اور نہ کوئی سفارشی ہوگا جو ان کی تکلیف کو ہٹوادے

يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِى الصُّدُوْرُ ۝ وَاللّٰهُ يَقْضِىْ بِالْحَقِّ ۚ وَالَّذِيْنَ

خدا ان کی آنکھوں کی خیانت جانتا ہے اور جو ان کے سینوں میں مخفی ہے وہ بھی جانتا ہے- خدا حق کے ساتھ فیصلہ کرے گا اور جن لوگوں کو

يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَقْضُوْنَ بِشَىْءٍ ۚ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝ اَوَ

اس کے سوا یہ مشرک لوگ پکارتے ہیں وہ کچھ نہیں کرسکتے- اللہ بڑا سننے والا سب کچھ دیکھنے والا ہے- کیا

لَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ كَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ

انہوں نے ملک میں سیر نہیں کی دیکھتے کہ جو لوگ ان سے پہلے گذرے ہیں ان کا انجام کیا ہوا

تمہیں بتلاؤ اس روز خالص حکومت کس کی ہوگی؟ بجز اس کے کچھ جواب ہے کہ اکیلے زبردست خدا کی ہوگی- اس دنیا میں بھی درحقیقت اسی کی حکومت ہے تاہم یہاں دعویداران حکومت مدعی بنے ہوئے ہیں وہاں اتنا بھی کوئی نہ ہوگا- اس روز ہر نفس کو اس کی کمائی کا بدلہ دیا جائے گا- یہ یادرکھو کہ اس دن ظلم کا نام ونشان نہ ہوگا بلکہ ہر ایک کو پورا پورا بدلہ ملے گا- یہ مت سمجھو کہ اتنی مخلوق کا اتنی جلدی فیصلہ کیسے ہوگا؟ یادرکھو خدا تعالیٰ بہت جلد حساب کرنے والا ہے کیونکہ وہ حساب خدا اپنے علم حاصل کرنے کو نہیں کریگا' اس کو تو سب حال معلوم ہے اصل حساب تو قبروں سے نکلتے ہی سب کو معلوم ہو جائے گا بلکہ الٰہی حساب بصورت فیصلہ ہوگا اور جرائم کا علم مجرموں کو فطری ہوگا جس سے وہ کسی طرح انکار نہ کرسکیں گے- اسی فطری اطلاع کے لیے ہم (خدا) نے سلسلۂ انبیاء قائم کیا اور اسی غرض سے تجھ کو اے نبی! ہم حکم دیتے ہیں کہ ان مشرکوں کو اس قریب آنے والی مصیبت کے دن سے ڈرا- جب مارے خوف کے مخلوق کے دل منہ کو آئے ہوں گے اور وہ لوگ غم وغصے میں بھرے ہوں گے پیش نہ جائے گی اپنی کمزوری اور سرکار الٰہی کی خفگی اور جوش اور غضب پر ہوگا- اس لیے بحکم

عصمت بی بی ست از بے چادری

بے دست وپا چپ رہیں گے- اس روز ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا جو ان کی بلا کو خود ہٹادے اور نہ کوئی سفارشی ہوگا جو سفارش کرکے ان کی تکلیف کو ہٹوادے' کیسے ہٹوائے جب کہ مالک الملک خدائے تعالیٰ کا علم اتنا وسیع ہے کہ ان کی آنکھوں کی خیانت جانتا ہے اور جو ان کے سینوں میں مخفی ہے وہ بھی جانتا ہے اسی واسطے تو یہ بات بالکل سچ ہے کہ خدائے تعالیٰ حق کے ساتھ فیصلہ کریگا اور جن لوگوں کو اس کے سوا یہ مشرک لوگ پکارتے اور دعائیں مانگتے ہیں خواہ وہ نبی ہوں یا ولی وہ کچھ نہیں کرسکتے پھر ان کو کیا ہوا ہے کہ ان سے ایسی باتوں کی توقع رکھتے ہیں جو ان کی طاقت میں نہیں کچھ کرنا تو بڑی بات ہے وہ تو ان کی فریاد بھی نہیں سنتے اور اللہ تعالیٰ بڑا سننے والا سب کچھ دیکھنے والا ہے- کیا اب بھی یہ لوگ خدا کی اتاری ہوئی تعلیم سے انکار کرتے رہیں گے؟ کیا انہوں نے ملک میں پھر کر سیر نہیں کی' دیکھتے کہ جو لوگ ان سے پہلے گزرے ہیں ان کا انجام کیسا ہوا' سب تباہ برباد ہوگئے-

كَانُوْا هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّ اٰثَارًا فِی الْاَرْضِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ وَمَا

وہ ان سے زیادہ قوت والے اور ملک میں نشانات مضبوط رکھتے تھے پس خدا نے ان کے گناہوں کی وجہ سے ان کو پکڑا جو ان کو

كَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۲۱﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ

خدائی غضب سے بچانے والا کوئی نہ ہوا- یہ حالت ان کی اس لئے ہوئی کہ ان کے پاس ان کے رسول کھلے کھلے احکام لے کر

فَكَفَرُوْا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۲﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا

آئے تھے پھر انہوں نے ان کا انکار ہی کیا پس خدا نے ان کو پکڑا اللہ بڑا قوت والا سخت عذاب والا ہے اور ہم نے فرعون اور ہامان اور قارون کی طرف

وَ سُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۳﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَقَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴿۲۴﴾

موسیٰ کو اپنے نشانات اور روشن دلیل کے ساتھ رسول بنا کر بھیجا تو ان سب نے کہا کہ یہ جادوگر ہے جھوٹا-

فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوْٓا اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ وَ

پھر جب سچی تعلیم ان کو ہمارے پاس سے پہنچی تو انہوں نے کہا موسیٰ کے ساتھ ایمان لانے والے مردوں کو قتل کرڈالو اور

اسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ ؕ وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۲۵﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْٓ

ان کی عورتوں کو زندہ رکھو اور ان کافروں کی تدبیر واقعی غلطی میں تھی اور فرعون نے کہا تم لوگ مجھے مشورہ دو کہ

اَقْتُلْ مُوْسٰى

میں موسیٰ کو قتل کردوں

حالانکہ وہ ان سے زیادہ قوت والے اور ملک میں تعمیری نشانات از قسم قلعہ جات وغیرہ بہت مضبوط رکھتے تھے- پس خدا نے ان کے گناہوں کی وجہ سے ان کو پکڑا تو ایسا پکڑا کہ بالکل تباہ کر دیا پھر ان کو خدائی غضب سے بچانے والا کوئی نہ ہوا- یہ حالت ان کی اس لیے ہوئی کہ ان کے پاس ان کے رسول کھلے کھلے احکام لے کر آئے تھے پھر انہوں نے ان احکام کا انکار ہی کیا نہ صرف انکار بلکہ مخالفت پر اصرار کرتے رہے پس خدا نے ان کو پکڑا ایسا پکڑا کہ زندہ نہ چھوڑا کیونکہ اللہ تعالیٰ بڑی قوت والا سخت عذاب والا ہے- گو ان انبیاء کے مخالفین بڑی قوت والے تھے مگر خدا کی قوت کے سامنے ان کی پیش نہ گئی- ذرا اس کی تفصیل سنو اور نصیحت پاؤ- ہم (خدا) نے فرعون اور اس کے وزیر ہامان اور اسرائیلی قارون کی طرف حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کو اپنے نشانات اور روشن دلیل کے ساتھ رسول بنا کر بھیجا- فرعون تو حکومت کے نشہ میں تھا- ہامان بھی اس کا وزیر ملک تھا اس کو بھی یہی نشہ تھا مگر قارون نہ بادشاہ تھا نہ وزیر لیکن مالداری پر نازاں تھا- اس لیے یہ سب حضرت موسیٰ کی مخالفت پر تل گئے تو ان سب نے کہا کہ یہ موسیٰ شعبدہ نمائی میں جادوگر ہے اور دعویٰ نبوت میں جھوٹا ہے- اس مخالفت کا نتیجہ یہ ہوا کہ فرعون نے اپنے خیال کے مطابق جادوگروں کو بلایا اور حضرت موسیٰ سے مقابلہ کرایا پھر وہ جب ہر طرح سے مغلوب ہوئے اور سچی تعلیم ہمارے پاس سے ان کو پہنچی تو بحکم تنگ آمد بجنگ آمد' آپس میں مشورہ کر کے انہوں نے کہا موسیٰ کے ساتھ ایمان لانے والے مردوں کو قتل کر ڈالو اور ان کی عورتوں کو زندہ رکھو تاکہ ان کی مردانہ طاقت کمزور ہو جائے آئندہ کو مقابلہ نہ کر سکیں مگر اس سے کیا ہو سکتا تھا' کچھ نہ ہوا خدائی ارادہ غالب آیا اور ان کی تدبیر مغلوب رہی کیونکہ ان کافروں کی تدبیر واقعی غلطی میں تھی- آخر یہ ہوا کہ حضرت موسیٰ کا اثر بڑھتا گیا اور فرعون کو اس کی فکر ہوئی تو اب دوسرے رنگ میں اس نے اپنے درباریوں سے یہ کہا کہ تم لوگ مجھے مشورہ دو کہ میں موسیٰ کو قتل کردوں اور آئے دن کے فساد سے ملک کو نجات دلاؤں-

وَلْيَدْعُ رَبَّهُ ۚ إِنِّي أَخَافُ أَن يُبَدِّلَ دِينَكُمْ أَوْ أَن يُظْهِرَ فِي الْأَرْضِ الْفَسَادَ ﴿٢٦﴾

اور وہ اپنے رب کو بلاوے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ وہ تمہارا دین نہ بدل دے اور ملک میں فساد نہ پھیلاوے

وَقَالَ مُوسَىٰ إِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُم مِّن كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ

اور موسیٰ نے کہا میں ہر متکبر کی شر سے جو حساب کے دن پر یقین نہیں رکھتا اپنے اور تمہارے پروردگار کی پناہ

الْحِسَابِ ﴿٢٧﴾ وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ أَتَقْتُلُونَ

میں آچکا ہوں۔ فرعون کے خاندان کے ایک آدمی نے جو اپنا ایمان چھپاتا تھا کہا تم ایک آدمی کو اس

رَجُلًا أَن يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ وَقَدْ جَاءَكُم بِالْبَيِّنَاتِ مِن رَّبِّكُمْ ۖ وَإِن يَكُ

جرم پر قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ یہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے اور تمہارے پروردگار کے ہاں سے کھلے نشان لایا ہے اور اگر وہ جھوٹا ہے تو

كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهُ ۖ وَإِن يَكُ صَادِقًا يُصِبْكُم بَعْضُ الَّذِي يَعِدُكُمْ ۖ إِنَّ اللَّهَ

اس کے کذب کا وبال اسی پر ہوگا اور اگر وہ سچا ہے تو جن سزاؤں سے تم کو ڈراتا ہے ان میں سے بعض تم کو پہنچ جائے گی اللہ تعالیٰ

لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ﴿٢٨﴾

حد سے بڑھنے والوں جھوٹوں کو ہدایت نہیں کیا کرتا

اس میں اگر کوئی سچائی ہے تو وہ اپنے رب کو بلائے پھر دیکھیں وہ میرا کیا کر سکتا ہے۔ مجھے ایسا کرنے میں اور کوئی غرض نہیں صرف یہ غرض ہے کہ موسیٰ اپنے خیالات ظاہر کرتا ہے کہ تمہارے ہمارے جدی بزرگوں کے مخالف ہیں' اس لیے مجھے اندیشہ ہے کہ وہ تمہارا دین نہ بدل دے اور اسی آبائی عقیدے میں تغیر پیدا نہ کر دے جس پر ہم لوگ مدت سے چلے آرہے ہیں یا بوجہ اختلاف ڈالنے کے ملک میں فساد نہ پھیلائے کیونکہ جب اس نے نیا دین ظاہر کیا تو کوئی اس کی طرف ہوگا کوئی ہماری طرف' اس کا لازمی نتیجہ ہے کہ باہمی سر پھٹول ہوگی۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ اس کا کام ہی تمام کر دوں۔ فرعون یہ کہہ رہا تھا ادھر حضرت موسیٰ کو جب خبر ملی تو انہوں نے بھی اپنے اسی طریقہ پر اس کا انتظام کیا جس طریقے پر اللہ کے صلحاء بندے کیا کرتے ہیں اور وہ طریق سب سے آسان اور عمدہ ہے یعنی حضرت موسیٰ نے کہا میں ایسی ویسی گیدڑ بھبکیوں سے نہیں ڈرتا کیونکہ میں ہر ایک متکبر کی شر سے جو حساب کے دن پر یقین نہیں رکھتا' اپنے اور تمہارے مالک پروردگار کی پناہ میں آچکا ہوں۔ اس لیے مجھے اس کا مطلق خیال نہیں کہ تم مجھے کیا کہتے ہو اور کس سے ڈراتے ہو۔ سنو میرا مذہب ہے ؎

ہوگا کیا دشمن اگر سارا جہاں ہو جائے گا　　جب کہ وہ باہمر ہم پر مہربان ہو جائے گا

آخر وہی ہوا جو حضرت موسیٰ نے ظاہر کیا تھا۔ فرعون ان کو کوئی ضرر نہ پہنچا سکا بلکہ اس کے خاندان کے لوگوں تک حضرت موسیٰ کا اثر پہنچ گیا چنانچہ فرعون کے خاندان کے ایک آدمی نے جو اپنا ایمان فرعونیوں سے چھپاتا تھا خاص کر لوگوں کو کہا اے بھائیو! تم ایک آدمی کو اس جرم پر قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ یہ کہتا ہے میرا پروردگار وہ ذات پاک ہے جس کا نام اللہ تعالیٰ ہے یعنی وہ فرعون کو اپنا رب اور معبود نہیں مانتا بلکہ اس کو مانتا ہے جس نے فرعون اور اسکے باپ دادا اور تمام دنیا کی مخلوقات کو پیدا کیا اور وہ تمہارے پروردگار کے ہاں سے کھلے نشان لایا ہے جو تم لوگ دیکھ چکے ہو اور اگر وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے تو اس کے کذب کا وبال اسی پر ہوگا تمہیں کیا اور اگر وہ اپنے بیان میں سچا ہے تو جن سزاؤں سے وہ تم کو ڈراتا ہے ان میں سے بعض تو اسی دنیا میں تم کو پہنچ جائیگی باقی دار آخرت میں پہنچے گی جہاں انکا تدارک مشکل بلکہ محال ہوگا ان کے متعلق اگر کچھ کرنا ہے تو یہ وقت ہے مگر یاد رکھو قانون الٰہی ہے کہ اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والے جھوٹوں کو ہدایت نہیں کیا کرتا۔

يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظٰهِرِيْنَ فِي الْأَرْضِ ۡ فَمَنْ يَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَأْسِ اللّٰهِ إِنْ
بھائیو! آج حکومت تمہاری ہے تم ملک پر متصرف ہو پھر اگر اللہ کا عذاب آجائے تو اس سے کون ہماری مدد کرے

جَآءَنَا ؕ قَالَ فِرْعَوْنُ مَآ أُرِيْكُمْ إِلَّا مَآ أَرٰى وَمَآ أَهْدِيْكُمْ إِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ ۝
فرعون نے کہا میں تم لوگوں کو وہی راہ دکھاتا ہوں جو خود دیکھتا ہوں میں تم لوگوں کو ہدایت کی راہ دکھاتا ہوں

وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ إِنِّيْٓ أَخَافُ عَلَيْكُمْ مِّثْلَ يَوْمِ الْأَحْزَابِ ۝ مِثْلَ
اس نے جو ایمان لاچکا تھا کہا اے میرے بھائیو! میں تمہارے حق میں ان قوموں کے عذاب سے ڈرتا ہوں یعنی

دَأْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا
قوم نوح، عاد، ثمود اور جو لوگ ان سے بعد ہوئے اور اللہ بندوں کے حق میں ظلم کا ارادہ

لِّلْعِبَادِ ۝ وَيٰقَوْمِ إِنِّيْٓ أَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ ۝ يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ ۚ
نہیں کرتا۔ اے میرے بھائیو! میں تمہاری حالت پر اس پکار کے دن سے ڈرتا ہوں جس دن تم پیٹھ دے کر بھاگو گے

مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝
کوئی خدائی پکڑ سے تم کو بچانے والا نہ ہوگا اور جس کو خدا گمراہ کرے اس کوئی سمجھانے والا نہیں

یعنی ایسے بدکرداروں کو یہ بوجھ نہیں آتی کہ مشکلات سے پہلے ان کا انتظام سوچا کریں۔ بھائیو! ایسا نہ ہو کہ تم لوگوں پر بھی یہ قانون جاری ہو جائے پھر بڑی مشکل ہوگی۔ آج ملک پر حکومت تمہاری ہے تم ملک پر قابض و متصرف ہو پھر اگر اس بے فرمانی پر اللہ کا عذاب آجائے تو اس سے چھڑانے میں کون ہماری مدد کرے گا۔ بھائیو! ذرا غور کرو میں تم کو کیا کہہ رہا ہوں اور تم کیا کر رہے ہو۔ اچھا جو کچھ کرو سوچ سمجھ کر کرو' یہ ایماندار شخص خفیہ خفیہ خاص خاص لوگوں کو سناتا تھا۔ فرعون کو بھی اس مخفی پروپیگنڈا کی خبر مل گئی تو اس نے سر دربار شاہی تقریر میں کہا میرے درباریو اور سلطنت کے رکنو! میں تم لوگوں کو وہی راہ دکھاتا اور سمجھاتا ہوں جو خود دیکھتا ہوں یعنی میں تمہارے معاملہ میں کسی قسم کی بدنیتی نہیں کرتا بلکہ میں تم لوگوں کو ہدایت کی راہ دکھاتا ہوں بس اسی میں ہدایت ہے کہ مجھے معبود سمجھو اور موسیٰ کی مت سنو! اس میں ہمارا ملکی اور قومی نظام ہے' اس کے برخلاف تباہی کا خطرہ ہے اس شاہی تقریر کے اثر مٹانے کو اس اللہ کے بندے نے جو دل میں ایمان لاچکا تھا کہا اے میرے بھائیو! مجھے بھی اس میں کوئی ذاتی غرض نہیں بلکہ میں تمہارے حق میں ان سابقہ قوموں کے عذاب سے ڈرتا ہوں یعنی قوم نوح' عاد' ثمود اور جو لوگ ان سے بعد ہوئے یعنی مختلف تباہ شدہ قوموں کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ دیکھو طرح طرح کے عذاب ان پر آئے اور وہ اپنے کیے کی سزا پاگئے۔ یقیناً جانو کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے حق میں ظلم کا ارادہ نہیں کرتا بلکہ وہ بندے اپنے نفسوں پر خود ظلم کرتے ہیں۔ اس مومن نے یہ بھی کہا اے میرے بھائیو! میں تمہارے حال پر اس پکار کے دن سے ڈرتا ہوں جس دن تم موسیٰ کے مقابلہ میں پیٹھ دے کر بھاگو گے' اس وقت کوئی خدائی پکڑ سے تم کو بچانے والا نہ ہوگا۔ یاد رکھو ایک دن ایسا ہو کر رہے گا جونہی تم مقابلہ پر آئے تم پر بلا آئی۔ تمہاری ضد اور ہٹ دھرمی سے مجھے خوف ہوتا ہے کہ تم اللہ کے عتاب میں نہ آجاؤ جس میں خدا ایسے انسانوں کو گمراہ کر دیتا ہے یعنی ان کو نفع نقصان کی سوجھ نہیں دیتا اور یہ بھی یاد رکھو جس کو خدا گمراہ کرے یعنی اس کو نفع نقصان کی سمجھ نہ دے اس کے لیے کوئی سمجھانے والا نہیں۔ مجھے خطرہ ہے کہ تم لوگ جو ایسے نڈر ہو رہے ہو۔

وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِي شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ

اور پہلے تمہارے پاس یوسف کھلے کھلے احکام لائے تو تم ان کی لائی ہوئی تعلیم سے ہمیشہ شک ہی میں

بِهٖ ؕ حَتّٰٓى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ

رہے یہاں تک کہ جب وہ فوت ہوگئے تو تم نے یہ خیال کیا کہ آج کے بعد اللہ کوئی رسول نہ بھیجے گا- اسی طرح اللہ ان لوگوں کو گمراہ

اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُ ۚۖ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ

کردیتا ہے جو حد سے بڑھنے والے شک کرنے والے ہوتے ہیں جو بغیر کسی دلیل کے جو ان کے پاس ہو اللہ کے

سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ؕ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ

احکام میں جھگڑا کیا کرتے ہیں- یہ بڑے غضب کی بات ہے اللہ کے نزدیک اور ایمانداروں کے نزدیک بھی- اسی طرح اللہ ہر متکبر سرکش کے دل

عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ۞ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا

پر مہر لگا دیا کرتا ہے اور فرعون بولا اے ہامان! تو میرے لئے اعلیٰ بلند مکان بنا

لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ۙ۞ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ

تاکہ میں آسمان کے راستے طے کرکے موسیٰ کے خدا کو دیکھوں' اس میں شک نہیں کہ میں تو اس کو بالکل جھوٹا

كَاذِبًا ؕ وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ

جانتا ہوں' اسی طرح فرعون کو اس کے

تمہاری حالت کہیں ایسی خطرناک نہ ہو گئی جن پر خدا کے ہاں سے گمراہی کا حکم لگ جاتا ہے پس تم سمجھو اور غور کرو کہ آج سے پہلے تمہارے پاس حضرت یوسف (علیہ السلام) کھلے کھلے احکام[1] لائے تو تم نے ان کے ساتھ کیا برتاؤ کیا یہی کہ تم یعنی تمہارے باپ دادا ان کی لائی ہوئی کھلی تعلیم سے ہمیشہ شک اور انکار ہی میں رہے' نہ ماننا تھا نہ مانا- یہاں تک کہ جب وہ یوسف فوت ہوگئے تو تم نے یعنی تمہارے بزرگوں نے یہ خیال کیا کہ آج سے بعد اللہ تعالیٰ کوئی رسول نہ بھیجے گا یعنی کوئی شخص رسالت کا مدعی بن کر نہیں آئے گا- بس ہماری جان چھوٹی- اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تم ہمیشہ سے خدائی احکام کا مقابلہ کرتے آئے ہو- اسی لیے تم لوگوں کو اپنا نفع نقصان نہیں سوجھتا- اسی طرح اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو گمراہ کردیتا ہے اور دھتکار دیتا ہے جو حد سے بڑھنے والے سچی تعلیم میں شک کرنے والے ہوتے ہیں یعنی وہ ان لوگوں کو گمراہ کرتا ہے جو بغیر سند اور بغیر دلیل کے جو انکے پاس ہو اللہ کے احکام میں جھگڑا کیا کرتے اور لوگوں کو بہکاتے ہیں- یہ بڑے غضب کی بات ہے اللہ کے نزدیک اور ایمانداروں کے نزدیک بھی- ایسی بے جا حرکتوں سے باز آؤ ورنہ یاد رکھو اس طرح اللہ ہر متکبر سرکش کے دل پر مہر لگا دیا کرتا ہے پھر انکو بھلے برے کی سوجھ نہیں رہتی- اس مخفی مومن کی یہ لمبی تقریر جب مشہور ہوئی اور فرعون کو بھی پہنچی تو کھسیانے ہو کر اپنے وزیر ہامان کو مخاطب کر کے بولا اے ہامان! اس آئے دن کے فساد کا قلع قمع کرنے کا میں نے تہیہ کر لیا ہے جس کی صورت یہ ہے کہ تو میرے لیے ایک بلند مکان بنا تاکہ میں آسمان کے راستے طے کر کے موسیٰ کے خدا کو دیکھوں کہ واقع میں وہ کچھ ہے بھی یا یونہی موسیٰ ہمارا وقت ضائع کر رہا ہے- اس میں شک نہیں کہ میں توں اس کو بالکل جھوٹا جانتا ہوں تاہم چاہتا ہوں کہ اس کو انجام تک پہنچاؤں- اگر موسیٰ کا خط مجھے مل جائے تو ایک منٹ کا کام ہے' دیکھتے ہی میں وہیں اسکو رکھوں- کیسا لغو خیال تھا- اصل بات یہ ہے کہ اسطرح فرعون کو اس کے

[1] حضرت یوسف مصریوں کو بھی یہی احکام الٰہیہ پہنچاتے تھے چنانچہ قید خانہ میں ان کا طریق عمل قرآن مجید میں مذکور ہے کہ اپنے ساتھیوں کو وعظ و نصیحت فرماتے جس سے ان کی روش کا علم ہوتا ہے بعد رہائی بھی ان کا طریق کار یہی رہا- اس کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے- اللہ اعلم ۱۲ منہ

سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ ۝ وَقَالَ

برے کام اچھے دکھائی دیتے تھے اور سیدھے راستہ سے روکا گیا تھا اور فرعون کی تدبیر تباہ کرنے والی تھی اور اس مومن نے کہا

الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِيْلَ الرَّشَادِ ۝ يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ

اے میرے بھائیو! تم لوگ میری تابعداری کرو میں تم کو ہدایت کی راہ دکھاؤں گا- اے میرے بھائیو! سوا اسکے نہیں کہ یہ دنیا کی زندگی تو بس چند روز

الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ ز وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ۝ مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً

کا گذارہ ہے کچھ شک نہیں کہ آخرت کی زندگی ہی جائے قرار ہے جس نے برے کام کئے ہوں گے

فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ

اس کو انہی جتنا بدلہ ملے گا اور جس نے ایمان کی حالت میں اچھے عمل کئے ہوں گے خواہ وہ مرد ہو یا عورت

فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ وَيٰقَوْمِ مَا لِيْٓ

وہ لوگ بہشت میں داخل ہوں گے جن میں بغیر حساب کے ان کو رزق ملے گا- میرے بھائیو! بات کیا ہے

اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ ۝ تَدْعُوْنَنِيْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَاُشْرِكَ

کہ میں تم لوگوں کو نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم لوگ مجھ کو آگ کی طرف بلاتے ہو تم لوگ مجھے بلاتے ہو کہ میں خدا کا انکار کروں اور اس کے شریک مقرر کروں

برے سے برے کام اچھی دکھائی دیتے تھے اور وہ سیدھے راستے سے روکا گیا تھا- گو سلطنت کے کاموں میں بڑا ہوشیار تھا مگر دینی کاموں میں بڑا بے سمجھ یا دانستہ بے سمجھ بن کر ماتحتوں کو گمراہ کرتا تھا اور اصل میں فرعون کی تدبیر جو ملک داری اور رعایا کو قابو رکھنے کے متعلق تھی تباہ کرنے والی تھی کیونکہ وہ رعایا کو بزور قابو رکھنا چاہتا تھا جو بادشاہ رعایا کو بجائے نوازش کے دباؤ سے قابو رکھنا چاہے وہ نہیں رکھ سکتا۔

اگر ماند شبے ماند ژ شبے دیگر نمے ماند

اسی لیے فرعون اپنی تدبیر میں کامیاب نہ ہو سکا- بنی اسرائیل کی طرف سے حضرت موسیٰ نے ہر چند عرض معروض کئے کہ ان کو تکلیف نہ دیجئے مگر اس نے یہی قرین مصلحت سمجھا کہ دباؤ سے رکھے جاویں ورنہ سر نکالیں گے- ادھر خدا کے علم میں وہ وقت آ گیا تھا جس میں بنی اسرائیل کی رہائی مقدر تھی اور فرعون کی تباہی ہونے والی تھی- اس لیے اس مخفی مومن نے کہا اے میرے بھائیو! تم لوگ کسی اور کی مت سنو جو خود غرضی سے کہتا ہے بلکہ میری تابعداری کرو میں تم کو ہدایت کی راہ دکھاؤں گا اے میرے بھائیو سوائے اسکے نہیں کہ یہ دنیا کی زندگی تو بس چند روز کا گزارہ ہے یہاں کسی کو قرار نہ ہوا نہ ہو گا کچھ شک نہیں کہ آخرت کی زندگی ہی جائے قرار ہے- جہاں کا قانون یہ ہے کہ جس نے برے کام کئے ہوں گے اس کو انہی جتنا بدلہ ملے گا اور جس نے ایمان کی حالت میں اچھے عمل کئے ہوں گے خواہ وہ مرد ہو یا عورت وہ لوگ اس جائے قرار کے اندر بہشت میں داخل ہوں گے جن میں بغیر حساب کے ان کو رزق ملے گا- یہ نہیں ہو گا کہ مقررہ خوراک آدھ سیر چاول' پاؤ گوشت' آدھ پاؤ گھی' چھٹانک شکر وغیرہ ملے نہیں بلکہ بے حساب جتنا چاہیں گے کھائیں گے اور پئیں گے اور انہیں کوئی روک نہ ہو گی- میرے بھائیو! بات کیا ہے کہ میں تم لوگوں کو نجات کی طرف بلاتا ہوں تاکہ تم لوگ کسی طرح عذاب سے بچ جاؤ اور تم لوگ مجھ کو آگ کے عذاب کی طرف بلاتے ہو تم خود ہی غور کرو کہ تم لوگ مجھے بلاتے ہو اور ترغیب دیتے ہو کہ میں خدا کا انکار کروں اور اس کے ساتھ شریک مقرر کروں-

بِهٖ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ۡ وَّاَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِيْزِ الْغَفَّارِ ﴿۴۲﴾ لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِيْٓ

اس چیز کا جس کا مجھے علم نہیں اور میں تم کو اللہ غالب بخشنے والے کی طرف بلاتا ہوں یہ ٹھیک ہے کہ جس چیز کی طرف تم مجھے

اِلَيْهِ لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ مَرَدَّنَآ اِلَى اللّٰهِ وَاَنَّ

بلاتے ہو وہ نہ دنیا میں پکارے جانے کے لائق ہے نہ آخرت میں اور اس میں شک نہیں کہ ہمارا رجوع اللہ ہی کی طرف ہے

الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ﴿۴۳﴾ فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ ۭ وَاُفَوِّضُ

اور اس میں بھی شک نہیں کہ جو لوگ حد سے بڑھنے والے ہیں یہی دوزخی ہیں میں جو تم کو کہتا ہوں تم اسے یاد کرو گے اور اپنا معاملہ خدا کے

اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۴۴﴾ فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا

سپرد کرتا ہوں بے شک اللہ تعالیٰ بندوں کو دیکھ رہا ہے پس خدا نے ان کے فریبوں سے اس کو بچالیا

وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْۗءُ الْعَذَابِ ﴿۴۵﴾ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ

اور فرعون کی قوم پر عذاب نازل ہوا۔ وہ صبح و شام آگ کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں

وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۣ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ﴿۴۶﴾ وَاِذْ يَتَحَاۗجُّوْنَ

اور جس روز قیامت قائم ہوگی اس دن حکم ہوگا کہ فرعونیوں کو بڑے سخت عذاب میں داخل کرو اور جب دوزخی آگ میں

فِي النَّارِ فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰۗؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ

جھگڑیں گے کمزور لوگ بڑے لوگوں کو کہیں گے اس میں شک نہیں کہ ہم آپ لوگوں کے تابع تھے تو کیا آپ لوگ تھوڑا سا آگ کا

اس چیز کو جس کے شریک ہونے کا مجھے علم نہیں سچ پوچھو تو تم کو بھی اس کا علم نہیں یونہی سنے سنائے کہہ رہے ہو' ورنہ یہ کوئی بات قابل یقین ہے کہ کھانے پینے والے بیمار اور تندرست ہونے والے انسان (فرعون) کو خدا مانا جائے تم تو مجھے ایسے مکروہ فعل کی طرف بلاتے ہو اور میں تم کو اللہ غالب بخشنے والے کی طرف بلاتا ہوں پھر تم لوگ خود ہی غور کرو کہ کیا یہ ٹھیک نہیں ہے کہ جس چیز کی طرف تم بلاتے ہو وہ نہ دنیا میں پکارے جانے کے لائق ہے نہ آخرت میں یعنی فرعون اور اس کے مصنوعی نائب معبود اور اس میں بھی شک نہیں کہ جو لوگ حد سے بڑھنے والے ہیں یعنی حد عبودیت جو مخلوق کے لیے مقرر ہے اس سے نکل کر خود مدعی الوہیت بنتے ہیں جیسے تمہارا بادشاہ فرعون اور اس کو ماننے والے' یہی دوزخی ہوں گے- بھائیو! میں جو تم کو کہتا ہوں ایک وقت آنے والا ہے کہ تم اسے یاد کرو گے' اب تم میری نہیں سنتے میں صبر کرتا ہوں اور اپنا معاملہ خدا کے سپرد کرتا ہوں- بیشک اللہ تعالیٰ بندوں کو دیکھ رہا ہے پس اس ایماندار کی باتوں کو سن کر مخالف بھڑک اٹھے اور درپے آزار ہوئے- مگر خدا نے ان کے فریبوں اور داؤ بازیوں سے اس کو بچالیا اور فرعون کی قوم پر ان کی زندگی ہی میں برا عذاب نازل ہوا اور بعد موت کے وہ آج تک صبح و شام آگ کے سامنے کھڑے کئے جاتے ہیں اور جس روز قیامت قائم ہوگی اس دن حکم ہوگا کہ فرعونیوں کو بڑے سخت عذاب میں داخل کرو پس وہ اس میں داخل کئے جائیں گے اور خوب جلیں گے اور ایک واقعہ سنو جب دوزخی آگ میں جھگڑیں گے ایک دوسرے کو الاہنے طعنے دیتے ہوئے کمزور یعنی ادنیٰ درجے کے لوگ بڑے لوگوں کو (جن کے لحاظ و شرم میں دب کر وہ ناجائز کام کرتے رہے تھے) کہیں گے حضور! اس میں شک نہیں کہ ہم آپ لوگوں کو تابع تھے تو کیا آج آپ لوگ ہم سے تھوڑا سا

عَنَّا نَصِيبًا مِّنَ النَّارِ ﴿٤٧﴾ قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوٓا إِنَّا كُلٌّ فِيهَآ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ

عذاب ہم سے ہٹا سکتے ہیں بڑے لوگ کہیں گے ہم سب اسی میں ہیں اللہ نے اپنے بندوں میں حکم

حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ﴿٤٨﴾ وَقَالَ الَّذِينَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوا رَبَّكُمْ

جاری کردیا ہے اور جو لوگ آگ میں ہوں گے وہ جہنم کے مؤکلوں کو کہیں گے آپ اپنے رب سے

يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ﴿٤٩﴾ قَالُوٓا أَوَلَمْ تَكُ تَأْتِيكُمْ رُسُلُكُم بِالْبَيِّنَاتِ

دعا مانگیں کہ وہ کسی دن تو ہم سے عذاب کم کرے، وہ کہیں گے کیا تمہارے پاس تمہارے رسول کھلے احکام لے کر نہ آئے تھے

قَالُوا بَلَىٰ ۚ قَالُوا فَادْعُوا ۗ وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ ﴿٥٠﴾ إِنَّا لَنَنصُرُ

وہ کہیں گے بے شک آئے تھے پھر تم خود ہی دعا کرلو کافروں کی دعا ہمیشہ بے کار ہوتی ہے۔ ہم دنیا میں بھی اپنے

رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ ﴿٥١﴾ يَوْمَ لَا يَنفَعُ

رسولوں اور مومنوں کی مدد کیا کرتے ہیں اور جس روز گواہ قائم ہوں گے جس روز ظالموں کو

الظَّالِمِينَ مَعْذِرَتُهُمْ ۖ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ ﴿٥٢﴾

ان کا عذر کچھ نفع نہ دے اور ان کی پر خدا کی لعنت ہوگی اور ان کے لئے برا گھر ہوگا

آگ کا عذاب ہٹا سکتے ہیں۔ارے میاں! دنیا میں ہم تمہارے لیے سینہ سپر تھے' تمہاری بلا اپنے پر لیتے تھے' دل سے تمہارے تابعدار تھے پھر ایسی بے وفائی کیا کہ آپ لوگ آج ہمارے ذرا کام نہیں آتے؟ بڑے لوگ اس کا جواب ہاں میں کیسے دیں وہ تو آپ اپنی مصیبت میں گرفتار ہوں گے' اس لیے وہ جواب میں کہیں گے ارے میاں! تم مدد چاہتے ہو یہاں تو یہ واقعی دگرگوں ہے ہم تو تابع اور متبوع سب اسی دوزخ میں پڑے سڑ رہے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں جو فیصلہ کرنا تھا اس کا حکم جاری کر دیا ہے' اب اس کی اپیل ہے نہ نگرانی۔ بس یہی بہتر ہے کہ چپکے رہو اور بس۔ یہ سوال و جواب تو یہاں ہی ختم سمجھیے اور دوسری طرف کی سنئے جو لوگ آگ میں ہوں گے وہ جہنم کے مؤکلوں کو کہیں گے اے جناب! آپ ہی ہمارے لیے اپنے رب سے دعا مانگیں کہ وہ کسی دن تو ہم سے عذاب کم کرے۔ دیکھئے دنیا کے جیل خانوں میں بھی ایک روز تعطیل کا ہوتا تھا۔ وہ ان کے جواب میں کہیں گے دعا تو ہم جب کریں گے کہ پہلے تم لوگ ہمارے ایک سوال کا جواب دے لو کیا تمہارے رسول معجزات اور کھلے احکام لے کر نہ آئے تھے جو تم کو ہدایت کئے ہوتے اگر نہیں آئے تھے تو ہم بھی تم کو معذور سمجھ کر سرکار میں سفارش کریں اور اگر آئے تھے اور تم لوگوں نے ان کا مقابلہ کیا تو تم لوگ سرکاری مجرم ہو اس کے جواب میں وہ کہیں گے انکار کا موقع نہیں بیشک آئے تھے مگر ہم رحم کی درخواست کرتے ہیں۔ اس پر وہ فرشتے ان کو کہیں گے تو پھر تم خود ہی دعا کرلو ہم تو اس میں دخیل نہیں ہو سکتے۔ ان کی دعا کا کوئی اثر نہ ہوگا کیونکہ کافروں کی دعا ہمیشہ بے کار رائیگاں ہوتی ہے۔ دنیا میں تو اس لیے کہ وہ غیر خدا سے عرض معروض کرتے رہتے ہیں جو غرض معروض سننے کے اہل نہیں۔ عاقبت میں اس لیے کہ اسی دنیا کی گمراہی کا وہ نتیجہ ہوگا۔ کفار چاہے کتنا ہی انبیاء اور رسل کی مخالفت کریں وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ہم (خدا) دنیا میں بھی اپنے رسولوں اور مومنوں کی مدد کیا کرتے ہیں اور جس روز یعنی قیامت کے دن گواہ قائم ہوں گے اور تمام دنیا کا فیصلہ ہوگا اس روز بھی ہم رسولوں کی مدد کریں گے۔ یعنی جس روز ظالموں کو ان کا عذر معذرت کچھ نفع نہ دے گا بلکہ وہ معذب ہوں گے اور ان پر خدا کی لعنت ہوگی اور ان کے لیے برا گھر ہوگا۔ ہمارے ہاں یہی قانون ہے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى وَاَوْرَثْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ ۝ هُدًى وَّ

اور ہم نے موسیٰ کو ہدایت دی اور بنی اسرائیل کو کتاب دی جو عقل مندوں

ذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ

کے لئے ہدایت اور نصیحت تھی پس تو صبر کر کچھ شک نہیں کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگا کر

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ۝

اور اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ شام و صبح تسبیح پڑھا کر

اسی قانون کے ساتھ ہم نے انبیاء کو بھیجا اور اسی قانون کے پہنچانے کو ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو ہدایت دی اور ان کے ذریعہ بنی اسرائیل کو کتاب دی جو عقل مندوں کے لیے ہدایت اور نصیحت تھی جس کے نتیجے دنیا پر روشن ہیں کہ کس طرح اس کتاب کے مخالفوں کی تباہی ہوئی اور وہ کتاب کہاں تک ترقی پر پہنچی۔ اسی طرح اس کتاب قرآن کا معاملہ سمجھو کہ اس کے ماننے اور انکار کرنے والوں میں بین امتیاز ہو گا مگر چند روز تک پس تو اے نبی! اپنے حسن خاتمہ کو ملحوظ رکھ کر صبر کر کچھ شک نہیں کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ وہ ضرور اسلام کی مدد کرے گا تو اس کی مدد کا منتظر رہ اور اپنے گناہوں[1] کی بخشش مانگا کر اور اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ شام و صبح تسبیح پڑھا کر۔

---

[1] عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ سب نبی گناہگار ہیں سوا حضرت مسیح کے۔ اس دعویٰ پر وہ قرآن میں سے یہ آیت اور اس جیسی اور آیات پیش کیا کرتے ہیں کیونکہ اس کے لفظی ترجمہ سے سمجھا جاتا ہے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ گناہگار تھے اس لیے گناہوں کی بخشش مانگنے کا ان کو حکم ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن مجید بلکہ دیگر کتب میں بھی یہ محاورہ ملتا ہے کہ نبی کو مخاطب کر کے امت کو حکم ہوتا ہے قرآن کی دوسری آیات میں حکم ہے یاایھا النبی اتق اللہ ولا تطع الکفرین والمنافقین "اے نبی! اللہ سے ڈر اور کسی کافر یا منافق کی تابعداری نہ کریو اور فرمایا الم تر الی الملا من بنی اسرائیل وغیرہ۔ ان تمام آیات میں صیغہ مفرد مخاطب کا ہے یعنی ترجمہ ان کا یہ ہے کیا تو نے نہیں دیکھا وغیرہ۔ مطلب ان سب آیات کا عام ہے یعنی امت کو حکم ہوتا ہے۔ بائبل میں بھی ہم کو یہ محاورہ ملتا ہے جہاں حکم ہوتا ہے۔

اے اسرائیل! سن لے اور اس کے کرنے پر دھیان رکھ تاکہ تیرا بھلا ہو۔ سن لے اے اسرائیل! خداوند ہمارا خدا اکیلا خداوند ہے تو اپنے سارے دل اور اپنے سارے زور سے خداوند اپنے خدا کو دوست رکھ (کتاب استثناء ۵ باب ۲ آیات)

ان سب حوالجات میں اسرائیل بول کر بنی اسرائیل مراد ہیں کیونکہ اسرائیل (حضرت یعقوب علیہ السلام) تو تورات سے بہت پہلے فوت ہو چکے تھے۔ اسی طرح آیت قرآنی میں صیغہ مفرد مخاطب کا بول کر تمام امت مراد ہے۔ بس معنے آیت موصوفہ کے یہ ہیں۔ اے مسلمانو! تم اپنے گناہوں کی معافی مانگا کرو۔ اس سے اگر کچھ ثابت ہوا تو یہ مسلمان گناہگار ہیں اس سے ہم کو بھی انکار نہیں۔

اسی مضمون کے ساتھ ساتھ یہ بحث بھی چھیڑی جا سکتی ہے کہ اگر دیگر انبیاء گناہگار تھے تو انجیل حوالجات سے حضرت مسیح بھی بے گناہ نہ تھے مگر ہماری غرض اس سے وابستہ نہیں۔ اس لئے ہم اس کے درپے نہیں ہوتے۔ اللہ اعلم بعبادہ۔ ہمارے اس جواب پر ایک سوال وارد ہو سکتا ہے وہ یہ کہ سورت محمد میں اس حکم کے لفظ یوں ہیں۔

﴿فاعلم انہ لا الہ الا اللہ واستغفر لذنبك والمومنين والمومنات واللہ يعلم متقلبكم ومثوكم﴾ (پ ۲۶ ع ۲)

پس تو جان رکھ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنے گناہوں کیلئے اور مومن مردوں اور عورتوں کے لیے بخشش مانگا کر اللہ تعالیٰ تمہارے سفر و حضر کے حالات سب کو جانتا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطَانٍ أَتَاهُمْ ۙ إِن فِي صُدُورِهِمْ

جو لوگ بغیر کسی قوی دلیل کے جو ان کے پاس آئی ہو اللہ کے احکام میں جھگڑتے ہیں ان کے دلوں میں سوائے تکبر کے

إِلَّا كِبْرٌ مَّا هُم بِبَالِغِيهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ ۖ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ﴿٥٦﴾ لَخَلْقُ

کچھ نہیں جس پر وہ پہنچ نہیں سکتے پس تو اللہ کی پناہ مانگا کر بے شک وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ آسمانوں اور

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ أَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٥٧﴾

زمینوں کا پیدا کرنا لوگوں کے دوبارہ پیدا کرنے سے بہت بڑا کام ہے لیکن بہت لوگ نہیں جانتے

وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَلَا الْمُسِيءُ ۚ

اور اندھا اور سنوا کھا برابر نہیں۔ ایماندار نیکو کار اور بد اعمال برابر نہیں

دل میں پختہ یقین رکھ کہ جو لوگ بغیر کسی قوی دلیل کے جو ان کے پاس آئی ہو اللہ کے احکام میں جھگڑتے ہیں ان کے دلوں میں سوا تکبر کے کچھ نہیں وہ اپنے زعم باطل میں اپنا رتبہ بہت اونچا جانتے ہیں جس پر وہ پہنچ نہیں سکتے۔ جو بات ان کی سمجھ میں نہیں آتی اس پر بڑی سختی سے معترض ہوتے ہیں حالانکہ قصور ان کے فہم کا ہوتا ہے پس تو ان لوگوں کی شرارت سے اللہ کی پناہ مانگا کر پھر ان کا اثر تجھ پر نہ ہوگا۔ بیشک وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ جو اس کے ہو رہتے ہیں وہ ان کی سنتا اور مدد کرتا ہے۔ ان کی کم فہمی کی مثال سنئے۔ کہتے ہیں مر کر کس طرح زندہ ہوں گے؟ حالانکہ آسمانوں اور زمینوں کا پیدا کرنا لوگوں کے دوبارہ پیدا کرنے سے بہت بڑا کام ہے لیکن بہت سے لوگ حقیقت حال کو نہیں جانتے کہ جس خدا نے اتنے بڑے بڑے اجسام پیدا کر دیئے ہیں اس کو انسانوں کا دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے مگر وہ اس سے زیادہ نہیں جانتے ہیں کہ جو ان کی معمولی سمجھ میں آیا وہ صحیح ہے جو نہ آیا وہ غلط۔ حالانکہ خدائی کاموں کو دیکھنے کے لیے چشم بینا چاہئے جو ان میں نہیں اور یہ تو عام بات ہے کہ اندھا اور سنوا کھا برابر نہیں۔ ایماندار نیکوکار اور بداعمال برابر نہیں بس یہی ایک اصول ہمیشہ ملحوظ رکھنے کے قابل ہے۔ حضرات انبیاء علیہم السلام اور ان کے تابعدار نیکوکار سنوا کھے ہیں اور ان کے مخالف اندھے۔

(بقول سائل) اس آیت میں نبی کو صاف حکم ہے کہ تو اپنے گناہوں کے لیے اور مومن کے لیے بخشش مانگا کر جس سے معلوم ہوتا ہے کہ استغفر کے مخاطب مخصوص پیغمبر علیہ السلام ہیں نہ کہ امت کے لوگ۔

(جواب) یہ ہے کہ یہ آیت بالکل واضح ہے اس مدعا کے لیے کہ مراد اس سے امت کا ہر فرد ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ (آئینہ نبی یا بعنوان رسول) امت کے ہر فرد کو حکم ہوتا ہے کہ تم مسلمان اپنے استغفار میں دوسرے مسلمانوں کو بھی شامل کر لیا کرو۔ چنانچہ اس شمول کے الفاظ خود قرآن مجید میں آچکے ہیں ﴿ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان﴾ یعنی اے خدا! ہم کو بخش اور ہمارے سابقہ برادران اسلام کو بخش۔ پس اس آیت کی روشنی میں آیت زیر بحث میں آیت کے معنی عام ہیں یعنی مراد ہے کہ اے مسلمانو! تم میں کا ہر فرد اپنی دعا میں دیگر مسلمانان دنیا کو بھی شامل کیا کرے (۱۲ منہ)

قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٥٨﴾ اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا

تم لوگ بہت کم سمجھتے ہو یقیناً قیامت کی گھڑی آنے والی ہے اس میں کوئی شک نہیں لیکن بہت سے لوگ ایمان نہیں

يُؤْمِنُوْنَ ﴿٥٩﴾ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ

لاتے- تمہارے رب نے کہا ہے کہ مجھ سے دعا مانگا کرو میں تمہاری قبول کروں گا- جو لوگ میری عبادت سے تکبر

عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ﴿٦٠﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ

کرتے ہیں وہ ذلیل ہوکر جہنم میں داخل ہوں گے- اللہ وہی ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی ہے

لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ

تاکہ تم اس میں آرام پاؤ اور دن کو روشن بنایا کچھ شک نہیں اللہ تعالیٰ لوگوں کے حال پر بڑا مہربان ہے لیکن بہت سے

النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٦١﴾ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۫

لوگ شکر نہیں کرتے- یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے جو ہر ایک چیز کا خالق ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں

فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿٦٢﴾ كَذٰلِكَ يُؤْفَكُ الَّذِيْنَ كَانُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿٦٣﴾ اَللّٰهُ

پھر تم لوگ کہاں کو بہکائے جاتے ہو؟ جو لوگ اللہ کی آیتوں سے انکار کرتے تھے وہ اسی طرح بہکائے جاتے تھے- اللہ وہ

الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ

ہے جس نے زمین کو تمہارے ٹھہرنے کے لئے اور آسمان کو بلند چھت بنایا اور تمہاری صورتیں بنائیں اور کیسی اچھی صورتیں بنائیں

جو کچھ اور جن آنکھوں سے حضرات انبیاء اور صلحاء لوگ دیکھتے ہیں ان کے مخالف نہیں دیکھ سکتے مگر تم لوگ بہت کم سمجھتے ہو- فوراً اعتراض پر کمر باندھ لیتے ہو- بڑا اعتراض تمہارا قیامت پر ہے تو یاد رکھو یقیناً قیامت کی گھڑی آنے والی ہے اس کے آنے میں کوئی شک نہیں لیکن بہت سے لوگ ایمان نہیں لاتے- کسی بات کو سمجھنے کے لیے ہمارے ہاں قاعدہ ہے کہ پہلے علمی زور لگائیے پھر دعا مانگتے مگر تم لوگ دونوں میں سے کوئی نہیں کرتے حالانکہ تمہارے رب (یعنی ہم خدا) نے کہا ہے کہ مجھ سے دعا مانگا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا- بلکہ یہ اعلان بھی کر دیا ہے کہ جو لوگ میری عبادت یعنی مجھ سے دعا کرنے سے تکبر کرتے ہیں ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے- اس سزا کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اس اللہ کو چھوڑا یا اس کے کمال قدرت پر اعتقاد نہ کیا جس نے سب کچھ بنایا- جانتے نہیں کہ اللہ وہی ہے جس نے تمہارے لیے رات بنائی تاکہ تم اس میں آرام پاؤ- دن کی محنت کا تکان اتارو اور دن کو روشن بنایا تاکہ تم اس میں کسب معاش کرو کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے حال پر بڑا مہربان ہے لیکن بہت سے لوگ اس کی مہربانی کا شکر ادا نہیں کرتے- یہی اللہ خالق کائنات تمہارا پروردگار ہے جو ہر ایک چیز کا خالق ہے- اس کے سوا کوئی معبود نہیں پھر تم لوگ کہاں کو بہکائے جاتے ہو جو ایسا معبود برحق چھوڑ کر ادھر اودھر بھاگتے پھرتے ہو- کہیں پتھروں کے بتوں کو، کہیں قبروں کو، کہیں تعزیوں کو سجدے کرتے ہو- اللہ اللہ کیسی تمہاری حالت ہے اور کیا تمہاری کیفیت- جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے انکار کرتے تھے وہ اس طرح بہکائے جاتے تھے- ایک خدا کو چھوڑ کر بہتوں کے پیچھے پھرتے ہیں حالانکہ اللہ وہ ذات پاک ہے جس نے زمین کو تمہارے ٹھہرنے کے لیے اور آسمان کو بلند چھت کی طرح بنایا اور تمہاری صورتیں بنائیں اور کیسی اچھی صورتیں بنائیں-

وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۚ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦٤﴾ هُوَ

اور تم کو عمدہ عمدہ کھانے کی چیزیں کھانے کو دیں یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے پس اللہ رب العالمین بڑی برکت والا ہے۔ وہی

الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦٥﴾

زندہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس تم اخلاص مندی کے ساتھ اسی کو پکارا کرو۔ سب تعریفیں اللہ رب العالمین ہی کے لئے مخصوص ہیں

قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ

تو کہہ دے کہ جب کہ میرے پاس رب کی طرف سے کھلی دلیلیں آچکیں تو مجھ کو اس سے روکا گیا کہ میں ان لوگوں کی عبادت کروں جن کو تم اللہ کے

مِنْ رَّبِّيْ ۡ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦٦﴾ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ

سوا پکارتے ہو اور مجھ کو حکم ہوا ہے کہ میں اپنے رب العالمین ہی کی فرماں برداری کروں' وہی ہے جس نے تم کو مٹی سے

تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ

پیدا کیا پھر نطفے سے پھر لوتھڑے سے پھر تم کو بچہ بنا کر باہر نکالتا ہے پھر تمہاری پرورش کرتا ہے

ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُيُوْخًا ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا مُّسَمًّى

تاکہ تم اپنی پوری طاقت کو پہنچو پھر تم کو اور بڑھاتا ہے تاکہ تم بوڑھے ہو جاؤ بعض تم میں سے پہلے ہی مر جاتے ہیں اور تم میں سے بعض بڑھتے ہیں تاکہ تم مقررہ وقت پر پہنچو

وَّلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٧﴾

اور تاکہ تم سمجھو

اور تم کو عمدہ عمدہ کھانے کی چیزیں کھانے کو دیں۔ سنو یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے۔ پس سنو اللہ جو رب العالمین ہے بڑی برکت والا ہے اس کی برکات کی کوئی انتہا نہیں وہی اکیلا واحد لاشریک زندہ ہے اور کوئی چیز دنیا میں اصل زندہ نہیں بلکہ اس کی طرف سے زندگی ملنے سے زندہ ہیں۔ کیا تم نے کسی صوفی کا شعر نہیں سنا ؎

لو چو جان ست وجہان چوں کالبد کالبد از وے پزیر د آلبد

اس لیے اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس تم اخلاص مندی کے ساتھ اسی کو پکارا کرو اور یہ دل میں یقین رکھو کہ سب تعریفیں اللہ رب العالمین ہی کی ذات کے لیے مخصوص ہیں کیونکہ دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے وہ اسی کے حکم سے ہوتا ہے۔ وہی سب کاموں کی علت العلل ہے۔ سب کچھ اسی کے زیر فرمان ہے۔ اسی لیے اے نبی! تجھ کو حکم ہوتا ہے کہ تو ان لوگوں کو با آواز بلند کہہ دے کہ جب کہ میرے پاس میرے رب کی طرف سے کھلی دلیلیں آچکیں تو آئندہ کے لیے مجھ کو اس سے روکا گیا کہ میں ان لوگوں کی عبادت کروں جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو اور مجھ کو اس بات کا حکم ہوا ہے کہ میں اللہ رب العالمین ہی کی فرمانبرداری کروں۔ اس کے سوا میرا کسی سے تعلق عبودیت نہیں میں صرف اسی ایک خدا کا بندہ ہوں اور وہی میرا مالک ہے۔ سنو وہی ذات پاک ہے جس نے تم کو یعنی شروع میں تمہارے باپ آدم کو مٹی سے پیدا کیا پھر دنیا کا سلسلہ یوں چلایا کہ بچہ کو نطفے سے پھر لوتھڑے سے پیدا کیا یعنی نطفہ عورت کے رحم میں جا کر خون کا لوتھڑا بن جاتا ہے۔ پھر آہستہ آہستہ اس میں ہڈیاں اور گوشت پوست بنتا ہے پھر تم کو بچہ بنا کر باہر نکالتا ہے پھر (تمہاری پرورش کرتا ہے) تاکہ تم اپنی پوری طاقت جوانی کو پہنچو۔ تم کو اور بڑھاتا ہے تاکہ تم بوڑھے ہو جاؤ۔ بعض تم میں سے اتنی عمر کو پہنچنے سے پہلے ہی مر جاتے ہیں اور (تم میں سے بعض بڑھتے ہیں) تاکہ تم مقررہ وقت تک پہنچو اور یہ بیان تم کو سنایا جاتا ہے تاکہ تم سمجھو کہ دنیا میں کیوں آئے۔ آ کر اصل مطلب پر رہے یا ادھر ادھر بھٹک گئے۔

هُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ فَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۶۸﴾

وہی ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے پھر جب وہ کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو سوائے اس کے نہیں اس کو صرف اتنا ہی کہنا ہوتا ہے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ اَنّٰى يُصْرَفُوْنَ ﴿۶۹﴾ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اللہ کے احکام میں جھگڑتے ہیں کہاں کو بہکائے جاتے ہیں؟ وہی لوگ ہیں جو کتاب کی

بِالْكِتٰبِ وَبِمَآ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا ڕ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۰﴾ اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ

تکذیب کر چکے ہیں اور ان واقعات کو جھٹلاتے رہے ہیں جن کے ساتھ ہم نے اپنے رسول بھیجے پس جان لیں گے جس وقت طوق ان کی گردنوں میں

اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ ۭ يُسْحَبُوْنَ ﴿۷۱﴾ فِي الْحَمِيْمِ ڏ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُوْنَ ﴿۷۲﴾

اور زنجیر ہوں گے وہ گرم پانی میں گھسیٹے جائیں گے پھر آگ میں جھونکے جائیں گے

ثُمَّ قِيْلَ لَهُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿۷۳﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا

پھر ان کو کہا جائے گا کہاں ہیں وہ جن کو تم اللہ کے سوا شریک بنایا کرتے تھے وہ کہیں گے وہ تو ہم سے کھوئے

بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ شَيْــــًٔا ۭ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۴﴾ ذٰلِكُمْ

گئے بلکہ ہم تو پہلے ہی سے کسی چیز کو پکارتے نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح کافروں کو بدحواس کر دے گا۔ یہ عذاب

بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ ﴿۷۵﴾

بسبب اس کے ہے جو تم زمین پر ناحق خوشیاں مناتے تھے اور اتراتے تھے

سنو اصل مطلب یہ ہے کہ تم اس مالک کے ہو رہو جو تمام دنیا کو زندگی بخشنے والا ہے۔ وہی ذات پاک ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ اصل زندگی اور موت کا پیدا کرنا اسی کے ہاتھ ہے پھر جب وہ کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو سوائے اس کے نہیں اس کو صرف اتنا کہتا ہے کہ ہو جا وہ ہو جاتی ہے' اس کے حکم سے روگردانی نہیں کر سکتی۔ باوجود اس قدرت اور حکومت کے لوگ ایسے مالک کو چھوڑ کر ادھر ادھر بہکے پھرتے ہیں۔ کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اللہ کے احکام میں جھگڑتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے یوں ہونا چاہئے۔ کوئی کہتا ہے یوں ہونا چاہئے۔ کوئی تکذیب کرتا ہے کوئی انکار۔ کوئی شک کرتا ہے تو کوئی اعتراض۔ یہ لوگ کہاں کو بہکائے جاتے ہیں؟ ان کی کوئی بات ٹھکانے کی بھی ہے؟ یہ وہی لوگ یعنی ان لوگوں کی اولاد ہیں جو پہلے بھی الٰہی کتاب کی تکذیب کر چکے ہیں اور ان واقعات (معجزات وغیرہ) کو جھٹلاتے رہے ہیں جن کے ساتھ ہم (خدا) نے اپنے رسول بھیجے۔ پس یہ لوگ اور ان کے پہلے جن کی روش پر چلتے ہیں اپنا انجام جان لیں گے جس وقت طوق ان کے گردنوں میں اور زنجیر ان کے پیروں میں ہوں گے اور اسی آبرو کے ساتھ وہ گرم پانی میں گھسیٹے جائیں گے وہاں سے پھر آگ میں جھونکے جائیں گے۔ وہاں ان کی حالت جیسی کچھ ہوگی عیاں را چہ بیان۔ پھر ان کو کہا جائے گا کہاں ہیں وہ لوگ جن کو تم اللہ کے سوا شریک بنایا کرتے تھے۔ وہ کہیں گے وہ تو ہم سے کھوئے گئے کیونکہ وہ آج ہم کو نظر نہیں آتے۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ہم تو پہلے ہی سے کسی چیز کو پکارتے نہ تھے۔ معلوم ہوتا ہے کسی غلط فہمی سے ہمارے نام پہ جرم لگایا گیا ورنہ ہم تو ایسے نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ اس طرح کافروں کو بدحواس کر دے گا۔ ان کو اپنا کیا بھی یاد نہ رہے گا۔ ان کو جواب میں کہا جائے گا۔ یہ عذاب جو واقعی تمہارے افعال قبیحہ کا نتیجہ ہے بسبب اس کے ہے جو تم زمین پر ناحق خوشیاں مناتے اور چند روزہ ناز و نعمت پر اتراتے تھے۔ اپنے مقابلہ میں مسلمانوں کو ہیچ سمجھتے اور ناکارہ جانتے تھے۔

ادْخُلُوٓا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿٧٦﴾ فَاصْبِرْ

جہنم میں داخل ہو جاؤ ہمیشہ اس میں رہو گے پس متکبروں کا ٹھکانا برا ہے پس تو صبر کر

إِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَإِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ

اور یقین رکھ کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ جن جن باتوں کا ہم ان کو وعدہ دیتے ہیں ان میں سے بعض ہم تجھ کو دکھاویں یا تجھ کو فوت کرلیں تو ہماری

فَإِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ﴿٧٧﴾

طرف ہی یہ لوگ پھر کر آویں گے

اچھالو اب جہنم میں داخل ہو جاؤ ہمیشہ اس میں رہو گے پس متکبروں کا ٹھکانہ برا ہے جہاں پہنچ کر اپنے کئے کا پھل پائیں گے۔ پس اے نبی! تو ان لوگوں کی بیہودہ گوئی پر صبر کر اور یقین رکھ کہ اللہ کا وعدہ بابت فتح و نصرت سچ ہے ضرور ہو کر رہے گا۔ ہاں یہ ضرور نہیں کہ جلدی ہو جائے بلکہ جو وقت اللہ کے علم میں اس کے لیے مقرر ہے اسی میں ہوگا۔ جن جن باتوں کا ہم ان کو وعدہ دیتے ہیں ان میں سے بعض ہم تیری زندگی میں تجھ کو دکھائیں یا ان کے وقوعہ سے پہلے ہی تجھ کو فوت کرلیں تو برابر ہے کیونکہ ہماری طرف ہی یہ لوگ پھر کر آویں گے[1] اس وقت ہم ان کو سب کچھ دکھادینگے۔

---

[1] ہمارے ملک پنجاب میں ایک شخص مرزا غلام احمد قادیانی مسیحیت کا مدعی ہوا۔ اس نے اپنی صداقت کے متعلق بہت سی پیشگوئیاں کیں۔ جن میں سے بعض اس کی زندگی سے وابستہ تھیں۔ مثلاً ایک عورت سے نکاح کا اعلان کیا اور کھلے لفظوں میں شائع کیا کہ وہ میری زندگی میں میرے نکاح میں آئے گی' (رسالہ شہادت القرآن مصنف مرزا قادیانی صفحہ ۸۰) بلکہ اس سے اولاد بھی پیدا ہوگی (رسالہ ضمیمہ انجام آتھم مصنف مرزا صاحب صفحہ ۵۳) وغیرہ اور بھی بعض واقعات کا اپنی زندگی میں وقوع پذیر ہونا بتلایا تھا لیکن جب یہ واقعات ان کی زندگی میں نہ ہوئے اور مخالفوں کی طرف سے اعتراضات کی بھرمار ہوئی تو اس کے مریدوں نے جواب دیا کی انبیاء اور ملہمین کی ساری پیشگوئیاں ان کی زندگی میں پوری نہیں ہو جایا کرتیں بلکہ بعض ان کی زندگی میں پوری ہوتی ہیں اور بعض ان کے مرنے کے بعد ہوتی ہیں۔ اس دعوے پر یہ آیت اور اسی مضمون کی دوسری آیات انہوں نے پیش کیں۔ کہا دیکھو ان آیات میں صاف ذکر ہے کہ جن باتوں کا خدا مومنوں سے وعدہ کرتا ہے ان میں سے نبی کی زندگی میں بعض کا پورا ہونا ضروری ہے سب کا نہیں۔

جواب۔ ان لوگوں نے دھوکا کھایا ہے یا دھوکہ دیا ہے۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ حضرات انبیاء کی طرف سے منکروں کو دو قسم کے عذابوں سے ڈرایا جاتا ہے۔ کچھ تو ان کی زندگی میں واقع ہونے والے ہوتے ہیں اور کچھ آخرت میں ہونے والے ہوتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے:

﴿ولنذیقنهم من العذاب الادنٰی دون العذاب الاکبر لعلهم یرجعون﴾

یعنی ہم (خدا) ان کفار کو بڑے عذاب سے پہلے ادنیٰ عذاب پہنچاتے ہیں تاکہ یہ لوگ سچائی کی طرف رجوع کریں۔ (پ ۲۱۔ ع ۱۵)

نیز ارشاد ہے:

﴿لهم عذاب فی الحیٰوة الدنیا ولعذاب الاخرة اشق ومالهم من الله من واق﴾ (پ: ۳۔ ع: ۱۱)

"یعنی ان کافروں کے لیے دنیا میں عذاب ہے اور آخرت میں بھی بڑے سخت عذاب ہیں اور ان کے لیے کوئی بچانے والا نہیں۔"

آیت زیر بحث میں جو بعض کا ذکر ہے یا ان مجموعہ عذابوں کا حصہ ہیں جو کفار کو بتلائے گئے تھے جن میں سے بعض دنیا سے اور بعض آخرت سے تعلق رکھنے والے تھے۔ اس لیے ان کی بابت یہ کہنا صحیح ہے جو آیت موصوفہ میں ذکر ہوا کہ بعض تم کو

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ

جتنے رسول ہم نے تجھ سے پہلے بھیجے ہیں ان میں سے بعض کا بیان ہم نے تجھے سنایا ہے اور بعض کا نہیں

نَقْصُصْ عَلَيْكَ ؕ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ فَاِذَا جَآءَ

سنایا- کسی رسول کا یہ کام نہیں کہ بغیر اذن خدا کے کوئی نشانی لاسکے جب اللہ کا حکم

اَمْرُ اللّٰهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝ اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ

آئے گا تو حق کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا اور جھوٹ کو اختیار کرنے والے اس موقع پر سخت نقصان اٹھائیں گے- اللہ وہ ہے جس تمہارے لئے

الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوْا عَلَيْهَا حَاجَةً

چوپائے پیدا کئے تاکہ ان میں بعض پر تم سوار ہو اور بعض کو تم کھا جاؤ اور تمہارے ان میں کئی ایک قسم کے منافع ہیں اور تم ان پر سوار ہو کر اپنے

فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ۝ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ ۖ فَاَيَّ اٰيٰتِ اللّٰهِ

دلی مقاصد کو پہنچتے ہو اور ان چوپایوں اور کشتیوں پر تم سوار ہو کر پھرتے ہو اور وہ تم کو اپنے نشان دکھاتا ہے پھر تم اس کے نشانوں

تُنْكِرُوْنَ ۝

میں سے کس کا انکار کرسکتے ہو؟

جتنے رسول ہم نے تجھ سے پہلے بھیجے ہیں ان میں سے بعض کا بیان ہم نے تجھے سنایا ہے جو عرب کے اردگرد رہتے اور عرب جن سے آشنا ہیں- بعض کا نہیں سنایا جو عرب سے دور دراز ممالک چین جاپان اور ہندوستان وغیرہ ملکوں میں ہوئے- ان سب کے ساتھ کفار کی طرف سے یہی برتاؤ ہوتا رہا جو تیرے ساتھ ہوتا ہے- کوئی ان کے کھانے پینے پر' چلنے اور پھرنے پر اعتراض کرتا کوئی ان سے معجزات طلب کرتا' کوئی نشان مانگتا' حالانکہ کسی رسول کا یہ کام نہیں کہ بغیر اذن خدا کے کوئی نشانی لاسکے جو کچھ وہ لائے یا آئندہ لائیں گے یہ سب بحکم الٰہی ہوا اور ہوگا- اب آئندہ جب اللہ کا حکم آئیگا تو حق کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا جو جس سزا کے لائق ہوگا وہ پائے گا اور جھوٹ کو اختیار کرنے والے لوگ اس موقع پر سخت نقصان اٹھائیں گے کیونکہ وہ لوگ خدائے برتر سے روگرداں ہوتے ہیں حالانکہ اللہ وہ ذات پاک ہے جس نے تمہارے لیے چوپائے پیدا کئے تاکہ ان میں سے بعض پر تم سوار ہو جیسے گھوڑا' اونٹ' ہاتھی وغیرہ اور بعض کو تم کھا جاؤ جیسے بکری' بھیڑ' گائے' بھینس وغیرہ اور تمہارے لیے ان چوپایوں میں کئی ایک قسم کے منافع ہیں اور تم ان پر سوار ہو کر دور دراز مقامات میں اپنے دلی مقاصد کو پہنچتے ہو اور ان چوپایوں اور کشتیوں پر تم سوار ہو کر پھرتے ہو' یہ کس کی قدرت کے آثار ہیں؟ اسی خدائے واحد کی اور سنو وہ تم کو روزمرہ اپنے نشان دکھاتا ہے پھر تم اس کے نشانوں میں سے کس نشان کا انکار کرسکتے ہو-

---

دکھائیں گے کیونکہ دوسرے بعض کے دکھانے کا ظرف زمان دار دنیا نہیں بلکہ دار آخرت ہے-

مگر مرزا صاحب کی جن پیشگوئیوں پر اعتراض ہیں وہ خاص دنیا میں ہونے والی ہیں بلکہ مرزا صاحب مدعی الہام کی ذات خاص سے تعلق رکھنے والے ہیں- کیونکہ نکاح کا ہونا یا ان کی زندگی میں کسی اور کا مرنا وغیرہ یہ ایسے واقعات ہیں کہ خصوصیت سے مدعی کی زندگی چاہتے ہیں- اس لیے اس قسم کی پیشگوئیوں کو اس آیت سے کوئی تعلق نہیں- اللہ اعلم-

اس بحث کے متعلق ہمارے کئی ایک مستقل رسالے ہیں جن کے یہ نام ہیں- الہامات مرزا- نکاح مرزا- تاریخ مرزا- شہادات مرزا- وغیرہ (۱۲ منہ)

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَانُوْٓا

کیا انہوں نے ملک میں پھر کر دیکھا نہیں کس طرح انجام ان لوگوں کا ہوا جو ان سے پہلے تھے' جو گنتی میں

اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝

ان سے بہت زیادہ اور قوت اور زمینی آثار کے لحاظ سے بھی بہت بڑھے ہوئے تھے' پھر ان کی دنیاوی کمائی نے جو وہ کماتے تھے کچھ کام نہ دیا۔

فَلَمَّا جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ

پھر جب ان کے پاس ان کے رسول کھلے احکام لے کر آئے تو وہ اپنے علم پر جو ان کے پاس تھا نازاں ہوئے جن خبروں پر وہ

مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ

مخول کرتے تھے وہی ان پر الٹ پڑیں۔ پھر جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا تو بولے ہم خدائے واحد پر ایمان

وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ۝ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا

لائے اور جن جن چیزوں کو ہم خدا کے شریک بناتے تھے ان سے ہم منکر ہوئے۔ جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھا تو وہ ایمان ان کا اس قانون

بَاْسَنَا ۭ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ ۚ وَخَسِرَ هُنَالِكَ

الٰہی کے مطابق جو اس کے بندوں میں جاری ہے' ان کے حق میں نفع مند نہ ہوا اور اس موقع پر منکروں نے سخت

الْكٰفِرُوْنَ ۝

نقصان اٹھایا

بھلا یہ لوگ جو اتنے مغرور ہیں کیا انہوں نے ملک میں پھر کر دیکھا نہیں کس طرح انجام ان لوگوں کا ہوا جو ان سے پہلے تھے جو گنتی میں ان سے زیادہ اور قوت اور زمینی آثار آبادی' زراعت وغیرہ کے لحاظ سے بھی بہت بڑھے ہوئے تھے پھر ان کی دنیاوی کمائی نے جو وہ کماتے تھے کچھ کام نہ دیا۔ آخر کار غضب الٰہی سے تباہ ہو گئے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ وہ اپنے مال و متاع پر ناز کرتے رہے پھر جب ان کے پاس ان کے رسول کھلے احکام لے کر آئے تو وہ اپنے علم پر جو ان کے پاس تھا نازاں ہوئے اور اس علم کے مقابلے میں حضرات انبیاء کی توہین کرتے۔ اسی حال میں تھے کہ غضب الٰہی نے ان پر یورش کی اور انبیاء کی خبروں پر مخول کرتے تھے وہی ان پر الٹ پڑیں یعنی عذاب نے ان کو گھیر لیا پھر جب انہوں نے ہمارا عذاب اترا ہوا دیکھ لیا تو بولے ہم خدائے واحد پر ایمان لائے اور جن جن چیزوں کو ہم خدا کے شریک بناتے تھے ان سے ہم منکر ہوئے یعنی ہم کو یقین ہو گیا کہ ان ہمارے مصنوعی معبودوں میں یہ کمال نہیں کہ وہ الوہیت میں شریک ہو سکیں' ان کے مراتب کمال زیادہ ولایت یا نبوت ہے اس سے اوپر حدود الوہیت ہیں جن میں ان کو گزر نہیں پس ہماری دعا یہ ہے کہ خداوندا! ہم کو بخش۔ چونکہ قانون الٰہی ہے کہ عذاب دیکھنے کے بعد ایمان لانا کام نہیں آتا۔ اس لیے جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھا اور دیکھ کر ایمان لائے تو وہ ایمان ان کا اس قانون الٰہی کے مطابق جو اس کے بندوں میں ابتداء سے جاری ہے' ان کے حق میں نفع مند نہ ہوا اور اس موقع پر انبیاء کے منکروں نے سخت نقصان اٹھایا اور آئندہ بھی اٹھائیں گے۔

سورت حم السجدہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان بہت رحم کرنے والا ہے

حٰمٓ ۚ ﴿۱﴾ تَنۡزِيۡلٌ مِّنَ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۚ ﴿۲﴾ كِتٰبٌ فُصِّلَتۡ اٰيٰتُهٗ قُرۡاٰنًا

میں رحمٰن رحیم ہوں- یہ کتاب رحمٰن رحیم کی طرف سے نازل ہوئی ہے- یہ ایسی کتاب ہے کہ اس کے احکام کھول کھول کر بیان کئے گئے ہیں

عَرَبِيًّا لِّقَوۡمٍ يَّعۡلَمُوۡنَ ۙ ﴿۳﴾ بَشِيۡرًا وَّنَذِيۡرًا ۚ فَاَعۡرَضَ اَكۡثَرُهُمۡ فَهُمۡ لَا يَسۡمَعُوۡنَ ﴿۴﴾

اس کا نام قرآن عربی ہے- ان لوگوں کے لئے جو علم رکھتے ہیں یہ کتاب خوشخبری دینے والی اور ڈرانے والی ہے پھر بھی ان میں سے بہت سے لوگ اس سے روگردان ہو کر اس کو نہیں سنتے

وَقَالُوۡا قُلُوۡبُنَا فِىۡۤ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدۡعُوۡنَاۤ اِلَيۡهِ وَفِىۡۤ اٰذَانِنَا وَقۡرٌ وَّمِنۡۢ بَيۡنِنَا وَبَيۡنِكَ

اور کہتے ہیں جس بات کی طرف تو ہم کو بلاتا ہے ہمارے دل اس سے پردوں میں ہیں اور ہمارے کانوں میں ٹھوس ہے اور ہم میں اور تجھ میں ایک

حِجَابٌ فَاعۡمَلۡ اِنَّنَا عٰمِلُوۡنَ ﴿۵﴾ قُلۡ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثۡلُكُمۡ يُوۡحٰۤى اِلَىَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمۡ

پردہ ہے پس تو اپنا کام کئے جا ہم اپنا کریں گے- تو کہہ کہ سوائے اس کے نہیں میں تمہاری طرح کا ایک آدمی ہوں میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا

اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسۡتَقِيۡمُوۡۤا اِلَيۡهِ وَاسۡتَغۡفِرُوۡهُ ؕ وَوَيۡلٌ لِّلۡمُشۡرِكِيۡنَ ۙ ﴿۶﴾ الَّذِيۡنَ لَا

سب کا معبود ایک ہے پس تم اس کی طرف سیدھے ہو کر چلو اور اس سے بخشش مانگا کرو اور جو مشرک لوگ اپنے آپ کو پاک نہیں کرتے اور

يُؤۡتُوۡنَ الزَّكٰوةَ وَهُمۡ بِالۡاٰخِرَةِ هُمۡ كٰفِرُوۡنَ ﴿۷﴾

آخرت کی زندگی بھی منکر ہیں ان کے لئے افسوس ہے

سورۂ حم السجدۃ

میں اللہ رحمٰن رحیم ہوں یہ کتاب قرآن مجید رحمٰن رحیم کی صفت رحمانیت کے تقاضا اور اس کی طرف سے نازل ہوئی ہے- یہ ایسی کتاب ہے کہ اس کے احکام کھول کھول کر بیان کئے گئے ہیں- اس کا نام قرآن عربی ہے ان لوگوں کے لیے بیان ہوئی ہے جو علم رکھتے اور علم سے کام لیتے ہیں- یعنی جو لوگ خدائی کاموں کو جانتے اور احکام الٰہیہ کی پہچان رکھتے ہیں ان کو یہ کتاب بہت جلد ہدایت کرتی ہے- یہ کتاب نیک کاموں پر خوشخبری دینے والی اور برے کاموں پر ڈرانے والی ہے- دونوں باتیں کیسی مفید اور ضروری ہیں مگر پھر بھی ان میں سے بہت سے لوگ اس سے روگرداں ہو کر اس کو نہیں سنتے اور اس کے جواب میں کہتے ہیں ہم اس کو نہ سنیں گے کیونکہ جس بات کی طرف تو ہم کو بلاتا ہے ہمارے دل اس سے پردوں میں محفوظ ہیں اور ہمارے کانوں میں ٹھوس سے گرانی ہے اور ہم میں اور تجھ میں ایک حجاب پردہ ہے پس تو اپنا کام کئے جا ہم اپنا کریں گے- یہ انکا جواب کیسا نامعقول ہے کہ نصیحت کو بھی سننا گوارا نہیں کرتے- مگر بیمار مخلص طبیب کی بات کو سننا نہ چاہے تو کیا طبیب بھی اس کو چھوڑ دیگا- ہرگز نہیں اس لیے بطور تبلیغ تو اے نبی! ان لوگوں کو کہہ کہ سوائے اس کے نہیں کہ میں تمہاری طرح کا ایک آدمی ہوں جیسے تم ماں باپ سے پیدا ہوئے ہوں میں بھی ہو جیسے تم کھاتے پیتے ہو میں بھی کھاتا ہوں' ہاں فرق مراتب ضرور ہے' سو وہ یہ ہے کہ میری طرف وحی کی جاتی ہے یعنی مجھ کو خدائی حکم پہنچتا ہے کہ تمہارا سب کا معبود ایک ہے پس تم اس کی طرف سیدھے ہو کر چلو اور گناہوں پر اس سے بخشش مانگا کرو اور یقین جانو کہ جو مشرک لوگ اپنے آپ کو شرک کی نجاست سے پاک نہیں کرتے اور آخرت کی زندگی سے بھی منکر ہیں ان کے لیے تباہی اور تباہی پر افسوس ہے-

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ﴿٨﴾ قُلْ أَئِنَّكُمْ

ہاں جو لوگ ایمان لاکر نیک عمل کئے ہوں گے ان کے لئے غیر منقطع اجر ہوگا۔ تو کہہ کیا تم

لَتَكْفُرُونَ بِالَّذِي خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُونَ لَهُ أَنْدَادًا ۚ ذَٰلِكَ

اس خدا سے منکر ہو جس نے زمین کو دو دن میں پیدا کیا اور تم اس کے لئے شریک بناتے ہو۔ یہ اللہ

رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿٩﴾ وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَبَارَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَا

تمام جہان کا پروردگار ہے اور اسی نے زمین کے اوپر بڑے بڑے پہاڑ پیدا کردیئے اور اس نے زمین میں بڑی برکت دی اور ہر ایک جاندار کی

أَقْوَاتَهَا فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ سَوَاءً لِلسَّائِلِينَ ﴿١٠﴾ ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ

غذا اس میں رکھی یہ سب کچھ چار یوم میں پیدا کردیا سب محتاجوں کیلئے برابر ہے پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا جب کہ وہ ابھی

وہ اس وقت افسوس کریں گے مگر ان کا افسوس کچھ کام نہ آئے گا کیونکہ وہ موقع افسوس کا نہ ہوگا۔ ہاں جو لوگ ایمان لاکر نیک عمل کئے ہوں گے ان کے لیے غیر منقطع اجر ہوگا جو کبھی ختم نہ ہوگا اور دائمی عیش میں رہیں گے پس تم دیکھ لو کہ تم کدھر ہونا پسند کرتے ہو۔ اے نبی! تو ان کو کہہ تم جو اس سیدھی بات اور سچی تعلیم کو نہیں مانتے کیا تم اس ذات پاک خدا سے منکر ہو جس نے زمین کو دو دن میں پیدا کیا یعنی اڑتالیس گھنٹوں کی مدت میں جتنی دو دن کی ہوتی ہے زمین کو موجود کردیا۔ گو اس وقت سورج نہ تھا جس سے دن رات میں امتیاز اور شمار ہوتا۔ اتنا کام وہ ایک لحہ میں بھی کر سکتا تھا مگر زمین کے تغیرات اس کے مقتضی تھے کہ اتنی دیر لگے اس کی حکمت کا تقاضا بھی یہی تھا۔ غرض اسی نے زمین کو پیدا کیا جس پر تم لوگ بستے اور رہتے سہتے ہو اور تم اسکے لیے شریک بناتے ہو یہ اللہ تمام جہان کا پروردگار ہے یہاں تک کہ تمہارے مصنوعی معبودوں کا بھی یہی پروردگار ہے اور سنو اس کی قدرت کا کرشمہ ہے کہ اس نے زمین کے اوپر بڑے بڑے پہاڑ پیدا کردیئے جو میخوں کا کام دیتے ہیں۔ ان کے بغیر زمین ڈانواں ڈول متحرک رہتی۔ خدا نے اس پر پہاڑوں کی میخیں لگا دیں علاوہ اس کے پہاڑوں سے بھی جو جو فوائد لوگوں کو حاصل ہوتے ہیں وہ بجائے خود مستقل نعمت ہیں اور اس کی قدرت کاملہ دیکھو کہ اس نے زمین میں بڑی برکت دی اور ہر ایک جاندار کی غذا پیدا کرنے کی طاقت [1] اس زمین میں رکھی۔ آج تک جو کچھ زمین سے پیدا ہوا ہے اس کا شمار اور حساب نہیں ہو سکتا باوجود اس کے اس کی روزی اور روزی پیدا کرنے والی قوتوں میں کمی نہیں آئی۔ کیونکہ خدائے علیم قدیر کے زیر حکم کام ہو رہا ہے حالانکہ اس نے یہ سب کچھ مع پیدائش زمین چار یوم میں پیدا کردیا۔ گو امیر لوگ اپنی حیثیت کی غذا کھاتے ہیں اور غریب اپنی حیثیت کی مگر یہ دونوں غذائیں زمین کی پیداوار سے ہیں۔ اس لیے زمین کی روزی سب محتاجوں کے لیے برابر ہے۔ کیا تم نے نہیں سنا کسی بزرگ نے کیا اچھا کہا ہے۔

ادیم زمیں سفرہ عام اوست   چہ دشمن بریں خوان یغما چہ دوست

چناں پہن خوان کرم گسترد   کہ سیمرغ در قاف قسمت خورد

وہ اپنی سب مخلوق کی برابر پرورش کرتا ہے اس لیے اس کا نام رب العالمین ہے اس نے اپنی حکمت اور علم کے تقاضا سے زمین میں طاقتیں ودیعت کیں پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا جب کہ وہ ابھی

---

[1] اقواتھا میں اضافت اصلی معنے میں نہیں کیونکہ اقوات جمع قوت کی ہے اور قوت گزارہ کی روزی کو کہتے ہیں چونکہ جانداروں کی روزی زمین سے پیدا ہوتی ہے اس لیے ادنی مناسبت سے اقوات کو اس کی طرف اضافت کردیا ورنہ دراصل مراد ہے ﴿اقوات ماسکن علیھا﴾

دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا ۚ قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ ﴿١١﴾

دھواں تھا پھر اس کو اور زمین کو کہا کہ تیار ہو جاؤ چاہے خوشی سے چاہے ناخوشی سے۔ ان دونوں نے عرض کیا حضور ہم برضا و رغبت تیار ہیں

فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ وَأَوْحَىٰ فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا ۚ وَزَيَّنَّا

پس اس نے دو روز میں سات آسمان بنا دیئے اور ہر آسمان میں اپنا حکم نافذ کیا پہلے آسمان کو

السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَحِفْظًا ۚ ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ﴿١٢﴾ فَإِنْ أَعْرَضُوا

ستاروں کی قندیلوں کے ساتھ سجا دیا اور اس کو محفوظ کیا یہ اندازہ بڑے غالب اور بڑے علم والے کا ہے۔ اگر یہ لوگ روگردانی

فَقُلْ أَنذَرْتُكُمْ صَاعِقَةً مِّثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَثَمُودَ ﴿١٣﴾ إِذْ جَاءَتْهُمُ الرُّسُلُ

کریں تو تو کہہ کہ میں تم کو عادیوں اور ثمودیوں جیسے عذاب سے ڈراتا ہوں جب ان کے پاس ان کے آگے اور

مِن بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ ۖ قَالُوا لَوْ شَاءَ رَبُّنَا

پیچھے سے پیغمبران خدا آئے اور انہوں نے یہ پیغام سنایا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو وہ بولے ہمارا پروردگار اگر چاہتا

لَأَنزَلَ مَلَائِكَةً فَإِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُم بِهِ كَافِرُونَ ﴿١٤﴾

تو فرشتوں کو رسول کر کے بھیجتا پس ہم تمہاری تعلیم سے جس کو تم لے کر آئے ہو منکر ہیں

پہلی حالت میں دھواں تھا پھر اس دھوئیں کو اور زمین کو جو ابھی پوری طرح تیار نہ تھی کہا یعنی قدرتی طور پر حکم دیا کہ تیار ہو جاؤ۔ چاہے خوشی سے چاہے ناخوشی سے یعنی ہر حال میں تم کو تیار ہونا پڑے گا۔ ان دونوں نے بزبان حال عرض کیا حضور بھلا ہم کون! غلاموں کی کیا مجال کہ دم ماریں ہم برضا و رغبت تیار ہیں یعنی قدرت کے ماتحت ہیں جس صورت میں خدا چاہے ہم کو بنا لے پس اس دھوئیں[1] کو دو روز میں تہ بہ تہ سات آسمان بنا دیئے اور ہر آسمان میں اپنا حکم نافذ کیا جو ہر روز بلکہ ہر ساعت نافذ رہتا ہے اور زمین کو بھی مقہور رکھا۔ غرض دونوں اس حکم کے ماتحت ہیں۔ ان میں سے پہلے آسمان کو ستاروں کی قندیلوں کے ساتھ سجا دیا۔ گو بعض سیارے پہلے آسمان سے بہت فاصلہ پر ہیں مگر چونکہ دیکھنے میں پہلے آسمان پر ہیں اس لیے یہی کہا جائے گا کہ پہلے کو سجایا اور شیاطین اور دیگر خلل انداز چیزوں سے اس کو محفوظ کیا۔ کیا مجال کہ اس میں کبھی خلل آیا ہو یا کبھی مرمت طلب ہوا ہو۔ کیونکہ یہ بناوٹ اور اندازہ بڑے غالب بڑے علم والے کا ہے جس کے علم اور غلبہ کے مقابلہ میں کوئی مانع ٹھہر نہیں سکتا۔ اتنی قدرت کاملہ دیکھ کر بھی اگر یہ لوگ خدائی توحید سے روگردانی کریں اور تجھے اس تبلیغ اور وعظ کرنے میں جھوٹا کہیں تو تو کہہ کہ میں تم کو عادیوں اور ثمودیوں جیسے عذاب سے ڈراتا ہوں' وہ عذاب ان پر اس وقت آیا تھا جب ان کے پاس ان کے آگے اور پیچھے سے بکثرت پیغمبران خدا آئے اور انہوں نے آکر انکو یہ پیغام سنایا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ وہ جواب میں بولے کہ تم کون ہو جو ہم کو ایسی نصیحت کرتے ہو۔ رسولوں نے کہا ہم خدا کی طرف سے رسول ہیں۔ انہوں نے جواب میں کہا ہمارا پروردگار اگر چاہتا تو فرشتوں کو رسول کر کے بھیجتا پس جب کہ تم فرشتے نہیں ہو' ہم بھی تمہاری تعلیم سے جس کو تم اپنے خیال میں خدا کے پاس سے لے کر آئے ہو' منکر ہیں۔ ان کی بیوقوفی دیکھئے کہ تعلیم کو نہیں دیکھا معلم کو اپنا ہم جنس دیکھ کر انکار کر گئے۔ حالانکہ عام قانون ہے ؎

کند ہم جنس باہم جنس پرواز ۔ کبوتر با کبوتر باز با باز

[1] عربیت کے قاعدہ سے ضمیر مرجع کے موافق ہونی چاہئے۔ اس اصول سے فقضاها ہونا چاہئے تھا مگر چونکہ جعل مرکب کے دو مفعول دراصل مبتداء خبریں ہوتی ہیں اس لیے سبع کے لحاظ سے قضا هن کہا گیا ہے۔ اللہ اعلم (۱۲ منہ)

فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ۭ اَوَلَمْ

عادیوں نے زمین پر ناحق تکبر کیا اور بولے کہ بل بوتے میں ہم سے کون بڑا ہے کیا انہوں

يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۭ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ⑮

نے اس بات پر غور نہ کیا کہ جس خدا نے ان کو پیدا کیا وہ ان سے قوی تر ہے اور ہماری آیات سے انکار کرتے تھے

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ

پس ہم نے ان پر نحوست کے دنوں میں تیز ہوا بھیجی تاکہ ہم ان کو دنیا کی زندگی میں ذلت کا عذاب

فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ⑯ وَاَمَّا ثَمُوْدُ

چکھاویں اور آخرت کا عذاب بہت خوار کرنے والا ہے اور ان کو مدد نہ پہنچی گی اور ثمود کی قوم کو

فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَي الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ

ہم نے رہنمائی کی مگر انہوں نے گمراہی کو ہدایت پر ترجیح دی ان کی بداعمالی کی وجہ سے ذلت کے مہلک عذاب نے

بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ⑰ وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ⑱ وَيَوْمَ يُحْشَرُ

ان کو آدبایا اور جو لوگ ایماندار اور پرہیز گار تھے ہم نے ان کو بچا لیا اور جس روز اللہ کے

اَعْدَاۗءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ⑲

دشمن آگ کی طرف چلائے جائیں گے پھر وہ دھکیلے جائیں گے

مگر ان کے دلوں میں جو رسولوں کا انکار گھر کر گیا تھا انہوں نے اس کی بھی کوئی پرواہ نہ کی۔ ان تباہ شدوں میں سے عادیوں کا تو یہ حال تھا کہ انہوں نے زمین پر ناحق تکبر کیا گو بہت قوی الجثہ اور طاقتور تھے مگر اصلیت سے زیادہ بڑھے اور بہت بڑے بنے اور بولے کہ بل بوتے میں ہم سے کون بڑا ہے' ہم جس طرف توجہ کریں در و دیوار ہم سے ڈریں' جس قوم پر حملہ کریں' پیس دیں ؟ کیا انہوں نے اس بات پر غور نہ کیا کہ جس خدا نے ان کو پیدا کیا وہ ان سے قوی تر ہے۔ اگر وہ دنیا میں سب سے بگاڑتے تو بگاڑتے مگر اس خالق سے تو نہ بگاڑتے جس کے قبضۂ قدرت میں سب کچھ ہے لیکن وہ اس طرف نہ آئے کیونکہ وہ بدکار تھے اور ہماری (خدا کی) آیات نشانات قدرتی اور آیات کتابی دونوں سے انکار کرتے تھے یعنی ان دونوں میں سے کسی سے عبرت حاصل نہ کرتے پس جب ان کا وقت آیا تو ہم نے ان پر نحوست کے دنوں میں جو ان کے حق میں منحوس تھے ان پر بڑے زور کی تیز ہوا بھیجی تاکہ ہم ان کو دنیا کی زندگی میں ذلت کا عذاب چکھائیں اور آخرت کا عذاب جو بہت خوار کرنے والا ہے ہنوز باقی ہے جس میں وہ بری طرح پکڑے جائیں گے اور ان کو کسی طرح سے مدد نہ پہنچے گی اور ثمود کی قوم کو ہم نے رسولوں کی معرفت رہنمائی کی مگر انہوں نے گمراہی کو ہدایت پر ترجیح دی۔ وہی بداعمالی وہی بدمستی کرتے رہے جسکا انجام یہ ہوا کہ ان کی بداعمالی کی وجہ سے ذلت کے مہلک عذاب نے ان کو آدبایا۔ پس وہ سب برباد کئے گئے۔ دنیا میں جو ایسے لوگوں کو سزا ملتی ہے یہ تو ہے مگر آخرت کی سزا ابھی اور ہے اور وہ اس دن ہو گی جس روز اللہ کے دین کے دشمن آگ کی طرف چلائے جائیں گے پھر وہ بزور جہنم کی طرف دھکیلے جائیں گے جیسے اس دنیا میں دستور ہے کہ پولیس مجرموں کو جیل کی طرف لے جاتی ہے اگر وہ راستے میں اڑیں تو بزور دھکیل کر لے جاتی ہے۔ اسی طرح دوزخیوں کو فرشتے لے جائیں گے۔

حَتّٰۤی اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَیْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا

یہاں تک کہ جب اس میں پہنچیں گے تو ان کے کان' ان کی آنکھیں اور ان کے چمڑے جو کچھ وہ کرتے رہے تھے اس کی

یَعْمَلُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَیْنَا ؕ قَالُوْۤا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِیْۤ

گواہی دے دیں گے اور وہ لوگ اپنے چمڑوں کو کہیں گے تم نے کیوں ہمارے خلاف شہادت دی' وہ کہیں گے ہم کو اللہ نے بلایا ہے جس نے

اَنْطَقَ كُلَّ شَیْءٍ وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ

سب چیزوں کو بلوایا اور اسی نے تم کو پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا اب تم اسی طرف لائے جارہے ہو اور تم اس امر سے نہ چھپ سکتے تھے

اَنْ یَّشْهَدَ عَلَیْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَاۤ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ

کہ تمہارے کان آنکھیں اور تمہارے چمڑے تمہارے برخلاف شہادت دیں گے- ہاں تم سمجھتے تھے کہ اللہ تمہارے بہت

لَا یَعْلَمُ كَثِیْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِیْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ

سے کاموں کو جانتا ہے اور یہی تمہارا خیال تھا جو تم نے اپنے پروردگار کے حق میں گمان کیا- اسی

فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۲۳﴾

نے تم کو تباہ کیا اور تم نے نقصان اٹھایا

یہاں تک کہ جب اس دوزخ میں پہنچیں گے تو اپنے دل میں خیال کریں گے اور ایک دوسرے کو کہیں گے کہ اتنا سخت عذاب ہم کو بے وجہ ہوا ہے ہم نے ایسا کوئی برا کام نہ کیا تھا جس کی سزا اتنی سخت ہو- اس خیال کے پیدا ہوتے ہی ان کی آنکھیں' ان کے کان اور ان کے چمڑے جو کچھ وہ دنیا میں کرتے رہے تھے اس کو گواہی دے دیں گے ہر ایک جوڑ سے جو اس نے کیا ہوگا اقرار جرم کی آواز نکلے گی- کیسے نکلے گی؟ جیسے فونوگراف سے نکلتی ہے اور وہ لوگ اپنے ان اعضاء اور چمڑوں کو کہیں گے بھلا بھی تم نے کیوں ہمارے برخلاف شہادت دی کیا تم کو معلوم نہیں کہ ہم سب ایک ہی ناؤ پر سوار ہیں' ڈوبیں گے تو سب ایک ساتھ ڈوبیں گے- وہ اعضاء ان کے جواب میں کہیں گے ہم اس میں مجبور ہیں کیا کریں ہم کو اس اللہ تعالیٰ نے بلوایا ہے جس نے آج سب چیزوں کو بلوایا- ہم جانتے ہیں کہ ہم بھی تمہارے ساتھ ہیں بلکہ ہمارے مجموعے ہی کا نام انسان ہے مگر اس کا کیا علاج کہ ہم مخلوق اور مجبور ہیں اور وہ خدا ہمارا خالق ہے' اسی نے ہم کو تم سب کو پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا- اس اول پیدائش میں تم نے اس کی الوہیت اور رحمت کی قدر نہ کی- اب تم اسی کی طرف لائے جارہے ہو- پس اس بے فرمانی کا مزہ چکھو اور کسی غیر کا گلہ نہ کرو بقول ؎

گل و گل چیں کا گلہ بلبل خوش لہجہ نہ کر تو گرفتار ہوئی اپنی صدا کے باعث

کسی اور کا گلہ اور شکایت بے جا ہے اور تم لوگ جو بعض اوقات چھپ چھپا کر گناہ کرتے تھے لوگوں سے تو چھپ سکتے تھے مگر اس امر سے نہ چھپ سکتے تھے کہ تمہارے کان' آنکھیں اور تمہارے چمڑے برخلاف شہادت دیں گے- کیونکہ اس کی تمہیں خبر بھی نہ تھی اور ان سے چھپنا تمہارے بس میں بھی نہ تھا- ہاں تم جو چھپ چھپ کر گناہ کرتے تھے کہ تم سمجھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے بہت کاموں کو نہیں جانتا یہی تمہارا خیال تھا جو تم نے اپنے پروردگار کے حق میں گمان کیا' اسی نے تم کو تباہ کیا اور تم نے نقصان اٹھایا-

فَإِنْ يَصْبِرُوا فَالنَّارُ مَثْوًى لَهُمْ ۖ وَإِنْ يَسْتَعْتِبُوا فَمَا هُمْ مِنَ الْمُعْتَبِينَ ﴿٢٤﴾ وَ

اگر وہ صبر کریں گے تو بھی انکا ٹھکانا آگ ہی ہوگا' اگر وہ معافی چاہیں گے تو ان کو معاف نہ کیا جائے گا اور

قَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَاءَ فَزَيَّنُوا لَهُمْ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ

ہم نے شیاطین کو ان کا ساتھی بنادیا جنہوں نے ان کے آگے اور پیچھے کی بدکاریوں کو مزین کر دکھایا جنوں اور انسانوں کی جو جماعتیں

فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا خَاسِرِينَ ﴿٢٥﴾ وَ

ان سے پہلے گذر چکی ہیں ان کے ساتھ ان پر بھی حکم ثابت ہوچکا ہے۔ بے شک یہ لوگ نقصان والے ہیں اور

قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَسْمَعُوا لِهَٰذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُونَ ﴿٢٦﴾

منکر لوگ کہتے ہیں اس قرآن کی طرف کان بھی نہ جھکانا اور اس میں شور کیا کرو تاکہ تم غالب رہو۔

فَلَنُذِيقَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا عَذَابًا شَدِيدًا ۙ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَسْوَأَ الَّذِي كَانُوا

پس ہم ان منکروں کو سخت عذاب چکھاویں گے اور۔ ان کے بدترین کاموں کا جو کرتے رہے ہیں ان کو

اوران پر سزا کا حکم ایسا سخت لگا ہوگا کہ اگر وہ معافی چاہیں گے تو ان کو معاف نہ کیا جائے گا۔ کیونکہ معافی مانگنے اور دینے کا موقع دنیا میں ہے جو انہوں نے غفلت میں کھو دیا اور اس کی سزا میں ہم نے شیاطین کو ان کا ساتھی بنادیا جنہوں نے ان کے آگے اور پیچھے کی بدکاریوں کو مزین کر دکھایا یعنی جو کچھ وہ زندگی میں کرتے ہیں اور جو رسوم بد وہ اپنے پیچھے چھوڑ جاتے ہیں ان کو بھلی معلوم ہوتی ہیں اس لیے تو ان کی یہ گت بنی ہے کہ جنوں اور انسانوں کی جو جماعتیں ان سے پہلے گزر چکی ہیں ان کے ساتھ ان پر بھی عذاب الٰہی کا حکم ثابت ہوچکا ہے جس طرح وہ لوگ تباہ ہوئے ہیں یہ بھی ہلاک ہوں گے۔ بیشک یہ لوگ نقصان والے ہیں اور سنو چاہئے تو یہ تھا کہ یہ منکر لوگ گذشتہ واقعات سے سبق حاصل کرتے لیکن انکی اخلاقی حالت ایسی کمزور ہے کہ چاہے کسی قسم کی ہدایت ہو اس سے مستفید نہیں ہوتے۔ یہی دیکھو اس قرآن میں کون سے بری یا کڑوی بات ہے جو ان لوگوں کو تلخ لگتی ہے کہ لوگوں کو کہتے ہیں ارے بھائی! اس قرآن کی طرف کان بھی نہ جھکانا' خبردار ایسا نہ ہو کہ اس کی تاثیر سے تم بھی خراب ہو جاؤ' اس کی آواز بھی تمہارے کان میں نہ آنے پائے اور زیادہ ہی بچاؤ کی ضرورت آن پڑے تو اس کے پڑھے جانے میں شور و شغب کیا کرو تاکہ تم غالب رہو اور وہ تم پر کسی طرح اثر نہ کر سکے۔ بھلا بتاؤ تو ایسے لوگ بھی کسی طرح ہدایت پا سکتے ہیں پس ہم بھی ان کے ساتھ وہی برتاؤ کریں گے جس کے یہ لوگ اہل ہیں۔ جس کا اعلان ابھی سے کئے دیتے ہیں کہ ان منکروں کو سخت عذاب چکھائیں گے اور ان کے بدترین[1] کاموں کا جو یہ کرتے رہے ہیں۔

---

[1] اس آیت میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ اسوأ اسم تفضیل کا صیغہ ہے جو مضاف ہے الذی کی طرف۔ تقدیر کلام یہ ہے ﴿نجزینھم اسوأ اعمالھم﴾ اس تقدیر پر اسوأ کے معنے اضافت لیے جائیں تو یہ اعتراض ہوگا کہ ان کے غیر اسوأ اعمال کا بدلہ نہ ملا اور اگر موصوف محذوف ہو یعنی نجزینھم اجزأ اسوأ تو اعتراض ہوگا کہ اعمال سے جزا بڑھ گئی حالانکہ دوسرے مقام پر صاف ارشاد ہے ﴿انما تجزون ما کنتم تعملون﴾ یعنی کفار نے جو کچھ کیا ہوگا اسی جتنا بدلہ ان کو ملے گا۔ ہم نے پہلے معنے اختیار کئے ہیں۔ اس لیے پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ جب اسوا کا بدلہ ہی ہمیشہ کا عذاب ہوا تو باقی کی کیا ضرورت ہے کل الصید فی جوف الفیل سب کا پاؤں ہاتھی کے پاؤں میں۔ ان معنی پر ظلم کا اعتراض نہیں رہتا۔ بعض مفسرین نے اسوأ کو تفضیلی معنے میں نہیں لیا۔ تفسیر عربی میں میں نے یہی اختیار کیا ہے وہ ایک صورت اعتراض سے بچنے کی ہے (۱۲ منہ)

يَعْمَلُونَ ۞ ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ ۚ لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا

بدلہ دیں گے- اللہ کے دشمنوں کا بدلہ دوزخ ہے' اسی میں ان کا دائمی گھر ہوگا' اس کام کے بدلہ میں

بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ۞ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ

جو یہ لوگ ہماری آیتوں سے انکار کرتے رہے ہیں- جو لوگ منکر ہیں کہیں گے اے ہمارے پروردگار! جن لوگوں نے ہم کو گمراہ کیا جن ہوں

وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ۞ اِنَّ الَّذِيْنَ

یا انسان وہ ہم کو دکھا دے ہم ان کو پیروں کے نیچے روندیں تاکہ وہ سب سے نیچے ہوں- جو لوگ

قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا

کہتے ہیں کہ اللہ ہی ہمارا رب ہے پھر وہ اسی پر جم گئے ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور جس

وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۞ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

بہشت کا تم کو وعدہ دیا جاتا تھا آج اس کی خوشی مناؤ ہم دنیا میں بھی تمہارے دوست تھے

وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۞ نُزُلًا

اور آخرت میں بھی اور اس میں جو تمہارے جی چاہیں گے تم کو ملے گا اور جو تم مانگو گے پاؤ گے خدائے بخشنہار

مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ۞

مہربان کی طرف سے مہمانی ہوگی

ان کو بدلہ دیں گے اللہ کے دین کے دشمنوں کا بدلہ یہی دوزخ ہے-اسی میں ان کا دائمی گھر ہوگا- یہ سزا ان کو اس کام کے بدلے میں جو لوگ ہماری آیتوں سے انکار کرتے رہے ہیں-وہاں ان کی جو گت ہوگی وہ کہنے سننے سے پوری سمجھ میں نہیں آسکتی بلکہ وہ دیکھنے پر موقوف ہے-اس لیے جو لوگ منکر ہیں (قیامت کے روز) کہیں گے اے ہمارے پروردگار! جن لوگوں نے ہم کو گمراہ کیا' جن ہو یا انسان ہو وہ ہم کو دکھا دے تاکہ ہم ان کی ایسی گت بناویں کہ چھٹی کا دودھ اُن کو یاد آجائے یعنی ہم ان کی گردنوں پر چڑھ کر ان کو پیروں کے نیچے روندیں تاکہ وہ یہاں سب سے نیچے اور سب سے ذلیل تر ہوں-ان نالائقوں نے محض اپنے فوائد کے لیے ہم کو گمراہ کیا-اس ذاتی فائدے میں نہ ہمارا نقصان سوچا نہ اپنا- خدا ان کو غارت کرے ان کی سمجھ میں نہ آیا نہ انہوں نے ہمیں سمجھنے کا موقع دیا- حالانکہ اسلام کی تعلیم بالکل سیدھی اور مختصر تھی- جو لوگ کہتے ہیں کہ اللہ ہی ہمارا رب ہے اسی نے ہم کو پالا پوسا وہی سب دنیا کا مالک ہے- پھر وہ اسی پر جم گئے- جم جانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے مطابق عمل کرتے رہے اور کوئی ایسا کام نہیں کیا جو اس قول کے خلاف ہو- خدا کے ہاں ان کی یہ قدر ہوتی ہے کہ موت کے وقت ان پر فرشتے اترتے ہیں- یہ کہتے ہوئے کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور جس بہشت کا تم کو وعدہ دیا جاتا تھا آج اس کی خوشی مناؤ کہ وہ تمہیں ملنے والی ہے- فرشتے یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم دنیا میں بھی تمہارے بہی خواہ اور دوست تھے اور اس سے آگے چل کر آخرت میں بھی دوست رہیں گے اور اس بہشت میں جو کچھ تمہارے جی چاہیں گے تم کو ملے گا اور جو تم مانگو گے پاؤ گے- یہ نہیں کہ قیمت سے بلکہ خدائے بخشنہار مہربان کی طرف سے گویا مہمانی ہوگی سنو اور غور سے سنو-

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَ عَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝

جو شخص اللہ کی طرف بلائے خود بھی نیک کام کرے اور کہے کہ میں مسلمانوں کی جماعت میں کا ایک فرد ہوں اس کی بات سے اچھی بات کس کی ہوگی

وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَا السَّیِّئَةُ ؕ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ

نیکی اور بدی برابر نہیں اس کو بہت ہی اچھے طریق سے دور کیا کرو۔ پھر تمہارا دشمن بھی تمہارا

وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ۝ وَمَا یُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا یُلَقّٰىهَاۤ

گویا مخلص دوست بن جائے گا یہ خصلت انہی لوگوں کو ملتی ہے جو صبر کرتے ہیں اور انہی لوگوں کو

اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ ۝ وَاِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ

ملتی ہے جو بڑے خوش قسمت ہوتے ہیں اور اگر شیطان کی طرف سے تمہیں کسی قسم کی چھیڑ پہنچی تو خدا کی پناہ لیا کرو' وہ

هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ وَمِنْ اٰیٰتِهِ الَّیْلُ وَ النَّهَارُ

سنتا اور جانتا ہے اور اسی کی نشانیوں میں رات اور دن ہے

ایمان اور دعوت ایمان کا یہ رتبہ ہے کہ جو شخص خدا پر ایمان لائے اور لوگوں کو بھی اللہ کی طرف بلائے نہ صرف لوگوں کو بلائے بلکہ خود بھی نیک کام کرے اور علی الاعلان کہے کہ میں مسلمانوں کی جماعت میں کا ایک فرد ہوں اس سے اچھا کون ہے اور اس کی بات سے اچھی بات کس کی ہوگی یعنی جو لوگ اللہ کو مانتے اور اعمال صالحہ کرتے ہیں وہی ہیں جن کی بابت ہم پہلے بتلا آئے ہیں کہ ان پر فرشتے اترتے اور ان کو نجات کی خوشخبری سناتے ہیں۔ اب سنو ایمان لانا اور لوگوں کو ایمان کی طرف بلانا ایک مشکل کام ہے عموماً جہلاء اس میں مخالفت پر کمربستہ ہوتے ہیں اور ایذا دیتے ہیں اس وقت ہر انسان کی طبیعت انتقام کی طرف متوجہ ہوتی ہے ایسے وقت کے لیے تم کو یہ اصول مدنظر رکھنا چاہئے کہ نیکی اور بدی برابر نہیں جو تم کو بدی و تکلیف پہنچائے اس بدی کو بہت ہی اچھے طریق سے دور کیا کرو پھر دیکھنا تمہارا دشمن یہی تمہارا گویا مخلص دوست ہو جائے گا۔ مگر بات یہ ہے کہ یہ خصلت انہی لوگوں کو ملتی ہے جو صبر کرتے ہیں اور انہی لوگوں کو ملتی ہے جو بڑے خوش قسمت ہوتے ہیں۔ وہ اس نعمت کو پاتے ہیں کیونکہ شیخ سعدی مرحوم کا قول ان کو یاد ہوگا۔

تحمل چو زہرت نمائد نخست ولے شہد باشد چو در طبع رست

اس لیے تم بھی اس خصلت (تحمل اور صبر) کو حاصل کرنے کے خوگر بنو اور اگر کسی وقت شیطان کی طرف سے تمہیں کسی قسم کی چھیڑ پہنچے یعنی کسی بدگو مخالف کی بدگوئی یا ایذا دہی پر طبیعت کو جوش آئے اور بدلہ لینے پر آمادہ ہو تو خدا کی پناہ لیا کرو یعنی اپنے آپ کو خدا کے سپرد کیا کرو اور اس کی ماتحتی کا اظہار کرنے کو ﴿اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم﴾ پڑھا کرو۔ اس سے تمہارا جوش بہت جلد فرو ہو جائے گا اور تم امن و سکون پا جاؤ گے۔ کیونکہ وہ خدا سب کی سنتا اور جانتا ہے وہ اپنے ایسے مخلص بندوں کو بے جا جوش سے بچاتا ہے۔ پہلے جو کہا گیا کہ اللہ کی طرف بلانا بہت اچھا کام ہے اور بلانے والا سب سے اچھا ہے اس کی صورت کیا ہے؟ سنو ہم اس کی صورت بھی بتلاتے ہیں خدا کی طرف خدا کے نشانوں سے بلاؤ یعنی وہ امور پیش کر کے بلاؤ جو قدرت سے ظہور پذیر ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں مثلاً یہ کہو اور یوں سمجھاؤ کہ اسی اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی رات ہے اور دوسری نشانی دن ہے جو بالکل ایک دوسرے کی ضد ہیں مگر دونوں تم کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔ رات میں تم لوگ آرام پاتے ہو۔ دن میں کاروبار کرتے ہو۔

وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ؕ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ

سورج اور چاند- تم لوگو! نہ سورج کو سجدہ کرو نہ چاند کو' اس اللہ کو سجدہ کیا کرو جس نے

الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿٣٧﴾ فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا

تم کو پیدا کیا اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو پھر اگر یہ لوگ گردن کشی کریں

فَالَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّكَ یُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا یَسْـَٔمُوْنَ ﴿٣٨﴾

تو جو لوگ اللہ کے ہاں مقرب ہیں وہ شب و روز اللہ کے نام کی تسبیح پڑھتے رہتے ہیں اور کبھی اکتاتے

وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنَّكَ تَرَی الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ

نہیں اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ تم زمین کو ویران دیکھتے ہو پس جب ہم (خدا) اس پر پانی اتارتے ہیں

وَرَبَتْ ؕ اِنَّ الَّذِیْۤ اَحْیَاهَا لَمُحْیِ الْمَوْتٰی ؕ اِنَّهٗ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ

تو وہ ہلتی اور پھولتی ہے جو ذات پاک اس زمین کو تروتازہ کردیتا ہے وہ مردہ کو بھی زندہ کردے گا وہ ہر کام پر قدرت

قَدِیْرٌ ﴿٣٩﴾

رکھتا ہے

اسی طرح سورج اور چاند بھی اس کی قدرت کے نشان اور اثر ہیں- اسی کے بنانے سے بنے ہیں' اسی کے فنا کرنے سے فنا ہو جائیں گے- یہ بھی ان لوگوں کو سمجھادو کہ سورج اور چاند دنیا کی سب چیزوں میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں تاہم ان کو خدائی میں کوئی دخل نہیں-اس لئے تم لوگو! نہ سورج کو سجدہ کرو نہ چاند کو سجدہ کرو اور نہ کسی اور مخلوق کو- کیونکہ جب اتنی بڑی مخلوق بھی سجدہ کے قابل نہ ہوئی تو اور کون ہو گی ؟ بلکہ اس اللہ کو سجدہ کیا کرو جس نے ان سب چیزوں کو پیدا کیا اور تم اس اللہ کی عبادت کرتے ہو تو اس کا خیال رکھو کہ اس کی عبادت میں کسی اور کو شریک نہ کرو ورنہ وہ عبادت بھی اکارت جائے گی-اس قسم کے نرم کلام اور مفید نصیحت سن کر پھر بھی اگر یہ لوگ نہ مانیں اور اس سچی اور بے لاگ تعلیم سے گردن کشی کریں تو نہ تمہارا حرج ہے نہ خدا کا کوئی کام بگڑتا ہے- جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ہاں مقرب ہیں فرشتے ہوں یا آدمی وہ شب و روز اس کے نام کی تسبیح پڑھتے رہتے ہیں اور کبھی اکتاتے نہیں- گویا ان کی غذا ہی یہ ہے اور سنو جس خدا کی توحید سے لوگ منکر ہیں اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ تم زمین کو ویران سنسان دیکھتے ہو پھر جب ہم (خدا) اس پر پانی اتارتے ہیں تو وہ ہلتی اور پھولتی ہے پھر چند روز بعد وہی سنسان جنگل سرسبز شاداب بن جاتا ہے- اس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ جو ذات پاک اس زمین خشک کو تروتازہ کر دیتی ہے وہ مردہ کو بھی زندہ کردے گی- کیوں کہ وہ ہر کام پر قدرت رکھتی ہے اس کی قدرت کا نمونہ تم دیکھ چکے ہو کہ خشک بنجر زمین تھوڑی دیر میں تروتازہ ہو جاتی ہے- باوجود اس کے کہ لوگ اس کے حکموں میں کجروی کرتے ہیں-

اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ۭ اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ

جو لوگ اللہ کے احکام میں کج روی کرتے ہیں وہ ہم سے مخفی نہیں کیا جو شخص قیامت کے روز آگ میں ڈالا جائے گا

خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْٓ اٰمِنًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

وہ بہتر ہوگا یا جو امن امان سے پروردگار کے پاس آئے گا؟ تم جو چاہو عمل کرو بے شک وہ خدا تمہارے کاموں کو دیکھ

بَصِيْرٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَاۗءَهُمْ ۚ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ

رہا ہے- جن لوگوں کے پاس نصیحت آئی اور وہ اس سے منکر ہوئے (وہ اپنا انجام دیکھ لیں گے) اور وہ بڑی غالب

عَزِيْزٌ ۝ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ۭ تَنْزِيْلٌ مِّنْ

کتاب ہے نہ اس کے آگے سے جھوٹ آسکتا ہے نہ پیچھے سے یہ اس خدا کے پاس سے اترا ہوا ہے جو

حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ۝ مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ

بڑی حکمت والا بڑی تعریف والا ہے تجھے وہی باتیں کہی جاتی ہیں جو تجھ پہلے رسولوں کو کہی گئی

قَبْلِكَ ۭ

تھیں

پس سنو جو لوگ اللہ کے احکام میں کجروی کرتے ہیں یعنی بدنیتی سے ان کا مقابلہ کرتے ہیں اور ان پر غالب آنے کا خیال پکاتے ہیں وہ ہم سے مخفی نہیں[1] ہم ان کو الٹا جہنم میں ڈالیں گے- ان کی اس وقت کی حالت کو ملحوظ رکھ کر بتلاؤ کیا جو شخص قیامت کے روز آگ میں ڈالا جائے گا وہ بہتر ہو گا یا جو امن وامان سے پروردگار کے پاس آئے گا اور اپنے نیک اعمال کا بدلہ پائے گا؟ کون دانا ہے جو پہلے شخص کو اچھا کہے- بیشک دوسرا شخص ہی اچھا ہو گا- پس تم اے منکرو! جو چاہو عمل کرو بے شک وہ خدا تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے پس سنو جن لوگوں کے پاس قرآن کی نصیحت آئی اور وہ اس نصیحت سے منکر بلکہ مخالف ہوئے وہ اپنا انجام دیکھ لیں گے کیونکہ وہ گمراہی پر ہیں- اس میں شک نہیں کہ وہ قرآن بڑی غالب کتاب ہے مخالفوں سے نہ دبے گی- کیوں کہ نہ اس کے آگے سے جھوٹ آسکتا ہے نہ پیچھے سے یعنی نہ کوئی صحیح واقعہ آئندہ کو ایسا پیدا ہو گا جو اس قرآن کی تکذیب کر سکے نہ گذشتہ واقعات سے کوئی واقعہ ایسا ملے گا جو قرآن کے صریح مخالفت ہو کیونکہ یہ قرآن اس خدا کے پاس سے اترا ہوا ہے جو بڑی حکمت والا بڑی تعریف والا ہے- اس لیے ان لوگوں کی مخالفت کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا- باقی رہا ان کا زبانی چیخ چیخ کرنا- سو اس کی کوئی قدر وقیمت نہیں- ہمیشہ سے ایسے لوگ ایسا کہتے چلے آئے- اے نبی! کفار کی طرف تجھے وہی باتیں کہی جاتی ہیں جو تجھ سے پہلے رسولوں کو مخالفوں کی طرف سے کہی گئی تھیں' باوجود ان لوگوں کی شرارتوں کے ان کی بیخ کنی نہیں ہوتی-

[1] راقم کہتا ہے اس قسم کے آدمی ہمیشہ سے چلے آئے ہیں- آج کل بھی ہیں- ان سب میں آگے بڑھے ہوئے آریہ سماجی ہیں- ہر بات جو قرآن شریف میں مذکور ہو محض ضد سے اس کی تکذیب کرتے ہیں- اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت کرے (۱۲ منہ)

اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّذُوْ عِقَابٍ اَلِيْمٍ ۝ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا

تیرا پروردگار بڑی بخشش والا ہے اور سخت عذاب والا بھی ہے اور اگر ہم اس قرآن کو عجمی زبان میں نازل

لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ؕ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ ؕ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

کرتے پھر تو یہ لوگ کہتے کہ اس کے احکام کیوں نہیں کھول کھول کر بتلائے گئے' کلام تو عجمی اور مخاطب عربی؟ تو کہہ یہ ماننے والوں

هُدًى وَّشِفَآءٌ ؕ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ

کے لئے ہدایت اور شفا ہے جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں ٹھوس ہے اور وہ ان کی آنکھوں سے

عَمًى ؕ اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى

اوجھل ہے گویا یہ لوگ بڑی دور سے بلائے جاتے ہیں ہم نے موسیٰ کو کتاب

الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ

دی تھی پھر اس میں اختلاف ہوا اور اگر تمہارے پروردگار کی طرف حکم نہ گزرا ہوتا تو

لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ

ان میں یک دم فیصلہ کیا جاتا

ع ۵ / ۱۲ / ۱۹

اس لیے کہ تیرا پروردگار باوجود گناہ بندوں کے بڑی بخشش والا ہے اور جو اس کی بخشش سے مستفیض نہیں ہوتے ایک حد تک پہنچ کر ان کے حق میں سخت عذاب والا بھی ہے- ان لوگوں کی شرارت بھی دیکھو کہ اب تو قرآن کو اس لیے نہیں مانتے کہ ہم میں سے ایک آدمی کیسے رسول ہو کر آیا یعنی اپنی جنس کے آدمی کا ان کو رسول بننا پسند نہیں اور اگر ہم اس قرآن کو عربی کے سوا کسی اور عجمی زبان میں نازل کرتے پھر تو یہ لوگ کہتے اور ایسا کہنے کا ان کو حق حاصل ہوتا کہ اس کے احکام عربی زبان میں کیوں نہیں کھول کھول کر بتلائے گئے بھلا یہ کیوں موزوں ہے؟ کہ کلام تو عجمی اور مخاطب عربی؟ در حقیقت یہ عذر ان کا ایک حد تک معقول بھی ہوتا- اس لیے خدا نے جس کو نبی بنا کر بھیجا ہے اسی ملک کی زبان پر بولتا ہوا بھیجا جس ملک میں وہ قوم رہتی تھی- یعنی وہ اپنی قوم کے محاورات بولا کرتا تھا کیونکہ مادری زبان میں تعلیم آسان ہوتی ہے- اے نبی! تو کہہ کہ اس قسم کی کجروی چھوڑو اور سیدھے ہو کر اس نعمت کی قدر کرو- دیکھو یہ قرآن ماننے والوں کے لیے ہدایت اور شفا ہے- ان کو پیش آمدہ امور میں راہ نمائی کرتا ہے اور ان کے روحانی امراض کفر شرک حسد کینہ ریا وغیرہ کی شفا ہے- آزما کر دیکھو لو- سنو کسی بیرونی چیز کے حاصل کرنے کے عموماً دو ہی ذریعے ہیں سننا اور دیکھنا- ان دو ذریعوں سے آدمی نامعلوم چیزوں کو معلوم کر سکتا ہے سو جو لوگ ایمان نہیں لاتے یعنی اس قرآن کو محض ضد اور نفسانیت سے نہیں مانتے' قرآن کے سننے سے ان کے کانوں میں گویا ٹھوس ہے' اس لیے تو وہ ان کو سن نہیں سکتا اور ان کی آنکھوں میں گویا اندھا پن ہے اس لیے وہ قرآن ان کی آنکھوں سے اوجھل ہے' ان کو نظر نہیں آتا- یعنی نہ تو قرآن کے نشانات قابل سنے جانے کے سنتے ہیں نہ دیکھے جانے کے لائق نشانوں کو دیکھتے ہیں- اس لئے ان کے دونوں راستے بند ہیں- کیوں بند ہیں؟ انھوں نے قرآن کی مخالفت محض ضد اور نفسانیت سے کی اس لیے اب ان کی یہ حالت ہے کہ قرآن کے وعظ و نصیحت کو یہ سنتے ہیں گویا یہ لوگ بڑی دور سے بلائے جاتے ہیں-

وَاِنَّهُمْ لَفِیْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِیْبٍ ﴿۴۵﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَآءَ

اور وہ لوگ بہت بڑے انکار پر مصر تھے جو کوئی نیک کام کرتا ہے وہ اپنے لئے کرتا ہے اور جو برا کرتا

فَعَلَیْهَا ۗ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ ﴿۴۶﴾

ہے وہ بھی اسی کی جان پر ہوتا ہے اور تمہارا پروردگار بندوں کے حق میں ظالم نہیں

ایسے کہ بلانے والے کی آواز تو سنی جاتی ہے مگر مضمون مفہوم نہیں ہو سکتا پھر عمل کریں تو کیسے ؟اسی کا اثر ہے کو ان لوگوں کے اعتراضات بھی عجیب قسم کے ہوتے ہیں چنانچہ یہ لوگ کہتے ہیں بھلا اگر قرآن حق ہے اور ہم اس کی مخالف کرتے ہیں تو خدا ہم کو تباہ اور ہلاک کیوں نہیں کر دیتا- اس کے جواب میں ایک تاریخی واقعہ سنو ہم نے اس سے پہلے حضرت موسیٰ کو کتاب تورات دی تھی پھر اس میں بھی اختلاف ہوا کسی نے مانا کسی نے انکار کیا تو کیا ہم نے سب منکروں کو یکدم تباہ کر دیا تھا؟ نہیں بلکہ چند اشخاص (فرعون اور اس کے مشیر کار لوگوں) کو جو برسر شرارت تھے اور اگر تمہارے پروردگار کی طرف سے حکم نہ گزرا ہوتا کہ جلدی میں سب کو تباہ نہیں کروں گا تو ان لوگوں میں یکدم فیصلہ کیا جاتا- کافروں کو تباہ و برباد کر کے ان کی جگہ مومنوں کو بسایا جاتا-

اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ۭ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ مِّنْ اَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ

قیامت کی گھڑی کا علم اسی اللہ کو ہے۔ جو جو پھل پھول اپنے اپنے گابھوں سے نکلتے ہیں اور جو مادہ حاملہ ہوتی اور

مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ۭ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ اَيْنَ شُرَكَاۗءِيْ ۙ قَالُوْٓا

جنتی ہے یہ سب واقعات اس کے علم سے ہوتے ہیں اور جس دن ان کو بلا کر پوچھے گا میرے شریک کہاں ہیں؟ وہ کہیں گے

اٰذَنّٰكَ ۙ مَا مِنَّا مِنْ شَهِيْدٍ ۝ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَدْعُوْنَ مِنْ قَبْلُ

ہم آپ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی بھی ان کا واقف نہیں اور جن جن چیزوں کو وہ پہلے پکارا کرتے تھے ان سب

وَظَنُّوْا مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ۝ لَا يَسْـَٔمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَاۗءِ الْخَيْرِ ۡ وَاِنْ

کو وہ بھول جائیں گے اور سمجھیں گے کہ ہمارے لئے مخلصی نہیں۔ انسان بھلائی مانگنے سے نہیں تھکتا اگر اس کو برائی پہنچتی ہے

مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَـُٔوْسٌ قَنُوْطٌ ۝ وَلَىِٕنْ اَذَقْنٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّاۗءَ

تو بالکل ناامید ہوجاتا ہے اور اگر بعد تکلیف پہنچنے کے ہم اس کو اپنی طرف رحمت پہنچاتے

مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ ۙ وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَاۗىِٕمَةً ۙ وَّلَىِٕنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْٓ

ہیں تو کہنے لگتا ہے یہ تو میرا حق ہے۔ میں قیامت کو ہونے والی نہیں جانتا اور اگر میں اپنے پروردگار کے پاس

اِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى ۚ

لوٹ کر گیا بھی تو وہاں بھی اس کے میرے لئے اچھی جگہ ہے

حالانکہ حقیقت الامر یہ ہے کہ قیامت کی گھڑی کا علم بھی اسی اللہ کو ہے وہی جانتا ہے کہ اس کا وقت کب ہے؟ اسی پر کیا موقوف ہے۔ جو جو پھل پھول اپنے گابھوں سے نکلتے ہیں اور جو مادہ حاملہ ہوتی اور جنتی ہے یہ سب واقعات اس اللہ کے علم سے ہوتے ہیں۔ اس لیے اس کو نہ کسی کے بتلانے کی ضرورت اور نہ کسی کے سمجھانے کی حاجت۔ جس دن کی بابت یہ سوال کرتے ہیں اس کی تاریخ کا بتلانا تو مصلحت الٰہی نہیں مگر اتنا بتانا تو ضروری ہے اس روز ان مشرکوں کو بلا کر پوچھے گا میرے شریک جن کو تم میرے شریک جانا کرتے تھے وہ آج کہاں ہیں؟ وہ آج تم کو کیوں فائدہ نہیں پہنچاتے؟ وہ جواب میں کہیں گے اے ہمارے مولا! ہم آپ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی بھی ان کا واقف نہیں۔ وہ سمجھیں گے کہ دنیا میں ملزم اپنے جرم سے انکاری ہو جاتا تھا تو بسا اوقات عدم ثبوت کی حالت میں چھوٹ جاتا تھا یہاں بھی ایسا ہی ہو گا۔ اس لیے وہ اپنے صحیح صحیح واقعات سے سے انکار کر جائیں گے اور جن جن چیزوں کو وہ پہلے پکارا کرتے تھے یعنی جن جن لوگوں سے دعائیں مانگا کرتے تھے ان سب کو وہ بھول جائیں گے اور بگمان غالب سمجھیں گے کہ اقرار کرنے میں ہمارے لیے مخلصی نہیں مگر عالم الغیب خدا کے سامنے ان کی ایک بھی نہ چلے گی۔ غور کیا جائے تو ثابت ہوتا ہے کہ انسان میں کئی قسم کے عیوب ہوتے ہیں صریح شرک و کفر تو سب جانتے ہیں ان کے سوا اور بھی ہیں وہ یہ کہ انسان بھلائی مانگنے سے تھکتا نہیں مانگتا جائے اور ملتی جائے لیکن کوئی وقت ایسا بھی ہوتا ہے کہ مصلحت الٰہی اس کے منشا کے خلاف ہوتی ہے۔ یہ کچھ چاہتا ہے خدا کچھ۔ پس اگر مصلحت خداوندی سے اس انسان کو کسی قسم کی برائی پہنچتی ہے تو بالکل بے امید ہو جاتا ہے اور اگر بعد تکلیف پہنچنے کے ہم اسکو اپنی طرف سے رحمت' آرام و آسائش پہنچاتے ہیں تو بجائے شکر گزار ہونے کے کہنے لگتا ہے یہ تو میرا حق ہے میں اپنی لیاقت کی وجہ سے اس کا مستحق ہوں اور اسی پر بس نہیں کرتا بلکہ اس غرور میں یہ بھی کہہ اٹھتا ہے کہ میں قیامت کو ہونے والی

فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِمَا عَمِلُوْا ؗ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ۝ وَاِذَآ

پس ہم ان کافروں کو ان کے کاموں کی خبر دیں گے اور ان کو سخت عذاب چکھاویں گے- جب ہم

اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ

انسان پر انعام کرتے ہیں تو منہ پھیر لیتا ہے اور اکڑ کر چلتا ہے اور جب اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو بڑی لمبی چوڑی

عَرِيْضٍ ۝۵۱ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ اَضَلُّ

دعا کرنے لگ جاتا ہے تو کہہ بتلاؤ تو سہی اگر یہ اللہ کے پاس ہو پھر بھی تم اس سے منکر ہی رہو تو کون بڑھ کر گمراہ ہے

مِمَّنْ هُوَ فِيْ شِقَاقٍ بَعِيْدٍ ۝ سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ

اس شخص سے جو بہت دور گمراہی میں پھنسا ہوا ہے- ہم ان کو ان کے ارد گرد اور خود ان کے اندر اپنے نشان دکھاویں گے

حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ؕ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝۵۳

یہاں تک کہ ان کو حق واضح ہوجائے گا کیا تمہارا پروردگار کافی نہیں ہے اس وجہ سے کہ وہ ہر چیز پر نگران ہے

اَلَآ اِنَّهُمْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّهِمْ ؕ اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ ۝۵۴

سنو! یہ لوگ اپنے رب کی ملاقات سے شک میں ہیں- سنو! لاریب وہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے

ع ۶

نہیں جانتا- یہ سب ملا لوگوں کے ڈھکو سلے ہیں نہ کوئی قیامت ہے نہ دوزخ نہ بہشت ہے اور اگر فرضا میں مر کر اپنے پروردگار کے پاس لوٹ کر گیا بھی تو وہاں بھی اس کے پاس میرے لیے اچھی جگہ ہو گی- یہ ایسے لوگوں کے خیالات ہیں جو دراصل خدا کے احکام سے منکر ہیں پس وہ سن لیں کہ ہم (خدا) ان کافروں کو ان کے کاموں کی خبریں دیں گے اور انکو سخت عذاب چکھاویں گے کیسے نامعقول لوگ ہیں اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ دنیا کا ہیر پھیر سب ہمارے اختیار میں ہے- کسی کو امیر کرنا امیر کو غریب کر دینا ہماری قدرت کا عجب کرشمہ ہے مگر انسان ایسا شریر ہے کہ جب ہم ایسے انسان پر انعام کرتے ہیں یعنی کسی قسم کی آسائش و آرام دیتے ہیں تو ہمارے حکموں سے منہ پھیر لیتا ہے اور اکڑ اکڑ کر چلتا ہے اور جب اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو بڑی لمبی چوڑی دعا کرنے لگ جاتا ہے غرض انسان کی عملی تصویر بالکل اس شعر کی مانند ہے: عامل اندر زمان معزولی شیخ شبلی و بایزید شوند-

اے نبی! تو ان مخالفوں کو کہہ آؤ اصل بات پر غور کرو- بتلاؤ تو سہی اگر یہ قرآن جو مجھے الہام ہوتا ہے اللہ کے پاس سے ہو پھر بھی تم اس سے منکر ہی رہو تو تمہاری گمراہی میں کیا شک ہے- پس بتلاؤ کون بڑھ کر گمراہ ہے اس شخص سے جو ہدایت سے بہت دور گمراہی میں پھنسا ہوا ہے- خدائی ہدایت کو چھوڑ کر ادھر ادھر جاتا ہے- ہم (خدا) اس کو اسلام کی سچائی کے لیے ان کے ارد گرد اور خود ان کے اندر اپنے نشان دکھائیں گے پس یہ لوگ اسلام اور قرآن کے پھیلنے میں رکاوٹیں پیدا کر لیں ہم بھی ان کو کرشمہ قدرت دکھاویں گے کہ پہلے انکے ارد گرد اسلام شائع کریں گے یعنی مکہ معظّمہ کے ارد گرد کے لوگ مسلمان ہوں گے انکے بعد خود مکہ میں بھی کافی اشاعت ہو گی یہاں تک کہ ان کو حق واضح ہو جائیگا اور خود بخود اسکے ماننے پر مجبور ہوں گے مخالفوں کی قوت اور مسلمانوں کے ضعف پر نظر کر کے انکے دلوں میں خیال پیدا ہوتا ہو گا کہ یہ ایک خواب خیال ہے جس کی کوئی تعبیر نہیں تو کیا تمہارا پروردگار ایسے کام کرنے کو اکیلا کافی نہیں ہے؟ اس وجہ سے کہ وہ ہر چیز اور ہر کام پر نگران اور منتظم ہے دنیا کی ہر ایک چیز اس کے قبضے میں ہے جس سے وہ چاہتا ہے کام لیتا ہے اور جو چاہے لے سکتا ہے ہاں سنو لوگو! یہ منکر لوگ اپنے رب کی ملاقات سے شک میں ہیں یعنی انکو خدا پر ایمان نہیں پس سنو لاریب وہ پروردگار ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے اس کے احاطے سے کوئی چیز باہر نہیں سچ ہے

ہست سلطانی مسلم مرورا نیست کس را زہرہ چون وچرا

سورت الشوریٰ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ ۝ عٓسٓقٓ ۝ كَذٰلِكَ يُوۡحِيۡۤ اِلَيۡكَ وَاِلَى الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِكَ ۙ اللّٰهُ

میں ہوں اللہ رحمٰن، رحیم، علیم کل، ستار عیوب، قادر مطلق- جس طرح یہ سورت اللہ غالب بڑی حکمت والے نے تجھ پر وحی کی ہے اسی طرح آئندہ

الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ۝ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ ؕ وَهُوَ الۡعَلِىُّ الۡعَظِيۡمُ ۝

بھی تیری طرف وحی کرے گا اور تجھ سے پہلے لوگوں کی طرف بھی وحی کرتا رہا- جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے یہ سب اسی کی ملک ہے اور وہ سب بڑا عالیشان

تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرۡنَ مِنۡ فَوۡقِهِنَّ وَالۡمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوۡنَ بِحَمۡدِ رَبِّهِمۡ وَ

ہے- دور نہیں کہ اس کی ہیبت کے خوف سے سارے آسمان اوپر کی طرف سے پھٹ جاویں اور فرشتے اپنے پروردگار کی تعریف کے گیت گاتے

يَسۡتَغۡفِرُوۡنَ لِمَنۡ فِى الۡاَرۡضِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِيۡمُ ۝ وَالَّذِيۡنَ

ہیں اور جو لوگ زمین پر ہیں ان کے لئے بخشش مانگتے ہیں- سنو! یقینا اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور جو اس کے سوا

اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اَوۡلِيَآءَ اللّٰهُ حَفِيۡظٌ عَلَيۡهِمۡ ۖ وَمَاۤ اَنۡتَ عَلَيۡهِمۡ بِوَكِيۡلٍ ۝

اور لوگوں کو اپنا کارساز جانتے ہیں، اللہ ان کا حال دیکھ رہا ہے تو ان کا ذمہ دار نہیں

سورۃ الشوریٰ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

میں ہوں اللہ رحمٰن، رحیم، علیم کل، ستار عیوب، قادر مطلق- اے پیغمبر! جس طرح یہ سورت اللہ غالب بڑی حکمت والے نے تجھ پر وحی کی ہے اسی طرح آئندہ بھی تیری طرف وحی کرے گا اور تجھ سے پہلے لوگوں کی طرف بھی وحی کرتا رہا یعنی جس طرح پہلے لوگوں کی طرف وحی آتی رہی ہے تمہاری طرف بھی آتی ہے کیونکہ خدائی فیض برابر جاری ہے- اس وحی میں پہلا سبق یہ ہوتا رہا ہے جو اب بھی ہے اور کبھی نہیں بدلے گا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے یہ سب اسی خدائے غالب کی ملک اور مخلوق ہے اور وہ سب سے بڑا عالیشان ہے- اس کی شان اور عظمت کی تہ کو کون پہنچ سکے- دور نہیں کہ اس کی ہیبت کے خوف سے سارے آسمان اوپر کی طرف سے پھٹ جائیں اور فرشتے اپنے پروردگار کی تعریف کے گیت گاتے ہیں- اور جو لوگ بنی آدم زمین پر ایماندار ہیں ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتے ہیں- تم باور کرو کہ فرشتوں کے سوال کو جو وہ ایماندار بندوں کے حق میں کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا- سنو یقیناً اللہ ہی بخشنے والا مہربان ہے- اس کی صفت بخشش اور رحمت اس امر کی مقتضی ہے کہ جو کوئی اس کا ہو رہے وہ اس کو بخشتا ہے اور جو اس کے سوا اور لوگوں کو اپنا کارساز مشکل کشا حاجت روا بناتے اور جانتے ہیں وہ اللہ کی نگاہ میں ہیں اور اللہ ان کا حال دیکھ رہا ہے ان کی حرکات و سکنات اس پر کسی طرح مخفی نہیں اور تو اے نبی! ان پر ذمہ دار نہیں- پس تو اس سے بے خوف رہ-

وَ الظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ۝ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِیَآءَ ۚ فَاللّٰهُ

اور ظالموں کو کوئی حامی اور کوئی مددگار نہ ہوگا کیا انہوں نے اللہ کے سوا اور لوگوں کو کارساز بنا رکھا ہے

هُوَ الْوَلِیُّ وَ هُوَ یُحْیِ الْمَوْتٰی ۫ وَ هُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۠ ۝ وَ مَا اخْتَلَفْتُمْ فِیْهِ

حالانکہ اللہ ہی کارساز ہے وہی مردوں کو زندہ کرے گا اور وہ ہرکام پر قدرت رکھتا ہے اور جس جس کام میں

مِنْ شَیْءٍ فَحُكْمُهٗۤ اِلَی اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّیْ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ ۖۗ وَ اِلَیْهِ اُنِیْبُ۝

تم لوگ اختلاف کررہے ہو اس کا فیصلہ اللہ ہی کے قبضے میں ہے- یہی اللہ میری پروردگار ہے اسی پر میں نے بھروسہ کررکھا ہے اور اسی کی طرف

فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّ مِنَ الْاَنْعَامِ

رجوع ہوں وہ آسمانوں اور زمینوں کا پیدا کرنے والا ہے- اسی نے تمہارے لئے تمہاری جنس کی بیویاں بنائیں اور چوپایوں کو بھی جوڑے جوڑے بنایا

اور یاد رکھو ظالموں کا کوئی حامی اور کوئی مددگار نہ ہوگا کیا ان کی بے عقلی میں بھی شبہ ہے کہ انھوں نے اللہ کے سوااور لوگوں کو کارساز بنار کھاہے حالانکہ اللہ ہی کارساز ہے ؟اس کے سوانوشتہ تقدیر کسی کے ہاتھ میں نہیں-وہی مردوں کو زندہ کرے گا اور وہ ہر کام پر قدرت رکھتاہے- پھراس کو چھوڑ کراس کے سوادوسروں سے کسی چیز کی امید رکھنا حماقت نہیں تو کیاہے ؟ سنو اور یاد رکھو جس جس کام میں تم لوگ اختلاف کررہے ہو اس کا فیصلہ اللہ ہی کے قبضے میں ہے چونکہ وہ اپنی مخلوق کا خالق ہے اور اپنی قدرت کا عالم-اس لیے اس کو معلوم ہے کہ باجود میری قدرت کے میری مخلوق مجھ سے کس طرح منحرف ہے لہذا وہ مجرموں کو پوری پوری سزادے گا-(اے نبی! تو کہہ) یہی اللہ میرا پروردگار ہے' اسی پر میں نے بھروسہ کررکھاہے اور اس کی طرف میں رجوع ہوں- میں تو اس کے سواکسی اور کو اپنا کارساز نہ بناؤنگا کیونکہ وہ میرا پروردگار آسمانوں اور زمینوں کا پیدا کرنے والاہے-دیکھو اسی نے تمہارے لیے تمہاری جنس کی بیویاں بنائیں نہ صرف بنائیں بلکہ بیوی کو خاوند کی محتاج اور خاوند کو بیوی کا حاجت مند بنایااور دونوں میں محبت پیدا کی ہے تاکہ دونوں باہمی محبت اور سلوک سے رہیں- یہ نہیں کہ انسان ہی کو جوڑے

پس ثابت ہوا کہ لوشاء میں مشیت الٰہی منفی بمعنی جبر ہے-اس طرح آیت زیر بحث کا مطلب ہے یعنی اگر اللہ بالجبر مومن بنانا چاہتا توسب کو ایک ہی امت مسلمہ بنادیتا لیکن جس کو چاہتاہے وہ رحمت میں داخل کرتاہے- ہماری یہ دوسری مشیت اس معنے میں ہے جس میں پارہ ۳ کی آیت مرقومہ میں یرید آیاہے یعنی بقانون مجریہ مشیت بلاجبر-پس مطلب آیت کا صاف ہے کہ خدا ایمان اور اسلام کے بارے میں کسی پر جبر نہیں کرتا' اگر وہ جبر سے کام لیتا تو ان سب کو ایک دین اسلام پر جمع کردیتا مگر خدا جبر نہیں کرتا بلکہ فرماتاہے :

﴿من شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر﴾ یعنی جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے-پس جو ایمان لانا چاہے گا خدا اس کو قبول کرے گا اور جو کفر کرے گا خدا اس کو مردود کرے گا-اللہ اعلم (منہ)

اَزْوَاجًا ۚ يَذْرَؤُكُمْ فِيهِ ۚ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۖ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ۝ لَهُ مَقَالِيدُ

وہی تم کو اس جہاں میں ادھر ادھر پھیلاتا ہے اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ سنتا اور دیکھتا ہے تمام آسمانوں اور

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ

زمینوں کی کنجیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں وہ جس کو چاہتا ہے رزق فراخ دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے وہ ہر چیز کو

عَلِيمٌ ۝ شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا

جانتا ہے تمہارے لئے وہی دین مقرر کیا ہے جس بابت نوح کو ہدایت کی تھی اور جو بذریعہ وحی تمہاری طرف حکم بھیجا ہے اور جس کی

وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ۚ

ابراہیم' موسیٰ اور عیسیٰ کو ہدایت کی تھی' یہ کہ دین الٰہی کو قائم رکھو اور اس میں متفرق نہ ہو

جوڑے بنایا بلکہ اور چوپایوں کو بھی جوڑے جوڑے بنایا- دیکھو وہی تم کو اس جہاں میں پیدا کر کے ادھر ادھر پھیلاتا ہے اتنا کچھ تو کرتا ہے مگر تعریف یہ ہے کہ اس جیسی کوئی چیز نہیں نہ ذات میں نہ صفات میں پس اس کی صفات کمال کو سن کر یہ خیال مت کرو کہ وہ فلاں کاریگر یا فلاں مشین مین یا مشین میکر کی طرح ہو گا نہیں حق یہ ہے کہ نہ تم اس کی ذات کو پہچان سکتے ہو نہ اس کی صفات کو قیاس کر سکتے ہو کہ تم نے مولانا روم مرحوم کا شعر نہیں سنا؟

دور بینان بارگاہ الست ‌ ‌ ‌ جز ازیں پے نبردہ اند کہ ہست

یعنی خدا کی ذات و صفات کے سمندر میں بڑے بڑے پیر اک عارفان خدا بھی اس سے زیادہ نہیں جان سکے کہ ہے لیکن یہ بات کہ کیسا ہے انکو بھی پتہ نہیں ملا- پس تم بھی اس سے زیادہ نہیں سمجھ سکتے کہ وہ ہے اور اس کی صفات میں سے خاص صفات سمع بصر ہیں جو وہ بھی بے کیف ہیں یعنی ماننے اور کہنے کے قابل صرف اتنی بات ہے کہ وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے- وہ سب کے حالات سنتا اور دیکھتا ہے- نہ صرف سنتا اور دیکھتا ہے بلکہ اختیار اس کے اتنے وسیع ہیں کہ تمام آسمانوں اور زمینوں کے خزانوں کی کنجیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں یعنی جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہوتا ہے سب اس کے قانون[1] قدرت کے تحت ہوتا ہے- اسی کا نتیجہ ہے کہ وہ جس کو چاہتا ہے رزق فراخ دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے- یہ مت سمجھو کہ وہ بے وجہ اور بے حکمت ایسا کر دیتا ہے' نہیں بلکہ با حکمت کرتا ہے کیونکہ وہ ہر چیز کو جانتا ہے اس نے تمہارے جسمانی انتظامات کے علاوہ روحانی انتظام بغرض ہدایت یہ کر رکھا ہے کہ دنیا میں انبیاء کا سلسلہ قائم کیا' انکو بذریعہ وحی اپنے احکام سے اطلاع دیتا رہا گو وہ اپنے اپنے اوقات میں آئے اور مختلف زبانوں اور مختلف زمانوں میں تعلیم دیئے گئے تاہم ان سب کا مدعا ایک ہی تھا چنانچہ تمہارے لئے دین الٰہی مقرر کیا ہے جس کی بابت نوح نبی کو ہدایت کی تھی اور جو بذریعہ وحی تمہاری طرف حکم بھیجا ہے وہ بھی تمہارا دین ہے اور جس کی ابراہیم' موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کو ہدایت کی تھی اس کا مختصر مضمون یہ ہے کہ دین الٰہی کو قائم رکھو اور اس سے متفرق نہ ہو- یعنی خود بھی اخلاص مندی سے عمل کرتے رہنا اور لوگوں کو بھی' خلاص فی العمل سکھانا ہر وقت اشاعت

---

[1] دنیا میں ہم قوانین الٰہیہ دو طرح کے پاتے ہیں ایک وہ ہیں جن میں ہمارا کوئی اختیار نہیں بلکہ ہم ان میں محض محکوم ہیں جن کے تحت ہماری حیوۃ' موت' مرض' صحت وغیرہ بلکہ دنیا کا نظام ہے' اس قسم کا نام قانون قدرت ہے- دوسری قسم وہ قانون ہیں جن پر عمل کرنا نہ کرنا ہمارے اختیار میں ہے جیسے افعال شرعیہ صوم' صلوۃ' اخلاق وغیرہ اس قسم کا نام قوانین شرعیہ ہے پہلی قسم میں ہم انسان بلکہ جملہ مخلوق تابعدار ہیں تو دوسری میں مختار اسی لیے دوسری قسم کے متعلق ارشاد ہے ﴿من شاء فليؤمن ومن شاء فليكفر﴾ جو چاہے مانے جو چاہے نہ مانے- ان دونوں قسموں میں بہت امتیاز ہے ان میں بے امتیازی کرنے سے بہت غلطیاں پیدا ہو جاتی ہیں-

كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ؕ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ

جس مطلب کی طرف تم لوگوں کو بلاتے ہو وہ ان مشرکوں پر ناگوار ہے اللہ جس کو چاہے گا اپنی طرف کھینچ لے گا اور جو اس کی طرف

اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ﴿۱۳﴾ وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ ؕ وَلَوْ

جھکیں گے ان کو اپنی طرف راستہ دکھائے گا۔ یہ لوگ جو بعد آجانے پورے علم کے جدا جدا ہوئے ہیں تو محض آپس کی ضد سے ہوئے ہیں

لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ

اور اگر تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک وقت مقرر تک فیصلہ کا حکم نہ لگ چکا ہوتا تو ان میں مدت کا فیصلہ ہو چکا ہوتا اور ان لوگوں

اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۱۴﴾ فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ج

کے بعد جو لوگ کتاب کے وارث ہوئے وہی اس تعلیم سے سخت شک میں ہیں۔ پس تو اس کی طرف بلاتا رہیو

توحید و سنت میں لگے رہنا کسی وقت غفلت نہ کرنا نہ توحیدی مضامین میں اختلاف پیدا کر کے متفرق گروہ بننا۔ پس یہی تمام حکموں کی بنیاد ہے اسے پکڑے رہنا۔ تمہارا کوئی کام اس اصول سے باہر نہ ہو کہ وہ تمہارا مولا ہے اور تم اس کے تابعدار غلام ہو۔ اس لیے ہر وقت دست بستہ حاضری کے سوا چارہ کیا؟ پس تم اسی خیال پر جمے رہو اور اسی کی طرف لوگوں کو بلاؤ جس مطلب کی طرف تم لوگوں کو بلاتے ہو یعنی اللہ سے تعلق خاص پیدا کرنے کی طرف۔ اگرچہ وہ تعلیم ان مشرکوں پر ناگوار اور سخت شاق ہے۔ وہ تو ایسی بات کو کان میں ڈالنا بھی نہیں چاہتے بلکہ سخت نفرت کرتے ہیں تاہم اللہ تعالیٰ انھی میں سے جس کو چاہے گا انتخاب کر کے اپنی طرف کھینچ لے گا اور اپنے کام میں لگا لے گا اور جو اس کی طرف جھکیں گے ان کو اپنی طرف راستہ دکھادے گا مطلب یہ کہ جو لوگ ذرہ بھی دل میں خدا کی محبت یا خوف کو جگہ دیں گے ان کو راہ نمائی کر دے گا۔ اس کے بعد ان میں سے جس کو اپنی مشیت کے مطابق چاہے گا برگزیدہ کرے گا۔ یہی مضمون پہلی کتابوں میں پہلے لوگوں کو بتلایا گیا تھا کہ کل اختیار اللہ تعالیٰ کو ہے مگر یہ موجودہ لوگ جو بعد آجانے پورے علم کے جدا جدا ہوئے ہیں تو محض آپس کی ضد اور حسد سے ہوئے ہیں اور اگر تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک وقت مقرر تک فیصلہ کا حکم نہ ہو چکا ہوتا یعنی علم الٰہی میں یہ مقدر نہ ہوتا کہ ان مخالفوں کے فیصلہ کے لئے ایک خاص وقت مقرر ہے تو ان میں مدت کا فیصلہ ہو چکا ہوتا یعنی سچوں اور جھوٹوں میں امتیازی نشان کیا جاتا مگر ایسا نہ کرنے میں مصلحت الٰہی ہے۔ تعجب اور حیرت کی بات تو یہ ہے کہ ان سے پہلے لوگوں کے بعد جو لوگ آسمانی اور الہامی کتاب کے وارث ہوئے ہیں وہی اس تعلیم سے جو اوپر مذکورہ ہوئی ہے سخت شک بلکہ انکار میں مبتلا ہیں۔ جب ان کو اصلی تعلیم اس کتاب کی سنائی جاتی ہے تو انکار کر جاتے[۲] ہیں۔ پس اے نبی! تو اس حقانی تعلیم کی طرف لوگوں کو بلاتا رہیو۔

---

[۱] اس میں ارشاد الٰہی وما امروا الالیعبدوا اللہ مخلصین له الدین حنفاء ویقیموا الصلوة ویوتوا الزكوة ذلك دین القیمة کی طرف اشارہ ہے ۱۲ منہ

[۲] اس کی مثال آج کل کے مسلمانوں میں بھی ملتی ہے جو قرآن مجید کی اصلی تعلیم توحید و سنت سے متنفر اور شرک و بدعت میں راغب جب ان کو اصلی تعلیم سنائی جاتی ہے تو اعراض کر جاتے ہیں اور سنانے والے کو برے بھلے بول سے یاد کرتے ہیں۔ ہماری اس توجیہ میں منہ کی ضمیر کا مرجع کہیں دور تلاش کرنے کی نہیں بلکہ وہی الکتاب ہے جو اور ثوا الکتاب میں مذکور ہے اس توجیہ میں ان کی تحقیر اور تذلیل زیادہ ہے۔

وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ ۚ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ

اور جیسا تجھے حکم ہے پختہ رہیو اور ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کریو اور کہیو میں اس کتاب پر ایمان لایا جو اللہ نے

وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ۖ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۖ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۖ لَا حُجَّةَ

اتاری ہے- اور مجھے حکم ہوا ہے کہ میں تم لوگوں میں عدل کروں اللہ میرا اور تمہارا رب ہے ہمارے کام ہم کو اور تمہارے کام تم کو ہوں گے

بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ۖ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۵﴾ وَالَّذِيْنَ يُحَآجُّوْنَ فِي اللّٰهِ

ہم میں اور تم میں تکرار کی کوئی وجہ نہیں اللہ ہم کو اور تم کو ایک جگہ جمع کر دے گا اسی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے جو لوگ خدا کی خدائی تسلیم ہونے کے بعد

مِنْۢ بَعْدِ مَا اسْتُجِيْبَ لَهٗ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ

کٹ حجتیں کرتے ہیں ان کی حجتیں خدا کے پاس ہیں اور ان پر خدا کا غضب ہے اور ان کے

وَّلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ﴿۱۶﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ ۖ وَمَا

لئے سخت عذاب ہے اللہ وہ ذات پاک ہے جس نے یہ کتاب سچی تعلیم کے ساتھ اتاری ہے اور اسی نے میزان

يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ ﴿۱۷﴾

عدل نازل کی ہے تجھے کیا معلوم قیامت کی گھڑی شاید قریب ہو

اور جیسا تجھے حکم ہے اس کام پر پختہ اور مضبوط رہیو اور ان مخالف لوگوں کو خواہشات کی پیروی نہ کریو اور اگر تیرے مخالف تجھ کو اپنی طرف بلا دیں تو کہیو میں اس کتاب پر ایمان لایا جو اللہ نے اتاری ہے اور اس کے سوا میں کسی اور کو نہیں مانتا- اور تجھے حکم ہوا ہے کہ میں تم لوگوں کے اختلافات میں عدل کے ساتھ فیصلہ کروں چونکہ اللہ تعالیٰ ہمارا اور تمہارا رب ہے اور ہمارے کام ہم کو اور تمہارے کام تم کو ہوں گے' اس لیے ہم میں اور تم میں تکرار کی کوئی وجہ نہیں ہوئی جب ہم تم اس کے غلام ہیں اور وہ ہمارا مولا ہے تو پھر جھگڑا کیسا؟ اللہ ہم کو اور تم کو ایک جا جامع کر دے گا وہیں ہمارے اختلافات کا فیصلہ ہو گا اسی کی طرف ہم سب کو لوٹ کر جانا ہے- گویا ہم اور تم ایک باپ کے بیٹے اور ایک دادا کی اولاد ہیں جو کچھ ہم میں اختلاف کی وجہ سے علیحدگی پیدا ہو گئی ہے' وہ عارضی ہے- اللہ تعالیٰ ان سب اختلافات کا فیصلہ کر دے گا اس فیصلہ کا خلاصہ یہ ہے کہ جو لوگ دنیا میں خدا کی خدائی تسلیم ہونے بعد کٹ حجتیں نکالتے ہیں کبھی اس سے انکار کرتے ہیں کبھی اس کے شریک بناتے ہیں' ان کی حجتیں خدا کے پاس بالکل بودی ہیں اور ان پر خدا کا غضب ہے اور ان کے لیے سخت عذاب ہے- سنو! تم مسلمانوں کو اس سے مطمئن رہنا چاہیے کہ خدائی وعدے کس طرح پورے ہوں گے- کیونکہ اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے یہ کتاب سچی تعلیم کے ساتھ اتاری ہے- اور اسی نے میزان عدل نازل کی ہے میزان عدل ہی ایسی چیز ہے کہ دنیا کو اخلاق حسنہ سے آراستہ پیراستہ کر سکتی ہے وہ کیا ہے سنو! اعدلو هوا قرب للتقوى ہر کام میں عدل وانصاف کیا کرو عدل ہی تم کو بہت جلد تقوی کی منزل کے قریب لے جائے گا- پس یقین رکھو کہ جس خدا نے یہ کتاب اور یہ میزان اتارے ہیں' وہی اس کی اشاعت کا ذمہ دار ہے- تمہارے فکر سے کیا بنتا ہے اور کیا بنے گا؟ تمہارا کام صرف یہ ہے کہ جو تم کو حکم ہوتا ہے کیے جاؤ' اور اس فکر میں نہ لگو کیا ہو گا؟ اے نبی تو تو بالکل اس سے بے فکر رہ کر عبادت الٰہی میں لگا رہا کر تجھے کیا معلوم قیامت کی گھڑی شاید قریب ہو-

يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِهَا ۚ وَالَّذِينَ آمَنُوا مُشْفِقُونَ مِنْهَا وَيَعْلَمُونَ

جو لوگ اس پر ایمان نہیں رکھتے وہ اس کے لیے جلدی کرتے ہیں جو لوگ اس کا یقین رکھتے ہیں وہ اس سے ڈرتے رہتے ہیں اور

أَنَّهَا الْحَقُّ ۗ أَلَا إِنَّ الَّذِينَ يُمَارُونَ فِي السَّاعَةِ لَفِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ ﴿١٨﴾ اللَّهُ لَطِيفٌ

جانتے ہیں کہ وہ ضرور ہوگی- سنو! جو لوگ قیامت کی گھڑی میں شک کرتے ہیں' وہ دور گمراہی میں ہیں اللہ اپنے بندوں

بِعِبَادِهِ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ ۖ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ ﴿١٩﴾ مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ

پر بڑا مہربان ہے جس کو چاہتا ہے رزق دیتا ہے اور وہ بڑا زور آور غالب ہے جو کوئی آخرت کی کھیتی چاہتا ہے ہم اس

الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ ۖ وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَا لَهُ

کی کھیتی میں برکت دیتے ہیں- اور جو کوئی صرف دنیا کی کھیتی چاہتے ہیں ہم ان کو بھی دیتے ہیں- مگر آخرت

فِي الْآخِرَةِ مِنْ نَصِيبٍ ﴿٢٠﴾ أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ

میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہوگا- کیا ان لوگوں کے شریک ہیں جنھوں نے ان کو دین میں ایسے کاموں کی اجازت دے رکھی

بِهِ اللَّهُ ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۗ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٢١﴾

ہے' جن کی بابت خدا نے حکم نہیں بھیجا' اگر فیصلہ کا حکم نہ ہوا ہوتا تو ان کے درمیان فیصلہ کیا جاتا- اور ظالموں کو سخت دکھ کا عذاب ہوگا

جو لوگ اس پر ایمان نہیں رکھتے وہ اس کے لیے جلدی کرتے ہیں- شب روز ان کا یہی تقاضا ہے کہ کب ہوگی کب ہوگی یہ بھی نہیں کہ اس کے خوف سے بلکہ محض مخول سے- ہاں جو لوگ اس کا یقین رکھتے ہیں وہ اس سے ہر حال ڈرتے رہتے ہیں اور دل سے جانتے ہیں کہ وہ ضرور ہوگی- سنو! جو لوگ قیامت کی گھڑی میں شک کرتے ہیں وہ دور از حق گمراہی میں ہیں' مگر خدا بھی اپنے بندوں پر مہربان ہے- بہت سی خطاؤں سے چشم پوشی کر کے جس کو چاہتا ہے فراخ رزق دیتا ہے اور اور وہ اپنی ذات خاص میں بڑا زور آور غالب ہے- اے نبی! ہمارا غلبہ قدرت بندوں کو مقہور اور مظلوم بنانے کے لیے نہیں- بلکہ با قاعدہ اپنی قدرت کے ماتحت چلانے کو ہے- سنو! ہم اپنے ایک قاعدہ کا اعلان کرتے ہیں جو کوئی آخرت کی کھیتی چاہتا ہے یعنی ان کو یہ فکر ہے کہ میری دوسری زندگی درست ہو جائے اسی دھن میں لگا رہتا ہے ہم بھی اس کی کھیتی میں برکت دیتے ہیں یعنی اس کو توفیق دیتے ہیں کہ وہ اعمال صالحہ کرے اور جو کوئی صرف دنیا کی کھیتی یعنی دنیوی فوائد چاہتے ہیں' ہم ان کو بھی اپنی مشیت کے مطابق جتنا چاہتے ہیں دے دیتے ہیں مگر آخرت کی زندگی میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہوگا غرض اس سخت ضرورت کے وقت وہ بے نصیب رہے گا- ان لوگوں کو اس بات کی سمجھ نہیں کہ جو کام بوقت ضرورت کام آئے وہ اچھا ہے یا جو اکارت جائے وہ اچھا؟ کون دانا پچھلی بات کہے گا؟ پھر جو یہ لوگ راہ راست پر نہیں آتے کیا ان لوگوں کے بنائے ہوئے شریک اللہ کی سلطنت میں واقعی شریک ہیں؟ جنھوں نے ان کو دین میں ایسے کاموں کی اجازت دے رکھی ہے جن کی بابت خدا نے حکم نہیں دیا اللہ تو فرمائے توحید اختیار کرو- یہ اس کے برعکس شرک اختیار کریں اللہ فرمائے- نیک اعمال کرو- یہ اس کے برعکس بد اعمال کریں اگر فیصلہ کا حکم پہلے صادر نہ ہوا ہوتا کہ حقیقی فیصلہ قیامت کے روز ہوگا تو اسی دنیا میں ان کے درمیان فیصلہ کیا جاتا- مطیعوں اور مجرموں میں امتیازی نشان لگایا جاتا- گو فیصلہ کا دن ابھی دور ہے لیکن فیصلہ کا طریق ابھی بتلائے دیتے ہیں کہ نیک کار موحد خدا کے ہاں مقبول ہوں گے- اور ناخدا ترس ظالموں کو سخت دکھ کا عذاب ہوگا-

تَرَى الظّٰلِمِیْنَ مُشْفِقِیْنَ مِمَّا كَسَبُوْا وَهُوَ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ؕ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

تو دیکھے گا کہ ظالم لوگ اپنے کئے ہوئے سے ڈریں گے اور وہ ان پر ضرور آن پڑے گا اور جن لوگوں نے ایمان لاکر نیک کام کئے ہیں

الصّٰلِحٰتِ فِیْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ ۚ لَهُمْ مَّا یَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ هُوَ

وہ اعلیٰ درجہ کے باغوں میں ہوں گے' ان باغوں میں جو وہ چاہیں گے ان کو ان کے رب کی طرف سے ملے گا' یہی تو خدا

الْفَضْلُ الْكَبِیْرُ ﴿۲۲﴾ ذٰلِكَ الَّذِیْ یُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ

کا بڑا فضل ہے- یہی نعمت ہے جس کی اللہ اپنے ایماندار' نیکوکار بندوں کو خوش خبری دیتا ہے-

قُلْ لَّاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی ؕ

تو کہہ میں اس کام پر تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگتا مگر رشتہ داری کی محبت

اے دیکھنے والے! تو اس وقت دیکھے گا کہ ظالم لوگ اپنے کئے ہوئے بداعمال کے بدلے کو دیکھ کر دور سے ڈریں گے اور اس سے بچنا چاہیں گے لیکن بچ نہ سکیں گے اور وہ عذاب ان پر ضرور آن پڑے گا- نہ کہیں بھاگ سکیں گے نہ چھپ سکیں گے جب تک خدا کے ہاں سے رہائی کا حکم نہ ہو گا اسی میں مبتلا رہیں گے اور جن لوگوں نے ایمان لا کر نیک کام کئے ہیں وہ اعلیٰ درجے کے باغوں میں ہوں گے ان باغوں میں جو وہ چاہیں گے ان کو ان کے رب کی طرف سے ملے گا یہی تو خدا کا بڑا فضل ہے- جسے ملے وہ اپنے آپ کو خوش قسمت جانے- یہی نعمت ہے جس کی اللہ تعالیٰ اپنے ایماندار نیکوکار بندوں کو خوش خبری دیتا ہے مگر یہ لوگ ایسے ضدی ہیں کہ کسی کی سنتے ہی نہیں الٹے مخالفت پر اڑے ہیں- اس لیے اے نبی! تو ان کو کہہ میں تم کو محض نیک نیتی اور تمہاری اصلاح کی غرض سے تم کو تبلیغ کرتا ہوں ورنہ میں اس کام پر تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگتا- جو مانگوں وہ اپنے پاس رکھو مگر میرے پاس رشتہ داری کے تعلقات اور قرابت کی محبت کا تو لحاظ[1]

---

[1] بعض لوگوں خصوصاً شیعہ گروہ نے اس آیت کے سمجھنے میں غلطی کھائی ہے- کہتے ہیں مودۃ فی القربیٰ سے مراد ہے آل نبی کی محبت یعنی رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ تو ان کافروں کو کہہ دے کہ میں تم سے اور کچھ نہیں مانگتا صرف یہ مانگتا ہوں کہ میرے قرابت داروں (اولاد) سے محبت کیا کرو- محبت اہل بیت کا مسئلہ الگ رکھا جائے (کیونکہ اس میں اختلاف نہیں) اور آیت موصوفہ کو بقاعدہ عربی اور باصطلاح قرآن مجید دیکھا جائے تو مطلب بالکل صاف ہے القربیٰ مصدر ہے معنی قرابت- اس لیے اس پر ذو اور ذا مضاف کی صورت میں آتے ہیں چنانچہ ارشاد ہے ﴿اٰت ذا القربیٰ حقه﴾ اس میں قرابت سے مراد وہی قرابت ہے جس کا تعلق مخاطب سے ہے- ایسی قرابت مراد نہیں ہو سکتی جس سے مخاطب بالکل بے تعلق ہو- مثلاً ہم اپنی زبان میں بطور وعظ کہیں مسلمانو! قرابت داروں کے حقوق ادا کیا کرو- تو مراد اس سے یہی ہو گی کہ مخاطبو! اپنے قرابتداروں سے سلوک کیا کرو- یہ نہیں کہ واعظ کے قرابتداروں کے حقوق ادا کرو- ایسا کہنا قطع نظر خود غرضی کے کچھ موزوں بھی نہیں پس معنے آیت موصوفہ کے وہی صحیح ہیں جو ہم نے تفسیر میں کئے ہیں ان معنے کی تائید دوسری آیت سے ہوتی ہے جس میں کفار کی مذمت ان لفظوں میں کی گئی ہے- لا یرقبون مومن الا و لا ذمة (پ ۱۰ ع ۸) یہ کفار مومن کے حق میں نہ رشتہ کا لحاظ کرتے نہ وعدہ کا- ایسے لوگوں کو کہا گیا ہے کہ میں تو کفار سے کوئی بدلہ نہیں مانگتا ہاں اتنا ضرور کہتا ہوں کہ اور کچھ نہیں میرے اور اپنے رشتہ کے تعلق کا لحاظ تو ضرور رکھو-

ان معنے سے الا المودة مستثنیٰ منقطع ہی ہو گا جیسے ان معنے سے بھی منقطع ہے- اللہ علم (منہ)

وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ

جو کوئی نیکی کا کام کرے گا ہم اس کی نیکی میں اور نیکی بڑھائیں گے اللہ بڑا بخشنے والا قبول کرنے والا ہے۔ کیا یہ کہتے ہیں

افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۚ فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰي قَلْبِكَ ۭ وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ

اس نے اللہ پر افترا لگایا ہے اگر اللہ چاہے تو تیرے دل پر مہر لگا دے اور باطل کو مٹا دے اور خدا

وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ

اپنے احکام سے ثابت رکھا کرتا ہے وہ سینوں کے بھیدوں سے بھی واقف ہے اور وہی ہے جو اپنے

يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝ وَ

بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور ان کی برائیاں معاف کردیتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اس کو جانتا ہے اور

يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ وَ

جو لوگ ایمان لاتے اور نیک اعمال کرتے ہیں خدا ان کو قبول کرتا ہے اور خدا ان کو زیادہ اپنے فضل سے دیتا ہے

الْكٰفِرُوْنَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۝

اور کافروں کے لئے سخت عذاب ہے

کرو' بالکل اغیار اعداء نہ بن جاؤ- سنو! میرا بھیجنے والا فرماتا ہے جو کوئی نیکی کا کام کرے گا ہم (خدا) اس کی نیکی میں اور نیکی بڑھائیں گے- یعنی اس کی نیکی بعض دفعہ اور نیکی کا سبب بن جاتی ہے اور اس کے گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا قبول کرنے والا ہے-وہ کسی کی نیکی خواہ ذرے جتنی ہو ضائع نہیں کرتا-اس کی رحمت کے امیدوار رہنا چاہئے-کیا ان لوگوں کو دیکھ کر بھی کوئی کہہ سکتا ہے ؟ کہ یہ بھی خدا کی رحمت کے امیدوار ہیں جو رسول کی اطاعت کرنے کی بجائے الٹے کہتے ہیں اس نے نبوت کا دعویٰ کر کے اللہ پر افترا لگایا جو کہتا ہے میں رسول ہوں حالانکہ رسول نہیں ہے- سوایسی صورت میں اللہ چاہے تو اے نبی! تیرے دل پر مہر لگادے اور جو تو نے از خود بنایا ہو اس باطل کو مٹادے ایسا کہ اس کا نام نہ چھوڑے مگر ایسا تو جب کرے کہ واقعی تو نے افترا کیا ہو اور خدا کے ذمہ جھوٹ لگایا ہو کیونکہ خدا تعالیٰ اپنے قدرتی احکام کے زور سے حق کو ثابت رکھا کرتا ہے کوئی شخص کتنا ہی بنے مگر اس سے کسی کی اصلیت مخفی نہیں کیونکہ وہ سینوں کے بھیدوں سے بھی واقف ہے لہذا اس سے کسی کا کھوٹ اور اخلاص چھپ نہیں سکتا اور وہی ذات پاک ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور ان کے گناہ معاف کر دیتا ہے کیونکہ وہ ازراہ اخلاص توبہ کرتے ہیں اور جو کچھ تم کرتے ہو اس کو خوب جانتا ہے- تمہارے اعمال کا نتیجہ تم کو پورا دے گا اور جو لوگ ایمان لاتے اور نیک اعمال کرتے ہیں خدا ان کے اعمال صالحہ کو قبول کرتا ہے اور ان کے اعمال صالحہ کے اندازہ سے بھی ان کو زیادہ اپنے فضل سے دیتا ہے کیونکہ ان میں اخلاص علیٰ وجہ الکمال ہوتا ہے- یہ اسی اخلاص کا نتیجہ ہے اور کافروں کے لیے سخت عذاب ہے کیونکہ وہ خدا سے تعلق نیاز نہیں رکھتے-اسی کی ان کو سزا ملے گی بغور دیکھو تو انسان عجیب خصلت کا بھوت ہے-اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر رزق کی تنگی ڈالی جائے

وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ ؕ

اگر اللہ اپنے بندوں پر رزق فراخ کردے تو زمین میں بغاوت کریں مگر وہ اندازہ کے ساتھ جس قدر چاہتا ہے نازل کرتا ہے

اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۲۷﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَ

بے شک وہ اپنے بندوں کے حال سے خبردار اور نگران حال ہے- وہی خدا ہے جو لوگوں کی مایوسی کے بعد بارش

يَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ ؕ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۸﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَمَا

اتارتا ہے اور اپنی رحمت پھیلاتا ہے- وہی والی اور محمود ہے اور اس کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمینوں کا پیدا کرنا ہے

بَثَّ فِيْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ ؕ وَهُوَ عَلٰى جَمْعِهِمْ اِذَا يَشَآءُ قَدِيْرٌ ﴿۲۹﴾ وَمَآ اَصَابَكُمْ

اور جو جاندار ان میں اس نے پھیلائے ہیں اور جب چاہے گا ان کو جمع کرلے گا اور جو کچھ تم کو تکلیف پہنچتی

مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ

ہے یہ سب تمہارے اعمال کا نتیجہ ہے

تو بس گھبراتے اور اگر وہ کسی وقت اپنے بندوں کے ساتھ رزق فراخ کردے تو زمین میں بغاوت کردیں- یقین جانو کہ خدا کے پاس تو سب کچھ ہے مگر وہ اندازے کے ساتھ جس قدر چاہتا ہے نازل کرتا ہے- بے شک وہ اپنے بندوں کے حال سے خبردار اور نگران حال ہے اسی لیے تو اس نے بندوں کے رزق کا انتظام اپنے ہاتھ میں رکھا ہوا ہے- کیا تمہیں معلوم نہیں وہی خدا ہے جو لوگوں کی مایوسی کے بعد بارش اتارتا ہے جب لوگ بے امید ہو جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ موسم بارش ختم ہو گیا انجرات مائیہ معدوم ہو گئے تو اس وقت خدا اپنی رحمت بشکل پانی اتارتا ہے جس سے دنیا آباد اور شاداب ہو جاتی ہے انسانوں اور حیوانوں کی غذا بنتی ہے کیونکہ اللہ اپنی سب مخلوق کا والی کارساز ہے ان کی حاجتوں کو جانتا ہے اس لیے وہ ان کی ہر ایک ضرورت کو پورا کرتا ہے- یہ لوگ اگر اس کی ولایت اور مالکیت سے منہ پھیرے ہوئے ہیں تو اس سے اس کا کوئی نقصان نہیں- وہ بذات خود محمود اور تعریفات کا مستحق ہے اور سنو گو اس کا اقرار دلوں میں مرکوز ہے اور دنیا میں کوئی بھی اس کا منکر نہیں ہو سکتا جو ہے اس کا بھی دل اقراری ہے جیسا کہ کسی نیک دل شاعر نے کہا ہے ؎

مسلم نے حرم میں راگ گایا تیرا ہندو نے صنم میں جلوہ چاہا تیرا
دہری نے کیا دہر سے تعبیر تجھے انکار کسی سے بر نہ آیا تیرا

تاہم بطور مزید تشفی کے اظہار ہے کہ اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمینوں کا پیدا کرنا ہے اور جو کسی قسم کے جاندار ان میں اس نے پھیلائے ہیں یہ سب اس کی قدرت اور ہستی کے گواہ اور ثبوت ہیں بلکہ زمین کی انگوریاں اور سبز درخت اور درختوں کا ایک ایک پتہ بھی اسکی کمال قدرت کا اظہار کر رہا ہے- کیا تم نے ایک بزرگ کا قول نہیں سنا جو کہہ گیا ہے ؎

برگ درختاں سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفتریست معرفت کردگا

اس کی قدرت یہیں پر ختم نہیں بلکہ وہ سب کچھ کر سکتا ہے اور جب چاہے گا بعد موت بھی ان کو جمع کرلے گا اس کے قبضہ تامہ کا ذکر اور سنو جو کچھ تم کو تکلیف پہنچتی ہے خواہ از قسم بدنی ہو یا از قسم روحانی- یہ سب کچھ تمہارے اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے کبھی تو شرعی اعمال میں ان سے غلطی ہوتی ہے کبھی قدرتی قانون کا تم خلاف کرتے ہو- مثلاً شراب خوری اور زناکاری دو فعل ہیں دونوں شرعی گناہ ہیں مگر ساتھ ہی اس کے قدرتی قانون کی خلاف ورزی بھی ہے- اس لیے اس

وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ ﴿٣٠﴾ وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ ۖ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ

اور بہت سے قصور معاف بھی کردیتا ہے اور تم خدا کو زمین میں عاجز نہیں کرسکتے ہو اور نہ اللہ کے سوا تمہارا

اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ﴿٣١﴾ وَمِنْ آيَاتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ ﴿٣٢﴾ إِنْ يَشَأْ

کوئی والی ہے اور نہ کوئی حمایتی اور ٹیلوں جیسے بڑے جہاز پانی پر تیرتے ہیں اس کے نشانات میں سے ہیں۔ اگر خدا

يُسْكِنِ الرِّيحَ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلَىٰ ظَهْرِهِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِكُلِّ صَبَّارٍ

چاہے تو ہوا کو ٹھہرا لے پھر وہ جہازات سمندر میں کھڑے رہ جائیں۔ بے شک ہر صابر و شاکر کے لئے اس میں بڑے نشان

شَكُورٍ ﴿٣٣﴾ أَوْ يُوبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوا وَيَعْفُ عَنْ كَثِيرٍ ﴿٣٤﴾

ہیں یا ان کے اعمال بد کی وجہ سے ان کو غرق کردے اور بہت سے گناہوں سے درگذر کر دے

جرم پر دو قسم کی سزائیں ہوتی ہیں شرعی سزا تو وہ ہے جو حاکم وقت کی طرف سے ملے یا آخرت سے ملے گی قدرتی سزا یہ ہے کہ اس بد پرہیزی سے آتشک ہو جاتا ہے یا جگر وغیرہ اعضاء رئیسہ خراب ہو جاتے ہیں یہ تکلیف قدرتی قانون کے تحت ہوتی ہے اس کا دینے والا کوئی دنیاوی قانون یا بادشاہ نہیں جو بے خبری یا عدم ثبوت کی وجہ سے سزا نہ دے سکے بلکہ قانون قدرت ہے جو ہر چیز کے اندر حکمران ہے۔ اس لیے وہ اپنا حکم فوراً جاری کرتا ہے اور خدا کی مہربانی دیکھو کہ وہ تمہارے بہت سے قصور جو تم خلاف شریعت اور قانون قدرت کی خلاف ورزی میں کرتے ہو معاف بھی کر دیتا ہے یعنی بعض ایسی بداعتدالیاں بھی تم سے ہو جاتی ہیں جن کی تلافی کا سامان اس نے محض اپنی قدرت سے مہیا کر رکھا ہے تاہم تم لوگ اس کے ہو کر نہیں رہتے بلکہ اس کے قوانین کی مخالفت کرتے ہو اور اس مخالفت میں سمجھتے ہو کہ خدا کی مقرر کردہ سزا سے بچے رہو گے۔ ہرگز نہیں کیونکہ تم خدا کو عاجز نہیں کر سکتے ہو کہ وہ تمہیں پکڑنا چاہے اور پکڑ نہ سکے اور نہ اللہ کے سوا تمہارا کوئی والی ہے اور نہ حمایتی جو تم کو اس کے عذاب سے بچائے۔ پس بہتر ہے کہ تم لوگ اسی کے ہو کر رہو ورنہ پھر خیر نہیں اور سنو ٹیلوں جیسے بلند بڑے بڑے جہاز جو باوجود اپنی بلندی کے پانی پر صاف تیرتے ہیں یہ سب اسی خدا کی قدرت کے نشانات میں سے نشان ہیں۔ دیکھو خدا ہی نے لکڑی کو ایسا بنایا کہ وہ پانی پر تیر سکے پانی کو ایسا بنایا کہ وہ لکڑی کو اٹھائے۔ لوہے کو ایسا بنایا کہ لکڑی کا وزن ٹھیک رکھے سب سے بالاتر ہوا کو ایسا بنایا کہ تمام کو دھکیل کر لے جائے۔ یہ مت سمجھو کہ یہ چیزیں اپنا فعل کرنے میں خود مختار ہیں۔ نہیں اگر خدا چاہے تو ہوا[1] کو ٹھہرا لے پھر وہ جہازات اور کشتیاں سمندر میں کھڑی رہ جائیں۔ بے شک اس واقعہ میں بڑے نشان ہیں صابروں اور شکر گزاروں کے لئے۔ جہازوں پر سیر کرنے والوں کو کبھی تکلیف اور کبھی راحت ہوتی رہتی ہے۔ تکلیف پر صبر کرنا اور راحت پر شکر کرنا ایک مذہبی فرض ہے۔ بے شک ہر صابر و شاکر کے لئے اس واقعہ میں قدرت کے بڑے نشان ہیں وہ اپنی دونوں حالتوں میں خدا کی طرف جھکتے ہیں اور دل سے یقین رکھتے ہیں کہ خدا کو سب قدرت ہے۔ ان جہازوں کو پار اتارے یا چاہے تو ان لوگوں کے اعمال بد کی وجہ سے ان کو غرق کر دے۔ وہ سب کچھ کر سکتا ہے اور چاہے تو بہت سے گناہوں سے درگزر کرے۔ ایسے حال میں اس کی قدرت کا کرشمہ خوب ظاہر ہو۔

---

[1] یہاں یہ سوال پیدا ہو گا کہ آج کل جہاز ہوا سے نہیں چلتے بلکہ انجنوں کی طاقت سے چلتے ہیں پھر ہوا کے رکنے سے ان پر کیا اثر ہوا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ انجنوں کی بھاپ ہوا ہی ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں الریح کا لفظ اس ریح کو بھی شامل ہے (منہ)

وَّيَعْلَمَ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا ۭ مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ۝ فَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ

اور جو لوگ ہمارے حکموں کا مقابلہ کرتے ہیں ان کو معلوم ہو جائے گا کہ ان کو کہیں بھی پناہ نہیں- جو کچھ تم کو ملا ہے یہ

شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰي

دنیا کی زندگی کا سامان ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ بہت اچھا اور دیرپا ہے ان لوگوں کے لئے جو

رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰۗىِٕرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا

اللہ پر ایمان لائے اور اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں اور جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کی باتوں سے بچتے رہتے ہیں اور

مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۠

جب وہ خفا ہوتے ہیں فوراً بخش دیتے ہیں اور جو اپنے رب کا حکم مانتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں

وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ۠ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝

اور ان کے کام آپس کے مشورہ سے ہوتے ہیں اور ہمارے دیئے میں سے خرچ کرتے ہیں

اور جو لوگ ہمارے حکموں کا مقابلہ کرتے ہیں ان کو معلوم ہو جائے گا کہ اگر خدا ہمارا مواخذہ کرے تو ان کو کہیں بھی پناہ نہیں ملے گی- خدائی احکام کا مقابلہ انسان اس لیے بھی کرتا ہے کہ اس کے پاس مال ودولت کافی ہوتا ہے وہ جانتا ہے کہ مجھے کیا ضرورت ہے کہ خدا کا حکم مانوں- پس ایسے لوگوں کو سنادو کہ جو کچھ تم کو ملا ہے جس پر تم اتراتے ہو یہ صرف دنیا کی زندگی کا سامان ہے- اس کی مثال ایسی سمجھو کہ سفر میں چند آدمی جارہے ہیں کوئی ریل پر ہے کوئی گھوڑا گاڑی پر' کوئی موٹر پر' کوئی بیل گاڑی پر' کوئی پیدل' مگر منزل مقصود پر پہنچ کر سب برابر ہوتے ہیں- اسی طرح مختلف مراتب کے انسان اس سطح دنیا پر تو امتیاز رکھتے ہیں' یہ امتیازات سب موت کے کنارہ تک ہیں اس کے بعد حیثیت انسانیہ میں سب برابر اور اعمال میں مختلف- اس وقت جان لیں گے کہ جو نیک کاموں کا بدلہ اللہ کے پاس ہے وہ بہت اچھا اور بہت دیرپا ہے ان لوگوں کے لیے جو اللہ پر ایمان لائے اور اپنے ہر کاموں میں اپنے رب پر کامل بھروسہ رکھتے ہیں اور ان لوگوں کے لیے اچھا بدلہ ہے جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کی باتوں سے بچتے رہتے ہیں یہ تو ان کا مذہبی پہلو ہوتا ہے اور اخلاقی پہلو اس کا یہ ہے کہ جب وہ کسی ذاتی کام میں کسی شخص پر خفا ہوتے ہیں تو اللہ کے خوف سے فوراً بخش دیتے ہیں- یہ نہیں کہ سال ہا سال تک اس رنج کو لیے جائیں پشت ہا پشت ختم ہو جائیں مگر رنج دور نہ ہو اور ان لوگوں کے لیے خدا کے ہاں اجر دائمی اور نیک ہے جو اپنے رب کا حکم مانتے ہیں اور نماز قائم رکھتے یعنی باجماعت پڑھتے ہیں اور ان کے ذاتی خصوصاً قومی بالخصوص سیاسی کام آپس کے مشورے[1] سے ہوتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ دنیا میں کوئی انسان عقل کل نہیں اس لیے خود رائی سے کام کرنے میں غلطی کا ہونا بہت اقرب اور آسان ہے بہ نسبت مشورہ کے- اس لیے یہ لوگ مشورہ سے کام کرتے ہیں- گویا یہ کام ان کا دنیاوی ہوتا- ہم چونکہ ماتحت حکم شرعی کے کرتے ہیں اس لیے اجر کے مستحق ہوتے ہیں اور ہمارے دیئے میں سے نیک کاموں میں خرچ کرتے رہتے ہیں- یعنی وہ دیتے ہوئے اس خیال کو مدنظر رکھتے ہیں کہ یہ مال جو ہم دیتے ہیں بلکہ وہ بھی جو اس دینے کے بعد ہمارے پاس رہا ہے یہ سب

---

[1] مسئلہ خلافت

مسلمانوں کے دو گروہوں (سنی شیعوں) میں یہ ایک مسئلہ عرصہ سے دیرینہ متنازع چلا آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کے خلفاء ثلاثہ راشدین تھے یا غاصبین- سنی فرقہ ان کو راشد یعنی مستحق خلافت جانتے ہیں اور شیعہ ان کو

وَالَّذِيْنَ إِذَآ أَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ۝

اور وہ لوگ کہ جب ان پر ظلم ہوتا ہے تو بدلہ لے لیتے ہیں

خدا ہی کا دیا ہوا ہے اس لیے ان کو اس کا دینا ناگوار نہیں ہوتا اور سنو بعض لوگوں کا خیال ہے کہ خدا کے برگزیدہ بندے بننے کے لیے یہ ضروری ہے کہ جو کوئی جتنا چاہے ظلم کرے وہ سر نہ اٹھائے نہ بدلہ لے- یہ اس کا خیال غلط ہے اس لیے ہم اعلان کرتے ہیں کہ وہ لوگ بھی خدا کے نیک بندے ہیں کہ جب ان پر کسی کی طرف سے ظلم وستم ہوتا ہے تو بغرض دفع ظلم

غاصب کہتے ہیں بغور دیکھا جائے تو یہ اختلاف در حقیقت ایک اصولی اختلاف پر مبنی ہے یعنی نصب خلیفہ کا طریق کیا ہے- شیعہ کہتے ہیں نصب خلیفہ کا طریق نص ہے- یعنی رسول اللہ ﷺ خود خلیفہ مقرر کریں اور ان کے بعد ان کا خلیفہ اپنا جانشین مقرر کرے علیٰ ھذا القیاس- چونکہ بقول شیعہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ کو اپنا خلیفہ مقرر کر دیا تھا پس وہ خلیفہ ہوئے اور جنہوں نے ان کو خلافت سے ہٹا کر قبضہ کیا وہ غاصب ٹھہرے- اہل سنت کہتے ہیں کہ انتخاب کا طریقہ وہی ہے جو اس آیت میں مذکورہ ہے- فرمان الٰہی ہے کہ مسلمانوں کے کام باہمی مشورے سے ہوتے ہے یعنی مشورے سے ہونے چاہئیں **امرھم شوری بینھم** مطلب اس آیت کا عام ہے جس کی طرف ہم نے تفسیر میں اشارہ کیا ہے- مراد یہ ہے کہ مسلمانوں کو سیاست میں جمہوریت اور مشورہ سے کام کرنا سکھایا ہے جو مطلب آیت کا اہل سنت بتاتے ہیں خوشی کا موقع ہے کہ یہی مطلب فریقین کے مسلمہ بزرگ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بتایا ہے- چنانچہ حضرت ممدوح کے الفاظ ہم بروایت شیعہ نقل کرتے ہیں- ناظرین اس سے اندازہ لگا سکیں گے کہ مسئلہ خلافت عرصہ سے طے شدہ ہے جس کی تفصیل بعد حوالہ مذکور ہم کریں گے-

حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے خطبے اور خطوط ایک کتاب کی صورت میں جمع کئے ہوئے ہیں جس کا نام "نہج البلاغہ" ہے یہ کتاب شیعہ گروہ کے نزدیک قرآن نہیں تو عزت میں کم بھی نہیں- اس کتاب میں ایک خط حضرت ممدوح کا ہے جو دراصل نصب خلیفہ کے لیے ایک اصول ہے- حضرت موصوف نے اپنی خلافت حقہ منوانے کے لیے امیر معاویہ کو ایک خط استدلالی صورت میں لکھا جس کے الفاظ یہ ہیں :

﴿انه بايعنی القوم الذين بايعوا ابابكر وعمر وعثمان علی ما بايعو هم عليه فلم يكن للشاهد ان يختار ولا للغائب ان يردو انما الشوریٰ للمهاجرين والانصار فان اجتمعوا علی رجل وسموه اما ماكان ذالك رضی فان خرج من امرهم خارج بطعن اوبدعة ردوه الی ما خرج منه فان ابی قاتلوه علی اتباعه غير سبيل المئومنين و ولاّه الله ما تولی﴾ (نهج البلاغة حصه : ۱- ص : ۷)

تحقیق مجھ سے ان لوگوں نے بیعت کی ہے جنہوں نے ابو بکر عمر' اور عثمان سے بیعت کی تھی اسی شرط پر کی ہے جس شرط پر انکے ساتھ کی تھی پس نہ حاضر کو اب اسکے بر خلاف رائے دینے کا حق ہے نہ غیر حاضر کو رد کرنے کی اجازت ہے سوائے اسکے کوئی بات نہیں کہ شوریٰ (اگزیکٹو کونسل) مہاجرین اور انصار کی ہے پس اگر وہ کسی شخص پر جمع ہو کر اسکا نام امام (خلیفہ) رکھیں تو خدا کے ہاں وہی پسندیدہ ہوگا- اگر کوئی بطور طعن یا بدعت کی وجہ سے ان (ممبران شوریٰ) کے فیصلہ سے نکل جائے تو وہ ممبران شوریٰ (یا اگزیکٹو کونسل کے ارکان) اس کو مجبور کر کے اسی حال میں واپس کریں گے جس سے وہ نکلا ہے اگر وہ اس میں آنے سے انکار کرے وہ اس سے لڑیں گے کیونکہ اس نے غیر مومنین کا راستہ اختیار کیا اور جدھر گمراہی کی طرف وہ پھرا خدا اسکو اسی طرف پھیرے گا (نہج البلاغہ حصہ ا' صفحہ ۷)

اس خط میں جو شوریٰ مہاجرین کا ذکر ہے وہ اسی آیت کا ماتحت ہے جس میں مسلمانوں کا طریق کار بتایا ہے ﴿امرھم شوریٰ بینھم﴾ پس یہ آیت اور یہ روایت مسئلہ خلافت کا صاف لفظوں میں فیصلہ کرتی ہے کہ خلیفہ کا نصب وعزل ممبران شوریٰ کے ہاتھ میں ہے چونکہ اصول یہی ہے کہ جس کسی کو مجلس شوریٰ اپنا خلیفہ بنادے وہی خلیفہ راشد ہے اور خلفائے اربعہ کو شوریٰ نے خلیفہ بنایا لہذا وہ خلیفہ راشد تھے- (۱۲ منہ)

وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى

برائی کا بدلہ برائی جتنا ہے جو کوئی معاف کر دیگے اور اصلاح کرے تو اس کا بدلہ اللہ کے

اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝

پاس ہے یقینا وہ ظالموں سے محبت نہیں کرتا

اور قیام امن[1] بدلہ لے لیتے ہیں مگر نہ اتنا بدلہ کہ ان کی طبیعت ان کو بتلائے بلکہ شرعی انداز سے جو یہ ہے کہ برائی کا بدلہ برائی جتنا ہے زیادہ نہیں۔ہاں اس میں شک نہیں کہ معاف کرنا اعلیٰ درجہ ہے۔اس لیے ہم اس کا اعلان کرتے ہیں کہ جو کوئی باوجود مظلوم ہونے کے معاف کر دے اور معافی کا ذریعہ بگاڑ کی اصلاح کرے تو اس کا بدلہ اللہ کے پاس ہے۔اس معافی کے عوض وہ اسکو معاف فرمائے گا۔ان شاء اللہ اور جو لوگ بجائے کسی کو معاف کرنے کے الٹے ظلم کرتے ہیں یقین جانو کہ

[1] قرآن مجید کے پارہ ۴ رکوع ۵ میں ارشاد ہے:

﴿اعدت للمتقین الذین ینفقون فی السرآء والضرآء والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین﴾

یعنی جنت ان متقیوں کے لئے تیار ہے جو آسانی اور تنگی ہر حال میں اللہ کی راہ میں خرچتے ہیں اور غصہ دبا جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کرتے ہیں اور اللہ ایسے نیکوکاروں کو محبت کرتا ہے۔

اس آیت میں معاف کرنے والوں کو مقام مدح میں ذکر فرمایا اور متقین کے ذیل میں لاکر ان کو متقین کا فرقرار دیا اور آیت زیر تفسیر میں بدلہ لینے والوں کو بھی مقام مدح میں درج کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ بدلہ لینا بھی قابل تعریف ہے۔

ان دونوں آیات میں تطبیق یہ ہے کہ بعض مواقع پر بدلہ لینا بھی اچھا ہوتا ہے۔شیخ سعدی مرحوم جو فلسفہ اخلاق کے اعلیٰ معلم ہیں اعلیٰ اخلاق کی یہ تعلیم دیتے ہیں ؎

بدی را بدی سہل باشد جزا اگر مردی احسن الی من اسا

یعنی برائی کا برا بدلہ آسان کام ہے۔اگر تو بہادر ہے تو برائی کرنے والے سے نیکی کر۔

باوجود اس اخلاقی تعلیم کے ان کے وسیع تجربہ نے ان کو اس کہنے پر بھی مجبور کیا۔

نکوئی بابداں کردن چناں ست کہ بد کردن بجائے نیک مرداں

یعنی برے لوگوں کے ساتھ نیکی کرنا اتنا جرم ہے جتنا نیکوں کے ساتھ برائی کرنا۔

ان دو مختلف تعلیموں کی کیا وجہ؟ یہ کہ دنیا میں مخالفت دو وجہ سے ہوتی ہے:

ایک صحیح واقعہ سے فریقین شریر نہیں مگر ایک فریق سے ایسا کام ہو گیا ہے جس سے دوسرے فریق کو رنج اور رنج سے عداوت تک نوبت پہنچی ہے۔ایسی صورت میں اگر کوئی اس کوشش میں ہو کہ میری طرف سے اس کی صفائی ہو جائے جس کی صورت یہ ہے کہ اس کی برائی کے بدلہ میں نیکی کرے تو اس کے دوسرے فریق کو بھی خیال ہو گا کہ میں غلطی پر ہوں۔یہ شخص دل سے میرا دشمن ہے یا کم سے کم اس کی شرافت اس کو اس کے ساتھ شرارت کرنے سے مانع ہو گی۔یہ تو ہے قسم اول۔

دوسری قسم کی دشمنی ان لوگوں کی طرف سے ہوتی ہے جو ذاتی طور پر بد اطوار اور شریر ہوتے ہیں جن کی شان میں یہ اخلاقی شعر موزوں ہے

نیش عقرب نہ از پئے کین است بمقتضائے طبیعتش ایں است

وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝ اِنَّمَا السَّبِيْلُ
جو اپنی مظلومی کے بعد بدلہ لیں تو ان لوگوں پر الزام نہیں البتہ الزام ان لوگوں پر

عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ اُولٰٓئِكَ
ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور ملک میں ناحق فساد پھیلاتے ہیں انہی لوگوں کے

لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝
لئے دردناک عذاب ہے جو کوئی صبر کرے اور بخش دے تو بے شک یہ بڑی ہمت کا کام ہے

وہ خدا ان ظالموں سے محبت نہیں کرتا- دنیا کی چند روزہ زندگی میں پرورش اور بات ہے محبت اور بات- ہاں جو اپنی مظلومی کے بعد جائز طور سے بدلہ لیں تو ان لوگوں پر الزام نہیں ہو گا کہ انہوں نے ظلم یا ناجائز کام کیا- البتہ الزام ان لوگوں پر ہے جو بے وجہ لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور ملک میں ناحق فساد پھیلاتے پھرتے ہیں- کسی کو لوٹ' کسی کو مار' کسی کو قتل' کسی پر جبر' کسی کی ہتک' کسی کو گالی' انہی لوگوں کے لیے دردناک عذاب ہے باوجود اجازت بدلہ کے جو کوئی صبر کرے اور مجرم کو بخش دے تو بے شک یہ بڑی ہمت کا کام ہے- مگر جس کو

ایسے دشمنوں سے سلوک و مروت کرنے سے ان کا خیال ہوتا ہے کہ مجھ سے دب کر ایسا ہوتا ہے اس لیے اس کو دبانا چاہئے ایسے لوگوں کے حق میں شیخ مرحوم نے کہا ہے ؎

نکوئی بابداں کردن چناں ست کہ بد کردن بجائے نیک مرداں

ہاں قرآن مجید کی غرض چونکہ اصلاح خلق اور امن وامان قائم کرنا اور قائم رکھنا ہے اس لیے اس نے اتنی سختی نہیں کی جتنی شیخ مرحوم نے کی کہ بروں کے ساتھ نیکی کرنے کو سخت گناہ قرار دیا بلکہ یہ فرمایا کہ ایسے لوگوں کی ایذا رسانی کا بدلہ بھی جائز بلکہ بعض اوقات میں بہتر ہوتا ہے تاہم معافی کو ہاتھ سے نہیں دیا- بلکہ ساتھ ہی فرمایا﴿ فمن عفا واصلح فاجره على الله ﴾ یہی قرآن مجید کی خوبی ہے کہ میزان عدل اور میزان رحم بلکہ میزان انتظام سب کی نگہبانی کرتا ہے اور کتابوں کی طرح ایک ہی طرف کو نہیں جھک جاتا- جیسا انجیل میں لکھا ہے

"تم سن چکے ہو کہ کیا کہا گیا آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت' پر میں نہیں کہتا ہوں کہ ظالم کا مقابلہ نہ کرنا بلکہ جو تیرے داہنے گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دے"(انجیل متی باب ۵ کی آیت ۳۹)

اس انجیلی حکم میں مقابلہ کرنا یا بدلہ لینا حرام کیا گیا ہے مگر انسانی فطرت اور سیاست مملکت جس امر کی مقتضی ہے وہ یورپ کی جنگ عظیم سے معلوم ہو سکتا ہے اگر اس پر عمل ہوتا تو جنگ کی نوبت ہی نہ آتی- آتی تو جو فریق ایک مقام دوسرے کا لیتا دوسرا اس کا مقابلہ نہ کرتا بلکہ اور ایک مقام اس کے حوالے کر دیتا ہے اسی طرح چند روز میں جنگ کا خاتمہ ہو جاتا جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا کہ ظالم اور اس کی فوج ہی دنیا پر حکمران ہوتے-

مگر قرآن مجید ایسی تعلیم کا روادار نہیں جو سیاست ملکی اور فطرت انسانی کے خلاف ہو بلکہ انسانی فطرت کے مطابق اور نظام عالم کے موافق حکم دے کر اپنے پیروان کی ظالموں سے حفاظت کرواتا اور اپنے اتباع کو معراج ترقی میں پہنچاتا ہے- سچ ہے ؎

کیا جانے اس میں کیا ہے جو لوٹے ہے اس پہ جی

یوں اور کیا جہاں میں کوئی حسین نہیں ؟

(منہ)

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۭ وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا رَاَوُا

اور جس کو خدا گمراہ کردے اس کے لئے اس کے سوا کوئی بھی مددگار نہیں یہ ظالم جب عذاب الٰہی دیکھیں گے

الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝ وَتَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا

تو تو ان کو دیکھے گا کہیں گے کیا لوٹنے کی کوئی راہ ہے؟ اور جب دوزخ کے سامنے پیش کئے جائیں گے

خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ۭ وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ

تو تو ان کو ذلت میں خوف زدہ دیکھے گا- نیچی نگاہ سے دیکھیں گے- جو لوگ ایماندار ہوں گے وہ کہیں گے کہ خسارہ

الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَآ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ

والے وہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو اور اپنے متعلقین کو آج قیامت کے دن خسارہ میں ڈالا- سنو یہ ظالم

فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ ۝ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَاۗءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ

لوگ ضرور دائمی عذاب میں پھنسے رہیں گے اللہ کے سوا ان کا کوئی حمایتی نہ ہوگا جو ان کی مدد کرے اور جس کو خدا ہی گمراہ کردے

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ ۝ اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ

اس کے لئے کوئی صورت نہیں- اپنے رب کی تعلیم کو مانو اس سے پہلے کہ وہ قیامت کا دن

يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ۭ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَىِٕذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ ۝

آئے جو خدا کی طرف سے ہٹنے والا نہیں اس روز تمہارے لئے کوئی پناہ کی جگہ نہ ہوگی اور نہ تمہاری حالت کو کوئی برا سمجھنے والا

خدا سمجھ دے وہی اس راز کو پا سکتا ہے اور جس کو خدا گمراہ کردے یعنی اس حکمت کی سمجھ نہ دے اس کے لیے اس خدا کے سوا کوئی بھی یار و مددگار نہیں جو اس کی مدد کر سکے- اے دیکھنے والے! یہ ظالم جب عذاب الٰہی دیکھیں گے تو تو ان ظالموں کو دیکھے گا- اس وقت کہتے ہوں گے کیا اس عذاب سے نکل کر دنیا کی طرف لوٹنے کی کوئی راہ ہے؟ جواب ملے گا نہیں اور جب دوزخ کے سامنے پیش کئے جائیں گے تو تو ان کو ذلت میں خوف زدہ دیکھے گا- ایسے سہم گین ہونگے کہ کسی کی طرف دیکھیں گے تو نیچی نگاہ سے دیکھیں گے جو انکی کمال ذلت کی علامت ہوگی- ان کے مقابلہ میں جو لوگ ایماندار صالح بندے ہوں گے وہ زور سے کہیں گے کہ خسارہ والے بدنصیب وہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو اور اپنے متعلقین کو آج قیامت کے دن خسارہ میں ڈالا کیونکہ انہوں نے ایسے کام نہ کئے جو آج ان کو کام آتے- فرشتے کہیں گے سنو لوگو یہ ظالم لوگ ضرور دائمی عذاب میں پھنسے رہیں گے- خدا کے سوا جن لوگوں کو اپنے حاجت روا اور مشکل کشا جانتے تھے اس روز اللہ کے سوا ان کا کوئی حمایتی نہ ہوگا جو ان کی مدد کرے اور سچ تو یہ ہے کہ جس کو خدا ہی گمراہ کردے یعنی اپنی جناب سے دھتکار دے اس کے لیے بہتری کی کوئی صورت نہیں مگر خدائے رحیم کسی بندے کو یوں ہی نہیں دھتکاریا گمراہ کرتا بلکہ ایسے لوگوں کی شرارتوں کی وجہ سے ایسا ہوتا ہے- ایسی شرارتوں کی وجہ سے خدا جسے گمراہ کرے تو اس کی ہدایت کے لیے کوئی راستہ نہیں ہوگا ہو کہاں سے جبکہ خیر و برکت کے سارے راستے خدا کے قبضے میں ہیں جو اس کی خفگی کی وجہ سے بند ہو گئے اب خیر آئے تو کہاں سے آئے اس لیے تم کو نصیحت کی جاتی ہے کہ اپنے رب کی تعلیم قرآن مجید کو مانو' اس سے پہلے کہ وہ قیامت کا دن آئے جو خدا کی طرف سے ہٹنے والا نہیں- اس روز تمہارے لیے کوئی پناہ کی جگہ نہ ہوگی اور نہ تمہاری حالت کو کوئی برا سمجھنے والا اور حمایت کرنے والا ہوگا- غرض اس روز تم سب لوگ بالکل بے چارے اور بے یار و مددگار

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ؕ اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَاِنَّآ اِذَآ اَذَقْنَا

پھر اگر یہ لوگ روگردان ہوں تو ہم نے تجھے ان پر ذمہ دار بنا کر نہیں بھیجا' تیرے ذمہ صرف پہنچانا ہے اور جب انسان کو اپنی

الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ ۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَاِنَّ

رحمت سے مزا چکھاتے ہیں تو وہ اس سے خوش ہوتا ہے اور جب ان کی بداعمالی کی وجہ سے ان کو کسی قسم کی تکلیف پہنچتی ہے تو انسان

الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ ۞ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ يَهَبُ لِمَنْ

بڑا ناشکرا ہوجاتا ہے- آسمانوں اور زمینوں کی حکومت خدا کے قبضے میں ہے' وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے' وہی جسے

يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۞ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَ

چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے جسے چاہتا ہے لڑکے بخشتا ہے اور جسے چاہتا ہے لڑکے لڑکیاں دونوں ملے جلے بخشتا ہے اور

يَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۞ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ

جسے چاہتا ہے بانجھ کردیتا ہے' بے شک وہ بڑے علم والا اور بڑی قدر والا ہے- کوئی آدمی اس قابل نہیں کہ خدا اس کے ساتھ

اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ؕ

کلام کرے مگر الہام سے یا پس پردہ قاصد بھیجے پھر وہ اللہ کے حکم سے جو کچھ خدا چاہے اس رسول کی طرف وحی پہنچائے

ہوں گے- تمہاری کوئی بھی حفاظت یا حمایت کرنے والا نہ ہوگا- یہ سن کر پھر بھی اگر یہ لوگ روگردان ہوں اور پرواہ نہ کریں تو کچھ پرواہ نہیں کیوں کہ ہم نے تجھے ان پر ذمہ دار داروغہ بنا کر نہیں بھیجا کہ ان کی بے فرمانیوں کی جواب دہی تجھ پر ہوگی- ہر گز نہیں تیرے ذمہ صرف پہنچانا ہے اور ہمارے ذمہ حساب لینا- ہم انسان کی طبیعت اور اس کی عادات کو خوب جانتے ہیں- اس کی طبعی عادت ہے کہ جب ہم (خدا) انسان کو اپنی رحمت سے مزہ چکھاتے ہیں تو وہ اس سے خوش ہوتا ہے اور بڑے مزے لیتا ہے اور جب ان کی بداعمالی کی وجہ سے ان کو کسی قسم کی تکلیف پہنچتی ہے تو یہ انسان پچھلے سارے احسانوں کو ایک دم بھول کر بڑا ناشکرا ہوجاتا ہے کس قدر اس کی ناشکری اور کس قدر احسان فراموشی ہے ایسے انسان کے حال پر افسوس ہے اتنا بھی نہیں سوچتا کہ میں کس سے بگاڑتا ہوں اس مالک شہنشاہ سے جس کی حکومت کی کوئی حد نہیں تمام آسمانوں اور زمینوں کی حکومت اسی اکیلے خدا کے قبضے میں ہے وہی رات دن میں تصرف کرتا ہے نہ صرف رات دن بلکہ تمام مخلوقات میں اسی کا تصرف ہے وہی جسے چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے جسے چاہتا ہے لڑکے بخشتا ہے اور جسے چاہتا ہے لڑکے لڑکیاں دونوں ملے جلے کر بخشتا ہے اور جسے چاہتا ہے بے اولاد بانجھ کردیتا ہے اور سب کچھ اس کے علم اور قدرت سے ہوتا ہے بے شک وہ بڑے علم والا اور بڑی قدرت والا ہے- مخلوق چاہے کیسے ہی اعلیٰ درجہ پر پہنچ جائے تاہم وہ خدائی صفات میں سے کسی صفت کے ساتھ موصوف نہیں ہوسکتی- بلکہ یوں کہئے کہ بالمشافہ خطاب کے بھی لائق نہیں اس لیے کوئی آدمی اس قابل نہیں کہ خدا اس کے ساتھ بالمشافہ کلام کرے مگر براہ راست بلاواسطہ القاء اور الہام سے یا پس پردہ کہ وہ انسان کسی کلام کو تو اپنے کانوں سے سنے مگر متکلم کو نہ دیکھ سکے یا تیسری صورت یہ ہے کہ فرشتہ کو قاصد بنا کر بھیجے- پھر وہ فرشتہ اللہ کے حکم سے جو کچھ خدا چاہے اس بشر رسول کی طرف وحی پہنچائے یعنی جبرائیل فرشتہ خدا کی طرف سے وحی لے کر بحکم خدا نبیوں تک پہنچاتا رہا ہے-

اِنَّهٗ عَلِیٌّ حَكِیْمٌ ﴿۵۱﴾ وَ كَذٰلِكَ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ؕ مَا كُنْتَ

بے شک وہ بہت بلند درجہ اور حکیم ہے اور اسی طرح ہم نے تیری طرف اپنے حکم سے روح بھیجی ہے تو نہ جانتا تھا کتاب کیا

تَدْرِیْ مَا الْكِتٰبُ وَ لَا الْاِیْمَانُ وَ لٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِیْ بِهٖ مَنْ

ہوتی ہے نہ ایمان جانتا تھا لیکن ہم نے اس کو نور بنایا- اس کے ساتھ ہم اپنے بندوں میں سے جسے

نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ؕ وَ اِنَّكَ لَتَهْدِیْۤ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۵۲﴾ صِرَاطِ اللّٰهِ

چاہیں گے ہدایت کریں گے اس میں شک نہیں کہ تو سیدھی راہ کی طرف راہنمائی کرتا ہے یعنی اس اللہ کی راہ

الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ اَلَاۤ اِلَی اللّٰهِ تَصِیْرُ الْاُمُوْرُ ﴿۵۳﴾

آسمانوں اور زمینوں کی سب چیزیں جس کی ملک ہیں سنو! تمام امور اللہ کی طرف رجوع ہوتے ہیں

ع۵

عام طریق رسالت یہی ہے بس یہ تین صورتیں ہیں جن سے خدا کسی انسان کو وحی الہام یا القاء کرتا ہے- خواب میں کسی امر کا کھل جانا پہلی قسم میں داخل ہے- اس کے سوا یہ خیال کہ کوئی بشر خدا سے بالمشافہ ہمکلام ہو سکے محال ہے- بے شک وہ خدا بہت بلند درجہ ہے اس کی کبریائی شان اس سے بے پردہ ہمکلامی سے مانع ہے اور حکیم ہے اس کے ہر کام میں حکمت ہوتی ہے جسے کوئی شخص پورا پورا نہیں پا سکتا- اس لیے جو کچھ تمہیں بتایا جاتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور سنے سنائے وہمات میں نہ پڑو- اگر یہ سوال ہو کہ تیری طرف (اے نبی!) کون سی قسم سے وحی آتی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اسی طرح یعنی اس تقسیم کو ملحوظ رکھ کر ہم نے تیری طرف اپنے حکم سے روح یعنی روحانی زندگی بخشنے والی کتاب بذریعہ روح الامین[1] جبرائیل کے بھیجی ہے ورنہ اس سے پہلے تو نہ جانتا تھا کتاب کیا ہوتی ہے نہ ایمان کی تفصیل جانتا تھا؟ گو تجھے خدا پر ایمان تھا اور شرک سے تجھے پیدائشی نفرت تھی مگر اس کی تفصیل کا علم نہ تھا نہ یہ معلوم تھا کہ آسمانی کتاب کس طرح کی ہوتی ہے لیکن ہم نے اس کو تیرے سینے میں نور بنایا جس سے تو دنیا نورانی کر رہا ہے- اس نور کے ساتھ ہم اپنے بندوں میں سے جسے چاہیں گے بہرہ یاب کریں گے اور جس کو اس کی بدروش چاہیں گے محروم کر دیں گے- ہاں اس میں شک نہیں کہ تو سب کو سیدھی راہ کی طرف راہ نمائی کرتا ہے یعنی اس اللہ کے قرب کی راہ کی طرف راہ نمائی کرتا ہے- آسمانوں اور زمینوں کی سب چیزیں جس کی ملک ہیں سب اسی کا ہے- سنو لوگو! خدا کی مالکیت صرف یہی نہیں ہیں کہ وہ مالک ہے اور دنیا کے مالکوں کی طرح اپنی مالکیت سے غافل اور بے خبر ہے- نہیں نہیں بلکہ دنیا کے تمام امور اسی کی طرف رجوع ہوتے ہیں یعنی سب واقعات کا وہی علت اور علت العلل ہے اس کے حکم اور اذن کے بغیر کوئی چیز وجود پذیر یا وجود میں آ کر فنا نہیں ہو سکتی-

﴿ اللهم یا مسبب الاسباب سبب لنا و هیی لنا من امرنا رشدا ﴾

---

[1] آیت نزل بہ الروح الامین کی طرف اشارہ ہے- ۱۲ منہ-

سورت زخرف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خدا کے نام سے شروع جو بڑا رحم والا نہایت مہربان ہے

حٰمٓ ۝ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝

میں رحمٰن رحیم ہوں مجھے اس واضح کتاب کی قسم ہے ہم ہی نے اس کو عربی زبان میں بنایا ہے تاکہ تم سمجھو

وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝ اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا

اور وہ ہمارے پاس ام الکتاب میں بڑا بلند قدر باحکمت ہے تو پھر ہم نصیحت کو تم لوگوں سے ہٹالیں اس

اَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ ۝ وَكَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِيٍّ فِي الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَمَا يَاْتِيْهِمْ

وجہ سے کہ تم بے ہودہ لوگ ہو اور کئی ایک نبی ہم نے پہلی قوموں میں بھیجے جب کبھی کوئی

سورۂ زخرف

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

میں رحمٰن رحیم ہوں- مجھے اس واضح آسمانی کتاب کی قسم ہے ہم (خدا) ہی نے اس کتاب کو عربی قرآن کی صورت میں بنایا ہے جس سے غرض ہماری ذاتی نہیں بلکہ تمہاری غرض ہے تاکہ تم اسے سمجھو اور مطلب پاؤ- اس لیے کہ اگر یہ آسمانی کتاب کسی اور غیر عربی زبان میں ہوتی تو تم عذر کرتے لو جی اچھی کتاب ہے جو مخاطبوں کی زبان میں نہیں[1] پھر ہم سمجھیں کیا اور اسے پاویں کیا؟ اس لیے اس کو عربی زبان میں نازل کیا تاکہ اس کے مخاطبین میں سے اول طبقہ اس کو سمجھ کر دوسروں کو سمجھا سکے- دوسروں کو جس زبان میں سمجھاؤ گے قرآن میں تبدیلی نہ آئے گی کیونکہ قرآن تو ایسی کتاب ہے جو لفظوں اور زبانوں کے تغیرات سے متغیر نہیں ہوتی کیونکہ وہ قرآن ہمارے پاس ام الکتاب[2] کی صفت میں بڑا بلند قدر اور باحکمت کتاب ہے- ہماری صفت علم اور حکمت سے بھرپور ہو کر دنیا میں آیا ہے تو پھر ہم ایسی باحکمت نصیحت کو تم لوگوں سے ہٹالیں اس وجہ سے کہ تم ایک بیہودہ لوگ اس کی نصائح باحکمت سے فائدہ حاصل نہیں کرتے ہو؟ تمہاری اس غفلت سے ہم اپنی رحمت نہیں روکیں گے- تم اپنا کام کئے جاؤ ہم اپنا کام کئے جائیں گے پہلے بھی ایسا ہی ہوتا رہا اور ہوتا رہے گا-

---

[1] لو جعلنه قرآنا اعجمیاً لقالوا لولا فصلت اٰیاتها اعجمی وعربی الایة کی طرف اشارہ ہے

[2] ام الکتاب مرکب لفظ ہے الکتاب کے معنی تو کتاب کے ہیں اور ام کے معنی اصل یا جز جس سے کتاب پیدا ہوئی ہو- اب دیکھنا یہ ہے کہ دنیا میں کتابیں اور نوشتے مع لوح محفوظ کے جتنے بھی ہیں ان سب کا ماخذ کچھ ہے یا یہ از خود ہیں- کچھ شک نہیں کہ ان سب کا ماخذ علم الٰہی ہے قرآن مجید خود بتلاتا ہے ﴿لا یحیطون بشئی من علمه الا بما شاء﴾ لوگ اسی قدر علم حاصل کر سکتے ہیں جس قدر خدا چاہے تو سب علوم کا ماخذ یا بالفاظ دیگر ام الکتاب علم الٰہی ہے- اس کے علاوہ لدی اور عند میں فرق ہے قابل غور ہے- وہ فرق یہ کہ لدی خاص قرب کے لیے ہوتا ہے اور عند عام ہے ﴿الفرق انه یقال المال عند زید فیما یحضر عنده وفیما فی فزائنه وان کان غائبا عنه ولا یقال المال لدیٰ زید الا فیما یحضر عنده﴾ (شرح جامی) بحث ظروف جبکہ قرآن مجید میں لدی ہے جو عند سے مخصوص قرب کے لیے ہے تو اللہ کے ساتھ سب چیزوں سے اقرب اس کی صفات ہیں جن میں ایک صفت علم ہے لہٰذا ام الکتاب سے مراد علم الٰہی ہے- اللہ اعلم (منہ)

مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۞ فَاَهْلَكْنَآ اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَّمَضٰى

نبی آیا وہ لوگ اس سے استہزاء کرتے رہے پھر ہم نے ان میں سے بڑے زور آور لوگوں کو ہلاک کیا اور پہلے

مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ ۞ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ

لوگوں کے افسانے چل پڑے اور اگر تو ان کو پوچھے کہ آسمان اور زمین کس نے پیدا کئے ہیں تو فوراً کہہ دیں گے

خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ۞ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّجَعَلَ لَكُمْ

کہ اللہ بڑے غالب علم والے نے ان کو پیدا کیا ہے۔ جس نے تم لوگوں کے لئے زمین کو گہوارہ بنایا اور تمہارے لئے اس میں

فِيْهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۞ وَالَّذِيْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ ۚ فَاَنْشَرْنَا

راستے بنائے تاکہ تم ہدایت پاؤ وہی اندازہ کے ساتھ اوپر سے پانی اتار رہا ہے پھر اس کے ساتھ وہ

بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۚ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ۞ وَالَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ

خشک مقام کو تازہ کردیتا ہے اسی طرح تم لوگ نکالے جاؤ گے اور جس نے ہر قسم کی چیزیں پیدا کیں اور تمہارے لئے

لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ ۞ لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا

کشتیاں اور چوپائے بنائے جن پر تم لوگ سوار ہوتے ہو تم کو چاہئے کہ جب تم ان پر سوار ہونے لگو تو ان کی پیٹھ

کئی ایک نبی ہم نے پہلی قوموں میں بھیجے جب کبھی کوئی نبی آیا وہ لوگ اس سے مخول اور استہزاء کرتے رہے پھر ہم نے ان میں سے بڑے زور آور اور حملہ کن لوگوں کو پہلے ہلاک کیا' ان کے بعد اور لوگوں کا بھی صفایا کر دیا- اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پہلے تو ہلاک ہوئے اور پچھلے لوگوں میں پہلے لوگوں کے افسانے چل پڑے بطور حکایات کے لوگ بیان کرتے کہ فلاں شہر میں فلاں قوم تھی جس کا یہ حال تھا اور ان کا یہ انجام ہوا ان مکہ والوں کو بھی ہم ایسا کر دیں مگر ہمارے علم میں ہے کہ ان کی نسلوں سے اسلام کے خادم پیدا ہوں گے کیونکہ ان کے دلوں میں بھی ہنوز کچھ تھوڑی سی چمک باقی ہے اور اس کی علامت یہ ہے کہ اگر تو ان کو پوچھے کہ آسمان اور زمین کس نے پیدا کئے ہیں؟ تو فوراً کہہ دیں گے کہ اللہ بڑے غالب علم والے نے ان کو پیدا کیا ہے پھر ان کو کہیو کہ جس عزیز علیم کو تم آسمان و زمین کا خالق مانتے ہو وہی ہے جس نے تم لوگوں کے لیے زمین کو گہوارہ کی طرح بنایا جس میں تم لوگ ادھر ادھر جھومتے پھرتے ہو جیسا بچہ گہوارہ میں جھومتا ہے اور تمہارے چلنے پھرنے کے لیے اس زمین میں قدرتی راستے بنائے تاکہ تم منزل مقصود کی طرف ہدایت پاؤ مگر تم لوگ اس کی کسی مہربانی کا شکر ادا نہیں کرتے وہی اندازہ کے ساتھ اوپر سے پانی اتار رہا ہے پھر اس کے ساتھ وہ[1] خشک مقام کو تازہ کر دیتا ہے یہ تو رات دن تمہارے دیکھنے میں آتا ہے بقاعدۂ علم برہان اس معلوم سے اس مجہول پر پہنچو جو ہم میں اور تم میں متنازعہ ہے' وہ یہ ہے کہ اسی طرح تم لوگ قبروں سے نکالے جاؤ گے اور سنو جس خدا کی طرف تم لوگوں کو بلایا جاتا ہے اور جس خدا کی توحید سے تم لوگ روگرداں ہوتے ہو وہی ہے جس نے ہر قسم کی چیزیں پیدا کیں اور تمہارے لیے کشتیاں اور چوپائے بنائے جن پر تم لوگ سوار ہوتے ہو- تم کو چاہئے کہ جب تم ان پر سوار ہونے لگو تو ان کی پیٹھ پر اچھی طرح بیٹھ کر اپنے پروردگار

---

[1] غائب سے متکلم پھر فوراً ہی غائب- اردو زبان میں محاورہ نہیں ملتا- اس لیے متکلم کے صیغے کا ترجمہ ہم نے غائب سے کیا ہے-(۱۲)

نِعْمَةَ رَبِّكُمْ إِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُولُوا سُبْحٰنَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا

پر اچھی طرح بیٹھ کر اپنے پروردگار کی نعمت کو یاد کرو اور کہو کہ ہمارا خدا پاک ہے جس نے یہ ہمارے قابو میں کر رکھا ہے ورنہ

كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ ﴿۱۳﴾ وَإِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ ﴿۱۴﴾ وَجَعَلُوا لَهُ مِنْ عِبَادِهِ جُزْءًا ۚ

ہم تو اس کے قریب بھی نہ جاسکتے اور ہم اپنے پروردگار کی طرف رجوع ہیں اور ان لوگوں نے اللہ کے بندوں سے اس کے جز بنائے-

إِنَّ الْإِنْسَانَ لَكَفُورٌ مُبِينٌ ﴿۱۵﴾ أَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بَنٰتٍ وَأَصْفٰكُمْ بِالْبَنِينَ ﴿۱۶﴾

بے شک انسان بڑا ہی کھلا ناشکرا ہے- بھلا خدا نے اپنے لئے لڑکیاں پسند کیں اور تمہارے لئے لڑکے؟

وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ ﴿۱۷﴾

حالانکہ جب ان میں سے کسی کو اس چیز کی خوش خبری دی جاتی ہے جو خدا کے حق میں بیان کرتا ہے تو اس کا منہ کالا ہو جاتا ہے

أَوَمَنْ يُنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِينٍ ﴿۱۸﴾ وَجَعَلُوا الْمَلٰئِكَةَ

اور وہ خود غصے میں بھر جاتا ہے کیا جو زیور میں نشوونما پاتی ہے اور مقابلہ کی گفتگو میں اچھی طرح بیان نہیں کرسکتی- فرشتوں کو جو رحمان کے

الَّذِينَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ إِنَاثًا ۚ أَشَهِدُوا خَلْقَهُمْ ۚ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ

نیک بندے ہیں لڑکیاں بتاتے ہیں کیا یہ ان کی پیدائش کے وقت حاضر تھے ان کا یہ بیان لکھا جائے گا

وَيُسْئَلُونَ ﴿۱۹﴾

اور ان کو پوچھا جائے گا

کی اس نعمت کو دل سے یاد کرو اور زبان سے کہو کہ ہمارا خدا سب عیبوں سے پاک ہے جس نے یہ طاقت ور جانور ہمارے قابو میں کر رکھا ہے اور ہم اس پر سوار ہوتے ہیں- ورنہ ہم تو اس کے قریب بھی نہ جاسکتے اور اس مہربانی کا شکریہ یہ ہے کہ ہم اپنے پروردگار کی طرف رجوع ہیں- خدا ہم کو توفیق دے کہ ہم اس رجوع میں پختہ رہیں- یہ لوگ اگر ایسا کرتے تو خدا کی نعمت کے قدردان ہوتے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ اسی شرک و کفر میں پھنسے رہے جس میں ان کے بڑے پھنسے ہوئے تھے اور مزید ان لوگوں نے یہ کیا کہ اللہ کے بندوں میں سے اس کے جزو بنائے یعنی فرشتوں کی نسبت اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ خدا کی اولاد لڑکیاں چونکہ اولاد والد کا جزو ہوتا ہے اس سے لازم آیا کہ فرشتے ان کے نزدیک خدا کے جزو ہیں- معاذ اللہ بے شک انسان بڑا ہی کھلا ناشکرا ہے- دیکھتا نہیں کہ میں کیا کرتا ہوں؟ سنتا نہیں میں کیا کہتا ہوں؟ بھلا خدا نے اپنے لیے لڑکیاں پسند کیں اور تمہارے لیے لڑکے- افسوس ہے پھر تو خدا کے حصے میں بڑی کمی رہی[1] حالانکہ جب ان میں سے کسی کو اس چیز کی خوشخبری دی جاتی ہے جو خدا کے حق میں بیان کرتا ہے یعنی جب گھر سے خبر آتی ہے کہ لڑکی پیدا ہوئی تو مارے غصے کے اس کا منہ کالا ہو جاتا ہے اور وہ خود غم اور غصے میں بھر جاتا ہے- کیا وہ بیٹی جو زیور میں نشوونما پاتی ہے اور مقابلہ کی گفتگو میں بوجہ خلقی کمزوری کے اچھی طرح بیان نہیں کرسکتی وہ تو خدا کے لیے اور بیٹے تمہارے لیے- ہاہا!! کیسی ان کی الٹی عقل ہے کہ فرشتوں کو جو خدائے رحمٰن کے نیک بندے ہیں لڑکیاں بتاتے ہیں کوئی پوچھے کیا یہ ان کی پیدائش کے وقت وہاں حاضر تھے؟ نہیں نہیں- پس یاد رکھیں ان کا یہ بیان لکھا جائے گا اور ان سے پوچھا جائے گا کہ اس دعویٰ کا ثبوت تمہارے پاس کیا تھا؟

---

[1] آیت تلك اذا قسمة ضیزیٰ کی طرف اشارہ ہے-(منہ)

وَقَالُوْا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ ؕ مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا

اور کہتے ہیں اگر خدا چاہتا تو ہم ان کی عبادت نہ کرتے اس بات کا ان کو کوئی علم نہیں صرف انگلیں

یَخْرُصُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمْ اٰتَیْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ ﴿۲۱﴾ بَلْ قَالُوْۤا

مارتے ہیں- کیا ہم نے ان کو اس سے پہلے کوئی کتاب دی ہے جس سے یہ لوگ دلیل پکڑتے ہیں بلکہ کہتے

اِنَّا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰۤى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰۤى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَكَذٰلِكَ مَاۤ

ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریق پر چلتے پایا اور ہم ان کے نقش قدم پر چلتے ہیں- اسی طرح ہم نے تجھ سے پہلے

اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّذِیْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَاۤ ۙ اِنَّا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا

جس کسی بستی میں کوئی سمجھانے والا بھیجا تو اس کے آسودہ حال لوگوں نے یہی کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر پایا

عَلٰۤى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰۤى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ﴿۲۳﴾ قٰلَ اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى مِمَّا

اور ہم ان کے قدم بقدم چلیں گے- اس نے کہا کیا اگرچہ میں تم کو اس طریق سے جس پر تم نے

وَجَدْتُّمْ عَلَیْهِ اٰبَآءَكُمْ ؕ قَالُوْۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۲۴﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ

اپنے باپ دادا کو پایا ہے بہت سیدھا راستہ بتلاؤں- انہوں نے کہا تم جس دین کو لے کر آئے ہو ہم اس کے منکر ہیں- پھر ہم نے ان سے

فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِیْنَ ﴿۲۵﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖۤ

بدلہ لیا پھر تو دیکھ ان مکذبوں کا انجام کیسا ہوا اور جب ابراہیم نے اپنے باپ اور قوم سے کہا کہ میں

اِنَّنِیْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۶﴾

تمہارے معبودوں سے جن کی تم عبادت کرتے ہو سوائے اس ذات پاک کے جس نے مجھے پیدا کیا ہے میں بیزار ہوں

اور سنو یہ لوگ اپنی بے دینی کے عذر میں کہتے ہیں کہ اگر خدا چاہتا تو ہم ان معبودوں کی عبادت نہ کرتے مطلب ان کا یہ ہے کہ ہمارے فعل پر خدا راضی ہے حالانکہ اس بات کا ان کو کوئی علم نہیں صرف انگلیں مارتے ہیں- ثبوت کے دو طریق ہیں یا تو خود حاضر ہوں یا کسی کتاب میں صحیح واقعہ پڑھیں- کیا ہم نے ان کو اس سے پہلے کوئی کتاب دی ہے جس سے یہ لوگ دلیل پکڑتے ہیں؟ سچ تو یہ ہے کہ نہ کوئی کتاب ہے نہ عینی شہادت ہے بلکہ صرف اتنا کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر چلتے پایا ہے اور ہم ان کے نقش قدم پر چلتے ہیں' اس سے زیادہ ہم نہیں کہہ سکتے- اے رسول! اسی طرح ہم (خدا) نے تجھ سے پہلے جس کسی بستی میں کوئی سمجھانے والا بھیجا تو اس بستی کے آسودہ حال لوگوں نے یہی کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریق پر پایا ہے اور ہم ان کے قدم بقدم چلیں گے سر مو ادھر ادھر نہ ہوں گے- اس پر ان کو اس پیغمبر نے کہا کیا تم اپنے باپ دادا کے طریق ہی پر چلو گے اگرچہ میں تم کو اس طریق سے جس طریق پر تم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے بہت اچھا اور سیدھا راستہ تم کو بتلاؤں؟ اس کا جواب چاہئے تو یہ تھا کہ ہم سیدھے راستے کو قبول کریں گے مگر یہ تو وہ کہے جسے سچے مذہب کی ضرورت اور خواہش ہو چونکہ ان کو حق کی تلاش نہ تھی اس لیے انھوں نے اس کے جواب میں یہ کہا کہ تم نبی جس دین کو لے کر آئے ہو ہم تو سرے سے اس کے منکر ہیں تمہاری کسی بات کو ہم نہیں مانیں گے' چاہے تم کتنا ہی سر کھپاؤ بس پھر کیا تھا ہم نے ان سے منصفانہ بدلہ لیا پس تو دیکھ ان مکذبوں کا انجام کیسا ہوا؟ ان لوگوں کے سمجھانے کو اور تمہاری تسلی کو ہم حضرت ابراہیم کا وہ واقعہ سناتے ہیں جب ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم کو کہا تھا کہ میں تمہارے سارے معبودوں سے جن کی تم عبادت کرتے ہو بیزار ہوں

إِلَّا الَّذِي فَطَرَنِي فَإِنَّهُ سَيَهْدِينِ ﴿٢٧﴾ وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ لَعَلَّهُمْ

سو وہی مجھے ہدایت کرے گا اور خدا نے اس کے اس کلمہ کو اس کے پیچھے مضبوط کیا تاکہ

يَرْجِعُونَ ﴿٢٨﴾ بَلْ مَتَّعْتُ هَٰؤُلَاءِ وَآبَاءَهُمْ حَتَّىٰ جَاءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُولٌ مُبِينٌ ﴿٢٩﴾

رجوع کریں میں نے ان کو اور ان کے باپ دادا کو رسایا بسایا یہاں تک کہ ان پاس سچی تعلیم اور صاف صاف سمجھانے

وَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوا هَٰذَا سِحْرٌ وَإِنَّا بِهِ كَافِرُونَ ﴿٣٠﴾ وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هَٰذَا

والا رسول آگیا اور جب ان کے پاس حق کی تعلیم آئی تو انہوں نے کہا کہ یہ تو جادو ہے اور ہم اس سے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ ان

الْقُرْآنُ عَلَىٰ رَجُلٍ مِنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيمٍ ﴿٣١﴾ أَهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ۚ

دو بڑے شہروں میں سے کسی بڑے آدمی پر یہ قرآن کیوں نہیں اترا؟ کیا پروردگار کی رحمت کو یہ لوگ بانٹتے ہیں

نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ

ہم دنیا کی زندگی میں ان کی معیشت ان کے درمیان تقسیم کرتے ہیں اور ان میں بعض کو بعض پر درجہ میں بلندی دی

دَرَجَاتٍ لِيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ۗ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ ﴿٣٢﴾

ہے تاکہ ایک دوسرے کو محکوم بنا کر کام لے اور تمہارے رب کی رحمت بہت اچھی ہے ان سب چیزوں سے جو دنیا کے لوگ جمع کرتے ہیں

سوائے اس ذات پاک کے جس نے مجھے پیدا کیا ہے باقی تمہارے مصنوعی معبودوں کی عبادت سے میں بیزار ہوں- سو وہی مجھ کو ہدایت کرے گا- خدا نے ابراہیم علیہ السلام کے استقلال پر اس کی مدد کی اور اس کے اس کلمہ کو جو اس نے مشرکوں کے سامنے کہا تھا اس کے پیچھے پختہ اور مضبوط کیا- مضبوطی کی صورت یہ تھی کہ اس کی تائید میں انبیاء اور اولیاء بھیجے جنھوں نے دنیا کو دین ابراہیمی کی طرف بلایا اور سمجھایا کہ توحید کی تعلیم صحیح ہے اور شرک غلط- یہ سب کچھ اس لیے کہا تاکہ وہ لوگ دین حق کی طرف رجوع کریں مگر میں (خدا) نے جو ان موجودہ مشرکوں کو جو ان کے باپ دادا کو رسایا بسایا' یہاں تک کہ بذریعہ قرآن مجید ان کے پاس سچی تعلیم اور صاف صاف سمجھانے والا رسول آگیا- اس کے آنے پر چاہیئے تھا کہ یہ لوگ ہدایت قبول کرتے مگر انہوں نے ایسا نہ کیا اور جب ان کے پاس حق کی تعلیم آئی تو انہوں نے بجائے اس کو قبول کرنے کے کہا کہ یہ تو جادو ہے اور ہم اس سے منکر ہیں حالانکہ جادو کا اس میں ایک حرف نہیں تھا مگر اس کی پرزور تاثیر کو یہ لوگ جادو کہنے لگے اور گمراہ ہو گئے اور سنو جب ان لوگوں کی کوئی بات نہیں چلتی تو کہتے ہیں کہ ان دو شہروں مکہ اور طائف میں سے کسی بڑے آدمی پر یہ قرآن کیوں نہیں اترا؟ اترا تو ایک غریب آدمی پر کیونکہ ان کے نزدیک بڑائی چھٹائی کثرت دولت مال پر ہے حالانکہ مال ایک بے اعتماد چیز ہے آج یہاں ہے تو کل وہاں باوجود اس کے ان سے پوچھنا چاہیئے کیا پروردگار کی رحمت کو یہ لوگ بانٹتے ہیں؟ کیا بارش رزق اولاد مال وغیرہ جو دنیا میں قدرتی طور پر تقسیم ہوتا ہے انکے حکم یا مشورے سے ہوتا ہے' ہرگز نہیں- ہم (خدا) بذات خود اس دنیا کی زندگی میں ان کی معیشت زندگی کے سامان ان کے درمیان تقسیم کرتے ہیں اور انہیں سے بعض کو بعض پر درجہ میں بلندی بخشی ہے تاکہ ایک دوسرے کو محکوم بنا کر کام لے اور دنیا کا انتظام چلتا رہے اور حقیقت الامر یہ ہے کہ دنیا کا مال و متاع کوئی اصل مقصود چیز نہیں بلکہ تمہارے رب کی رحمت بہت اچھی ہے ان سب چیزوں سے جو دنیا کے لوگ جمع کرتے ہیں- مال بھی اگر اس رحمت کے حاصل کرنے میں مؤید ہے تو بہتر ہے ورنہ ہیچ- علم بھی اگر رحمت الٰہی کے حصول میں کام نہیں دیتا تو لغو ہے غرض جو چیز

وَلَوْلَآ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ

اور اگر یہ کیال مانع نہ ہوتا کہ سارے لوگ ایک ہی گروہ ہو جائیں گے تو جو لوگ خدائے رحمٰن سے منکر ہیں ہم ان کے گھروں کی چھتیں سونے

سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ ۝ وَلِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيْهَا

چاندی کی بنا دیتے اور سیڑھیاں جن پر وہ چڑھا کرتے اور ان کے گھروں کے کواڑ اور تخت بھی جن پر وہ

يَتَّكِـُٔوْنَ ۝ وَزُخْرُفًا ۭ وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَالْاٰخِرَةُ

بیٹھتے ہیں چاندی سونے کے بنا دیتے۔ یہ تو صرف دنیا کی زندگی کا چند روزہ گزارہ ہے اور آخرت تیرے پروردگار کے

عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا

پاس پرہیزگاروں کیلئے ہے جو کوئی رحمان کے ذکر سے غافل ہوکر زندگی گزارتا ہے ہم اس پر شیطان مسلط کردیتے

فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ۝ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝

ہیں پس وہ اس کا ساتھی رہتا ہے اور وہ ان کو سیدھے راستے سے روکتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ وہ سیدھے رستے پر جا رہے ہیں

حَتّٰٓى اِذَا جَآءَنَا

یہاں تک کہ جب وہ ہمارے پاس آئے گا

رحمت الٰہی کے حاصل کرنے میں مدد دے وہی کار آمد ہے دگر ہیچ۔ ان لوگوں کو مال و دولت پر جو گھمنڈ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ہمارے یعنی اللہ کے ہاں تو اس دنیا کی ذرہ بھر بھی عزت نہیں اور اگر یہ خیال مانع نہ ہوتا کہ سارے لوگ جو سادہ لوح ہیں اور دنیاوی مال و متاع ہی کو نیکی اور بدی میں مابہ الامتیاز جانتے ہیں جن کے نزدیک یہی اصول ہے کہ جو اس دنیا میں مال و دولت کی وجہ سے راضی ہے۔ وہ دوسری دنیا میں راضی ہو گا ایسے لوگوں کی نسبت یہ خیال نہ ہوتا کہ یہ سب ایک ہی گروہ کے کافر ہو جائیں گے۔ تو جو لوگ خدائے رحمٰن کی آیات سے منکر ہیں ہم ان کے گھروں کی چھتیں چاندی سونے کی بنا دیتے اور چھتوں پر چڑھنے کے لیے سیڑھیاں بھی چاندی سونے کی جن پر وہ چڑھا کرتے اور اسکے علاوہ ان کے گھروں کے کواڑ اور بیٹھنے کے تخت بھی جن پر وہ بیٹھتے ہیں چاندی سونے[1] کے بنا دیتے ہیں کیونکہ ان چیزوں کی اللہ کے نزدیک کچھ بھی حقیقت نہیں یہ تو صرف دنیا کی زندگی کا چند روزہ گزارہ ہے۔ جس طرح ریل گاڑی میں کوئی اول درجہ میں کوئی دوسرے میں بیٹھا ہے تو کوئی تیسرے میں غرض سب کی یہ ہے کہ منزل کی مسافت طے ہو جائے۔ اصل عزت وہ ہے جو منزل مقصود پر پہنچ کر حاصل ہو پس سن رکھو اصل عزت وہی ہے جو آخرت یعنی قیامت میں ہو گی اور آخرت تیرے پروردگار کے پاس خاص پرہیزگاروں کے لیے ہے کیونکہ وہ دار الجزاء ہے وہاں تو کمائی کا بدلہ ملے گا اس میں کسی دوسرے کو دخل شرکت نہیں۔ متقی (پرہیزگار) کون ہوتے ہیں بحکم ﴿تعرف الاشیاء باضدادها﴾ متقی کی ضد تم کو بتاتے ہیں اسی لئے متقی کی پہچان تم کو ہو جائے گی۔ پس سنو جو کوئی مالک الملک اور رحمٰن رحیم کے ذکر سے غافل ہو کر زندگی گزارتا ہے ہم اس پر شیطان مسلط کر دیتے ہیں پس وہ ہر دم اس کا ساتھی رہتا ہے۔ قانون فطرت ہے کہ جو کوئی خدا کو چھوڑ کر دوسری طرف رخ کرتا ہے اس کو صحبتی بھی برے لوگ ملتے ہیں اور وہ شیطان بتوسط ان کے ہم نشینوں کے ان پر حاوی ہوتے ہیں کہ ان کو سیدھے رستے پر چلنے سے روکتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ وہ سیدھے رستے پر جا رہے ہیں یہ ان کا ملاپ اور ملاقات مرنے تک رہتی یہاں تک کہ جب وہ یعنی بے ذکر خدا زندگی گزارنے والا بعد موت ہمارے پاس آئے گا تو اس شیطانی ملاپ کا نتیجہ

[1] زخرفا بنزع خافضہ عطف ہے فضتہ پر۔ اسی لحاظ سے ترجمہ میں سونے کا لفظ چاندی کے ساتھ ملایا گیا ہے۔ فافہم۔

قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ ۝ وَلَنْ يَّنْفَعَكُمُ

تو کہے گا اے کاش! مجھ میں اور تجھ میں مشرق مغرب جتنا فاصلہ ہوتا تو بہت برا ساتھی ہے اور چونکہ تم لوگ ظالم ہو اس

الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِى الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ۝ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ تَهْدِى

لئے عذاب میں تمہارا شریک رہنا تم کو کچھ فائدہ نہ دے گا کیا تو بہروں کو سنا سکتا ہے یا اندھوں اور کھلی

الْعُمْىَ وَمَنْ كَانَ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ۝

گمراہی میں رہنے والوں کو ہدایت کرسکتا ہے؟ بھلا اگر ہم تجھے لے جاویں تو ہم ان سے بدلہ لیں گے یا

اَوْ نُرِيَنَّكَ الَّذِىْ وَعَدْنٰهُمْ فَاِنَّا عَلَيْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ ۝

تیری زندگی ہی میں موعودہ عذاب ہم ان کو دکھا دیں تو ہم اس پر بھی قادر ہیں۔

دیکھ کر کہے گا اے کاش! مجھ میں اور تجھ شیطان میرے ساتھی میں مشرق مغرب جتنا فاصلہ ہوتا۔ میں تیرا منہ بھی نہ دیکھتا کیونکہ تو بہت برا ساتھی ہے۔ وہ کہے گا اب کہنے سے کیا فائدہ؟ آؤ ہمارے لیے یہی بہتر ہے کہ بقول ئے ہمراہ یاراں دوزخ۔ ہمراہ یاراں بہشت۔ جس طرح ہم دنیا میں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر رہتے سہتے رہے تھے اس عذاب میں بھی اکٹھے رہیں تاکہ دکھ کا احساس کم ہو جواب ملے گا کیا خواب دیکھ رہے ہو؟ سنو تم سخت عذاب میں رہو گے اور چونکہ تم لوگ ظالم ہو اس لیے عذاب میں تمہارا شریک رہنا تم کو کچھ فائدہ نہ دے گا' یہ یکجائی تم کو کچھ مفید نہ ہوگی۔ یہ لوگ ہیں متقیوں کے خلاف پس تم سمجھ گئے ہو گے کہ متقی وہ لوگ ہیں جو اللہ کے ذکر کو اپنی زندگی کا اصل مقصد جانتے ہیں جن کا اصول زندگی یہ ہے

پس از صد سال ایں معنی محقق۔ کہ یکدم باخدا بودن بہ از ملک سلیمانی باوجود ان وعیدوں اور تہدیدوں کے یہ لوگ جو کچھ نہیں سمجھتے تو کوئی تعجب کی بات نہیں کیا تو (اے نبی) بہروں کو سنا سکتا ہے یا اندھوں اور کھلی گمراہی میں رہنے والوں کو ہدایت کرسکتا ہے؟ ہرگز نہیں ان میں تو ان باتوں کی حس ہی نہیں۔ یہ تو اپنے خیالات میں ایسے محو ہیں کہ الامان ان کو کچھ سوجھتا ہی نہیں یہی سوجھتا ہے اور یہی کہتے ہیں کہ یہ محمد (ﷺ) چندروزہ ہے آخر مر جائے گا تو کوئی اسے جانے گا بھی نہیں حالانکہ ان کو اصل حقیقت کا علم نہیں کہ ان کا اصلی تعلق تو ہمارے ساتھ ہے بھلا اگر ہم تجھے بقضائے موت دنیا سے لے جاویں[1] تو ان کو اس سے کچھ فائدہ ہوگا؟ نہیں کیونکہ ہم ان سے ان کی بدکاری کا بدلہ لیں گے۔ دنیا میں تیرے رہنے یا دنیا سے چلے جانے سے ان کو کچھ فائدہ نہیں ہوگا برابر ہے تو (اے نبی!) زندہ رہے یا دار آخرت کو انتقال کرے اگر تیری زندگی میں موعودہ عذاب ہم انکو دکھائیں تو ہم اس پر بھی قادر ہیں۔

---

[1] ہمارے ملک پنجاب میں مرزا قادیانی نے جو دعویٰ نبوت کے ساتھ الہامی پیش گوئیاں کی تھیں جو سب یا اکثر جھوٹی ہوئیں تو انہوں نے اور ان کے اتباع نے ایسی آیات کے استدلال پر یہ کہنا شروع کیا کہ پیش گوئی کا صدق ملہم کی زندگی میں ہونا ضروری نہیں' اسکی زندگی کے بعد بھی سچی ہوسکتی ہیں۔ اسکا جواب: یہ دیا گیا کہ جو پیش گوئی عام ہو اس میں تو ملہم کی زندگی سے تعلق نہ سہی مگر جو پیش گوئی ملہم کی زندگی سے تعلق رکھتی ہو وہ تو اس کی زندگی ہی میں پوری ہونی لازمی ہیں۔ مثلاً مرزا صاحب (ملہم) نے کہا کہ میں وحی الٰہی سے کہتا ہوں کہ فلاں عورت سے میرا نکاح ہو جائے گا۔ اگر یہ نکاح نہ ہو تو ہر عقلمند اس کو غلط کہے گا۔ اسی طرح فلاں شخص میری زندگی میں مرے گا مگر وہ نہ مرا بلکہ خود مر گئے تو اس پیش گوئی کے غلط ہونے میں کون کلام کرے گا۔ ہم تو مرزا صاحب کی اس قسم کی پیش گوئیاں بھی بہت دیکھتے ہیں جن کا ذکر ہمارے رسالہ ''الہامات مرزا'' میں مفصل ہے۔ (۱۲ منہ)

فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِيْٓ اُوْحِيَ اِلَيْكَ ۚ اِنَّكَ عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَ

جو کلام تیری طرف بذریعہ وحی کے بھیجا گیا ہے اس کو مضبوطی سے پکڑے رہ اس میں شک نہیں کہ تو سیدھی راہ پر ہے اور وہ تیرے لئے اور

لِقَوْمِكَ ۚ وَسَوْفَ تُسْـَٔــلُوْنَ ۝ وَسْـَٔــلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ

تیری قوم کے لئے نصیحت ہے اور تم سب سے اس کی بابت سوال ہوگا اور تو ان رسولوں سے پوچھ جن کو ہم نے تجھ سے پہلے بھیجا تھا ہم نے اپنی

اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰي بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى

ذات رحمن کے سوا کسی اور کی بھی عبادت کرنے کی اجازت دی تھی؟ اور تحقیق ہم نے موسیٰ کو کھلے کھلے نشان دے کر فرعون اور اس کے

فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ىِٕهٖ فَقَالَ اِنِّىْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ فَلَمَّا جَاۗءَهُمْ بِاٰيٰتِنَآ اِذَا هُمْ

درباری امراء کی طرف بھیجا تو اس نے کہا کہ میں رب العالمین کی طرف سے رسول ہوں پھر جب وہ ان کے پاس ہمارے نشان

مِّنْهَا يَضْحَكُوْنَ ۝ وَمَا نُرِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ اِلَّا هِىَ اَكْبَرُ مِنْ اُخْتِهَا ۡ وَاَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ

لایا تو اسی وقت ان کی ہنسی اڑانے لگے اور ہم (خدا) جو نشان ان کو دکھاتے تھے وہ پہلے نشان سے بڑا ہوتا تھا اور ہم نے ان کو سخت

لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَ السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ

عذاب میں مبتلا کیا تاکہ وہ رجوع کریں اور انہوں نے کہا اے جادوگر! جو تیرے پروردگار نے تیرے ساتھ وعدہ کیا ہوا ہے وہ ہمارے لئے اس سے مانگ

غرض یہ کہ اس کام میں براہ راست ان کا تعلق ہم سے ہے تجھ سے نہیں پس تو ان کی باتوں کی طرف کان مت لگا بلکہ جو کلام تیری طرف بذریعہ وحی کے بھیجا گیا ہے اس کو مضبوطی سے پکڑے رہ۔ اس میں شک نہیں کہ تو سیدھی راہ پر ہے اور یہ لوگ گمراہی میں ہیں اور وہ کلام جو تیری طرف بذریعہ وحی کے بھیجا گیا ہے تیرے ہی لیے مخصوص نہیں بلکہ وہ تیرے لیے نصیحت ہے اور تیری قوم کے سارے لوگوں کے لیے بھی نصیحت ہے اور تم سب سے اس کی بابت سوال ہوگا اور ان لوگوں کو جو اس تعلیم سے نفرت اور شرک وکفر سے رغبت ہے کیا یہ تعلیم کوئی نئی ہے؟ اس امر کی تحقیق کے لیے تو ان رسولوں سے پوچھ جن کو ہم نے تجھ سے پہلے دنیا کی ہدایت کے لیے بھیجا تھا یعنی ان کی کتابوں میں دیکھ اور ان کو دکھا کہ ہم نے اپنی ذات رحمان کے سوا کسی اور کی بھی عبادت کرنے کی اجازت دی تھی؟ ہر گز نہیں۔ جس حال میں کسی رسول مقبول کو بھی عبادت میں حصہ نہیں ہے تو اور کسی کو کیا ہوگا اس مطلب کے ذہن نشین کرنے کے لیے ایک مشہور قصہ سنو اور نصیحت پاؤ۔ تحقیق ہم (خدا) نے حضرت موسیٰ کو کھلے کھلے نشان دے کر فرعون اور اس کے درباری امراء کی طرف بھیجا تاکہ ان کی گمراہی میں راہ نجات دکھائے تو حضرت موسیٰ نے ان کے پاس پہنچ کر حسب ضابطہ پہلے اپنی حیثیت بتلانے کو کہا کہ میں رب العالمین خدا کی طرف سے رسول پیغام رساں ہو کر آیا ہوں تم لوگ میری سنو تاکہ تم گمراہی سے ہدایت میں آجاؤ۔ انھوں نے جواب میں کہا کہ اس دعویٰ پر کوئی ثبوت پیش کرو پھر جب وہ موسیٰ ان کے پاس ہمارے (خدا کے) نشان لایا اور واضح طور سے ان کو دکھائے تو وہ اسی وقت ان نشانوں کی ہنسی اڑانے لگے یوں کہنے لگے لو جی یہ بھی معجزہ ہے کہ لکڑی کا سانپ بن گیا واہ کیا کہتے ہیں؟ ایسے کرشمے بھی کوئی معجزہ ہیں یہ تو سب جادوگر کر سکتے ہیں غرض یہ کہ وہ ہنستے رہے اور ہم (خدا) جو نشان ان کو دکھاتے تھے وہ پہلے نشان سے بڑا ہوتا تھا اور ہم نے ان کو سخت عذاب میں مبتلا کیا تاکہ وہ رجوع کریں مگر وہ بجائے رجوع کرنے کے الٹے اکڑے اور انھوں نے حضرت موسیٰ کو بطور تکبر اور تخول کے مخاطب کر کے کہا اے جادوگر! جو تیرے پروردگار نے تیرے ساتھ وعدہ کیا ہوا ہے وہ ہمارے لیے اس سے مانگ

إِنَّنَا لَمُهْتَدُونَ ﴿٤٩﴾ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ إِذَا هُمْ يَنكُثُونَ ﴿٥٠﴾ وَنَادَىٰ

ہم ہدایت پائیں گے پھر جب ہم نے ان سے عذاب دور کیا وہ فوراً عہد شکنی کرتے رہے فرعون نے اپنی

فِرْعَوْنُ فِي قَوْمِهِ قَالَ يَا قَوْمِ أَلَيْسَ لِي مُلْكُ مِصْرَ وَهَٰذِهِ الْأَنْهَارُ تَجْرِي

قوم میں منادی کرا کر کہا اے میری قوم کے لوگو! کیا ملک مصر میرا نہیں ہے اور یہ دریا میرے محلوں کے نیچے چل رہے ہیں کیا تم

مِن تَحْتِي ۖ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ﴿٥١﴾ أَمْ أَنَا خَيْرٌ مِّنْ هَٰذَا الَّذِي هُوَ مَهِينٌ وَلَا يَكَادُ

دیکھتے نہیں کیا میں اچھا ہوں یا یہ شخص جو ایک ذلیل آدمی ہے وہ گفتگو بھی

يُبِينُ ﴿٥٢﴾ فَلَوْلَا أُلْقِيَ عَلَيْهِ أَسْوِرَةٌ مِّن ذَهَبٍ أَوْ جَاءَ مَعَهُ الْمَلَائِكَةُ مُقْتَرِنِينَ ﴿٥٣﴾

ٹھیک نہیں کر سکتا پھر سونے چاندی کے کنگن اس کو کیوں نہیں ملے یا فرشتوں کی جماعت اس کے ساتھ جمع ہو کر آئی ہوتی۔

فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهُ فَأَطَاعُوهُ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ﴿٥٤﴾ فَلَمَّا آسَفُونَا انتَقَمْنَا

پس فرعون نے اپنی قوم کو بے وقوف بنایا پھر وہ اس کے تابع ہوگئے کیونکہ وہ بدکار لوگ تھے پھر جب انہوں نے ہم کو سخت

مِنْهُمْ فَأَغْرَقْنَاهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٥٥﴾

رنجیدہ ہی کیا تو ہم نے ان سے بدلہ لیا پس ہم نے ان سب کو غرق کر دیا

یعنی اس نے جو کہا ہوا ہے کہ اگر فرعونی توبہ کریں گے تو میں ان سے عذاب ہٹادوں گا- اب ہم توبہ کرتے ہیں تو ہم سے عذاب ہٹوادے ہم تیری تعلیم کے مطابق ہدایت پائیں گے پھر جب ہم نے ان سے عذاب دور کیا وہ فوراً عہد شکنی کرتے رہے- یہ حالت تو ان کی عام تھی خاص فرعون کا یہ حال تھا کہ اس نے اپنی قوم کے لوگ میں منادی کرا کر سب کو جمع کیا اور کہا اے میری قوم کے لوگو! تم جو موسیٰ کی طرف جھکتے جارہے ہو اور میرے مقابلہ میں میں اس کی عزت سمجھتے ہو کیا اتنا بڑا ملک مصر میرا مقبوضہ نہیں ہے اور یہ دریا میرے محلوں کے نیچے باادب و تعظیم چل رہے ہیں کیا تم ان باتوں کو دیکھتے ہوئے بھی اصل حال دیکھتے نہیں کہ میرے مقابلہ پر کسی اور کی وقعت تمہارے دل میں کیوں آتی ہے؟ کیا تم اس بات کو نہیں جان سکتے کہ میں جو ان سب چیزوں کا مالک ہوں اچھا ہوں یا یہ شخص موسیٰ جو ایک ذلیل آدمی ہے اور بوجہ لکنت زبان کے گفتگو بھی ٹھیک نہیں کر سکتا اس کی بھی کچھ عزت ہوتی تو میری طرح اس کو بھی ناز و نعمت حاصل ہوتیں بھلا پھر سونے چاندی کے کنگن اس کو کیوں نہیں ملے دیکھو تو ہندوستان کے راجاؤں کی طرح میرے ہاتھوں میں ڈبل کنگن ہیں یا اگر وہ ان چیزوں کو اپنی دینداری کے گھمنڈ میں ہم سگان دنیا کا حصہ جانتا ہے تو فرشتوں کی جماعت جمع ہو کر اس کے ساتھ آئی ہوتی جو لوگوں کو اس کی طرف بلاتی یہ کیا بے ڈھب بات ہے کہ کہلائے تو خدا کا رسول اور حالت یہ ہو کہ نہ اوڑھنے کو نہ بچھونے کو محض ایک فقیر قلاش نہ سواری ہے نہ اردلی' نہ فوج ہے نہ پولیس' کیا ایسا شخص خدا کا رسول ہونا چاہئے جو نان شبینہ کا بھی محتاج ہو- پس فرعون نے بھی ایسی باتیں کر کے اپنی قوم کا بیوقوف بنایا- پھر وہ سارے اس کے تابع ہوگئے کیونکہ وہ بدکار لوگ تھے جو نہی کوئی ان کو برائی کی طرف رغبت دلاتا وہ اسی طرف راغب ہو جاتے پھر جب انھوں نے اپنی بداعمالی سے ہم کو سخت رنجیدہ ہی کیا تو ہم نے ان سے بدلہ لیا ایسا بدلہ جس کو بدلہ کہا جائے پس ہم فرعون اور اس کے خاص الخاص مشیروں اور فوجی افسروں کی جو اس کے ساتھ حضرت موسیٰ کے تعاقب میں دریا تک گئے تھے ان سب کو اسی دریا میں غرق کر دیا جسکو وہ اپنا مسخر کہا کرتا تھا-

فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ

پس ہم نے ان کو گیا گزارا اور پچھلوں کے لئے مثال بنایا اور جب عیسیٰ ابن مریم ذکر کیا جاتا ہے تو تیری قوم کے لوگ اس

مِنْهُ يَصِدُّوْنَ ﴿۵۷﴾ وَقَالُوْٓا ءَاٰلِهَتُنَا خَيْرٌ اَمْ هُوَ ۭ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا ۭ

سے روگردانی کرجاتے ہیں اور کہتے ہیں کیا ہمارے معبود اچھے ہیں یا یہ اچھا ہے؟ یہ لوگ تیرے سامنے صرف جھگڑے کے طور پر

بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ﴿۵۸﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا

کہتے ہیں بلکہ یہ لوگ طبعاً جھگڑالو ہیں وہ تو ہمارا ایک صالح بندہ تھا جس پر ہم نے بہت سے انعام کئے تھے اور ہم نے

لِّبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ﴿۵۹﴾ وَلَوْ نَشَاۗءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰۗىِٕكَةً فِي الْاَرْضِ يَخْلُفُوْنَ ﴿۶۰﴾

اس کو بنی اسرائیل کے لئے ہادی بنایا اور اگر ہم چاہتے تو تمہاری جگہ فرشتے پیدا کردیتے جو زمین پر ایک دوسرے کے بعد رہتے سہتے

پس ہم نے ان کو گیا گزرا کر دیا اور پچھلوں کے لیے مثال بنایا کہ وہ ان کی حالت پر غور کر کے ہدایت پائیں چنانچہ آج تک بھی ان فرعونیوں کا قصہ بطور عبرت و نصیحت کے بیان کیا جاتا ہے اور لوگ اس سے یہ سمجھ کر نصیحت پاتے ہیں کہ ایسے ایسے منکروں کا انجام ایسا برا ہوا مگر مثال اور واقعات سے بھی ہر کوئی فائدہ نہیں اٹھاتا بلکہ بعض لوگ الٹے الجھنے لگ جاتے ہیں- چنانچہ یہ تیرے مخاطب شرفاء مکہ کی یہی حالت ہے کہ جب کبھی ان کو تاریخی واقعہ بھی سنایا جاتا ہے تو روگردانی کر جاتے ہیں اور ان کی ضد اور تعصب یہاں تک ترقی کر گئے ہیں کہ جب کبھی حضرت عیسیٰ ابن مریم جو بڑا بزرگ- مقبول خدا' نبی اور رسول تھا' کا بطور ہادی اور راہ نما کے ذکر کیا جاتا ہے یعنی جب کبھی اس کا ذکر صلحاء کی جماعت میں باعزاز و اکرام کیا جاتا ہے تو تیری قوم کے لوگ بت پرست اس سے روگردانی کر جاتے ہیں اور کہتے ہیں کیا ہمارے معبود اچھے ہیں یا یہ مسیح اچھا ہے؟ چونکہ یہودیوں سے حضرت مسیح کی بدگوئی سن سنا کر حضرت ممدوح کی شان میں بدظن ہیں اس لئے اپنے معبودوں کو مسیح سے افضل جانتے ہیں لیکن اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ تیرے سامنے صرف جھگڑے کے طور پر کہتے ہیں بلکہ یہ لوگ طبعاً جھگڑالو ہیں- اس لیے ان کو کسی حق ناحق بات سے واسطہ نہیں یہ تو محض مذاق پورا کرنا چاہتے ہیں- اب ہم اصل حقیقت سناتے ہیں کہ یہودیوں کی بدگوئی بالکل بے بنیاد اور غلط ہے وہ مسیح تو ہمارا (خدا) کا ایک صالح بندہ تھا جس پر ہم (خدا) نے بہت سے انعام کئے تھے' نبوت دی رسالت بخشی' معجزات دیئے بہت سے لوگوں پر فضیلت دی' دشمنوں سے بچایا وغیرہ اور ہم نے اس کو بنی اسرائیل کے لیے رہنما اور ہادی بنایا مگر بنی اسرائیل میں سے یہودی گروہ نے اپنی شومئ قسمت سے اس کو نہ مانا تو مسیح کے فیض تعلیم سے محروم رہے اور یہ عرب کے لوگ فیض نبوت سے اس لیے محروم ہیں کہ ان کے خیال میں منصب نبوت کے لائق فرشتے ہیں غیر فرشتہ کو نبوت کا ملنا ان کی سمجھ سے بالاتر ہے اور اگر ہم (خدا) چاہتے تو تمہاری جگہ فرشتے پیدا کر دیتے جو زمین پر ایک دوسرے کے بعد رہتے سہتے- پھر تو ان کی ہدایت کے لیے جو رسول آتے بیشک وہ فرشتے ہوتے کیونکہ عام قانون ہے ؎

کند ہم جنس باہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز با باز

دنیا کے تم باشندے چونکہ انسان ہو اس لیے تمہاری ہدایت کے لیے انسان ہی آنا چاہئیں چنانچہ آئے حضرت مسیح کو جو یہودیوں ... مشرکوں نے نہیں مانا یہ ان کی شومئ قسمت ہے-

وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۶۱﴾

اور وہ مسیح قیامت کی دلیل اور نشانی ہے پس تم اس میں شک نہ کرو اور میری تابعداری کرو یہی سیدھی راہ ہے

وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۶۲﴾ وَلَمَّا جَآءَ عِيْسٰى

اور شیطان تمکو اس سے نہ روکے- بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور جب عیسیٰ کھلے احکام

بِالْبَيِّنٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَلِاُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ تَخْتَلِفُوْنَ

لائے تو انہوں نے کہا میں تم لوگوں کے پاس حکمت لایا ہوں اور اس لئے کہ بعض باتیں جن میں تم لوگ باہمی اختلاف رکھتے ہو

فِيْهِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۶۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا

وہ تم لوگوں کو پوری طرح سمجھادوں پس تم اللہ سے ڈرو اور میری پیروی کرو بے شک اللہ ہی میرا اور تمہارا پروردگار ہے پس تم اس کی عبادت

صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۶۴﴾ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ ۚ

کرو یہی سیدھا رستہ ہے پھر بھی وہ جماعتیں آپس میں مختلف ہو گئیں

اور وہ مسیح قیامت کی دلیل اور نشانی ہے اس کی پیدائش' اس کی ہستی' اس کی تعلیم سے قیامت کا ثبوت ملتا ہے پس تم لوگ اس قیامت میں شک نہ کرو اور جو تعلیم تم کو میرا رسول محمد ﷺ دیتا ہے اس کی تعمیل کرنے میں میری تابعداری کرو- یہی سیدھی راہ ہے جو دنیا کو مجھ تک پہنچادے گی اور یاد رکھو کہ شیطان اپنی شرارت سے باز نہ آئے گا لیکن وہ تم کو اس سے نہ روکے بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے' اس کی دشمنی سے پر حزر رہنا وہ تمہاری گزند رسانی میں ہمیشہ لگا رہتا ہے- تم بھی ہر وقت اس سے خدا کی پناہ میں رہا کرو- یہ تو گفتگو ہوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بعد کی اور ان کی زندگی کا حال بھی سننا چاہو تو ایک واقعہ سنو کہ جب حضرت عیسیٰ کھلے احکام لائے اور لوگوں کو سنائے تو انہوں نے کہا کہ میں تم لوگوں کے پاس روحانی حکمت لایا ہوں جس حکمت سے تم اپنے خالق کو پہچان کر اس سے رشتہ تعلق بنا اور نباہ سکو اور میں اس لیے آیا ہوں کہ بعض باتیں جن میں تم لوگ باہمی اختلاف کرتے ہو وہ تم لوگوں کو پوری طرح سمجھادوں پس تم لوگ اللہ سے ڈرو اور میری پیروی کرو تا کہ تم اس روحانی حکمت سے بہرہ ور ہو جاؤ- سنو اور دل سے یقین کرو کہ بیشک اللہ تعالیٰ ہی میرا اور تمہارا پروردگار ہے' پس تم اسی کی عبادت کرو[ل] اس کے سوا کسی کی مت کرو- یہی سیدھا راستہ ہے جو خدا تک تم کو پہنچائے گا- اس پر چلو اور ادھر ادھر نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھو' باوجود اس کے پھر بھی وہ جماعتیں آپس میں مختلف ہو گئیں- بعض تو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی تعلیم پر جمے رہے اور بعض نے وہی شرکیہ اعتقادات اور کفریہ رسومات اختیار کرلیں جن کو اصطلاح شرع میں سخت ظلم سے موسوم کیا جاتا ہے-

ل یہ تعلیم آج تک انجیل میں ملتی ہے- حضرت عیسیٰ کا قول انجیل یوحنا میں یوں نقل ہے: ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ کو اکیلا سچا خدا اور یسوع کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں- (باب ۱۷ فقرہ: س) اس عبارت کا مطلب صاف ہے کہ نجات اخروی انھیں لوگوں کو نصیب ہو گی جو خدا کی کامل توحید اور مسیح اور دیگر رسولوں کی رسالت پر ایمان رکھتا ہو گا- معلوم ہوتا ہے کہ ناقلین کلام مسیح نے اس فقرے کو مختصر نقل کیا ہے اصل مفصل وہی ہے جو قرآن مجید میں مذکور ہے- (۱۲)

فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ أَلِيمٍ ﴿٦٥﴾ هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ

پس ایسے ظالموں کے لئے دردناک عذاب کی وجہ سے افسوس ہے۔ کسی امر کا انتظار نہیں کرتے مگر اس امر کا کہ

أَن تَأْتِيَهُم بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٦٦﴾ الْأَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ

قیامت کی گھڑی ناگہاں ان پر آجائے ایسے حال میں کہ یہ لوگ بالکل بے خبر ہوں۔ دوست سب اس دن ایک دوسرے

إِلَّا الْمُتَّقِينَ ﴿٦٧﴾ يَا عِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا أَنتُمْ تَحْزَنُونَ ﴿٦٨﴾ الَّذِينَ

کے دشمن ہوں گے مگر پرہیزگار لوگ ایسے نہ ہوں گے۔ اے اللہ کے بندو! تم پر خوف نہیں اور نہ تم لوگ غمگین ہوگے یعنی وہ لوگ

آمَنُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا مُسْلِمِينَ ﴿٦٩﴾ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ أَنتُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُونَ ﴿٧٠﴾

جو ہمارے حکموں کو مان کر فرماں بردار تھے تم اور تمہاری بیویاں جنت میں داخل ہو جاؤ تم وہاں خوش کئے جاؤ گے

يُطَافُ عَلَيْهِم بِصِحَافٍ مِّن ذَهَبٍ وَأَكْوَابٍ ۖ وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنفُسُ

سونے کی رکابیاں اور گلاس ان میں ادھر ادھر پھیرے جائیں گے اور جو کچھ طبائع چاہتی ہیں اور جو آنکھوں کو بھلی معلوم

وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ ۖ وَأَنتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٧١﴾

ہوتی ہیں ان میں ملے گا اور تم ان میں ہمیشہ رہو گے

پس ایسے ظالموں کے لیے دردناک عذاب کی وجہ سے افسوس ہے کہ وہ ان پر سخت مصیبت ہوگی مگر ان لوگوں کی طبیعت ایسی خدا سے ہٹ گئی ہے کہ کسی شرعی امر کو شرعی دلیل سے سمجھنا نہیں چاہتے بلکہ کسی امر کا انتظار نہیں کرتے مگر اس امر کا کہ قیامت کی گھڑی ناگہاں ان پر آجائے ایسے حال میں کہ یہ لوگ بالکل بے خبر ہوں۔ ان کی گفتگو ان کی روش یہی جتلا رہی ہے کہ بس اب یہ قیامت کی گھڑی کے منتظر ہیں اور کوئی بات ان کو اثر نہیں کرتی۔ اصل یہ ہے کہ ان کو ایک غلط گھمنڈ دل میں جاگزیں ہے کہ ہم بڑے بڑے تعلقات والے ہیں اس لیے ان کو ابھی سے بتلایا جاتا ہے کہ دنیاوی تعلق دار اور دوست سب کے سب اس قیامت کے دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے کیونکہ ان کو یاد آجائے گا کہ اس نے مجھ سے فلاں برا کام کرایا تھا۔ اس نے مجھے فلاں نیک کام سے روکا تھا' اس لیے وہ بجائے محبت کے عداوت کرنے پر تل جائیں گے مگر پرہیز گار صلحاء کی جماعت جن کے تعلقات محض رضائے خدا کے لیے تھے وہ ایسے نہ ہونگے بلکہ وہ ایک دوسرے کے محب ہوں گے ان لوگوں کو جو متقی ہوں گے اور محض اللہ کی رضا جوئی کے لیے آپس میں محبت کئے ہوں گے کہا جائے گا اے اللہ کے بندو! جس حال میں کہ آج سب لوگ بے چین اور مصیبت میں ہیں تمہارے نیک اعمال کی وجہ سے تم پر کوئی خوف نہیں اور نہ تم لوگ اس طرح غمگین ہو گے یعنی ان بندگان الٰہی سے مراد وہ لوگ ہیں جو ہمارے حکموں کو مان کر فرمانبردار تھے۔ لو آج تم اور تمہاری بیویاں باقی سب لوگوں سے پہلے جنت میں داخل ہو جاؤ گے' تم وہاں خوش کئے جاؤ گے' ہر قسم کی نعمتیں وہاں ان کو ملیں گی۔ کھانے پینے کے لیے سونے کی رکابیاں اور گلاس ان کو دیئے جائیں گے جو ان میں ادھر ادھر پھیرے جائیں گے جب ان کی دوستانہ مجلس ہوا کرے گی تو باہمی محبت کا دور چلا کرے گا غرض جو کچھ انسانی طبائع چاہتی ہیں اور جو آنکھوں کو بھلی معلوم ہوتی ہیں وہ ان کو ان باغوں میں ملے گا اور بڑی بات یہ ہوگی کہ بطور اعلان ان کو کہا جائے گا کہ تم ان باغوں میں ہمیشہ رہو گے۔

وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۷۲﴾ لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ

اور یہ باغ جو تم کو ملے ہیں نیک اعمال کے سبب سے ہیں تمہارے لئے اس میں بہت کثرت سے

كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۷۳﴾ اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿۷۴﴾

پھل ہوں گے تم انہیں میں سے کھاتے رہو گے- بے شک مجرم لوگ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے

لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا هُمُ

جس میں ان کو عذاب سے ناغہ نہ ہوگا اور وہ اس میں ناامید ہوجائیں گے- ہم نے ان پر کوئی ظلم نہ کیا ہوگا لیکن وہ

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۷۶﴾ وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ؕ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ﴿۷۷﴾

خود آپ ظالم ہوں گے اور پکاریں گے کہ اے مالک! تیرا پروردگار ہمارا کام تمام کر دے- وہ کہے گا تم لوگ ہمیشہ اسی جگہ رہو گے

لَقَدْ جِئْنٰكُمْ بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ﴿۷۸﴾ اَمْ اَبْرَمُوْٓا

ہم نے تمہارے پاس سچی تعلیم بھیجی تھی مگر تم میں سے اکثر لوگ حق بات کو ناپسند جانتے رہے- کیا انہوں نے کوئی تدبیر کر

اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ ﴿۷۹﴾ اَمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ ؕ بَلٰى وَرُسُلُنَا

رکھی ہے تو ہم بھی فیصلہ کر چکے ہیں کیا یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان کے خفیہ بھید اور پوشیدہ مشورے نہیں جانتے ہاں اور ہمارے

اور یہ بھی کہا جائے گا کہ یہ باغ جو تم کو ملے ہیں یہ تمہارے نیک اعمال کے سبب سے تم کو ملے ہیں جو تم دنیا میں کیا کرتے تھے دیکھو تمہارے لیے ان باغوں میں بہت کثرت سے پھل ہوں گے اور تم لوگ انہی میں سے ہمیشہ کھاتے رہو گے- ان پرہیزگاروں کے مقابلہ میں جو لوگ بدمعاش یا مجرم ہوں گے ان کا انجام بھی سنو بے شک مجرم لوگ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے جس میں ان کو عذاب سے ناغہ نہ ہوگا نہ کبھی ان کو تخفیف ہوگی اور وہ اس عذاب میں ایسے پھنسے ہوں گے کہ رہائی سے ناامید ہو جائیں گے یہ مت سمجھ کہ ہم نے ان پر کسی طرح سے ظلم کیا ہوگا نہیں ہم نے ان پر کسی طرح سے کوئی ظلم نہ کیا ہوگا لیکن وہ خود آپ ظالم ہوں گے اور عذاب کی تکلیف میں جہنم کے افسر فرشتے کو جس کا نام مالک ہوگا پکاریں گے کہ اے مالک! ہماری درخواست ہے کہ تیرا پروردگار ہماری جان لے کر ہمارا کام تمام کر دے- وہ بھلا ایسا کہاں کہ خدا کے حکم کے خلاف کوئی لفظ بولے یا کسی کو بے جا تسکین دے اس لیے وہ کہے گا مت بولو تمہاری درخواست بے سود ہے کیونکہ تم لوگ ہمیشہ اسی جگہ رہو گے پس جواب سے ان کی مایوسی کی کوئی حد نہ رہے گی جرم کی اصل وجہ سنو ہم (خدا) نے تمہارے پاس سچی تعلیم بذریعہ انبیاء کے بھیجی تھی مگر تم میں سے اکثر لوگ حق کو ناپسند جانتے رہے بعض جو جاننے پر آمادہ ہوئے تو ان اکثر نے ان کو بھی دبایا اور جھوٹے سچے وعدے دے کر پھسلایا اور اس تدبیر سے سمجھے کہ ہم کامیاب ہو جائیں گے وہ یہ سمجھے کہ ہم مالک الملک سے کیوں کر مٹ سکتے ہیں کیا اس دین اور رسالت کے مٹانے کے لیے انہوں نے کوئی تدبیر کر رکھی ہے؟ ضرور کی ہے' تو کچھ پرواہ نہیں ہم (خدا) بھی مضبوطی سے فیصلہ کر چکے ہیں جس کا خلاصہ ابھی سے بتائے دیتے ہیں کہ اسلام کو غلبہ[1] ہوگا اور کفر مٹ جائے گا کیا یہ سمجھتے ہیں کہ ہم (خدا) ان کے خفیہ بھید اور پوشیدہ مشورے نہیں جانتے؟ ہاں ضرور جانتے ہیں اور ہمارے ذاتی علم کے علاوہ ہمارے فرستادہ فرشتے بھی

---

[1] سورۂ نصر ﴿ورأیت الناس یدخلون فی دین الله افواجا﴾ کی طرف اشارہ ہے (منہ)

لَدَيْهِمْ يَكْتُبُوْنَ ﴿٨٠﴾ قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ۖ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ ﴿٨١﴾

فرستادہ فرشتے بھی ان کے پاس لکھتے رہتے ہیں تو کہہ کہ اگر خدائے رحمٰن کی اولاد ہو تو سب سے پہلے میں اس کی بندگی کروں

سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿٨٢﴾ فَذَرْهُمْ

جو آسمانوں اور زمینوں اور عرش عظیم کا پروردگار ہے- وہ انکے بیان سے پاک ہے پس تو ان کو چھوڑ

يَخُوْضُوْا وَيَلْعَبُوْا حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ﴿٨٣﴾ وَهُوَ الَّذِيْ فِي

دے بے ہودہ کھیل کود میں لگے رہیں یہاں تک کہ اس دن کو پالیں جس سے ان کو ڈرایا جاتا ہے اور وہ خدا وہی ہے جو آسمانوں

السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِي الْاَرْضِ اِلٰهٌ ۭ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ﴿٨٤﴾ وَتَبٰرَكَ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ

میں معبود ہے اور زمینوں میں بھی وہی معبود ہے اور وہ بڑی حکمت والا بڑے علم والا ہے اور بڑی برکت والا ہے- وہ خدا کہ

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ وَعِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٨٥﴾

آسمان زمین اور ان کے بیچ کی سب چیزیں اسی کی ملک ہیں اور قیامت کی گھڑی کا علم بھی اسی کو ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے

ان کے پاس ان کے نیک و بد اعمال لکھتے رہتے ہیں وقت پر جب یہ لوگ انکار کریں گے وہ سب دکھائے جائیں گے- بھلا یہ بھی کوئی بات کہنے کی ہے جو یہ لوگ کہتے ہیں کہ خدا بھی ہماری طرح صاحب اولاد ہے- عرب کے بت پرست فرشتوں کو خدا کی لڑکیاں اور اہل کتاب حضرت مسیح وغیرہ کو خدا کے لڑکے کہتے ہیں' تو اے نبی! ان سے کہہ کہ اگر خدائے رحمٰن کی اولاد ہو تو سب سے پہلے میں اس کی بندگی کروں کیونکہ میرا جو تعلق خدا کے ساتھ عبودیت کا ہے وہ تم سب لوگوں سے زیادہ ہے مگر اسی تعلق کی وجہ سے جو مجھے معرفت الٰہی حاصل ہے میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جو آسمانوں اور زمینوں اور عرش عظیم کا پروردگار ہے اور دنیا کی تمام حکومت کا اصلی مالک ہے وہ ان لوگوں کے غلط بیان سے پاک ہے- وہ نہ کسی کا باپ ہے نہ اس کا کوئی باپ ہے- پس تو اے نبی! ان کو چھوڑ دے- بیہودہ کھیل کود میں لگے رہیں یہاں تک کہ اس دن روز جزا کو پالیں جس سے ان کو ڈرایا جاتا ہے- دیکھو تو ان مشرکوں کو کیا کیا خدشے پیدا ہوتے ہیں-- کہتے ہیں کہ ہمارے ایک شہر مکہ میں سینکڑوں معبود ہیں پھر بھی پورا انتظام نہیں رہ سکتا یہ کیوں کر ہو سکتا ہے کہ ساری دنیا کا معبود ایک ہی ہو اس لئے ان کو بتلاؤ اور سمجھا دو کہ وہ خدا وہی ہے جو آسمانوں میں معبود ہے اور زمینوں میں بھی وہی معبود ہے- تمام دنیا اس کی پجاری اور پرستار ہے اور وہ بڑی حکمت والا بڑے علم والا ہے- اپنے تمام پرستاروں کے حالات سے واقف ہے' ہر ایک کی سنتا ہے' ہر ایک کو جانتا ہے' صرف علم و حکمت ہی نہیں رکھتا بلکہ حکومت بھی ساری دنیا کی اسی کے قبضے میں ہے- حکومت بھی ایسی نہیں کہ اس کی حکومت سے ملک خراب اور برباد ہو جائے نہیں بلکہ بابرکت حکومت ہے- اس لئے کہ بڑی برکت والا ہے وہ خدا جس کی حکومت اتنی وسیع ہے کہ آسمان زمین اور ان کے بیچ کی سب چیزیں اسی کی ملک اور اسی کے قبضے میں ہیں- ان سب چیزوں پر اصلی حکومت اس کے سوا کسی کو نہیں- دنیا میں جتنے بادشاہ یا حاکم نظر آتے ہیں سب اسی کے بنائے سے بنے ہیں جس کو چاہتا ہے بناتا ہے جسے چاہتا ہے مٹا دیتا ہے- بس اسی کے ہو رہو' اسی میں تمام فلاح اور اسی میں خیر و برکت ہے- دوسرا سوال ان لوگوں کا قیامت کی گھڑی پر ہے بار بار بطور سرکشی کے پوچھتے ہیں کب قیامت ہو گی اور اس میں کیا ہو گا؟ تم اس کے جواب میں کہو کہ قیامت کی گھڑی کا علم بھی اسی کو ہے اور جب وہ گھڑی آپہنچے گی تو اسی کی طرف تم لوگ لوٹائے جاؤ گے-

وَلَا يَمْلِكُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِهِ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَن شَهِدَ بِالْحَقِّ وَ

اور جن لوگوں سے یہ لوگ دعائیں مانگتے ہیں وہ سفارش کا اختیار نہیں رکھیں گے ہاں جن لوگوں نے علم سے حق بات

هُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٨٦﴾ وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ فَأَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ﴿٨٧﴾

شہادت دی ہوگی اور اگر تو ان سے پوچھے کہ کس نے ان کو دیا ہے تو کہہ دیں گے اللہ نے پھر کہاں کو بہکے چلے جارہے ہیں

وَقِيلِهِ يَا رَبِّ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُونَ ﴿٨٨﴾ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلَامٌ

ہمیں اس کے یارب یارب کہنے کی قسم ہے کہ یہ لوگ ہرگز ایمان نہ لائیں گے پس تو ان کی پرواہ نہ کر اور تو کہہ دیا کر تم کو سلام

فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٨٩﴾

یہ خود ہی جان لیں گے

سنو اس روز سب حکومت ظاہری اور باطنی خدا کے قبضے میں ہوگی اور جن لوگوں نبیوں اور ولیوں اور فرشتوں سے یہ مشرک لوگ دعائیں مانگتے ہیں وہ حکومت کا اختیار تو کیا سفارش کا اختیار بھی نہیں رکھیں گے یعنی ان کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ بلا اجازت جس کی چاہیں اور جس وقت چاہیں مجرموں کی سفارش کر دیں- ہاں جن لوگوں نے علم اور بصیرت سے حق بات یعنی توحید الٰہی کی شہادت دی ہوگی ان کو اجازت ملے گی وہ کسی قابل معافی مجرم کی سفارش کریں گے تو وہ قبول بھی ہوگی- یہاں تک تو درست ہے مگر ان مشرکوں کا یہ خیال درست نہیں کہ یہ لوگ باختیار خود جو چاہیں گے کرلیں گے یا کرالیں گے- بھلا جس صورت میں دنیا ساری خدا کی مخلوق ہے تو پھر مخلوق کو ایسے اختیار کیوں کر ہو سکتے ہیں کہ وہ خدائی کاموں میں مستقل طور پر دخیل ہو- رہا یہ دعویٰ کہ تمام دنیا خدا کی مخلوق ہے یہ ایسا بدیہی ہے کہ یہ لوگ خود بھی مانتے ہیں اور اقرار کرتے ہیں- اگر تو اے نبی! ان سے پوچھے کہ کس نے ان کو اور ان کے مصنوعی معبودوں کو بنایا ہے تو فوراً کہہ دیں گے اللہ نے- پھر کہاں کو بہکے چلے جارہے ہیں مگر نبی کو ان کے حال پر ایسی شفقت ہے کہ ہر شام و پگاہ ان کے حق میں یارب یارب ان کو ہدایت کر کہہ کہہ کر دعائیں مانگتا ہے ہمیں نبی کی یہ مخلصانہ دعا ایسی پیاری لگتی ہے کہ ہم کو اس کے یارب یارب کہنے کی قسم ہے اور قسم کھا کر کہتے ہیں کہ یہ لوگ ہرگز ایمان نہ لائیں گے کیوں کہ ان کو ایمان کی بابت غلط فہمی نہیں جو رفع ہو سکے بلکہ عناد قلبی ہے جو کسی طرح دور نہیں ہو سکتا پس تو ان کی پروانہ کر اور تیرے سامنے پیش آئیں تو کہہ دیا کر تم کو سلام تم خود ہی اصل حال جان لو گے کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے-

سورت دخان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خدا کے نام سے شروع جو بڑا رحم کرنے والا بڑا مہربان ہے

حٰمٓ ۚ﴿۱﴾ وَ الۡکِتٰبِ الۡمُبِیۡنِ ۙ﴿۲﴾ اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ لَیۡلَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ اِنَّا کُنَّا

میں رحمٰن رحیم ہوں قسم ہے کتاب کی جو بیان کرنے والی ہے۔ تحقیق ہم نے وہ کتاب بابرکت رات میں اتاری ہے۔ بے شک ہم لوگوں

مُنۡذِرِیۡنَ ﴿۳﴾ فِیۡہَا یُفۡرَقُ کُلُّ اَمۡرٍ حَکِیۡمٍ ۙ﴿۴﴾ اَمۡرًا مِّنۡ عِنۡدِنَا ؕ اِنَّا کُنَّا مُرۡسِلِیۡنَ ۚ﴿۵﴾

ڈراویں گے اس رات میں تمام باحکمت امور کی تفصیل کی جائے گی بنی ہمارے حکم سے ہوا ہے ہم ہی اس کتاب کو بھیج رہے ہیں

سورۂ دخان

میں خدا رحمان رحیم ہوں' میری رحمت ہی کا تقاضا ہے کہ بنی نوع انسان پر رحم کر کے ان کی ہدایت کے لیے کتاب بھیجی۔ قسم ہے اس کتاب کی جو بندگان کے لیے احکام شرعیہ بیان کرنے والی ہے یعنی قرآن مجید۔ تحقیق ہم خدا نے وہ کتاب بابرکت رات یعنی رمضان کہ لیلۃ القدر[1] میں اتاری ہے یعنی قرآن مجید کا نزول رمضان کی لیلۃ القدر میں شروع ہوا تاکہ لوگ بدکاریاں چھوڑ دیں اور نیکی اختیار کریں۔ بے شک ہم اس کتاب کے ساتھ لوگوں کو ڈراویں گے۔ اس بابرکت رات میں قرآن کے ذریعہ تمام باحکمت امور یعنی احکام متعلقہ نجات کی تفصیل کی[2] جائے گی۔ یہ سب کچھ ہمارے حکم سے ہوا ہے کیونکہ ہم ہی اس کتاب کو اے نبی! تیری طرف بھیج رہے ہیں خدا جس سے کوئی خدمت لے اس کا فضل ہے۔

---

[1] **لیلة مباركة** اس آیت کی تفسیر میں اختلاف ہے مگر ہم نے جو معنے لکھے ہیں یہ معنے دونوں گروہوں (محدثین اور متکلمین) کے نزدیک معتبر ہیں تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے کہ :

﴿**يقول تعالىٰ مخبرا عن القران العظيم انه انزله فى ليلة مباركة وهى ليلة القدر كما قال عزوجل ان انزلنٰه فى ليلة القدر وكان ذالك فى شهر رمضان كما قال تبارك وتعالىٰ شهر رمضان الذى انزل فيه القرآن الخ**﴾ (زیر آیت لیلۃ مبارکۃ)

لیلۃ مبارکۃ رمضان کی لیلۃ القدر ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے اس قرآن کو لیلۃ القدر میں اتارا اور یہ رمضان کے مہینے میں ہے جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے رمضان کے مہینے میں قرآن نازل ہوا ہے اس کے خلاف جو روایت آئی ہے وہ ضعیف ہے وغیرہ۔

تفسیر کبیر میں لیلۃ القدر کے معنے لکھ کر امام فرماتے ہیں۔

﴿**اما القائلون بان المراد من الليلة المباركة المذكورة فى هذه الآيات هى ليلة النصف من الشعبان فما رايت لهم دليلا يقول عليه**﴾ (زیر آیت لیلۃ مبارکۃ)

جو لوگ لیلہ مبارک سے شعبان کے وسط کی رات کہتے ہیں میں نے ان کے پاس اس دعوے پر کوئی معقول دلیل نہیں پائی۔ یہ ہے دونوں گروہوں کا اتفاق (فالحمد للہ)

فیہا یفرق اس لفظ کے معنی میں مفسرین نے بہت کچھ لکھا ہے میں نے جو ترجمہ کیا ہے آیت کا سیاق سباق دیکھنے سے ان معنے کی تصدیق ہو سکتی ہے شروع سورت سے العلیم تک قرآن مجید ہی کی تعریف ہے اس سیاق پر غور کر کے تفسیر میں یفرق کے معنے جو ہم نے کئے ہیں قابل تصدیق ہیں (منہ)

[2] چونکہ ابتدا اس تفصیل کی اس مبارک رات سے جس میں نزول قرآن شروع ہوا ہے ہوئی اس لیے تفصیل یفرق اسی کی طرف منسوب کی گئی (منہ)

رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۙ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

محض تیرے پروردگار کی رحمت سے ہے بے شک وہ سنتا اور جانتا ہے جو آسمانوں ' زمینوں اور ان کے درمیان کی کل

وَمَا بَيْنَهُمَا ۘ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ۝ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۭ رَبُّكُمْ وَرَبُّ

چیزوں کا پروردگار ہے- اگر تم یقین کرتے ہو- اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے وہ تمہارا اور

اٰبَاۗىِٕكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ يَّلْعَبُوْنَ ۝ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَاۗءُ

تمہارے پہلے باپ دادوں کا پروردگار ہے لیکن یہ لوگ شک میں کھیل رہے ہیں پس تو اس روز کا انتظار کر جس روز آسمان سے ایک

بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ۝ۙ يَّغْشَى النَّاسَ ۭ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا

نمایاں دھواں ظاہر ہوگا وہ تمام لوگوں پر چھا جائے گا یہ تو دردناک عذاب ہے- اے ہمارے خدا! یہ عذاب ہم سے

الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ ۝ اَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى وَقَدْ جَاۗءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ۝ۙ ثُمَّ

دور کردے تو ہم ایمان لادیں گے پھر بھلا ان کو کیسے نصیحت ہوگی جس صورت میں ان کے پاس بیان کرنے والا رسول آیا

اس لیئے یہ نزول قرآن تجھ پر محض تیرے پروردگار کی رحمت سے ہے ورنہ کسی کا اس پر استحقاق نہیں- کسی عارف نے کیا ہی سچ کہا ہے ؎

داد حق را قابلیت شرط نے بلکہ شرط قابلیت داد ہست

پس تو اس کتاب کی تبلیغ پر دل تنگ نہ ہو مخالفین جو کہتے ہیں تحمل سے سنا کر بے شک وہ اللہ سب کی سنتا اور جانتا ہے وہ تیری ایسی مدد کرے گا کہ دنیا حیران رہ جائے گی- سنو جی تیرا رب جس نے یہ کتاب اتاری ہے وہ ہے جو آسمان و زمین اور ان کے درمیان کی کل چیزوں کا پروردگار ہے- اگر تم لوگ کسی سچی بات پر یقین کرتے ہو تو اس بات پر یقین کرو کہ وہی سب کا مالک ہے اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے- وہ تمہارا یعنی موجودہ نسل کا اور تمہارے پہلے باپ دادا کا پروردگار ہے پس سب لوگوں کو چاہیئے کہ اسی کی طرف جھکیں اور اسی کے ہو رہیں لیکن یہ لوگ اس سچی تعلیم کو نہیں مانتے بلکہ شک میں پڑے کھیل رہے ہیں پس تو اے نبی! ان کی اس حالت سے رنجیدہ نہ ہو اور اس روز کا انتظار کرو جس روز آسمان سے ایک نمایاں دھواں ظاہر ہوگا یعنی بوجہ قحط اور بھوک کے ان کے آسمان پر دھواں[1] نظر آئے گا اور وہ تمام لوگوں پر چھا جائے گا' اس وقت ان کو معلوم ہو جائے گا کہ یہ تو دردناک عذاب ہے پھر خدا کی طرف توجہ کر کے کہیں گے اے ہمارے خدا! یہ عذاب ہم سے دور کردے تو ہم ایمان لادیں گے- اس خوشامدی بات میں بھی کھوٹ چھپاویں گے کہ ایمان لانے کا وعدہ دفع عذاب پر رکھیں گے حالانکہ ایمان ایسا کام نہیں ہے کہ اس کو کسی طمع یا غرض پر موقوف رکھا جائے پھر بھلا ان کو کیسے نصیحت ہوگی جس صورت میں ان کے پاس بیان کرنے والا اور کھول کھول کر سنانے والا رسول حضرت محمد ﷺ آیا-

[1] صحیح بخاری ص ۷۱۴ تفسیر ابن کثیر زیر آیت الدخان (۱۲ منہ)

تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ ﴿۱۴﴾ اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا اِنَّكُمْ

تو وہ اس سے روگردان رہے اور کہنے لگے یہ کسی کا سکھایا ہوا مجنوں ہے۔ ہم تھوڑی سی مدت یہ عذاب ٹلا دیں گے، تم لوگ پھر لوٹ

عَآئِدُوْنَ ﴿۱۵﴾ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى ۚ اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَلَقَدْ

جاؤ گے۔ جس روز ہم ان کو بڑی سختی سے پکڑیں گے اس دن ہم ان سے پورا انتقام لیں گے اور ان سے پہلے ہم نے

فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَآءَهُمْ رَسُوْلٌ كَرِيْمٌ ﴿۱۷﴾ اَنْ اَدُّوْٓا اِلَيَّ عِبَادَ

فرعونی قوم کو جانچا تھا اور بڑا معزز رسول ان کے پاس آیا کہ اللہ کے بندے میرے سپرد کردو

اللّٰهِ ۭ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۸﴾ وَّاَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَى اللّٰهِ ۚ اِنِّيْٓ اٰتِيْكُمْ

میں تمہارے لئے خدا کی طرف سے ایمان دار رسول ہوں اور یہ کہ اللہ کے حکم کے آگے سرکشی مت کرو میں تمہارے

بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۹﴾

پاس کھلی دلیل لایا ہوں

لیکن وہ مخالفانہ رنگ میں اسی سے روگردان رہے اور کہنے لگے یہ جو کتابی باتیں کرتا ہے کسی کے سکھانے سے کرتا ہے ورنہ دراصل یہ کچھ بھی نہیں جانتا بلکہ اپنی عقل سے بھی خالی ہے۔ خلاصہ یہ کہ یہ مدعی نبوت کسی کا سکھایا ہوا مجنوں ہے معاذ اللہ۔ اس کو اپنی تو ذرا بھی سمجھ نہیں اگر سمجھ ہو تو اتنا بھی نہ سوچے کہ جو رسوم ہمارے بڑے بڑے بزرگ باپ دادا کرتے آئے ہیں جن کے ناموں کا ہمیں فخر ہے انہی رسوم کو ہم برا کہیں تو یہ ایک مجنونانہ حرکت نہیں تو کیا ہے؟ یہ ہے ان کی سمجھ اور یہ ہے ان کی عقل اور بے عقلی کا معیار۔ سنو ہم تھوڑی سی مدت یہ عذاب ٹلا دیں گے مگر انہیں ابھی سے ہم اطلاع کئے دیتے ہیں کہ تم لوگ پھر ادھر ہی کو لوٹ جاؤ گے جدھر سے واپس آنے کا تم وعدہ کرتے ہو۔ یہ لوگ ایسا کریں گے اور ضرور کریں گے۔ تو بعد اس عذاب کے ہم پھر ان کو پکڑیں گے۔ خاص کر جس روز ہم ان کو بڑی سختی سے پکڑیں گے اس دن ہم ان سے پورا انتقام لیں گے یعنی بعد قحط سالی اور بھوک کے ایک اور سخت سخت عذاب ان پر آئے گا جو سابق سے زیادہ مہیب[1] ہو گا۔ ان مشرکین عرب سے پہلے بھی کئی قوموں کا یہی حال ہو رہا ہے ان عربوں سے پہلے مشہور ترین مصر کی فرعونی قوم ہے ان کو بھی ہم (خدا) نے جانچا تھا اس جانچنے سے ہمیں تحصیل علم مقصود نہیں تھا بلکہ ان کا اظہار حال مطلوب تھا ان کے پاس ہم نے سچی تعلیم بھیجی اور بڑا معزز رسول حضرت موسیٰ ان کے پاس آیا اس نے آ کر فرعون اور فرعون کے درباریوں کو کہا کہ اللہ کے بندے! بنی اسرائیل کو غلامی سے آزاد کر کے میرے سپرد کر دو میں انکے اصلی وطن فلسطین میں لے جاؤں اور اگر یہ پوچھو کہ مجھے اس سوال کرنے کا کیا حق ہے تو جواب یہ ہے کہ میں تمہارے لیے خدا کی طرف سے امانت دار رسول ہو کر آیا ہوں پس تم میری بات کو میرے بھیجنے والے خدا کا حکم سمجھو۔ سب سے پہلے تو میں تم لوگوں کو یہ سناتا ہوں کہ خدائے حقیقی مالک الملک کو مانو اور اسی کے ہو رہو۔ شرک، کفر، بے ایمانی، دغابازی کی سب باتیں چھوڑ دو۔ دوم یہ کہ بنی اسرائیل کو میرے ساتھ جانے کی اجازت دو اور بڑی بات یہ کہ اللہ کے حکم کے آگے سرکشی مت کرو۔ دیکھو میں تمہارے پاس کھلی دلیل لایا ہوں جو تم لوگ دیکھنا چاہو تو دکھا دوں۔

[1] آنحضرت ﷺ جب مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ شریف تشریف لے گئے مکہ میں پہلے تو قحط ہوا۔ ازاں بعد جنگ بدر میں مشرکین مکہ کو بڑی ذلت سے شکست ہوئی اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے (منہ)

وَاِنِّیْ عُذْتُ بِرَبِّیْ وَرَبِّكُمْ اَنْ تَرْجُمُوْنِ ﴿۲۰﴾ وَاِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا لِیْ فَاعْتَزِلُوْنِ ﴿۲۱﴾

اور میں اپنے اور تمہارے پروردگار کی پناہ میں ہوں' اس سے کہ تم مجھے مار سکو اور اگر تم میری نہ مانو تو مجھے چھوڑ دو

فَدَعَا رَبَّهٗۤ اَنَّ هٰۤؤُلَآءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُوْنَ ﴿۲۲﴾ فَاَسْرِ بِعِبَادِیْ لَیْلًا اِنَّكُمْ

پھر موسیٰ نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ یہ لوگ بدکار ہیں پس میرے بندوں کو رات کے وقت لے جا' تم لوگوں

مُّتَّبَعُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ؕ اِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۲۴﴾ كَمْ تَرَكُوْا

کا پیچھا کیا جائے گا اور دریا کو خشک چھوڑ کر نکل جائیو وہ لوگ غرق کئے جائیں گے۔ وہ بہت سے باغ میٹھے

مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ ﴿۲۵﴾ وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ كَرِیْمٍ ﴿۲۶﴾ وَّنَعْمَةٍ كَانُوْا فِیْهَا فٰكِهِیْنَ ﴿۲۷﴾

چشمے لہلہاتی کھیتیاں بڑے بڑے شاندار مکان اور بڑی بڑی نعمتیں جن میں وہ مزے کیا کرتے تھے

كَذٰلِكَ ۫ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِیْنَ ﴿۲۸﴾ فَمَا بَكَتْ عَلَیْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَ

سب کچھ چھوڑ گئے ایسا ہی ہوا اور ہم نے ان چیزوں کا وارث دوسری قوم کو بنایا پھر ان پر آسمان اور زمین نہ روئے اور

مَا كَانُوْا مُنْظَرِیْنَ ﴿۲۹﴾

نہ ان کو مہلت ملی

اور اگر مجھے قتل یا پتھراؤ کی دھمکی دو تو سنو میں اپنے اور تمہارے پروردگار کی پناہ میں ہوں' اس سے کہ تم مجھے مار سکو۔ پس میں تم کو چیلنج دیتا ہوں کہ اگر تم سے ہو سکے تو بے شک مجھے مارنے کے سامان تیار کرو میں خدا کے فضل سے تمہارے ہاتھ سے کبھی نہ مروں گا۔ ہاں میں تم کو خدا کی طرف بلاتا ہوں اور اگر تم میری نہ مانو تو خیر مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔ مگر ان بندگان خدا بنی اسرائیل کو تنگ نہ کرو۔ پھر حضرت موسیٰ نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ اے میرے خدا! یہ فرعونی لوگ بدکار ہیں تو ان سے ہمیں نجات دے پس حضرت موسیٰ کو وحی ہوئی کہ میرے بندوں بنی اسرائیل کو رات کے وقت نکال کر لے جا مگر یہ سن رکھ کہ فرعون کی طرف سے تم لوگوں کا پیچھا کیا جائے گا اور اگر راستے میں دریا کا اندیشہ ہو تو دریا کو خشک چھوڑ کر نکل جائیو یعنی وہ تمہارے جاتے وقت وہ خشک ہو جائے گا اور فرعونیوں کے اندر آتے ہی وہ زور پکڑے گا کیونکہ وہ لوگ وہاں غرق کئے جائیں گے۔ ان کی تباہی کے دن قریب آگئے ہیں چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ فرعونی لشکر جو اسرائیلوں کے پیچھے گیا وہ سب غرق ہوا اور وہ لوگ بہت سے باغ میٹھے چشمے' لہلہاتی کھیتیاں' بڑے شاندار مکان اور بڑی بڑی نعمتیں جن میں وہ مزے کیا کرتے تھے سب کچھ یہاں چھوڑ گئے تم یقین جانو ایسا ہی ہوا اور ہم (خدا) نے ایک عرصہ[1] کے بعد ان چیزوں کا وارث دوسری قوم (بنی اسرائیل) کو بنایا یہاں تک ان کی ذلت کی نوبت پہنچی کہ بنی اسرائیل کی قوم باوجود کئی تنزلات کے آج تک تختہ دنیا پر خاص امتیاز سے بستی ہے ان کے بزرگوں کی عزت کی جاتی ہے مگر فرعون کی عزت کرنے والا کوئی بھی نہیں۔ پھر ان کی تباہی پر آسمان اور زمین کے لوگ نہ روئے اور نہ ان کو دنیا میں رہنے کی مہلت ملی بلکہ حکم پہنچتے ہی تباہ کئے گئے

[1] بنی اسرائیل دریا سے سلامت نکل تو گئے مگر بے فرمانی کی وجہ سے چالیس سال تک میدان تیہ میں تیرتے پھرتے رہے عرصہ مدید کے بعد وہ اپنے ملک فلسطین میں داخل ہو گئے وہاں ان کی سلطنت قائم ہوئی پھر انہوں نے جنگی طاقت حاصل کرنے کے بعد دور دراز کے ممالک فتح کئے۔ اس لیے عرصہ کا لفظ بڑھانا کا ضروری ہے (۱۲ منہ)

وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِينِ ﴿٣٠﴾ مِن فِرْعَوْنَ ۚ إِنَّهُۥ

اور ہم نے بنی اسرائیل کو فرعون کے سخت عذاب سے چھڑایا بے شک وہ بڑا

كَانَ عَالِيًا مِّنَ الْمُسْرِفِينَ ﴿٣١﴾ وَلَقَدِ اخْتَرْنَٰهُمْ عَلَىٰ عِلْمٍ عَلَى الْعَٰلَمِينَ ﴿٣٢﴾

سرکش اور بے ہودہ لوگوں میں سے تھا اور ہم نے ان کو اپنے ذاتی علم سے لوگوں پر فضیلت دی تھی

وَءَاتَيْنَٰهُم مِّنَ الْءَايَٰتِ مَا فِيهِ بَلَٰٓؤٌا۟ مُّبِينٌ ﴿٣٣﴾ إِنَّ هَٰٓؤُلَآءِ لَيَقُولُونَ ﴿٣٤﴾ إِنْ هِيَ

اور ہم نے ان کو ایسے ایسے نشان دیئے تھے کہ ان میں صریح مہربانی تھی۔ یہ کہتے ہیں یہی ہماری پہلی

إِلَّا مَوْتَتُنَا الْأُولَىٰ وَمَا نَحْنُ بِمُنشَرِينَ ﴿٣٥﴾ فَأْتُوا۟ بِـَٔابَآئِنَآ إِن كُنتُمْ

موت ہوگی اور ہم نہ اٹھائے جائیں گے پس اگر تم سچے ہو تو اپنے باپ دادوں کو

صَٰدِقِينَ ﴿٣٦﴾ أَهُمْ خَيْرٌ أَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ أَهْلَكْنَٰهُمْ ۖ إِنَّهُمْ

لے آؤ؟ کیا یہ لوگ اچھے ہیں یا تبع کی قوم اور جو ان سے پہلے تھے ہم نے ان کو ہلاک کیا' بے شک

كَانُوا۟ مُجْرِمِينَ ﴿٣٧﴾

وہ لوگ مجرم تھے

ہم نے بنی اسرائیل کو فرعون کے سخت عذاب سے چھڑایا- بے شک وہ بڑا سرکش بے ہودہ لوگ میں سے تھا- اس لیے اس کی سرکشی جب انتہا کی پہنچ گئی تو نتیجہ بھی وہی ہوا جو ایسے کاموں کو ہوا کرتا ہے یعنی تباہی جیسا- کسی عارف نے کہا ہے ؎

از مکافات عمل غافل مشو گندم از گندم بروئد جو زجو

اور ہم (خدا) نے ان (بنی اسرائیل) کو اپنے ذاتی علم سے اس وقت کے لوگوں پر فضیلت دی تھی اور ہم نے ان کو ایسے ایسے نشان دیئے تھے کہ ان میں ہماری صریح مہربانی تھی ید بیضا' دیا عصا دیا- آخر سب سے ان کی خاطر دریا کو روکا اور ان کو بچایا- ان واقعات سے یہ نتیجہ صاف پیدا ہوتا ہے کہ خدا کے بندوں کا مقابلہ کرنے کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا مگر یہ لوگ عرب کے مشرک ایسے کچھ سڑی ہیں کہ جو کچھ سنتے ہیں اسی پر اعتراض کرتے ہیں- دیکھو تو جب سنتے ہیں کہ مسلمان کہتے ہیں اعمال کا نیک و بد بدلہ پانے کو قیامت کے روز اٹھنا ہوگا- تو یہ کہتے ہیں ارے میاں! یہی ہماری زندگی ہے اور یہی ہماری ایک ہی دفعہ کی پہلی موت ہوگی اور اس کے سوا ہم قیامت کے روز نہ اٹھائے جائیں گے نہ اٹھیں گے نہ جئیں گے نہ کوئی ہمیں پوچھے گا نہ پاچھے گا- یہ تو یار لوگوں کی باتیں ہیں- یہ کہہ کر بطور آخری کلام کے یہ کہتے ہیں پس اگر تم مسلمانو! سچے ہو- تو ہمارے باپ دادا کو زندہ کر کے لے آؤ ہم بھی ان کی ملاقات کریں اور آخرت کا حال پوچھیں اگر وہ اپنی سرگزشت بتادیں گے تو ہم سن کر ایمان لاویں گے- یہ ہے ان کی کجروی کہ بات کچھ ہے اور سوال کچھ- بات تو یہ ہے کہ بعد فناء دنیا تم سب لوگ بغرض جزا و سزا اٹھو گے- سوال کرتے ہیں کہ اگر یہ بات سچ ہے تو ہمارے فوت شدہ بزرگوں کو ابھی زندہ کرو سبحان اللہ- بیان از آسمان سوال از ریسماں- کیا یہ لوگ اپنی ہستی میں' اپنی قوت میں اچھے ہیں یا تبع کی قوم اور جو ان سے پہلے تھے وہ اچھے تھے؟ ہم نے ان سب کو ہلاک اور تباہ کیا- بے شک وہ لوگ مجرم تھے اسی طرح ان لوگوں کے ساتھ برتاؤ کیا جائیگا-

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ۞ مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ

اور ہم نے آسمان زمین اور ان کے درمیان کی کل چیزیں کھیل تماشا کی نیت سے پیدا نہیں کیں۔ ہم نے ان کو حق کے ساتھ پیدا

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۞ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيْقَاتُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۞ يَوْمَ

کیا ہے لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے۔ تحقیق فیصلہ کا دن ان سب کے لئے مقررہ وقت ہے جس روز کوئی

لَا يُغْنِيْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَيْئًا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۞ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ اِنَّهٗ

دوست کسی دوست کے کچھ کام نہ آئے گا اور نہ وہ مدد کئے جائیں گے مگر جس پر خدا رحم کرے کچھ شک

هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۞ اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ۞ طَعَامُ الْاَثِيْمِ ۞ كَالْمُهْلِ يَغْلِيْ

نہیں کہ وہ خدا بڑا غالب بڑا رحیم ہے۔ تھوہر کا درخت مجرموں کا کھانا ہو گا اور وہ ان کے پیٹوں میں سخت

فِي الْبُطُوْنِ ۞ كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ ۞ خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ۞ ثُمَّ

کھولنے والے پانی کی طرح جوش مارے گا۔ حکم ہو گا اسکو پکڑو اور گھسیٹ کر جہنم کے بیچوں بیچ لے جاؤ

صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيْمِ ۞ ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ ۞

پھر اس کے سر پر عذاب دینے والا گرم پانی ڈالو۔ لے مزا چکھ تحقیق تو بڑی قدر و منزلت والا تھا

اِنَّ هٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ ۞

یہ وہی ہے جس میں تم لوگ شک کیا کرتے تھے۔

اور ان کے جواب کی عقلی دلیل سنو کہ ہم (خدا) نے آسمان زمین اور ان کے درمیان کی کل چیزیں کھیل تماشا کی نیت سے عبث پیدا نہیں کیں بلکہ ہم نے ان کو حق یعنی سچے نتیجے کے ساتھ پیدا کیا ہے' بے نتیجہ کام تو عبث ہوتا ہے اور عبث کام کرنا نادانوں کا کام ہے' ہم (خدا) نادان نہیں۔ لیکن بہت سے لوگ اس راز اور اس مسئلہ کو نہیں جانتے۔ وہ نتیجہ کیا ہے سنو وہ نتیجہ نیک وبد اعمال کی جزاوسزا ہے۔ تحقیق فیصلہ کا دن یعنی روز قیامت ان سب کے لیے مقرر وقت ہے۔ آج تو یہ ایک دوسرے کے مددگار بنتے اور ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں مگر جس روز فیصلہ ہو گا اور جس زور کافروں کا کوئی دوست کسی دوست کے کچھ کام نہ آئے گا اور نہ وہ مدد کئے جائیں گے مگر جس پر خدا رحم کرے وہ کون ہوں گے؟ جو دنیا میں خدا کے ہو رہے ہوں گے کچھ شک نہیں کہ وہ خدا بڑا غالب ہے اس کو اپنے بندوں پر رحم کرنے میں کوئی مانع نہیں ہو سکتا نہ اسے بخل ہے کیونکہ بذات خود بڑا رحیم ہے مگر لوگ اس کے رحم سے حصہ لینے کی طرف رغبت نہیں کرتے بلکہ الٹے عذاب کے مستو جب ہوتے ہیں اور نہیں جانتے کہ بدکاری کا نتیجہ کیا ہے؟ سنو تھوہر کا درخت جو بہت ہی بدمزہ اور کڑوا اور نہایت ہی ناخوش گوار ہے وہ مجرموں کا کھانا ہو گا جو مثل گلے ہوئے تانبے کے ہو گا اور وہ ان کے پیٹوں میں سخت کھولنے والے پانی کی طرح جوش مارے گا۔ حکم ہو گا اس مجرم کو پکڑو اور گھسیٹ کر جہنم کے بیچوں بیچ لے جاؤ۔ پھر اس کے سر پر سخت عذاب دینے والا گرم پانی ڈالو جس کا مزہ اس کو محسوس ہو اور کہو کہ مزہ چکھ تحقیق تو بڑی قدر و منزلت والا تھا یعنی دنیا میں جب کبھی کوئی شخص حکم الٰہی سناتا تھا تو کہا کرتا تھا کہ یہ حکم غریب لوگوں کے لیے ہیں ہم بڑے آدمی ان کے مخاطب نہیں پس یہاں بھی تجھے وہی ملے گا جس کا تو حق دار ہے۔ سنو یہ عذاب وہی ہے جس میں تم لوگ شک کیا کرتے تھے۔ پس اب دیکھ لو کہ واقعی ہے یا نظر کی غلطی ہے۔ آؤ اب ان لوگوں کا حال بھی سنو اور دیکھو جن کو تم لوگ بنظر حقارت دیکھا کرتے تھے جو تقویٰ اور پرہیزگاری کی وجہ سے

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ مَقَامٍ اَمِیْنٍ ﴿۵۱﴾ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ ﴿۵۲﴾ یَّلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ

پرہیزگار امن کی جگہ میں ہوں گے یعنی باغوں اور چشموں میں رہیں گے ریشمی الپاکے اور مخملیں پہنیں

وَّ اِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ ﴿۵۳﴾ كَذٰلِكَ وَ زَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِیْنٍ ﴿۵۴﴾ یَدْعُوْنَ فِیْهَا

گے- ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھیں گے واقعہ اسی طرح ہوگا اور ہم ان کی بڑی بڑی آنکھوں والی خوبصورت بیبیوں سے شادی

بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِیْنَ ﴿۵۵﴾ لَا یَذُوْقُوْنَ فِیْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰى ۚ وَ وَقٰىهُمْ

کردیں گے- وہ ہر قسم کے میوے منگا منگا کر کھایا کریں گے اور سوائے پہلی موت کے پھر کسی قسم کی موت نہ چکھیں گے اور خدا ان کو

عَذَابَ الْجَحِیْمِ ﴿۵۶﴾ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۵۷﴾ فَاِنَّمَا یَسَّرْنٰهُ

جہنم کے عذاب سے بچائے گا' محض خدا کے فضل سے ہوگا یہی بڑی کامیابی ہے- تو ہم نے اس کو تیری

بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۸﴾ فَارْتَقِبْ اِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُوْنَ ﴿۵۹﴾

بولی میں آسان کیا ہے تاکہ یہ لوگ سمجھیں پس تو انتظار کر تحقیق وہ بھی انتظار کر رہے ہیں

سے فائز المرام ہوئے پس سنو پرہیزگار تقویٰ شعار بڑے اس کی جگہ میں ہوں گے یعنی باغوں اور چشموں میں رہیں گے ان باغات میں وہ ریشمی الپاکے اور مخملیں یعنی ان کا لباس پہنیں گے اور ملاقاتی مجالس میں حسب دستور ملاقات ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھیں گے- واقعہ اسی طرح ہوگا اور ہم ان کی بڑی بڑی آنکھوں والی خوبصورت بیبیوں سے شادی[1] کر دیں گے جس سے ان کی زندگی خوش و خرم گزرے گی وہاں وہ متقی بڑے آرام چین سے ہر قسم کے میوے منگا منگا کر کھایا کریں گے اور سوائے پہلی موت کے جو پہلی دفعہ ان پر آچکی ہوگی پھر کسی وقت کی موت نہ چکھیں گے اور بڑی بات ان کے حق میں یہ ہوگی کہ خدا ان کو جہنم کے عذاب سے بچائے گا کسی حال میں کسی وقت بھی جہنم کی طرف نہ جائیں گے- یہ سب کچھ محض خدا کے فضل سے ہوگا ورنہ اتنی بڑی نعمتیں اور ان کی تھوڑی سی عبادت کیا نسبت رکھتی ہے بس یہی بڑی کامیابی ہے چونکہ ہم کو ان عرب کے لوگوں کا سمجھانا مقدم منظور ہے اس لیے تو ہم (خدا) نے اس کتاب (قرآن مجید) کو تیری بولی عربی محاورے میں آسان صورت میں نازل کیا ہے تاکہ یہ لوگ سمجھیں مگر یہ لوگ ایسے ضدی ہیں کہ سمجھنے پر رخ ہی نہیں کرتے بلکہ بزبان حال اور بزبان قال یہی کہتے ہیں کہ ہم پر عذاب لے آ- پس تو اے نبی! اللہ کے حکم کا انتظار کر' تحقیق وہ بھی انتظار کر رہے ہیں- نہ عذاب کا لانا تیرے بس میں ہے نہ ہٹانا ان کی قدرت میں- جب آیا تو ان سے رکے گا نہیں- چنانچہ ایسا ہی ہوا-

﴿فقطع دابر القوم الذین ظلموا فالحمد للہ رب العلمین﴾

---

[1] قرآن شریف میں جنتیوں کی ازواج کے متعلق دو لفظ آئے ہیں ایک ﴿ادخلوھا انتم وازواجکم تحبرون﴾ دوسری یہ آیت ہے اس میں حوروں کے ساتھ شادی کرانے کا ذکر ہے- ان دونوں آیتوں کے ملانے سے معلوم ہوتا ہے کہ مومنوں کو دو قسم کی بیویاں ملیں گی ایک اپنی دنیاوی منکوحہ دوسری جنت کی ازواج: ان دونوں میں حسن اور پاکیزگی اعلیٰ درجہ کی ہوگی' چنانچہ فرمایا:

﴿ولھم فیھا ازواج مطھرۃ﴾

''ستر حوریں ملنے والی روایت کوئی صحیح نہیں- اللہ اعلم (۱۲ منہ)

سورت جاثیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

حٰمٓ ۞ تَنۡزِیۡلُ الۡکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَکِیۡمِ ۞ اِنَّ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ

وہ رحمٰن رحیم ہے۔ اس کتاب کا اتارنا اللہ غالب حکمت والے کی طرف سے ہے۔ آسمانوں اور زمینوں میں ماننے والوں

لَاٰیٰتٍ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۞ وَ فِیۡ خَلۡقِکُمۡ وَ مَا یَبُثُّ مِنۡ دَآبَّۃٍ اٰیٰتٌ لِّقَوۡمٍ یُّوۡقِنُوۡنَ ۞

کے لئے کئی ایک نشانیاں ہیں بلکہ خود تمہاری پیدائش میں اور جتنے جاندار اس نے پھیلائے ہیں ان میں بھی یقین کرنے والوں کے لئے کئی

وَ اخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَ النَّہَارِ وَ مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ مِنَ السَّمَآءِ مِنۡ رِّزۡقٍ فَاَحۡیَا بِہِ الۡاَرۡضَ

ایک نشانیاں ہیں اور رات اور دن کے آنے جانے میں اور جو اوپر سے خدا رزق اتارتا ہے پھر اس کے ساتھ زمین کو

بَعۡدَ مَوۡتِہَا وَ تَصۡرِیۡفِ الرِّیٰحِ اٰیٰتٌ لِّقَوۡمٍ یَّعۡقِلُوۡنَ ۞ تِلۡکَ اٰیٰتُ اللّٰہِ نَتۡلُوۡہَا

بعد خشکی کے تروتازہ کردیتا ہے اور ہواؤں کو ادھر ادھر پھیرنے میں عقل مندوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں یہ آیات الٰہیہ ہیں

عَلَیۡکَ بِالۡحَقِّ ۚ فَبِاَیِّ حَدِیۡثٍۭ بَعۡدَ اللّٰہِ وَ اٰیٰتِہٖ یُؤۡمِنُوۡنَ ۞

جو ہم سچائی کے ساتھ سناتے ہیں پھر بھی یہ لوگ اللہ اور اس کے احکام کے سوا کس بات پر ایمان لائیں گے

سورۂ جاثیہ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

وہ خدا رحمٰن رحیم ہے اس کی رحمت کا تقاضا ہے کہ اس نے یہ کتاب قرآن بندوں کی ہدایت کے لیے نازل کی ہے پس تم لوگ یقیناً سمجھو کہ اس کتاب کا اتارنا اللہ غالب و حکمت والے کی طرف سے ہے اس لیے اس کی تعلیم بھی حکمت سے بھرپور ہے اور اس کی اشاعت میں کسی قسم کی روک نہیں ہو گی کیونکہ یہ غالب خدا کی فرستادہ ہے۔ اس کے غلبہ کے مقابلہ میں کسی کی کیا مجال۔ جو اس کتاب کی تعلیم ہے اس کی شہادت کے لئے آسمانوں اور زمینوں میں ماننے والوں کے لیے کئی ایک نشانیاں ہیں بلکہ خود تمہاری پیدائش میں اور جتنے جاندار اس نے پیدا کر کے دنیا میں پھیلائے ہیں ان میں بھی یقین کرنے والوں کے لیے کئی ایک نشانیاں ہیں اور جو بے یقینی ضدی شریر طبع لوگ ہیں ان کو تو کوئی چیز بھی مفید نہیں ہو سکتی اس کے سوارات کے آنے جانے میں اور جو اوپر سے خدا رزق کا سبب پانی اتارتا ہے پھر اس کے بعد خشک زمین کو بعد خشکی کے تروتازہ کر دیتا ہے جس کی پیداوار سے دنیا کی آبادی پلتی ہے اور ہواؤں کے ادھر ادھر پھیرنے میں عقلمندوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں جن کی خالص عقل تیرگی دنیا اور صحبت بد میں پھنس کر زائل نہیں ہوتی' وہی ان نشانیوں پر غور کر کے مستفید ہو سکتے ہیں۔ سنو اللہ کی آیات دو قسم کی ہیں ایک تو دیدہ' ایک شنیدہ۔ دیدہ تو تمام دنیا کے واقعات ہیں جن کا ذکر اوپر ہوا۔ شنیدہ یہ احکام قرآنیہ آیات الٰہیہ میں جو اے نبی ہم بذریعہ فرشتہ کے تجھ کو سچائی کے ساتھ سناتے ہیں یعنی قرآن مجید کے احکام۔ پھر بھی یہ لوگ مشرکین عرب اللہ اور اس کے احکام کے سوا کس بات پر ایمان لائیں گے۔ ہر ایک علم کی اور ہر ایک نزاع کی ایک انتہا ہوتی ہے مگر دنیا ساری اور دنیا کے سارے جھگڑوں کی انتہا خدا پر ہے۔

وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ۙ يَّسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا

افسوس ہے ہر ایک جھوٹے بدکار کے حق میں جس کو اللہ کے احکام سنائے جاتے ہیں تو وہ متکبرانہ روش سے اڑا رہتا ہے گویا

كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰيٰتِنَا شَيْـًٔا ۨ اتَّخَذَهَا

اس نے سنے ہی نہیں پس تو اس کو دکھ والی مار کی خبر دے اور جب ہمارے احکام میں سے کوئی حکم اسے معلوم ہوتا

هُزُوًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ۭ مِنْ وَّرَاۗىِٕهِمْ جَهَنَّمُ ۚ وَلَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ

تو اس پر ہنسی اڑاتا ہے ان لوگوں کے لئے ذلت کا عذاب ہے آگے جہنم کا عذاب ہے اور نہ ان کی کمائی ان کو

مَّا كَسَبُوْا شَيْـًٔا وَّلَا مَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَاۗءَ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ۭ

کچھ فائدہ دے گی نہ ان کے کارساز ان کو کچھ فائدہ دیں گے' جو انہوں نے خدا کے سوا مددگار بنا رکھے ہیں اور ان کو بہت بڑا

هٰذَا هُدًى ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ۝ۧ

عذاب ہوگا۔ یہ ہدایت ہے اور جو لوگ اپنے رب کے احکام سے منکر ہیں ان کے لئے بڑے دکھ کی مار ہے

اَللّٰهُ الَّذِيْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيْهِ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ

اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لئے سمندر قابو کر رکھا ہے تاکہ اس کے حکم سے اس میں جہاز چلیں اور تاکہ تم اللہ کا فضل حاصل کرو

وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ۚ وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ

اور شکر ادا کرو اور جو کچھ زمین و آسمان میں ہے سب اسی خدا نے اپنے حکم سے تمہارے لئے

جَمِيْعًا مِّنْهُ ۭ

کام میں لگا رکھا ہے

خدا کو نہیں مانتا وہ تو پرلے درجے کا جھوٹا اور بدکار ہے۔ افسوس ہے ہر ایک جھوٹے بدکار کے حق میں جس کو اللہ کے احکام سنائے جاتے ہیں تو وہ ان کو سن کر اپنی گمراہی اور غلط کاری پر متکبرانہ روش سے اڑا رہتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا اس نے سنے ہی نہیں پس تو اس کو دکھ والی مار کی خبر سنا دے کہ انجام اس کا بہت برا ہوگا اور اس کی شرارت سنو کہ جب ہمارے احکام میں سے کوئی حکم پڑھ کر یا سن کے اسے معلوم ہوتا ہے تو اس پر ہنسی اڑاتا ہے۔ لو جی آج نیا حکم آیا کے مال میں سے بھی کچھ دیا کرو۔ پس جی ان کو آنے ہی سے غرض ہے کسی طرح آجائے پس تم سن رکھو کہ ان لوگوں کے لیے دنیا ہی میں ذلت کا عذاب ہے اور آگے جہنم کا عذاب ہنوز باقی ہے جس میں ان کی بہت سخت گت ہوگی اور نہ ان کی کمائی ان کو کچھ فائدہ دے گی۔ نہ ان کے وہ کارساز ان کو کچھ فائدہ دیں گے جو انہوں نے بنا رکھے ہیں جن کو اڑے وقتوں میں مددگار جانتے ہیں اور ان کو بہت بڑا عذاب ہوگا جس کی تاب ان میں نہیں ہے۔ یہ قرآن اللہ کی طرف سے ہدایت ہے اور جو لوگ اپنے رب کے احکام اور آیات سے منکر ہیں ان کے لیے بڑے دکھ کی مار ہے۔ سنو اللہ یعنی تمہارا معبود وہ ہے جس نے تمہارے لیے دریا اور سمندر کو قابو کر رکھا ہے تاکہ اس کے حکم یعنی قانون سے اس میں جہاز اور کشتیاں چلیں اور تم کو دوسرے کنارے پر پہنچاویں اور تاکہ تم لوگ اہل دنیا بذریعہ تجارت اللہ کا فضل حاصل کرو اور خدا کا شکر ادا کرو اور سنو جو کچھ زمین و آسمان میں ہے سب اسی خدا نے اپنے حکم سے تمہارے لیے کام میں لگا رکھا ہے۔

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿١٣﴾ قُل لِّلَّذِينَ آمَنُوا يَغْفِرُوا لِلَّذِينَ

اس بیان میں فکر کرنے والے لوگوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں- تو ایماندار بندوں کو کہہ دے کہ جو لوگ خدائی ایام کی امید نہیں

لَا يَرْجُونَ أَيَّامَ اللَّهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًا بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿١٤﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا

رکھتے ان کو معاف کیا کریں تاکہ اللہ اس قوم کو ان کے کئے ہوئے اعمال کا پورا بدلہ دے جس نے کوئی اچھا کام کیا ہوگا

فَلِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا ۖ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ ﴿١٥﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا بَنِي

وہ اس کو ملے گا اور جس نے برا کیا ہوگا وہ اسی کی گردن پر ہوگا پھر تم لوگ سب کے سب خدا کی طرف پھیرے جاؤ گے اور بنی اسرائیل کو

إِسْرَائِيلَ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى

ہم نے کتاب دی حکومت اور نبوت عطا کی اور ان کو عمدہ عمدہ چیزیں کھانے کو دیں اور جہان کے لوگوں پر ان

الْعَالَمِينَ ﴿١٦﴾ وَآتَيْنَاهُم بَيِّنَاتٍ مِّنَ الْأَمْرِ ۖ فَمَا اخْتَلَفُوا إِلَّا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ

کو فضیلت دی اور ان کو دین کے کھلے کھلے احکام دیئے پھر بعد آجانے علم کے وہ لوگ محض آپس کے حسد کی

الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۚ

وجہ سے مختلف ہوئے

کیا تم نے عارف شیرازی مرحوم کا قول نہیں سنا؟

ابرو باد ومہ و خورشید و فلک درکارند ۔۔۔ تا تو نانے بکف آری و بغفلت نہ خوری

ایں ہمہ بہر تو سرگشتہ و فرمانبردار ۔۔۔ شرط انصاف نباشد کہ تو فرماں نبری

اس بیان میں کہ تمام کائنات خدا کے حکم سے مخلوق ہیں اور اسی کے حکم کے ماتحت ہے فکر کرنے والے لوگوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں- وہ سوچتے ہیں کہ ایسی بانظام پیدائش جس کے نتائج بھی بانظام ہوں بے شک کسی بڑے مدبر کے بنانے سے بنی ہے جس کی نظیر دوسری نہیں- باوجود اس واضح بیان کے یہ لوگ ادھر ادھر بہکے جاتے ہیں- اس لیے تو اے نبی! ہمارے ایماندار نیک بندوں کو کہہ دے کہ جو لوگ خدائی ایام جزاء آخرت کی امید نہیں رکھتے بمقابلہ انبیاء اور صلحاء کے ضد پر اڑے ہوئے ہیں انکو معاف کیا کریں اور درگزر کریں- ان سے تعرض نہ کریں بلکہ معمولی وعظ و نصیحت کر کے باقی حوالہ خدا کریں تاکہ اس کا نتیجہ یہ ہو کہ اللہ اس قوم کو ان کے کئے ہوئے اعمال کا پورا بدلہ دے جو تمہارے بدلہ اور مواخذے سے زیادہ ہوگا اس دن یہ ہوگا کہ جس نے کوئی اچھا کام کیا ہوگا وہ اس کو ملے گا اور جس نے برا کیا ہوگا وہ اسی کی گردن پر ہوگا پھر تم لوگ سب کے سب خدا کی طرف پھیرے جاؤ گے اس مضمون کے سمجھانے کے لیے ہم نے وقتاً فوقتاً نبی بھیجے اور کتابیں نازل کیں- چنانچہ بنی اسرائیل کو ہم (خدا) نے کتاب تورات دی- حکومت اور نبوت عطا کی اور ان کو عمدہ عمدہ چیزیں کھانے کو دیں اور جہان کے لوگوں پر ان کو فضیلت دی اور ان کو دین کے کھلے کھلے احکام دیئے تاکہ وہ راہ راست پر آویں اور دین الٰہی کی تبلیغ کریں مگر پھر بھی وہ باہم مختلف ہوئے- محض اختلاف رائے معیوب اور مضر نہیں لیکن جب اختلاف رائے سے تجاوز کر کے مخالفت اور مخالفت سے عناد تک نوبت پہنچ جائے تو معیوب اور مضر ہو جاتا ہے- ان لوگوں میں یہی بات تھی کہ مذہبی اختلاف رائے میں ایک دوسرے کے بدخواہ ہوگئے تھے پھر طرفہ یہ کہ بعد آجانے علم کے جس سے ایسے اختلاف کی برائی معلوم ہو سکتی تھی وہ لوگ محض آپس کے حسد کی وجہ سے مختلف ہوئے- نکمی نکمی باتوں میں ایک دوسرے کے دشمن ہو جاتے ہیں-

إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿١٧﴾ ثُمَّ

تمہارا پروردگار قیامت کے روز ان کے اختلافات کا فیصلہ کرے گا پھر

جَعَلْنَاكَ عَلَىٰ شَرِيعَةٍ مِّنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٨﴾

ہم نے تجھ کو دین کی راہ پر لگایا ہے پس تو اس کی پیروی کیا کیجیو اور جو لوگ کچھ نہیں جانتے ان کی خواہشات کی پیروی نہ کیجیو

إِنَّهُمْ لَن يُغْنُوا عَنكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۚ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۖ

کیونکہ اللہ کی پکڑ پر وہ تجھے کچھ بھی فائدہ نہ دیں گے اور بے شک ظالم ایک دوسرے کے حمایتی ہیں

وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِينَ ﴿١٩﴾ هَٰذَا بَصَائِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ ﴿٢٠﴾

اور اللہ پرہیزگاروں کا والی ہے۔ یہ تعلیم لوگوں کے لئے سمجھ بوجھ اور ہدایت ہے اور جو لوگ اس پر یقین کرتے ہیں ان کے لئے رحمت ہے

أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَن نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

بھلا جو لوگ جرأت سے بدکاریاں کر رہے ہیں ان کو یہ خیال ہے کہ ہم ان کو ان لوگوں جیسا کردیں گے جو ایماندار اور نیکو کار ہیں

سَوَاءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ۚ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ﴿٢١﴾

ان کا جینا اور مرنا سب برابر ہوگا؟ بہت بڑا خیال کرتے ہیں

سنو تمہارا پروردگار قیامت کے روز ان کے اختلافات کا فیصلہ کرے گا۔ بہتر تو یہی تھا کہ اس فیصلے سے پہلے ہی سمجھ لیتے کیونکہ اس روز کے فیصلے کی اپیل یا تدارک نہیں ہوگا۔ اس لیے (خدا) نے سابقہ نبیوں کی معرفت دنیا کے لوگوں کو خبر پہنچائی تھی۔ اب پھر ہم نے تجھ کو (اے محمد ﷺ!) دین کی راہ پر لگایا ہے۔ پس تو اس کی پیروی کیا کیجیو اور جو لوگ احکام اور حقوق الٰہی میں سے کچھ نہیں جانتے ان کی خواہشات کی پیروی نہ کیجیو کیونکہ اللہ کی پکڑ پر وہ تجھے کچھ بھی فائدہ نہ دیں گے اور ان لوگوں کا یہ خیال کہ ہم ایک دوسرے کے حمایتی ہیں بیشک صحیح ہے ہم بھی تصدیق کرتے ہیں کہ ظالم ایک دوسرے کے حمایتی ہیں اور اللہ نیک بختوں اور پرہیزگاروں کا والی ہے اس کے سامنے ان کی کیا چلے گی۔ پس تم خود ہی سوچ لو کہ کونسی جانب تم کو اختیار کرنی چاہئے۔ آیا ظالموں کے ساتھی بننا پسند کرتے ہو یا خدا کو اپنا ولی بنانا چاہتے ہو۔ محض تمہاری ہدایت کے لیے تم کو بتایا جاتا ہے یہ تعلیم قرآنی لوگوں کے لیے سمجھ بوجھ اور ہدایت ہے تاکہ لوگ اس سے مستفید ہوں اور جو لوگ اس پر یقین کرتے ہیں اور عمل کرتے ہیں ان کے لیے تو سراسر رحمت ہے۔ اس تعلیم کا خلاصہ دو لفظوں میں ہے وہ یہ ہے:

از مکافات عمل غافل مشو گندم از گندم بروید جو از جو

کیا بھلا جو لوگ اس تعلیم سے روگرداں ہیں اور جرأت سے بدکاریاں کر رہے ہیں ان کو یہ خیال ہے کہ ہم (خدا) ان کو ان لوگوں جیسا کردیں گے جو ایماندار اور نیکوکار ہیں؟ ایسا کہ ان کا جینا اور مرنا سب برابر ہوگا؟ یعنی جیسے دنیا کی زندگی میں یہ لوگ ان کی طرح بلکہ ان سے اچھے چلتے پھرتے رہے اس طرح مر کر بھی انہی جیسے رہیں گے؟ یہ خیال دل میں جمائے بیٹھے ہیں تو بہت برا خیال کرتے ہیں کیونکہ ایسا خیال کرنا درحقیقت خدائے تعالیٰ کے حق میں ظلم کا گمان کرنا ہے۔ اس لیے کسی نیک دل بھلے آدمی کو یہ خیال دل و دماغ میں نہ رکھنا چاہئے۔ حالانکہ زمین و آسمان کی ہر چیز شہادت دیتی ہے کہ جس طرح روشنی اور ظلمت برابر نہیں اسی طرح نیک و بد بھی یکساں نہیں۔

وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ

اور اللہ نے آسمان اور زمین باقاعدہ بنائے ہیں تاکہ ہر آدمی کو اس کے کئے کا بدلہ پورا دیا جائے

وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾ اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى

اور ان پر کسی طرح کا ظلم نہ ہو- کیا تم نے ایسا آدمی کبھی دیکھا ہے جس نے اپنی نفسانی خواہش کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور باوجود علم کے بھی خدا نے اس

عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ

کو گمراہ کردیا ہے اور اس کے کانوں اور دل پر مہر کردی ہے اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے- پھر کون ہے جو اللہ کے

بَعْدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَقَالُوْا مَا هِىَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا

بعد اس کو ہدایت کرسکے کیا تم سمجھتے نہیں اور یہ لوگ کہتے ہیں ہماری زندگی صرف یہی پہلی زندگی ہے جس میں ہم مرتے جیتے ہیں

وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ﴿۲۴﴾

اور ہم زمانہ کی گردش سے مرجاتے ہیں ان کو اس بات کا کوئی علم نہیں محض خام خیالی سے اٹکل کے تیر چلاتے- ہیں

اور تعالیٰ نے آسمان اور زمین باقاعدہ اس لیے بنائے ہیں تاکہ دنیا کا انتظام باقاعدہ ہو اور ظلم و عدل میں تمیز ہو کر ہر آدمی کو اس کے کئے کا بدلہ پورا دیا جائے اور ان پر کسی طرح کا ظلم نہ ہو- باوجود اس کے بھی جو لوگ ایسے غلط خیالات رکھتے ہیں ان کی بابت یہ یقین کرنا چاہئے کہ وہ اپنی خواہشات نفسانیہ کے پیرو ہیں- کیا تم نے ایسا آدمی کبھی دیکھا ہے جس نے اپنی نفسانی خواہش کو اپنا معبود بنا رکھا ہے- جدھر کو نفس لے جاتا ہے چلتا ہے اور جو کچھ کہتا ہے کہ گزرتا ہے- ایسے آدمی کو علم بھی ہو تو باوجود علم کے بھی خدا نے اس کو گمراہ کر دیا ہے اور اس کے کانوں اور دل پر غفلت اور جہالت کی مہر کر دی ہے اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے پھر کون ہے جو اللہ کے ایسا کرنے کے بعد اس کو ہدایت کر سکے کیا تم سمجھتے نہیں ہو کہ اپنے نفس کی تابعداری کیسی بڑی بلا ہے اسی نفسانی تابعداری اور اتباع ہوا کا اثر ہے جو یہ لوگ عرب کے مشرک کہتے ہیں ہماری زندگی صرف یہی پہلی زندگی ہے جس میں ہم مرتے جیتے ہیں اس کے سوا اور کچھ نہیں- ہم زمانہ کی گردش سے مر جاتے ہیں- ان کے خیال میں دنیا کا فاعل حقیقی کوئی نہیں لیکن جب پوچھا جائے کہ کیا تم یہ بات علم الیقین سے کہہ سکتے ہو تو صاف کہہ دیتے ہیں یقین سے ہم نہیں کہہ سکتے کیونکہ ان کو اس بات کا کوئی علم نہیں محض خام خیالی سے اٹکل کے تیر چلاتے ہیں- بھلا کوئی شخص اس بات کا قائل ہو سکتا ہے کہ دنیا کا منتظم حقیقی کوئی نہیں؟ کیونکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ خدا ہی کوئی نہیں حالانکہ خدا کی ہستی کا علم انسان کے ضمیر میں راسخ ہے چنانچہ کسی صاحب دل نے کہا ہے ؎

کانٹا ہے ہر ایک دل میں اٹکا تیرا آویزہ ہے ہر گوش میں لٹکا تیرا
مانا نہیں جس نے تجھ کو جانا ہے ضرور بھٹکے ہوئے دل میں بھی ہے کھٹکا تیرا

اس فطری علم کے سوا خدا کی طرف سے وقتاً فوقتاً انبیاء کرام آتے رہے جو لوگوں کو خدا کی ہستی کی تعلیم دیتے تھے اور یقین دلاتے تھے- اسی طرح اس میں بھی ہم (خدا) نے ایک عظیم الشان نبی بھیجا جس کی زندگی کا اصل مقصد ہی یہ ہے کہ خدا کی مخلوق کو خدا کے ساتھ جوڑا جائے-

وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتُوْا بِاٰبَآىِٕنَآ اِنْ

اور جب ان کو ہمارے کھلے کھلے احکام سنائے جاتے ہیں تو انکا جواب یہی ہوتا ہے کہ اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ

كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۵﴾ قُلِ اللّٰهُ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ اِلٰى يَوْمِ

دادا کو لے آؤ- تو کہہ اللہ ہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے پھر تم کو قیامت کے دن جمع

الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

کرے گا اس دن میں ذرا بھی شک نہیں مگر اکثر لوگ نہیں جانتے اور تمام آسمانوں اور زمینوں کی

وَ الْاَرْضِ ؕ وَ يَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَىِٕذٍ يَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَ تَرٰى كُلَّ

حکومت خدا کے قبضے میں ہے اور جس روز قیامت قائم ہوگی اس روز جھوٹ کو اختیار کرنے والے بہت گھاٹا پائیں گے اور تم دیکھو گے کہ ہر ایک

اُمَّةٍ جَاثِيَةً ۫ كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰۤى اِلٰى كِتٰبِهَا ؕ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا

گروہ دوزانو پڑا ہوگا- ہر قوم اپنے اعمال نامہ کی طرف بلائی جائے گی جو کچھ دنیا میں کرتے تھے اس کا پورا پورا

كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾

بدلہ آج تم کو دیا جائے گا

چنانچہ وہ ایسا کرتا ہے اور ان منکروں کو بھی سمجھاتا ہے لیکن ان کی ضد اور تعصب کا یہ حال ہے کہ جب ان کو ہمارے کھلے کھلے احکام سنائے جاتے ہیں تو ان کا جواب یہی ہوتا ہے کہ اگر تم مسلمان اس دعوے میں سچے ہو کہ مر کر پھر عذاب وثواب کے لیے اٹھنا ہے تو ہمارے باپ دادا کو زندہ کر کے لے آؤ ہم مان لیں گے -اس جواب کے سننے والے خوب سمجھ سکتے ہیں کہ کہاں تک ان کو تحقیق حق سے مطلب ہے- نبی اور مسلمان تو کہتے ہیں خدا قیامت کے روز سب کو زندہ کر کے ان کے نیک وبد کا محاسبہ کرے گا اور یہ لوگ جواب میں کہتے ہیں ابھی زندہ کر کے دکھادو- بھلا اس سوال کو اس مضمون سے کیا تعلق- مگر ان لوگوں کا اصول ہے تعلق ہو یا نہ ہو بات کہہ دیں گے -اچھا تو اے نبی! اپنے اصل مضمون کو مدنظر رکھ کر ان لوگوں کو کہہ کہ غور سے سنو میرا مذہب یہ ہے کہ اللہ ہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے یہاں تک تو تمہیں بھی اتفاق ہے -اس کے بعد کے واقعہ میں تم کو اختلاف ہے یعنی ہم کہتے ہیں کہ پھر تم کو قیامت کے دن میں خدا جمع کرے گا اور تم اس سے منکر ہو- ہمارے نزدیک اس دن کے ہونے میں ذرہ بھی شک نہیں- ہمیں یقین ہے کہ ہمارا خیال صحیح ہے جس کے بہت سے دلائل ہمارے پاس ہیں مگر اکثر لوگ جو ادھر ادھر کے بے ہودہ سوال کرتے ہیں ان کو اصل حقیقت کا علم نہیں -اس لیے وہ نہیں جانتے اور نہ سمجھ سکتے ہیں ؎

چوں ندا نند حقیقت رہ افسانہ زوند

سنو تمام آسمانوں اور زمینوں کی حکومت خدا کے قبضے میں ہے یعنی وہی ان کا اصل اور حقیقی مالک ہے اس لیے اس نے اپنے بندوں کے نیک وبد کی جزاسزا کا عام دینے کو ایک دن خاص مقرر کر رکھا ہے جس کا نام قیامت ہے اور جس روز قیامت قائم ہوگی یعنی جب وہ روز حساب آئے گا اس روز جھوٹ کے شیدائی اور جھوٹ کو اختیار کرنے والے بہت گھاٹا پائیں گے کیونکہ ان کو اپنے کیے ہوئے اعمال اس روز سامنے آجائیں گے جس سے ان کو اپنی دنیاوی زندگی کے نفع نقصان کا علم ہو جائے گا اور تم دیکھو گے کہ ہر ایک گروہ یعنی انسانی نسل کا ہر فرد دوزانو اوندھا پڑا ہوگا جیسے کوئی عاجزانہ طریق سے حاکم کے سامنے بیٹھتا ہے -ہر قوم اپنے اعمالنامہ کی طرف بلائی جائیگی اور اس روز ان کو کہا جائیگا لو جی جو کچھ تم دنیا میں کرتے تھے اسکا پورا پورا بدلہ آج تم کو دیا جائیگا-

هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَمَّا

یہ ہماری کتاب تمہارے حالات صحیح بتاتی ہے جو کچھ تم لوگ کرتے تھے ہم اس کو لکھا کرتے تھے۔ جو

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ

لوگ ایمان لائے اور کام بھی اچھے کئے خدا ان کو اپنی رحمت میں داخل کرے گا یہی بڑی کامیابی

الْمُبِيْنُ ﴿۳۰﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۣ اَفَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنْتُمْ

ہے اور جو لوگ کافر ہیں ان کو پوچھا جائے گا کیا تم کو میرے احکام نہیں سنائے گئے تھے۔ پھر تم نے تکبر کیا اور

قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ وَاِذَا قِيْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيْهَا قُلْتُمْ مَّا

تم مجرم ہو اور جب تمہیں کہا جاتا کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت کے آنے میں ذرا بھی شک نہیں تو کہتے

نَدْرِيْ مَا السَّاعَةُ ۙ اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَبَدَا لَهُمْ

ہم نہیں جانتے قیامت کیا ہے؟ ہم اس کو ایک واہمہ سا جانتے ہیں اور ہم کو اس بات کا یقین نہیں جو کچھ وہ کر چکے ہوں گے

سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَقِيْلَ الْيَوْمَ

اس کی برائی ان کے سامنے ظاہر ہو جائے گی اور جو کچھ وہ مسخری مخول کرتے ہیں اس کا وبال ان کو گھیر لے گا اور کہا جائے گا

دیکھو یہ ہماری کتاب جس میں تمہارے اعمال درج ہیں تمہارے حالات صحیح بتاتی ہے کیونکہ جو کچھ تم لوگ کرتے تھے ہم اس کو بواسطہ ملائکہ لکھا کرتے تھے پس دیکھ لو اس میں کوئی کمی بیشی تو نہیں ہوئی۔ اس شہادت کا فیصلہ آج یوں ہو گا کہ جو لوگ خدا اور رسول پر ایمان لائے اور کام بھی اچھے اچھے مطابق فرمودۂ خدا اور رسول انہوں نے کئے خدا ان کو اپنی رحمت میں داخل کرے گا جو بہت بڑی نعمت ہو گی اور اگر بغور سوچو تو یہی بڑی کامیابی ہے جس کو نصیب ہو اور ان کے برخلاف جو لوگ کافر ہیں ان کو پوچھا جائے گا کیا تم کو میرے احکام نہیں سنائے گئے تھے؟ ضرور سنائے گئے تھے پھر تم نے ان کو قبول نہ کیا۔ بلکہ تکبر کیا اور تم مجرم ہو اور دیکھو جب تمہیں کہا جاتا کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت کے آنے میں ذرہ بھی شک نہیں تو کہتے ہم نہیں جانتے قیامت کیا بلا ہے؟ ہاں تمہارے مسلمانوں کے بار بار کہنے سے ہم اس کو ایک واہمہ سا جانتے ہیں اور ہم کو اس بات کا یقین نہیں۔ اس بد اعتقادی میں جو کچھ وہ کر چکے ہوں گے اس سب کی برائی اس روز ان کے سامنے ظاہر ہو جائے گی اور جو کچھ وہ مسخری مخول کرتے ہیں اس سارے کا وبال ان کو گھیر لے گا اور خدا کی طرف سے ان کو کہا جائے گا کہ جیسے

نَنْسٰكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا وَمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ

کہ جیسے تم اس دن کو بھولے رہے تھے ہم آج تم کو بھول جائیں گے- تمہارا ٹھکانہ جہنم ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہ

نّٰصِرِيْنَ ﴿۳۴﴾ ذٰلِكُمْ بِاَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّغَرَّتْكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ

ہوگا یہ اس لئے کہ تم نے اللہ کی آیات کو ٹھٹھا مخول سمجھا تھا اور تم دنیا کی زندگی سے دھوکا کھا گئے

فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ

پس وہ اس روز اس سے باہر نہیں نکالے جائیں گے نہ ان سے توبہ کرائی جائے گی- سب قسم کی تعریفات اللہ ہی کو ہیں جو آسمانوں

وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۶﴾ وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۪

اور زمینوں کا بلکہ سب دنیا کا پروردگار ہے- آسمانوں اور زمینوں میں اسی کی بڑائی ہے

وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۳۷﴾ ع

اور وہی سب پر غالب حکمت والا ہے

ع ۱۱ ۲۰

جیسے تم اپنے اس دن کو بھولے رہے تھے ہم خدا کے فرشتے آج تم کو عذاب میں ڈال کر بھول جائیں گے- چیخو گے چلاؤ گے ہم تمہاری ایک نہ سنیں گے- تمہارا ٹھکانہ جہنم ہے اس میں پڑے رہو- سزا بھگتو گے اور تمہارا کوئی مددگار نہ ہوگا- یہ حالت تمہاری اس لیے ہوگی کہ تم نے اللہ کی آیات (قرآنی اور آفاقی) کو معمولی' ٹھٹھا مخول سمجھا تھا- تمہارے دل میں خدائی وعدوں اور الٰہی عظمت کا اثر نہ تھا اور تم دنیا کی زندگی سے دھوکا کھا گئے- یہ عتاب شاہانہ ان کے لیے سوہان روح ہوگا- پس وہ اس روز اس عذاب سے باہر نہیں نکالے جائیں گے نہ ان سے توبہ کرائی جائے گی- گو وہ دنیا میں کتنی ہی عزت کے مالک ہوں گے مگر خدا کے ہاں کسی کی ایری پیری نہیں چل سکتی کیونکہ سب قسم کی تعریفات اللہ ہی کو ہیں جو آسمانوں اور زمینوں کا بلکہ سب دنیا کا پروردگار ہے- آسمانوں اور زمینوں میں اسی کی بڑائی ہے' اسی کی تعریف کے گیت گائے جاتے ہیں اور وہی سب پر غالب حکمت والا ہے-

﴿ یا عزیز یا غالب لا غالب الا انت ﴾

سورت احقاف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

حٰمٓ ﴿۱﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۲﴾ مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَ

وہ رحمٰن رحیم ہے۔ یہ کتاب اللہ غالب حکمت والے کی طرف سے نازل ہے۔ ہم نے آسمان زمین اور

الْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا

جو کچھ ان کے درمیان ہے سچے قانون کے ساتھ وقت مقررہ تک پیدا کئے ہیں اور جو لوگ منکر ہیں وہ ان باتوں سے جو ان کو بطور

مُعْرِضُوْنَ ﴿۳﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا

نصیحت کے سنائی جاتی ہیں روگردان ہیں تو ان کو پوچھ کہ بتاؤ تو سہی اللہ کے سوا جن لوگوں کو تم پکارتے ہو۔ انہوں نے زمین کا کوئی

مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ؕ اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ

حصہ پیدا کیا ہے تو مجھے دکھاؤ یا آسمانوں کے پیدا کرنے میں ان کی شرکت ہے اس سے پہلے کی کوئی کتاب لاؤ یا کوئی علمی دلیل پیش

اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴﴾ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

کرو اگر تم سچے ہوتو ضرور ایسا کرو۔ پھر بتاؤ کہ ایسے لوگوں سے کون زیادہ گمراہ ہے جو اللہ کے سوا ایسے لوگوں کو پکاریں

سورۂ احقاف

وہ رحمٰن رحیم ہے اسی کی رحمت کے تقاضے سے یہ کتاب قرآن مجید اللہ غالب حکمت والے کی طرف سے نازل ہے اس میں جو جو حکم نازل ہیں ان میں سراسر حکمت ہے ان کی تبلیغ میں جو کوئی مانع ہوگا تم دیکھو لوگے اس کو خدا کے غلبہ کی صفت خود ہٹا دے گی مگر جلدی نہ کرنا گھبراہٹ میں کچھ فائدہ نہیں ہر کام کے لیے ایک وقت ہوتا ہے۔ ہم (خدا) نے آسمان زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سچے قانون کے ساتھ وقت مقررہ تک رکھنے کو پیدا کئے ہیں۔ ان کے واقعات اپنے اپنے وقت پر قانون قدرت کے تحت وقوع پذیر ہوتے رہتے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ اسی طرح سچی جھوٹی تعلیم کا مقابلہ بھی ہوتا رہا اور ہوتا رہے گا۔ یہ وجہ ہے کہ جو لوگ ضد اور عناد میں تیری سچی تعلیم سے منکر ہیں وہ ان باتوں سے جو ان کو بطور نصیحت کے سنائی جاتی ہیں روگردان ہیں جن لوگوں کی اصلاح کے لیے ہم نے تجھ کو بھیجا ہے وہی تیرے برخلاف ہو رہے ہیں۔ تو ان کو پوچھو کہ بتاؤ تو سہی اللہ کے سوا جن لوگوں کو تم پکارتے ہو انہوں نے زمین کا کوئی حصہ پیدا کیا ہے تو مجھے دکھاؤ یا آسمانوں کے پیدا کرنے میں ان کی شرکت ہے میں اس دعویٰ پر قرآن کی شہادت تم سے نہیں مانگتا کیونکہ اسے تو تم مانتے ہی نہیں بلکہ اس سے پہلے کی کوئی کتاب لاؤ یا کوئی عملی دلیل پیش کرو جو کسی فلسفی منطقی اصول پر مبنی ہو۔ اگر تم سچے ہو تو ضرور ایسا کرو مطلب یہ ہے کہ میرے ساتھ بحث کرنے میں کسی سابقہ کتاب کا حوالہ پیش کرو یا عقلی دلائل لاؤ ورنہ صرف زبانی باتیں کرنا کار خردمندان نیست اور اگر دلیل نقلی یا عقلی نہیں تو پھر بتاؤ کہ ایسے لوگوں سے کون زیادہ گمراہ ہے جو ایسے اہم معاملہ میں نفسانیت کریں اور بے ثبوت اللہ کے سوا ایسے لوگوں کو پکاریں اور دعائیں مانگیں۔

مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝ وَاِذَا حُشِرَ

جو قیامت تک بھی ان کی نہ سنیں بلکہ ان کی آواز سے بھی بے خبر ہوں اور جب سب

النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ

لوگ جمع کئے جائیں گے وہ ان کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی عبادت سے انکار کردیں گے- اور جب ان کو ہمارے

اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ اَمْ

کھلے کھلے احکام سنائے جاتے ہیں منکر لوگ سچی کتاب کے آنے کے بعد اس کے حق میں کہتے ہیں- یہ تو صریح جادو ہے- کیا یہ

يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِيْ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ۭ هُوَ اَعْلَمُ

لوگ کہتے ہیں کہ قرآن کو اس نے اپنے پاس سے بنایا ہے تو کہہ کہ میں نے اگر افترا کیا ہے تو تم میرے معاملہ میں خدا کے ہاں سے کچھ ذمہ داری نہیں رکھتے جو باتیں تم

بِمَا تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ۭ كَفٰى بِهٖ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۭ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝

بناتے ہو وہ اللہ کو خوب معلوم ہیں مجھ میں اور تم میں وہی گواہ کافی ہے وہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے-

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ ۭ

تو کہہ دے میں کوئی انوکھا رسول نہیں ہوں اور مجھے یہ بھی خبر نہیں کہ مجھ سے کیا برتاؤ ہوگا اور تم سے کیا؟

جو قیامت تک بھی ان کی نہ سنیں بلکہ ان کی آواز سے بھی بے خبر ہوں ایسے لوگ واقعی سخت گمراہ ہیں اس گمراہی کا نتیجہ اس روز بھگتیں گے جب ان پر مصیبت کا زمانہ آئے گا- اور کوئی ان کے حال سے نہ پوچھے گا یعنی جب سب لوگ جمع کئے جاویں گے تو وہ اس کے معبود جن کو یہ پکارتے اور دعائیں مانگتے ہیں ان کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی عبادت سے انکار کردیں گے کیونکہ ایک تو ان کو خبر ہی نہ ہوگی- دوم اگر ہوگی تو وہ سمجھیں گے کہ ہاں کرنے میں ہماری خیر نہیں اس لیے وہ صاف صاف انکار کریں دیں گے جو انکار ان کا صحیح اور بجا ہوگا- اور سنو! تیرے مخالفوں کی حالت کیسی نازک ہے کہ جب ان کو ہمارے کھلے کھلے احکام سنائے جاتے ہیں تو یہ منکر لوگ سچی کتاب قرآن کے آجانے کے بعد اس کی تعلیم کے حق میں کہتے ہیں یہ تو صریح جادو ہے تو کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ قرآن کو اس نبی نے اپنے پاس سے بنایا ہے وحی یا الہام کوئی نہیں صرف اس کے خیالات ہیں جو یہ بطور الہام بیان کر کے لوگوں کو اپنا تابع کرتا ہے- تو ان کے جواب میں کہہ کہ میں نے اگر افترا کیا ہے تو تمہیں اس کی فکر نہیں ہونی چاہیے- کیونکہ تم میرے معاملہ میں خدا کے ہاں سے کچھ ذمہ داری نہیں رکھتے- پھر تمہیں کیا- تم اپنی فکر کرو سنو! جو باتیں تم بناتے ہو وہ خدا کو خوب معلوم ہیں مجھ میں اور تم میں یعنی میرے اور تمہارے معاملہ میں وہی گواہ کافی ہے اس کی شہادت تم سن لو گے کیسی ہوگی- وہ تمہاری خواہش کے مطابق ابھی فیصلہ کر دے مگر وہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے- اس کی یہ دو صفتیں تقاضا کرتی ہیں کہ مجرموں کو گرفتار کرنے میں جلدی نہ کی جائے- بلکہ موقع دیا جائے کہ وہ اس کی طرف جھکیں اور اگر باوجود انتہائی مہربانی کے نہ جھکیں تو پھر اس کی گرفت سے بچ نہیں سکتے- اے نبی! تو ان مخالفوں کو کہہ دے کہ تم لوگو جو میرے ساتھ ایسے بے طرح بر سر جنگ ہو میں کوئی انوکھا رسول نہیں ہوں مجھ سے پہلے کئی رسول گزر گئے جس طرح وہ اللہ کے احکام سناتے تھے میں بھی سناتا ہوں اور خدائی قانون میں نہ ان کو کچھ دخل تھا نہ مجھے دخل ہے بلکہ میں جہاں تک اعلان کرتا ہوں کہ مجھے یہ بھی خبر نہیں کہ کل مجھ سے کیا برتاؤ ہوگا اور تم سے کیا؟

اِنۡ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوۡحٰۤی اِلَیَّ وَ مَاۤ اَنَا اِلَّا نَذِیۡرٌ مُّبِیۡنٌ ﴿۹﴾ قُلۡ اَرَءَیۡتُمۡ اِنۡ کَانَ مِنۡ عِنۡدِ

میں تو صرف اس کلام کی تابعداری کرتا ہوں جو میری طرف کی جاتی ہے اور صاف صاف ڈرنے والا- تو کہہ بھلا بتلاؤ اگر یہ قرآن خدا کی طرف سے ہو

اللّٰہِ وَ کَفَرۡتُمۡ بِہٖ وَ شَہِدَ شَاہِدٌ مِّنۡۢ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ عَلٰی مِثۡلِہٖ فَاٰمَنَ وَ

اور تم لوگ اس سے منکر ہو اور بنی اسرائیل میں سے گواہ اس کی شہادت دے کر ایمان لا چکے اور

اسۡتَکۡبَرۡتُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَہۡدِی الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۱۰﴾ وَ قَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لِلَّذِیۡنَ

تم اکڑے رہے تو بتاؤ تمہارا کیا حال ہو گا خدا ظالموں کی قوم کو ہدایت نہیں دیا کرتا- منکر لوگ ماننے والوں کو کہتے

اٰمَنُوۡا لَوۡ کَانَ خَیۡرًا مَّا سَبَقُوۡنَاۤ اِلَیۡہِ ؕ وَ اِذۡ لَمۡ یَہۡتَدُوۡا بِہٖ فَسَیَقُوۡلُوۡنَ ہٰذَاۤ اِفۡکٌ

ہیں اگر یہ قرآن بہتر ہوتا تو یہ لوگ ہم سے پہلے اسے قبول نہ کرتے چونکہ ان لوگوں نے اس سے ہدایت نہیں پائی ہے اس لئے کہدیں گے کہ یہ

قَدِیۡمٌ ﴿۱۱﴾ وَ مِنۡ قَبۡلِہٖ کِتٰبُ مُوۡسٰۤی اِمَامًا وَّ رَحۡمَۃً ؕ وَ ہٰذَا کِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ

پرانا جھوٹ ہے -اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب امام اور رحمت تھی اور یہ کتاب عربی زبان میں

لِّسَانًا عَرَبِیًّا لِّیُنۡذِرَ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا ٭ۖ وَ بُشۡرٰی لِلۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۱۲﴾

اس کی مصدق ہے تا کہ ان لوگوں کو ڈرا دے جو ظالم ہیں اور نیک وکاروں کے لئے خوشخبری ہے-

خدا جانے کل میں تندرست رہوں گا یا بیمار ہو جاؤں گا تم بیمار ہو گے یا اچھے رہو گے میں تو مذہبی امور میں صرف اس کلام کی تابعداری کرتا ہوں جو میری طرف وحی کی جاتی ہے یعنی میں تو حکم کا تابعدار ہوں اور اللہ کے عذاب سے صاف صاف ڈرنے والا- باوجود اس کے تم لوگ میری نہ سنو تو بھلا بتلاؤ تو سہی اگر یہ قرآن مجید اللہ کی طرف سے ہو جیسا کہ میرا دعویٰ ہے اور تم لوگ اس سے منکر ہو اور بنی اسرائیل میں سے معتبر علمدار گواہ اس کی شہادت دے کر ایمان لا چکے اور تم اکڑے رہے' تو بتاؤ تمہارا کیا حال ہو گا- یہی کہ تم لوگ اللہ کے ہاں ظالم ٹھہرو گے اور اللہ ظالموں کی قوم کو ہرگز ہدایت نہیں دیا کرتا- پھر تم سوچ لو کہ اللہ کے ہاں معتوب ہونا تم کو کیا فائدہ دے گا؟ دیکھو تو بھلا یہ بھی کوئی عذر ہے جو منکر لوگ ماننے والوں کو کہتے ہیں اگر یہ قرآن بہتر ہوتا یعنی اس میں کچھ خوبی ہوتی تو یہ غریب مسلمان لوگ ہم سے پہلے اسے قبول نہ کرتے- کیونکہ ہمیشہ سے یہ دستور چلا آیا ہے کہ ہر کار خیر میں ہم امرا کا حصہ مقدم ہوتا ہے- پھر یہاں یہ قاعدہ کیوں ٹوٹا- حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ دنیاوی امور میں ان کی سبقت کرنے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ دینی کاموں میں بھی ان کا حصہ مقدم ہے ہرگز نہیں وہ سڑک دوسری ہے یہ لائن جدا ہے مگر چونکہ ان لوگوں نے اس قرآن سے ہدایت نہیں پائی ہے اس لئے کہہ دیں گے کہ یہ دعویٰ نبوت بہت پرانا جھوٹ چلا آرہا ہے- اسی طرح اسی مدعی سے پہلے بھی مدعی گذر چکے ہیں ان کا بھی یہی طریق تھا کہ دعویٰ نبوت کرتے پھر کچھ کرشمے بھی دکھاتے لوگوں سے وعدے بھی کرتے- یہ بھی ایسا ہی کرتا ہے اور لوگوں کو اپنی طرف بلاتا ہے حالانکہ (اس قرآن) سے پہلے موسیٰ کی کتاب توریت اپنے زمانہ میں امام اور رحمت تھی- اور یہ کتاب قرآن مجید عربی زبان میں اس سابقہ کتاب کے مضامین کی مصدق ہے- تا کہ ان لوگوں کو سمجھائے اور ڈراوے اور بوجہ بدکاری کے ظالم ہیں اور نیک وکاروں کے لئے خوش خبری ہے جو تعمیل احکام کرنے سے خوشخبری کے مستحق ہیں-

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿۱۳﴾

جو لوگ زبان سے کہتے ہیں ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر وہ جم جاتے ہیں پس ان کو نہ خوف ہوگا نہ وہ غمناک ہوں گے۔

أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۴﴾ وَوَصَّيْنَا

یہی لوگ جنتی ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے ان کاموں کے بدلہ میں جو وہ کیا کرتے تھے اور ہم نے

الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا ۖ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۖ وَحَمْلُهُ وَ

ہر انسان کو اس کے والدین کے حق میں احسان کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس کی ماں نے اس کو سخت تکلیف میں اٹھایا اور سخت تکلیف میں اس کو جنا اس کے حمل

فِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا ۚ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَبِّ

اور دودھ چھڑانے کی مدت تیس ماہ ہوتے ہیں پھر جب وہ اپنی قوت کو پہنچتا ہے خاص کر جب چالیس سال کی عمر کو جب پہنچ جاتا ہے کہتا ہے اے خدا

أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَ

مجھ کو توفیق دے کہ میں تیری نعمت کا شکریہ ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ کی پر اور

ہاں ان کی ظاہری پہچان کوئی چاہے تو اس کو بتادو کہ جو لوگ زبان سے کہتے ہیں ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر وہ اسی پر جم جاتے ہیں تمام دنیا میں حرکت پیدا ہو اس امر میں ان کو حرکت نہیں ہوتی۔ تمام دنیا اللہ سے ہٹ جائے وہ نہیں ہٹیں گے تمام دنیا اللہ کے ساتھ شرک کرے وہ نہیں کریں گے۔ نہ تنگی میں اللہ سے ہٹتے ہیں نہ خوشی میں اتراتے ہیں بس ان کا قول یہ ہوتا ہے ؎

موحد چہ دریائے ریزی زرش — چہ شمشیر ہندی نہی بر سرش

امید و ہراسش نباشد ز کس — ہمیں ست بنیاد توحید و بس

پس ان کو نہ خوف ہوگا نہ غمناک ہوں گے جنتی ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ انعام ان کے ان کاموں کے بدلہ میں ملے گا جو وہ کیا کرتے تھے۔ ان محسنین نیکو کاروں کی پہچان ایک اور بھی ہے کہ وہ اللہ کے حقوق ادا کرنے پر بس نہیں کرتے بلکہ مخلوق کے جتنے مراتب ہیں سب سے اچھا سلوک کرتے ہیں سب سے بڑا حق ماں باپ کا ہے محسن لوگ ان کے ساتھ تو بہت ہی اچھا سلوک کرتے ہیں کیونکہ ہم (خدا) نے ہر انسان کو اس کے والدین کے حق میں احسان کرنے کا حکم دیا ہے۔ باپ کے احسان تو بچہ خود دیکھتا ہے کہ کھانے پینے کو وہی دیتا ہے البتہ ماں کے ابتدائی احسانات اس پر مخفی ہیں اس لئے اس کے بتلاتے جاتے ہیں کہ اس کی ماں نے ان کو سخت تکلیف میں اٹھایا اور سخت تکلیف میں اس کو جنا۔ اس کے حمل اور دودھ چھڑوانے کی مدت کم سے کم تیس ماہ (اڑھائی سال) ہوتے ہیں زیادہ سے زیادہ پونے تین سال۔ یہ تو اس کی ابتدائی حالت کا ذکر ہے جس میں وہ بالکل عاجز و ناتواں ہوتا ہے۔ پھر جب وہ اپنی قوت کی عمر کو پہنچتا ہے خاص کر جوانی' جوانی سے گذر کر چالیس سال کی عمر کو جب پہنچ جاتا ہے چونکہ اس عمر تک خود بھی عموماً صاحب اولاد ہو جاتا ہے۔ اس لئے اسے ماں باپ کی خدمات جو پہلے سنے سنائے معلوم تھیں۔ اب مشاہد ہو گئیں لہٰذا اگر وہ نیک خیال نیک وکار ہے تو اپنی اولاد کو دیکھ کر کہ میں کس طرح اس دل سے پرورش کرتا ہوں اپنے ماں باپ کے احسانات یاد کر کے کہتا ہے اے اللہ مجھ کو توفیق دے کہ میں تیری نعمت کا شکریہ ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر انعام کی۔ یعنی وہ ماں باپ کا ایسا سچا خادم اور قائم مقام بنتا ہے کہ ان کی طرف سے بھی خدا کے احسانات کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ اور اپنی ذات خاص کے لئے یہ بھی کہتا ہے اے اللہ مجھے توفیق دے

اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ ۚ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْكَ وَاِنِّیْ مِنَ

اور ایسے نیک کام کروں کہ تو ان کو پسند کرے۔ خداوند! میری اولاد کو بھی صالح بنائیں تیری طرف جھکا ہوا ہوں اور میں تیرے فرمانبردار

الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ

بندوں میں سے ہوں۔ ان لوگوں کے نیک اعمال ہم قبول کرتے ہیں اور ان کی برائیوں سے

عَنْ سَیِّاٰتِهِمْ فِیْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ؕ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِیْ كَانُوْا یُوْعَدُوْنَ ﴿۱۶﴾

ہم درگذر کریں گے یہ لوگ اہل جنت میں داخل ہیں یہ وعدہ جو ان کو دیا جاتا ہے سچا ہے

وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْهِ اُفٍّ لَّكُمَآ اَتَعِدٰنِنِیْٓ اَنْ اُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ

اور جو لڑکا اپنے والدین کو حقارت سے تف کہتا ہے کیا تم مجھے اس سے ڈراتے ہو کہ میں قبر سے نکالا جاؤں گا؟ حالانکہ کئی ایک

الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِیْ ۚ وَهُمَا یَسْتَغِیْثٰنِ اللّٰهَ وَیْلَكَ اٰمِنْ ۖ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ

تو میں مجھ سے پہلے گزر چکی ہیں۔ اور وہ دونوں اللہ کی دوہائی دیتے ہیں تیرا ناس ہو ایمان لا بے شک اللہ کا وعدہ سچا

حَقٌّ ۚ فَیَقُوْلُ مَا هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۷﴾

ہے۔ وہ کہتا ہے جی یہ تو پہلے لوگوں کے افسانے ہیں۔

کہ میں ایسے نیک کام کروں کہ تو ان کو پسند کرے اور وہ خدا سے یہ بھی دعا مانگتا ہے کہ خداوند! میری اولاد کو بھی صالح بنا کہ وہ بھی میری روش پر چلیں تاکہ ہم سب تیرے حضور میں سرخ رو ہوں۔ نیک بخت نیکوکار یہ بھی کہتا ہے۔اے میرے خدا میں اپنی تمام ضروریات اور تکلیفات میں تیری طرف جھکا ہوا ہوں اور میں تیرے فرمانبردار بندوں میں سے ہوں غرض یہ ہے کہ نیک بخت نیک وکار آدمی ہمیشہ اپنی اور اپنے متعلقین کی خیر وعافیت کے خواہاں رہتے ہیں ہر انسان کے اصول اور فروغ میں یعنی ماں باپ اور اولاد نیک خصلت نیک وشعار وہ ہیں جو اپنی اپنے ماں باپ کی اور اپنی اولاد کی بھلائی چاہتے ہیں۔ان لوگوں کے نیک اعمال ہم قبول کرتے ہیں اور ان کے اخلاص اور حسن نیت کی وجہ سے ان کی برائیوں سے ہم درگزر کریں گے۔کیونکہ یہ لوگ اہل جنت میں داخل ہیں یہ وعدہ جو ان کو دیا جاتا ہے بالکل سچا ہے۔اس لئے ضرور پورا ہوگا۔ اور جو نوجوان لڑکا گستاخی میں یہاں تک ترقی کر جاتا ہے کہ اپنے والدین کو جب وہ ان کو وعظ ونصیحت کرتے ہیں۔ حقارت سے ان کو تف کہتا ہے یعنی مقابلہ کرتا ہے اور ان کی نصیحت کے مقابلہ میں کہتا ہے کیا تم مجھے اس سے ڈراتے ہو کہ میں بعد مرنے کے دوبارہ زندہ ہو کر قبر سے نکالا جاؤں گا؟ حالانکہ سینکڑوں اشخاص بلکہ کئی ایک تو میں مجھ سے پہلے گذر چکی ہیں وہ تو دوبارہ زندہ نہ ہوئے اور میں زندہ ہو کر اٹھوں گا اور کئے کی سزا جزا پاؤں گا یہ تمہارا دیوانہ پن ہے۔وہ دونوں اس کے ماں باپ شفقت میں اللہ کی دوہائی دیتے ہیں اور اس کی ہدایت طلبی میں خدا سے مدد چاہتے ہیں اور اسے کہتے ہیں۔ تیرا ناس ہو۔ بدمعاشوں کی صحبت میں بیٹھنا چھوڑ دے اللہ پر اور اللہ کے وعدوں پر ایمان لا بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے۔وہ نالائق گستاخ ماں باپ کی مشفقانہ نصیحت سنکر کہتا ہے جی یہ تو پہلے لوگوں کے افسانے ہیں۔ان میں اصلیت اور صداقت نام کو نہیں تم کیا کہہ رہے ہو مطلب اس سارے قصے کا یہ ہے کہ بعض اولاد ماں باپ کی پوری تابعدار ہوتی ہے اور بعض نوجوان ایسے بے فرمان ہوتے ہیں کہ ان کی نصیحت کو قبول کرنے کے بجائے ان کی توہین اور ہتک کرتے ہیں

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِم مِّنَ

ان سے پہلے جن اور انسان جو گذر چکے ہیں ان ہی میں ان پر فرد جرم

الْجِنِّ وَالْإِنسِ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا خَاسِرِينَ ﴿١٨﴾ وَلِكُلٍّ دَرَجَاتٌ مِّمَّا عَمِلُوا ۖ

لگ چکا ہے یہ سارے لوگ خسارے میں تھے- اور ان میں سے ہر ایک کے لئے ان کے کاموں کے مطابق درجات ہیں

وَلِيُوَفِّيَهُمْ أَعْمَالَهُمْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿١٩﴾ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا

تا کہ خدا ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ ان کو دے اور کسی طرح ان پر ظلم نہ ہو گا اور جس روز کافر لوگ دوزخ کے سامنے

عَلَى النَّارِ أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُم بِهَا فَالْيَوْمَ

کئے جائیں گے- ان کو یہ کہا جائے گا تم دنیا میں لذتیں پا چکے اور اس میں خوب فائدے اٹھا چکے پس آج تم

تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ

کو ذلت کا عذاب پہنچایا جائے گا کیونکہ تم لوگ ملک میں ناحق تکبر

وَبِمَا كُنتُمْ تَفْسُقُونَ ﴿٢٠﴾ وَاذْكُرْ أَخَا عَادٍ إِذْ أَنذَرَ قَوْمَهُ بِالْأَحْقَافِ

اور بد معاشی کرتے تھے- اور عادیوں کے بھائی کو یاد کرو- جب اس نے اپنی قوم کو احقاف کی سرزمین میں سمجھایا-

وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ

اور اس سے پہلے اور پیچھے بھی کئی سمجھانے والے آئے-

اسی لئے ان کو سزا بھی ایسی ہی ملتی ہے کو ان سے پہلے جن اور انسان جو اس قسم کے بد معاش گذر چکے ہیں- انہی میں ان پر فرد جرم لگ چکا ہے کیونکہ یہ سارے لوگ اپنی بد اعمالی کی وجہ سے خسارے میں تھے ان کی زندگی ان کے مال ان کے اسباب ان کی حکومت سب کے سب ان کے حق موجب نقصان تھے- اور ہیں اور ان میں سے ہر ایک کے لئے ان کے کاموں کے مطابق مختلف درجات ہیں جو کچھ کسی نے کیا وہ اس کو ملے گا- تا کہ خدا ان کے کئے ہوئے اعمال کا پورا پورا بدلہ ان کو دے- اور کسی طرح ان پر ظلم نہ ہو گا بلکہ جو کچھ انہوں نے یا کسی نے کیا ہو گا وہی ان کو ملے گا- نہ سزا میں زیادتی ہو گی نہ جزا میں کمی اور سنو! جس روز کافر لوگ دوزخ کے سامنے کئے جائیں گے تو سب سے پہلے ان کو یہ کہا جائے گا کہ تم دنیا میں لذتیں پا چکے اور اس میں خوب فائدے اٹھا چکے مگر چونکہ تم نے لذتوں اور نعمتوں کے شکریے نہ کیے پس آج تم کو ان اعمال بد کے عوض ذلت کا عذاب پہنچایا جائے گا- کیونکہ تم لوگ ملک میں ناحق تکبر اور بد معاشی کرتے تھے- غریبوں اور زیر دستوں کو ستاتے اور ظلم زیادتی کرتے تھے اسی کی سزا تم کو بھگتنی ہو گی- کیا تم نے سنا نہیں؟ شیخ سعدی مرحوم کیا کہہ گئے ہیں ؎

مہا زور مندی مکن بر کہاں   کہ بر یک نمط مے نماند جہاں

یہی مضمون سمجھانے کے لئے حضرات انبیاء علیہم السلام دنیا میں آتے رہے اور سمجھاتے رہے چنانچہ عادیوں کے بھائی حضرت ہود کو ہم نے نبی بنا کر ان کی طرف بھیجا اس نے سمجھایا اور بتایا کہ تمہارے اعمال بد کا نتیجہ بد ہو گا تم اپنی بد کرداری سے توبہ کرو اس کی زندگی کے واقعات میں وہ واقعہ یاد کرو جب اس نے اپنی قوم کو میدان احقاف کی سرزمین میں سمجھایا اور اللہ کا خوف دلایا اور اس سے پہلے اور پیچھے بھی کئی سمجھانے والے دنیا میں آئے جن میں سے ہر ایک نے یہ پیغام لوگوں کو پہنچایا ہے-

اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۲۱﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا

کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو- میں تمہارے حال پر برے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں وہ بولے اگر آپ اس غرض سے

لِتَاْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۲۲﴾ قَالَ

ہمارے پاس آئے ہیں کہ ہم کو ہمارے معبودوں سے پھسلاویں پس آپ اگر سچے ہیں تو جس عذاب سے ہم کو ڈراتے ہیں وہ لے آیئے حضرت ہود نے کہا

اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۖ٘ وَ اُبَلِّغُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَ لٰكِنِّیْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا

کہ صحیح علم اللہ کے پاس ہے میں تو تم کو وہ پیغام پہنچاتا ہوں جو مجھے دے کر بھیجا گیا ہے مگر میں دیکھتا ہوں کہ تم لوگ بے سمجھی

تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِیَتِهِمْ ۙ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ

کرتے ہو- پس جب انہوں نے اس کو اپنے میدانوں کی طرف آتے ہوئے سامنے دیکھا- تو بولے کہ یہ سامنے آنے والا

مُّمْطِرُنَا ؕ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ؕ رِیْحٌ فِیْهَا عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۲۴﴾ۙ

(بادل) ہم پر برسے گا- بلکہ یہ وہ عذاب ہے جو تم لوگ جلدی مانگ رہے تھے- تیز ہوا تھی اس میں سخت عذاب تھا-

کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو میں تمہارے حال پر برے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں- کہ کہیں تم اس میں مبتلا نہ ہو جاؤ محض تمہاری خیر خواہی سے کہتا ہوں ورنہ مجھے اس میں ذاتی فائدہ کیا- تم جانو اور تمہارا کام وہ بولے کیا آپ اس غرض سے ہمارے پاس آئے ہیں کہ ہم کو ہمارے معبودوں سے پھسلاویں اور اپنے معبود کی طرف لگاویں کیا ہم کو ایسا ہی کم عقل سمجھا ہے کہ ہم آپ کے داؤ میں آجائیں گے اور اپنا نفع نقصان نہ سمجھیں گے واہ صاحب خوب کہی پس آپ اگر سچے ہیں تو جس عذاب سے ہم کو ڈراتے ہیں وہ لے آیئے بس یہ آخری جواب ہے- آئندہ مہربانی کر کے ہمارا دفاع نہ چاٹئے گا- حضرت ہود نے ان کی اس بیہودہ گوئی کا جواب کس نرمی اور آشتی سے دیا- کہا اے بھائیو! میری تعلیم کا خلاصہ یہ ہے کہ برے کاموں کا بدلہ یقیناً برا ہے- مگر اس کا وقت کون ہے اور کب ہے میں نہیں کہہ سکتا- اس کے سوا کوئی بات صحیح نہیں کہ صحیح علم اللہ کے پاس ہے وہی جانتا ہے کہ عذاب کا وقت کب ہے میں تو تم کو وہ پیغام پہنچاتا ہوں جو مجھے دے کر بھیجا گیا ہے بس

ہمارا کام کہہ دینا ہے یارو اب آگے چاہو تم مانو نہ مانو!

مگر میں دیکھتا ہوں کہ تم لوگ بے سمجھی کی باتیں کرتے ہو- بھلا یہ بھی کوئی عقلمندی کی بات ہے کہ ایک شخص بطور نصیحت کے سمجھائے کہ ؎

از مکافات عمل غافل مشو گندم از گندم بروئد جو ز جو

تو اس ناصح مشفق کو جواب دیا جائے کہ بس ابھی ہاتھوں پر سرسوں اگا دے کیا یہ جواب عقلمندانہ ہے؟ راحت کا وقت ہے تو عذاب کا بھی وقت ہے- اس مشفقانہ نصیحت کی قدر انہوں نے یہ کی کہ اپنی ضد پر مصر رہے اور وہی کام کرتے رہے جن سے ان کو حضرت ہود روکتے تھے- یہاں تک کہ ان کی ہلاکت کا وقت آگیا- پس جب انہوں نے اس عذاب کو بشکل بادل اپنے میدانوں کی طرف آتے ہوئے سامنے دیکھا تو بوجہ خشک سال مارے خوشی کے بولے کہ یہ سامنے آنے والا آگیا- وہ کیا تھا؟ جیسا کہ ہوتا ہے بسا اوقات بادل آتا ہے آکر آندھی کی شکل میں اڑ جاتا ہے وہ بادل بھی درحقیقت تیز ہوا تھی اس میں سخت عذاب تھا وہ ہوا کیا تھی

تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍۭ بِأَمْرِ رَبِّهَا فَأَصْبَحُوا لَا يُرَىٰٓ إِلَّا مَسَٰكِنُهُمْ ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي

وہ ہوا اپنے رب کے حکم سے ہر چیز کو تباہ کرتی تھی پس وہ ایسے تباہ ہوئے کہ ان کے مکانوں کے سوا کوئی چیز نظر نہ آتی تھی اسی طرح بدکار قوم

الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ ﴿٢٥﴾ وَلَقَدْ مَكَّنَّٰهُمْ فِيمَآ إِن مَّكَّنَّٰكُمْ فِيهِ وَجَعَلْنَا لَهُمْ

کو ہم سزا دیا کرتے ہیں- ہم نے ان کو وہ مقدور دیئے تھے کہ تم کو نہیں دیئے تھے- اور ہم نے ان کو کان

سَمْعًا وَأَبْصَٰرًا وَأَفْـِٔدَةً فَمَآ أَغْنَىٰ عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَآ أَبْصَٰرُهُمْ وَلَآ

اور آنکھیں اور دل دیئے تھے- پس ان کے کان اور آنکھ اور دل ان کے

أَفْـِٔدَتُهُم مِّن شَيْءٍ إِذْ كَانُوا يَجْحَدُونَ بِـَٔايَٰتِ اللَّهِ وَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا

کچھ کام نہ آئے کیونکہ وہ اللہ کے احکام کی تکذیب کرتے تھے اور جس عذاب کی ہنسی اڑایا کرتے تھے

بِهِۦ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿٢٦﴾ وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُم مِّنَ الْقُرَىٰ وَصَرَّفْنَا الْآيَٰتِ

اسی نے ان کو گھیر لیا- ہم نے تمہارے ارد گرد کی کتنی بستیاں تباہ کر دیں اور ہم نے ان کو اپنے احکام پھیر پھیر

لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٢٧﴾

کر سنائے تاکہ وہ رجوع کریں-

ع ۲

ایک بلا تھی کہ اپنے رب کے حکم سے ہر چیز کو تباہ اور برباد کرتی تھی- جس چیز کو چھو جاتی بس وہ ایسی بھوگی ہو جاتی کہ اس میں جان ہی نہ رہتی- پس وہ عادی لوگ ایسے تباہ ہوئے کہ ان کے مکانوں کے سوا کوئی چیز نظر نہ آئی تھی- بالکل سنسان ہو کا میدان تھا- چاروں طرف نظر دوڑاؤ کسی کو زندہ نہ پاؤ چاروں طرف کان لگاؤ کوئی آواز نہ سنو- اسی طرح بدکار قوم کو ہم سزا دیا کرتے ہیں- جو قوم سرکشی میں اپنی حد سے گذر جاتی ہے ہم بھی اس پر ایسا ہی عذاب بھیجتے ہیں یہ سب قانون قدرت کے ماتحت ہوتا رہتا ہے- اس میں کسی قوم کا لحاظ یا کسی کی سفارش نہیں چلتی بلکہ سفارش کرنے والے بھی جس کے لائق ہوتے ہیں وہ پالیتے ہیں- اور مجرموں کی کوئی کوششیں مفید نہیں ہوتی- اے عرب کے لوگو! سنو! تم لوگ جو حق کی مخالفت اور اسلام کے مقابلہ میں اتنی تلے بیٹھے ہو تمہیں معلوم ہے؟ کہ ہم (اللہ) نے ان عادیوں اور دیگر تباہ شدہ اقوام کو وہ وہ مقدور دیئے تھے کہ تم اہل عرب کو نہیں دیئے اور ہم (اللہ) نے ان کو یورپین اقوام کی طرح دور کی باتیں سننے کے لئے کان اور باریک چیزیں دیکھنے کے لئے آنکھیں اور سوچنے کو دل دیئے تھے- یعنی وہ صنعت کا ذکر سنتے یا دیکھتے تو اپنے دل میں سوچ سمجھ کر اس کو ایجاد کر لیتے مگر خدائے مالک الملک سے ان کو لگاؤ نہ تھا پس جب اس بداعمالی کی وجہ سے ان پر عذاب آیا تو ان کے کان آنکھ اور دل ان کے کچھ بھی کام نہ آئے کیونکہ وہ اللہ کے احکام کی تکذیب کرتے بلکہ سخت مقابلہ کرتے تھے نتیجہ یہ ہوا کہ وہ تباہ ہو گئے اور جس عذاب کو سنکر اس کی ہنسی اڑایا کرتے تھے- اسی نے ان کو گھیر لیا اور تباہ کر دیا- انجام تم دیکھتے ہو کہ آج کوئی ان کا نام لیوا نہیں- اے مکہ والو! سنو! ہم نے تمہارے ارد گرد کی کتنی بستیاں ملک شام تک تباہ کر دیں- جو تم اپنے سفروں میں بچشم خود دیکھتے ہو اور تباہی سے پہلے ہم نے ان کو اپنے احکام پھیر پھیر کر مختلف طرح سے سنائے تاکہ کسی طرح وہ ہماری طرف رجوع کریں مگر وہ بھی ایسے پختہ تھے کہ کسی طرح وہ نہ جھکے-

فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً ؕ بَلْ ضَلُّوْا

پھر جن لوگوں کو انہوں نے قرب خدا حاصل کرنے کے لئے معبود بنا رکھا تھا- انہوں نے ان کی مدد کیوں نہ کی؟ بلکہ ان سے بالکل غائب غلا

عَنْهُمْ ۚ وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۞ وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ

ہو گئے اور یہ ان کی ان کو کوئی خبر نہیں کذاب بیانی اور افترا پردازی ہے اور جب ہم تیری طرف چند جنوں کو بھیجا تھا کہ وہ

يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ

قرآن سنیں پھر جب وہ اس موقع پر آئے تو کہنے لگے چپ رہو! پھر جب قرآن کی تلاوت ختم ہوئی تو وہ ڈرانے والی جماعت

مُّنْذِرِيْنَ ۞ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى

بن کر اپنی قوم کی طرف پھرے- کہا اے بھائیو! ہم نے ایک ایسی کتاب سنی ہے جو موسیٰ کی کتاب کے بعد اتری ہے-

مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۞

اپنے سے پہلی کتاب کی تصدیق کرتی اور راستی اور سیدھی راہ کی طرف ہدایت کرتی ہے

يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ

اے بھائیو! اللہ کی طرف بلانے والے کو قبول کرو اور اس پر ایمان لاؤ اللہ تم کو تمہارے گناہ بخش دے گا- اور سخت عذاب سے

مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۞

تم کو بچائے گا

پھر جن لوگوں کو انہوں نے قرب خدا حاصل کرنے کے لئے معبود بنا رکھا تھا انہوں نے ان کی مدد کیوں نہ کی؟ کیوں نہ آڑے وقت میں کام آئے- وہ تو ان کے سامنے ہمیشہ نذر نیاز کرتے تھے مگر وہ ان کا کچھ نہ کر سکے- بلکہ ان سے بالکل غائب غلا ہو گئے ان کی ان کو کوئی خبر نہیں اور ان کو ان کی مطلق نہیں یہ ان کذب بیانی اور افترا پردازی کا نتیجہ ہے- جو ساری عمر وہ کرتے رہے جس کا انجام یہ ہوا کہ دنیا میں ناکام رہے اور آخرت میں بھی ذلیل و خوار ہوئے پس اے پیغمبر ان کو سمجھانے کے لئے وہ واقعہ سنا اور سمجھا جب ہم نے تیری طرف چند جنوں کو بھیجا تھا- کہ وہ قرآن مجید سنیں اور متاثر ہو کر ایمان لا دیں پھر جب وہ اس موقع پر آئے جہاں تو اے نبی! قرآن پڑھ رہا تھا تو ان کو قرآن سننے سے ایسی لذت آئی کہ وہ ایک دوسرے کو کہنے لگے میاں چپ رہو سنو تو یہ کیا پڑھ رہا ہے- آخر ان پر وہی اثر ہوا جو ہونا چاہئے تھا- کہ ایک ہی وقت میں سننے سے ایماندار ہو گئے- پھر جب قرآن کی تلاوت ختم ہوئی تو وہ جن جو کافرانہ صورت میں آئے تھے- خدا کے عذاب سے ڈرنے والی جماعت بن کر اپنی قوم کی طرف پھرے جا کر ان سے کہا اے بھائیو دیکھو ہم نے ایک ایسی کتاب سنی ہے جو اپنے بیان کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب کے بعد اتری ہے اپنے سے پہلی کتاب کی تصدیق کرتی اور بڑی خوبی یہ ہے کہ راستی اور سیدھی راہ کی طرف ہدایت کرتی ہے- کتاب کی یہ خوبی بیان کر کے کھلے لفظوں میں اپنی قوم کو سمجھاتے ہیں اے بھائیو! اللہ کی طرف بلانے والے اس نبی کی بات کو قبول کرو اور دل سے اس پر ایمان لاؤ خدا تم کو تمہارے پچھلے گناہ بخش دے گا اور سخت عذاب سے تم کو بچالے گا-

وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْأَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ

اور جو کوئی اللہ کے پکارنے والے کی نہ مانے گا- وہ خدا کو زمین میں عاجز نہیں کر سکتا اور اسی کے لئے اللہ کے

دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءُ ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ

سوا کوئی والی وارث نہیں ایسے لوگ صریح گمراہی میں ہیں کیا یہ لوگ جانتے نہیں؟ کہ جس خدا نے آسمان

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓي اَنْ يُّحْيِۦ الْمَوْتٰى ۭ بَلٰٓي

اور زمین پیدا کئے- اور ان کے پیدا کرنے سے اس کو کسی قسم کا تکان نہ ہو وہ اس پر قادر ہے کہ مردوں کو زندہ کرے- ہاں

اِنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَي النَّارِ ۭ

بے شک وہ ہر کام پر قادر ہے اور جس روز کافروں کو آگ کے سامنے کیا جائے گا-

اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ۭ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ۭ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ

کیا یہ عذاب واقعی نہیں ہے؟ وہ بولیں گے خدا کی قسم یہ واقعی ہے فرشتہ کہے گا پس تم اپنے کفر کی شامت سے اس

تَكْفُرُوْنَ ۝

عذاب کو چکھو-

اور جو کوئی اللہ کے پکارنے والے کی بات نہ مانے گا وہ کہیں بھاگ کہ خدا کو زمین میں عاجز نہیں کر سکتا ایسا کہ خدا اس کو پکڑنا چاہے اور نہ پکڑا جائے بلکہ خود ہی عاجز ہے اور اس کے لئے اللہ کے سوا کوئی والی وارث نہیں- ایسے لوگ یقیناً صریح گمراہی میں ہیں- کیا یہ لوگ جانتے نہیں؟ کہ جس خدا نے اتنے بڑے بڑے آسمان اور زمین پیدا کئے اور ان کے پیدا کرنے سے اس کو کسی قسم کا تکان[1] نہ ہوا- وہ اس قادر ہے کہ مردوں کو زندہ کر دے- ہاں بے شک وہ ہر کام پر قادر ہے جو چاہے کر سکتا ہے اس کو روکنے والا کوئی نہیں- اس کی طاقت لاانتہا ہے اور اس کی قدرت کہیں ختم نہیں- کیا تم لوگوں نے مولانا حالی مرحوم کی رباعی نہیں سنی ؎

مٹی سے ہوا سے آتش و آب سے یاں کیا کیا نہ ہوئے بشر پہ اسرار عیاں!

پر تیرے خزانے میں ازل سے اب تک گنجینہ غیب میں اسی طرح نہاں

اور سنو! آج تو یہ منکر قرآنی تعلیم سے اکڑ اکڑ کر چلتے اور منہ سے بڑبڑاتے ہیں مگر جس روز کافروں کو جہنم کی آگ کے سامنے کیا جائے گا اس روز کیا جواب دیں گے- جب ان سے پوچھا جائے گا کیا یہ عذاب واقعی نہیں ہے؟ وہ بولیں گے خدا کی قسم یہ واقعی ہے اور برحق ہم جو دنیا میں اس سے انکار کرتے تھے وہ سراسر ہماری ہٹ دھرمی تھی- اس اقرار کے بعد خدا کا فرشتہ ان کو کہے گا پس تم اپنے کفر کی شامت اعمال سے اس عذاب کو چکھو تم کو اس سے مفر نہیں

---

[1] یہودیوں اور عیسائیوں کی الہامی کتاب تورات کی دوسری کتاب "خروج" میں مذکور ہے :-

چھ دن میں خداوند نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور ساتویں دن آرام کیا اور تازہ دم ہوا" باب ۳۱ : فقرہ ۱۷)

تازہ دم ہوتا ہے جو تھکے اور تھکنا نقصان قدرت پر مبنی ہے- چونکہ اللہ تعالیٰ میں کسی قسم کا نقصان نہیں- اس لئے توریت کی اس عبارت کی اصلاح اور یہودیوں اور عیسائیوں کے عقیدے کے غلطی کا اظہار کرنے کو قرآن مجید کی اس آیت میں فرمایا (لم یعی بخلقھن) خدا آسمان و زمین کو پیدا کر کے تھکا نہیں یہ تمہارا خیال غلط ہے (منہ)

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ؕ كَأَنَّهُمْ

پس تو صبر کیا کر جیسا بڑی ہمت والے پیغمبروں نے صبر کیا اور ان کے حق میں جلدی عذاب طلب نہ کر۔ جس روز وہ

يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ ۙ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِّن نَّهَارٍ ؕ بَلَاغٌ ۚ فَهَلْ

عذاب دیکھیں گے جس کا ان کو وعدہ دیا جاتا ہے وہ سمجھیں گے کہ دنیا میں ہمارا قیام دن کی صرف ایک گھڑی بھر ہوا ہے یہ تبلیغ ہے سو

يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ ﴿٣٥﴾

بے فرمان لوگ بھی تباہ ہوں گے۔

سورت محمد

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان بہت رحم کرنے والا ہے۔

الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ أَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ ﴿١﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا

جو لوگ کافر ہیں اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں ان کے اعمال اللہ سب ضائع کر دے گا۔ اور جو لوگ ایماندار ہیں

وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ

اور اچھے کام کرتے ہیں۔ اور اس کام پر ان کا ایمان ہے جو حضرت محمدؐ پر اتارا گیا ہے۔

یہ تو ان منکروں اور حق کے مخالفوں کا حشر ہو گا۔ سن اے نبی! تو تبلیغ احکام میں لگا رہ اور مخالفوں کی تکلیف دہی پر صبر کیا کر جیسا بڑی ہمت اور استقلال والے پیغمبروں نے صبر کیا۔ بڑی بڑی تکلیفیں ان پر آئیں مگر وہ ان کو بڑی مردانگی سے برداشت کرتے رہے۔ آخر نتیجہ اچھا ہوا۔ اسی طرح تو بھی صبر کیا کر اور ان مخالفوں کے حق میں جلدی ہی عذاب طلب نہ کر کیونکہ ان پر مصیبت کا زمانہ آنے والا ہے۔ جس روز وہ عذاب دیکھیں گے جس کا ان کو وعدہ دیا جاتا ہے اس روز اس کے ہوش و حواس مفقود ہوں گے وہ سمجھیں گے کہ دنیا میں ہمارا قیام دن کی صرف ایک گھڑی بھر ہوا ہے۔ حیرانی ہے کہ اتنے تھوڑے سے وقت میں ہم نے ایسے کیا جرم کئے کہ ایسی سختی میں ہماری جان پھنس گئی۔ خیر یہ باتیں تو ان کی ہوتی ہواتی رہیں گی مطلب کی بات یہ ہے کہ یہ قرآن خدا کے احکام کی تبلیغ ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ کچھ لوگ اس کے تابع ہوں گے اور کچھ اس سے منکر اور بے فرمان۔ سو اس تبلیغ کے بعد بے فرمان لوگ ہی تباہ اور برباد ہوں گے۔ وہی عذاب میں مبتلا ہوں گے اور جو تابعدار ہیں وہ ہر طرح کی آسودگی میں رہیں گے۔ ان شاء اللہ

سورۂ محمد

اللہ مالک الملک کی طرف سے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ جو لوگ کافر ہیں۔ خود کافر ہونے کے علاوہ اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں یعنی دل سے کوشش کرتے ہیں کہ اسلام نہ پھیلے لوگ اس کو قبول نہ کریں۔ ان کے اعمال صالحہ جو کبھی کوئی اچھا کام کسی وقت ان سے ہوا ہو گا خدا وہ سب ضائع کر دے گا ذرہ برابر اس کا اجر ان کو نہ ملے گا۔ کیونکہ کفر اور مقابلہ اسلام دونوں ایسی زہریلی چیزیں ہیں کہ اپنے سے پہلے کے کسی نیک کام کو نہیں چھوڑتے اور جو لوگ ایمان دار ہیں اور اچھے کام کرتے ہیں خاص کر اس کلام (قرآن) پر ان کا ایمان ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر خدا کی طرف سے اتارا گیا ہے۔

وَهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ﴿۲﴾ ذٰلِكَ

اور وہ برحق ہے ان کے پروردگار کے ہاں سے آیا ہوا خدا ان کے گناہ ان سے دور کر دے گا اور ان کی حالت سنوار دے گا- یہ فرق

بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ

اس لئے ہے کہ جو لوگ کافر ہیں وہ ناراستی کے پیرو ہیں اور جو ایماندار ہیں وہ حق کے پیرو ہیں جو ان کے رب کے ہاں سے

رَّبِّهِمْ ۭ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ﴿۳﴾ فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ

آیا ہے- اسی طرح اللہ لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے- پس جب تم ان کافروں سے ملو

كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ ۭ حَتّٰٓي اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ڎ فَاِمَّا

تو ان کی گردنیں مارا کرو- یہاں تک کہ جب تم ان کو خوب قتل کر چلو تو تم ان کو مضبوطی کے ساتھ قید کر لیا کرو- اس

مَنًّۢا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاۗءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ڃ ذٰلِكَ ڙ وَلَوْ يَشَاۗءُ اللّٰهُ

سے بعد ان کو یا تو احسان کر کے یا عوض لے کر رہا کر دیا کرو یہاں تک کہ لڑائی ختم ہو جائے- یہی حکم ہے اور خدا چاہتا تو خود

لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ ۙ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا۟ بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ۭ

ان سے بدلہ لے لیتا لیکن اس کو منظور ہے کہ تم میں سے بعض کو بعض کے حق میں جانچے

اور وہ برحق ہے- ان کے پروردگار کے ہاں آیا ہوا اس لئے وہ دل سے اس کو مانتے ہیں ایسے لوگوں کو انعام یہ ملے گا کہ خدا ان کے گناہ جو بھول چوک میں ان سے ہوئے ہوں گے ان سے دور کر دے گا اور ان کی حالت سنوار دے گا- ان دو فرقوں میں یہ فرق اس لئے ہے کہ جو لوگ کافر ہیں وہ ناراستی کے پیرو ہیں اور جو ایماندار ہیں وہ حق کے پیرو ہیں- حق بھی ان کا تراشیدہ یا پسندیدہ نہیں بلکہ وہ حق جو ان کے رب کے ہاں سے ان کے پاس آیا ہے اس لئے ان دو گروہوں سے جو جو معاملہ ہو گا دونوں کی شان کے مطابق ہے اسی طرح اللہ مہربانی سے لوگوں کے سمجھانے کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے تاکہ وہ ہدایت پاویں چونکہ ان دونوں کے اعمال اور ارادے سے باہمی متخالف اور متضاد ہیں اس لئے لازمی ہے کہ ان دونوں گروہوں کے میل ملاپ پر بھی اس کا اثر ویسا ہی مخالف ہو- چنانچہ تم مسلمان دیکھ رہے ہو کہ کفار تم لوگوں سے کیسا معاندانہ برتاؤ کرتے ہیں- پس میدان جنگ میں بغرض جنگ جب تم ان کافروں سے ملو تو ان کی گردنیں مارا کرو یہاں تک کہ جب تم ان دشمنان دین کو خوب قتل کر چکو تو جب ان کی قوت کمزور ہو جائے اور بھاگنے لگیں تو تم ان کو اچھی طرح مضبوطی کے ساتھ قید کر لیا کرو- یہ لوگ تمہارے ہاں اسیران جنگ ہوں گے- اس کے بعد ان لوگوں کو یا تو احسان کر کے چھوڑ دیا کرو یا عوض لے کر رہا کر دیا کرو- مگر اسیران جنگ کو کسی صورت میں قتل نہ کرنا- ان لوگوں سے یہی برتاؤ جاری رکھو جب تک کہ لڑائی ختم ہو جائے- اور دشمن لڑنے سے ہتھیار ڈال دے- یعنی ہر ایک محاذ جنگ پر اسی طرح لڑتے رہو- پہلے شدت سے جنگ بعد جنگ قید قید کے بعد احسان بریت یا معاوضہ نقدی رہائی- یہ سلسلہ ختم جنگ تک جاری رہے- یہی حکم ہے اس کو یاد رکھو ایک بات اور سنو! بعض لوگ کہا کرتے ہیں خدا ہم کو جو حکم دیتا ہے کہ ہم کافروں کو قتل کریں خود ہی کیوں نہیں ان کو مار ڈالتا وہ یاد رکھیں خدا بذات خود ان کو تباہ کرنا چاہتا تو ان سے بدلہ لے لیتا- کوئی روکنے والا نہیں لیکن اس کو منظور ہے کہ تم میں سے بعض کو بعض کے حق میں مامور کر کے جانچے تاکہ تمہارے اعمال کا پبلک میں اظہار ہو اور تم کو اجر عظیم ملے خدا اگر سب کافر خود اس طرح کے جیسے یہ کہتے ہیں تو بھوکے کو روٹی کون کھلائے اور پیاسے کو پانی کون پلائے

وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝ سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ

جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے جاتے ہیں اللہ ان کے اعمال ضائع نہیں کرے گا- بلکہ ان کو ہدایت کرے گا اور ان کا

بَالَهُمْ ۝ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا

حال سنوارے گا- اور ان کو جنت میں داخل کرے گا جو پہلے سے ان کو بتا رکھی ہے- مسلمانو! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو

اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَاَضَلَّ

خدا تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم مضبوط کرے گا- اور جو لوگ منکر ہیں ان کی تباہی ہو گی اور خدا ان کے کئے کرائے

اَعْمَالَهُمْ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ۝ اَفَلَمْ

اعمال سب ضائع کر دے گا- یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ کی اتاری ہوئی کتاب کو ناپسند کیا اللہ نے ان کے سب نیک کام ضائع کر دیئے- یہ لوگ

يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ

ملک میں پھرے نہیں دیکھیں کہ ان سے پہلے لوگوں کا انجام کیا ہوا

دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۡ وَلِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا ۝

اللہ نے ان کو تباہ کر دیا- اور ان کافروں کے لئے اس سے کئی گنا زیادہ ہے-

سو یہ ان کی غلطی ہے- قدرتی نظام اسی طرح ہے کہ ایک دوسرے کا ہاتھ بٹانا ہی ایک دوسرے کے کام آتا ہے خدا تم کو ہدایت کرتا ہے کہ تم اس کی اطاعت میں دشمنان دین سے لڑو- اور سنو! جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے جاتے ہیں خدا تعالیٰ ان کے اعمال ہرگز ضائع نہیں کرے گا- جیسے کفار کے اعمال ضائع کئے جائیں گے بلکہ ان مومنین کو ہدایت کرے گا- اور ان کا حال سنوار دے گا یعنی دنیا کی کوفت اور مصیبت سے ان کو نجات دے گا- اور ان کو اس جنت میں داخل کرے گا- جو پہلے سے ان کو بتا رکھی ہے- کہ وہ ایسی ہو گی یوں ہو گی اس میں ایسی ایسی راحتیں ہوں گی اس لئے وہ جاتے ہی اس میں یوں داخل ہو جائیں گے گویا وہ ان کا گھر ہو گا- مسلمانو! ہم تم کو ایک اصول بتاتے ہیں جو تم کو ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہیے- چاہے تم تخت پر ہو یا تختے پر ہر حال میں اس اصول کو مدنظر رکھا کرو- وہ یہ ہے کہ اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا- اور بوقت تکلیف اور بموقع جنگ تمہارے قدم مضبوط کرے گا- اور تم کو پختہ رکھے گا پھر تم جہاں جاؤ گے فتح پاؤ گے- چنانچہ ایسا ہی ہوا- کیا تم نے ان طبقہ اولیٰ کے مسلمانوں کا حال نہیں سنا؟ ؎

فتح اک خادمہ ان کی تھی اور اقبال غلام مختصر یہ ہے کہ پلّے پہ خدا رکھتے تھے

یہ حال تو مسلمانوں کا ہے کہ ان کی ثابت قدمی اور نصرت دینی پر ان سے ترقی اور کامیابی کا وعدہ کیا گیا ہے اور جو لوگ قرآنی تعلیم سے منکر ہیں ان کی تباہی ہو گی اور خدا ان کے کئے کرائے اعمال سب ضائع کر دے گا- کسی اچھے کام کا بدلہ ان کو نہیں ملے گا- یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ کی اتاری ہوئی کتاب (قرآن شریف) ہونا پسند کیا- اس کا لازمی نتیجہ یہی ہونا چاہیئے کہ ان کا نیک اعمال ضائع ہوں چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ خدا نے ان کے نیک کام سب ضائع کر دیئے- اب ان کا نیک بدلہ ان کو ملے گا- کیا یہ لوگ اپنے ارد گرد ملک میں پھرے نہیں؟ دیکھیں کہ ان سے پہلے لوگوں کا انجام کیا ہوا- سنو! ہم بتاتے ہیں یہ ہوا کہ اللہ نے ان کو تباہ اور بالکل برباد کر دیا- سنو! اور کان کھول کر سنو! کہ ان کافروں کے لئے جو تمہارے سامنے ہیں اس مصیبت سے کئی گنا زیادہ عذاب اللہ کے ہاں مقرر ہے-

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ﴿١١﴾ اِنَّ اللّٰهَ

یہ فرق اس لئے ہے کہ اللہ ایمان داروں کا حامی ہے اور کافروں کا کوئی حامی مدد گار نہیں- اللہ

يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ

ایمانداروں اور نیک عمل کرنے والوں کو جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَتَمَتَّعُوْنَ وَيَاْكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى

اور جو لوگ کافر ہیں مزے کرتے اور کھاتے ہیں جیسے چار پائے کھاتے ہیں اور آگ میں ان کا ٹھکانہ

لَّهُمْ ﴿١٢﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْٓ اَخْرَجَتْكَ ۚ اَهْلَكْنٰهُمْ

ہو گا- جس بستی والوں نے تجھ کو تیرے گھر سے نکالا تھا- اس بستی سے بہت زیادہ قوت والی کئی بستیاں ہو چکی ہیں ان کو ہم نے تباہ

فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ﴿١٣﴾ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ كَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ

کر دیا پھر ان کا کوئی مدد گار نہ ہو سکا- بھلا جو شخص اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہے وہ ان کی طرح ہے! جن کو اپنے کام بھلے معلوم ہوتے

وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ﴿١٤﴾ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ

ہیں اور وہ اپنے من کی خواہشات کے پیرو بن رہے ہیں- جس جنت کا متقیوں کو وعدہ دیا گیا ہے-

یہ فرق (کہ مومنوں کو کامیابی اور منکروں کو ناکامی) اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمانداروں کی ایمانداری اور راست بازی کی وجہ سے انکا حامی ہے اور کافروں کی بے ایمانی اور دغابازی کے سبب سے ان کا کوئی حامی مددگار نہیں سنو جی اللہ تعالیٰ ایمانداروں اور نیک عمل کرنیوالوں یعنی کھلے لوگوں کو جنتوں میں داخل کرے گا- جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور جو لوگ کافر یعنی بے ایمان اور بد اعمال ہیں ان کی حالت ان کے بر عکس ہو گی- دنیا میں ان کی پہچان یہ ہے کہ یہ لوگ ایسے بے فکری سے مزے کرتے اور کھاتے پیتے ہیں جیسے چارپائے کھاتے ہیں- جس طرح چارپائے بعد کھانے پینے کے نہ کسی کا شکریہ اپنے پر واجب جانتے ہیں- نہ احسان مانتے ہیں- اسی طرح یہ لوگ خدا کے انعامات کا شکریہ ادا نہیں کرتے اس لئے ان کا انجام برا ہو گا- اور آگ میں ان کا ٹھکانہ ہو گا- اس قسم کا واقعہ کوئی آج ہی نہیں پیش آیا بلکہ بہت پہلے بھی ایسا ہوتا رہا جس بستی (مکہ) والوں نے تجھ کو (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تیرے گھر (مکہ) سے نکالا تھا- یعنی بذریعہ تکلیفات شدیدہ کے نکلنے پر تجھے مجبور کیا اور خدا نے بخیر دعافیت تجھے مدینہ منورہ میں جا بسایا تھا- اس بستی سے بہت زیادہ قوت والی کئی بستیاں دنیا میں پیدا ہو چکی ہیں ان کو ہم (خدا) نے تباہ کر دیا- پھر اس کا کوئی مددگار نہ ہو سکا- جیسے ثمود 'لوطی 'نوحی 'فرعونی وغیرہ وغیرہ سب تباہ کئے گئے اسی طرح ان تیرے مخالفوں کا حشر ہو گا کیا ان کو اتنی بات بھی سمجھ نہیں آتی؟ بھلا جو شخص اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہے وہ ان بد نصیبوں کی طرح ہے؟ جن کو اپنے برے کام بھلے معلوم ہوتے ہیں اور وہ اپنے من کی خواہشات کے پیرو بن رہے ہیں اسی وجہ سے وہ کھلم کھلا بدکاریاں کرتے ہیں کیوں کہ ان کو اپنے برے کاموں کی برائی معلوم نہیں ہوتی بلکہ بجائے برائی کے بھلے معلوم ہوتے ہیں پھر وہ چھوڑ دیں تو کیوں کر؟ کون ان دونوں کو یکساں کہے گا؟ ہرگز نہیں- پہلے لوگ خدا کے مقبول ہیں- اور دوسرے مردود پہلی قسم کے لوگوں کا نام اللہ کے نزدیک متقی ہے- ان لوگوں کے ساتھ خدا کی طرف سے وعدہ جنت ہے سنو! جس جنت کا ان متقیوں کو وعدہ دیا گیا ہے-

فِيهَآ أَنْهٰرٌ مِّن مَّآءٍ غَيْرِ ءَاسِنٍ وَأَنْهٰرٌ مِّن لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُۥ وَأَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ

اس میں کئی ایک ایسی پانی کی نہریں ہوں گی جو سڑے گا نہیں اور کئی ایک دودھ کی نہریں ہوں گی جن کا مزہ نہیں بدلے گا اور کئی ایک انگوروں کے نچوڑ کی

لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِينَ ۚ وَأَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ۖ وَلَهُمْ فِيهَا مِن كُلِّ الثَّمَرٰتِ

نہریں ہوں گی جو پینے والوں کو لذت دیں گی- اور کئی ایک صاف مصفےٰ شہد کی نہریں ہوں گی- اور ان لوگوں کے لئے ان میں ہر قسم کے پھل ہوں گے-

وَمَغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ ۖ كَمَنْ هُوَ خٰلِدٌ فِى النَّارِ وَسُقُوا۟ مَآءً حَمِيمًا فَقَطَّعَ

پروردگار کی طرف سے بخشش ہوگی- بھلا یہ ان لوگوں کی طرح ہوں گے جو ہمیشہ آگ میں رہیں گے اور ان کو سخت گرم پانی پلایا جائے گا جو ان کی آنتوں کو

أَمْعَآءَهُمْ ﴿۱۵﴾ وَمِنْهُم مَّن يَسْتَمِعُ إِلَيْكَ حَتّٰىٓ إِذَا خَرَجُوا۟ مِنْ عِندِكَ قَالُوا۟

کاٹ دے گا- اور ان میں بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو تیری طرف کان لگاتے ہیں اور جب تیرے پاس سے باہر نکل جاتے ہیں تو مسلمان

لِلَّذِينَ أُوتُوا۟ الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ ءَانِفًا ۚ أُو۟لٰٓئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللَّهُ عَلٰى قُلُوبِهِمْ

علمداروں کو کہتے ہیں اس نے ابھی کیا کہا تھا یہی لوگ ہیں جن کے دلوں پر اللہ نے مہر کر دی ہے یہ لوگ اپنی

وَاتَّبَعُوٓا۟ أَهْوَآءَهُمْ ﴿۱۶﴾ وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا۟ زَادَهُمْ هُدًى وَءَاتٰىهُمْ تَقْوٰىهُمْ ﴿۱۷﴾

خواہشات کے پیرو ہیں- اور جو لوگ ہدایت یاب ہیں- خدا ان کو ہدایت زیادہ دیتا ہے اور ان کو تقویٰ کی توفیق بخشتا ہے

فَهَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَن تَأْتِيَهُم بَغْتَةً ۖ فَقَدْ جَآءَ أَشْرَاطُهَا ۚ

یہ لوگ بس قیامت کے منتظر ہیں کہ فوراً ان پر آ جائے اے لو اس کی علامت تو آ گئی-

اس میں کئی قسم کے اسباب عیش و آرام کے ہوں گے کئی ایک ایسے پانی کی نہریں ہوں گی جو کسی حال میں سڑے گا نہیں اور کئی ایک دودھ کی نہریں ہوں گی- جن کا مزہ نہ بدلے گا اور کئی ایک انگوروں کے نچوڑ کی نہریں ہوں گی جو پینے والے کو لذت دیں گی اور کئی ایک صاف مصفیٰ شہد کی نہریں ہوں گی جو اپنے رنگ میں بہت مزیدار اور ان جنتی لوگوں کے لئے ان بہشتوں میں کھانے کو ہر قسم کے پھل ہوں گے- پروردگار کی طرف سے بخشش اور عام معافی ہو گی- جو کچھ دنیا میں ان سے کسی قسم کی غلطی ہوئی ہو گی وہ سب معاف ہو گی بھلا یہ لوگ ان لوگوں کی طرح ہوں گے ؟ جو ہمیشہ جہنم کی آگ میں رہیں گے اور ان کو سخت گرم پانی پلایا جائے گا- جو ان کی آنتوں کو کاٹ دے گا- یہ باتیں اس وقت تو ان کے دلوں پر اثر نہیں کرتیں کیونکہ یہ ان باتوں کو توجہ سے سنتے ہی نہیں اور نہ غور کرتے ہیں بلکہ ان میں سے بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو تیری طرف اے نبی ! کان لگاتے ہیں گویا وہ سنتے ہیں اور جب تیرے پاس سے باہر نکل جاتے ہیں تو مسلمان کو بطور تمخول کہتے ہیں- اس محمد ﷺ نے ابھی کیا کہا تھا ؟ گویا یہ لوگ بڑے غافل اور اپنی خواہشات کے پیرو ہیں- اور جو لوگ اللہ سے ڈر کر ہدایت یاب ہیں اللہ ان کو ہدایت زیادہ دیتا ہے اور ان کو تقویٰ پرہیزگاری کی توفیق بخشتا ہے مگر یہ مشرکین عرب جو تیرے برخلاف ایسے جمے ہوئے ہیں کہ کسی طرح راستی ناراستی کی پرواہ نہیں کرتے ان کے ظاہری حال سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ بس قیامت کے ہی منتظر ہیں کہ فوراً ان پر آجائے تو سیدھے ہو جائیں- اے لو اس کی علامات تو آ گئیں- نبی آخر الزماں پیدا ہو چکے- نبوۃ ختم ہو گئی جبرائیل کا وحی لے کر آنا بند ہو گیا- معجزات ظاہر ہو چکے ہیں-

فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ ﴿۱۸﴾ فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ

پھر جب وہ آ موجود ہو گی تو اس وقت ان کو کیا نصیحت ہو گی؟ پس جان رکھو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنے گناہوں اور تمام

وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ ﴿۱۹﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ

مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لئے بخشش مانگا کرو- اللہ تمہارا آنا جانا اور ٹھہرنا جانتا ہے- جن لوگوں کو ایمان ہے وہ

اٰمَنُوْا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ ۚ فَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَّذُكِرَ فِيْهَا الْقِتَالُ ۙ رَاَيْتَ

کہتے ہیں کیوں نہیں کوئی ایسی سورۃ اتری؟ پھر جب صاف سورت نازل ہوتی ہے- جس میں جہاد کا ذکر ہوتا ہے- تو دیکھتا ہے

الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يَّنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۭ فَاَوْلٰى

کہ جن لوگوں کے دلوں میں بیماری ہے- وہ تجھے یوں تاکتے ہیں جیسے کوئی موت کی بیہوشی میں تاکتا ہے

پھر جب وہ اصل قیامت آموجود ہو گی تو اس وقت ان کو کیا خاک نصیحت ہو گی؟ اس وقت تو ان کے حق میں یہ شعر موزوں ہو گا ؎

عمر ساری تو کٹی عشق بتاں میں مومن — آخری وقت میں کیا خاک مسلماں ہو گے

پس تم ان کی بیہودہ گوئی پر کان نہ لگاؤ اور دل سے جان رکھو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں- پس تم اسی پر اپنا اعتقاد رکھو اور اپنے گناہوں اور تمام مومن مردوں اور مومن عورتوں کے گناہوں کے لئے خدا سے بخشش مانگا کرو- یعنی اس طرح دعا مانگا کرو جس طرح ہم نے تم کو سکھائی ہے :-

اللہ تمہارے کاموں میں دوڑ دھوپ کرنا کسی جگہ تمہارا آنا جانا اور کسی ایک جگہ مقام کر کے ٹھیرنا سب جانتا ہے جہاں جاؤ اس کا خیال رکھو کہ ہم اللہ کے حضور میں ہیں- جن لوگوں کو اللہ کے احکام پر ایمان ہے وہ جانتے ہیں کہ ہماری نقل و حرکت سب اللہ کو معلوم ہے- اور وہ اللہ سے ڈرتے رہتے ہیں- اسی لئے ان کی خواہش یہی ہوتی ہے کہ ہماری زندگی اور موت خدا ہی کی راہ میں لگے- چنانچہ وہ جہاد کی تمنا میں ہمہ تن شوق ہو کر کہتے ہیں کیوں نہیں کوئی ایسی سورت اتری جس میں جہاد کا حکم ہو تاکہ ہماری مراد بھی بر آئے اور ہم بھی دینی خدمت میں جان بحق تسلیم ہو جائیں کیونکہ ؎

سب نکل جائیں گی او قاتل! ہماری حسرتیں — جب کہ سر اپنا تیرے زیر قدم دیدیں گے ہم

ہاں جو لوگ ظاہری طور سے ایماندار ہیں مگر دل میں منافق اور بے ایمان ہیں وہ بھی ان ایمان داروں کے ساتھ اس قسم کی خواہش میں شریک ہو جاتے ہیں اور جہاد کا حکم مانگتے ہیں پھر جب صاف اور بے لاگ سورۃ نازل ہوتی ہے جس میں جہاد و قتال کا ذکر اور حکم ہوتا ہے- تو اے نبی! تو دیکھتا ہے کہ جن لوگوں کے دلوں میں میں ضعف کی بیماری ہے وہ ان ایمانداروں سے ایسے الگ ہو جاتے ہیں جیسے سچے عاشق سے بوالھوی جدا ہو جاتا ہے وہ تجھے یوں تاکتے ہیں جیسے کوئی موت کی بیہوشی میں پھٹی نظر سے تاکتا ہے ان کی حالت پر یہ رباعی خوب چسپاں ہے ؎

زاہد کہتا تھا جان ہے دین پر قربان — پر آیا جب امتحان کی زد پر ایمان
کی عرض کسی نے کہے اب کیا ہے علاج — بولے کہ بھائی جان! جی ہے تو جہان

[1] اے ہمارے پروردگار! ہم کو بخشش اور جو ہم پہلے لوگ ایمان کے ساتھ گذرے ہیں ان کو بخش اور ہمارے دلوں میں مسلمانوں کی طرف سے کینہ یا عداوت پیدا نہ کر خدایا تو بڑا مہربان ہے

فَكَيْفَ إِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلَٰٓئِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَٰرَهُمْ ﴿٢٧﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمُ

بھلا اس وقت کیا کریں گے جب فرشتے ان کو فوت کرتے ہوئے ان کے مونہوں اور پیٹوں کو ضربیں لگائیں گے۔ یہ اس لئے کہ جو

اتَّبَعُوا مَآ أَسْخَطَ اللَّهَ وَكَرِهُوا رِضْوَٰنَهُۥ فَأَحْبَطَ أَعْمَٰلَهُمْ ﴿٢٨﴾ أَمْ حَسِبَ

طریق اللہ کو ناپسند ہے۔ یہ لوگ اسی پر چلتے رہے ہیں اور اللہ کی خوشنودی کو ناپسند کرتے رہے تو خدا نے بھی ان کے اعمال ضائع کر دیئے کیا جن

الَّذِينَ فِى قُلُوبِهِم مَّرَضٌ أَن لَّن يُخْرِجَ اللَّهُ أَضْغَٰنَهُمْ ﴿٢٩﴾ وَلَوْ نَشَآءُ لَأَرَيْنَٰكَهُمْ

کے دلوں میں بیماری ہے وہ سمجھتے ہیں۔کہ اللہ ان کی عداوتیں نکال نہیں پھینکیں گے۔

فَلَعَرَفْتَهُم بِسِيمَٰهُمْ ۚ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِى لَحْنِ الْقَوْلِ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَعْمَٰلَكُمْ ﴿٣٠﴾

دکھا دیتے پھر تو ان کے نشانوں سے ان کو پہچان لیتا۔ اب بھی ان کے طرز گفتگو میں ان کو پہچان لیتا ہے اور اللہ کو تمہارے اعمال سب معلوم ہیں

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتَّىٰ نَعْلَمَ الْمُجَٰهِدِينَ مِنكُمْ وَالصَّٰبِرِينَ

ہم تمہاری ضرور جانچ کریں گے۔ یہاں تک کہ ہم تم میں سے مجاہدین اور صابرین کو تمیز کرا دیں گے۔

مسلمانوں بے خوف وخطر رہو وہ تم کو کوئی ضرر نہ پہنچا سکیں گے اس وقت تو یہ ادھر ادھر کی لگاتے پھرتے ہیں۔ بھلا اس وقت کیا کریں گے۔اور کسی کو حقائق تلاش کریں گے جب فرشتے ان کو فوت کرتے ہوئے ان کے مونہوں اور پیٹوں کو ضربیں لگائیں گے۔ایسی حالت میں ان کی جانیں نکالیں گے۔ یہ اس لئے کہ جو طریق خدا کو ناپسند ہے یہ لوگ اسی پر چلتے رہے ہیں۔اور اللہ کی خوشنودی کو ناپسند کرتے رہے تو خدا نے بھی ان کے کئے کرائے اعمال ضائع کر دیئے اس لئے تم مسلمانوں کو ایسے لوگوں سے پرہیز کرنا چاہئے کیا جن کے دلوں میں اسلام کی عداوت کی مرض ہے وہ سمجھتے ہیں کہ خدا ان کی عداوتیں نکال نہیں پھینکے گا۔ یعنی ایسے واقعات ظہور پذیر ہوں گے کہ یہ لوگ یا تو اسلام میں آجاویں گے یا مارے غصے اور موت کے فناہ ہو جائیں گے۔جس پر یہ شعر ان کے حق میں صادق آئے گا۔

بمیر تا برہی اے حسود! کیں رنجیست کہ از مشقت آں جز بمرگ نتواں ست

اور اگر ہم (خدا) چاہتے تو تجھ کو وہ دشمنان اسلام دکھا دیتے پچپنوا دیتے پھر تو ان کے چہروں کے نشانوں سے انکو پہچان[1] لیتا۔ایسا کہ ان کی پہچان اور تشخیص میں تجھے اے نبی! کوئی شک وشبہ نہ رہتا۔جب سامنے آتے ان کی شخصیت کے ساتھ ہی ان کی صفت قبیحہ تیری نظر میں آجاتی۔اب تو ان کے طرز گفتگو میں ان کو پہچان لیتا ہے۔کیونکہ ان کی گفتگو میں بناوٹ ہوتی ہے۔اور مخلص مومنوں کی گفتگو بناوٹ سے پاک صاف ہوتی ہے اور اللہ کو تمہارے اعمال سب معلوم ہیں۔ اس سے تو کوئی چھپا ہی نہیں ہاں تم مسلمان یہ نہ سمجھنا کہ تم امتحان الٰہی سے مستثنیٰ ہو۔ ہرگز نہیں بلکہ ہم (خدا) تمہاری ضرور جانچ کریں گے۔ یہاں تک کہ ہم تم میں سے مجاہدین اور صابرین کو جو جہاد جیسی سخت تکلیف میں صبر کرتے رہے۔ پبلک میں تمیز کرا دیں گے۔

[1] اس آیت کے نزول تک آں حضرت ﷺ کو منافقوں کی تشخیص کا علم نہ تھا بعد اس کے کرایا گیا جیسا کہ حدیثوں سے ثابت ہے کہ آنحضرت نے حضرت حذیفہ صحابی کو بتا دیا تھا (منہ)

وَنَبْلُوَا اَخْبَارَكُمْ ﴿۳۱﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَشَآقُّوا

اور تمہارے حالات پر اطلاع کرادیں گے جو لوگ منکر ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور ہدایت

الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى ۙ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْئًا ۭ وَسَيُحْبِطُ

کی راہ ان کو معلوم ہو جانے بعد رسول کی سخت مخالفت کرتے ہیں- وہ اللہ کے دین کو ذرہ جتنا بھی نقصان نہیں پہنچائیں گے اور

اَعْمَالَهُمْ ﴿۳۲﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۳﴾

ان کے اعمال خدا ضائع کر دے گا- اے مسلمانو! تم اللہ کی اور اس کے رسول کی تابعداری کیا کرو اور اپنے اعمال ضائع نہ کیا کرو-

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ مَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يَّغْفِرَ

جو لوگ منکر ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں پھر وہ کفر ہی کی حالت میں مرجاتے ہیں تو ان

اللّٰهُ لَهُمْ ﴿۳۴﴾ فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْٓا اِلَى السَّلْمِ ۖ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ۖ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَ

کو خدا ہر گز نہ بخشے گا- پس تم سست نہ ہو اور ان کو مصالحت کی طرف مت بلاؤ اور تم ہی بلند رہو گے. اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور

لَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۵﴾

وہ تمہارے اعمال ضائع نہیں کرے گا-

اور تمہارے حالات پر لوگوں کو اطلاع کرا دیں گے- بھلا مخلص مومنوں کے ساتھ منافق کب تک ملے جلے رہیں گے ایسا رہنا ٹھیک نہیں- اس لیے کہ جو لوگ خدائی احکام سے منکر ہیں نہ صرف منکر بلکہ ضد کرتے ہیں اور اللہ کی راہ سے لوگوں کو روکتے ہیں اور ہدایت کی راہ ان کو معلوم ہو جانے کے بعد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت مخالفت کرتے ہیں گو وہ اپنے دل میں یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اسلام کو گرادیں گے لیکن حقیقت میں وہ اللہ کے دین اسلام کو ذرہ جتنا بھی نقصان نہیں پہنچائیں گے نہ پہنچا سکیں گے بلکہ ذلیل وخوار ہوں گے اور ان کے اعمال جتنے انہوں نے کئے ہیں از قسم صالح یا از قسم مخالفت اسلام' خدا سب کو ضائع کر دے گا- صالح اعمال تو اس طرح کہ ان کا بدلہ ان کو ملے گا اور مخالف اس طرح کہ وہ ان کوششوں میں کامیاب ہوں گے' یہی ان کا ضائع ہونا ہے- پس اے مسلمانو! تم یقین رکھو کہ ان کفار کے اساتھ خدا ایسا کرے گا- اس لیے تم اللہ کی اور اللہ کے رسول کی تابعداری دل سے کیا کرو- اور اپنے اعمال ضائع نہ کیا کرو یعنی نیک اعمال کرتے ہوئے کسی قسم کا ریانہ کرنا- بعد اعمال کرنے کے دل میں غرور نہ لانہ- کہ ہم نے فلاں نیک کام کیا اسی طرح کسی نیک کام کو شروع کر کے ادھورا نہ چھوڑنا- یہ سب صورتیں ضائع ہونے کی ہیں سنو! اور دل سے سنو! جو لوگ خدا کی ذات اور صفات کاملہ سے منکر ہیں نہ صرف خود منکر اور مخالف ہیں بلکہ دوسرے لوگوں کو بھی اللہ کی راہ سے روکتے ہیں پھر وہ کفر ہی کی حالت میں مر جاتے ہیں- تو ان لوگوں کو خدا ہر گز نہ بخشے گا- بلکہ ضرور سزا دے گا- کیونکہ انہوں نے ڈبل جرم کیا ہے ایک تو خود مجرم بنے اور دوسرے اور لوگوں کو مجرم بنایا- پس تم ان لوگوں کے ظاہری رعب داب سے سست نہ ہو اور ان کو مصالحت کی طرف مت بلاؤ بلکہ ہمیشہ مقابلہ پر ڈٹے رہو اس میں تمہاری زندگی ہے اور اسی میں تمہاری ترقی ہے- اور سن رکھو تم ہی بلند رہو گے بشرطیکہ مضبوط ایماندار ہو گے اور اللہ کی مدد تمہارے ساتھ ہے اور وہ تمہارے اعمال ضائع نہیں کرے گا پس تم ہر طرح اس قومی کام میں لگے رہو-

اِنَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَھْوٌ ؕ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَ تَتَّقُوْا یُؤْتِکُمْ اُجُوْرَکُمْ وَلَا

سوا اس کے نہیں کہ اس دنیا کی زندگی کھیل تماشہ ہے اگر تم ایماندار بن جاؤ اور بچتے رہو تو خدا بدلہ تم کو پورا دے گا اور

یَسْئَلْکُمْ اَمْوَالَکُمْ ﴿۳۶﴾ اِنْ یَّسْئَلْکُمُوْھَا فَیُحْفِکُمْ تَبْخَلُوْا وَیُخْرِجْ اَضْغَانَکُمْ ﴿۳۷﴾

وہ تم سے مال نہیں مانگے گا اگر وہ تم سے مال مانگے اور تم کو چمٹ کر بھی مانگے تو بھی تم بخل کرو گے اور تمہارے چھپے راز وہ ظاہر کرے گا

ھٰاَنْتُمْ ھٰؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ۚ فَمِنْکُمْ مَّنْ یَّبْخَلُ ۚ وَمَنْ

اے لوگو! تم کو بلایا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو پھر بھی بعض تم میں سے بخل کرتے ہیں اور جو

یَّبْخَلْ فَاِنَّمَا یَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِہٖ ؕ وَاللّٰہُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا

بخل کرتا ہے وہ اپنے نفس سے بخل کرتا ہے اور خدا بے نیاز ہے اور تم محتاج ہو اور اگر تم روگردانی کرو گے

دنیا مقابلہ کا میدان ہے جو جتنی کوشش کرے گا اتنا ہی پھل پائے گا- دنیا میں باعزت رہنے کی یہی ایک سبیل ہے کہ تم ہر قسم کے قومی مقابلہ میں مضبوط رہو- تمہارا کسی قسم کا ضعف دیکھ کر دشمن کو تمہارے گرانے کی طمع نہ ہو- ہاں اگر دنیاوی عیش و آرام ہی پر فریفتہ ہو تو سن رکھو کہ سوا اس کے نہیں کہ اس دنیا کی زندگی کھیل تماشہ ہے- یعنی چندروزہ تفریح ہے اور بس- بہتر ہے کہ اس زندگی میں کوئی اچھا کام کر لو جو دوسری زندگی میں کام آئے اور تمہارے دنیاوی سفر کا کچھ نتیجہ برآمد ہو- ہم سے پوچھو تو ہم تم کو وہ مفید کام بتاتے ہیں جو تم کو دوسری زندگی میں کام آئے- پس سنو اگر تم ایماندار بن جاؤ اور برے کاموں سے بچتے رہو یعنی ایمان لا کر اعمال صالح کرتے رہو اور بداعمالی سے پرہیز کرتے رہو تو خدا تمہارے کاموں کا بدلہ تم کو پورا دے گا اور وہ اپنی ضرورت کے لیے تم سے مال نہیں مانگے گا- جیسے دنیا کے بادشاہ اپنی حاجت روائی کے لیے رعایا سے ٹیکس یا قرض وغیرہ مانگا کرتے ہیں- وہ مانگے تو کیوں؟ جب کہ دراصل وہی داتا ہے تو اپنے محتاجوں اور سائلوں سے مانگے؟ ہاں اس میں بھی شک نہیں کہ اگر وہ خدا تم سے اپنی ضرورت کے لیے مال مانگے اور تم کو چمٹ کر بھی مانگے تو بھی تم نہ دو گے بلکہ بخل کرو گے اور اس سے تمہارے چھپے راز اور دلی بغض وعناد وہ ظاہر کرے گا- کیونکہ اسلامی ضرورت کے موقع پر جو خرچ نہ کرے اس کے دل میں اسلام کی محبت کہاں بلکہ بغض کا ثبوت ہو گا- دنیا میں محبت کا اصول یہ ہے کہ پیارے پر سب کچھ قربان ہے- اگر اسلام پیارا ہے تو اس پر سب کچھ قربان ہے ورنہ دعویٰ غلط- اے مسلمان لوگو! اسلام کے مدعیو! تمہاری بہتری اور ترقی مدارج کے لیے تم کو بلایا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو پھر بھی بعض تم میں سے بخل کرتے ہیں- اور بعض اللہ کے بندے دلیری سے خرچتے بھی ہیں- اور خدا کے ہاں سے اس کی نیک جزا کی امید رکھتے ہیں سنو! جو اللہ کی راہ میں نیک کاموں پر خرچ کرنے سے بخل کرتا ہے وہ یہ نہ سمجھے کہ میں خدا کے حق میں یا دین کے حق میں بخل کرتا ہوں جس سے خدا کا یا دین کا کچھ بگڑے گا- سنو! جو اللہ کی راہ میں نیک کاموں پر خرچ کرنے سے بخل کرتا ہے وہ یہ نہ سمجھے کہ میں خدا کے حق میں یا دین کے حق میں بلکہ وہ اپنے نفس سے بخل کرتا ہے- اس کا وبال اسی کی گردن پر ہو گا اور اس کا نقصان خود اسی کو پہنچے گا- اللہ کو اس کے بخل کا کوئی اثر نہیں پہنچتا کیونکہ بندوں کے خرچ سے اس کا کوئی ذاتی فائدہ نہیں- وہ خدائے برتر دنیا کے سب لوگوں سے غنی' بے نیاز اور بے پرواہ ہے اور تم ہر آن اس کے محتاج ہو- وجود میں' بقا میں' حاجات میں' غرض ہر بات میں- پھر تمہارے خرچ سے اس کا ذاتی فائدہ اور کام چلے تو کیونکر؟ اور بخل سے نقصان ہو تو کیوں؟ سنو! اگر تم مسلمان اس کے دین کی خدمت سے روگردانی کرو گے یعنی اس کے راستے میں خرچ نہ کرو گے-

يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ ﴿٣٨﴾

تو تمہاری بجائے اور کوئی قوم لے آئے گا پھر وہ تمہارے جیسے نہ ہوں گے

سورت الفتح

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ﴿١﴾ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا

ہم نے تجھے کھلی فتح دی ہوئی ہے تاکہ خدا تجھ پر ظاہر کرے کہ اس نے تیرے اگلے پچھلے سارے گناہ بخشے

تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ﴿٢﴾ وَيَنصُرَكَ اللهُ

ہوئے ہیں اور تجھ پر اپنی نعمت پوری کرے اور تجھے سیدھے راستے پر پہنچائے اور تیری زبردست

نَصْرًا عَزِيزًا ﴿٣﴾

مدد کرے

تو وہ تم کو اس خدمت کا نااہل جان کر تمہاری بجائے اور کوئی قوم لے آئے گا جو دین کی خدمت کریں گے پھر وہ تمہارے جیسے نالائق نہ ہوں گے۔ تمہیں یاد رکھنا چاہئے کہ ایسا ہی ہوگا اسلام کی خدمت کا احسان خدا پر مت رکھو بلکہ خدا کا احسان سمجھو کہ اس نے تمہیں اس خدمت کے لائق بنایا۔

منت منہ کہ خدمت سلطان ہمی کنی　　منت ازو بداں کہ بخدمت گزاشتت

سورۃ الفتح

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اے نبی[1] علیہ السلام! ہم نے تجھے کھلی فتح دی ہوئی ہے جو عنقریب ظاہر ہو گی جسے تمام دنیا دیکھ اور سن لے گی تاکہ خدا تجھ پر ظاہر کرے کہ اس نے تیرے اگلے پچھلے سارے گناہ بخشے ہوئے ہیں نبوت سے پہلے کی غلطیاں اگر کچھ ہوئی ہیں تو وہ اور بعد نبوت جو سہو و نسیان ہوا ہے وہ بھی معاف ہو گا۔ کیونکہ قاعدہ شاہی ہے کہ ''سلام کاریگراں معاف'' چونکہ تو اے نبی! خدائی احکام کی تبلیغ میں شب و روز لگا رہتا ہے۔ اس لیے بطور انعام تجھے یہ سب کچھ دیا گیا ہے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ تو اس کا رسول ہے اس لیے کہ تو نے جو پیش گوئیاں کی ہیں وہ سچی ثابت ہوئی ہیں جن سے تیرا صدق اور خدا کا جلال ثابت ہوتا ہے اور تاکہ خدا تجھ پر اپنی مقررہ نعمت پوری کرے یعنی جو فتوحات اور برکات تیرے لیے مقدر کی ہیں۔ ارشاد الٰہی ہے کہ وہ تجھے ملیں اور تیرے نصب العین ترقی اسلام اور فتوحات ملکی میں تجھے سیدھی راہ دکھائے بلکہ مقصود پر پہنچائے اور تیری زبردست مدد کرے۔ یہ سب واقعات بتدریج اپنے اپنے وقت پر ہوں گے یقین جانو کہ ایسا ہی ہو کر رہے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

---

[1] آنحضرت ﷺ نے خواب دیکھا تھا کہ ہم کعبہ شریف کا طواف کر رہے ہیں۔ خواب دیکھتے ہی سفر شروع کر دیا۔ وہاں مشرکین مکہ مانع ہوئے آخر صلح ہوئی کہ آئندہ سال طواف کو آؤ اور نو سال تک لڑائی بند۔ انہی نو سالوں میں مشرکین کی طرف سے بدعہدی ہوئی جس پر حضور علیہ السلام نے فوج کشی کر کے بغیر جنگ مکہ فتح کر لیا۔ صلح حدیبیہ کے بعد یہ سورت نازل ہوئی فتح سے مراد سلسلہ فتوحات ہے' صلح حدیبیہ اس کی تمہید تھی (منہ)

هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ لِیَزْدَادُوْٓا اِیْمَانًا مَّعَ اِیْمَانِهِمْ ؕ

خدا ہی تھا جس نے ایمانداروں کے دلوں میں تسلی نازل کی تھی تاکہ ان کے یقین میں ترقی ہو

وَ لِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَكِیْمًا ۟ۙ﴿۴﴾ لِّیُدْخِلَ

آسمانوں اور زمینوں کی فوجیں خدا کے قبضے میں ہیں اور خدا بڑے علم والا اور حکمت والا ہے تاکہ اللہ ایماندار

الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَ یُكَفِّرَ

مردوں اور عورتوں کو بہشتوں میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں' ہمیشہ ان میں رہیں گے اور اس

عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ ؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِیْمًا ۟ۙ﴿۵﴾ وَّ یُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِیْنَ

لئے کہ خدا ان سے گناہ دور کردے اور اللہ کے نزدیک یہ بڑی کامیابی ہے اور تاکہ منافق مردوں منافق عورتوں

وَ الْمُنٰفِقٰتِ وَ الْمُشْرِكِیْنَ وَ الْمُشْرِكٰتِ الظَّآنِّیْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ؕ

مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو جو اللہ کے حق میں بدگمانی کرتے ہیں خدا سخت عذاب کرے ان پر بری گردش آنے والی ہے

کیا تمہیں وہ واقعات یاد نہیں جو مقام حدیبیہ پر ہوئے تھے- قدرت کے کیسے کرشمے ظاہر ہوئے تھے- سب سے پہلے قابل ذکر مسلمانوں کی گھبراہٹ کا دور ہونا ہے- دنیا کی کوئی طاقت نہ تھی جو اس وقت مسلمانوں کو تسلی دے سکتی- وہ خدا ہی تھا جس نے ایمانداروں کے دلوں میں تسلی نازل کی تھی تاکہ وہ خدا کی طرف جھکیں اور ان کے سابقہ یقین میں ترقی ہو- جب وہ دیکھیں کہ جو کچھ رسول خدا ﷺ نے حکم فرمایا اور جس امر پر مصالحت منظور فرمائی وہی بہتر اور مفید ثابت ہوئی اور ہماری رائیں اس کے مقابلے میں ہیچ- ورنہ کفار کی کثرت تو کوئی چیز نہ تھی- پدی کیا اور پدی کا شوربہ کیا- آسمانوں اور زمینوں کی تمام چیزیں خدا کی فوج ہیں اور یہ فوجیں خدا کے قبضے میں ہیں جس متکبر سرکش کو سزا دینا چاہے اپنی فوج میں سے جس کو چاہے حکم دے کر اس کو ہلاک اور تباہ کرادے اس کے حکم سے کسی کو سرتابی ممکن نہیں اور خدا بذات خود بڑے علم والا اور حکمت والا ہے- مصالح کو وہ خود جانتا ہے کسی کے بتانے کی ضرورت نہیں' کسی کے اطلاع کرنے کی حاجت نہیں' وہ اپنے افعال میں خود حکیم ہے' اس کے افعال اس کی حکمت پر مبنی ہیں- کوئی ناواقف اس کے افعال کی تہہ کو نہیں پہنچ سکتا- فتح کا ثمرہ کچھ خاص تجھ نبی ہی سے مخصوص نہیں بلکہ امت بھی اس میں شریک ہے کیونکہ وہ کار میں شریک ہیں تو ثواب کار میں کیوں شریک نہ ہوں- یہ سب کچھ جو حدیبیہ میں ہوا اور اس کے بعد جو ہوگا اس لیے تاکہ اللہ تعالیٰ پختہ ایماندار مردوں اور عورتوں کو بہشتوں میں داخل کرے جن کے نیچے پانی کی نہریں جاری ہیں نہ چند روزہ اقامت کریں گے بلکہ ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے اور اس لئے ہوا کہ خدا ان سے گناہ دور کردے اور کامل بخشش سے ان کو نوازے' اللہ کے نزدیک یہ بڑی کامیابی ہے- جس کو نصیب ہو اس کا بیڑا پار اور جو اس سے محروم رہا اس کا ستیاناس- پس یہ سب کچھ ہوگا اور جو لوگ اس کار جہاد میں شریک نہیں ہوئے بلکہ مخالف رہے یعنی منافق مردوں منافق عورتوں' مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو جو اللہ کے حق میں بدگمانی کرتے ہیں یعنی وہ سمجھتے ہیں کہ ہم اپنے رسول کی اور اپنے تابعدار غلاموں کی مدد نہ کریں گے اور یہ لوگ (مسلمان) گردش زمانہ سے تباہ ہو جائیں گے' غلط ہے اور تاکہ خدا ان بدگمانوں کو سخت عذاب کرے- بھلا یہ ہو سکتا ہے کہ ہم اپنے بندوں کو لاوارث چھوڑ دیں-

عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ۚ وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ۚ وَ

ان پر بری گردش آنے والی ہے اللہ نے ان پر غضب کیا ہے اور لعنت کی ہے اور ان کے لئے جہنم تیار کر رکھی ہے

سَآءَتْ مَصِيْرًا ۝ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝

جو بہت بری جگہ ہے۔ آسمانوں اور زمینوں کی فوجیں اللہ کے قبضے میں ہیں اور خدا بڑا غالب اور حکمت والا ہے

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ

اے رسول! ہم نے تجھ کو گواہ اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے تاکہ تم لوگ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی

وَتُوَقِّرُوْهُ ۚ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝

مدد کرو اور اس کی عظمت کرو اور اس کو صبح و شام پاکی سے یاد کیا کرو

یہ تو ہمارے (اللہ کے) حق میں بدگمانی ہے۔اس بدگمانی کی سزا میں خود ان پر بری گردش آنے والی ہے اور اللہ نے ان پر غضب کیا ہے اور لعنت کی ہے اور ان کے لیے جہنم تیار کر رکھی ہے جو بہت ہی بری جگہ ہے۔یہ خیال مت کرو کہ اس قسم کے لوگوں میں بہت سے ذی عزت بلکہ حاکم بلکہ بادشاہ بھی ہیں تو ایسے ذی عزت ذی وجاہت لوگوں کو گرفتار اور مبتلائے عذاب کرنا کچھ آسان کام نہیں۔پس ایسے واہمے کرنے والے سن لیں کہ آسمانوں اور زمینوں کی تمام فوجیں اللہ کے قبضے میں ہیں یعنی آسمان وزمین میں جو چیزیں ہیں وہ سب خدا کی فوج ہیں' اس کے حکم میں ہیں' جس چیز کو حکم دے وہی چیز دشمن پر ٹوٹ پڑے اور آن کی آن میں تباہ کر دے مثلاً ہوا جو ہر ذی جان کی زندگی کا سبب ہے خدا کے حکم سے موت کا سبب بن جاتی ہے اسی طرح پانی جس پر زندگی موقوف ہے خدا کے حکم سے طوفان کی شکل میں سب کچھ برباد کر دیتا ہے۔اس کے علاوہ خدا بذاتہ بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے۔اس کے مقابل کسی کی بلکہ کیا مجال کیا ہستی کہ اس کو ہستی کہا جائے یا اس کو شمار میں۔لایا جائے کیا تم نے نہیں سنا؟

پناہ بلندی و پستی توئی! ہمہ نیستند آنچہ ہستی توئی

یہ تو ہے ہماری (اللہ) کی ذات اور صفات کا بیان باقی رہا اے رسول! تیرا معاملہ سو یہ بالکل واضح ہے کہ تو نہ کسی کام کا ذمہ دار ہے نہ مدار الہام ہم نے تجھ کو ان لوگوں کے حال پر گواہ[1] بنا کر بھیجا ہے جو تیرے سامنے واقعہ ہو جو تجھ سے برتاؤ کریں خدا کے حضور تیرا بیان ہو گا۔اور نیک کاموں پر خوشخبری سنانے والا اور برے کاموں سے ڈرانیوالا۔بس ان تینوں کاموں کے لیے تجھ کو دنیا میں رسول بنا کر ہم نے بھیجا ہے۔تاکہ تم لوگ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس اللہ کے دین کی اشاعت دین میں مدد کرو اور اس (خدا) کی عظمت دل میں پیدا کرو اور اس خدا کو صبح شام پاکی سے یاد کیا کرو۔[2]

---

[1] اس آیت کا جو ترجمہ اور تفسیر ہم نے اس جگہ کی ہے۔عام مفسرین کی رائے ہے۔ہماری رائے میں اس آیت اور اس جیسی جملہ آیتوں میں رسول کے شاہد ہونے سے مراد حاکم اور بادشاہ ہے دوسرے پارہ کے شروع میں زیر آیت لتكونوا شهداء على الناس ويكون الرسول عليكم شهيدا مفصل لکھ آئے ہیں وہاں ملاحظہ ہو۔(منہ)

[2] اس آیت میں جو تین ضمیریں آئی ہیں میں نے بخوف انتشار ضمائر تینوں کا مرجع ایک خدا ہی رکھا ہے۔بعض اور مترجمین نے پہلی دو ضمیروں کا مرجع رسول اور تیسری کا خدا بتایا ہے۔چنانچہ تفسیر القرآن عربی میں میں نے بھی یہی رائے اختیار کی ہے۔لیکن اس موقع پر پہنچ کر میں مرجعوں کے اتحاد کو ترجیح دیتا ہوں حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے بھی یہی رائے اختیاری کی ہے (منہ)

إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ ۚ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ ۚ فَمَنْ

جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں اس کے سوا اور نہیں گویا وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہوتا ہے پس اب

نَّكَثَ فَإِنَّمَا يَنكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِ ۖ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللَّهَ فَسَيُؤْتِيهِ

جو اس وعدہ کو توڑے گا اس کا وبال اسی کی ذات پر ہو گا اور جو کوئی اس وعدے کو پورا کرے گا جو اللہ کے ساتھ اس نے کیا ہے تو ایسے

أَجْرًا عَظِيمًا ﴿١٠﴾ سَيَقُولُ لَكَ الْمُخَلَّفُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ شَغَلَتْنَا أَمْوَالُنَا وَ

شخص کو اللہ بہت بڑا اجر دے گا۔ پیچھے رہنے والے دیہاتی لوگ تیرے سامنے آکر کہیں گے ہمارے مال اور اہل و عیال نے

أَهْلُونَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ يَقُولُونَ بِأَلْسِنَتِهِم مَّا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ ۚ قُلْ فَمَن

روک رکھا پس حضور ہمارے لیے دعا مغفرت فرمائیں یہ لوگ زبانوں سے ایسی کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں تو ان کو کہہ کہ اگر خدا

يَمْلِكُ لَكُم مِّنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ۚ

تمہارے حق میں ضرور چاہے یا فائدہ کا ارادہ کرے تو کون ہے جو اللہ سے تمہارے لیے کچھ اختیار رکھے۔

اے نبی! تیرے ان تابعداروں پر چونکہ یہ اثر ہو چکا ہے یعنی وہ ان تینوں کاموں میں بخوبی پاس ہو چکے ہیں پس ایسے لوگوں کی اطلاع کے لیے اعلان کیا جاتا ہے کہ جو لوگ تجھ[1] سے بیعت اطاعت کرتے ہیں اس بیعت کا مطلب اس کے سوا اور نہیں کہ وہ ہر کام میں تیرے تابع رہیں گے اس لیے وہ اللہ کے نزدیک ایسا قرب رکھتے ہیں کہ گویا وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔ کیونکہ تو اے نبی! درمیان میں ایک ذریعہ ہے اصل معاملہ تو اللہ کے ساتھ ہے پس بیعت کے وقت جو تیرا ہاتھ اوپر ہوتا ہے وہ تیرا نہیں ہوتا۔ بلکہ درحقیقت خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہوتا ہے کیونکہ دین کی خدمت کے متعلق جتنے وعدے کئے جاتے ہیں وہ سب کے سب درحقیقت اللہ کے ساتھ ہوتے ہیں پس اب آئندہ کو جو اس وعدہ بیعت کو توڑے گا وہ سمجھ لے کہ اس عہد شکنی کا وبال اسی کی ذات پر ہو گا اور جو کوئی اس وعدے کو پورا کرے گا جو خدا کے ساتھ اس نے کیا ہے تن من دھن سے فدا رہے گا۔ جو کچھ کہا وہ پورا کر کے دکھائے گا۔ تو ایسے شخص کو اللہ بہت بڑا اجر دے گا۔ یہ مبایعین تو ماشاء اللہ ہر طرح خدمت دینی کو حاضر ہیں اور حاضر رہیں گے لیکن ان کے مقابلہ میں ایسے لوگ بھی ہیں جو ان خدمات کو دوبھر جانتے ہیں مگر منہ کے لحاظ سے ہاں ہوں کرتے ہیں۔ چنانچہ پیچھے رہنے والے[2] دیہاتی لوگ تیرے سامنے آکر کہیں گے ہمارے مال اور اہل و عیال نے ہم کو دینی خدمت سے روک رکھا ہم اپنی خانگی ضرورتوں کی وجہ سے شریک نہیں ہو سکے ورنہ دل سے تو دین کے سچے خادم ہیں۔ پس ہمارا عذر قبول کر کے حضور ہمارے لیے دعاء مغفرت فرمادیں اللہ ہم کو بخشے اور آئندہ کو توفیق دے۔ ہم (اللہ) تجھ کو آگاہ کئے دیتے ہیں کہ یہ لوگ زبانوں سے ایسی باتیں کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں۔ دل میں تو کھوٹ ہے مگر ظاہر کرتے ہیں۔ وفا دل میں کفر ہے مگر ظاہر کرتے ہیں ایمان۔ تو اے نبی! ان کو کہہ کہ اگر اللہ تمہارے حق میں ضرور چاہے یا فائدہ کا ارادہ کرے تو کون ہے جو اللہ سے ورے تمہارے لیے کچھ اختیار رکھے؟

---

[1] آنحضرت ﷺ حسب ضرورت مواقع مختلف مضامین پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے وعدہ لیتے کبھی اطاعت پر کبھی حسن سلوک پر کبھی جہاد پر خصوصاً کبھی اثناء جہاد میں عدم فرار پر اس وعدے کا نام بیعت ہے اس کے متعلق یہ آیات نازل ہوئیں۔ (منہ)

[2] جہاد کے لیے کوئی ساری باقاعدہ فوج نہ تھی بلکہ ہر بالغ مسلمان فوجی تھا۔ جس کو ہر وقت بلایا جاتا تھا بعض دیہاتی لوگوں نے حاضری میں سستی کی اس آیت میں ان کا ذکر ہے (منہ)

بَلْ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۱﴾ بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ
ہاں اللہ کو تمہارے اعمال کی خبر ہے- بلکہ تم نے خیال کیا تھا کہ رسول اور مسلمان کوئی

وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰٓى اَهْلِيْهِمْ اَبَدًا وَّزُيِّنَ ذٰلِكَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ
بھی اپنے اہل وعیال کی طرف کبھی بھی واپس نہیں آئیں گے اور یہ خیال بڑی خوبصورتی سے تمہارے دلوں میں جاگزین ہو چکا تھا اور بھی تم نے

السَّوْءِ ۚ وَكُنْتُمْ قَوْمًا بُوْرًا ﴿۱۲﴾ وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِنَّآ
بڑی بڑی بد گمانیاں کی تھیں- اور تم لوگ برباد ہونے والے ہو- جو کوئی بھی اللہ اور رسول پر ایمان نہ لائے گا ہم نے ایسے

اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا ﴿۱۳﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَغْفِرُ
کافروں کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے- اور تمام آسمانوں اور زمینوں کی حکومت اللہ ہی کے قبضے میں ہے جس

لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۴﴾
کو چاہے بخشے اور جسے چاہے عذاب کرے اور خدا بڑا بخشنہار مہربان ہے-

یعنی تم جو مال اور اہل وعیال کی وجہ سے دینی خدمت سے رکتے ہو- اگر اللہ تمہارے مال اور عیال پر بلکہ تمہاری جانوں پر کوئی آفت نازل کرے تو کون بچا سکے گا؟ اور اگر وہ اللہ تم کو دینی خدمت کے عوض کوئی فائدہ پہنچائے تو کون اسے روک سکے گا؟ اس لیے تمہارے عذرات سب غلط ہیں- تمہارے منہ کی باتیں صحیح نہیں- ہاں اللہ کو تمہارے اعمال کی خبر ہے- دراصل بات کچھ نہ تھی نہ تم کو گھر میں مشغولی تھی نہ کھیتوں میں کام تھا- بلکہ تم نے خیال کیا تھا- کہ اس مصیبت کے وقت میں رسول ﷺ اور مسلمان کوئی بھی اپنے اہل وعیال کی طرف کبھی بھی واپس نہیں آئیں گے سب کے سب میدان جنگ میں کام آئیں گے جس سے تم اپنے دل میں خوش ہو رہے تھے کہ ہمیشہ کے لیے جان چھوٹ جائے گی "جان بچی سو لاکھوں پائے" اور یہ خیال تمہارے دلوں میں بڑی خوبصورتی سے جاگزین ہو چکا تھا اور بھی تم لوگوں نے بڑی بڑی بد گمانیاں دل میں کی تھیں- دل میں سمجھ لیا کہ اس رسول کے دن ختم ہونے والے ہیں- اس کے مرتے ہی قضیہ چک جائے گا- اس کے پیچھے نہ کوئی اس کا نام لے نہ پوچھے گا- یہ تمہارے خیال بہت برے ہیں اور انہی کی وجہ سے تم لوگ برباد ہونے والے ہو- عنقریب تم دیکھ لو گے خود تمہارا ہی نام لیوا کوئی نہ ہو گا- تم ہی سے کیا خصوصیت ہے جو کوئی بھی اللہ اور رسول پر ایمان نہ لائے گا دل سے ان کو نہ مانے گا یا زبانی مان کر ان کی ہدایتوں پر عمل نہ کرے گا تو اس کی خیر نہیں- ہم (خدا) نے ایسے کافروں بدکاروں کے لیے جہنم کی بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے- یہ مت سمجھو کہ ایسے لوگوں کا جتھہ بہت بڑا ہے اور ان کی قوت بہت زیادہ ہے اللہ کی قوت اور قدرت کے سامنے کچھ بھی نہیں کیونکہ زمین پر بندوں میں سے کسی کی حکومت ایک ملک پر ہو گی کسی کی دو پر کسی کی چار پر وہ بھی ناقص اور ادھوری مگر اللہ کی حکومت کی یہ کیفیت ہے کہ تمام آسمانوں اور زمینوں کی حکومت اللہ ہی کے قبضے میں ہے اسی لیے تو اس کی شان ہے کہ جس کو چاہے بخشے اور جسے چاہے عذاب کرے مگر نہ بے وجہ بلکہ باوجہ جس کی تفصیلی اطلاع اس نے بزبان الہام کر دی ہے اور خدا بڑا بخشنہار مہربان ہے اس کی بخشش اور مہربانی اس کے عذاب پر غالب ہے اس لیے کوئی مجرم ذرا بھی جھکے گا- تو اس کی صفت غفران اس کو لے لے گی- خیر یہ تو خدائی اعلان کا مضمون تھا جو سنایا گیا- اب اصل بات کی طرف پھر رجوع کرتے ہیں- تاکہ تم کو مزید حالات معلوم ہو سکیں- یہ لوگ جن کا ذکر اوپر ہوا ہے ان کی بابت ہم تم کو بتا چکے ہیں کہ یہ لوگ تمہارے ساتھ کسی طرح شریک کار نہ ہوں گے-

سَيَقُولُ الْمُخَلَّفُونَ إِذَا انطَلَقْتُمْ إِلَىٰ مَغَانِمَ لِتَأْخُذُوهَا ذَرُونَا نَتَّبِعْكُمْ ۖ

جب تم لوگ غنیمتیں حاصل کرنے کو نکلو گے تو پیچھے رہنے والے لوگ تم سے کہیں گے کہ ہم کو بھی اجازت دیجئے کہ ہم بھی تمہارے پیچھے چلیں

يُرِيدُونَ أَن يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللَّهِ ۚ قُل لَّن تَتَّبِعُونَا كَذَٰلِكُمْ قَالَ اللَّهُ مِن

یہ لوگ خدائی کلام کو بدلنا چاہیں گے تم کہدیجو کہ تم ہر گز ہمارے ساتھ نہ چلو گے ہم کو ایسا ہی پہلے

قَبْلُ ۖ فَسَيَقُولُونَ بَلْ تَحْسُدُونَنَا ۚ بَلْ كَانُوا لَا يَفْقَهُونَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿١٥﴾

سے بتایا ہوا ہے- پھر کہیں گے بلکہ تم ہم سے حسد کرتے ہو بلکہ وہ لوگ بات بھی کم سمجھتے ہیں-

قُل لِّلْمُخَلَّفِينَ مِنَ الْأَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ إِلَىٰ قَوْمٍ أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ

تو پیچھے رہنے والے دیہاتوں کو کہہ دے کہ عنقریب تم کو ایک بڑی جنگی قوم کی طرف بلایا جائے گا

تُقَاتِلُونَهُمْ أَوْ يُسْلِمُونَ ۖ فَإِن تُطِيعُوا يُؤْتِكُمُ اللَّهُ أَجْرًا حَسَنًا ۖ وَإِن تَتَوَلَّوْا

تم ان سے لڑو گے یا وہ مسلمان ہو جائیں گے پھر تم اگر اطاعت کرو گے تو اللہ تم کو اچھا بدلہ دے گا- اور اگر منہ پھیرو گے

كَمَا تَوَلَّيْتُم مِّن قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿١٦﴾

جیسے تم پہلے پھیر چکے ہو تو اللہ تم کو سخت عذاب کرے گا-

ہاں جب تم لوگ جنگ جہاد میں غنیمتیں حاصل کرنے کو نکلو گے تو پیچھے رہنے والے لوگ تم سے کہیں گے کہ ہم کو بھی اجازت دیجئے کہ ہم بھی تمہارے ساتھ نہیں تو پیچھے پیچھے چلیں اور دین کی خدمت کر کے ہم بھی کچھ فائدہ حاصل کریں ایسا کہنے سے ان کی نیت نیک نہ ہو گی بلکہ اس کی تہ میں بھی شرارت ہو گی کہ جو اللہ نے ان کی بابت بتایا ہے یہ لوگ اس خدائی کلام کو بدلنا چاہیں گے کہ ہم ذرہ سا ظاہری ساتھ دے کر کہہ سکیں گے کہ دیکھو ہم تو دور تک تمہارے ساتھ گئے حالانکہ تمہارے خدا نے ہماری بابت پیشگوئی کی تھی- کہ ہم تمہارے پیچھے نہ چلیں گے- لہذ تم مسلمانوں کے خدا کا دعویٰ غلط ہوا- پس اے نبی تم ان سے کہد یجو کہ تم ہر گز بغرض شرکت کا ہمارے ساتھ نہ چلو گے اللہ نے ہم کو ایسا ہی پہلے سے بتایا ہوا ہے جو پورا ہو کر رہے گا- یہ تمہاری صرف ظاہر داری کی باتیں ہیں پھر یہ سن کر کہیں گے- نہیں ہم تو ظاہر داری نہیں کرتے بلکہ تم ہم سے حسد کرتے ہو- کہ ہماری شرکت نہیں چاہتے ہو- تمہاری غرض یہ ہے کہ ساری خیر و برکت تم ہی حاصل کر لو- حالانکہ یہ غلط ہے بھلا تم لوگ ان سے حسد کیوں کرنے لگے تم کو تو آدمیوں اور مددگاروں کی ضرورت ہے جتنے ہوں کم ہیں بلکہ وہ لوگ جو بات منہ سے کہتے ہیں اس کو بھی بہت کم سمجھتے ہیں اگر پوری سمجھتے ہوتے تو آئندہ کو ایسی بات کہنے کی جرات نہ کرتے جو ان کی بے وقوفی پر دلالت کرتی- جتنے لوگ کام سے جی چرانے والے ہیں- اسی طرح کی کٹ حجتیں کیا کرتے ہیں- پس تو اے نبی! ان کام چوروں پیچھے رہنے والے دیہاتیوں کو کہدے کہ عنقریب تم کو ایک بڑی جنگی قوم کی طرف بلایا جائے گا تم ان سے لڑو گے یا وہ مسلمان ہو جائیں گے یعنی بعض وہ لوگ آخر وقت تک لڑتے رہیں گے- اور بعض فرمانبرداری اختیار جائیں گے پھر تم لوگ جو ہر کام میں پیچھے رہنے والے ہو اس وقت اسلامی فدائیوں کی طرح اگر احکام کی اطاعت کرو گے تو خدا تم کو بہت اچھا بدلہ دے گا- دنیا میں تمہاری عزت ہو گی آخرت میں جنت ملے گی اور اگر حکم سے مونہہ پھیرو گے جیسے تم پہلے پھیر چکے ہو- تو اللہ تم کو سخت عذاب کرے گا- دنیا میں تم دشمنوں کی ماتحتی کی ذلت میں رہو گے اور آخرت میں جہنم میں جاؤ گے-

لَيْسَ عَلَى الْأَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ ؕ وَ

اندھا لنگڑا مریض ان پر کوئی گناہ نہیں اور

مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّ

جو کوئی اللہ اور رسول کی تابعداری کرے اللہ اس کو بہشتوں میں داخل کرے گا جن کے تلے نہریں جاری ہیں۔ اور جو کوئی منہ پھیرے

يُعَذِّبْهُ عَذَابًا أَلِيْمًا ﴿۱۷﴾ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ

گا اللہ اس کو سخت عذاب دے گا۔ اللہ ایمانداروں سے راضی ہوا جب وہ ایک درخت کے نیچے تجھ

الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۱۸﴾

سے بیعت کرتے تھے جو ان کے دلوں میں تھا اللہ کو سب معلوم تھا اور ان پر تسلی اتاری اور ان کو ایک قریبی فتح دی

وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّأْخُذُوْنَهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۹﴾ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ

اور کئی غنیمتیں جن کو مسلمان لیتے رہے۔ اور اللہ بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے۔ خدا نے تم سے بہت سی غنیمتیں دینے کا وعدہ کیا ہے

ہاں اس دعوت جنگ سے یہ مقصود نہ ہو گا کہ سب لوگ نکل چلو چاہے نکل بھی نہ سکو نہیں بلکہ خاص خاص لوگ اس حکم سے مستثنیٰ ہوں گے۔ مثلاً اندھا لنگڑا مریض جو چل پھر نہیں سکتے۔ ان پر شریک جنگ نہ ہونے میں کوئی گناہ نہیں کیونکہ یہ لوگ حقیقتہً معذور ہیں۔ خدا کے ہاں یہ عام قانون ہے کہ کسی آدمی کو اس کی قوت سے زیادہ حکم نہیں دیا جاتا اور جو کوئی قوت ہو کر کہا مانے۔ خدا اور رسول کی تابعداری کرے اللہ اس کو بہشتوں میں داخل کرے گا جن کے تلے نہریں جاری ہیں جس سے بڑھ کر کوئی انعام و اکرام نہیں اور جو کوئی حکم الٰہی سے منہ پھیرے گا اللہ اس کو سخت عذاب کرے گا۔ بس یہ دو حرف فیصلہ ہے چاہے کوئی اس کان سنے یا اس کان سنے خدائی قانون یہی ہے اسی کا نتیجہ ہے کہ خدا ان ایمانداروں سے راضی ہوا ہے جب وہ حدیبیہ کے مقام پر ایک درخت کے نیچے تجھ سے بیعت[1] کرتے تھے۔ اس نیت سے کہ راہ خدا میں جان دے دیں گے۔ مگر پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ جو ان کے دلوں میں اخلاص اور حق کی حمایت کا جوش تھا۔ اللہ کو سب معلوم تھا۔ اسی کا نتیجہ ہوا کہ خدا نے ان کو دشمنوں کے نرغے سے بچا لیا۔ اور ان کو جو گھبراہٹ ہوئی تھی۔ اس کے دور کرنے کو ان پر تسلی اتاری کہ وہ سمجھ گئے کہ جو رسول فرماتے ہیں وہی بہتر ہے اور اسی میں خیر ہے اور اس اطاعت اور صبر و سکون کے بدلہ میں ان کو ایک قریبی[2] فتح دی جس سے ان کی ڈھارس بندھ گئی ضعف جاتا رہا قوت آ گئی اس کے سوا اور کئی غنیمتیں اور فوائد عطا کئے جن کو وہ مسلمان لیتے رہے اور اپنے کام میں لاتے رہے کیونکہ اللہ تعالیٰ بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے اس کے کاموں کی حکمتوں کو وہی جانتا ہے۔ دنیا میں بڑے باحکمت مدبران سلطنت ہوتے ہیں جن کی سیاسی چالیں بڑی گہری ہوتی ہے جن کی تہ تک پہنچنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ مگر خدائی اسرار ان سب سے بالاتر ہیں اس اعتقاد کے ساتھ سنو! خدا نے تم سے بہت سی فتوحات اور غنیمتیں۔

---

[1] حضرت محمد ﷺ مدینہ شریف سے مکہ کی طرف آئے نیت آپ کی یہ تھی کہ کعبہ شریف کی زیارت کریں گے مکہ والوں نے اندر آنے سے روک دیا۔ آپ نے قریب مکہ حدیبیہ مقام پر ڈیرہ کیا۔ خطرہ جنگ پیدا ہو گیا تو صحابہ کرام سے بیعت کی جنگ سے منہ نہ پھیریں گے جنگ تو نہ ہوئی۔ تیاری چونکہ نیتی سے تھی۔ اس لئے بطور رضانامہ کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ صلح حدیبیہ کے بعد خیبر (عرب) فتح ہوا تھا۔ اسی کی طرف اشارہ ہے۔ (منہ)

[2] صلح حدیبیہ کے بعد خیبر (عرب) فتح ہوا تھا۔ اس کی طرف اشارہ ہے۔ منہ

كَثِيْرَةً تَأْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ ۚ وَلِتَكُوْنَ

جن کو تم حاصل کرو گے پھر خدا نے تم کو یہ غنیمت جلدی دلوا دی اور لوگوں کو تم سے روک دیا- تا کہ یہ

اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝ وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا

واقعہ ایمانداروں کے لئے صحیح علامت ہو اور تم کو سیدھی راہ پر پہنچا دے- اور فتوحات بھی ہیں جن پر تم نے ابھی قابو نہیں پایا

قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۝ وَلَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ

مگر اللہ کے علم میں ہیں- اور اللہ ہر ایک کام پر قدرت رکھتا ہے- کافر لوگ اگر

كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ

تم سے لڑنے لگتے- تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے پھر کسی کو نہ اپنا حامی پاتے نہ مدد گار- قانون الٰہی کو ملحوظ رکھا کرو جو پہلی

خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ښ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۝

قوموں میں گذرا ہے اور الٰہی قانون میں تم کبھی تبدیلی نہ پاؤ گے-

دینے کا وعدہ کیا ہے جن کو تم حاصل کرو گے پھر اسی اللہ نے اپنی کمال مہربانی سے یہ غنیمت فتح خیر تم کو جلدی دلوادی اور لوگوں کو تم سے روک دیا- باوجود کثرت مخالفین کے وہ تم پر غالب نہ آسکے- اس کا نتیجہ تمہارے حق میں فتح ہوئی تا کہ یہ واقعہ ایمانداروں کے لئے خدائی وعدوں کی سچائی کی ایک صحیح علامت ہو- اور اس کے بعد جب تم مسلمان ایمان میں پختہ ہو جاؤ تو تم کو روحانی مدارج میں سیدھی راہ پر پہنچادے جس پر پہنچ جانا ایک ایماندار کے لئے معراج کمال ہے- مسلمانو! سنو! تمہارے لئے خدا کے ہاں مقدر ہے کہ تم کو دو طرح کی فتوحات ہوں گی ایک وعدہ تو تم موجودہ مسلمانوں طبقہ اولیٰ کے سامنے اور انہی کے ہاتھوں سے اور ان کے سوا اور فتوحات بھی ہیں جن پر تم نے ابھی تک قابو نہیں پایا مگر اللہ کے علم میں مسلمانوں کے لئے مقدر ہیں وہ ضرور ملیں گی- فتوحات افغانستان ہندوستان قسطنطنیہ وغیرہ سب اسی قسم میں داخل ہیں اور یہ گمان مت کرو کہ دنیا ساری تو مسلمانوں کے خلاف ہے- افریقہ- یورپ- ایشیا سب ادھار کھائے بیٹھے ہیں- پھر کیسے ممکن ہے کہ مسلمان فتوحات حاصل کر سکیں- گمان کرنے والے یقین کریں کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک کام پر قدرت رکھتا ہے- اس کی قدرت کے مقابلہ میں کسی کو طاقت نہیں اس کے ارادے کے برخلاف کسی کا ارادہ کارگر نہیں ہو سکتا- ہمارے (یعنی خدا کے) ارادہ نصرت کا رخ تمہاری طرف ہو چکا ہے اسی طرح ہم ایک گذشتہ واقعہ کی تم کو خبر دیتے ہیں کہ کافر لوگ جو مقام حدیبیہ میں تم سے مقابل ہوئے تھے- اگر باز نہ آتے اور بضد لڑنے ہی پر مصر ہو کر تم سے لڑنے لگتے تو انجام یہ ہوتا کہ وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے ایسے بھاگتے کہ پھر کسی کو نہ اپنا حامی پاتے نہ مددگار- باوجود اس علم صحیح اور تقدیر کامل کے ہم نے تم کو ان مشرکین سے مصالحت کرنے کی ترغیب دی- کیونکہ ان لوگوں کا بالکل تہس نہس کر دینا ہمیں منظور نہیں- ان میں سے بعض کا اور ان کی اولاد میں سے اکثر کا دینی خادم ہونا ہمارے علم میں مقدر ہے تم لوگ ہمیشہ قانون الٰہی کو ملحوظ رکھا کرو جو پہلی قوموں میں گذرا ہے اور آئندہ بھی جاری ساری رہے گا جس کا خلاصہ یہ ہے جو قوم اپنی انسانی حد سے نکل کر غرور تکبر پہنچتی ہے-

حباب بحر کو دیکھو کہ کیسا سر اٹھاتا ہے ۔۔۔ تکبر وہ بری شئی ہے کہ فوراً ٹوٹ جاتا ہے

اس قانون کے ماتحت گر جاتی ہے یاد رکھو الٰہی قانون میں تم کبھی تبدیلی نہ پاؤ گئے-

وَهُوَ الَّذِىْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ
وہی اللہ ہے جس نے ان کے ہاتھوں کو میدان مکہ میں تم سے روک دیا اور ان پر قابو دینے کے بعد تم کو

اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ﴿۲۴﴾ هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
ان سے ہٹا لیا- اور جو کچھ تم کر رہے تھے اللہ سب کو دیکھتا تھا- وہی تو ہیں جو کافر ہیں

وَصَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْىَ مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ ؕ وَلَوْلَا
اور تم کو مسجد حرام سے انہوں نے روکا اور قربانیوں کو قربان گاہ میں پہنچنے سے روک رکھا وہ اپنی جگہ پر کھڑی کی کھڑی رہ گئیں اگر

رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَئُوْهُمْ فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ
مومن مرد اور مومن عورتیں نہ ہوتے جن کو تم لوگ نہیں جانتے تھے تم ان کو پاؤں تلے نہ روند دیتے پھر اس بے خبری

مَّعَرَّةٌۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ لِيُدْخِلَ اللّٰهُ فِىْ رَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۚ
سے تم کو ان کی وجہ سے نقصان پہنچا- تو خدا تم کو اجازت دے دیتا تا کہ خدا جس کو چاہے اپنی رحمت میں داخل کرے

یہ ایک الٰہی قانون ہے کہ زمین جب بد اعمالیوں کی غلاظت سے خراب ہو جاتی ہے- تو اس کی صفائی کے لئے اللہ کوئی منتظم بشکل مصلح بھیجا کرتا ہے- چنانچہ اس زمانہ کا مصلح اعظم دنیا میں آگیا- اور تم لوگ جو اس کے تابع ہوئے ہو بہت خوش قسمت ہو- سنو! وہی اللہ تمہارا امدادگار ہے جس نے ان مخالفوں کے ہاتھوں کو میدان مکہ میں تم سے روک دیا یعنی ان کو تم پر حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی اور ان پر قابو دینے کے بعد تم کو ان سے ہٹا لیا- یعنی میدان حدیبیہ میں جنگ نہ ہونے دی- حالانکہ تم اتنی طاقت میں تھے کہ یقیناً ان پر فتح پاتے- مگر دنیا کو دکھانا منظور تھا کہ مسلم قوم حتی الامکان صلح جو ہے نہ جنگ جو نیز بیت الحرام کی حرمت ملحوظ تھی- جو کچھ تم سے اس وقت یہ کام بہ نیت نیک ظہور میں آیا تھا اور جو کچھ تم کر رہے تھے خدا سب[1] کو دیکھ رہا تھا اس سے کوئی بات پوشیدہ نہیں- دیکھو اس سے زیادہ صلح جوئی کی مثال اور کیا ہو گی کہ جن سے تم کو لڑنے سے روکا تھا وہ لوگ وہی تو ہیں جو خود تو کافر ہیں اور تم کو مسجد الحرام کعبہ شریف میں نماز پڑھنے سے انہوں نے ہی روکا اور مسلمانوں کی قربانیوں کو قربان گاہ میں پہنچنے سے روک رکھا- وہ اپنی جگہ پر کھڑی کی کھڑی رہ گئیں- ان کا یہ ظلم اس حد تک پہنچ چکا تھا- کہ اگر مومن مرد اور مومن عورتیں مکہ معظمہ میں ایسے چھپے ہوئے نہ ہوتے تو جن کو تم لوگ نہیں جانتے تھے اس بے علمی میں کہیں تم ان کو پاؤں تلے نہ روند دیتے یعنی تم لوگ ناواقفی میں ان کو بھی قتل کر دیئے- پھر اس بے خبری کے فعل سے تم کو ان کی وجہ سے اللہ کے ہاں سے نقصان پہنچتا- سو اگر یہ امر مانع نہ ہو تا کہ خفیہ مسلمانوں کی جانیں ضائع ہوں گی- تو اللہ تم کو جنگ کرنے کی اجازت دے دیتا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ سے تمہاری مصالحت کرائی تا کہ اللہ ان کافروں میں سے جس کو چاہے اپنی رحمت (دین اسلام) میں داخل کرے تو دیکھو گے کہ اس مصالحت میں اسلام کی ترقی جنگ سے زیادہ ہو گی

[1] صحابہ کرام اس مصالحت سے خوش نہ تھے بلکہ لڑنے کو اس صلح پر ترجیح دیتے تھے- کیونکہ مصالحت میں فروط دل شکن تھیں- اسی ناراضگی میں جو بالکل نیک نیتی سے تھی- صحابہ کرام کے منہ سے کچھ الفاظ تیز بھی نکل گئے تھے- جو سب معاف ہو گئے (منہ)

لَوۡ تَزَیَّلُوۡا لَعَذَّبۡنَا الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡهُمۡ عَذَابًا اَلِیۡمًا ﴿۲۵﴾ اِذۡ جَعَلَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا

اگر وہ ممتاز ہوئے ہوتے تو ہم ان سے کافروں کو سخت عذاب پہنچاتے۔ جب کافروں نے اپنے دلوں

فِیۡ قُلُوۡبِهِمُ الۡحَمِیَّةَ حَمِیَّةَ الۡجَاهِلِیَّةِ فَاَنۡزَلَ اللّٰهُ سَکِیۡنَتَهٗ عَلٰی رَسُوۡلِهٖ وَ

میں جاہلیت کی ضد کر لی تھی تو اللہ نے اپنے رسول اور ایمان داروں پر

عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ اَلۡزَمَهُمۡ کَلِمَةَ التَّقۡوٰی وَ کَانُوۡۤا اَحَقَّ بِهَا وَ اَهۡلَهَا ؕ وَ کَانَ

تسلی نازل کی اور ان کو خدا نے حق گوئی پر جمائے رکھا۔ وہ اس منصب کے بہت زیادہ حقدار اور لائق تھے اور

اللّٰهُ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمًا ﴿۲۶﴾ لَقَدۡ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوۡلَهُ الرُّءۡیَا بِالۡحَقِّ ۚ لَتَدۡخُلُنَّ

اللہ ہر چیز کو جانتا ہے۔ اللہ نے اپنے رسول کا (سچا) خواب بالکل سچا کر دیا۔ کہ تم لوگ

الۡمَسۡجِدَ الۡحَرَامَ اِنۡ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِیۡنَ ۙ مُحَلِّقِیۡنَ رُءُوۡسَکُمۡ وَ مُقَصِّرِیۡنَ ۙ

مسجد حرام میں ضرور داخل ہو گے ان شاء اللہ۔ اس حال میں کہ تم سر منڈائے اور بال ترشوائے ہوئے ہو گے کسی کا خوف تم کو نہ ہو گا

لَا تَخَافُوۡنَ ؕ فَعَلِمَ مَا لَمۡ تَعۡلَمُوۡا فَجَعَلَ مِنۡ دُوۡنِ ذٰلِکَ فَتۡحًا قَرِیۡبًا ﴿۲۷﴾

اللہ کے علم میں وہ بات تھی جو تمہارے علم میں نہ تھی پس اللہ نے اس سے پہلے ایک فتح قریب تم کو دی۔

اور اگر وہ ضعیف کمزور مخفی مسلمان اہالی مکہ سے ممتاز ہوئے ہوتے یعنی وہ ان سے ایسے الگ ہوتے کہ تم ان کو پہچان سکتے تو ہم (خدا) ان اہالی مکہ میں سے کافروں کو تمہارے ہاتھوں سے سخت عذاب پہنچاتے لیکن مصلحت اور حکمت خداوندی یہ تھی کہ غریب کمزور مسلمان لوگ نہ پس جائیں۔ کیونکہ تم لوگوں کو ان کا علم اور پہچان نہ تھی۔ ورنہ وہ خوب موقعہ تھا۔ جب کافروں نے اپنے دلوں میں جاہلیت کی ضد پیدا کر لی تھی۔ اور محض ضد سے مسلمانوں کو روک رہے تھے جس سے مسلمانوں کو سخت پریشانی تھی۔ تو ایسے حال میں اللہ نے اپنے رسول اور رسول کے ساتھی ایمانداروں پر تسلی نازل کی اور ان کو اللہ نے حق گوئی پر جمائے رکھا کیونکہ رسول کی صحبت سے وہ اسی لائق تھے۔ اور اس منصب کے بہت زیادہ حقدار اور لائق تھے۔ اس لئے اللہ نے ان کو ایسے نازک موقع پر لغزش کرنے سے بچایا۔ اور محفوظ رکھا۔ کیونکہ اللہ ہر چیز کو جانتا ہے جو جس لائق ہے اس کو وہی دیتا ہے۔ سنو! بڑی گھبراہٹ اس وقت مسلمانوں کو اس امر کی تھی کہ رسول ﷺ نے ایک خواب دیکھا اور بیان کیا۔ مسلمانوں کے خیال میں وہ خواب اس وقت پورا نہ ہوا جو وقت انہوں نے سمجھا تھا۔ حالانکہ اللہ نے اپنے رسول کا سچا خواب بالکل سچا کر دیا۔ سر مو اس میں غلطی نہ رہی جس کا مضمون یہ تھا کہ تم مسلمان لوگ مسجد الحرام کعبہ شریف میں داخل ہو گے۔ اس حال میں کہ بعد احرام تم میں سے بعض سر منڈائے اور بعض بال ترشوائے ہوئے ہوں گے کسی کا خوف تم کو نہ ہو گا۔ مگر چونکہ علم الٰہی بہت وسیع ہے اور تمہارا علم ناقص ہے اللہ کے علم میں وہ بات تھی جو تمہارے ناقص علم میں نہ تھی۔ پس اللہ نے اس خواب کے ظہور سے پہلے ایک فتح قریب تم کو جس کا نام خیبر[1] ہے۔ اگر تم مسلمان یہاں تک لڑنے لگ جاتے اور تمہاری طاقت کمزور ہو جاتی تو تم خیبر میں فتح نہ پا سکتے۔

[1] یہ خیبر عرب کے ملک میں ہے۔ ۱۲ منہ۔

وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا ﴿٢٨﴾

اللہ خود گواہ کافی ہے-

تم یقیناً جانو ایسا ہی ہو گا- اللہ تعالیٰ اس امر پر خود گواہ کافی ہے- اس کی گواہی آئندہ امور غیب کے متعلق ایک خبر ہوتی ہے جو ہمیشہ سچی ہوا کرتی ہے مگر تم مسلمانوں کو ایسا خیال نہ کر بیٹھا چاہیئے کہ بس اب وعدہ ہے تو خود بخود ہو جائے گا- ہمیں اس میں ہاتھ پیر ہلانے کی کیا ضرورت؟ سنو! تم کو بھی ضرورت ہے-

---

جب تک کہ وہ پیدا نہ ہو لے کیونکہ وحدت اقوامی کی خدمت اسی نائب النبوت کے عہد سے وابستہ کی گئی ہے اور اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے اور وہ یہ ہے- **هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله** (چشمہ معرفت)

اس کتاب کے سرورق پر تاریخ اشاعت ۱۵ مئی ۱۹۰۸ء مرقوم ہے- اور مرزا صاحب کا انتقال ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو ہوا ہے اس لئے یہ کتاب آپ کی آخری کتاب ہے عبارت مقولہ مطلب بالکل صاف اور واضح ہے یعنی مسیح موعود کے آنے پر دنیا میں سیاسی اور دینی غلبہ اسلام ہی کا ہو گا اسلام ہی کی حکومت ہو گی- اسلام ہی ساری قوموں کا دین ہو گا- قوانین تعزیرات وغیرہ سب اسلام کے ہوں گے- وغیرہ

ناظرین! ذرہ تکلیف کر کے مکرر عبارت مرقومہ کو پڑھیں اور غور کریں کہ مرزا صاحب کی پہلی عبارت منقولہ از براہین احمدیہ اور یہ دونوں کیسی متحد المعنی ہیں- ان دونوں کا مطلب وہی ہے جو ہم نے بتایا کہ مسیح موعود کے زمانہ میں ساری دنیا میں اسلام ہی کا طوطی بولے گا اور اسلام ہی کا بول بالا ہو گا-

لیکن واقعہ یہ ہے کہ مسیح موعود مرزا آئے اور چلے گئے مگر یہ صداقت کسی سے مخفی نہیں کہ اسلام اور اہل اسلام کی حالت زار پہلے سے بھی بد بلکہ بدترین ہو گئی- اس امر کا ثبوت کہ مسلمان گذشتہ صدی سے زیادہ گر گئے دینے کی حاجت نہیں تاہم خود خاندان مرزئیہ ہی سے پیش ہو سکتا ہے موجود بادشاہ انگلستان کا ولیعہد شہزادہ ویلز جب ۱۹۲۲ء میں ہندوستان آئے تو مرزا صاحب کے بیٹے میاں محمود خلیفہ حال نے ان کو ایک تحفہ کتاب کی صورت میں پیش کیا جس کا نام رہے تحفہ شاہزادہ ویلز اسے ایک دو فقرے ہم نمونۃً دکھاتے ہیں- خلیفہ قادیاں شاہزادہ موصوف کو مخاطب کر کے کہتے ہیں-

> "اے شاہزادہ مکرم! یہ تحفہ اس جماعت (احمدیہ) کی طرف سے آپ کی خدمت میں پیش ہو رہا ہے جس نے تیس سال سے عرصہ تک آپ کی دادی[1] آنجہانی علیاحضرت ملکہ وکٹوریہ اور ان کے بعد آپ کے دادا آنجہانی ایڈورڈ ہفتم اور پھر آپ کے مکرم معظم والد اپنے موجود بادشاہ کی وفاداری اور اطاعت میں اپنوں اور بیگانوں سے گوناں گوں تکالیف اٹھائی ہیں- اور اس کے بدلہ میں وہ حکومت سے بھی کسی صلہ کی طالب نہیں ہوئی- اس جماعت کا شروع سے یہ دستور العمل رہا ہے اور اس کے بانی نے یہ شرط رکھی تھی کہ حکومت وقت کی قوری فرمانبرداری کی جائے- (کتاب تحفہ شاہزادہ ویلز صفحہ ۴-۵)

غرض قادیانی امت انگریزی حکومت کو بزبان قال بتا رہی ہے کہ ہم نے آپ کی ایسی ایسی اطاعت کی کہ کوئی نہ کرے اس اطاعت میں ہماری کیفیت یہ ہوئی کہ گویا یہ شعر ہمارے حق میں صادق آیا- جو کسی سچے عاشق نے اپنے معشوق کے حق میں لکھا ہے ؎

دشمن کے طنز دوست کے پند آسماں کے جور
کیا کیا مصیبتیں نہ سہیں تیرے واسطے؟

[1] خلیفہ صاحب جلالت میں بھول گئے پردادی لکھنا چاہیئے تھا منہ

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۗ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗۤ

محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو ایمان وار ان کے ساتھ ہیں وہ

خدا کے کام ہمیشہ قانون اور قواعد خداوندی کے ماتحت ہوتے ہیں۔ فتوحات اور قوت حاصل کرنے کا بھی ایک طریق ہے جس کا نام اتفاق ہے اس لئے تم مسلمانوں کو بھی چاہیئے۔ کہ ایسے ہو جاؤ کہ تم کو دیکھنے والا حیرت زدہ ہو جائے اور اس کے منہ سے بے ساختہ نکلے۔ کہ واہ کیا شان ہے حضرت ﷺ واقعی اللہ کے رسول ہیں اور جو ایماندار ان کے ساتھ ہیں وہ اپنے قومی رنگ میں ایسے رنگے ہوئے ہیں کہ

ہماری غرض اس عبارت کے نقل کرنے سے یہ دکھانا ہے کہ سیاست اور حکومت کہاں؟ خود مرزا صاحب اور ان کا خاندان بھی ہنوز معمولی پستی (رعایا کی حیثیت) میں ہیں تا بدیگراں چہ رسد

جب یہ سوال مرزا صاحب کے مریدین کے سامنے پیش کیا گیا اور بتایا گیا کہ وہ کام جس کے لئے مسیح موعود کو آنا تھا چونکہ وہ مرزا صاحب کے آنے سے پورا بلکہ ادھورا بھی نہیں ہوا (رسالہ شہادت مرزا) تو انہوں نے (بحوالہ تریاق القلوب مصنفہ مرزا صاحب) طبع دوم جواب دیا کہ مسیح موعود کا زمانہ تین سو سال تک ممتد ہے مطلب یہ کہ جب تک تین سو سال ختم نہ ہوں یہ سوال وارد نہیں ہو سکتا۔ مرزا صاحب قادیانی نے خود اس کتاب (چشمہ معرفت) میں اس جواب کو گویا غلط بتایا ہوا ہے چنانچہ آپ کے الفاظ اس بارے میں یہ ہیں :-

"غلبہ کاملہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں کامل طور پر ظہور پذیر ہونا ناممکن تھا کیونکہ اس کے لئے یہ شرط تھی کہ دنیا کی تمام قوموں کو جو مشرق اور مغرب اور جنوب اور شمال میں رہتی ہیں یہ موقع مل سکے کہ وہ ایک دوسرے کے مقابل پر اپنے مذہب کی تائید میں خدا سے چاہیں جو آسمانی نشانوں سے اس مذہب کی سچائی پر گواہی دے۔ مگر جس حالت میں ایک قوم دوسری قوم سے ایسی مخفی اور محجوب تھی کہ گویا ایک دوسری دنیا میں رہتی تھی۔ تو یہ مقابلہ ممکن نہ تھا۔ اور نیز اس زمانہ میں ابھی اسلام کی تکذیب انتہا تک نہیں پہنچی تھی۔ اور ابھی وہ وقت نہیں آیا تھا۔ کہ خدا کی غیرت تقاضا کرے کہ اسلام کی تائید میں آسمانی نشانوں کی بارش ہو مگر ہمارے زمانہ میں وہ وقت آگیا۔ کیونکہ اس زمانہ میں کسی نبی کی توہین نہیں ہوئی۔ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں تو ثابت نہیں ہوتا کہ کسی عیسائی یا یہودی نے اسلام کی رد اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین میں دو باتیں ورق کا رسالہ بھی لکھا ہو۔ مگر اب اس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور اسلام کی رد میں کتابیں لکھی گئیں اور اشتہار شائع کئے گئے اور اخباریں تمام دنیا میں پھیلائی گئی۔ کہ اگر وہ تمام جمع کی جائیں تو وہ ایک بڑے پہاڑ کے برابر شمار ہوتا ہے بلکہ اس سے زیادہ ان اندھوں نے اسلام کو ہر ایک برکت سے بے بہرہ قرار دیا ہے اور دعویٰ کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے کوئی آسمانی نشان نہیں دکھلایا اور اس بات پر زور دیا ہے کہ دنیا میں اسلام کا نام و نشان نہ رہے اور ایک عاجز انسان کی خدائی ثابت کرنے کے لئے خدا کے پاک دین اور پاک رسول کی وہ توہین کی گئی ہے جو ابتدائے دنیا سے آج تک کسی دین اور کسی رسول کی ایسی توہین نہیں ہوئی اور درحقیقت یہ ایسا زمانہ آگیا ہے کہ شیطان تمام ذریات کے ساتھ ناخنوں تک زور لگا رہا ہے کہ اسلام کو نابود کر دیا جائے اور چونکہ بلاشبہ سچائی کی جھوٹ کے ساتھ یہ آخری جنگ ہے اس لئے یہ زمانہ بھی اسبات کا حق رکھتا تھا کہ اس کی اصلاح کے لئے کوئی خدا کا مامور آوے پس وہ یعنی عیسیٰ علیہ السلام (منہ)

أَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ

کفار کے مقابلے میں ڈٹے ہوئے ہیں آپس میں ایک دوسرے پر بڑے مہربان ہیں

اغیار کفار کے مقابلے میں ڈٹے ہوئے ہیں-کیا مجال کوئی چیز ان میں رخنہ ڈال سکے جس سے وہ اس مقابلے میں کمزور ہو جائیں- اور آپس میں وہ ایک دوسرے پر بڑے مہربان ہیں کسی کا قصور ہو کسی نے کسی کی دل آزاری کی ہو- ذرہ سی نرمی کرنے پر فوراً معاف کر کے یکدل ہو جاتے ہیں- غرض ان کی اس باری میں بالکل یکجہتی ہے یہی نہیں کہ متمدن لوگوں کی طرح قوم پرست ہیں-بلکہ پورے اور پکے خدا پرست ہیں-ان کی خدا پرستی کا ثبوت زبانی نہیں بلکہ عملی ہے کہ

ل مسیح موعود ہے جو موجود اور زمانہ حق رکھتا تھا کہ اس نازک وقت میں آسمانی نشانوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کی دنیا پر حجت پوری ہو- سو آسمانی نشان ظاہر ہو رہے ہیں اور آسمان ظاہر ہو رہے ہیں اور آسمان جوش میں ہے کہ اس قدر آسمانی نشان ظاہر کرے کہ اسلام کی فتح کا نقارہ ہر ایک ملک میں اور ہر ایک حصہ دنیا میں بج جائے-اے قادر خدا! تو جلد وہ دن لا کہ جس فیصلہ کا تو نے ارادہ کیا ہے وہ ظاہر ہو جائے اور دنیا میں تیرا اجلال چمکے اور تیرے دین اور تیرے رسول کی فتح ہو- آمین ثم آمین (چشمہ معرفت صفحہ ۸۶-۸۷)

یہ عبارت باآواز بلند کہہ رہی ہے کہ مسیح موعود جس زمانہ میں موجود ہوگا اسی زمانہ میں اسلام کو غلبہ کاملہ ہونا مقدر ہے جو افسوس ہے نہیں ہوا پس نتیجہ صاف ہے کہ مرزا صاحب باقرار خود مسیح موعود نہیں-بلکہ محض مدعی ہیں جس کی نسبت کہا گیا ہے ؎

مدعی چوں رگ گردن بفراز و بجدل — نیم تصدیق بیانش نہ و تحسین کن

ے اس آیت میں دو لفظ بہت قابل غور ہیں (ا) اشدآء علی الکفار دوسرا رحماو بینھم یہ دونوں لفظ آپس میں مقابل ہیں- بہت سے لوگ ان کے معنی بتاتے ہوئے حد اعتدال سے نکل گئے ہیں- وہ کہتے ہیں کہ اشداء کے معنی ہیں سختی کرنے والے یعنی صحابہ کرام کفار پر خوب سختی کرتے تھے- یہاں تک کہ ان سے جزیہ وصول کرتے ہوئے ان کی گردن پر پیر رکھ کر وصول کرتے اور آپس میں بڑے رحم دل ہوتے-اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جونہی ذرہ سا اختلاف ہوا-ایسی تفسیر کرنے والوں نے اس آیت کی سند پر اپنے ہی کلمہ گو بھائیوں کو کفار پر قیاس کر کے شدت کرنی شروع کی- سوال ہوا ایسا کیوں کرتے ہیں؟ تو جواب ملا اشدآء علی الکفار

ہمارے نزدیک اس قسم کی تفسیرات و تعمیلات نفسانی جذبات سے خالی نہیں- آیت کے معنی سمجھنے کے لئے ذرہ قوموں کا مقابلہ دیکھنا چاہئے-خاص کر زمانہ جنگ میں ایک قوم (بشرطیکہ مہذب قوم ہو اس) کا اپنے افراد سے اور دشمنوں سے کیا اور کیسا برتاؤ ہوتا ہے گزشتہ جنگ عظیم میں انگریزوں کا آپس میں کیا برتاؤ تھا اور جرمنوں سے کیا؟ انسانیت میں ہم سب بنی آدم شریک ہیں-فطری طور پر جو خصلت ایک میں ہے وہی دوسرے میں- حالت جنگ میں کوئی نرم سے نرم انسان بھی ایسا نہیں ہوگا جو اپنے اور بیگانے میں فرق نہ کرتا ہو وہ فرق بھی ہے کہ اپنے افراد سے نرم برتاؤ ہوتا ہے بسا اوقات اپنی طبعی نرمی سے بعض اوقات مصلحت وقت سے چشم پوشی کی جاتی ہے-لیکن مخالف کے ساتھ ایسا سلوک نہ کیا جاتا ہے-نہ طبیعت مانتی ہے-بس جو فرق طبعی طور پر ان دو حالتوں میں ہوتا ہے-وہی اس آیت میں مذکور ہے-یعنی مسلمانوں کی علامت بتائی گئی ہے کہ قومی برادران سے ان کا سلوک نرم ہوتا ہے اور قومی اعداء سے سخت-وہ ان کے دام میں ان دھوکے میں نہیں آتے-بلکہ اپنے قومی مقاصد میں پختہ رہتے ہیں- یہی معنی ہیں دوسری آیت کے ولیجدوا فیکم غلظة (تم ایسے بنو کہ دشمن بھی تم میں مضبوطی پائیں) یعنی اپنے قومی مقصد میں پختہ رہو-اس سے ایک انچ بھی نہ ہٹو-اور باہمی معاملات میں نرمی اختیار کرو لیکن زبان سے سخت گوئی اور بد اخلاقی کا اظہار نہ ہوا کرے کیونکہ قولو اللناس حسنا (سب لوگوں سے اچھی بات کرو) عام حکم ہے اللہ اعلم (منہ)

تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ز سِيْمَاهُمْ فِيْ

تم ان کو رکوع سجود کرتے دیکھتے ہو۔ وہ اللہ کا فضل اور اس کی خوشنودی چاہتے ہیں ان کی نشانی ان

وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ؕ

کی نمازوں کے اثر سے ان کے چہروں میں ہے۔ یہی اوصاف ان کے تورات میں مرقوم ہیں۔

تم ان کو رکوع سجود کرتے یعنی نماز پڑھتے دیکھتے ہو۔ وہ اس نماز میں اللہ کا فضل اور اس کی خوشنودی چاہتے ہیں ان کی نیک بختی کی نشانی ان کی نمازوں کے اثر سے ان کے چہروں میں معلوم ہوتی ہے۔ یعنی وہ دیکھنے میں بھی بھلے آدمی معلوم ہوتے ہیں کیونکہ اسلام میں بھل منساؤ یہ ہے کہ انسان خدا کے ساتھ تعلق وابستہ رکھے۔ اور مخلوق کے ساتھ اچھا نباہ کرے۔ ایسا شخص اللہ اور مخلوق کے نزدیک پاک صاف آدمی ہوتا ہے یہی اوصاف ان بھلے مسلمانوں کے تورات میں مرقوم ہیں[1]

---

[1] موجودہ تورات جو آج کل یہودیوں' عیسائیوں کے ہاتھ میں ہے اس کی پانچویں کتاب استثنار کے باب ۳۳ سے مسلمانوں کی اس صفت کا پتہ چلتا ہے جو یہاں ذکر ہوا ہے عبارت اس مقام کی یہ ہے :-

"خداوند سنیا سے آیا اور شعیر سے آدن پر طلوع ہوا۔ فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا۔ اور اس کے داہنے ہاتھ میں ایک آتشی شریعت ان کے لیے تھی" (فقرہ-۱-۲)

یہ عبارت فتح مکہ اور دخول مکہ معظمہ کی طرف اشارہ ہے۔ جس روز حضور علیہ السلام فتح کر کے مکہ معظمہ میں داخل ہوئے ہیں۔ آپ کے ساتھ دس ہزار صحابی تھے جن کو تورات میں دس ہزار قدوسی یعنی پاک لوگ کہا گیا ہے۔ اسی تمثیل کی طرف اشارہ ہے۔ انجیل میں یہ تمثیل ان لفظوں میں ملتی ہے :-

"اس (مسیح) نے ایک اور تمثیل ان (لوگوں) کے سامنے پیش کر کے کہا کہ آسمان کی بادشاہت اس رائی کے دانے کی مانند ہے جسے کسی آدمی نے لے کر اپنے کھیت میں بو دیا۔ وہ سب بیجوں سے چھوٹا تو ہے مگر جب بڑھ جاتا ہے تو سب ترکاریوں سے بڑا ہوتا ہے اور ایسا درخت ہو جاتا ہے کہ ہوا کے پرندے آکر اس کی ڈالیوں پر بسیرا کرتے ہیں (انجیل متی باب ۱۳ فقرہ ۳۱-۳۲) انجیل مرقس میں اس تمثیل کے الفاظ یہ ہیں :-

وہ (مسیح) تمثیلوں میں بہت باتیں سکھانے لگا۔ اور اپنی تعلیم میں ان سے کہا سنو! دیکھو۔ ایک بونے والا بیج بونے نکلا اور بوتے وقت ایسا ہوا کہ کچھ راہ کے کنارے گرا اور پرندوں نے آکر اسے چگ لیا اور کچھ پتھریلی زمین پر گرا۔ جہاں اسے بہت مٹی نہ ملی اور گہری مٹی نہ ملنے کے سبب جلد اگ آیا۔ اور جب سورج نکلا تو جل گیا۔ اور جڑ نہ ہونے کے سبب سوکھ گیا۔ اور کچھ جھاڑیوں میں گرا۔ اور جھاڑیوں نے بڑھ کر اسے دبا لیا۔ اور وہ پھل نہ لایا۔ اور کچھ اچھی زمین پر گرا اور وہ اگا اور بڑھ کر پھلا۔

اور کوئی تیس گنا کوئی ساٹھ گنا کوئی سو گنا پھل لایا۔ پھر اس نے کہا جس کے کان ہوں وہ سن لے" انجیل مرقس باب ۴ فقرہ-۳-۱۹ انجیل لوقا میں اس تمثیل کے الفاظ یوں ہیں :-

"پس وہ مسیح کہنے لگا خدا کی بادشاہت کس کی مانند ہے میں اس کو کس سے تشبیہ دوں۔ وہ رائی کے دانے کی مانند ہے جس کو ایک آدمی نے لے کر اپنے باغ میں ڈال دیا۔ وہ اگ کر بڑا درخت ہو گیا۔ اور ہوا کے پرندوں نے اس کی ڈالیوں پر بسیرا کیا۔ اس نے پھر کہا میں خدا کی بادشاہت کو کس سے تشبیہ دوں وہ خمیر کی مانند ہے جسے ایک عورت نے لے کر تین پیمانے آٹے

وَ مَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ ۚ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْـَٔهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ

اور انجیل میں ان کے اوصاف ایک کھیتی کی طرح مرقوم ہیں جس سے ایک سوئی نکل پھر وہ مضبوط ہوئی پھر موٹی ہوئی

فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۗ وَعَدَ اللَّهُ

پھر وہ اپنی پنڈلی پر سیدھی کھڑی ہوئی کہ کسانوں کو بھلی لگتی ہے کفار ان کی وجہ سے جلتے ہوں گے اللہ نے

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُم

ایمانداروں سے اور جو ان میں سے نیک اعمال کرتے ہیں ان سے بخشش اور

مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ﴿٢٩﴾

بڑے بدلہ کا وعدہ کیا ہوا ہے۔

ع ۴

اور انجیل میں ان کے اوصاف ایک کھیتی کی طرح مرقوم ہیں جس سے پہلے ایک سوئی کی طرح کی باریک انگوری نکلی پھر وہ سوئی مضبوط ہوئی- پھر موٹی ہوئی- پھر وہ اپنی پنڈلی نال پر سیدھی ایسی کھڑی ہوئی کہ کسانوں کو بہت بھلی لگتی اور خوش کرتی ہے- اسی طرح مسلمانوں کی ابتدائی حالت ضعف اور آخری حالت ترقی کی امید افزا ہے اس کا انجام کار یہ ہو گا کہ معاند کفار نابکار جو مسلمانوں کی ہلاکت اور تباہی کے دن شمار کرتے ہیں- وہ ان کی ترقی کی وجہ سے حیران ہوں گے اور جی کے جی ہی میں جلتے ہوں گے- یہ کیا ہو رہا ہے ہم تو سمجھے بیٹھے تھے کہ یہ مسلمان عنقریب مٹ جائیں گے اور یہ بڑھ رہے ہیں

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

مگر ان کی یہ جلن اور کاوش خود ان ہی کا نقصان کرے گی مسلمانوں کو نقصان نہ ہو گا کیونکہ خدا نے ایمانداروں سے اور خاص کر جو ان میں نیک اعمال کرتے ہیں ان سے بخشش اور بڑے بدلہ کا وعدہ کیا ہوا ہے جو کبھی غلط نہ ہو گا ہاں یہ بات البتہ قابل فہم ہے کہ بخشش کا ظہور تو آخرت میں ہو گا- مگر بڑے بدلہ کا ظہور اسی دنیا میں بھی ہو گا جس سے معاندین کفار جلیں گے یعنی وہ فتوحات ملکی ہوں گے جن سے مسلمان دنیا کی زندہ اور ممتاز قوموں میں شمار ہوں گے چنانچہ یہ سب کچھ زمانہ خلاف میں ہو گیا- الحمد

میں ملایا ہوتے ہوتے سب خمیر ہو گیا" (لوقا- باب ۱۳- فقرہ- ۱۸-۲۱) مطبوعہ لودہانہ ۱۹۱۶ء

تشریح انجیلی اور مسیحی محاورے میں خدائی بادشاہت سے وہ زمانہ مراد ہے جس میں حسب مرضی الٰہی لوگ کام کریں اور نجات آخری کے مستحق ہوں- چنانچہ حضرت مسیح کا قول اس اصلاح کے موافق انجیل میں یوں ملتا ہے :-

"اگر تمہاری راستبازی فقیہوں اور فریسیوں کی راست بازی سے زیادہ نہ ہو گی تو تم آسمان کی بادشاہت میں ہرگز داخل نہ ہو گے" (انجیل متی باب ۵- فقرہ ۲۰)

چونکہ حضرت مسیح کو یہ بتانا منظور ہے کہ زمانہ محمدی خدا کا پسندیدہ اور اس زمانہ کے لوگ خدا کے برگزیدہ ہونگے- اس لیے انہوں نے اسی زمانہ کو خدا کی بادشاہت کے نام سے موسوم کر کے بجھایا

قرآن مجید میں انہی مقامات کی طرف اشارہ ہے اللہ اعلم (منہ)

سورت الحجرات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُقَدِّمُوۡا بَیۡنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھا کرو اور اللہ ہی سے ڈرتے رہو۔ اللہ

اللّٰہَ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ۝۱ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَرۡفَعُوۡۤا اَصۡوَاتَکُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ

سننے والا جاننے والا ہے۔ ایمان والو! اپنی آوازوں کو نبی کی آواز پر بلند نہ کیا

النَّبِیِّ وَ لَا تَجۡہَرُوۡا لَہٗ بِالۡقَوۡلِ کَجَہۡرِ بَعۡضِکُمۡ لِبَعۡضٍ اَنۡ تَحۡبَطَ اَعۡمَالُکُمۡ

کرو اور نہ اس کے سامنے ایسے زور سے بولا کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ بولا کرتے ہو۔ کہیں تمہارے اعمال

وَ اَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ ۝۲ اِنَّ الَّذِیۡنَ یَغُضُّوۡنَ اَصۡوَاتَہُمۡ عِنۡدَ رَسُوۡلِ اللّٰہِ

ضائع نہ ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔ جو لوگ رسول اللہ کے پاس اپنی آوازیں پست کرتے ہیں

اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ امۡتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوۡبَہُمۡ لِلتَّقۡوٰی ؕ لَہُمۡ مَّغۡفِرَۃٌ وَّ اَجۡرٌ عَظِیۡمٌ ۝۳

ان لوگوں کو خدا نے تقوے میں جانچ لیا ہے۔ ان کے لیے بخشش ہے اور بڑا اجر ہے۔

سورۂ حجرات

اے ایمان والو! ہم تم کو ایک اخلاقی سبق سکھاتے ہیں۔ اخلاق کا اصل الاصول یہ ہے کہ ہر ایک شخص جس عزت کے لائق ہو اس سے اسی قسم کا برتاؤ کیا جائے چونکہ سب سے مقدم اللہ کا حق ہے اس سے بعد اس کے رسول کا۔ اس لیے تم کو حکم دیا جاتا ہے۔ کہ سب سے پہلے یہ دونوں حقوق ادا کیا کرو یعنی اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھا کرو۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ شرعی امور میں اللہ اور رسول کی اجازت کے بغیر کوئی کام از خود نہ کیا کرو ورنہ تم طاغی بدعتی بن جاؤ گے اور ہر وقت اللہ ہی سے ڈرتے رہو۔ سنو! اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے اس کے سامنے تمہارے اینچ پینچ کی بات چلے گی نہیں۔ پس اے ایمان والو! نبی کا ادب یہاں تک ملحوظ رکھا کرو کہ اپنی آوازوں کو نبی کی آواز پر بلند نہ کیا کرو۔ اور نہ اس کے سامنے ایسے زور سے بولا کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے بولا کرتے ہو۔ کہیں تمہارے اعمال ضائع نہ ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔ سنو! جو لوگ اس خوف سے کہ ہمارے اعمال ضائع نہ ہو جائیں رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنی آوازیں پست کرتے ہیں۔ یعنی بلند آواز سے نہیں بولتے کہ مبادا ہمارے اعمال ضائع نہ ہو جائیں ان لوگوں کو خدا نے تقویٰ اور پرہیزگاری میں جانچ لیا ہے وہ اس امتحان میں پاس ہوگئے ہیں اسی وجہ سے اللہ کے نزدیک ان کے لیے بخشش ہے اور بڑا اجر ہے کیونکہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا ادب کیا ہے۔ جیسا کہ کرنا چاہیے۔ مگر سارے لوگ سمجھدار نہیں ہیں۔ بعض لوگ دل سے مخلص ہیں لیکن عقل سے خام۔ ایسے لوگ قابل معافی ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ

وہ لوگ جو تیرے مکان کے باہر سے تجھے بلاتے ہیں ان میں سے بہت سے بے عقل ہیں اور اگر وہ

صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ يٰۤاَيُّهَا

صبر کرتے یہاں تک کہ تو خود ہی ان کے پاس نکلتا تو یہ ان کے لیے بہتر ہوتا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے- اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْۤا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًاۢ بِجَهَالَةٍ

ایمان والو! اگر کوئی بدکار تمہارے پاس کوئی خبر لائے- تو تم اس بات کی تحقیق کر لیا کرو ایسا نہ ہو کہ بے خبری میں تم

فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۝ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ؕ لَوْ

کسی قوم سے الجھ پڑو پھر تم خود ہی اپنے کئے پر شرمندہ ہو جاؤ- تم جان رکھو کہ تم میں اللہ کا رسول ہے اگر وہ

يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ

بہت سے امور میں تمہارا کہا مانتا جائے تو تم لوگ تکلیف میں پڑ جاؤ گے مگر خدا نے تم کو ایمان کی محبت دی ہوئی ہے- اور تمہارے

فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ؕ

دلوں میں اس کو مزین کر دکھایا ہے اور کفر فسق اور بے فرمانی سے تم کو نفرت دلائی ہے-

وہ لوگ جو اے نبی! تیرے مکان کے باہر سے یا محمد یا رسول اللہ کہہ کہہ کر تجھے بلاتے ہیں وہ سب بااخلاص ہیں- مگر ان میں سے بہت سے بے عقل ہیں- ان کو اس بات کی تمیز نہیں کہ کسی سردار کو گھر میں بھی ضرورتیں ہوتی ہیں- جیسی باہر اس کی ڈیوٹی ہے- اندر بھی وہ ڈیوٹی ہی ادا کرتا ہے- اس کے علاوہ خانگی یا شخصی ضرورت بھی ہوا کرتی ہیں جو اس کو گھر میں ٹھیرنے کے لیے مجبور کرتی ہیں- اس لحاظ سے انہیں خاموش بیٹھے رہنا چاہیے تھا اور اگر وہ صبر کرتے- یعنی آوازیں نہ دیتے یہاں تک کہ تو خود ہی ان کے پاس آنکلتا تو یہ ان کے لیے بہتر ہوتا- کیونکہ ایک سردار کا دل خانگی یا شخصی ضروریات سے خالی ہو- تو بیرونی امور کی طرف اچھی طرح متوجہ ہو سکتا ہے- مگر چونکہ یہ لوگ دل سے مخلص ہیں اور عقل کے خام- اس لیے اللہ تعالیٰ ان کو بخش دے گا- کیونکہ وہ بخشنے والا مہربان ہے- اے ایمان والو! آداب نبوت کے سیکھنے کے بعد آداب عامہ بھی سنو! سب سے پہلے وہ ادب معلوم کرو- جو دین اور دنیا میں تم کو مفید ہو- اور جس پر عمل نہ کرنے سے بعض دفعہ فتنہ فساد تک نوبت پہنچ جاتی ہے- پس سنو! آج کل دنیا میں عام دستور ہے کہ جو کوئی کسی طرف سے آکر کچھ سنادے اسی کو صحیح مان کر بعض اوقات بڑے بڑے کام بھی کر گزرتے ہیں- اس لیے تم کو بتایا جاتا ہے کہ اگر کوئی بدکار یعنی ناقابل اعتبار آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لائے اور تم کو سنائے کہ فلاں شخص یا فلاں لوگ تم کو برا کہتے یا برا جانتے ہیں یا ازیں قسم کوئی خبر بتائے تو تم صرف اس کے کہنے سے صحیح نہ جان لیا کرو بلکہ اس بات کی تحقیق کر لیا کرو ایسا نہ ہو کہ اصل بات کی بے خبری میں تم کسی قوم یا شخص سے الجھ پڑو پھر بعد اصلیت کھلنے کے تم خود ہی اپنے کئے پر شرمندہ ہو جاؤ لیکن اس شرمندگی کا نتیجہ بجز افسوس اور ندامت کے کچھ نہ ہوگا- اس لیے پہلے ہی سے ہوشیار رہنا چاہیے اور سنو! کہ بعض دفعہ تم یہاں تک خود سر ہو جاتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اپنی رائے پر چلانا چاہتے ہو- اس لیے تم جان رکھو کہ تم میں کوئی معمولی آدمی افسر نہیں ہے بلکہ اللہ کا رسول ہے اگر وہ بہت سے امور میں تمہارا کہا جانتا جائے تو نتیجہ اس کا یہ ہوگا کہ تم لوگ تکلیف میں پڑ جاؤ گے کیونکہ تمہاری غلط رائے پر عمل کر کے نتیجہ بھی غلط ہی نکلے گا جس کا اثر بھی سب قوم پر پڑے گا- اللہ نے تمہارے حال پر نظر عنایت کی ہے- کہ تم کو ایمان کی محبت دی ہوئی ہے اور تمہارے دلوں میں اس ایمان کو مزین کر دکھایا ہے اور کفر فسق اور بے فرمانی سے تم کو نفرت دلائی ہے-

أُولَٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ ﴿٧﴾ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَنِعْمَةً ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٨﴾

وہی لوگ ہدایت یاب ہیں- انہی لوگوں کو خدا تعالیٰ سے فضل اور نعمت ملے گی- اور اللہ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے

وَإِن طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا ۖ فَإِن بَغَتْ

اور اگر دو مسلمان گروہوں میں لڑائی ہو جائے تو تم لوگ ان دونوں میں صلح کر دیا کرو، پھر اگر کوئی فریق

إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَىٰ فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّىٰ تَفِيءَ إِلَىٰ أَمْرِ اللَّهِ ۚ فَإِن

دوسرے پر زیادتی کرتا ہے تو تم لوگ زیادتی کرنے والے کا مقابلہ کرو جہاں تک کہ وہ حکم الٰہی کی طرف مائل ہو- پھر

فَاءَتْ فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا ۖ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ﴿٩﴾

پھر اگر وہ باز آ جائے تو عدل کے ساتھ ان دونوں میں اصلاح کر دیا کرو اور انصاف کیا کرو اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿١٠﴾ ع

ایماندار سب بھائی بند ہیں پس تم لوگ اپنے بھائیوں میں اصلاح کر دیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے-

اس لیے تم کو چاہیے کہ تم لوگ رسول کو دنیاوی اور انتظامی امور میں بھی اپنی رائے پر چلانے کا کبھی خیال نہ کرو- جو لوگ ایسا کریں یعنی ہمہ تن اپنے آپ کو اتباع ثابت کریں- نہ متبوع بنیں گے وہی لوگ خدا کے ہاں ہدایت یاب ہیں- انہی لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے فضل اور نعمت فراواں ملے گی اور اللہ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے- سب کو جانتا ہے اور اپنی حکیمانہ مصلحت کے احکام دیتا ہے- مسلمانو! اس اخلاقی سبق کے بعد ایک اور سبق سنو جو تم مسلمانوں کے تمدن سے تعلق رکھتا ہے- اگر دو مسلمان شخصوں میں یا دو گروہوں میں لڑائی ہو جائے جو لوازم بشریہ ہے کہ تو تم لوگ اس میں تماشہ نہ دیکھتا کرو- بلکہ ان دونوں میں اصلاح کر کے فساد رفع کر دیا کرو- خوب دل سے توجہ کر کے مصالحت میں کوشش کیا کرو اور سمجھ رکھو کہ جتنا گناہ فساد کرنے والوں کو ہے اتنا بلکہ اس سے بڑھ کر اس فساد پر خاموش رہنے والوں کو ہے- کیونکہ وہ اپنے فرض سے غافل ہیں ان کی خاموشی سے فساد میں ترقی ہوتی ہے ان کو چاہیے تھا کہ فساد دور کرنے میں دلی کوشش کرتے مگر وہ الگ بیٹھ کر تماشا دیکھتے ہیں- اس لیے وہ ذمہ دار ہیں- باوجود کوشش کے پھر اگر دیکھو کہ کوئی فریق دوسرے پر ظلم زیادتی کرتا ہے یعنی صلح کی طرف مائل نہیں ہوتا یا بعد مصالحت ہو جانے کے پھر بگاڑ کرتا ہے- تو ایسی صورت میں تمہارا فرض بھی منقلب ہو جائے گا- یعنی بجائے درمیانی بن کر اصلاح کرنے کے تم پر فرض ہو گا- کہ تم لوگ مظلوم اور مائل بصلح فریق سے مل کر اس زیادتی کرنے والے فریق کا مقابلہ کرو- جتنی تم میں طاقت ہو اس کو تنگ کرو اس کو بدنام کرو- اس کی نسبت لوگوں میں پھیلاؤ کہ فساد اسی کا ہے- جو مصالحت یا شرعی فیصلہ کی طرف نہیں آتا یا آ کر پھر جاتا ہے- یہاں تک کہ وہ حکم الٰہی اور شرعی فیصلہ کی طرف مائل ہو- پھر بھی اگر وہ باغی فریق اپنی شرارت اور بے فرمانی سے باز آ جائے تو عدل کے ساتھ ان دونوں فریقوں میں اصلاح کر دیا کرو اور اصلاح کرنے میں اس فریق کے انکار یا بغاوت سابقہ کی وجہ سے طبیعت میں ملال پیدا کر کے کسی طرح کی بے انصافی نہ کیا کرو بلکہ ہر حال میں انصاف ہی کیا کرو- جو جس معاملہ میں جتنا قصوروار ہو اس کو اتنا ہی قصوروار سمجھا کرو- اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے دیکھو یہ رنجشیں جو مسلمانوں میں پیدا ہو جاتی ہیں خواہ کسی رنگ میں ہوں دینی صورت میں یا دنیاوی شکل میں ان رنجشوں کو خانگی رنجشیں سمجھ کر زیادہ طول نہ دیا کرو کیونکہ آخر بات تو یہ ہے کہ ایماندار سب آپس میں بھائی بند ہیں پس تم لوگ ان لڑنے والے اپنے بھائیوں میں مصالحت بلکہ اصلاح کر دیا کرو- دیکھو اصلاح کرنے میں دونوں کو اپنا بھائی جانا کرو اور اس خدمت کے ادا کرنے میں اللہ سے ڈرتے رہا کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے ایسا نہ ہو کہ جانبداری کرنے میں بجائے ثواب کے تم کو عذاب ہو-

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا

مسلمانو! کوئی قوم کسی قوم سے مسخری نہ کیا کرے دور نہیں کہ وہی قوم اس سے اچھی ہو اور

نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا

عورتیں دوسری عورتوں سے مسخری نہ کیا کریں عجب نہیں کہ وہی ان سے بہتر ہوں- اور ایک دوسرے کو طعنے نہ دیا کرو اور نہ آپس میں

بِالْاَلْقَابِ ۭ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ

ایک دوسرے کے برے برے القاب رکھا کرو- ایمانداری کے بعد برا نام بہت معیوب ہے- جو لوگ توبہ نہ کریں گے وہی ظالم

هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۞ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۡ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ

ہوں گے- مسلمانو! تم بہت بدگمانی کرنے سے پرہیز کیا کرو- بعض بدگمانیاں گناہ ہیں

اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا

اور تم ایک دوسرے کی ٹوہ میں نہ رہا کرو-

اور نہ تم میں سے کوئی کسی کو پیچھے برائی سے یاد کیا کرے جس کو شرعی اصطلاح میں غیبت کہتے ہیں- سنو! غیبت کرنی ایسا برا فعل ہے گویا مردہ بھائی کا گوشت کھانا- کیا تم میں سے کوئی چاہتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ اسے تو یقیناً برا سمجھو گے پھر غیبت کیوں کرتے ہو- ایسی باتیں چھوڑ دو- اور اللہ سے ڈرتے نہ ہو- بیشک اللہ تعالیٰ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے- اگر تم دل سے توبہ کرو گے تو وہ ضرور قبول کرے گا- پس پچھلے گناہ اور غلطیاں توبہ کر کے معاف کرا لو- اور آئندہ کو احتیاط رکھو- اے لوگو! سنو! تمہارا یہ خیال کہ ہم شریف ہیں کیونکہ ہم قریش ہیں ہم سید ہیں ہم شیخ ہیں ہم وہ ہیں ہم یہ ہیں اور مخالف ہمارا ذلیل ہے کمین ہے کیونکہ وہ موچی ہے جولاہا ہے وغیرہ- یہ خیال سرے سے غلط ہے- کیونکہ ہم (اللہ) نے تم سب کو ایک مرد اور ایک ہی عورت سے پیدا کیا ہے تم میں کوئی دوسرے کو یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ اس کے ننہال اچھے نہیں یا ددھیال بڑے ہیں کیونکہ تم سب دراصل ایک ہو خاندان سے ہو باپ ایک ہے تو ماں بھی ایک ہے اور ہم نے تم سب لوگوں کو مختلف قومیں اور قبائل اس لیے بنایا ہے کہ تم ایک دوسرے کو پہچان لیا کرو- چونکہ دنیا میں بنی آدم کی کثرت اس حد سے متجاوز ہے جس حد پر کسی خاندان کا ایک ہی نام کافی ہو سکتا ہے اس لیے بغرض معرفت ضرورت ہوئی کہ تمہارے قبائل اور قوموں کے نام مختلف رکھے جائیں- جیسے قریش- افغان وغیرہ بس صرف یہ غرض ہے کہ لوگ اپنی معرفت کرائیں نہ کہ ان قومیتوں کو باعث افتخار بنائیں- افتخار کا ذریعہ تو دراصل ایک ہے- وگر ہیچ- یعنی اللہ سے تعلق- اس لیے بگوش ہوش سنو کہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ معزز اور شریف وہ ہے جو بڑا پرہیزگار ہے جتنا پرہیزگاری میں بڑھا ہو گا اتنا ہی اللہ کے دربار میں زیادہ معزز ہو گا- یہی یہ بات کہ کون پرہیزگار ہے- کیا پرہیزگاری منہ سے کہنے یا کسی کے ذریعہ کہلانے سے ہوتی ہے؟ نہیں بلکہ اللہ خود سب کچھ جانتا اور ہر چیز سے خبردار ہے- اسے کسی کے بتانے کی حاجت نہیں اسی لیے تو کسی کے غلط اظہار سے وہ فریب نہیں کھاتا چنانچہ یہ دیہاتی لوگ کسی دنیاوی غرض سے جھوٹ موٹ کہتے ہیں کہ عرصہ ہوا ہم تمہاری کتاب پر ایمان لا چکے ہیں تمہارے رسول کی تصدیق کرتے ہیں قیامت کو مانتے ہیں ایمان کی اور پہچان کیا ہے- تو اے نبی! ان کو کہہ کہ تم ہرگز ایمان نہیں لائے ایمان تو دل سے ہوتا ہے اور یہ تمہارے منہ کی باتیں ہیں اس لیے ایمان کا دعویٰ نہ کرو- ہاں یہ کہو کہ ہم ظاہری صورت میں مسلمان ہیں یعنی مردم شماری میں مسلمان ہو-

وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا

اور نہ تم میں سے کوئی کسی کو پیچھے برائی سے یاد کیا کرے کیا تم میں سے کوئی چاہتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟

فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ۝ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ

اسے تو تم یقیناً برا سمجھو گے اور اللہ سے ڈرتے رہو- بیشک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے- اے لوگو! ہم نے تم کو ایک

مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ

مرد اور ایک ہی عورت سے پیدا کیا ہے اور ہم نے تم سب لوگوں کو مختلف قومیں اور قبائل اس لیے بنایا ہے کہ تم ایک دوسرے کو پہچان لیا کرو اللہ کے

اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝ قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ

نزدیک سب سے زیادہ معزز بڑا پرہیزگار ہے خدا جانتا ہے اور خبردار ہے- دیہاتی لوگ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لا چکے ہیں تو کہہ کہ تم ہرگز ایمان نہیں لائے ہاں

قُوْلُوْۤا اَسْلَمْنَا

یہ کہو کہ ہم ظاہری مسلمان ہیں-

اور نہ تم میں سے کوئی کسی کو پیچھے برائی سے یاد کیا کرے جس کو شرعی اصطلاح میں غیبت کہتے ہیں- سنو! غیبت کرنی ایسا برا فعل ہے گویا مردہ بھائی کا گوشت کھانا- کیا تم میں سے کوئی چاہتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ اسے تو یقیناً برا سمجھو گے پھر غیبت کیوں کرتے ہو- ایسی باتیں چھوڑ دو- اور اللہ سے ڈرتے نہ ہو- بیشک اللہ تعالیٰ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے- اگر تم دل سے توبہ کرو گے تو وہ ضرور قبول کرے گا- پس پچھلے گناہ اور غلطیاں توبہ کر کے معاف کرا لو- اور آئندہ کو احتیاط رکھو- اے لوگو! سنو! تمہارا یہ خیال کہ ہم شریف ہیں کیونکہ ہم قریش ہیں ہم سید ہیں ہم شیخ ہیں ہم وہ ہیں ہم یہ ہیں اور مخالف ہمارا ذلیل ہے کمین ہے کیونکہ وہ موچی ہے جولاہا ہے وغیرہ- یہ خیال سرے سے غلط ہے- کیونکہ ہم (اللہ) نے تم سب کو ایک مرد اور ایک ہی عورت سے پیدا کیا ہے تم میں کوئی دوسرے کو یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ اس کے ننہال اچھے نہیں یا ددھیال بڑے ہیں کیونکہ تم سب دراصل ایک ہو خاندان سے ہو باپ ایک ہے تو ماں بھی ایک ہے اور ہم نے تم سب لوگوں کو مختلف قومیں اور قبائل اس لیے بنایا ہے کہ تم ایک دوسرے کو پہچان لیا کرو- چونکہ دنیا میں بنی آدم کی کثرت اس حد سے متجاوز ہے جس حد پر کسی خاندان کا ایک ہی نام کافی ہو سکتا ہے اس لیے بغرض معرفت ضرورت ہوئی کہ تمہارے قبائل اور قوموں کے نام مختلف رکھے جائیں- جیسے قریش- افغان وغیرہ بس صرف یہ غرض ہے کہ لوگ اپنی معرفت کرائیں نہ کہ ان قومیتوں کو باعث افتخار بنائیں- افتخار کا ذریعہ تو دراصل ایک ہے- وگرہیچ- یعنی اللہ سے تعلق- اس لیے بگوش ہوش سنو کہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ معزز اور شریف وہ ہے جو بڑا پرہیزگار ہے جتنا پرہیزگاری میں بڑھا ہوگا اتنا ہی اللہ کے دربار میں زیادہ معزز ہوگا- یہی یہ بات کہ کون پرہیزگار ہے- کیا پرہیزگاری منہ سے کہنے یا کسی کے ذریعہ کہلانے سے ہوتی ہے؟ نہیں بلکہ اللہ خود سب کچھ جانتا اور ہر چیز سے خبردار ہے- اسے کسی کے بتانے کی حاجت نہیں اسی لیے تو کسی کے غلط اظہار سے وہ فریب نہیں کھاتا چنانچہ یہ دیہاتی لوگ کسی دنیاوی غرض سے جھوٹ موٹ کہتے ہے کہ عرصہ ہوا ہم تمہاری کتاب پر ایمان لا چکے ہیں تمہارے رسول کی تصدیق کرتے ہیں قیامت کو مانتے ہیں ایمان کی اور پہچان کیا ہے- تو اے نبی! ان کو کہہ کہ تم ہرگز ایمان نہیں لائے ایمان تو دل سے ہوتا ہے اور یہ تمہارے منہ کی باتیں ہیں اس لیے ایمان کا دعویٰ نہ کرو- ہاں یہ کہو کہ ہم ظاہری صورت میں مسلمان ہیں یعنی مردم شماری میں مسلمان ہو-

وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيْمَانُ فِي قُلُوْبِكُمْ ؕ وَإِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ

اور ایمان تمہارے دلوں میں ابھی نہیں گھسا اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کرو گے تو وہ بھی تمہارے

مِّنْ أَعْمَالِكُمْ شَيْئًا ؕ إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ

اعمال میں سے کچھ کاٹ نہ کرے گا' اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے- ایمان دار وہ لوگ ہیں جو خدا پر

اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِيْ

ایمان لائے ہیں اور اس کے رسول پر پھر شک و شبہ نہیں کرتے اور اپنے مالوں اور نفسوں کے ذریعے اللہ

سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ أُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝ قُلْ أَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ ؕ

کی راہ میں جہاد کرتے ہیں' یہی لوگ سچے ہیں- تو کہہ کیا تم اللہ کو اپنا دین بتاتے ہو؟

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

اللہ تو آسمانوں اور زمینوں کی کائنات کو جانتا ہے اور اللہ ہر چیز جانتا ہے

يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوْا ؕ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ إِسْلَامَكُمْ ۚ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ

تجھ پر احسان جتاتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں تو کہہ کہ مجھ پر اپنے اسلام کا احسان نہ جتاؤ بلکہ اگر تم سچے ہو

عَلَيْكُمْ أَنْ هَدٰىكُمْ لِلْإِيْمَانِ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

تو اللہ تم پر احسان جتاتا ہے کہ اس نے تم کو ایمان کی ہدایت کی ہے

اور ایمان تمہارے دلوں میں ابھی نہیں گھسا اور سچ تو یہ ہے کہ تمہارے اظہار کرنے کی حاجت نہیں- اگر تم اللہ اور رسول کی تابعداری کرو گے تو بے فکر رہو وہ بھی تمہارے اعمال سے کچھ کاٹ نہ کرے گا- یعنی جو کچھ کرو گے وہی پاؤ گے- بلکہ اپنی بخشش اور مزید عنایت کرے گا- کیونکہ یقیناً اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے- چونکہ ذکر ایمانداروں کا چل پڑا ہے اس لیے اصل حقیقت تم کو بتائی جاتی ہے کہ ایماندار وہ لوگ ہیں جو خدا کی خالص توحید پر ایمان لاتے ہیں اور اس کے رسول کی رسالت پر- پھر اس ایمان پر جم کر خدائی احکام میں بھی کبھی شک و شبہ نہیں کرتے اور اپنے مالوں اور نفسوں کے ذریعے سے اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں- یعنی اگر موقع جان لڑانے کا ہو تو جان سے بھی حاضر ہیں' مال کی تو کچھ حقیقت ہی نہیں- سچ تو یہ ہے کہ یہی لوگ اپنے دعوے میں سچے ہیں- رہے یہ لوگ جو دل میں کفر رکھ کر اسلام کا اظہار کرتے ہیں تو اے نبی! ان کو کہہ دے کیا تم اللہ کو اپنا دین بتاتے ہو؟ جو وہ نہیں جانتا کیونکہ اللہ تو آسمانوں اور زمینوں کی کائنات سب کو جانتا ہے اور تمہارا دین و ایمان اس کے وسیع علم میں نہیں تو دو نتیجوں میں سے ایک نتیجہ ضرور صحیح ہو گا یا تمہارے دلوں میں ایمان نہیں یا خدا کو تمام کائنات کا علم نہیں- دوسری صورت تو غلط ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے- اس کا علم اتنا وسیع ہے کہ سب کچھ اس کے علم میں سمایا ہے اور ان کے دلوں میں ایمان ہو تو وہ کیوں نہ جانے- ایمان سے تو ان کو غرض نہیں یہ تو یور پین پالیسی کے آدمی ہیں جن کو ابن الوقت کہا جاتا ہے کہ ہوا کا رخ دیکھا اور ادھر چل پڑے- دیکھو تو اے نبی! تجھ پر احسان جتاتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں یعنی باتوں باتوں میں اپنا ایمان اور اسلام بتا رہے ہیں تو انکو جواب میں کہہ کہ مجھ پر اپنے اسلام کا احسان نہ جتاؤ بلکہ اگر تم ایمان کے دعوے میں سچے ہو تو اللہ تم پر احسان جتاتا ہے کہ اس نے تم کو ایمان کی ہدایت کی ہے کیونکہ اگر تم واقعی مسلمان ہو تو ضرور ہے کہ خدا کی توفیق سے مسلمان ہوئے- لہٰذا تم کو خدا کا احسان مند ہونا چاہیے نہ کہ مجھ کو اور خدا کو تمہارا ممنون احسان- کیا تم نے شیخ سعدی کا قول نہیں سنا ؎

منت منہ کہ خدمت سلطان ہمی کنی   منت ازو بداں کہ بخدمت گزاشتت

اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۱۸

یقینا اللہ آسمانوں اور زمینوں کی چھپی ہوئی باتیں جانتا ہے اور جو تم کر رہے ہو اللہ دیکھ رہا ہے

سورت ق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا نہایت رحم والا بڑا مہربان ہے۔

قٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ۝۱ بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ

میں قادر ہوں۔ مجھے قرآن مجید کی قسم ہے مگر ان کو تعجب اس بات سے ہے کہ ان میں سے ایک ڈرانیوالا آیا۔

فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَيْءٌ عَجِيْبٌ ۝۲ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ

پس کافر کہتے ہیں یہ عجیب تعلیم ہے بھلا ہم مر کر جب مٹی ہوجائیں گے تو پھر جی

ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ ۝۳ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۚ وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ

اٹھیں گے؟ یہ دوبارہ زندگی عقل سے بعید ہے۔ جتنی کچھ زمین ان سے کھا کر کم کردیتی ہے ہم سب کو جانتے ہیں اور ہمارے پاس ایک دفتر

حَفِيْظٌ ۝۴ بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَهُمْ فِيْٓ اَمْرٍ مَّرِيْجٍ ۝۵

محفوظ ہے مگر حق بات جب ان کے پاس آئی تو انہوں نے جھٹلادیا پس یہ لوگ ایک بے بنیاد بات پر جمے ہوئے ہیں

سنو! یقیناً اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں کی چھپی باتیں سب جانتا ہے اور خاص کر تمہارے کاموں کو جو تم کررہے ہو اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے۔

سورۂ ق

میں خدا قادر قیوم ہوں اے نبی! مجھے اپنے کلام پاک قرآن مجید کی قسم ہے کہ تو میرا رسول ہے۔ اس لئے جو کچھ تو ان کو کہتا اور سناتا ہے وہ سچ ہے۔ آئندہ کی بابت جو تو ان کو بتاتا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ مگر ان مشرکین عرب کو تعجب اس بات سے ہے کہ ان میں سے ایک شخص اللہ کے عذاب سے ڈرانے والا ان کے پاس کیوں آیا۔ ان کے خیال میں یہ عہدہ کسی فرشتے یا کسی دولت مند ذی عزت آدمی کو ملنا چاہئے تھا۔ مگر آیا تو ایک آدمی' آدمی بھی وہ جس کے پاس ظاہری مال و دولت کچھ نہیں پس کافر کہتے ہیں یہ عجیب تعلیم ہے کہ مرکر پھر زندہ ہوں گے۔ بھلا ہم مرکر جب مٹی ہوجائیں گے تو پھر جی اٹھیں گے؟ یہ دوبارہ زندگی تو عقل سے بعید ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جب ہم مٹی ہو کر مٹی میں مل گئے۔ ہمارا گوشت رہا نہ ہڈی' نہ رگ نہ پٹھا' ایسی حالت میں ہم کیسے دوبارہ جئیں گے۔ سنو! ان کے جتنے کچھ جوڑ جاڑ ہیں اور جتنی کچھ زمین ان سے کھا کر کم کررہی ہے ہم سب کو جانتے ہیں ہر چیز کا ذرہ ذرہ ہمارے علم میں ہے اور ہمارے پاس ایک دفتر محفوظ ہے جو ہماری ذات خاص میں ہے یعنی لوح محفوظ اور ہمارا علم اس سے کوئی چیز باہر نہیں۔ دنیا کے سب علوم اور سب کتابیں اس کی فرع ہیں۔ مگر ان کی تو حالت یہ ہے کہ حق بات اور سچی تعلیم جب ان کے پاس آئی تو انہوں نے اس کو جھٹلادیا۔ پس یہ لوگ ایک بے بنیاد بات پر جمے ہوئے ہیں۔

شان نزول:

[1] مشرکین عرب کو مسئلہ توحید میں تو مشکلات تھیں مگر مسئلہ قیامت اور حشر اجسام میں توحید سے بھی زیادہ مشکلات انکو سوجھتی تھیں' ان کے جواب میں یہ سورت نازل ہوئی۔

اَفَلَمْ یَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَیْفَ بَنَیْنٰهَا وَزَیَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ

کیا انہوں نے اپنے اوپر آسمان کو نہیں دیکھا کہ ہم نے کس طرح اس کو بنایا پھر ہم نے اس کو سجایا اور اس میں کسی طرح درز

فُرُوْجٍ ﴿۶﴾ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَیْنَا فِیْهَا رَوَاسِیَ وَاَنْۢبَتْنَا فِیْهَا

نہیں ہے اور زمین کو ہم نے پھیلا دیا اور اس پر کئی ایک بھاری بھاری پہاڑ پیدا کر دیئے اور اس میں

مِنْ كُلِّ زَوْجٍۭ بَهِیْجٍ ﴿۷﴾ تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِیْبٍ ﴿۸﴾

ہر طرح کی خوشنما چیزیں پیدا کیں- بینائی کے لئے اور خدا کی طرف جھکنے والے بندوں کی نصیحت کے لئے

وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِیْدِ ﴿۹﴾

اور ہم اوپر سے بابرکت پانی اتارتے ہیں پھر اس کے ساتھ باغ اگاتے ہیں اور کھیت میں دانے پیدا کرتے ہیں

وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِیْدٌ ﴿۱۰﴾ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ ۙ وَاَحْیَیْنَا بِهٖ بَلْدَةً

اور لمبی کھجوریں جن کے گابھے تہ بند ہوتے ہیں بندوں کو رزق دینے کے لئے اور ہم اس کے ساتھ خشک زمین

مَّیْتًا ؕ كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ﴿۱۱﴾ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّاَصْحٰبُ

کو زندہ کر دیتے ہیں اسی طرح مردوں کو خروج ہوگا- ان سے پہلے نوح کی قوم نے رس والوں نے

الرَّسِّ وَثَمُوْدُ ﴿۱۲﴾ وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ ﴿۱۳﴾

ثمود کی قوم نے' عادیوں نے' فرعون نے' لوط کی برادری نے'

یہ کہ خدا کے ساتھ کچھ شریک ہیں جو اس کے کام میں ہاتھ بٹاتے ہیں- ان کو اگر کسی مسئلہ کا سمجھنا مقصود ہو تو آثار قدرت دیکھیں- ان سے نتائج اخذ کریں- کیا انہوں نے اپنے اوپر آسمان کو نہیں دیکھا کہ ہم نے کس طرح اس کو بنایا- پھر ہم نے اس کو ستاروں سے سجایا اور اس میں کسی طرح کی درز یا شگاف نہیں ہے اور دیکھو زمین کو ہم نے پھیلا دیا- اتنی وسیع ہے کہ اس کی پیمائش نہیں ہو سکتی اور اس پر کئی ایک بھاری بھاری پہاڑ پیدا کر دیئے اور اس میں ہر طرح کی خوشنما چیزیں پیدا کیں- ہری بھری کھیتی ایک طرف ہے تو لہلہاتے سبز باغ ایک طرف- چشم بینا کی بینائی کے لئے اور خدا کی طرف جھکنے والے بندوں کی نصیحت کے لئے کیونکہ وہ ایک ایک پتے سے نصیحت حاصل کرتے ہیں- ان کا قول ہے ؎

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

اور سنو! ہم خدا اوپر سے بابرکت پانی اتارتے ہیں یعنی بارش' پھر اس پانی کے ساتھ باغ اگاتے ہیں اور کھیت میں دانے پیدا کرتے ہیں اور لمبی کھجوریں پیدا کرتے ہیں جن کے گابھے تہ بند ہوتے ہیں- یہ سب سامان بندوں کو رزق دینے کے لئے ہے ورنہ ان کا فائدہ ہم کو کچھ نہیں پہنچتا اور سنو! ہم اس پانی کے ساتھ خشک پڑی ہوئی زمین کو زندہ اور تازہ کر دیتے ہیں جس سے زمین میں حالت دگرگوں ہو جاتی ہے- اسی طرح قیامت کے روز قبروں سے مردوں کا خروج ہو گا- عرب کے مشرک قیامت کا ذکر سنتے ہی سر اٹھا کر تاکنے لگ جاتے ہیں کہ ہیں قیامت کیسے؟ یہ تو بالکل جھوٹ ہے پس تم اس سے دل برداشتہ نہ ہو- بلکہ سنو! ان سے پہلے نوح کی قوم نے 'رس کے کنویں والوں نے اپنے سمجھانے والوں کو' ثمود کی قوم نے 'عادیوں نے- فرعون اور فرعونیوں نے 'لوط کی برادری نے'

وَّاَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ ۭ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيْدِ ۝

بن کے رہنے والوں نے اور تبع کی قوم نے بھی تکذیب کی تھی ان سب نے رسولوں کو جھٹلایا تھا پس میرے عذاب کا حکم ان پر لگ گیا-

اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ۭ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝ وَلَقَدْ

کیا ہم پہلی مرتبہ پیدا کرکے تھک گئے ہیں بلکہ یہ لوگ نئی پیدائش سے انکار میں ہیں- ہم نے ہر

خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ښ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ

انسان کو پیدا کیا اور جس جس قسم کے خیالات اس کے دل میں آتے ہیں ہم خوب جانتے ہیں اور ہم تو اس کی شاہ رگ سے

حَبْلِ الْوَرِيْدِ ۝ اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ۝

بھی قریب تر ہیں- جب ضبط کرنے والے دو فرشتے ضبط کرتے جاتے ہیں اس کے دائیں بائیں بیٹھے ہوئے

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ۝ وَجَاۗءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ

وہ انسان جو بھی لفظ بولتا ہے اس کے پاس نگران حال مستعد ہوتا ہے اور موت کی سختی واقعی آئے

بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ۝ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ ۭ ذٰلِكَ

گی یہ وہ موت ہے جس سے تو بھاگتا تھا اور صور میں پھونکا جائے گا وہی دن

يَوْمُ الْوَعِيْدِ ۝

ڈراوے کا ہوگا

بن کے رہنے والوں حضرت شعیب کی قوم نے اور خدا کی طرف بلانے والے تبع کی قوم نے بھی خدائی احکام کی تکذیب کی تھی اور ان سب نے رسولوں کو جھٹلایا تھا پس میرے عذاب کا حکم ان پر لگ گیا- اسی طرح ان لوگوں کا انجام ہوگا جو اس زمانہ میں قیامت کے وجود سے منکر ہیں نہ صرف منکر بلکہ سخت متشدد مکذب ہیں یہ سمجھتے ہیں کہ قیامت کا پیدا کرنا خدا کی طاقت سے باہر ہے- کیا ہم (خدا) پہلی مرتبہ پیدا کر کے تھک گئے ہیں کہ دوسری مرتبہ پیدا نہیں کر سکیں گے- نہیں ہرگز نہیں- بلکہ یہ لوگ بے وجہ اور بے دلیل نئی پیدائش کے وقوع سے سخت شک بلکہ انکار میں مبتلا ہیں- ان کے دلوں میں جو جو خیالات آتے ہیں ہمیں معلوم ہیں کیوں کہ ہم نے ہر انسان کو پیدا کیا ہے اور جس جس قسم کے خیالات اس کے دل میں آتے ہیں ہم خوب جانتے ہیں اور کیوں نہ جانیں ہم تو اس کی شاہ رگ سے بھی قریب تر ہیں- یہ سمجھو کہ خود انسان بھی اپنی جان سے اتنا قرب نہیں رکھتا نہ اتنا اس کو اپنا علم ہے جتنا ہم (خدا) کو اس کا قرب اور علم ہے- پھر اس کے حالات اور خیالات سے کیوں واقف نہ ہوں- خاص کر اس وقت جب ہمارے بھیجے ہوئے ضبط کرنے والے دو فرشتے (اس کے اقوال وافعال کو) ضبط کرتے جاتے ہیں- اس کے دائیں بائیں بیٹھے ہوئے یعنی ہر وقت موجود رہتے ہیں- اس وقت وہ انسان جو بھی لفظ بولتا ہے اس کے پاس نگران حال لکھنے والا مستعد تیار ہوتا ہے کیا مجال کوئی لفظ اس کا ضائع جائے- جونہی نکلا بس محفوظ ہوا- پھر ایک وقت آئے گا کہ یہ سب کچھ اس کے سامنے پیش کیا جائے گا اور موت کی سختی واقعی شکل میں آئے گی' وہمی اور خیالی نہ ہوگی- اس وقت موت کے فرشتے اس مرنے والے کو کہیں گے یہ موت وہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا لیکن آخر آج اس کے پھندے میں تجھے پھنسنا پڑا کیا تو نہیں جانتا تھا گو سلیمان زمان بھی ہو گیا تو بھی اے سلطان! آخر موت ہے اور سنو! مرنے کے بعد قیامت کے روز اٹھنے کے وقت صور میں پھونکا جائے گا یعنی قیامت قائم ہو جائے گی' وہی دن ڈراوے کا ہوگا جس سے تمکو انبیاء علیہم السلام کی معرفت ڈرایا گیا تھا-

وَجَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّشَهِيْدٌ ۝٢١ لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ

ہر شخص آئے گا اس کے ساتھ ایک چلانے والا اور ایک گواہ ہوگا تو اس دن سے غفلت میں تھا

مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ۝٢٢ وَقَالَ قَرِيْنُهٗ

لے اب تو ہم نے تیرا پردہ اٹھا دیا ہے پس تیری نگاہ آج بڑی تیز ہے اور اس کا ساتھی کہے گا

هٰذَا مَا لَدَيَّ عَتِيْدٌ ۝٢٣ اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ۝٢٤ مَّنَّاعٍ

کہ یہ ہے جو میرے پاس تیار رہتا تھا ہر ایک کافر سرکش مانع خیر حد سے بڑھنے والے شک میں ڈالنے والے کو

لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيْبٍ ۝٢٥ الَّذِيْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِيٰهُ فِي

تم جہنم میں ڈالتے جاؤ- وہ جس نے اللہ کے ساتھ اور معبود بنایا پس تم ایسے شخص کو

الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ ۝٢٦ قَالَ قَرِيْنُهٗ رَبَّنَا مَآ اَطْغَيْتُهٗ وَلٰكِنْ كَانَ

سخت عذاب میں جھونک دو- اس کا ساتھی کہے گا اے خدا! میں نے تو اس کو گمراہ نہ کیا تھا لیکن وہ خود

فِيْ ضَلٰلٍ بَعِيْدٍ ۝٢٧ قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ

کھلی گمراہی میں تھا- خدا کہے گا میرے سامنے مت جھگڑا کرو میں تم کو پہلے ہی سے عذاب کی اطلاع

بِالْوَعِيْدِ ۝٢٨

دے چکا ہوں

اس روز ہر شخص اس میدان قیامت میں آئے گا اس حال میں کہ اس کے ساتھ ایک فرشتہ اس کو چلانے والا اور ایک گواہ ہوگا- یہ دونوں وہی ہوں گے جو اس کے دائیں بائیں بیٹھے رہتے تھے- اس وقت اس کو کہا جائے گا کہ تو اس دن سے غفلت اور بے پروائی میں تھا- لے اب تو ہم نے تیرا پردہ غفلت اس سے اٹھا دیا ہے- پس اب تو سب کچھ تیرے سامنے ہے- پس تیری نگاہ آج بڑی تیز ہے' ذرا نظر تو اٹھا جو کچھ دیکھتا ہے یہ محض وہم ہے یا واقعی- وہ تسلیم کرے گا کہ جو کچھ دیکھ رہا ہے یہ سب واقعی ہے کیونکہ اس کو ہر طرف سے اس کا ثبوت ملے گا اور اس کا ساتھی دنیاوی دوست' گرو' پیر وغیرہ جس نے اسے گمراہ کیا ہوگا فوراً کہے گا کہ حضور یہ ہے اس کا کچا چٹھا جو میرے پاس تیار رہتا تھا اس میں بھی اس کے اعمال کا کافی ذکر ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ شخص واقعی بدکار ہے- اس کی پیش دستی اس غرض سے نہ ہوگی کہ خدا کو کوئی اطلاع دے بلکہ اس غرض سے ہوگی کہ میں چھوٹ جاؤں مگر خدائے عالم الغیب کے سامنے ایسی ویسی باتیں کہاں چل سکتی ہیں اس لئے حکم ہوگا اے فرشتو! سنو! ہر ایک کافر سرکش' مانع خیر' حد عبودیت سے بڑھنے والے متکبر' بے فرمان اور سیدھے سادھے ایمانداروں کو شک و شبہ میں ڈالنے والے یعنی سیدھے سادھے مسلمانوں کو اسلام اور ایمان سے روکنے والے کو تم جہنم میں ڈالتے جاؤ- جانتے ہو اس حکم سے کون لوگ مراد ہیں؟ وہ شخص جس نے اللہ کے ساتھ اور معبود بنایا- کسی نے بت کو' کسی نے قبر کو' کسی نے پیر فقیر کو' کسی نے اپنے نفس کو' پس تم ایسے مشرک کافر سرکش متکبر شخص کو جو خدا کی توحید خالص سے ہٹا ہو سخت عذاب میں جھونک دو- یہ حکم سنکر اس کا گمراہ کن ساتھی سمجھے گا کہ میری خیر نہیں اس لئے وہ کہے گا اے خدا! میں نے تو اس کو گمراہ نہ کیا تھا لیکن وہ خود پرلے درجے کی کھلی گمراہی میں تھا اسلئے میری رہائی ہونی چاہئے- خدا بذریعہ ملائکہ کہے گا میرے سامنے مت جھگڑا کرو میں تم کو پہلے ہی سے برے کاموں پر عذاب کی اطلاع دے چکا ہوں- تم لوگوں نے اس سے غفلت بلکہ روگردانی کی تو بس اب نتیجہ بھگتو- اس میں قصور کس کا؟

مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۲۹﴾ يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ

میرے ہاں سے جو بات کہی جائے وہ بدلتی نہیں اور میں اپنے بندوں کے حق میں ظالم نہیں ہوں جس روز ہم جہنم سے پوچھیں گے

هَلِ امْتَلَاْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ﴿۳۰﴾

کیا تو بھری نہیں؟ وہ کہے گی کچھ اور بھی ہے

میرے ہاں سے جو بات کہی جائے وہ بدلتی نہیں کیونکہ وہ صحیح علم اور انصاف پر مبنی ہوتی ہے اور یہ بھی سب دنیا کو معلوم ہے کہ میں اپنے بندوں کے حق میں ظالم نہیں ہوں جو کچھ قصور ہے مجرموں کا ہے- کیا تم لوگوں نے دنیا میں طبّی صورت میں میرے قوانین معلوم نہ کئے تھے کہ جو کوئی بدپرہیز ہوتا تھا وہ تکلیف اٹھاتا تھا' خواہ بد ہوتا یا نیک- اس میں ان کی کوئی رعایت یا لحاظ نہ ہوتا- اسی طرح مذہبی اور اخروی قانون ہے جو رونے اور چیخنے سے مبدل نہیں ہوتا پس میں بندوں کے حق میں ظالم نہیں ہوں کہ ناکردہ گناہ ان کے سر تھوپ دوں یا ان کی نیکیاں برباد کردوں- یہ سب کچھ اس روز پورا ظہور پذیر ہوگا- جس روز قیامت قائم ہوگی اور سب لوگ بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوں گے ایک طرف بہشت ہوگی دوسری جانب جہنم ایسی بھڑکتی ہوگی گویا ساری دنیا کو کھا جائے ایسے لوگ جن کا ذکر پہلے ہوا یعنی کفار' عنید' مناع' معتدی' مریب جب اس میں داخل ہو جائیں گے تو ہم اس جہنم سے پوچھیں گے کیا تو ابھی بھری نہیں؟ ہمیں معلوم تو سب کچھ ہوگا- لیکن اظہار نتیجہ کے لئے دریافت کیا جاوے گا- وہ کہے گی میرے حصے میں ابھی کچھ اور بھی ہے تو ڈال دیجئے؟ اس وقت میری بھوک جوع البقر کی طرح ترقی پر ہے آخر جتنے لوگ اس کے لائق ہوں گے سب اس میں ڈالے جائیں گے پھر وہ کہہ اٹھے گی بس اب بس[1] کیوں کہ جن لوگوں کا اس میں داخلہ مقدر ہے وہ داخل ہو چکے پھر اسکو کس کی

---

[1] یہ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے جس میں ذکر ہے ﴿حتى يضع رب العزة فيها قدمه﴾ تفصیل اس کی یہ ہے کہ اس آیت کے متعلق ایک حدیث آئی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

﴿لاتزال جهنم يلقى فيها وتقول هل من مزيد حتىٰ يضع رب العزة فيها قدمه فينزوى بعضها الى بعض فتقول قط قط متفق عليه﴾ (مشكوٰة باب صفة النار واهلها)

جہنم میں ڈالا جاتا رہے گا اور وہ کہتی رہے گی کچھ اور بھی ہے؟ یہاں تک کہ رب العزت اس میں اپنا قدم رکھے گا- بس وہ سکڑ جائے گی اور کہے گی بس بس-

اس حدیث میں دو لفظ قابل غور ہیں- ایک رب العزة دوسرا قدمہ رب العزت سے مراد اللہ تعالیٰ ہے اور قدم سے مراد وہ لوگ ہیں جن پر بحکم خدا جہنمی ہونے کا حکم لگایا گیا ہے- قاموس جو لغت عرب کی مستند کتاب ہے اس میں لفظ قدم کے معنی لکھے ہیں-

وفى الحديث حتىٰ يضع رب العزة فيها قدمه اى الذين قدمهم من الاشرار فهم قدم الله للنار كما ان الاخيار قدمه الى الجنة (قاموس)

یعنی قدم اللہ سے مراد وہ لوگ ہیں جن کو خدا نے جہنم میں داخل کئے جانے کا حکم لگایا ہوگا جیسے نیک لوگ جنت کی طرف خدا کے قدم ہیں- مجمع البحار جو لغت حدیث کی معتبر کتاب ہے اس میں بھی قدم کے معنی یونہی لکھے ہیں:

حتىٰ يضع قدمه فيها اى الذين قدمهم لها من شرار خلقه كما ان المسلمين قدمه الى الجنة (مجمع البحار)

وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ﴿۳۱﴾ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ ﴿۳۲﴾ مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبٍ ﴿۳۳﴾ ادْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ؕ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ ﴿۳۴﴾ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ ﴿۳۵﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ ؕ

اور جنت پرہیز گاروں نے قریب لائی جائے گی بالکل نزدیک ہوگی یہ وہی جنت ہے جو ہر ایک جھکنے والے حفاظت کرنے والوں کے لئے ہے۔ جو خدائے رحمٰن سے بن دیکھے ڈرتا تھا اور جھکنے والا دل لے کر آیا ہے سلامتی کے ساتھ اس میں داخل ہو جاؤ یہ ہمیشگی کا دن ہے وہ جو کچھ چاہیں گے ان میں ان کو ملے گا اور ہمارے پاس بڑھ کر ہے اور ہم نے ان سے پہلے کتنی قومیں تباہ کردیں جو بل بوتے میں ان سے زیادہ تھے پھر وہ تمام شہروں میں پھر نکلے

خواہش؟ اور جنت پرہیز گاروں کے قریب لائی جائے گی جو ان کے سامنے بالکل نزدیک ہوگی۔ اس کو دیکھ کر ان کا شوق غالب ہوگا تو ان کو کہا جائے گا جلدی نہ کرو یہ وہی جنت ہے جس کا تم کو وعدہ دیا جاتا تھا۔ ابھی تم اس میں داخل ہو جاؤ گے۔ جنت ہر کہ ومہ کے لئے نہ ہوگی بلکہ ہر ایک خدا کی طرف جھکنے والے احکام خدا کی حفاظت کرنے والے کے لئے ہوگی یعنی جو شخص خدا کی عظمت اور جلالت کا سکہ اپنے دلوں پر اتنا غالب رکھتا تھا کہ خدائے رحمٰن سے باوجود اس کی رحمانیت کے بن دیکھے ڈرتا تھا اور جھکنے والا دل لے کر یہاں آیا ہے' ایسوں کو حکم ہوگا کہ تم صحت سلامتی کے ساتھ اس بہشت میں داخل ہو جاؤ۔ اندر جا کر تم کو یہ فکر نہ رہے کہ کبھی نہ کبھی ہم کو ان نعمتوں سے نکالا جائے گا۔ ہرگز نہیں بلکہ یہ ہمیشگی کا دن ہے' آج جو کچھ کسی کو انعام واکرام ملے گا وہ ہمیشہ کے لیے ہوگا۔ وہ بہشتی لوگ جو کچھ چاہیں گے ان بہشتوں میں ان کو ملے گا یہ خیال مت کرنا کہ اتنے بے حساب لوگوں کی خواہشات پوری کس طرح کی جاویں گی؟ کیوں کہ ان کی خواہشات کتنی بھی ہوں تھوڑی ہوں گی اور ہمارے پاس انکی خواہشات سے بڑھ کر غیر محدود ہے۔ قیامت کا ذکر سنتے ہی یہ لوگ (صنادید عرب) سر اٹھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اتنے شہ زور، دولت مند ہو کر بقول ان مسلمانوں کے ایسے بہشت سے محروم اور یہ غریب مفلس اس کے وارث؟ اچھا بوالعجبی ست۔ پس سنو اور غور سے سنو! ہم نے ان سے پہلے کتنی قومیں تباہ کر دیں جو بل بوتے اور قوت میں ان سے زیادہ تھے۔ پھر وہ اپنے ارد گرد کے تمام شہروں میں پھر نکلے کبھی بغرض تجارت کبھی

پس ان دو شہادتوں سے حدیث اور قرآن کے معنی صاف سمجھے گئے کہ اللہ کا قدم رکھنے سے مراد ان لوگوں کا داخلہ ہے جو اس (جہنم) کے لائق ہیں اس توجیہ پر سوال یہ ہو سکتا ہے کہ دوسری روایت میں رجلہ آیا ہے یعنی اللہ اپنا رجل دوزخ میں رکھے گا جس کے معنی یقیناً پیر کے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ یقیناً ان دو لفظوں (قدم اور رجل) میں سے ایک روایت باللفظ ہے۔ دوسرا روایت بالمعنیٰ ہمارے سامنے دو لفظ ہیں ان میں سے ہم روایت باللفظ اس کو قرار دیں جو اپنے معنی کے لحاظ سے شان الوہیت کے مخالف نہ ہو تو بہت مناسب اور موزوں ہوگا۔ یہی اس کی ترجیح کا قرینہ ہے۔ پس اس اصول سے ہم کہتے ہیں کہ قدم کی روایت تو باللفظ ہے اور رجل کی روایت بالمعنیٰ ہے یعنی راوی نے اپنے فہم سے قدم کے معنی پیر کے سمجھے تو وہی لفظ نقل کر دیا۔ اس توجیہ سے دونوں لفظ بحال رہتے ہیں اور شان الوہیت کے بھی خلاف نہیں۔ اللہ اعلم۔ (منہ)

هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ ﴿۳۶﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ
کیا ان کو کوئی راہ فرار ملی- بے شک اس واقعہ میں بڑی نصیحت ہے ان لوگوں کے لئے جو دل رکھتے ہیں یا کسی

اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ﴿۳۷﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا
بات کو حضور قلب سے سنتے ہیں ہم نے آسمان زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے

فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ۖ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ﴿۳۸﴾ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ
چھ دنوں کی مدت میں پیدا کئے اور ہم کو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ پہنچی- پس جو کچھ یہ لوگ کہتے ہیں تو اس پر صبر کیا کر اور طلوع

بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ ﴿۳۹﴾ وَمِنَ الَّيْلِ
شمس سے قبل اور غروب سے پہلے خدائی تعریف کے ساتھ اس کی تسبیح کیا کر رات کو بھی اور

فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ ﴿۴۰﴾ وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ
نماز کے بعد تسبیح پڑھا کرو اور کان لگائے رہا کر جس روز پکارنے والا پاس ہی سے

قَرِيْبٍ ﴿۴۱﴾
پکارے گا۔

بغرض سیاست کبھی بغرض فلاحت اور سیاحت غرض ہر قسم کی ترقی کی راہیں ان پر کھلیں اور وہ ان میں ظفریاب ہوئے کیا پھر جب عذاب ان پر آیا تو ان کو کوئی راہ فرار ملی؟ کیا وہ اس عذاب سے بچے؟ ہرگز نہیں- تمہارے مخالفوں کا بھی یہی حشر ہونے والا ہے- ظلم اور اعتداء کا نتیجہ ہمیشہ برا ہے- سنو

نہ سہی آج کبھی قہر خدا آئے گا ٹھاٹھ ان ظالموں کا خاک میں مل جائے گا

بیشک اس واقعہ میں (جو گزشتہ لوگوں کا بیان ہوا ہے- جس میں مذکور ہے کہ بدکار لوگ باوجود ترقی کے تباہ ہوئے) بڑی نصیحت ہے ان لوگوں کے لئے جو دل سمجھدار رکھتے ہیں یا کسی بات اور نصیحت کو حضور قلب سے سنتے ہیں ایسے ہی لوگوں کے لئے ہم اپنی قدرت کا ایک واقعہ سناتے ہیں جس سے ان لوگوں کو ہماری طرف جھکنے کے لئے مزید تحریک ہو گی- پس سنو ہم (خدا) نے سات آسمان زمین مع مختلف طبقات کے اور اس کے علاوہ جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے- سب کچھ چھ دنوں کی مدت میں پیدا کئے- تمام حجر شجر کون و مکان زمین و آسمان حیوان و انسان سب کچھ چھ دنوں کے عرصہ میں بنائے اور ہم کو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ پہنچی کیونکہ ہمارے کام کوئی دست بازو سے نہیں ہوتے بلکہ حکم سے ہوتے ہیں- ہم جس کام کو کرنا چاہیں اس کو صرف حکم دینا کافی ہے حکم بھی لفظوں میں ضروری نہیں بلکہ ارادے میں اس کا آنا ہی اس کی پیدائش کے لئے کافی سبب ہے- پس اے نبی! ہر کام میں اس خدا کی طرف رجوع کیا کر اور جو جو کچھ یہ لوگ تیرے حق میں ناشائستہ الفاظ کہتے ہیں تو اس پر صبر کیا کر اور خدائی تعلق اور عبودیت کا اظہار کرنے کو طلوع شمس سے قبل اور غروب سے پہلے خدا کی تعریف کے ساتھ اس کی تسبیح یعنی اس کو پاکی سے یاد کیا کر اور صبح شام سبحان اللہ وبحمدہ بکثرت پڑھا کر اور رات کو بھی کچھ دیر تک اور نماز کے بعد بھی تسبیح سبحان اللہ وبحمدہ پڑھا کر اور امت کو بھی حکم دے کہ پڑھا کریں اور تسبیح تہلیل پڑھتے اور دیگر امور مذہبی کے ادا کرتے وقت اس ہیبت ناک دن کی طرف کان لگائے رہا کر یعنی دل میں اسکا دھیان رکھا کرو جس روز پکارنیوالا فرشتہ پاس ہی سے پکارے گا-

يَوْمَ يَسْمَعُوْنَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوْجِ ۝ اِنَّا نَحْنُ نُحْيٖ

جس روز سچی آواز کو لوگ سنیں گے وہ دن نکلنے کا ہوگا اس میں کچھ شک نہیں کہ ہم ہی

وَنُمِيْتُ وَاِلَيْنَا الْمَصِيْرُ ۝ يَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ۭ ذٰلِكَ

دنیا کو زندگی بخشتے ہیں اور ہم ہی مار دیتے ہیں اور ہماری طرف ہی سب کا رجوع ہے۔ جس دن یہ لوگ زمین کو پھاڑ کر فوراً نکل پڑیں گے یہ

حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيْرٌ ۝ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ ۣ

جمع کرلینا ہم پر بہت آسان ہے جو جو کچھ یہ لوگ کہتے رہتے ہیں ہم خوب جانتے ہیں تو ان پر جابر داروغہ نہیں ہے پس

فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ۝

جو شخص میرے عذاب سے ڈرے تو اس کو قرآن پڑھ کر سمجھا دے

کیونکہ اس کی آواز ایسی بلند اور دور رس ہوگی کہ ہر شخص اس کو ایسا سنے گا گویا اس کے پاس سے کوئی بلا رہا ہے یعنی جس روز سچی واقعی نہ کہ فرضی آواز کو سب لوگ سنیں گے آواز کا مضمون ہوگا اے سڑی گلی ہڈیو! خدا تم کو حکم دیتا ہے کہ زندہ ہو جاؤ۔ یہ سنتے ہی سب قبروں سے یا جہاں کہیں فنا ہو کر دبے دبائے ہوں گے نکل پڑیں گے۔ کیوں کہ وہ دن قبروں سے نکلنے کا ہوگا اس میں کچھ شک نہیں کہ ہم ہی دنیا کو زندگی بخشتے ہیں اور ہم ہی مار دیتے ہیں۔ کیوں کہ ہم ہی سب کچھ کرتے کراتے ہیں۔ سب دنیا کو ہمارے ساتھ وابستگی ہے اور ہماری طرف ہی سب کا رجوع ہے جیسا کہ معلول کو علت کی طرف رجوع ہوتا ہے۔ یہ وہ دن ہوگا جس دن یہ لوگ زمین کو پھاڑ کر فوراً نکل پڑیں گے۔ ان لوگوں کا خیال کہ ایسا خروج کیسے ہوگا؟ بالکل ناسمجھی پر مبنی ہے۔ یہ جمع کرلینا ہم پر بہت آسان ہے' کوئی بڑی بات نہیں۔ بھلا غور تو کریں کہ کسی چیز کا نئے سرے سے پیدا کرنا مشکل ہوتا ہے یا ایک دفعہ بن جانے کے بعد بنانا؟ تمہارا خیال ہی اگر مانا جائے تو اس کا جواب بس یہی کافی ہے کہ ایک دفعہ جب ہم نے دنیا کو بنا دیا تو اب دوبارہ بنانا اس کا پہلے کی نسبت آسان ہوگا۔ یہ جواب ان لوگوں کے مسلمہ پر ہے ورنہ ہم (خدا) کو تو سب کام آسان ہیں ہم سب کچھ کر سکتے ہیں مگر ہمارا حلم اور علم بھی بہت وسیع ہے۔ دیکھو جو جو کچھ یہ لوگ تیرے حق میں اے نبی! کہتے رہتے ہیں کہ یہ جادوگر ہے جھوٹا ہے وغیرہ یہ سب باتیں ہم خوب جانتے ہیں۔ مگر تو باوجود نبی ہونے کے آخر مخلوقات میں سے ایک مخلوق ہے۔ مخلوق کا حوصلہ خالق کے برابر نہیں ہوتا۔ اس لئے تو ان کی شرارت پر گھبراتا ہے مگر یاد رکھ کہ تو ان پر جابر حاکم کی طرح مسلط داروغہ نہیں ہے کہ ان کو جبراً مسلمان بنائے یا ان کے تعمیل نہ کرنے پر تجھ سے باز پرس ہو۔ بس تیرا فرض صرف یہی ہے اس سے زیادہ نہیں کہ جو شخص میرے (خدا کے) عذاب سے ڈرے تو اس کو قرآن پڑھ کر سمجھا دے نہ مانے تو اپنا سر کھائے

﴿والسلام بخیر شما بسلامت﴾

سورت الذاریات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالذّٰرِیٰتِ ذَرۡوًا ﴿۱﴾ فَالۡحٰمِلٰتِ وِقۡرًا ﴿۲﴾ فَالۡجٰرِیٰتِ یُسۡرًا ﴿۳﴾ فَالۡمُقَسِّمٰتِ

قسم ہے اڑانے والی ہواؤں کی- قسم ہے بادلوں کو اٹھانے والی ہواؤں کی- قسم ہے آسانی سے چلنے والی ہواؤں کی- قسم ہے تقسیم کار کرنے والی ہواؤں کی-

اَمۡرًا ﴿۴﴾ اِنَّمَا تُوۡعَدُوۡنَ لَصَادِقٌ ﴿۵﴾ وَّاِنَّ الدِّیۡنَ لَوَاقِعٌ ﴿۶﴾ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ

جو تم لوگوں کو وعدہ دیا جاتا ہے وہ بالکل سچ ہے اور بدلہ ضرور ملنے والا ہے- ہمیں زینت دار آسمان کی قسم

الۡحُبُکِ ﴿۷﴾ اِنَّکُمۡ لَفِیۡ قَوۡلٍ مُّخۡتَلِفٍ ﴿۸﴾ یُّؤۡفَکُ عَنۡہُ مَنۡ اُفِکَ ﴿۹﴾ قُتِلَ

ہے کہ تم لو بالکل ایک خام خیال میں ہو جو بھکنے والا ہوتا ہے وہ اس سے بہک جاتا ہے ایسی اٹکل پچو

الۡخَرّٰصُوۡنَ ﴿۱۰﴾ الَّذِیۡنَ ہُمۡ فِیۡ غَمۡرَۃٍ سَاہُوۡنَ ﴿۱۱﴾ یَسۡـَٔلُوۡنَ اَیَّانَ یَوۡمُ

رائیں لگانے والے ملعون ہیں جو غفلت میں بھولے ہوئے ہیں پوچھتے ہیں جزا کا دن کب ہوگا؟

سورۃ الذاریات

اے لوگو! ایک وقت آنے والا ہے کہ تم کو اپنے اعمال کا نتیجہ بھگتنا ہوگا- قسم ہے اڑانے والی ہواؤں کی، قسم ہی بادلوں کو اٹھانے والی ہواؤں کی، قسم ہے آسانی سے ادھر ادھر چلنے والی ہواؤں کی، قسم ہے بارش اور روئیدگی کی، تقسیم کار کرنے والی ہواؤں کی جو تم لوگوں کو وعدہ دیا جاتا ہے وہ بالکل سچ ہے اور نیک و بد اعمال کا بدلہ ضرور ملنے والا ہے- پس تم دل میں جمار کھو ؎

از مکافات عمل غافل مشو گندم از گندم بروئد جواز جو

باقی رہی تمہاری مخالفت اور اس مخالفت میں سر توڑ کوشش اور فضول گوئی سو سنو اس کی تو ہمیں ذرہ بھی پروا نہیں کیونکہ ہم تمہارے ہر کام سے واقف ہیں- ہمیں زینت دار آسمان کی قسم ہے کہ تم لوگ بالکل ایک خام خیال[1] اور ضعیف مقال میں ہو- تم لوگ منہ سے تو مخالفت کرتے ہو لیکن واقعات پیش آمدہ کے اثر میں تم خود بھی دب جاتے ہو- اس لیے اپنی مخالف بات میں خود تم کو شک ہو جاتا ہے مثلاً تم کہتے ہو کہ یہ رسول مسحور بلکہ پاگل ہے لیکن اس کے تمام کاموں میں ایک سلسلہ نظام جب دیکھتے ہو حالانکہ پاگل اور مسحور کے کاموں میں نظام نہیں ہوتا اس لیے تم خود شرمندہ ہو کر اس رائے کو چھوڑ دیتے ہو- مگر جو بھکنے والا ہوتا ہے وہ اس تمہارے کہنے سے بہک جاتا ہے اور بہکانے والے اسکے بہکنے کے ذمہ دار ہوتے ہیں- اسی لیے ہم اعلان کئے دیتے ہیں- کہ یہ لوگ مخالفین اسلام محض اٹکل پچو باتیں کرتے ہیں اور ایسی اٹکل پچو باتیں کرتے ہیں اور ایسی اٹکل پچو رائیں لگانے والے خدا کے ہاں ملعون ہیں جو غفلت اور بے پروائی میں بھولے ہوئے ہیں- جانتے ہی نہیں کہ ہماری غفلت کا انجام کیا ہوگا- لاکھ سمجھاؤ سمجھتے نہیں- لاکھ بتاؤ مانتے نہیں- ہاں اپنے خیال کے مضبوط اور اپنی دھن کے پکے ہیں دیکھو تو بطور مسخری اور استہزاء پوچھتے ہیں میاں تم مسلمان جو کہتے پھرتے ہو کہ انصاف اور جزاوسزا عامہ کا ایک دن ہے وہ جزا کا دن کب ہوگا؟

---

[1] تفسیر کبیر جلد: ۷ / صفحہ: ۶۳۰ (۱۲ منہ)

الدِّيْنِ ﴿١٢﴾ يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُوْنَ ﴿١٣﴾ ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ ۭ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ
جس دن آگ میں ان کو سینکا جائے گا لو عذاب چکھو یہی ہے جو تم

بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿١٤﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿١٥﴾ اٰخِذِيْنَ مَآ
جلدی مانگتے تھے کچھ شک نہیں کہ پرہیز گار باغوں اور چشموں میں ہوں گے جو کچھ ان کو ان کا پروردگار عطا

اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ ﴿١٦﴾ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ
کرے گا اس کو لئے ہوئے۔ یہ لوگ اس سے پہلے نیکو کار تھے یہ لوگ راتوں کو کس قدر

الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ﴿١٧﴾ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿١٨﴾ وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ
جاگا کرتے اور صبح کے وقت خدا سے بخشش مانگا کرتے تھے اور ان کے مالوں میں مانگنے

حَقٌّ لِّلسَّاۗىِٕلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴿١٩﴾
والوں اور نہ مانگنے والوں کا حق تھا

ذرا اس کی تاریخ اور ماہ و سنہ تو بتاؤ۔ مگر جانتے نہیں کہ اس کی تاریخ کا بتانا تو مصلحت خداوندی میں نہیں ہے اس لیے وہ مخفی ہی رہے گا۔ ہاں اتنا بتادیا جاتا ہے کہ وہ دن وہ ہوگا جس دن آگ میں ان کو سینکا جائے گا اور یہ لوگ اس دن گویا یہ شعر پڑھتے ہوں گے ؎

کباب سیخ ہیں ہم کروٹیں ہر سو بدلتے ہیں جو جل اٹھتا ہے یہ پہلو تو وہ پہلو بدلتے ہیں

ملائکہ ان کو کہیں گے لو اپنا بدلہ پاؤ اور عذاب چکھو۔ یہی ہے جو تم دنیا میں جلدی مانگتے تھے۔ سنو ان کے مقابلہ میں متقی لوگ ہیں جن کو پرہیز گار کہا جاتا ہے۔ کچھ شک نہیں کہ پرہیز گار باغوں اور چشموں میں ہوں گے جو کچھ ان کو ان کا پروردگار عطا کرے گا اس کو لیے ہوئے جو جی میں آئے گا کریں گے۔ جو دل میں آئے گا کھائیں گے۔ غرض دنیا بھر میں جتنی کچھ راحتوں کا تصور آسکتا ہے ان کو ملیں گی اور جو کچھ انکے خیال میں کبھی آیا نہیں ہوگا وہ بھی ملے گا کیا تم نے نہیں سنا؟

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد کسے را با کسے کارے نباشد؟

یہ انعام و اکرام ان کو اس لیے ملے گا کہ یہ لوگ اس روز قیامت سے پہلے نیکوکار اور صالح لوگ تھے ان کی نیکی کا نمونہ یہ ہے کہ یہ لوگ راتوں کو بغرض عبادت کس قدر[1] جاگا کرتے اور تہجد کے بعد یا شب خیزی کے بعد صبح کے وقت خدا سے بخشش مانگا کرتے تھے یعنی صبح سے پہلے تھوڑی رات رہتے اٹھتے تھے اور خدا کی یاد جتنی بھی ہو سکے کر کے صبح سویرے اپنے لیے اور اپنے ماں باپ کے لیے بلکہ جملہ مومنین کے لیے استغفار کرتے تھے۔ یہ تو ان کے عبادتی کام تھے اس کے علاوہ اور بھی کئی قسم کی نیکیاں کرتے تھے مثلاً مالدار ہونے کی صورت میں مال اتنا خرچ کرتے تھے کہ کہ دیکھنے والا سمجھے کہ ان کے مالوں میں حاجت مند مانگنے والوں اور نہ مانگنے والوں سب کا حق تھا۔ کیونکہ یہ لوگ ہر ایک حاجت مند کو بقدر حاجت دیا کرتے تھے اس لیے دیکھنے والے ناواقف کو خیال گزرتا تھا کہ ان لوگوں کی ان کے مالوں میں کسی قسم کی شرکت ہے۔ جب ہی تو دیکھتے ہی انکار نہیں کر سکتے بلکہ سائل کو فوراً دے دیتے ہیں۔ یہ تو ان لوگوں کا عملی طریق تھا۔ اب

[1] مایھجعون میں دو لفظ ہیں ھجع کے معنے ہیں رات کی نیند۔ قاموس میں ہے ﴿الھجوع النوم لیلا ما نافیہ﴾ ہے پس معنے یہ ہیں رات کو تھوڑا سا وقت نیند ترک کر دیتے تھے وہ تھوڑا سا وقت چاہے نماز تہجد کا ہو جیسے سورۃ بنی اسرائیل میں ہے ﴿ومن الیل فتھجد بہ﴾ یا نماز عشاء کا ہو جیسے ارشاد ہے ﴿اقم الصلوٰۃ طرفی النھار وزلفاً من الیل﴾ (پ۱۲-ع۱۰) زلفاً سے مراد عشاء کی نماز ہے ممکن ہے یہی مراد ﴿ما یھجعون﴾ سے ہو۔ اللہ اعلم ۱۲ (منہ)

وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِّلْمُوقِنِينَ ﴿٢٠﴾ وَفِي أَنفُسِكُمْ ۚ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ﴿٢١﴾ وَفِي السَّمَاءِ

یقین کرنے والوں کے لئے زمین میں کئی قسم کی نشانیاں ہیں اور خود تمہارے اندر بھی۔ کیا تم لوگ دیکھتے نہیں ہو اور تمہاری روزی

رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ ﴿٢٢﴾ فَوَرَبِّ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَا

اور تمہارا بدلہ جس کا تم کو وعدہ دیا جاتا ہے آسمان میں ہے پس آسمان اور زمین کے پروردگار کی قسم ہے کہ یہ ایسا سچ ہے جیسے تم خود

أَنَّكُمْ تَنطِقُونَ ﴿٢٣﴾ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ الْمُكْرَمِينَ ﴿٢٤﴾ إِذْ دَخَلُوا

بول رہے ہو کیا تم کو ابراہیم کے معزز مہمانوں کا قصہ پہنچا ہے؟ جب وہ ان کے پاس آئے

عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَامًا ۖ قَالَ سَلَامٌ قَوْمٌ مُّنكَرُونَ ﴿٢٥﴾ فَرَاغَ إِلَىٰ أَهْلِهِ فَجَاءَ

تو سلام عرض کیا ابراہیم نے بھی سلام کہا ابراہیم نے خیال کیا کہ یہ لوگ تو بالکل اجنبی ہیں اپنے گھر والوں کی طرف جلدی گئے اور موٹے بچھڑے

بِعِجْلٍ سَمِينٍ ﴿٢٦﴾ فَقَرَّبَهُ إِلَيْهِمْ قَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ ﴿٢٧﴾

کا بھنا ہوا گوشت لے آئے لاکر ان کے سامنے قریب رکھ دیا تو کہا کیا تم لوگ کھایا نہیں کرتے؟

سنئے یہ لوگ علمی طریق سے بھی بے نصیب نہ تھے بلکہ ہر ایک واقعہ کو دیدہ عبرت سے دیکھتے اور گوش ہوش سے سنتے تھے کیونکہ ان کو یہ ذہن نشین کرایا گیا تھا کہ سچائی پر یقین کرنے والوں کے لیے زمین میں کئی قسم کی نشانیاں ہیں اور خود تمہارے اندر بھی کئی ایک نشان ہیں۔ کیا تم لوگ دیکھتے نہیں ہو کہ ایک وقت ہوتا ہے کہ تم شیر بھی نہیں پی سکتے پھر شیر خوار بنتے ہو پھر رزق خور پھر جوان پھر بوڑھے۔ یہاں تک کہ پھر قبر میں لیٹ جاتے ہو۔ کیا یہ نشیب و فراز تم کو نہیں بتاتے کہ دنیا میں ہیر پھیر کرنے والی کوئی زبردست طاقت ہے جس کی شان یہ ہے ؎

اوست سلطان ہرچہ خواہد آں کند   عالمی را در دمے ویران کند

اس واسطے کہ تم کو بتایا جائے ہے کہ تم ہر وقت اسی کی طرف لگے رہو اور دل میں یقین رکھو کہ تمہاری روزی اور تمہارا بدلہ جس کا تم کو وعدہ دیا جاتا ہے آسمان میں ہے یعنی آسمانی حکم کے ماتحت ہے پس اے نبی! تو ان کو کہہ دے کہ آسمان اور زمین کے پروردگار کی قسم ہے کہ یہ میرا بیان مذکورہ بالا ایسا سچ ہے جیسے تم خود بول رہے ہو۔ یعنی جس طرح تم اپنے منہ سے بولے ہوئے کلام کو حقیقتاً اپنا سمجھتے ہو اور وہ ہوتا ہے تمہارا ہی۔ اسی طرح قرآنی بیان حق اور صادق مطابق واقع ہے۔ اس کا انکار کرنا سراسر خسران و نقصان ہے۔ آؤ تم کو نقصان اٹھانے والی قوم کا ذکر سنائیں تاکہ تم نقصان سے بچو۔ کیا تم کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آنے والے معزز مہمانوں کی صورت میں فرشتوں کا قصہ پہنچا ہے؟ جب ان کے پاس آئے تو سلام عرض کیا۔ حضرت ابراہیمؑ نے بھی جواب میں سلام کہا۔ چونکہ وہ فرشتے تھے جو نقصان اٹھانے والی قوم لوطیوں کی تباہی کے لیے بھیجے گئے تھے اس لیے حضرت ابراہیمؑ ان کو پہچان نہ سکے اور دل میں خیال کیا کہ یہ لوگ بالکل اجنبی ہیں مگر مہمان داری کے خیال سے ان کے کھانے کی فکر میں اپنے گھر والوں کی طرف جلدی گئے اور موٹے تازے بچھڑے کا بھنا[1] ہوا گوشت لے آئے اور لاکر ان کے سامنے قریب رکھ دیا۔ مگر وہ فرشتے تھے وہ کیسے کھاتے۔ جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ اس کھانے کی طرف نہیں جھکتے تو حضرت ابراہیمؑ نے ان کو کہا کیا تم لوگ کھایا نہیں کرتے؟ اگر کھاتے ہو تو اسے کیوں نہیں کھاتے؟ اور اگر نہیں کھایا کرتے تو کیوں نہیں کھاتے؟

[1] بعجل حنیذ کی طرف اشارہ ہے۔

فَاَوۡجَسَ مِنۡهُمۡ خِيۡفَةً ؕ قَالُوۡا لَا تَخَفۡ ؕ وَبَشَّرُوۡهُ بِغُلٰمٍ عَلِيۡمٍ ﴿۲۸﴾ فَاَقۡبَلَتِ امۡرَاَتُهٗ

اور ان سے ابراہیم دل میں ڈرے فرشتوں نے کہا اندیشہ نہ کیجئے اور انہوں نے ان کو ایک علم دار لڑکے کی خوشخبری دی۔ سو ان کی بیوی بولتی ہوئی آگے آئی

فِىۡ صَرَّةٍ فَصَكَّتۡ وَجۡهَهَا وَقَالَتۡ عَجُوۡزٌ عَقِيۡمٌ ﴿۲۹﴾ قَالُوۡا كَذٰلِكِ ۙ قَالَ

اور اپنے ماتھے کو پیٹ کر بولی میں تو بوڑھی بانجھ ہوں۔ فرشتوں نے کہا واقعہ تو یہی ہے آپ کے پروردگار

رَبُّكِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الۡحَكِيۡمُ الۡعَلِيۡمُ ﴿۳۰﴾

نے فرمایا ہے کہ میں بڑی حکمت والا علم والا ہوں

ان کی خاموشی اور ترک طعام سے حضرت ابراہیم دل میں ڈرے کہ یہ خدا کے فرستادہ ہیں' خدا نہ کرے کہ اس بستی پر کوئی عذاب نازل کریں چنانچہ حضرت ابراہیمؑ کے چہرہ سے خوف محسوس ہوتا تھا یہ دیکھ کر فرشتوں نے کہا حضرت اندیشہ نہ کیجئے آپ کے اور آپ کی بستی کے برخلاف کوئی کارروائی نہیں کی جائیگی بلکہ ہم تو ایک اور بدکار قوم کی طرف آئے ہیں درمیان میں آپ سے بھی شرف نیاز حاصل کرنے کا حکم تھا اور ایک بات کی بابت آپ کو خوشخبری عرض کرنی تھی یہ کہہ کر انہوں نے حضرت ابراہیمؑ کو ایک حلیم سلیم علمدار لڑکے کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی کہ خدا آپ کو ایک فرزند دلبند عطا[1] کرے گا۔ سو یہ سن کر ان کی بیوی سارہ بولتی ہوئی حیرت زدہ آگے آئی اور عورتوں کی طرح اپنے ماتھے کو پیٹ کر بولی میں جنوں گی؟ میں تو عمر کی بوڑھی اور اولاد سے بانجھ ہوں۔ میاں ہر کام کا وقت ہوتا ہے۔ ساری عمر نہ جنی تو اب کیا خاک جنوں گی؟ آپ کی مراد شاید بجائے حقیقت کے مجاز ہو گی یعنی بجائے میرے کسی قریبی کی اولاد ہو گی۔ یہ سن کر فرشتوں نے کہا اس میں شک نہیں کہ واقعہ تو یہی ہے کہ آپ بوڑھی ہیں بانجھ ہیں مگر ہم بھی اپنی طرف سے نہیں کہتے۔ بلکہ آپ کے پروردگار کا حکم سناتے ہیں۔ اس نے فرمایا ہے کہ میں بڑی حکمت والا علم والا ہوں۔ میرے سامنے کوئی کام انہونا نہیں میرے علم سے کوئی چیز باہر نہیں۔ میں سب کچھ جانتا اور سب کچھ کر سکتا ہوں۔

---

[1] ہمارے ملک پنجاب کے ملہم مرزا صاحب قادیانی نے بھی بخیال خویش خدائی الہام سے اعلان کیا تھا کہ میرے گھر میں لڑکا پیدا ہو گا جو دنیا کو نور اور ہدایت سے بھر دے گا۔ جب ایک لڑکا پیدا ہوا تو مرزا صاحب موصوف نے عام اشتہار دیا کہ یہی موعود لڑکا ہے مگر وہ چند ماہ زندہ رہ کر مر گیا نہ اس سے دنیا کو ہدایت پہنچی نہ نور۔ تفصیل اس کی ہماری کتاب "تاریخ مرزا" میں ملتی ہے (منہ)

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۲﴾

ابراہیم نے کہا رسولو! اصل کام تمہارا کیا ہے؟ وہ بولے ہم ایک بدکار قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں

لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ ﴿۳۳﴾ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۴﴾

تاکہ ان پر مٹی کے جمے ہوئے پتھر برسائیں جو تیرے پروردگار کے پاس بیہودہ لوگوں کے لئے مقرر ہوچکے ہیں

فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۵﴾ فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ

تو جو لوگ اس میں باایمان تھے ہم نے ان کو نکال لیا تھا مگر ساری بستی میں ہم نے ایک گھر سے زیادہ کوئی مسلمان

الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۳۶﴾ وَتَرَكْنَا فِيْهَآ اٰيَةً لِّلَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۳۷﴾ وَ

نہ پایا اور جو لوگ دردناک عذاب سے ڈرا کرتے ہیں ان کے لئے ہم نے اس بستی میں ایک بہت بڑی نشانی باقی رکھی اور

فِيْ مُوْسٰٓى اِذْ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى فِرْعَوْنَ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۸﴾ فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ وَ

موسیٰ کے واقعہ میں نشان ہیں جس وقت ہم نے اس کو فرعون کی طرف روشن محبت کے ساتھ بھیجا تو فرعون اپنے زور کے گھمنڈ سے

قَالَ سٰحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ﴿۳۹﴾

روگرداں ہوا اور بولا کہ یہ تو بڑا جادوگر ہے یا پاگل

اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرشتوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا اے خدا کے بھیجے ہوئے رسولو! تمہارے انداز گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر تمہارا آنا سرسری ہے تو اصل کام تمہارا کیا ہے جس کے لیے تم آئے ہو؟ وہ فرشتے بولے ہم ایک بدکار قوم لوطیوں کی طرف بھیجے گئے ہیں تاکہ ان پر مٹی کے جمے ہوئے پتھر برسائیں جو تیرے پروردگار کے پاس بیہودہ لوگوں کے لیے مقرر ہو چکے ہیں یعنی ایسے لوگوں کی سزا جو بصورت سنگ باری خدا کے ہاں مقرر ہے وہ ان کو دینے کے لیے ہم دنیا میں آئے ہیں حضرت ابراہیمؑ نے ان کے اس کہنے پر چند سوال کئے جن کے جواب ان کو دیئے[1] گئے- چنانچہ وہ فرشتے حضرت ابراہیمؑ سے فارغ ہو کر حضرت لوط کی بستی میں آئے تو ہمارے حکم سے انہوں نے ان کو ہلاک کر دیا یہ نہیں کہ بلا تمیز ساری بستی کو مار ڈالا بلکہ جو لوگ اس میں باایمان رہتے تھے ہم نے ان کو تباہ ہونے والوں میں سے نکال لیا تھا اور باقی لوگوں کو ہلاک کر دیا ساری بستی میں ہم نے ایک گھر سے زیادہ کوئی مسلمان نہ پایا- افسوس ؎

آنچہ پر جستیم وکم دیدیم وبسیار ست ونیست نیست جز مسلم دریں عالم کہ بسیار ست ونیست

اور جو لوگ اعمال بد کی سزا میں دردناک عذاب سے ڈرا کرتے ہیں ان کی ہدایت کے لیے ہم نے اس بستی میں ایک بہت بڑی نشانی باقی رکھی جو اس کی کھنڈر کی صورت میں تھی- بعد ہلاکت جو بستی کو دیکھتا وہ حیران ہو کر کہتا

ابھی اس راہ سے گزرا ہے کوئی کہے دیتی ہے شوخی نقش پا کی

اسی طرح فرعون اور موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں عبرت کے نشان ہیں خاص کر جس وقت ہم (خدا) نے اس حضرت موسیٰ کو فرعون کی طرف روشن حجت کے ساتھ بھیجا- یعنی صاف صاف اور صریح معجزات اور آیات بینات اس کو دیں تاکہ وہ ایسے باجبروت بادشاہ فرعون کے سامنے مغلوب نہ ہو- حضرت موسیٰ روحانی قوت سے دربار فرعونی میں پہنچے تو فرعون نے اس کے معجزات دیکھ کر اپنے زور کے گھمنڈ سے روگرداں ہوا اور بولا کہ یہ تو بڑا جادوگر ہے یا پاگل- جادوگری تو اس میں یہ ہے کہ جو اس کے پاس جاتا ہے اسی کا ہو جاتا ہے اور پاگل پن اس میں یہ ہے کہ ایسے بڑے شاہزور بادشاہ کی مخالفت کرتا ہے جو ایک اشارہ سے اس کو فنا کر دے-

[1] ﴿قال ان فیها لوطا﴾ کی طرف اشارہ ہے (۱۲ منہ)

وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٤٩﴾ فَفِرُّوا إِلَى اللَّهِ ۖ إِنِّي

اور ہم نے ہر چیز کی دو دو قسمیں پیدا کی ہیں تاکہ تم نصیحت پاؤ- پس تم لوگ اللہ کی طرف لپک آؤ میں

لَكُمْ مِنْهُ نَذِيرٌ مُبِينٌ ﴿٥٠﴾ وَلَا تَجْعَلُوا مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ ۖ إِنِّي لَكُمْ مِنْهُ نَذِيرٌ

اسی کی طرف سے تم کو صاف صاف ڈرانے والا ہوں اور اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود مقرر نہ کرو' میں یقیناً تم کو اس کی طرف سے صاف صاف

مُبِينٌ ﴿٥١﴾ كَذَٰلِكَ مَا أَتَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا قَالُوا سَاحِرٌ أَوْ

ڈرانے والا ہوں- اسی طرح ان سے پہلے لوگوں کے پاس بھی جب کبھی کوئی رسول آیا تو انہوں نے کہا کہ یہ جادوگر ہے یا

مَجْنُونٌ ﴿٥٢﴾ أَتَوَاصَوْا بِهِ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُونَ ﴿٥٣﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَا

مجنوں- کیا انہوں نے آپس میں اس کی وصیت کر رکھی ہے بلکہ یہ لوگ سرکش قوم ہیں- پس تو ان سے منہ پھیر لے تجھ کو

أَنْتَ بِمَلُومٍ ﴿٥٤﴾ وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٥٥﴾

کسی طرح کی ملامت نہیں- ہاں تو نصیحت کرتا رہ کیونکہ نصیحت ایمانداروں کو فائدہ کرتی ہے

اسی میں تمہارے لیے پانی کے چشمے ہیں کیا اب بھی کسی کو ہمارے نعم الماہد ہونے میں شک ہے اور سنو اسی آسمان وزمین کی پیدائش پر کیا حصر ہے- ہم نے ہر ایک چیز کی دو دو قسمیں پیدا کی ہیں' ایک ادنیٰ اور ایک اعلیٰ اپنے ملک کے آموں اور دوسرے میوہ جات کو دیکھو کیسی کیسی قسمیں پیدا کی ہیں تاکہ تم آثار قدرت دیکھ کر نصیحت پاؤ- پس اے نبی! یہ بھی ان لوگوں کو کہہ دو کہ تمہارے نصیحت پانے کے یہ معنے نہیں کہ معمولی طور پر سبحان اللہ کہہ دیا کرو' بس بلکہ یہ معنے ہیں کہ تم لوگ اللہ کی طرف لپک کر آؤ یعنی اسی کے ہو رہو' اسی سے مانگو' اسی کے آگے گڑگڑاؤ- دیکھو میں اس کی طرف سے تم کو صاف صاف ڈرانے والا ہوں- یعنی صاف صاف لفظوں میں سناتا ہوں کہ برے کاموں کا نتیجہ برا ہے بس تم برائیوں سے باز آؤ- خاص کر شرک جیسی برائی سے بالکل الگ رہو اور اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود مقرر نہ کرو نہ کسی نبی کو نہ ولی کو نہ کسی بت کو نہ دیوی کو نہ کسی پہاڑ کو نہ زمین کو کیونکہ یہ سب چیزیں اس کی مخلوق ہیں نہ کسی کو اس کے سامنے ہستی کا دعویٰ ہے بالکل سچ ہے ؎

ہمہ نیست ند آنچہ ہستی توئی

سنو میں یقیناً تم کو اس اللہ کی طرف سے صاف صاف ڈرانے والا ہوں- لوگو! اللہ کے عذاب سے بچ جاؤ- مگر دنیادار لوگ اپنی اغراض و مقاصد میں پھنسے ہوئے منہمک ہیں' وہ صاف صاف سنانے والوں کو بنظر حقارت دیکھتے اور سنتے ہیں- اسی طرح ان سے پہلے لوگوں کے پاس بھی جب کبھی کوئی رسول آیا تو انہوں نے یہی کہا جادوگر ہے یا مجنوں- یہ مختلف اقوال اس لیے تھے کہ بعض نے وہ کہا اور بعض نے یہ باوجود بعد زمانہ کے یہ- لوگ خیالات و عقائد میں پہلے لوگوں سے متفق ہیں- کیا انہوں نے آپس میں ایک دوسرے کو اس کام کی وصیت کر رکھی ہے کہ ہمارے بعد تم بھی ایسا کرنا؟ ان دونوں قوموں کے حالات دیکھنے والے کو خیال ہوگا کہ ایسا ہی کیا ہوگا مگر دراصل یہ بات نہیں بلکہ یہ لوگ بذات خود سرکش قوم ہیں- پس تو اے نبی! ان سرکشوں سے منہ پھیر لے یعنی بعد تبلیغ کے ان کی بیہودہ گوئی کی کچھ پرواہ نہ کر' ایسا کرنے میں تجھ کو کسی طرح کی ہماری طرف سے یا پبلک کی جانب سے کوئی ملامت نہیں- ہاں تو اپنے کام میں لگا رہ اور وعظ و نصیحت کرتا رہ کیونکہ نصیحت ایمانداروں کو فائدہ دیا کرتی ہے- کسی سرکش گروہ کی سرکشی یا کسی مخالف شخص کی مخالفت سے اصلاح کا کام چھوڑنا نہیں چاہیے- ورنہ کسی وقت بھی اصلاحی کام نہ چل سکے گا کیونکہ جب کبھی اصلاح شروع کی جاوے گی معاندین مقابلے پر کھڑے ہو جائیں گے-

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿٥٦﴾ مَا أُرِيدُ مِنْهُمْ مِنْ رِزْقٍ وَمَا
اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں اور میں ان سے رزق کا طالب نہیں ہوں اور نہ یہ

أُرِيدُ أَنْ يُطْعِمُونِ ﴿٥٧﴾ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ ﴿٥٨﴾ فَإِنَّ
چاہتا ہوں کہ مجھے کھانا کھلائیں' اللہ ہی بڑا رزق دینے والا' قوت والا' زبردست ہے۔ ان ظالموں کے

لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذَنُوبًا مِثْلَ ذَنُوبِ أَصْحَابِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُونِ ﴿٥٩﴾ فَوَيْلٌ
ذمہ بہت سے گناہ لگے ہوئے ہیں جیسے ان سے پہلے لوگوں کے ذمہ تھے پس یہ لوگ جلدی نہ کریں پھر جس دن کے

لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ يَوْمِهِمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ﴿٦٠﴾
عذاب سے ان کو ڈرایا جاتا ہے اس دن منکروں کے لئے افسوس ہوگا

ع ۳/۱۴

تو کیا ان کے ایسا کرنے سے کام چھوڑ دیا جائے گا؟ ہرگز نہیں بلکہ یہ سمجھنا چاہیے کہ جہاں سرکش اور مفسد لوگ ہیں سلیم القلب اور اصلاح پسند بھی دنیا میں موجود ہیں۔ میرے (خدا کے) نزدیک وہی لوگ مومن ہیں اور وہی لوگ خلق کائنات کے مقصود کے حصول کا ذریعہ ہیں کیونکہ میں (خدا) گو اپنی ذات میں غنی ہوں' مجھے اپنے افعال میں کوئی ذاتی غرض ملحوظ نہیں ہوتی جس سے میری ذاتی تکمیل ہو اور میں اپنا کوئی نقصان پورا کروں مگر یہ بھی تو ہے کہ بغیر کسی خاص غرض کے کوئی کام کرنا عقلمندی اور حکمت سے خالی ہے۔ اس لیے میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔ اس عبادت کرانے سے میری ذات میں کوئی تکمیل نہیں ہوگی بلکہ انہی کا فائدہ ہوگا اور میں ان کو پیدا کر کے ان سے رزق کا طالب نہیں ہوں اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ تنگی اور بھوک کے وقت مجھے کھانا کھلائیں' ان تمام شبہات کے رفع کرنے کو اعلان کر دیجئے کہ اللہ ہی بڑا رزق[1] دینے والا' قوت والا' زبردست ہے۔ باوجود محتاج اور مرزوق خدا ہونے کے پھر بھی یہ لوگ اللہ کی بے فرمانی سے ظلم کا ارتکاب کرتے ہیں تو جو لوگ ایسا ظلم کرتے ہیں جس میں مخلوق کی حق تلفی ہوتی ہے ایذا رسانی ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ بوجہ شرک و کفر کے خدا کی بھی حق تلفی ہوتی ہے۔ ان ظالموں کے ذمہ بہت سے گناہ لگے ہوئے ہیں جیسے ان سے پہلے لوگوں کے ذمہ تھے جو ایک روز ان کو بھگتنے ہوں گے۔ پس یہ لوگ جلدی نہ کریں وقت آتا ہے ان کو معلوم ہو جائے گا کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ پھر جس دن کے عذاب سے ان کو ڈرایا جاتا ہے اس دن منکروں کے لیے اس روز افسوس ہوگا۔ وہ خود اپنی حالت کو قابل افسوس پائیں گے۔ مگر وہ پچھتانا ان کو مفید نہ ہوگا۔ بہتر ہے کہ اس سے پہلے ہی انتظام کر لیں

﴿فاعتبروا یا اولی الابصار﴾

---

[1] آج ۷ ستمبر ۱۹۲۱ء کو میں اس آیت کی تفسیر لکھ رہا ہوں ابر محیط ہے۔ بارش کی سخت ضرورت ہے' قحط نمودار ہے' آئندہ کو قحط کا مزید خطرہ ہے کہ یکایک خدا کی رحمت نے بر محل نزول فرمایا تو میرے دل میں اس آیت کی تفسیر جو پہلے تھی اس مشاہدہ سے اور مضبوط ترین ذہن نشین ہو گئی کہ واقعی خدا بڑا رزاق ہے جو ایک بارش سے کروڑہا بندگان اور حیوانات کو رزق دے دیتا ہے سچ ہے ۔

نہ بارد ہوا تا نہ گوئی بیار زمین ناورد تا نہ گوئی بیار

(منہ)

سورت الطور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

وَالطُّوْرِ ۝ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ۝ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ۝ وَّالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ ۝

قسم ہے کوہ طور کی اور کتاب کی جو بڑے بڑے کاغذوں میں لکھی ہوئی ہے اور آباد گھر کی

وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ ۝ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ۝ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۝ مَّا

اور اونچی چھت کی اور جوش مارنے والے سمندر کی' تمہارے پروردگار کا عذاب ضرور واقع ہوگا- اس کو

لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ۝ يَّوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا ۝ وَّتَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ۝ فَوَيْلٌ

کوئی دفع کرنے والا نہیں ہوگا- جس روز آسمان بڑی تیز حرکت کرے گا اور پہاڑ بڑی سرعت سے پھریں گے پھر اس روز

يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ خَوْضٍ يَّلْعَبُوْنَ ۝ يَوْمَ يُدَعُّوْنَ

مکذبین کی بڑی خرابی ہوگی جو بیہودہ بکواسوں میں کھیل تماشا کرتے رہتے ہیں' جس روز یہ لوگ جہنم

اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ۝ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ اَفَسِحْرٌ هٰذَآ

کی طرف دھکیلے جائیں گے- کہا جائے گا یہی آگ ہے جس کی تم لوگ تکذیب کیا کرتے تھے بھلا یہ جادو ہے

اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ ۝

یا تم نہیں دیکھتے-

سورۃ الطور

اے ہمارے پیغمبر علیک السلام! آئندہ کے وعدوں کی بابت جو کچھ ہم بتاویں تجھے تو اس کے ماننے میں کسی طرح کا شک نہیں ہے البتہ تیرے مخالفوں کو ضرور انکار ہے- سو ہمیں قسم ہے کوہ طور کی اور الہامی کتاب قرآن مجید کی جو بڑے بڑے کاغذوں میں لکھی ہوئی ہے اور آباد گھر یعنی عبادت خانوں کی (جن میں ملائکہ اور انسان بکثرت آیا جایا کرتے ہیں) بلند اور اونچی چھت کی طرح آسمانوں کی اور جوش مارنے والے سمندر کی- ان قسموں کا جواب کیا ہے' وہ سنو تمہارے پروردگار کا عذاب جو بدکاریوں پر موعود ہے' ضرور واقع ہوگا' اس کو کوئی دفع کرنے والا نہیں- وہ اس روز ہوگا جس روز آسمان فنا ہونے سے کچھ پہلے حکم الٰہی کے ماتحت اپنے محور پر بڑی تیز حرکت کرے گا اور پہاڑ بڑی سرعت سے پھریں گے یعنی آسمان زمین اور پہاڑ سب کی حرکت موجودہ حرکت سے بہت تیز ہو کر دنیا کو فنا کر دے گی' اس کے بعد نئے سرے سے دنیا بنے گی- اس روز کا نام روز قیامت ہے- پھر اس روز مکذبین یعنی خدا اور اس کے رسولوں کے حکموں کی تکذیب اور انکار کرنے والوں کی بڑی خرابی ہوگی جو بیہودہ بکواسوں میں کھیل تماشا کرتے رہتے ہیں جس روز یہ لوگ بڑی ذلت اور خواری سے جہنم کی طرف دھکیلے جائیں گے جب اسے دیکھ کر چیں بچیں ہوں گے تو ان کو کہا جائے گا یہی وہ جہنم کی آگ ہے جس کی تم لوگ تکذیب کیا کرتے تھے بلکہ بتانے والوں کو کبھی ساحر اور کبھی مسحور کہا کرتے تھے- بھلا دیکھو تو سہی یہ جو تم کو اس وقت نظر آ رہا ہے یہ جادو ہے جس کی وجہ سے تم معدوم چیز کو موجود سمجھتے ہو یا تم نہیں دیکھتے- ذرا آنکھ کھول کر دیکھو تو سہی تمہارے سامنے کیا ہو رہا ہے؟

اِصۡلَوۡهَا فَاصۡبِرُوۡۤا اَوۡ لَا تَصۡبِرُوۡا ۚ سَوَآءٌ عَلَيۡكُمۡ ؕ اِنَّمَا تُجۡزَوۡنَ مَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۶﴾

اس میں داخل ہو جاؤ پھر صبر کرنا یا نہ کرنا تمہارے حق میں سب برابر ہے- اس کے سوا کوئی بات نہ ہو گی کہ تم لوگوں کو وہی بدلہ ملے گا جو تم کرتے رہے-

اِنَّ الۡمُتَّقِيۡنَ فِىۡ جَنّٰتٍ وَّنَعِيۡمٍۙ ﴿۱۷﴾ فٰكِهِيۡنَ بِمَاۤ اٰتٰٮهُمۡ رَبُّهُمۡ ۚ وَوَقٰٮهُمۡ رَبُّهُمۡ

پرہیز گار باغوں اور نعمتوں میں ہیں جو کچھ ان کے پروردگار نے ان کو دیا ہے اس کے ساتھ مزے کر رہے ہیں اور ان کو ان کے رب نے جہنم

عَذَابَ الۡجَحِيۡمِ ﴿۱۸﴾ كُلُوۡا وَاشۡرَبُوۡا هَنِيۡٓـئًا ۢ بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَۙ ﴿۱۹﴾ مُتَّكِـِٕيۡنَ

کے عذاب سے بچالیا ہے- اپنے کاموں کے بدلے میں مزے سے کھاؤ پیو- بچھے ہوئے تختوں

عَلٰى سُرُرٍ مَّصۡفُوۡفَةٍ ۚ وَزَوَّجۡنٰهُمۡ بِحُوۡرٍ عِيۡنٍ ﴿۲۰﴾ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَاتَّبَعَتۡهُمۡ

پر بیٹھ کر اور ہم نے سفید رنگ کی موٹی آنکھوں والی عورتوں سے ان کو جوڑا بنادیا اور جو ایماندار ہیں اور ان کی اولاد بھی ان کے تابع ہے تو ہم

ذُرِّيَّتُهُمۡ بِاِيۡمَانٍ اَلۡحَقۡنَا بِهِمۡ ذُرِّيَّتَهُمۡ وَمَاۤ اَلَـتۡنٰهُمۡ مِّنۡ عَمَلِهِمۡ مِّنۡ شَىۡءٍ ؕ

نے ان کی اولادوں کو ان کے ساتھ ملا دیا ہے اور کے اعمال سے ہم نے کوئی کمی نہیں کی ہر ایک

كُلُّ امۡرِیءٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيۡنٌ ﴿۲۱﴾

آدمی اپنے کئے میں پھنسا ہوا ہے

اچھا دیکھو یا نہ دیکھو چلو اس میں داخل ہو جاؤ پھر بعد داخلہ اس کی تکلیفوں پر صبر کرنا یا نہ کرنا تمہارے حق میں سب برابر ہیں- صبر کرنے سے عذاب میں کچھ تخفیف نہ ہو گی نہ کرنے سے زیادتی نہ ہو گی بلکہ اس کے سوا کوئی بات نہ ہو گی کہ تم لوگوں کو وہی بدلہ ملے گا جو تم دنیا میں کرتے رہے- سنو تمہارے مقابل لوگ جن کو تم لوگ حقارت کی نظر سے دیکھا کرتے تھے یعنی پرہیز گار مسلمان جن کو تم لوگ ملیچھ اور ڈشٹ بلکہ شودر کہا کرتے تھے کچھ شک نہیں کہ وہ پرہیز گار آج کامیاب ہیں- دیکھو وہ آج باغوں اور نعمتوں میں ہیں جو کچھ ان کے پروردگار نے ان کو دیا ہے اس کے ساتھ مزے کر رہے ہیں اور ان کو ان کے رب نے جہنم کے عذاب سے بچالیا ہے- اس کے مقابل تم لوگ اپنی حالت کو دیکھو کہ دوزخ میں پڑے سڑ رہے ہو- ایک طرف جہنم کا عذاب ہے دوسری طرف زمہریر کی مصیبت ہے الامان والحفیظ- دیکھو تو پرہیز گار مسلمان کس عیش و عشرت میں ہیں- ان کو اجازت ہے کہ اپنے نیک کاموں کے بدلہ میں مزے سے کھاؤ اور پیو' بچھے ہوئے تختوں پر آرام سے بیٹھ کر جیسے امیر لوگ گاؤ تکئے لگائے بیٹھے ہیں اور دیکھو ہم نے ان کو صرف کھانا پینا ہی نہیں دیا بلکہ زندگی کا پورا لطف دیا ہو گا جسکی صورت یہ ہو گی کہ بڑی خوبصورت سفید رنگ کی موٹی آنکھوں والی عورتوں سے ان کا جوڑا بنادیا تاکہ ان کو تجرد کی تکلیف نہ ہو اور وہ خوب مزے سے گزاریں- کھائیں پئیں اور مزے کریں- غور کرو ان لوگوں کی کیسی پاک زندگی ہو گی اور سنو ہمارے (خدا کے) ہاں یہ بھی ایک قانون ہے جو ایماندار پرہیز گار ہیں اور ان کی اولاد بھی ایمان کے کاموں میں ان کی تابع ہے یعنی ماں باپ کی طرح بیٹا بیٹی بھی عمل صالح کرتے ہیں تو ہم نے ان کی اولادوں کو ان صالحین ماں باپ کے ساتھ ملا دیا ہے یعنی جیسے ماں باپ اور اولاد اعمال صالحہ میں ملتے جلتے ہیں ان کو قریب قریب جگہ دی گئی ہے اور ان والدین اور اولاد کے اعمال سے ہم نے کوئی کمی نہیں کی- ہمارا ایک عام قانون ہے جس سے لوگ اہل جنت مستثنیٰ ہوں گے وہ قانون یہ ہے کہ ہر آدمی اپنے کئے ہوئے اعمال کی سزا میں پھنسا ہوا ہے' اس سے اسے فرصت نہ ہو گی- ہاں جنتی لوگ ہر طرح کی بندش سے آزاد[1] ہیں-

[1] اس استثناء کا ثبوت سورۂ مدثر کی آیت سے ملتا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں ﴿كل نفس بما كسبت رهينة الا اصحاب اليمين﴾ یعنی سوائے اہل جنت کے سب لوگ اپنے کئے میں گرو (پھنسے ہوئے) ہوں گے-

وَ اَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۲۲﴾ يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَاْسًا لَّا لَغْوٌ

اور ہر طرح کے پھل پھول اور ہر قسم کے گوشت سے جو بھی وہ چاہتے ہیں ہم نے ان کو وافر دے رکھا ہے۔ وہ اس میں ایک دوسرے کو پیالے بھر بھر کر دے رہے ہیں

فِيْهَا وَلَا تَاْثِيْمٌ ﴿۲۳﴾ وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿۲۴﴾ وَاَقْبَلَ

اس میں نہ لغو حرکت اور نہ گناہ کا کام ہے اور ان کے چھوٹے چھوٹے بچے ان کے ارد گرد پھر رہے ہیں گویا وہ چمکتے ہوئے موتی ہیں اور وہ ایک دوسرے

بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ قَالُوْۤا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِيْۤ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ ﴿۲۶﴾

کی طرف متوجہ ہو کر باہمی سوال کریں گے۔ وہ کہیں گے ہم تو اس سے پہلے اپنے اہل و عیال میں ڈرتے رہتے تھے

فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ ؕ اِنَّهٗ

خدا نے ہم پر احسان کیا اور ہم کو عذاب دوزخ سے بچا لیا۔ ہم تو پہلے سے اسی کو پکارتے تھے بے شک وہی

هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ ﴿۲۸﴾ؑ فَذَكِّرْ فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ ﴿۲۹﴾ؕ

بڑا محسن مہربان ہے۔ پس تو نصیحت کیا کر تو خدا کے فضل سے نہ تو کاہن ہے نہ مجنون ہے

ع ۳۸/۲

اور ہر طرح کے پھل پھولوں اور ہر طرح کے گوشت سے جو بھی وہ چاہتے ہیں ہم نے ان کو خوب وافر دے رکھا ہے۔ وہ اس بہشت میں ایک دوسرے کو شراب کے پیالے بھر بھر کر دے رہے ہیں کیسی شراب؟ ایسی کہ اس میں نہ نشہ اور نہ نشہ کے اثر سے کوئی لغو حرکت اور نہ کوئی گناہ کا کام ہے۔ اس کے علاوہ ان پر ایک مہربانی یہ بھی ہے کہ وہ متوحشانہ زندگی نہیں گزارتے بلکہ خانگی صورت میں جو امور دل بستگی کا ذریعہ ہوتے ہیں ان کو یہاں بھی میسر ہیں۔ مثلاً ان کی بیویاں ہیں اور ان کے چھوٹے چھوٹے بچے جو لڑکپن میں دنیا میں مر گئے یا ان کی حسب خواہش وہاں جنت ہی میں پیدا ہوئے ہیں' ان کے ارد گرد ایسے پھر رہے ہیں گویا وہ چمکتے ہوئے موتی ہیں۔ لطف یہ کہ وہ بچے بچے ہی رہیں گے تاکہ ان کی دل بستگی اور تفریح کا سبب بنے رہیں۔ وہ ان بچوں کو دیکھ دیکھ کر دل خوش کریں اور وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر باہمی سوال کریں گے' میاں اتنی بڑی نعمت ہم کو کون سے عمل کے بدلے میں ملی ہے؟ ہمارے اعمال تو ایسے نہ تھے۔ اس لئے وہ کہیں گے ہم تو اس سے پہلے اپنے اہل و عیال میں ڈرتے رہتے تھے کہ کہیں ہماری سستی یا کم عملی کے باعث خدا ہم پر خفا نہ ہو جائے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا خوف ہی ہم کو کام آ گیا اسی خوف کی برکت سے خدا نے ہم پر احسان کیا اور محض اپنے فضل و کرم سے ہم کو عذاب دوزخ سے بچا لیا ورنہ ہمارا نہ تو کوئی وسیلہ تھا نہ ہمارا کوئی مددگار۔ اس لئے ہم تو پہلے ہی سے اسی کو پکارتے اور اسی سے دعائیں مانگا کرتے تھے اور دل میں یقین تھا کہ بیشک وہی بڑا محسن اور اپنے بندوں پر مہربان ہے یہی ہمارا ایمان تھا اور یہی ہمارا کام۔ مختصر یہ کہ ہم اپنی دنیاوی زندگی میں سوائے خدا کے کسی اور کو اپنا سہارا نہ جانتے تھے اور نہ اس کے سوا کسی سے حاجت طلب کرتے تھے اسی عقیدہ پر ہم خود رہے اور دوسروں کو بھی بلایا۔ ساری زندگی میں ہماری یہی پکار رہی

لگاؤ تو لو اس سے اپنی لگاؤ جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ

اے نبی! تو نے یہ سن لیا کہ سب سے اچھا اعتقاد اور اچھا کام یہ ہے کہ خدا کی طرف بلایا جائے پس تو لوگوں کو ان باتوں کی نصیحت کیا کر تو خدا کے فضل سے نہ تو کاہن[1] ہے کہ لوگوں پر دم جھاڑا کرے نہ مجنوں ہے۔ یہ تو سب کچھ ان لوگوں کے خیالات کا عکس ہے جو تجھے کبھی کچھ کہتے ہیں کبھی کچھ۔

شان نزول

[1] عرب کے لوگ آنحضرت ﷺ کے حق میں مختلف رائیں رکھتے تھے بلحاظ تاثیر کلام آپ کو کاہن کہتے۔ کاہن عرب میں جھاڑ پھونک کرنے والے تھے اور بلحاظ مخالفت کرنے عام رائے کے آپ کو مجنوں کہتے۔ ان دونوں خیالات کی تردید کرنے کو یہ آیت نازل ہوئی۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ ﴿۳۰﴾ قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّيْ مَعَكُمْ

کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہے؟ ہم اس کے حال پر انقلاب کا انتظار کرتے ہیں تو کہہ تم انتظار کررہے ہو میں بھی تمہارے

مِّنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ ﴿۳۱﴾ اَمْ تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ بِهٰذَآ اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ﴿۳۲﴾

ساتھ منتظر ہوں کیا ان کی عقلیں ان کو یہ رہنمائی کرتی ہیں یا یہ واقع میں سرکش لوگ ہیں؟

اَمْ يَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ ۚ بَلْ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۳﴾ فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ اِنْ كَانُوْا

کیا یہ کہتے ہیں کہ اس نے اس کو ازخود بنا لیا ہے بلکہ یہ لوگ خود ماننے والے نہیں- پس اگر یہ سچے ہیں تو اس جیسا کوئی کلام

صٰدِقِيْنَ ﴿۳۴﴾ اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ اَمْ خَلَقُوا

لے آویں- کیا لوگ بغیر کسی چیز کے پیدا ہوگئے ہیں یا یہ خود ہی اپنے خالق آپ ہیں؟ کیا انہوں نے آسمان

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ ﴿۳۶﴾ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ اَمْ

اور زمین بنائے ہیں؟ بلکہ یہ لوگ یقین نہیں کرتے- کیا تیرے پروردگار کے خزانے ان کے پاس ہیں یا یہ

هُمُ الْمُصَيْطِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ اَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَّسْتَمِعُوْنَ فِيْهِ ۚ

مقرر کئے گئے ہیں یا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے جس پر چڑھ کر سن پاتے ہیں؟

کیا یہ لوگ تیری نسبت یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہے؟ اس کا کلام نظم نہیں مگر ناظموں کی طرح ہوائی قلعے بناتا اور خیالی پلاؤ پکاتا ہے- ہم اس کے حال پر زمانہ کے انقلاب کا انتظار کرتے ہیں- چند روز تک اس کا شوروشر خود ہی ٹھنڈا پڑ جائے گا ہمارے دخل دینے کی ضرورت نہ ہوگی- ایسے ویسے کئی ہوئے اور چلے گئے- اے نبی! تو ان سے کہہ کہ تم جو میرا انتظار کررہے ہو میں بھی تمہارے ساتھ تمہارے انجام کا منتظر ہوں- یقیناً تم لوگ خود دیکھ لو گے کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے- کیا ان کی عقلیں ان کی یہ رہنمائی کرتی ہیں کہ خدا کو چھوڑ کر اس کے رسول سے منہ موڑ کر اور طرف چلو یا یہ واقع میں سرکش لوگ ہیں' دیکھنے والا ان کی نسبت کیا خیال کرے؟ ان کو یہ بے عقل سمجھے یا سرکش قرار دے؟ اسی قسم کی ان کی اور کئی باتیں ہیں جو نا قابل ذکر ہیں کیا ان کو یہ زیبا ہے جو کہتے ہیں کہ اس محمد ﷺ نے اس قرآن کو ازخود بنا لیا ہے- ان کو ذرا خیال نہیں آتا کہ یہ ایسا آدمی نہیں جو خود بنالے بلکہ بات دراصل یہ ہے کہ یہ لوگ خود کسی سچی بات کو ماننے والے نہیں- پس اگر یہ اس دعویٰ میں سچے ہیں کہ اس رسول نے خود بنالیا ہے تو اس کے بنائے ہوئے کلام جیسا کوئی کلام لے آویں تاکہ معلوم ہو کہ یہ بناوٹی ہے کیونکہ یہ کلام بلحاظ الفاظ مفردہ اور مرکبہ کے دوسرے کلاموں کے مشابہ ہے اور اس کا سنانے والا کوئی تعلیم یافتہ نہیں- کیا یہ لوگ غور نہیں کرتے کہ یہ بغیر کسی چیز کے آپ سے آپ پیدا ہوگئے ہیں یعنی ان کا کوئی خالق نہیں یا یہ خود ہی اپنے خالق آپ ہیں؟ ہرگز نہیں- نہ خود خالق ہیں نہ بغیر خالق کے بنے ہیں بلکہ خالق کی مخلوق ہیں تو کیا انہوں نے آسمان و زمین بنائے ہیں جس کی وجہ سے یہ کچھ دعویٰ رکھتے ہیں اصل بات یہ ہے کہ انہوں نے کچھ نہیں بنایا بلکہ یہ لوگ کسی سچی بات پر یقین نہیں کرتے- بھلا یہ جو اعتراضات کرتے کرتے یہاں تک پہنچ گئے ہیں کہ یہ بھی کہنے لگ جاتے ہیں کہ اس رسول کو رسالت کیوں ملی؟ یہ اس کا حقدار کیسے بنا؟ اس کو رسالت خداوندی کیوں ملی؟ ملتی تو کسی بڑے امیر آدمی کو ملتی- کیا یہ لوگ اتنا بھی نہیں سوچتے کہ تیرے پروردگار کے خزانے ان کے پاس ہیں کہ ان سے دریافت کرکے دے یا یہ اس تقسیم رسالت پر مقرر کئے گئے حاکم ہیں کہ ان کی رائے لینی بھی ضروری تھی؟ کیا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے جس پر چڑھ کر آسمان سے باتیں سن پاتے ہیں؟

فَلْيَأْتِ مُسْتَمِعُهُم بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ﴿٣٨﴾ أَمْ لَهُ الْبَنَاتُ وَلَكُمُ الْبَنُونَ ﴿٣٩﴾ أَمْ

اچھا پھر ان میں کا سننے والا اپنی کھلی دلیل لے آئے کیا خدا کے حصے میں لڑکیاں اور تمہارے حصے میں لڑکے ہیں؟ کیا تو

تَسْأَلُهُمْ أَجْرًا فَهُم مِّن مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُونَ ﴿٤٠﴾ أَمْ عِندَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُونَ ﴿٤١﴾

ان سے مزدوری مانگتا ہے کہ وہ اس کے قرض سے دبے جاتے ہیں یا ان کے پاس غیب کا علم ہے کہ اس کو لکھتے ہیں

أَمْ يُرِيدُونَ كَيْدًا ۖ فَالَّذِينَ كَفَرُوا هُمُ الْمَكِيدُونَ ﴿٤٢﴾ أَمْ لَهُمْ إِلَٰهٌ

کیا یہ کوئی مکروفریب کرنا چاہتے ہیں؟ بلکہ بے ایمان لوگ خود خدائی پکڑ میں آجائیں گے۔ کیا ان کے لئے اللہ کے سوا کوئی

غَيْرُ اللَّهِ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٤٣﴾ وَإِن يَرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَاءِ سَاقِطًا

اور معبود ہے؟ خدا ان کے شرک سے پاک ہے اور اگر کوئی ٹکڑا آسمان سے گرا ہوا پائیں تو کہیں گے

يَقُولُوا سَحَابٌ مَّرْكُومٌ ﴿٤٤﴾ فَذَرْهُمْ حَتَّىٰ يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي فِيهِ

یہ تو جما ہوا بادل ہے تو ان کو چھوڑ دے یہاں تک کہ اپنے دن کو پائیں جس میں یہ لوگ بے ہوش ہو

يُصْعَقُونَ ﴿٤٥﴾ يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ﴿٤٦﴾ وَإِنَّ

جائیں گے جس روز نہ ان کی چالبازی کچھ کام آئے گی نہ ان کو مدد پہنچے گی۔ جو لوگ

لِلَّذِينَ ظَلَمُوا عَذَابًا دُونَ ذَٰلِكَ

ظالم ہیں ان کے لئے اس سے پہلے ایک عذاب ہے

اچھا پھر ان میں کا سننے والا اپنی سنی ہوئی آواز کھلی دلیل کی شکل میں لے آئے۔ ان کی کس کس بات کا ذکر کریں ؎

جو بات کی خدا کی قسم لا جواب کی

ان سے پوچھو تو بھلا یہ بھی کوئی بات ہے جو تم کہتے ہو کہ فرشتے خدا کی لڑکیاں ہیں کیا خدا کے حصے میں لڑکیاں اور تمہارے حصے میں لڑکے ہیں؟ یہ تقسیم تو ناقص[1] ہے کہ زوردار صنف اولاد تمہارے حصے میں اور کمزور صنف خدا کے لئے۔ مگر ان کو یہ کہتے ہوئے بات سمجھ نہیں آتی۔ بھلا یہ جو تیری اتنی سخت مخالفت کرتے ہیں کیا تو ان سے اپنے تبلیغی کام کی مزدوری مانگتا ہے کہ وہ اس کے قرض کے بوجھ سے دبے جاتے ہیں یا تیری مخالفت اس لئے کرتے ہیں کہ ان کے پاس غیب کا علم ہے کہ اس کو لکھتے ہیں اور اس لکھے ہوئے میں تیری تصدیق نہ پا کر تیری مخالفت پر تلے بیٹھے ہیں؟ کچھ شک نہیں تو کیا یہ تیرے برخلاف کوئی مکروفریب کرنا چاہتے ہیں؟ ہرگز کامیاب نہ ہوں گے بلکہ بے ایمان لوگ خود خدائی پکڑ میں آجائیں گے کیا ان کے لئے اللہ کے سوا کوئی اور معبود ہے؟ کوئی نہیں معاذ اللہ ' خدا انکے شرک سے پاک ہے۔ ان میں سے کوئی بات بھی نہیں بلکہ صرف ضد اور عناد ہے اور کچھ نہیں۔ ان کی ضد کی حد ہو گئی ہے۔ اگر کوئی جما ہوا ٹکڑا یعنی از قسم پتھر وغیرہ آسمان سے گرا ہوا پائیں جو بندوں کو بدکاری پر بطور بم کے گولہ کے بحکم الٰہی اوپر سے گرتا دیکھیں تو یہی کہیں گے کہ یہ تو جما ہوا بادل ہے اس میں عذاب وغیرہ کچھ نہیں۔ حسب معمول پہاڑ سے جما ہوا پانی گر پڑا ہے دگر ہیچ۔ پس جب ان کی نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے تو اے نبی! تو ان کو چھوڑ دے جو چاہیں کریں یہاں تک کہ یہ لوگ خود بخود اپنے جزا و سزا کے دن کو جس کا وعدہ دیئے جاتے ہیں پائیں جس میں مارے صدمات رنج و غم کے یہ لوگ بیہوش ہو جائیں گے یعنی جس روز نہ ان کی چالبازی کچھ کام آئے گی نہ ان کو مدد پہنچے گی۔ یہ مت سمجھو کہ آخری عذاب ہی پر منحصر ہے' نہیں بلکہ جو لوگ خدا کے نزدیک ظالم ہیں ان کے لئے اس بڑے عذاب سے پہلے ایک عذاب ہے جو دنیا ہی میں ان کو پہنچے گا۔

[1] ﴿تلك اذا قسمة ضيزى﴾ کی طرف اشارہ ہے۔

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٤٧﴾ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ

مگر ان میں سے بہت سے لوگ نہیں جانتے اور اپنے پروردگار کے حکم کے مطابق صبر کئے جا' کچھ شک نہیں کہ تو ہمارے سامنے ہے۔

بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿٤٨﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ ﴿٤٩﴾ ع ۲۱

اور جب اٹھا کرے تو اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ تسبیح پڑھا کر اور ستاروں کے غروب ہوئے پیچھے بھی تسبیحات پڑھا کر۔

سورت النجم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ﴿١﴾ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ﴿٢﴾ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ

بڑے ستارے کی قسم ہے جب وہ جھکتا ہے۔ تمہارا ہم نشین نہ گمراہ ہوا نہ بہکا ہے اور وہ اپنی نفسانی خواہش سے

الْهَوٰى ﴿٣﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ﴿٤﴾ عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ﴿٥﴾ ذُوْ مِرَّةٍ ط

نہیں بولتا۔ وہ خدا کی طرف سے وحی ہے جو اس کی طرف بھیجی جاتی ہے اس کو بڑے قوی زبردست نے تعلیم دی ہے تو وہ تیار

فَاسْتَوٰى ﴿٦﴾

ہو گیا۔

مگر ان میں سے بہت سے لوگ نہیں جانتے۔ پس تو اپنے کام میں لگا رہ اور اپنے پروردگار کے حکم کے مطابق صبر کئے جا' کچھ شک نہیں کہ تو ہمارے سامنے ہے اور جب کبھی کسی مجلس میں بیٹھ کر اٹھا کرے تو اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ تسبیح پڑھا[1] کر اور رات کو بھی تسبیح پڑھا کر اور ستاروں کے غروب ہوئے پیچھے یعنی بعد نماز صبح بھی تسبیحات یعنی سبحان الله و بحمده پڑھا کر۔

سورۂ النجم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

لوگو! ہم کو بڑے ستارے کی قسم ہے جب وہ غروب کی جانب جھکتا ہے یعنی جس وقت طلوع صبح قریب[2] ہوتا ہے۔ تمہارا ہم نشین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نہ خدائی راستے سے گمراہ ہوا نہ بہکا ہے کیونکہ وہ خدا کا رسول ہے اور وہ اپنی نفسانی خواہش سے نہیں بولتا کہ جو جی میں آیا کہہ دیا بلکہ وہ یعنی اس کا کلام جو دینی رنگ اور مذہبی صورت میں ہوتا ہے وہ خدا کی طرف سے وحی ہے جو اس کی طرف بھیجی جاتی ہے۔ پھر اس میں کجی یا بے راہی کی گنجائش کہاں۔ خاص کر اس وجہ سے کہ اس نبی کو بڑے قوی زبردست سب سے بالاتر خدا نے روحانی تعلیم دی ہے تو اس تعلیم سے وہ نبی کار مفوضہ پر تیار ہو گیا۔

[1] حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور علیہ السلام جب مجلس سے اٹھتے تو آپ یہ دعا پڑھتے ﴿سبحانك اللهم وبحمدك اشهدان لا اله الا انت استغفرك اتوب اليك﴾ فرمایا جو کوئی مجلس سے اٹھتے ہوئے یہ کلمات پڑھ لے اگر اس مجلس میں اس نے نیکی کی ہو گی تو اس پر مہر لگ کر محفوظ ہو جائے گی اور اگر برائی کی ہو گی تو خدا کے ہاں سے اس گناہ کی بخشش ہو گی۔ غالباً حضور کا یہ عمل اس آیت کی تعمیل ہے۔

[2] اس میں اشارہ ہے کہ عرب بلکہ دنیا ساری کا طلوع فجر قریب ہے۔ آفتاب رسالت محمدیہ علی صاحبها الصلوٰة والتحیت کے ذریعہ سے (منہ)

وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ۝ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۝ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ

اور وہ بلند تر چوٹی پر تھا پھر وہ لگا اور جھکا رہ پھر وہ کمان کے دو گوشوں کے برابر بلکہ اس سے بھی بہت

اَدْنٰى ۝ فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰى ۝ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ۝ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ

قریب ہو گیا- پس خدا نے اپنے بندے کی طرف جو کچھ وحی کرنا تھا کر دیا۔ جو کچھ اس نے ملاحظہ کیا اس کے دل نے اس کو جھوٹ نہ سمجھا- کیا پھر بھی تم لوگ

عَلٰى مَا يَرٰى ۝ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ۝ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ۝ عِنْدَهَا

اس سے جھگڑتے ہو اس واقعہ پر جو وہ دیکھ رہا ہے حالانکہ اس نے اس کو ایک دفعہ اور سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا اس کے پاس

جَنَّةُ الْمَاْوٰى ۝ اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ۝ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ۝

جنت الماویٰ ہے جس وقت سدرہ پر عجیب کیفیت چھا رہی تھی آنکھ نہ بہکی نہ اچٹ گئی

لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ۝ اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ۝ وَمَنٰوةَ

اس نے اپنے رب کی بہت بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں- بھلا تم لات عزیٰ اور تیسرے منات پر بھی

الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ۝ اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ۝

غور کیا- کیا تمہارے لئے بیٹے اور خدا کے لئے بیٹیاں؟

اور اس وقت وہ محمد نبی ﷺ بلحاظ انسانی مدارج کے بلند تر چوٹی پر تھا- پھر وہ خدا کی طرف لگا اور جھکا رہا پھر روحانی قرب میں وہ اتنا بڑھا کہ کمان کے دو گوشوں کے برابر بلکہ اس سے بھی بہت قریب ہو گیا- پس جب وہ روحانی قرب میں اس حد تک پہنچا تو اس وقت خدا نے اپنے اس بندے محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف جو کچھ وحی کرنا تھا کر دیا- یہ اس کی نبوت کا پہلا دن تھا' اس وقت اس کا قلب اس حد تک صاف اور مصفا ہو چکا تھا کہ جو کچھ اس نے حالت کشف میں ملاحظہ کیا اس کے دل نے اسے جھوٹ نہ سمجھا بلکہ سچا پایا کیونکہ دل بھی اس کا صاف شفاف تھا- کیا پھر بھی تم لوگ اس نبی سے جھگڑتے ہو- اس واقعہ پر جو وہ اپنی کشفی آنکھ سے دیکھ رہا ہے- حالانکہ اس نے پہلی مرتبہ حالت کشفی میں جو کچھ دیکھا تھا شب معراج میں اس کو ایک دفعہ اور سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا جہاں پر تمام مراتب کمال انسانیہ ختم ہو جاتے ہیں- اس سدرہ کے پاس جنت الماویٰ ہے جس میں نیک لوگوں کا مقام ہے- یہ اس وقت کا واقعہ ہے جس وقت اس سدرہ پر بطور جسمانی تمثل[1] کے عجیب کیفیت چھا رہی تھی جس کی کیفیت بیان کرنے اور سننے میں نہیں آ سکتی- اس سدرہ کو دیکھنے سے دیکھنے والے (رسول اللہ ﷺ) کی آنکھ اس وقت نہ بہکی نہ اچٹ گئی بلکہ صاف صاف واقعات اس کے سامنے نمودار رہے- اس دیکھنے والے نبی نے اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں- مطلب اس سارے بیان سے یہ ہے کہ نبی کی مثال سوانکھے کی ہے اور تمہاری مثال اندھے کی- اندھا سوانکھے کی شہادت کو مسترد نہیں کر سکتا- پھر تم لوگ کیسے اس نبی کی بات کو رد کر سکتے ہو- کیا بھلا تم نے اپنے ان معبودوں لات' عزیٰ اور تیسرے منات پر بھی کبھی غور کیا- یہ کیا ہیں؟ سنو تمہارے ہاتھوں کے بنائے ہوئے مصنوع ہیں' کیا تم ان میں معبودیت کی کوئی نشانی پاتے ہو؟ پھر کیوں ان کو پوجتے ہو- کیا یہ خیال تمہارا بالکل ایسا ہی ہے جیسا تم گمان کرتے ہو کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں- کیا تمہارے لیے بیٹے یعنی نرینہ اولاد اور خدا کے لیے بیٹیاں' سبحان اللہ!

---

[1] معراج کی کیفیت حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے حجۃ اللہ البالغہ باب الاسرار میں خوب لکھی ہے' اس سے ملاحظہ کریں- (منہ)

تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ﴿۲۲﴾ اِنْ هِيَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ

یہ تقسیم بڑے نقصان والی ہے۔ یہ معبود صرف نام ہی نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ

مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ ۚ

لئے ہیں خدا نے ان ناموں کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی۔ یہ لوگ صرف اپنے گمان کی اور اپنی خواہشات کی پیروی کر رہے ہیں

وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى ﴿۲۳﴾ اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى ﴿۲۴﴾ فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ

حالانکہ ان کے پاس ان کے پروردگار کے ہاں سے ہدایت آچکی ہے۔ کیا کوئی انسان من مانی خواہش پاسکتا ہے؟ اول آخر اللہ ہی کے

وَالْاُوْلٰى ﴿۲۵﴾ وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا اِلَّا مِنْۢ

اختیار میں ہے اور آسمانوں میں کئی فرشتے ہیں ان کی سفارش بھی کسی کام نہیں آتی لیکن اللہ کی اجازت دینے

بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَرْضٰى ﴿۲۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ

اور پسند کرنے کے بعد جو لوگ آخرت سے منکر ہیں وہ فرشتوں

لَيُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ تَسْمِيَةَ الْاُنْثٰى ﴿۲۷﴾ وَمَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ

کو عورتیں کہتے ہیں حالانکہ ان کو اس بارے میں کوئی علم نہیں سوائے اٹکل پچو

اِلَّا الظَّنَّ ۚ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ﴿۲۸﴾

باتوں کے اور حقانیت کے موقع پر ظنی امور کچھ فائدہ نہیں دے سکتے

سچ تو یہ ہے کہ یہ تقسیم بڑے نقصان والی ہے۔ نقصان کس کا؟ لڑکی والے کا۔ تم لوگ جس کمی رتبے کی نگاہ سے لڑکی والے کو دیکھتے ہو وہ تمہیں خوب معلوم ہے' اس حیثیت سے خدا کی جانب نقصان میں رہے گی۔ پھر تو تم مخلوق ہو کر خالق سے اچھے رہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ تمہارے معبود صرف نام ہی نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لیے ہیں۔ کسی کا نام مشکل کشا رکھا ہے تو کسی کا حاجت روا' کسی کا داتا گنج بخش ہے تو کسی کا دستگیر' یہ سب نام ہی نام ہیں اصل حقیقت میں اس وصف کی کوئی مخلوق نہیں ہے۔ خدا نے ان ناموں پر کوئی نقلی دلیل نازل نہیں فرمائی بلکہ یہ لوگ دراصل صرف اپنے گمان کی اور اپنی خواہشات نفس کی پیروی کر رہے ہیں۔ جدھر ان کے مجلسی دوست اور برادری کے لوگ پرانی رسوم کے ماتحت بلاتے ہیں ادھر ہی چلے جاتے ہیں حالانکہ ان کے پاس ان کے پروردگار کے ہاں سے رہنمائی کے لیے بذریعہ قرآن ہدایت آچکی ہے۔ کیا اس ہدایت کو چھوڑ کر کوئی انسان من مانی خواہش پا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں کیونکہ اول آخر سب کچھ اللہ ہی کے اختیار میں ہے کسی سعی کو نتیجہ آور بنانا اللہ ہی کا کام ہے اور کسی دوسرے کا نہیں۔ سنو! آسمانوں میں کئی فرشتے ہیں جو خود تو کسی کی مدد کیا کریں گے' ان کی سفارش بھی جو خدا کو منظور نہ ہو کسی کام نہیں آتی۔ لیکن اللہ کے اجازت دینے اور پسند کرنے کے بعد مفید ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے سفارش بھی خدا ہی کے قبضہ اختیار میں ہے۔ لہذا کسی سفارشی کی پوجا بھی جائز نہیں۔ پس تم ان غلط خیالات کو چھوڑو اور اللہ کی خالص توحید پر ایمان لاؤ اور سنو جو لوگ آخرت سے منکر ہیں وہ فرشتوں ہی کو عورتیں کہتے ہیں اور ان کا نام بنات اللہ تجویز کرتے ہیں حالانکہ ان کو اس بارے میں کوئی علم نہیں سوائے اٹکل پچو باتوں کے اور یہ تو قانون عقلی ہے کہ حقانیت کے موقع پر جہاں دلائل قطعیہ کی ضرورت ہو[1] وہاں ظنی اور وہمی امور کچھ فائدہ نہیں دے سکتے۔

[1] ظن کے معنے ہیں راجح خیال۔ مگر ایسے مواقع میں ظن کے معنے ہوتے ہیں وہمات باطلہ۔ (منہ)

فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى ۙ عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ ذٰلِكَ

پس جو کوئی ہماری ہدایت سے روگردانی کرے اور سوائے دنیا کے کچھ نہ چاہے ایسے لوگوں سے تو بھی روگردانی اختیار کیجیو- ان کا منتہائے

مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۙ وَهُوَ اَعْلَمُ

علم یہی ہے- اللہ تعالیٰ کے راستے سے جو بھکے ہوئے وہ ان کو خوب جانتا ہے اور جو اس کی راہ پر

بِمَنِ اهْتَدٰى ۝ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۙ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ

ہدایت یاب ہیں ان کو بھی خوب جانتا ہے اور جو کچھ آسمان و زمین میں ہے سب اللہ ہی کی ملک ہے- برے کام کرنے والوں کو ان کے کاموں

اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ۝ اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ

کا بدلہ دے گا اور نیک کام کرنے والوں کو نیک عوض عطا کرے گا- جو لوگ بڑے بڑے گناہ کے کاموں اور فحش امور

كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ

سے بچتے رہتے ہیں مگر چھوٹی چھوٹی لغزشیں ان سے ہو جاتی ہیں تمہارے پروردگار کی بخشش بڑی وسیع ہے وہ تمہارے حال سے اس وقت سے

اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ

خوب واقف ہے جب اس نے تم کو زمین سے پیدا کیا تھا اور جب تم اپنی ماؤں کے رحموں میں بچے تھے

پس تو اے نبی! یہ عقلی اور نقلی ہدایت ان کو سنادے اور اس سنانے کے بعد بھی جو کوئی ہماری ہدایت سے روگردانی کرے اور سوائے دنیوی فوائد کے کچھ نہ چاہے یعنی اس کی غرض وغایت صرف یہ ہو کہ جس طرح بن پڑے دنیا مل جائے خدا ملے نہ ملے مگر فوائد دنیا حاصل ہو جائیں- ایسے لوگوں سے تو بھی روگردانی اختیار کیجیو کیونکہ ان کا منتہائے علم یہی ہے بھلا تم ان کو کیا سمجھاؤ گے- ان کا اور تمہارا اصولی اختلاف ہے' تم اس اصول پر ہو کہ علم کا نتیجہ دیرپا اور انجام بخیر ہونا چاہئے اور وہ اس اصول پر ہیں کہ نقد اُدھار سے بہر حال بہتر ہے اس لیے وہ فوری فوائد کے حاصل کرنے میں کوشاں رہتے ہیں اور اخروی اور دائمی فوائد سے غافل ہیں- یہ ان کے علم کا منتہا ہے- چاہیے تو یہ تھا کہ اپنے علم سے دائمی اور پائیدار فائدہ حاصل کرتے جس علم سے پائیدار فائدہ نہیں وہ علم نہیں جہل ہے- ایسے لوگ گو زبان سے کتنا ہی بنیں اور اپنے آپ کو بنائیں اللہ تعالیٰ کے راستے سے جو بھکے ہوئے ہیں وہ ان کو خوب جانتا ہے اور جو اس کی راہ پر ہدایت یاب ہیں ان کو بھی خوب جانتا ہے' اسے کسی کے بتانے اور جتانے کی حاجت نہیں- اس کا علم سب کو شامل ہے- کیونکر شامل نہ ہو جبکہ وہ بذاتہٖ نور ہے اور جو کچھ آسمان و زمین میں ہے سب اللہ ہی کی ملک ہے تو کیا وہ اپنی مملوک سے بے خبر ہو جائے؟ کیسے ہو سکتا ہے- اس مالکیت کا نتیجہ یہ ہو گا کہ آخرت میں برے کام کرنے والوں کو ان کے کاموں کا برا بدلہ دے گا اور نیک کام کرنے والوں کو نیک عوض عطا کرے گا چونکہ ایک روز ایسا ضرور آنے والا ہے اس لیے ابھی سے اعلان کیا جاتا ہے کہ جو لوگ بڑے بڑے گناہ کے کاموں سے اور بالخصوص بے حیائی اور فحش امور سے بچتے رہتے ہیں مگر چھوٹی چھوٹی لغزشیں ان سے ہو جاتی ہیں جو تقاضائے بشریت ہے تو ایسے پرہیز گاروں کے لیے تمہارے پروردگار کی بخشش بڑی وسیع ہے' وہ ان کو گھیر لے گی اور ان کی سب لغزشوں کو مٹا دے گی- وہ تمہارے حال سے اس وقت سے خوب واقف ہے جب اس نے تم کو یعنی تمہارے باپ آدم کو زمین کی مٹی سے پیدا کیا تھا اور اس وقت سے بھی پہلے تمہارا واقف راز ہے جب تم اپنی ماؤں کے رحموں میں بچے تھے' دنیا کی کسی چیز سے واقف نہ تھے' نہ اچھے برے کام کی تمہیں واقفیت تھی-

فَلَا تُزَكُّوا أَنفُسَكُمْ ۖ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَىٰ ﴿٣٢﴾ أَفَرَأَيْتَ الَّذِي تَوَلَّىٰ ﴿٣٣﴾ وَأَعْطَىٰ

پس تم اپنے آپ کو پاک صاف نہ سمجھا کرو خدا متقی لوگوں کو خوب جانتا ہے۔ کیا تم نے اس آدمی کو دیکھا جو روگردانی کرتا ہے اور بہت تھوڑا دیتا

قَلِيلًا وَأَكْدَىٰ ﴿٣٤﴾ أَعِندَهُ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرَىٰ ﴿٣٥﴾ أَمْ لَمْ يُنَبَّأْ بِمَا فِي

ہے اور سخت دل ہوجاتا ہے۔ کیا اس کے پاس غیب کا علم ہے کہ اسے دیکھتا ہے؟ کیا اس کو موسیٰ اور ابراہیم کے

صُحُفِ مُوسَىٰ ﴿٣٦﴾ وَإِبْرَاهِيمَ الَّذِي وَفَّىٰ ﴿٣٧﴾ أَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ﴿٣٨﴾

صحیفوں کی خبر نہیں جنہوں نے وفاداری کی تھی۔ یہ کہ کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا

وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ ﴿٣٩﴾ وَأَنَّ سَعْيَهُ سَوْفَ يُرَىٰ ﴿٤٠﴾ ثُمَّ يُجْزَاهُ

اور یہ کہ انسان جو کچھ محنت کرے گا وہی پائے گا اور یہ کہ انسان اپنی کوشش دیکھ لے گا پھر اپنے کئے کا

الْجَزَاءَ الْأَوْفَىٰ ﴿٤١﴾ وَأَنَّ إِلَىٰ رَبِّكَ الْمُنتَهَىٰ ﴿٤٢﴾ وَأَنَّهُ هُوَ أَضْحَكَ وَأَبْكَىٰ ﴿٤٣﴾

پورا پورا بدلہ پائے گا اور یہ کہ سب کی انتہا تمہارے پروردگار کی ذات پر ہے اور یہ کہ وہی خدا دنیا کو ہنساتا اور رلاتا ہے

بیرون رحم آکر اب جو تم کو خبر ہوئی تو یہ سب اللہ تعالیٰ کے بتانے اور سکھانے سے ہوئی پس تم اپنے آپ کو پاک صاف نہ سمجھا کرو خدا متقی لوگوں کو خوب جانتا ہے' اس سے کوئی چھپا نہیں نہ اسے بتانے کی حاجت ہے۔ جو لوگ کچھ نیک کام کرتے ہیں وہ تو رہے بجائے خود' جو کچھ بھی نہیں کرتے وہ بھی اپنے آپ کو پاک وصاف جانتے ہیں۔ کیا تم نے اس آدمی کو دیکھا جو قبول حق سے روگردانی کرتا ہے اور باوجود مالدار ہونے کے اللہ کی راہ میں بہت تھوڑا دیتا ہے اور پھر کوئی کتنا ہی کہے مگر سخت دل ہو جاتا ہے۔ کیا مجال کہ کسی عاجز کے تڑپنے پر بھی اس کو رحم آجائے۔ باجود اس کے کہتا ہے میں نجات کا مستحق ہوں۔ کیا اس کے پاس غیب کا علم ہے کہ اسے یہ دیکھتا ہے کہ جس میں یہ لکھا ہے کہ باوجود سخت دل اور کنجوسی کے مستحق نجات ہے؟ کیا اس خیال کرنے والے کو حضرات موسیٰ اور ابراہیم علیہما السلام کے صحیفوں کی خبر نہیں جنہوں[1] نے خدائی احکام کی وفاداری پوری طرح کی تھی۔ ان صحیفوں میں یہ لکھا تھا کہ کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا جیسا عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ یسوع مسیح ان کے گناہوں کا متحمل ہو کر کفارہ ہو گیا۔ یہ عقیدہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسیٰؑ کی تعلیمات کے سراسر بر خلاف ہے اور یہ بھی ان صحیفوں میں درج ہے کہ انسان جو کچھ محنت کرے گا وہی پائے گا کسی اپنے جیسے انسان پر بھروسہ کر کے نقصان اٹھائے گا اور یہ بھی ان میں درج ہے کہ انسان اپنی کوشش کے نتائج دیکھ لے گا پھر اپنے کئے کا پورا پورا بدلہ پائے گا اور یہ بھی ان کتب میں درج ہے کہ سب چیزوں کی نقل وحرکت کی انتہا تمہارے پروردگار کی ذات پر ہے۔ سلسلہ کائنات میں گو ایک کڑی دوسری سے وابستہ ہے مگر در حقیقت سب کڑیاں خدا کی ذات سے وابستہ ہیں۔ بالکل اس طرح جس طرح ریل گاڑیاں ایک دوسرے سے جڑی ہوئی ہیں مگر سب کی سب آخر کار انجن سے وابستہ ہیں۔ اس لیے خدا کی ذات سب کا سہارا اور سارے سلسلۂ کائنات کی علت العلل ہے۔ اسی لیے کہا گیا ہے۔

او چو جان ست وجہاں چوں کالبد کالبد از وے پذیرَ آلبد

اور ان صحیفوں میں یہ بھی مرقوم ہے کہ وہی خدا دنیا کو خوشی دکھا کر ہنساتا ہے اور غمی دکھا کر رلاتا ہے۔

---

[1] میرے خیال میں الذی موصول دونوں میں سے ہر ایک صفت ہے۔ اللہ اعلم۔ (منہ)

وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحْيَا ﴿۴۴﴾ وَاَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ﴿۴۵﴾ مِنْ

وہی مارتا اور وہی جلاتا ہے۔ اس نے منی کے نطفے سے جو رحم میں ڈالا جاتا ہے دو قسم مرد

نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰى ﴿۴۶﴾ وَاَنَّ عَلَيْهِ النَّشْاَةَ الْاُخْرٰى ﴿۴۷﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَاَقْنٰى ﴿۴۸﴾

اور عورت پیدا کئے۔ وہ دنیا کو دوبارہ ضرور پیدا کرے گا اور تحقیق وہی غنی کر دیتا ہے اور گذارا تنگ کر دیتا ہے

وَاَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى ﴿۴۹﴾ وَاَنَّهٗۤ اَهْلَكَ عَادَا ۨالْاُوْلٰى ﴿۵۰﴾ وَثَمُوْدَاۡ فَمَاۤ اَبْقٰى ﴿۵۱﴾

اور یہ کہ ستارہ شعریٰ کا پروردگار بھی وہی ہے اور اسی نے پہلی قوم عاد کو ہلاک کر دیا اور قوم ثمود کو فنا کیا کہ ان میں سے کوئی نہ چھوڑا

وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَاَطْغٰى ﴿۵۲﴾ وَالْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى ﴿۵۳﴾

اور قوم نوح کو بہت پہلے اس نے تباہ کیا کیونکہ وہ بڑے ظالم اور بڑے سرکش تھے اور قوم لوط کی الٹی بستیوں کو گرا دیا

فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰى ﴿۵۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى ﴿۵۵﴾ هٰذَا نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ

پھر ان کو خوب ڈھانپ دیا پس بتاؤ کہ اپنے رب کی کونسی مہربانی میں تم شک کرتے ہو؟ یہ سمجھانے والا بھی پہلے سمجھانے والوں میں سے

الْاُوْلٰى ﴿۵۶﴾ اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ ﴿۵۷﴾ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ﴿۵۸﴾

ایک ہے۔ وہ آزفہ بھی آنے والی ہے اس کو ظاہر کرنے والا سوائے خدا کے کوئی نہیں

وہی مارتا ہے اور وہی جلاتا ہے۔ اسی نے منی کے نطفے سے جو رحم میں ڈالا جاتا ہے دو قسم مرد اور عورت پیدا کئے اور نیک و بد کاموں کی جزا و سزا دینے کی غرض سے وہ خدا دنیا کو دوبارہ ضرور پیدا کریگا اور ہر ایک کو اس کے اعمال کے موافق بدلہ دے گا اور ان صحیفوں میں یہ بھی مرقوم تھا کہ تحقیق وہی لوگوں کو مال بکثرت عطا کر کے غنی کر دیتا ہے اور کمی کر کے گزارا تنگ کر دیتا ہے اور سنو اسی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ تمام دنیا کا خاص کر ستارہ شعریٰ[1] کا پروردگار بھی وہی ہے جو لوگ کسی ستارے کو شعریٰ ہو یا کوئی اور پوجتے ہیں سخت گمراہ ہیں حالانکہ خدا ہی نے سب دنیا کو پیدا کیا اور اسی نے پہلی قوم عاد کو ہلاک کر دیا اور قوم ثمود کو ایسا فنا کیا کہ ان میں سے کوئی نہ چھوڑا اور قوم نوح کو بہت پہلے اسی نے تباہ کیا کیونکہ وہ بڑے ظالم اور بڑے سرکش تھے۔ اس سرکشی کی سزا ان کو اچھی کافی ملی جس کے باعث وہ برباد ہو گئے اور قوم لوط کی الٹی بستیوں کو گرا دیا پھر ان کو پتھروں کی بارش سے خوب ڈھانپ دیا۔ یہ سب واقعات تاریخی ہیں پس ان کو عبرت سے سنو اور نتیجہ پاؤ اور بتاؤ کہ اپنے پروردگار کی کون سی مہربانی میں تم شک کرتے ہو؟ بتاؤ تو کیا کچھ خدا نے تم کو نہیں دیا؟ جسمانی نعمتیں دیں' رزق دیا' اولاد دی' اس کے علاوہ تمہاری ہدایت کے لیے سمجھانے والے رسول بھیجے چنانچہ یہ سمجھانے والا بھی پہلے سمجھانے والوں میں سے ایک ہے پھر تم اس سے کیوں منکر ہوتے ہو؟ کیا تم چاہتے ہو کہ دنیا میں گمراہی پھیلی رہے اور اس کو روکنے کے اسباب پیدا نہ ہوں؟ نہ اس کی سزا کے لیے کوئی وقت ہو؟ یہ دونوں خیالات غلط ہیں خدا اپنے بندوں کے حال پر مہربان ہے اس کی مہربانی کا مقتضیٰ ہے کہ جس طرح وہ بندوں کو رزق دینے کے لیے بارش کرتا ہے گمراہی سے نکالنے کے لیے سمجھانے والے انبیاء اور علماء پیدا کرتا ہے اور فیصلہ عامہ کے لیے اس نے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے جس کا نام آزفہ ہے وہ آزفہ کی گھڑی بھی آنے والی ہے مگر اس کو ظاہر کرنے والا سوائے خدا کے اور کوئی نہیں بس وہی اس کو ظاہر کرے گا۔

---

[1] ستارہ کا نام ہے جس کو ستارہ پرست پوجتے تھے۔

أَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيثِ تَعْجَبُونَ ﴿۵۹﴾ وَتَضْحَكُونَ وَلَا تَبْكُونَ ﴿۶۰﴾ وَأَنتُمْ

کیا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو اور ہنستے ہو اور روتے نہیں ہو؟ اور تم بڑے

سَامِدُونَ ﴿۶۱﴾ فَاسْجُدُوا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوا ﴿۶۲﴾

غافل ہو۔ پس اللہ کو سجدہ کیا کرو اور اسی کی عبادت میں لگے رہو۔

سورت القمر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانشَقَّ الْقَمَرُ ﴿۱﴾ وَإِن يَرَوْا آيَةً يُعْرِضُوا وَيَقُولُوا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ﴿۲﴾

قیامت قریب آگئی اور چاند پھٹ چکا اور اگر کوئی نشان نبوت دیکھتے ہیں تو منہ پھیر جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ قدیمی جادو ہے

کیا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو کہ ہیں؟ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ مردے قبر سے اٹھیں اور جزا اور سزا پائیں اور اس بات پر تم ہنستے ہو اور روتے نہیں ہو بلکہ مخول کرتے ہو اور تم بڑے غافل ہو۔ یہ غفلت تمہارے حق میں سخت مضر ہو گی پس اپنی بہتری چاہتے ہو تو اللہ کو سجدہ کیا کرو یعنی اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کرو اور اسی کی عبادت میں لگے رہو۔ سنو۔

سر جھکا کاہل نہ ہو اٹھ تو سہی   بندہ ہونے کی علامت ہے یہی

سورۃ القمر

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

سنو جی قیامت قریب[1] آگئی اور چاند پھٹ چکا۔ علامات قیامت ظاہر ہو رہی ہیں اور آئندہ بھی ہوتی جائیں گی مگر ان مشرکین کی حالت قابل رحم ہے کہ اگر کوئی نشان[2] نبوت دیکھتے ہیں تو منہ پھیر جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ قدیمی جادو ہے جو دیکھنے والوں کو اپنا قائل بنا کر چھوڑتا ہے۔ ان کے خیال میں اس قسم کے نشانات جادو ہیں جو بزعم ان کے انبیاء اولیاء کرتے آئے ہیں لہٰذا نبوت کے صدق پر

شان نزول

[1] مشرکین عرب نے معجزہ طلب کیا تو رسول اللہ ﷺ نے بحکم الٰہی معجزہ شق القمر ان کو دکھایا جس کی صورت یہ تھی کہ ایک حصہ چاند کا پہاڑ کے اوپر اور ایک اس سے ذرا نیچے نظر آیا۔ ان میں سے بعض نے کہا کہ اس نے تو ہم پر جادو کر دیا مگر سارے لوگوں پر جادو نہیں ہو گا چنانچہ آنے والے مسافروں سے انہوں نے دریافت کیا تو انہوں نے تصدیق کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ لوگو! تم اس معجزہ پر گواہ رہو۔ (بخاری وغیرہ) اس پر یہ سورت نازل ہوئی۔

[2] قرآن مجید میں آیۃ کے معنے تین آئے ہیں (۱) حکم شریعت (۲) نشانات قدرت (۳) نشان نبوت حکم شریعت کی مثال ہے ﴿یبین اللہ لکم الآیات﴾ (خدا تمہارے لیے اپنے حکم بیان کرتا ہے) نشان قدرت کی مثال ﴿وفی الارض آیت للموقنین﴾ (زمین میں نشان ہیں یقین کرنے والوں کے لیے) نشان نبوت کی مثال ہے ﴿ھذہ ناقۃ اللہ لکم آیۃ﴾ (ثمودیوں کو کہا گیا یہ اونٹنی تمہارے لیے نشانی ہے) یعنی نشان نبوۃ مقام غور یہ ہے کہ یہاں سورۂ قمر میں آیۃ سے کیا مراد ہے؟ کچھ شک نہیں کہ اس جگہ بلکہ ہر اس جگہ جہاں رؤیت آیت کے ساتھ کفار کی طرف سے سحر کا مقولہ نقل ہوا ہے وہاں آیۃ سے مراد نشان نبوت ہی ہوتا ہے۔ اگر نشان قدرت مراد ہو تو معنے غلط ہوں گے کیونکہ ترجمہ یہ ہو گا کہ اگر کوئی نشانی

وَكَذَّبُوا وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ وَكُلُّ أَمْرٍ مُسْتَقِرٌّ ﴿٣﴾ وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مِنَ

اور جھٹلاتے ہیں اور اپنی خواہشات کے پیچھے چلتے ہیں اور ہر کام اپنے وقت پر قائم ہوتا ہے اور ان کے پاس خبریں آچکی

الْأَنْبَاءِ مَا فِيهِ مُزْدَجَرٌ ﴿٤﴾ حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ﴿٥﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ م

ہیں جن میں کافی زجر ہے جو کامل حکمت ہے۔ یہ ڈراؤنے واقعات فائدہ نہیں دیتے پس تو ان سے روگردانی کر

دلالت نہیں کرتے اس لیے یہ لوگ ایسے نشانوں کی تصدیق سے انکاری ہیں اور جھٹلاتے اور اپنی خواہشات کے پیچھے چلتے ہیں اور اعتراض کرتے ہیں کہ یہ نبی جو کچھ کہتا ہے آج ہی کیوں پورا نہیں ہو جاتا۔ مثلاً اسلام کی فتوحات یا قیامت کا قیام جو کچھ بھی یہ بتاتا ہے اس میں لیٹ پیٹ کیسی۔ یہ کہتے تو ہیں مگر یہ نہیں جانتے کہ ہر کام اپنے وقت پر قائم ہوتا ہے جو اس کا وقت اللہ کے علم میں ہوتا ہے اسی میں وہ ہوتا ہے۔ اس سے آگے پیچھے چاہے کوئی کتنا ہی زور لگائے نہیں ہوتا اور نہ ہو سکتا ہے۔ اس مضمون کے ذہن نشین کرنے کے لیے ان کے پاس گذشتہ زمانے کی خبریں آچکی ہے جن میں کافی زجر اور تنبیہ ہے جو کامل حکمت ہے کیونکہ جس جس طریق سے قرآن مجید میں گزشتہ واقعات بتائے گئے ہیں وہ ہر طرح دل نشین کرنے کو کافی ہیں قصص کی صورت ہے کہیں امثال کی کہیں تصویرات کی۔ غرض عجیب طرح کی کامل حکمت اور حکیمانہ تعلیم ہے کہ ہر ایک سمجھدار آدمی کو فائدہ ہو سکتا ہے۔ پھر بھی یہ ڈراؤنے واقعات ان لوگوں کو فائدہ نہیں دیتے کیونکہ یہ لوگ ان سے فائدہ لینے کی طرف رخ نہیں کرتے پس تو بھی ان سے روگردانی کر۔ ان کی کسی بات کا دل پر اثر قبول نہ کر ہاں ان کو اس دن کا ذکر سنا دے

دیکھتے ہیں تو منہ پھیر کر اس کو جادو کہتے ہیں حالانکہ نشان قدرت صبح سے شام تک، شام سے صبح تک بے حساب دیکھتے تھے۔ سورج دیکھتے، دھوپ دیکھتے، سایہ دیکھتے، رزق دیکھتے، پانی دیکھتے، ستارے وغیرہ دیکھتے، خود اپنے آپ کو دیکھتے۔ لیکن ان چیزوں کے دیکھنے پر وہ کبھی اعتراض کر کے ان کو جادو نہ کہتے۔ مشرکین کا جو ذکر ہے کہ وہ نشان دیکھ کر اعتراض کرتے اور اس کو جادو کہتے ہیں اس سے مراد قطعاً نشان نبوت ہے یعنی وہ نشان جو زمانہ کے نبی کی نبوت پر دلالت کرے۔ معنے یہ ہوئے کہ مشرکین معاندین جب کوئی ایسی آیت (نشانی) دیکھتے ہیں جو نبوت محمدیہ پر دلالت کرے تو منہ پھیر جاتے اور اس کو جادو کہتے ہیں۔ ان معنے پر کوئی اعتراض نہیں۔

اس تحقیق کے بعد یہ امر بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ شق القمر کی کیا حقیقت ہے۔ کچھ شک نہیں کہ حسب روایت صحیح بخاری شق القمر من جملہ نشانہائے نبوت محمدیہ کے ایک نشان نبوت ہے۔ جس سے نبوت محمدیہ کا ثبوت ہوتا ہے۔ فھو ما اردنا

بیرونی سوال : آیا ایسا ہو سکتا ہے کہ چاند پھٹ جائے۔ حالانکہ فلاسفر یونان بالاتفاق کہتے ہیں کہ ﴿الفلك لا يقبل الخرق والالتيام﴾ یعنی آسمان اور آسمانی چیزیں پھٹتی اور ملتی نہیں۔

جواب : بے شک یہ فلسفہ یونان کا اصول ہے مگر حال کی تحقیق نے اس کی کافی تردید کر دی ہے۔ میں نے بچشم خود ڈیرہ ڈون میں سرکاری رصدگاہ میں دیکھا ہے کہ سورج چاند کی روزانہ تصویریں لی جاتی ہیں ان میں ان دونوں کی سطح پر مختلف داغ ہوتے ہیں آج جو داغ پیدا ہوتا ہے۔ وہ ہفتوں تک نکل جاتا ہے۔ ایک سال ملک میں سردی بڑی شدت کی پڑی تھی اس سال کی تصویر آفتاب دیکھی تو غالباً دو ثلث آفتاب داغ دار ہونے کی وجہ سے خفیف الحرارت ہو رہا تھا۔ غرض یہ مشاہدہ بتا رہا کہ فلسفہ یونان کا اصول لا یقبل الخرق آج کے مشاہدے سے غلط ہے۔ نتیجہ صاف ہے کہ چاند کا پھٹنا ممکن ہے اور ممکن تحت قدرت ہے۔

﴿فهو علٰی کل شئی قدير﴾

يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ إِلَىٰ شَيْءٍ نُّكُرٍ ﴿٦﴾ خُشَّعًا أَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ

جس روز بلانے والا ایک ناپسندیدہ امر کی طرف بلائے گا ان کی آنکھیں شرمندہ جھکی ہوں گی قبروں سے نکلیں گے

كَأَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنتَشِرٌ ﴿٧﴾ مُّهْطِعِينَ إِلَى الدَّاعِ ۖ يَقُولُ الْكَافِرُونَ هَٰذَا يَوْمٌ

گویا وہ پھیلی ہوئی ٹڈیاں ہوں گے- بلانے والے کی آواز کی طرف بھاگے چلے جاویں گے- کافر کہیں گے یہ دن بہت ناگوار ہے-

عَسِرٌ ﴿٨﴾ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ فَكَذَّبُوا عَبْدَنَا وَقَالُوا مَجْنُونٌ وَازْدُجِرَ ﴿٩﴾

ان سے پہلے نوح کی قوم نے انکار کیا یعنی انہوں نے ہمارے بندے کی تکذیب کی اور کہنے لگے کہ یہ تو مجنوں ہے جھڑکا ہوا ہے-

فَدَعَا رَبَّهُ أَنِّي مَغْلُوبٌ فَانتَصِرْ ﴿١٠﴾ فَفَتَحْنَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ بِمَاءٍ مُّنْهَمِرٍ ﴿١١﴾ وَ

نوح نے اپنے پروردگار سے دعا مانگی میں کمزور ہوں میری مدد کر- پس ہم نے زوردار پانی کے ساتھ آسمان کے دروازے کھول دیئے اور

فَجَّرْنَا الْأَرْضَ عُيُونًا فَالْتَقَى الْمَاءُ عَلَىٰ أَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ﴿١٢﴾ وَحَمَلْنَاهُ عَلَىٰ

زمین کو چشموں کی طرح بہا دیا پھر تو پانی اپنے اندازہ پر پہنچ گیا اور ہم نے اس کو تختوں اور میخوں

ذَاتِ أَلْوَاحٍ وَدُسُرٍ ﴿١٣﴾ تَجْرِي بِأَعْيُنِنَا جَزَاءً لِّمَن كَانَ كُفِرَ ﴿١٤﴾ وَ

سے بنی ہوئی کشتی پر سوار کیا- وہ ہمارے حکم سے ہمارے سامنے چلتی تھی اس شخص کے بدلے میں ہوا جس کی بے قدری کی گئی تھی اور

جس روز خدا کے حکم سے بلانے والا ایک ناپسندیدہ امر یعنی فیصلہ اعمال کی طرف بلائے گا جس کا نتیجہ ان کو اپنے حق میں برا معلوم ہو گا- یہ لوگ اس روز ایسے ہوں گے کہ ان کی آنکھیں شرمندہ اور ذلیل آدمی کی طرح جھکی ہوں گی- اس کثرت سے قبروں سے نکلیں گے گویا وہ پھیلی ہوئی ٹڈیاں ہوں گے- قدرتی آواز کی تاثیر یہ ہو گی کہ بلانے والے (اسرافیل) کی آواز کی طرف بھاگے چلے جائیں گے- اس روز کافر کہیں گے یہ دن بہت ناگوار اور تکلیف دہ ہے- یہ واقعات ہیں جن کی وجہ سے اس روز کو نکر یعنی ناپسندیدہ کہا گیا- یہ ناپسندیدگی کفار کے حق میں ہو گی جو اس دن کی جزاوسزا سے منکر ہیں- ان سے پہلے منکروں نے بھی اس دن کے ماننے سے انکار کیا تھا چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے اس کی تعلیم سے انکار کیا یعنی انھوں نے ہمارے بندے نوح کی تکذیب کی اور کہنے لگے کہ یہ تو مجنوں ہے نہ صرف مجنوں بلکہ ہمارے معبودین کی طرف سے جھڑکا[1] ہوا ہے' اس لیے بہکی بہکی باتیں کرتا ہے- مگر حالت اسکی یہ تھی کہ حضرت نوح کی پاکیزہ تعلیم ان کے گندے دماغوں کے خلاف تھی' اس لیے وہ ان کو ناپسند کرتے تھے- جب وہ عرصہ تک اسی اصرار پر جمے رہے تو پھر کیا ہوا نوح نے اپنے پروردگار سے دعا مانگی کہ میرے خدا میں ان کے مقابلہ میں کمزور ہوں تو ہی میری مدد کر- پس اس کی دعا کرنی تھی کہ ہم نے زوردار پانی کے ساتھ آسمان کے دروازے کھول دیئے یعنی بادلوں سے موسلادھار بارش کرنی شروع کر دی- وہ برسا کہ الامان اور زمین کو چشموں کی طرح بہا دیا یعنی سطح زمین پر پانی پھوٹ پڑا- پھر تو پانی اپنے اندازہ پر پہنچ گیا جس اندازہ پر ان لوگوں کی ہلاکت مقدر تھی- چنانچہ اس پانی کے ساتھ سارے مخالف تباہ وبرباد ہو گئے اور ہم (خدا) نے اس نوح کو تختوں اور میخوں سے بنی ہوئی بالکل معمولی کشتی پر سوار کیا اور خشکی پر جا اتارا- وہ کشتی ہمارے حکم سے ہمارے سامنے چلتی تھی- جدھر کو ہم چلاتے وہ چلتی- کیا مجال کہ انچ بھر بھی ادھر ادھر ہو جائے- یہ سارا واقعہ کفار کی ہلاکت اور اتباع نوح کی نجات اس شخص یعنی نوح کے صبر وشکیب کے بدلہ میں ہوا جس کی بے قدری کی گئی تھی یعنی حضرت نوح علیہ السلام کی تعلیم سے روگردانی اور انکار کا عوض ان کو ملا-

[1] ﴿ان نقول الا اعتراك بعض الهتنا بسوء﴾ کی طرف اشارہ ہے-(منہ)

لَقَدْ تَّرَكْنٰهَآ اٰيَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِىْ وَنُذُرِ ۝ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا

اس کو دنیا کے لئے علامت نبوت بنایا پس ہے کوئی نصیحت پانے والا؟ پھر میرا عذاب اور ڈر کیسا ہوا؟ ہم نے نصیحت کے لئے

الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝ كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِىْ

قرآن کو آسان کیا ہے پھر کیا کوئی ہے نصیحت پانے والا" عاد کی قوم نے بھی تکذیب کی تھی پھر میرا عذاب اور میرا ڈر

وَنُذُرِ ۝ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِىْ يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ۝ تَنْزِعُ النَّاسَ

کیسا ہوا؟ ہم نے ایک برے وقت میں ان پر بڑی تیز ہوا بھیجی جو انسانوں کو اٹھا اٹھا کر مارتی تھی

اور ہم نے اس بیڑی کو اور اس کے واقعہ کو دنیا کے لئے نشان قدرت اور علامت نبوت بنایا۔ پس ہے کوئی نصیحت پانیوالا؟ جو اس واقعہ سے نصیحت پائے؟ پھر جانے کہ میرا عذاب اور ڈر کیسا سخت ہوا۔ جو میں نے نوح نبی سے وعدہ کیا تھا اور حرف حرف[1] پورا ہوا۔ اے ساکنان عرب سنو! ہم نے تمہاری نصیحت کے لئے قرآن کو بالکل آسان کیا ہے جو کوئی چاہے کہ میں قرآن مجید سے اپنے عمل کے لئے مسائل سیکھوں تو وہ بہت آسانی سے سیکھ سکتا ہے پھر کیا کوئی ہے نصیحت پانے والا جو دیدہ عبرت سے اسے دیکھے اور گوش ہوش سنے اور اگر تکذیب کریں تو سن لیں کہ ان سے پہلے عاد کی قوم نے بھی انبیاء کی تکذیب کی تھی پھر میرا عذاب اور میرا ڈر کیسا ہوا؟ سنو ہم نے ایک برے وقت میں ان پر بڑی تیز ہوا بھیجی جو انسانوں کو اٹھا اٹھا کر مارتی تھی' وہ ایسے گرانڈیل جوان تھے مرے پڑے یوں معلوم ہوتے تھے۔

---

[1] ہمارے ملک پنجاب میں ایک صاحب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی چودھویں صدی ہجری میں مدعی نبوت ہوئے ہیں جن کا دعویٰ تھا۔

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بیشمار

نیز دعویٰ تھا۔

آنچہ داداست ہر نبی راجام داد آں جام رامرا بتمام

(درثمین)

نیز کہتے تھے۔

منم مسیح زمان و منم کلیم خدا منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

(تریاق القلوب)

وہ لکھتے ہیں:

مجھے بارہا خدا مخاطب کر کے فرما چکا ہے کہ جب تو دعا کرے تو میں تیری سنوں گا۔ سو میں نوح نبی کی طرح دونوں ہاتھ پھیلاتا ہوں اور کہتا ہوں۔ رب انی مغلوب مگر بغیر فانتصر کے (ضمیمہ تریاق القلوب نمبر ۵ صفحہ ۴)

اس عبارت کا پورا مطلب جناب موصوف اور انکے مرید سمجھے ہوں گے' ہمارا ناقص فہم تو اس کے سمجھنے سے قاصر ہے کہ کسی مدعی نبوت کو دعا کی قبولیت کا الہام والقاء ہو اور وہ بوقت تکلیف دعا کرے تو یہ کہے میں مغلوب ہوں مگر نہ کہے کہ میری مدد کر اپنچہ بوالعجبی ست جس کی حکمت غامعنہ اگر کچھ ہو سکتی ہے تو یہ ہو سکتی ہے کہ ایسا قائل جانتا ہو گا کہ میری دعا ان معنے میں تو قبول نہ ہو گی جن میں حضرت نوح علیہ السلام کی ہوئی کیونکہ:

من آنم کہ من دانم

اس لیے دعا کے الفاظ کی سبکی کے سوا کیا حاصل؟ سچ ہے ﴿بل الانسان علی نفسه بصیرة﴾ ان حضرت کے حالات اور واقعات ہماری دوسری تصنیفات میں ملتے ہیں۔ جو ہم نے خاص ان کے متعلق لکھی ہیں۔ الہامات مرزا' تاریخ مرزا' نکاح مرزا' شہادات مرزا وغیرہ (منہ)

كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ ﴿۲۰﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَ نُذُرِ ﴿۲۱﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا

گویا کھجوروں کے اکھڑے ہوئے تنے تھے پھر میرا عذاب اور خوف کس طرح واقع ہوا؟ ہم نے قرآن کو نصیحت کے لئے

الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۲۲﴾ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ ﴿۲۳﴾ فَقَالُوْٓا اَبَشَرًا مِّنَّا

آسان کیا ہے کیا کوئی ہے سمجھنے والا؟ ثمود نے بھی سمجھانے والے رسولوں کی تکذیب کی تھی وہ سمجھتے تھے کیا ہم اپنے میں سے

وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ﴿۲۴﴾ ءَاُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْۢ بَيْنِنَا

ایک آدمی کی پیروی کریں تو ہم بڑی گمراہی میں اور سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے- کیا ہم سب میں سے منتخب ہو کر اسی پر خدا کی طرف سے

بَلْ هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ ﴿۲۵﴾ سَيَعْلَمُوْنَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْاَشِرُ ﴿۲۶﴾ اِنَّا مُرْسِلُوا

نصیحت کا پیغام آنا تھا بلکہ یہ جھوٹا خود پسند ہے- کل ہی ان کو معلوم ہو جائے گا کہ جھوٹا اور خود پسند کون ہے؟ ہم ایک اونٹنی ان کے

النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ﴿۲۷﴾

جانچنے کو بھیجنے والے ہیں پس تو ان کی تباہی کا انتظار کر اور صبر کر

گویا وہ کھجوروں کے اکھڑے ہوئے تنے تھے- پھر میرا عذاب اور خوف کس طرح واقع ہوا کہ دنیا کو معلوم ہو گیا کہ مجھ سے بگاڑ کر کوئی معزز سے معزز بھی بچ نہیں سکتا- چونکہ ہمارے ہاں قانون ہے کہ ہم بغیر تبلیغ کرنے کے کسی کو تباہ نہیں کیا کرتے اس لیے تبلیغ مقدم ہے- لہٰذا ہم نے قرآن مجید کو نصیحت کے لیے بہت آسان کیا ہے تاکہ سمجھنے والا اس کو سمجھے- کیا کوئی ہے سمجھنے والا؟ کہ اس پر توجہ کرے- ایک اور تاریخی واقعہ سنو تم سے پہلے قوم ثمود نے بھی سمجھانے والے رسولوں کی تکذیب کی تھی وہ اس تکذیب کے عذر میں کہتے تھے کہ ہم ایسے ہی گئے گزرے ہیں کہ اپنے میں سے ایک آدمی (صالح علیہ السلام) کی پیروی کریں جس کے پاس سوائے دعوئے نبوت کے کوئی مزید بات نہیں- یقیناً اگر ہم نے ایسا کیا تو ہم بری گمراہی میں اور گمراہی کے نتیجے کے وقت سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے- ہمارا سوال تو بالکل سیدھا ہے ہم تو صرف یہ پوچھتے ہیں کیا ہم سب میں سے منتخب ہو کر اسی صالح پر خدا کی طرف سے نصیحت کا پیغام آنا تھا- کیا ہم آدمی یا خدا کے بندے نہیں-

بندے خدا کے! ہم بھی تو بندے خدا کے ہیں

پھر یہ اوندھی تقسیم کیسی کہ وہ تو خدا کا رسول ہے اور ہم اس کے امتی- چہ خوش- اس لیے ہمارا یقین ہے کہ رسول وغیرہ تو کچھ نہیں یہ تو یاروں کی یوں ہی دل لگی ہے بلکہ بات دراصل یہ ہے کہ یہ جھوٹا لپاٹیا خود پسند ہے- یوں ہی ایک مذاق بنا رکھا ہے کہ میں رسول ہوں میں نبی ہوں ؎

دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

ہم (خدا) نے صالح کو تسلی دی کہ ان کی بیہودہ بکواس سے تو دل تنگ نہ ہو- عنقریب کل ہی ان کو معلوم ہو جائے گا کہ جھوٹا' لپاٹیا اور خود پسند کون ہے- دیکھو ہم (خدا) ایک عجیب قسم کی اونٹنی[1] ان کے جانچنے کو بھیجنے والے ہیں تاکہ اس کی وجہ سے ان کی بداعمالی کا اپنے پرائے لوگوں کو علم ہو جائے پھر جو ہم ان پر عذاب بھیجیں تو کسی باانصاف کو اس پر اعتراض نہ ہو پس تو اے صالح! ان کی تباہی کا انتظار کر اور ان کی بدگوئی پر صبر کر جلدی تجھے معلوم ہو جائے گا کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے-

[1] حضرت صالح کی اونٹنی کو آیۃ کہا گیا- اس میں بھی سابق تحقیق ملحوظ رہنی چاہیے کہ آیۃ سے کیا مراد ہے- آیت قدرت یا آیت نبوت- آیت قدرت ایک تنکا بھی ہے تو ایک پہاڑ بھی- آیات قدرت اثبات نبوت میں پیش نہیں ہو سکتیں- بلکہ آیات نبوت پیش ہوتی ہیں مثلاً کوئی

وَنَبِّئْهُمْ اَنَّ الْمَآءَ قِسْمَةٌۢ بَيْنَهُمْ ۚ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ﴿۲۸﴾ فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ

اور ان کو بتا دے کہ پانی ان میں تقسیم ہو جائے گا' ہر حصہ پانی کا تقسیم شدہ ہوگا پس انہوں نے اپنے رفیق کار کو بلایا تو اس نے

فَتَعَاطٰى فَعَقَرَ ﴿۲۹﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۳۰﴾ اِنَّاۤ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً

اس اونٹنی کو پکڑا اور اس کی کونچیں کاٹ دیں' پھر میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا ہوا؟ ہم نے ان پر زور کی ایک چیخ ماری

وَّاحِدَةً فَكَانُوْا كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ ﴿۳۱﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۳۲﴾

پس وہ باڑ باندھنے والے کی روندی ہوئی باڑ کی طرح ہوگئے اور ہم نے قرآن کو بغرض نصیحت آسان کیا ہے' کیا کوئی نصیحت پانے والا ہے؟

اور ان کو بتادے کہ اس اونٹنی کے آنے پر ان کا پانی جو اب ان کے لیے مخصوص ہے وہ ان میں تقسیم ہو جائے گا- ایک روز یہ لوگ اپنے مویشیوں کو پلائیں گے اور ایک روز وہ اونٹنی اکیلی پیئے گی- ہر حصہ پانی کا تقسیم شدہ ہوگا جس پر دونوں کی حاضری ہوگی- اپنے اپنے وقت میں پئیں گے اور دوسرے کے وقت میں جگہ خالی کر دیں[1] گے- یہ تقسیم جب ان کو ناگوار ہوئی پس انہوں نے اس بلا کو اپنے سر سے ٹالنے کا مشورہ کیا اور اپنے رفیق کار کو بلایا جو اس کام کو کرنے کا مدعی بنا تھا تو اس نے اپنی بدمعاشی اور شرارت کی وجہ سے اس اونٹنی کو پکڑا اور اس کی کونچیں کاٹ دیں' وہ مر گئی- انہوں نے سمجھ لیا کہ اس کے مرنے سے ہمارا گھاٹ خالی ہو جائے گا مگر یہ نہ سمجھا کہ جس نے اسے بھیجا ہے وہ ہمارے گھات میں ہے- آخر اس نے جو اس کو خاص کیفیت سے بھیجا ہے تو وہ اس کی حمایت بھی کرے گا- اس امر پر انہوں نے غور نہ کیا یا کیا مگر سرکشی اور طغیانی ان پر غالب تھی' اس لیے وہ اس طرف نہ جھکے پھر میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا ہوا؟ سب کو تباہ و برباد کر دیا- کوئی کسی کا خبرگیران اور حال پرسان نہ رہا- اس جرم کی سزا میں ہم نے ان پر زور کی ایک چیخ ماری یعنی ان کو ایک ہیبت ناک آواز کانوں میں آئی پس وہ سارے کے سارے کھیتی پر باڑ باندھنے والے کی روندی ہوئی باڑ کی طرح پامال اور ذلیل ہوگئے- ایسے کہ لوگ ان کو دیکھ کر عبرت پاتے اور سمجھ دار اس نتیجے پر پہنچتے کہ ؎

دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را چنداں اماں نداد کہ شب را سحر کند

ایسے لوگوں کے واقعات ہم نے بغرض نصیحت بتائے ہیں اور اسی لیے ہم (خدا) نے قرآن مجید کو بغرض نصیحت آسان کیا ہے- کیا تم میں سے کوئی نصیحت پانے والا ہے؟

شخص دعویٰ نبوت کرے اور نشان مانگنے پر کہے کہ یہ پہاڑ دیکھو' یہ گھاس کا تنکا نشان دیکھو تو اس سے اس کی نبوت ثابت نہ ہوگی بلکہ اثبات نبوت کے لیے نشان نبوت دکھانا ہوگا- حضرت صالح علیہ السلام کو ناقہ بطور آیت کے دی گئی- چنانچہ قرآن مجید میں اس کے متعلق یہ الفاظ ہیں ﴿والیٰ ثمود اخاهم صالحا قال یٰقوم اعبدوا الله مالكم من الٰهٍ غيره قد جاء تكم بينة من ربكم هذه ناقة الله لكم آية﴾ (اعراف: رکوع ۱۷)

"یعنی حضرت صالح کو ہم نے اونٹنی بطور نشان کے دی تھی"

ایک مقام پر فرمایا:

﴿ اتینا ثمود الناقة مبصرة فظلموبها﴾ (بنی اسرائیل)

"ہم نے ثمود قوم صالح کو اونٹنی کھلی نشانی دی"

اس آیت میں اس ناقہ کو آیۃ مبصرة کہا گیا ہے یعنی واضح نشان-

[1] ﴿لها شرب ولکم شرب یوم معلوم﴾ کی طرف اشارہ ہے

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍ بِالنُّذُرِ ۝ إِنَّآ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا إِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ۭ نَجَّيْنٰهُمْ

لوط کی قوم نے بھی سمجھانے والوں کو جھٹلایا پھر ہم نے ان پر پتھراؤ کیا مگر لوط کے اتباع کو- ہم نے صبح کے وقت

بِسَحَرٍ ۝ نِّعْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ شَكَرَ ۝

اپنی مہربانی سے بچا لیا ہم اسی طرح شکر گذاروں کو بدلہ دیا کرتے ہیں

اور ایک تاریخی واقعہ سنو حضرت لوط ؑ کی قوم نے بھی سمجھانے والوں کو جھٹلایا- ان میں یہ عادت تھی کہ بجائے عورتوں کے لڑکوں سے شہوت رانی کیا کرتے جو منشاء قدرت کے خلاف ہے- حضرت لوط ؑ نے ہر چندان کو سمجھایا مگر وہ نہ مانے پس پھر ہم (خدا) نے ان پر خوب پتھراؤ کیا جس سے وہ سب کے سب تباہ ہوگئے- مگر لوط ؑ کے اتباع کو ہم (خدا) نے صبح کے وقت اپنی مہربانی سے بچالیا' انکو ذرہ آنچ نہ آنے پائی- ہم (خدا) اسی طرح شکر گزاروں کو بدلہ دیا کرتے ہیں- ان کے مخالف اور حاسد چاہے کتنے ہی ہوں ذرہ بھی ضرر نہیں دے سکتے-

---

اس قسم کی ساری آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ ناقہ صالح آیت نبوت تھی جس سے حضرت صالح کی نبوت کا ثبوت ہوتا تھا- نہ یہ کہ وہ محض ایک نشان قدرت تھی جو اثبات نبوت میں کام نہ دے-

اب سوال یہ ہے کہ اس اونٹنی میں نشان نبوت کیا تھا اور کس حیثیت سے تھا- اس کے متعلق بعض مفسرین نے اظہار رائے کیا ہے کہ وہ حضرت صالح ؑ کی دعا کے ساتھ پتھر سے پیدا ہوئی تھی- مگر میری ناقص تحقیق میں یہ ہے کہ اس کی پیدائش کا تو ذکر قرآن میں یا حدیث میں نہیں البتہ اس کی خاص بات جو وجہ اعجاز ہو سکتی ہے وہ یہ ہے جو اس کی صفت میں فرمایا :

﴿لها شرب ولكم شرب يوم معلوم﴾

"ایک حصہ پانی اس کا حق ہے اور ایک حصہ تم ثمودیوں کا"

اسی سورۂ قمر میں فرمایا :

﴿نبئهم ان الماء قسمة بينهم كل شرب محتضر﴾

"پانی ان لوگوں اور اونٹنی میں برابر تقسیم ہے پس ہر ایک حصہ ہر فریق کا گھاٹ ہے"

اس پر وہ بہت تنگ ہوئے اور انہوں نے اس اونٹنی کو بجائے نشان نبوت ماننے کے اس کو مار دینا چاہا- چنانچہ ارشاد ہے (فظلموبها) ان لوگوں نے اس پر ظلم کیا کہ اس کی کونچیں کاٹ دیں- یہاں تک جب پہنچے تو عذاب الٰہی ان پر آ گیا چنانچہ ارشاد ہے :

﴿ فعتقروها فدمدم عليهم ربهم بذنبهم فسوّٰها﴾

"ثمودیوں نے اس اونٹنی کی کونچیں کاٹیں تو خدا نے ان پر عام عذاب نازل کیا"

پس یہ تھی وجہ اعجاز ورنہ پیدائش کی حیثیت سے کہیں ثبوت نہیں ملتا- چنانچہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

﴿ واعلم ان القرآن قد دل على ان فيها آية فاماذكر انها كانت آية من اى الوجوه فهو غير مذكور والعلم حاصل بانها كانت معجزة من وجه لا محالة والله اعلم ﴾ (تفسیر کبیر جلد ٤' زیر آیت ﴿والى ثمود اخاهم صلحا﴾

یعنی ناقہ کا معجزہ ہونا تو ثابت ہے مگر یہ ثابت نہیں کہ کس وجہ سے معجزہ تھی-

لیکن ہم نے اس کی وجہ اعجاز بتادی ہے- واللہ اعلم-

وَلَقَدْ اَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ﴿۳۶﴾ وَلَقَدْ رَاوَدُوْهُ عَنْ ضَيْفِهٖ

لوط نے ان کو ہر چند ہماری پکڑ سے ڈرایا پھر بھی وہ اس کے ڈرانے میں حجتیں کرتے رہے اور اس کو اس کے مہمانوں کی نگہداشت سے پھسلانا چاہا

فَطَمَسْنَآ اَعْيُنَهُمْ فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۳۷﴾ وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ

پھر ہم نے ان کو اندھا کردیا لو اب میرا عذاب اور ڈراؤ کا مزہ پاؤ۔ صبح سویرے ان پر دائمی عذاب نازل

مُّسْتَقِرٌّ ﴿۳۸﴾ فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۳۹﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ

ہوا ہمارا عذاب اور ڈراؤ کا مزہ چکھو اور ہم نے نصیحت کے لئے قرآن کو آسان کیا ہے' کیا کوئی نصیحت

مُّدَّكِرٍ ﴿۴۰﴾ وَلَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ﴿۴۱﴾ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كُلِّهَا فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ

پانے والا ہے؟ اور فرعونیوں کے پاس سمجھانے والے آئے مگر انہوں نے کل نشانات کی تکذیب کی پس ہم نے بڑی قدرت والے

عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۴۲﴾ اَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ اُولٰٓئِكُمْ اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ فِي الزُّبُرِ ﴿۴۳﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ

کی طرح ان کو پکڑا' بھلا تم کفار لوگ ان لوگوں سے اچھے ہو یا کیا الہامی نوشتوں میں تمہاری بریت ہوچکی ہے؟ کیا یہ کہتے ہیں

نَحْنُ جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ ﴿۴۴﴾

کہ ہم ایک دوسرے کے مددگار ہیں

حضرت لوطؑ نے ان کو ہر چند ہماری پکڑ سے ڈرایا اور بہت کچھ سمجھایا کہ:

از مکافات عمل غافل مشو گندم از گندم بروئد جو از جو

پھر بھی وہ لوطی لوگ اس کے ڈرانے میں حجتیں کرتے رہے۔ لگے کہنے یہ تیری پرانی گیدڑ بھبکی ہے ہم اس گیدڑ بھبکی میں ہر گز نہ آئیں گے اور اسی قسم کی باتیں بناتے رہے اور اس لوط کو اس کے مہمانوں کی نگہداشت سے پھسلانا چاہا تاکہ ان مہمانوں کو جو دراصل فرشتے جو ان لڑکوں کی صورت میں تھے اڑا لے جائیں اور من مانی کارروائی کریں یعنی ان کے ساتھ بدکاری کریں پھر ہم نے ان کو اندھا کر دیا اور کہا لو اب میرا عذاب اور ڈراؤ کا مزہ پاؤ۔ صبح سویرے ان پر دائمی عذاب نازل ہوا جس سے مر کر بھی ان کو رہائی نہ ہوئی۔ ہم نے کہا لو ہمارا عذاب اور ڈراؤ کا مزہ چکھو۔ یہ سب واقعات تاریخی ہیں جو گوش حق شنو کے لیے باعث ہدایت ہیں۔ لیکن ہم نے تم عربوں کو ان تاریخی واقعات کا محتاج نہیں رکھا بلکہ احکام شرعیہ قرآن مجید میں صاف صاف بیان کر دیئے ہیں اور ہم نے نصیحت کے لیے قرآن کو آسان کیا ہے' کیا کوئی اس سے نصیحت پانے والا ہے؟ اور ایک تاریخی واقعہ سنو اور عبرت پاؤ فرعونیوں کے پاس سمجھانے والے رسول حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام آئے۔ ان رسولوں نے ہر قسم کے نشانات ان کو دکھائے مگر انہوں (فرعونیوں) نے کل نشانات کی تکذیب کی۔ جب کبھی کوئی نشان بطور عذاب کے ان کو دکھائی جاتی تو دب جاتے جونہی کہ وہ عذاب ان سے ہٹ جاتا فوراً اکڑ جاتے۔ پس ہم نے بڑی قدرت والے کی طرح جیسی کہ ہم کو قدرت ہے ان کو پکڑا اور تباہ کر دیا۔ بھلا تم کفار لوگ جو عرب کے باشندے احکام الٰہیہ سے انکار کرتے ہو ان گذشتہ لوگوں سے اچھے ہو کہ جن گناہوں پر ان کو مواخذہ ہوا تمہیں معاف ہوں یا کیا باوجود تمہاری بدکاریوں کے الہامی نوشتوں میں تمہاری بریت تحریر ہوچکی ہے۔ اگر ہے تو دعویٰ کا ثبوت دو اگر انہیں تو پھر تم کو خوف کرنا چاہیئے کہ بدکاریوں اور شرارتوں کا نتیجہ بھگتو گے۔ کیا یہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ بڑی قوت والے ایک دوسرے کے مددگار ہیں' ہم آئے عذاب کو اپنی باہمی امداد سے ٹال سکتے ہیں ان کا خیال یہ ہے اور ہمارا اعلان یہ ہے۔

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ۞ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى

عنقریب یہ لوگ بھگا دیئے جائیں گے اور پیٹھیں پھیر جائیں گے بلکہ اصل وعدہ گاہ ان کا قیامت کی گھڑی ہے اور وہ گھڑی بہت دہشت ناک

وَاَمَرُّ ۞ اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ۞ يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى

اور کڑی ہے' مجرم لوگ گمراہی میں ہیں اور جہنم میں پڑیں گے' جس روز یہ لوگ مونہوں کے بل آگ میں کھینچے

وُجُوْهِهِمْ ؕ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ۞ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ۞ وَمَا

جائیں گے- جہنم کا عذاب چکھو ہم نے ہر ایک چیز کو اندازہ کے ساتھ پیدا کیا ہے- ہمارا حکم

اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ ۞

آنکھ کی جھپک کے برابر ہے

کہ عنقریب یہ لوگ شکست کھانے کے بعد بھگا[1] دیئے جائیں گے- اور پیٹھیں پھیر جائیں گے- اس وقت ان کو معلوم ہو گا کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے- یہ تو ابھی دنیاوی ذلت ہے اسی پر بس نہیں بلکہ اصل وعدہ گاہ ان کا قیامت کی گھڑی ہے اور وہ گھڑی بہت دہشت ناک اور کڑی ہے اس کی تلخی سے کل مخلوق پریشان ہو گی- یہ لوگ جو اس سے منکر ہیں سخت مجرم ہیں اور اس روز ان لوگوں کا فیصلہ مع سبب یہ ہے کہ مجرم لوگ جو گمراہی میں ہیں اور اس گمراہی کے بدلے جہنم میں پڑیں گے یہ سب واقعات اس روز ہوں گے جس روز یہ مجرم لوگ مونہوں کے بل آگ میں کھینچے جائیں گے' حکم ہو گا کہ جہنم کا عذاب چکھو- دیکھو تم لوگ سمجھتے ہو کہ قیامت کا ہونا محال ہے' سنو ہم نے ہر ایک چیز کو خواہ وہ کیسی ہی ہو اندازہ کے ساتھ پیدا کیا ہے- اس کا قدو قامت اس کی زندگی کی میعاد اور موت و حیات سب کچھ ہمارے نزدیک مقدر مقرر ہے- اسی طرح قیامت کا ظہور بھی مقدر ہے اور قیامت کے قائم کرنے کے لیے ہمارا حکم آنکھ کی جھپک کے برابر بلکہ اس سے کم[2] ہے-

---

[1] قرآن مجید میں جتنی پیشگوئیاں ہیں ان میں سے ایک یہ بڑی زبردست پیشگوئی ہے تمام ملک مخالف برسر جنگ ہے کسی کو سان گمان بھی فتح کا نہیں- اس پر یہ پیشگوئی کی جاتی ہے- جنگ بدر میں جب کہ مسلمانوں کی جماعت بہت کم تھی اور کفار کی بہت زیادہ- آنحضرت ﷺ نے علیحدہ ہو کر بہت دعا کی تو آتے ہوئے یہ آیت پڑھتے آ رہے تھے ﴿سیھزم الجمع ویولون الدبر﴾ (بخاری)

حضرات انبیاء علیہم السلام جو کچھ خدا کے بتانے سے غیب کی باتیں بتاتے تھے وہ ان کی نبوت کے لیے من جملہ دلائل قطعیہ کے روشن دلیل ہوتی تھیں- کیونکہ جو کچھ وہ فرماتے تھے بقاعدہ علم لسان اس کلام کا جو مفہوم ہوتا ہے وہ بالکل پورا پورا ظاہر ہو جاتا تھا- اس لیے اپنے پرائے سب اس کا وقوعہ مان جاتے تھے-

مرزا صاحب قادیانی : ہمارے ملک پنجاب کے مدعی نبوت مرزا صاحب قادیانی بھی اس اصول کو مانتے ہیں بلکہ پیش کرتے ہیں کہ پیشگوئیاں معیار صدق اور کذب ہوتی ہیں- اسی اصول کو انہوں نے اپنی تصنیفات میں کئی ایک جگہ اپنے لیے پیش کیا بجملہ ایک مقام کی عبارت یہ ہے :

"ہمارا صدق یا کذب جانچنے کیلئے ہماری پیشگوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں ہو سکتا" (کتاب دافع الوساوس صفحہ ۲۸۸)

مگر ان کی پیشگوئیاں جب دیکھی جائیں تو اس معیار پر صحیح ثابت نہیں ہوتیں پس بحکم ﴿یوخذا لمرء باقرارہ﴾ (آدمی اپنے اقرار سے پکڑا جاتا ہے) ان کا دعویٰ الہام اور ادعاء نبوت انکی پیشگوئیوں کے معیار پر غلط ثابت ہوتا ہے- اس کی تفصیل کیلئے ہمارا رسالہ الہامات مرزا وغیرہ ملاحظہ ہو-

[2] ﴿او ھو اقرب﴾ کی طرف اشارہ ہے-

وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا أَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ﴿٥١﴾ وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوهُ فِي الزُّبُرِ ﴿٥٢﴾

اور ہم نے تمہارے جیسی کئی قومیں پہلے تباہ کر دیں پھر کیا کوئی نصیحت پانے والا ہے؟ ان لوگوں نے جو کام کئے ہیں سب اعمال ناموں میں درج ہیں

وَكُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُّسْتَطَرٌ ﴿٥٣﴾ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَهَرٍ ﴿٥٤﴾ فِي مَقْعَدِ

اور ہر چھوٹا بڑا ان میں موجود ہے- پرہیز گار لوگ عزت کے مرتبے میں باغوں اور نہروں میں قادر مطلق

صِدْقٍ عِندَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿٥٥﴾

بادشاہ کے پاس ہوں گے

سورت الرحمٰن

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

الرَّحْمَٰنُ ﴿١﴾ عَلَّمَ الْقُرْآنَ ﴿٢﴾ خَلَقَ الْإِنسَانَ ﴿٣﴾ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ﴿٤﴾ الشَّمْسُ

رحمٰن نے قرآن پڑھایا ہے- اس نے انسان کو پیدا کیا اور اس کو بولنا سکھایا- سورج اور

وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ﴿٥﴾

چاند حساب سے چلتے ہیں

تم لوگ جو اسلام سے انکار اور سخت ضد پر ہو کیا تم جانتے نہیں کہ ہم نے تمہارے جیسی کئی مغرور قومیں پہلے تباہ کر دیں؟ پھر کیا تم میں سے کوئی نصیحت پانے والا نہیں ہے جو یہ سمجھے کہ خدا کے سامنے اکڑنا گویا پہاڑ سے سر ٹکرانا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ مضر ہے- سنو! ان لوگوں نے بلکہ ان موجودہ لوگوں نے بھی جو کام کئے ہیں اور کر رہے ہیں یہ سب کے سب اعمالناموں میں موجود ہیں اور ہر بڑا چھوٹا ان میں مرقوم ہے- اس کے مطابق فیصلہ ہو گا- فیصلہ کا رزلٹ (نتیجہ) یہ ہو گا کہ خدا سے ڈرنے والے پرہیز گار لوگ عزت و جلال کے مرتبے میں سر سبز باغوں اور ہماری نہروں میں ہوں گے دنیا کے اصل مالک قادر مطلق بادشاہ کے پاس ہوں گے اور جو ان کے بر خلاف کافر و مشرک ہوں گے وہ ابدی سزا میں رہیں گے پس یہ نتیجہ ہو گا اس فیصلہ کا جو اللہ تعالیٰ اپنے فرمانبردار اور نافرمان بندوں میں کرے گا- ﴿اللهم اجعلنا من المتقين﴾

سورۃ الرحمٰن

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

خدائے رحمٰن کی رحمت کا تقاضا ہے کہ اس نے اپنے بندوں کی معیشت و معاش کے سامان پیدا کر دیئے ہیں- ان سامان عیش کے ساتھ ہی اس کی رحمت نے تقاضا کیا ہے کہ ان کی ہدایت کیلئے بھی اسباب مہیا کئے جائیں چنانچہ اسی رحمٰن نے ان بے خبروں کو اپنی طرف سے نازل کیا ہوا قرآن پڑھایا ہے- قرآن کا نازل کرنا اور پڑھانا یہ سب اس کی رحمت کا تقاضا ہے- دیکھو اس نے انسان کو پیدا کیا اور اس کو بولنا سکھایا- یہ سب اس کی قدرت کے آثار ہیں- اسی طرح سورج اور چاند اس کے مقرر کردہ حساب سے چلتے ہیں- دراصل یہ بھی اسی کے ماتحت ہیں جو لوگ چاند سورج کو بڑی جسامت اور بڑی تاثیر والا جان کر انھیں معبود بناتے ہیں ان کی غلطی ہے ان کو سمجھنا چاہئے کہ یہ تو خدا کی مخلوق ہیں پھر معبود کیسے؟

وَّالنَّجْمُ وَ الشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ ۞ وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ۞ اَلَّا تَطْغَوْا

جڑی بوٹیاں اور تنا دار درخت خدا کو سجدہ کرتے ہیں- خدا نے آسمان کو بلند کیا اور میزان بنایا- انصاف کرنے میں

فِي الْمِيْزَانِ ۞ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ۞ وَالْاَرْضَ

بے اعتدالی نہ کرو' تم انصاف کے ساتھ وزن پورا کیا کرو اور تول کم نہ کیا کرو اور خدا نے یہ زمین

وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ ۞ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ ۞ وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ

انسانوں کے لئے بنائی ہے- اس میں پھل ہیں اور غلاف دار کھجوریں بھوسی دار دانے اور خوشبودار

وَ الرَّيْحَانُ ۞ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۞ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ

پھول- پھر تم خدا کی کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو- اس نے انسان کو گلی سڑی پپڑی کی طرح کی خشک

كَالْفَخَّارِ ۞ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ۞ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۞

مٹی سے پیدا کیا اور جنوں کو آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلے سے- پھر تم دونوں اپنے رب کی کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو

اسی طرح جڑی بوٹیاں اور بڑے بڑے تنادار درخت خدا کو سجدہ کرتے یعنی اس کے حکم دار ہیں- کئی ایک لوگ بے عقلی سے درختوں کو پوجنے لگ جاتے ہیں حالانکہ یہ بھی خدا کی مخلوق ہیں- اسی طرح خدا نے آسمان کو بلند کیا اور میزان قانون انصاف بنایا اور لوگوں کو حکم دیا کہ اس قانون کے مطابق انصاف کیا کرو- وہ قانون یہ ہے ﴿اذ قلتم فاعدلوا ولو کان ذا قربی﴾ "جب بولو انصاف سے بولو چاہے کوئی فریق تمہارے زیادہ قریب ہو"- خدا کی ذات اور صفات کے متعلق تو خاص کر انصاف کیا کرو- کوئی بات یا کوئی عقیدہ غلط منہ سے نہ نکالو نہ دل میں جماؤ ورنہ گرفت میں آجاؤ گے- اس لیے انصاف کا قانون بنایا اور تم کو حکم دیتا ہے کہ تم لوگ اے نوع انسان! انصاف کرنے میں بے اعتدالی نہ کرو- سنو انصاف کئی قسم کا ہے- دو شخصوں میں بوقت فیصلہ یہ تو ان لوگوں کا کام ہے جو کسی نزاع میں منصف یا حاکم ہوں- دوم لین دین میں انصاف کرنا- یہ عام کاروباری اور دکاندار لوگوں کا کام ہے- پس تم ان دونوں قسموں کے انصاف کے متعلق ہدایت یاد رکھو- دکانداری کے متعلق یہ ہدایت ہے کہ تم انصاف کے ساتھ وزن اور ماپ پورا کیا کرو اور (ماپ) تول کم نہ کیا کرو- سنو یہ بھی بطور ایک مثال کے ہے ورنہ یہی حکم سب کاموں میں جاری ہے- کسی کی نوکری کرو تو مفوضہ خدمات کو پورا کرو- مالک ہو تو نوکر کی خدمات کی پوری قدر کرو- چھوٹے ہو تو بڑوں کی بڑائی کا لحاظ رکھو- بڑے ہو تو چھوٹوں کے حال پر نظر شفقت رکھا کرو- غرض ہر کام میں اس اصول کو ملحوظ رکھو اسی کا نام ہے میزان اور اسی کا نام ہے انصاف بین الاشخاص و بین الاقوام خدا کی مہربانی اور سنو خدا نے یہ زمین انسانوں کے رہنے سہنے کے لیے بنائی ہے اس میں کئی قسم کے پھل ہیں اور غلاف دار کھجوریں جو عرب کی غذا ہے اور عام طور پر انسانوں کی غذا گیہوں وغیرہ بھوسی دار دانے ہیں وہ اور ہر قسم کے خوشبودار پھل بھی اسی زمین ہی میں ہوتے ہیں- پھر تم اے جنو اور انسانو! خدا کی کس نعمت کی تکذیب اور انکار کرتے ہو یا کر سکتے ہو- دیکھو اس خدا نے انسان کو گلی سڑی پپڑی کی طرح کی خشک مٹی سے پیدا کیا اور جنوں کو آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلے سے پھر تم دونوں اپنے رب کی کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو-

رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ﴿۱۷﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۸﴾ مَرَجَ

وہ دونوں مشرقوں اور مغربوں کا پروردگار ہے۔ پھر تم کس نعمت کا انکار کرتے ہو؟ اسی نے

الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ﴿۱۹﴾ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ﴿۲۰﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۱﴾

دو دریا جاری کر رکھے ہیں جو آپس میں ملتے ہیں ان کے بیچ میں ایک رکاوٹ ہے ایک دوسرے میں گھستے نہیں۔ پھر تم اپنے پروردگار کی کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟

يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ﴿۲۲﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۳﴾ وَلَهُ الْجَوَارِ

ان دونوں میں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں۔ پھر تم کس نعمت کا انکار کرتے ہو؟ بڑے بڑے ٹیلوں جیسے

الْمُنْشَئٰتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿۲۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۵﴾ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا

جہاز دریا میں چلنے پھرنے والے بھی اسی کی قبضہ میں ہیں پھر تم اپنے رب کی کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟ جتنی مخلوق اس زمین پر ہے

فَانٍ ﴿۲۶﴾ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿۲۷﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۸﴾

سب فنا ہو جائے گی اور تمہارے پروردگار کی ذات با جلال با عزت باقی رہے گی۔ پھر تم اپنے رب کی کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟

يَسْئَلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ﴿۲۹﴾

کل آسمان والے اور زمین والے سب لوگ اپنی حاجات اسی سے مانگتے ہیں' وہ ہر دن ایک شان میں ہے

ع-۲۵

سنو وہ خدا تمہارا بھی خالق ہے اور سرد گرم موسموں کے۔ دونوں مشرقوں اور مغربوں کا پروردگار بھی وہی ہے۔ پھر تم کس نعمت کا انکار کرتے ہو۔ سنو اسی خدا نے دو دریا (میٹھا اور کڑوا) جاری کر رکھے ہیں جو آپس میں ملتے ہیں ان کے بیچ میں ایک قدرتی رکاوٹ ہے کہ ایک دوسرے میں گھستے نہیں۔ میٹھے کا پانی میٹھا اور کڑوے کا کڑوا برابر چلا جاتا ہے پھر تم اپنے پروردگار کی کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟ سنو ان دونوں دریاؤں میں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں جو تم لوگوں کے کام آتے ہیں۔ پھر تم کس نعمت کا انکار کرتے ہو۔ سنو یہ سمندر میں بڑے بڑے ٹیلوں جیسے جہاز ادھر سے ادھر' ادھر سے ادھر کو چلنے پھرنے والے یہ بھی اسی خدائے مالک کے قبضے میں ہیں وہ چاہے تو ان کو چلائے چاہے تو روک دے۔ پھر تم کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟ دیکھو خدا نے دنیا کے لیے ایک قانون مقرر کر رکھا ہے اس کی اطلاع بھی تم کو دی جاتی ہے۔ غور سے سنو جتنی مخلوق اس زمین پر ہے سب فنا ہو جائے گی اور تمہارے پروردگار کی ذات بابرکات باجلال باعزت باقی رہے گی۔ اس پر فنا نہ کبھی آئے گی نہ آسکتی ہے کیونکہ وہ واجب الوجود قائم بالذات ناقابل فنا ہے پھر تم اپنے رب کی کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟ دیکھو اس کی شان ایسی بلند تر ہے کہ کل آسمان والے اور زمین والے سب لوگ اپنی حاجات اسی واحد لاشریک سے مانگتے ہیں۔ مانگنا ان کا دو طرح سے ہے ایک فطرتاً دوم حاجتاً یعنی جس وقت کسی مخلوق کو کسی قسم کی حاجت ہوتی ہے تو وہ طبعاً اپنے خالق کی طرف جھکتی ہے دوسری صورت زبان سے طلب کرنے کی ہے۔ ان دونوں قسموں کی حاجتوں کو پورا کرنے والا خدا ہی ہے اور کوئی نہیں۔ وہ (خدا) ہر دن بلکہ ہر آن ایک بلند شان کے مطابق مخلوق کے انتظام میں ہے۔ کوئی دن اور کوئی وقت ایسا نہیں آیا جس میں وہ دنیا کے انتظام اور نگرانی سے بے خبر ہو۔ اگر وہ بے خبر ہو یا انتظام کسی اور کے ہاتھ میں دے دے تو دنیا کا وجود نہ رہے بلکہ فوراً فنا ہو جائے۔ کیا تم نے مولانا جامی مرحوم کا قول نہیں سنا؟

اوچو جان ست وجہاں چوں کالبد
کالبد از وے پزیرد آلبد

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۳۰﴾ سَنَفْرُغُ لَکُمْ اَیُّهَ الثَّقَلٰنِ ﴿۳۱﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا

پھر تم خدا کی کس نعمت کا انکار کرتے ہو ہم تمہارے لئے متوجہ ہونے والے ہیں۔ پھر تم کس نعمت کا انکار

تُکَذِّبٰنِ ﴿۳۲﴾ یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ

کرتے ہو؟ اے جنو! اور انسانو! اگر تم میں طاقت ہے کہ تم آسمانوں اور زمینوں کے کناروں سے نکل سکو

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ؕ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴿۳۳﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا

تو بے شک نکل جاؤ تم لوگ نہیں نکلو گے مگر غلبہ کرنے سے پھر تم کس نعمت الٰہی کی

تُکَذِّبٰنِ ﴿۳۴﴾ یُرْسَلُ عَلَیْکُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ۙ وَّ نُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ﴿۳۵﴾

ناشکری کرتے ہو؟ تم دونوں پر آگ کے شعلے اور دھواں پھینکے جائیں گے پھر تم دونوں ایک دوسرے کی مدد نہ کرسکو گے

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۳۶﴾ فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَکَانَتْ وَرْدَةً کَالدِّهَانِ ﴿۳۷﴾

پھر تم اپنے پروردگار کی کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟ پھر جب آسمان پھٹ کر مثل گل گلاب سرخ چمڑے کی طرح ہو جائے گا

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۳۸﴾ فَیَوْمَئِذٍ لَّا یُسْئَلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖۤ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ ﴿۳۹﴾

پھر تم پروردگار کی کس نعمت سے انکار کرتے ہو؟ پس اس روز انسانوں اور جنوں کی ان کے گناہوں سے سوال نہ ہوگا

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۴۰﴾ یُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِیْمٰهُمْ فَیُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِیْ

پھر تم کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟ اس روز مجرم لوگ اپنے چہروں کے نشانوں سے پہچانے جائیں گے اور پیشانی اور

پھر تم پروردگار کی کس نعمت کا انکار کرتے ہو؟ دیکھو ہم (خدا) تمہارے نیک و بد اعمال کی جزاوسزا کا فیصلہ کرنے کیلئے ایک دن یعنی قیامت کے روز کلی فیصلہ کرنے کو متوجہ ہونے والے ہیں پھر تم کس نعمت کا انکار کرتے ہو؟ یہ بھی تم کو اعلان کر دیا جاتا ہے جو سراسر تمہارے حق میں رحمت ہے کہ اے جنو اور انسانو! سنو اگر تم میں طاقت ہے کہ تم آسمانوں اور زمینوں کے کناروں سے یعنی پروردگار کی سلطنت سے نکل سکو اور نکل کر امن چین کی زندگی گزار سکو تو بے شک نکل جاؤ۔ جہاں تمہارے سینگ سمائیں چلے جاؤ۔ یہ سرکار خداوندی کا تم کو نوٹس ہے لیکن ہم تمہیں یہ بتائے دیتے ہیں کہ تم لوگ نہیں نکلو گے مگر خدا پر غلبہ کرنے سے یعنی خدائے قدیر پر تم غالب آجاؤ تو اس کے ملک سے تم نکل سکو گے اور یہ ناممکن ہے پھر تم کس نعمت الٰہی کی ناشکری کرتے ہو؟ دیکھو ایک بڑی اہم بات پر ہم تمہیں اطلاع دیتے ہیں جس میں سراسر تمہارا فائدہ ہے۔ سنو قیامت کے روز تم دونوں پر یعنی جو تم میں سے مستوجب ہوگا اس پر آگ کے شعلے اور دھواں پھینکے جائیں گے پھر تم دونوں باوجود کثرت افراد کے ایک دوسرے کی مدد نہ کرو گے۔ پھر بتاؤ اتنے بڑے اہم کام کی تم کو اطلاع دی گئی ہے۔ پھر بھی تم پروردگار کی کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو۔ پھر وہ وقت بھی تم کو یاد رکھنا چاہیےجب آسمان پھٹ کر مثل گل گلاب سرخ چمڑے کی طرح ہو جائے گا اس وقت ہر ایک کو اپنے کئے کا بدلہ ملے گا۔ پھر تم پروردگار کی کس نعمت سے انکار کرتے ہو پس اس روز انسانوں اور جنوں کو ان کے گناہوں سے سوال نہ ہوگا کہ تم نے کوئی گناہ کیا یا نہیں بلکہ ان کے کام ان کے چہروں سے خود بخود نمایاں ہوں گے۔ دیکھو یہ اطلاع بھی تم کو ہدایت کرنے میں کہاں تک کیسی مفید ہے پھر بھی تم کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟ اور سنو اس روز مجرم لوگ اپنے چہروں کے نشانوں سے پہچانے جائیں گے اور پیشانی اور

وَالْاَقْدَامِ ﴿۴۱﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۲﴾ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ یُكَذِّبُ بِهَا

قدموں سے پکڑے جائیں گے پس کس کس نعمت الٰہی کی تکذیب کرتے ہو؟ یہی وہ جہنم ہے جس کی مجرم لوگ تکذیب کرتے

الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ یَطُوْفُوْنَ بَیْنَهَا وَبَیْنَ حَمِیْمٍ اٰنٍ ﴿۴۴﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۵﴾

تھے' وہ اس میں اور کھولتے ہوئے گرم پانی میں گھومتے ہوں گے- پھر تم پروردگار کی کس نعمت سے انکار کرتے ہو؟

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۷﴾ ذَوَاتَآ

جو کوئی اپنے پروردگار کے رتبہ شان سے ڈرتا رہے اس کے لئے وہ باغ ہوں گے پھر تم کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟ دونوں باغ شاخوں

اَفْنَانٍ ﴿۴۸﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۹﴾ فِیْهِمَا عَیْنٰنِ تَجْرِیٰنِ ﴿۵۰﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ

والے ہوں گے- پھر تم کون سی نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟ ان باغوں میں دو چشمے جاری ہوں گے- پھر تم پروردگار کی

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۱﴾ فِیْهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ ﴿۵۲﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۳﴾

کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟ ان دونوں میں ہر میوے کی دو قسمیں ہوں گی- پھر تم پروردگار کی کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟

مُتَّكِـِٕیْنَ عَلٰی فُرُشٍۭ بَطَآىِٕنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ ؕ وَجَنَا الْجَنَّتَیْنِ دَانٍ ﴿۵۴﴾ فَبِاَیِّ

تختوں کے اوپر ایسے فرشوں پر بیٹھے ہوں گے جن کے اندر کی جانب کا کپڑا مخمل کا ہوگا اور درختوں کے پھل جھکے ہوں گے- پھر تم خدا کی

اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۵﴾

کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟

قدموں سے پکڑے جائیں گے پس بتاؤ کس نعمت الٰہی کی تکذیب کرتے ہو؟ جب ایسے لوگ جہنم میں ڈالے جائیں گے تو ان کو کہا جائے گا یہی وہ جہنم ہے جس کی مجرم لوگ تکذیب کرتے تھے -اسوقت وہ مجرم لوگ اس جہنم میں اور کھولتے ہوئے گرم پانی میں گھومتے ہوں گے جیسے سمندر کی لہروں میں مچھلیاں گھومتی ہیں پھر تم بتاؤ پروردگار کی کس نعمت سے انکار کرتے ہو اور سنو ہم مدار کار ایک ہی بات تم کو بتلاتے ہیں جس پر عمل کرنے سے تمہارا بیڑا پار ہو جائے ہمارے ہاں نجات کے لیے مدار کار ایک ہی بات ہے وہ یہ ہے جو کوئی اپنے پروردگار کے رتبے سے ڈرتا ہے یعنی اسکی شان والا شان کے مطابق دل میں خوف رکھے اس کے لیے خدا کے ہاں دو باغ ہوں گے' ایک رہنے کے لیے ایک سیر سپاٹے کے لیے جیسے دنیا میں امراء اور رؤساء کے لیے ہوتے ہیں پھر تم کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟ سنو وہ دونوں باغ اجڑے ویران نہ ہوں گے بلکہ سرسبز درختوں اور لہلہاتی شاخوں والے ہوں گے پھر تم کون سی نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟ دیکھو ان دونوں باغوں میں دو چشمے جاری ہونگے جن سے ان باغوں میں مزید تروتازگی ہوگی اور جنتیوں کے مکانوں کے نیچے جو نہریں جاری ہوں گی وہ بھی انہی چشموں سے ہوں گی پھر تم پروردگار کی کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو -اور سنو ان دونوں باغوں میں ہر میوے کی دو قسمیں ہوں گی رنگت میں بھی مختلف اور لذت میں بھی مختلف جیسے ہمارے ہاں انار دو قسم ہیں قابلی اور قندھاری- سنگترے بھی ناگپوری اور دیسی دو قسم ہیں اس طرح آم خربوزہ وغیرہ سب دو دو قسمیں ہوں گی پھر تم پروردگار کی کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟ ان اہل جنت کی رہائش ان باغوں میں یوں ہوگی کہ تختوں کے اوپر ایسے فرشوں پر بیٹھے ہوں گے جن کے اندر کی جانب کا کپڑا مخمل ہوگا- باہر کا بہت اعلیٰ اور باغوں میں درختوں کے پھل جھکے ہوں گے ان کے اتارنے میں ان کو تکلیف نہ ہوگی- پھر تم خدا کی کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟

فِيهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ ۙ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴿۵۶﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ

ان باغوں میں ایسی بیویاں ہوں گی جو شرم سے نیچے نگاہ رکھے ہوں گی ان پہلے نہ ان کو کسی انسان نے چھوا ہوگا نہ کسی جن نے پھر تم اپنے رب کی کس

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۷﴾ كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ ﴿۵۸﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

نعمت کی تکذیب کرتے ہو گویا وہ یاقوت اور مونگا ہوں گی۔ پھر تم پروردگار کی کس نعمت کی

تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۹﴾ هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ﴿۶۰﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۱﴾

تکذیب کرتے ہو؟ نیکی کا بدلہ نیک ہوتا ہے۔ پھر تم اپنے پروردگار کی کون سی نعمت کا انکار کرتے ہو؟

وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ ﴿۶۲﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۳﴾ مُدْهَآمَّتٰنِ ﴿۶۴﴾

ان دو کے علاوہ دو اور بہشت ہیں۔ پھر اپنے پروردگار کی کون سی نعمت کا انکار کرتے ہو؟ سیاہی مائل

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۵﴾ فِيهِمَا عَيْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ﴿۶۶﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

پھر پروردگار کی کونسی نعمت کا انکار کرتے ہو؟ ان میں دو دو چشمے جوش مارتے ہوں گے۔ پھر تم دونوں گروہ پروردگار کی کون سی

تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۷﴾ فِيهِمَا فَاكِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ ﴿۶۸﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۹﴾

نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟ ان دونوں میں پھل کھجوریں اور انار ہوں گے پھر تم اپنے پروردگار کی کون سی نعمت کا انکار کرتے ہو؟

ان باغوں میں اہل جنت کے لیے ایسی بیویاں ہوں گی جو شرم سے نیچے نگاہ رکھے ہوں گی خاص کیفیت ان کی یہ ہو گی کہ ان بہشتیوں سے پہلے نہ ان کو کسی انسان نے چھوا ہو گا نہ کسی جن نے یعنی وہ بالکل باکرہ جوان[1] ہم عمر خوبصورت ہوں گی پھر تم اپنے رب کی کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو۔وہ عورتیں ایسی خوبصورت ہوں گی گویا وہ یاقوت اور مونگا یا بالفاظ دیگر کشمیر کے سیب کی طرح چمکیلی اور سرخ سفید رنگت لی ہوئی ہوں گی پھر تم پروردگار کی کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟ ہمارے ہاں تو عام قاعدہ ہے کہ نیکی کا بدلہ تو نیک ہی ہوتا ہے اس لیے جو لوگ صالح ہوں گے ان کی جزا بھی اچھی ہو گی مگر تم کو بھی تو اس قانون کی پابندی کرنی چاہئے خدا کے احسانات تم لوگوں پر کتنے ہیں پیدائش سے موت تک سر سے پیر تک اس کے احسانات کے نیچے دبے ہو۔پھر کیا تم اس کے احسانات کو ملحوظ رکھ کر اس کی فرمانبرداری کرتے ہو۔اگر کرتے ہو تو مبارک ہے نہیں کرتے تو پھر تم اپنے پروردگار کی کونسی نعمت کا انکار کرتے ہو؟ بتاؤ تو کیا اس نے تمہیں پیدا نہیں کیا۔اس نے تم کو صحت اور تندرستی نہیں دی۔اس نے تم کو رزق اور عافیت نہیں بخشی۔ آخر کہو تو سہی کیا کچھ نہیں دیا؟ دنیا میں دیا آخرت میں دو بہشت دینے کا وعدہ کیا۔ان دو کے علاوہ بھی دو اور بہشت ہیں جو اہل جنت کو ملیں گی۔پھر اپنے پروردگار کی کون سی نعمت کا انکار کرتے ہو دیکھو وہ درخت ایسے سر سبز ہوں گے کہ دور سے دیکھنے میں سیاہی مائل دکھائی دیں گے پھر بتاؤ پروردگار کی کون سی نعمت کا انکار کرتے ہو؟ سنو ان بہشتوں میں سے ہر ایک بہشت میں دو دو چشمے جوش مارتے ہوں گے جیسے اونچے پہاڑ سے پانی کا چشمہ زور سے بہتا ہے اسی طرح بہشت میں پانی، دودھ اور شہد خالص وغیرہ کے چشمے جوش سے جاری ہوں گے بہشتی لوگ ان کو اپنے استعمال میں لائیں گے پھر بھی تم دونوں (جن اور انسانی) گروہ پروردگار کی کون سی نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟ سنو ان دونوں باغوں ہر قسم کے پھل خاص کر کھجوریں اور ہر قسم کے انار ہوں گے جو بہشتیوں کے لیے وقف ہوں گے۔پھر تم ہی بتاؤ اپنے پروردگار کی کون سے نعمت کا انکار کرتے ہو؟

---

[1] ﴿فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا﴾ کی طرف اشارہ ہے۔

فِيهِنَّ خَيْرٰتٌ حِسَانٌ ﴿٧٠﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧١﴾ حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِي

ان میں نیک خوبصورت عورتیں ہوں گی پھر تم اپنے پروردگار کی کون سی نعمت کا انکار کرتے ہو؟ وہ گورے رنگ کی حوریں خیموں میں پردہ نشین

الْخِيَامِ ﴿٧٢﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٣﴾ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴿٧٤﴾

ہوں گی- پھر تم دونوں اپنے رب کی کونسی نعمت کا انکار کرتے ہو؟ ان مردوں سے پہلے ان کو نہ کسی انسان نے چھوا ہوگا اور نہ کسی جن نے

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٥﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ﴿٧٦﴾

پھر تم پروردگار کی کون سی نعمت کا انکار کرتے ہو؟ وہ لوگ سبز قالینوں اور خوبصورت فرشوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٧﴾ تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿٧٨﴾

پھر تم کس نعمت خداوندی کا انکار کرتے ہو؟ تمہارے پروردگار بڑی عظمت اور عزت والے کا نام بڑی برکت والا ہے-

سورت الواقعہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا رحم کرنے والا بڑا مہربان ہے

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴿١﴾ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ﴿٢﴾ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ﴿٣﴾

جب قیامت واقع ہوجائے گی جس کے واقع ہونے میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں وہ پست کرے گی اور بلند کرے گی

دیکھو ان بہشتوں میں بہشتی لوگ تنہائی میں نہیں رہیں گے کہ تجرد کی وحشت سے پریشان ہوں بلکہ ان بہشتوں میں ان کے لئے نیک خوبصورت عورتیں ہوں گی جن سے وہ حسب ضرورت مانوس رہینگے اور ہر طرح کے جائز عیش کریں گے پھر بھی تم اپنے پروردگار کی کونسی نعمت کا انکار کرتے ہو؟ سنو وہ عورتیں بڑی خوبصورت گورے رنگ کی حوریں ہوں گی جو ان باغوں میں بعد سیر و تفریح کے شاہی بیگمات کی طرح خیموں میں پردہ نشین[1] ہونگی کیا مجال کوئی غیر ان کو دیکھ سکے- پھر بتاؤ تم دونوں اپنے رب کی کونسی نعمت کا انکار کرتے ہو؟ وہ مہ جبین حوریں چونکہ پیدائشی باکرہ[2] ہوں گی اس لئے بالکل صحیح سمجھو کہ بعد پیدائش ان بہشتی مردوں سے پہلے ان کو نہ کسی انسان نے بطور ملاپ کے چھوا ہوگا نہ کسی جن نے بلکہ بالکل جوان غیر مدخولہ ہوں گی پھر تم پروردگار کی کونسی نعمت کا انکار کرتے ہو؟ دیکھو وہ بہشتی لوگ سبز قالینوں اور عمدہ خوبصورت فرشوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے جیسے یہاں تمہارے معزز رئیس لوگ بوقت فرصت بیٹھتے ہیں- پھر تم کس نعمت خداوندی کا انکار کرتے ہو- سنو تمہارے پروردگار بڑی عظمت اور عزت والے کا نام بڑی برکت والا ہے ﴿سبحان ربك رب العزة عما يصفون﴾

سورۂ واقعہ

سنو لوگوں جب قیامت کی ساعت واقع ہو جائے گی جس کے واقع ہونے میں کسی طرح کا شک و شبہ نہیں- وہ قیامت کئی ایک بلند مراتب انسانوں کو جو دنیا میں بڑے رتبے والے ہوں گے پست کرے گی اور کئی ایک پست رتبہ والوں کو ایمان اور اعمال صالحہ کی وجہ سے بلند کرے گی یعنی دنیا میں جو بداعمال لوگ بلند رتبہ ہوں گے وہ وہاں

---

[1] يقال امراة قصيرة وقصورة ومقصورة مخدرة (تفسير كشاف- سورة الرحمن).

[2] پیدائشی باکرہ کے معنے یہ ہیں کہ باوجود ملاپ مرد کے بکارت کا وصف ان میں ہمیشہ رہیگا ﴿فجعلنا هن ابكارا﴾ کی طرف اشارہ ہے-(منہ)

إِذَا رُجَّتِ الْأَرْضُ رَجًّا ۝٤ وَبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ۝٥ فَكَانَتْ هَبَاءً مُّنْبَثًّا ۝٦ وَ

جب زمین کو سخت حرکت دی جائے گی اور پہاڑوں کو ریزے ریزے کردیا جائے گا ایسے کہ خاک دھول ہوکر اڑیں گے اور

كُنْتُمْ أَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ۝٧ فَأَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۝٨ مَا أَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۝٨ وَأَصْحٰبُ

تم تین قسم ہوجاؤ گے۔ پس دائیں ہاتھ والے کیسے اچھے ہوں گے اور بائیں

الْمَشْئَمَةِ ۝٩ مَا أَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۝٩ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۝١٠ أُولٰٓئِكَ

ہاتھ والے کیسے برے ہوں گے۔ سابق لوگ سابق ہوں گے' خدا کے مقرب

الْمُقَرَّبُوْنَ ۝١١ فِىْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝١٢ ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِيْنَ ۝١٣ وَقَلِيْلٌ مِّنَ

ہوں گے بڑی نعمتوں کے باغوں میں ہوں گے' پہلے لوگوں میں سے ایک جماعت ہوگی اور پچھلوں میں بھی تھوڑے سے

الْأٰخِرِيْنَ ۝١٤ عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ۝١٥ مُّتَّكِـِٕيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ ۝١٦ يَطُوْفُ

ہوں گے۔ جڑاؤ تختوں پر تکیے لگائے ہوئے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔ خور سال ہمیشہ

پست ہوں گے اور جو نیک لوگ دنیا میں پست ہوں گے وہ وہاں بلند ہوں گے' اس روز سب کی قلعی کھل جائے گی۔ سب کا کیا کرایا معلوم ہو جائے گا۔ یہ واقعہ اس روز ہو گا جب زمین کو سخت حرکت دی جائے گی اور اس حرکت کے ساتھ پہاڑوں کو ریزے ریزے کر دیا جائے گا ایسے کہ خاک دھول ہو کر اڑیں گے۔ زمین پر نہ کوئی اونچی جگہ رہے گی نہ پست[1] نظر آئے گی اور تم دنیا کے لوگ اس روز تین قسم ہو جاؤ گے ایک قسم دائیں ہاتھ والے جن کا اعمالنامہ دائیں ہاتھ میں عزت کے ساتھ ملے گا۔ دوسری قسم بائیں ہاتھ والے جن کو اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں ملے گا۔ تیسری قسم وہ لوگ جو ان لوگوں سے بالاتر ہوں گے یعنی نیک کاموں میں سبقت کرنے والے۔ پس ان تینوں قسموں کی کیفیت اور حالت سنو! دائیں ہاتھ والے واہ کیسے مزے میں اچھے رتبے پر ہوں گے اور بائیں ہاتھ والے کیسے برے درجے میں ہوں گے' ان دونوں کا مختصر حال تو بس اسی سے معلوم ہو گیا۔ اب رہے سابق لوگ ان کا کیا کہنا وہ تو جیسے دنیا میں نیک کاموں میں سابق تھے' آخرت میں بھی جنت کی طرف سب سے پہلے سابق ہوں گے۔ داخلہ میں سابق' ہر نعمت کی تحصیل میں سابق' خدا کے دیدار میں سابق غرض ہر امر میں سابق۔ کیونکہ وہی اعلیٰ درجے میں خدا کے مقرب ہوں گے جو بڑی نعمتوں کے باغوں میں عیش و عشرت کرتے ہوں گے۔ چونکہ یہ بڑے رتبے کے لوگ ہیں اس لیے ان کی تعداد بہ نسبت دوسروں کے کم ہو گی۔ تم سے پہلے بھلے لوگوں میں یعنی انبیاء' اولیاء' سابقین میں سے ایک خاصی تعداد کی جماعت ایسے سابقین لوگوں کی ہو گی اور پچھلوں یعنی تم مسلمانوں میں سے بھی تھوڑے سے ان سابقین میں ہوں گے کیونکہ دنیا میں یہ قانون عام ہے کہ اچھی اور اعلیٰ چیز بہ نسبت ادنیٰ اور ماتحت کے تھوڑی ہوتی ہے۔ اسی قاعدے سے یہ جماعت سابقین میں کم ہو گی۔ سونے چاندی کے جڑاؤ تختوں پر تکیے لگائے ہوئے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔ ان کی نسل[2] کے خور سال مرے ہوئے بہشت میں ہمیشہ

---

[2] یہ بچے وہ ہوں گے جو اہل جنت کی اولاد شیر خواری کی حالت میں دنیا میں مری ہوگی۔ کیونکہ اس جگہ ولدان کا لفظ آیا ہے اور سورۂ طور میں غلمان لهم کا لفظ آیا ہے جس کے معنے ہیں ان کے بچے' یہ سب بچے اہل جنت کے بہلاوے کو ہوں گے۔(منہ ۱۳)

[1] لَا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا کی طرف اشارہ ہے۔(۱۲)منہ

يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ ﴿١٧﴾ بِأَكْوَابٍ وَأَبَارِيقَ ۙ وَكَأْسٍ مِّن مَّعِينٍ ﴿١٨﴾ لَّا

رہنے والے بچے ان کے پاس گلاس اور لٹیاں اور شراب کے پیالے لے کر ارد گرد پھریں گے جس سے

يُصَدَّعُونَ عَنْهَا وَلَا يُنزِفُونَ ﴿١٩﴾ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُونَ ﴿٢٠﴾ وَلَحْمِ طَيْرٍ

نہ ان کو درد سر ہوگا اور نہ وہ بکواس بکیں گے اور جس جس قسم کے پھل اور جانوروں کا گوشت وہ چاہیں گے وہ لے کر ان

مِّمَّا يَشْتَهُونَ ﴿٢١﴾ وَحُورٌ عِينٌ ﴿٢٢﴾ كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُونِ ﴿٢٣﴾ جَزَاءً بِمَا كَانُوا

کے پاس آئیں گے اور ان کے لئے بڑی خوبصورت موٹی آنکھوں والی بیویاں محفوظ موتیوں کی طرح ہوں گی' یہ ان کو ان کے کاموں کے بدلہ

يَعْمَلُونَ ﴿٢٤﴾ لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا تَأْثِيمًا ﴿٢٥﴾ إِلَّا قِيلًا سَلَامًا سَلَامًا ﴿٢٦﴾

میں ملے گا جو وہ کرتے تھے- وہ کسی قسم کی لغو یا گناہ کی بات اس میں نہ سنیں گے سوائے سلام سلام کے - - -

وَأَصْحَابُ الْيَمِينِ مَا أَصْحَابُ الْيَمِينِ ﴿٢٧﴾ فِي سِدْرٍ مَّخْضُودٍ ﴿٢٨﴾ وَطَلْحٍ

اور دائیں ہاتھ والوں کے کیا کہنے بے کانٹے کی بیریوں میں تہہ بتہہ کیلوں

مَّنضُودٍ ﴿٢٩﴾ وَظِلٍّ مَّمْدُودٍ ﴿٣٠﴾ وَمَاءٍ مَّسْكُوبٍ ﴿٣١﴾ وَفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ ﴿٣٢﴾ لَّا مَقْطُوعَةٍ

میں اور بڑی نعمتوں میں اور گرتے پانی میں اور بہت سے پھلوں میں جو نہ ختم ہوں گے نہ ان

وَلَا مَمْنُوعَةٍ ﴿٣٣﴾

سے ان کو روک ٹوک ہوگی

رہنے والے بچے ان جنتیوں کے پاس شیشے کے گلاس اور بلوری لٹیاں اور ایسی شراب کے پیالے لے کر ارد گرد پھریں گے جس سے نہ ان کو درد سر ہوگا نہ وہ نشہ کی وجہ سے بکواس بکیں گے کیونکہ وہ شراب بے نشہ محض پینے کی لذیذ چیز ہوگی اور جس جس قسم کے پھل اور جانوروں کا گوشت وہ چاہیں گے وہ بچے لے کر ان کے پاس آئیں گے کیونکہ ان کے ہاتھوں سے لے کر کھانے میں ان کو مزید لذت ہوگی اور ان کے لیے بڑی خوبصورت موٹی آنکھوں والی بیویاں محفوظ موتیوں کی طرح صاف شفاف ہوں گی- یہ سب کچھ ان کو ان کاموں کے بدلے ملے گا جو وہ دنیا میں اعمال صالحہ کرتے تھے- اس جنت میں بے انتہا لوگ ہوں گے - وہ اہل جنت کسی قسم کی لغو یا گناہ کی بات اس میں نہ سنیں گے - کیونکہ وہاں کسی قسم کی بیہودگی نہ ہوگی اس لیے کسی قسم کی ناجائز بات ان کے سننے میں نہ آئے گی سوائے سلام سلام کے - ہر طرف سے سلام علیکم و علیکم السلام کی آوازیں آئیں گی - یہ تو انجام ہوگا سابقین کا - اب سنیے اصحاب الیمین کا حال یعنی دائیں ہاتھ والوں کے کیا کہنے ! بڑے مزے کے عیش میں ہوں گے - باغوں کی بارہ دریوں میں بے کانٹے کی بیریوں میں اور تہہ بتہہ کیلوں میں اور بڑی نعمتوں[1] میں اور گرتے[2] پانی میں اور بہت سے پھلوں میں جو نہ ختم ہوں گے نہ ان سے ان کو روک ٹوک ہوگی-

---

[1] وظل ممدود یہ محاورہ ہے- نعماء کثیر - ویعبر بالظل عن العزة والنعمة وعن الرفاهية (مفردات راغب)

[2] لاہور اور سری نگر کشمیر کے شالامار باغ میں اس پانی کا نمونہ نظر آتا ہے جب اوپر کے درجے سے نیچے کو پانی گرتا ہے اس کے گرنے کے راستے میں ٹیڑھا پتھر ہے جس کو بڑی خوبصورتی سے تراشا ہوا ہے' اس پر ہوتا ہوا نیچے پانی آتا ہے تو عجیب خوبصورت منظر پیدا ہوتا ہے ﴿ ماء مسکوب﴾ کی نظیر ہے-

وَّ فُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ ﴿٣٤﴾ اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ﴿٣٥﴾ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ﴿٣٦﴾ عُرُبًا

اور اونچے بستروں پر مزے لے رہے ہوں گے ہم نے ان ازواج کو پیدا کیا ہے اور باکرہ رکھا ہے محبوبہ

اَتْرَابًا ﴿٣٧﴾ لِّاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿٣٨﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٣٩﴾ وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ﴿٤٠﴾ وَ

دائیں ہاتھ والوں کی ہم عمر بنایا ہے۔ اس جماعت میں بہت سے لوگ پہلے لوگوں میں سے ہوں گے اور بہت سے لوگ پچھلے لوگوں میں سے ہوں گے۔

اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ﴿٤١﴾ فِيْ سَمُوْمٍ وَّحَمِيْمٍ ﴿٤٢﴾ وَّ ظِلٍّ

بائیں ہاتھ والے لوگ کیسے بدنصیب ہوں گے سخت گرم ہوا میں رہیں گے اور سخت گرم پانی میں اور سخت سیاہ دھوئیں

مِّنْ يَّحْمُوْمٍ ﴿٤٣﴾ لَّا بَارِدٍ وَّلَا كَرِيْمٍ ﴿٤٤﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُتْرَفِيْنَ ﴿٤٥﴾

میں ہوں گے جو نہ ٹھنڈا ہوگا اور نہ عزت کی جگہ۔ یہ لوگ پہلے بڑے آسودہ تھے

وَكَانُوْا يُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِيْمِ ﴿٤٦﴾ وَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ ۙ اَئِذَا مِتْنَا وَ

اور بڑے کبیرے گناہ ہمیشہ کیا کرتے تھے۔ اور کہتے تھے جب ہم مر کر مٹی اور ہڈیاں ہو

اور اونچے بستروں پر مزے لے رہے ہوں گے۔ بستروں کے ذکر سے تمہارا ذہن ایک ضروری چیز کی طرف منتقل ہوا ہوگا یعنی ازواج کیونکہ بستر بغیر زوج اور زوجہ کے آرام دہ نہیں ہوتا۔ پس سنو! ان کے لیے ازواج بھی وہاں ہوں گی کیونکہ ہم نے وہاں کی ان ازواج عورتوں کو پیدا کیا ہے اور پیدا کر کے ہمیشہ کے لیے باکرہ جوان رکھا ہے۔ خاوندوں کی نگاہ میں محبوبہ اور ان دائیں ہاتھ والوں کی ہم عمر بنایا ہے۔ غرض ایک پسندیدہ عورت میں جس جس قسم کی خوبی ہونی چاہئے وہ ان میں ہوگی اس لیے خاوند ان سے مسرور اور وہ خاوندوں سے محظوظ ہوں گی پس بڑے مزے کی زندگی ان کو نصیب ہوگی جو دنیا میں کسی راجہ نواب کو تو کیا بڑے سے بڑے کسی بادشاہ کو بھی میسر نہ ہو۔ اس دائیں ہاتھ والی جماعت میں بہت سے لوگ اس آخری زمان پیغمبر سے پہلے لوگوں میں سے ہوں گے اور بہت سے لوگ اس سے پچھلے لوگوں میں سے ہوں گے۔ غرض اس جماعت میں داخلہ کیلئے کوئی امت محمدیہ علی صاحبها الصلوٰة والتحية کی خصوصیت نہ ہوگی بلکہ پہلی امتوں کے نیک لوگ بھی اس گروہ میں داخل ہوں گے۔ باقی رہے اصحاب الشمال یعنی ان سب کے مقابل بائیں ہاتھ والے لوگ' ہائے کیسے برے اور کیسے بدنصیب ہوں گے بائیں ہاتھ والے ان کی بابت کچھ نہ پوچھو' عام اوقات میں سخت گرم ہوا میں رہیں گے اور پیاس کے وقت سخت گرم پانی میں اور بالائی تپش کے وقت سخت سیاہ دھوئیں کے سائے میں ہوں گے جیسا انجن میں پتھر کے کوئلے جلنے سے سخت سیاہ دھواں نکلتا ہے۔ غور کرو ان لوگوں کی زندگی اور راحت کیا ہوگی جن کو دھوپ اور تپش سے بچنے کے لیے ایسے دھوئیں میں آرام ملے گا جو نہ ٹھنڈا ہوگا نہ عزت کی جگہ' بلکہ سخت ذلت اور خواری کا مقام ہوگا۔ کیوں نہ ہو یہ لوگ تھے بھی تو اسی لائق کیونکہ آج سے پہلے دنیا میں بڑے آسودہ تھے اور بڑے بڑے کبیرے گناہ شرک' کفر' بدمعاشی کے سارے کام ہمیشہ کیا کرتے تھے نہ عید چھوڑتے نہ بقر عید نہ رمضان نہ محرم۔ بلکہ ان کا یہ قول تھا۔

صبح تو جام سے گزرتی ہے شب دل آرام سے گزرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے اب تو آرام سے گزرتی ہے

اور اگر ان کو کوئی سمجھاتا کہ میاں اللہ سے ڈرو۔ ایک روز کئے کا حساب دینا ہوگا تو اس کے جواب میں کہتے تھے جب ہم مر کر مٹی اور ہڈیاں ہو

كُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿٤٧﴾ اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿٤٨﴾ قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِيْنَ

جائیں گے تو کیا ہم اور ہمارے باپ دادا حساب کے لئے اٹھائے جائیں گے؟ تو کہہ کہ اس میں شک نہیں کہ

وَالْاٰخِرِيْنَ ﴿٤٩﴾ لَمَجْمُوْعُوْنَ ۙ اِلٰى مِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿٥٠﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا

تمہارے پہلے اور پچھلے سب لوگ ایک مقرر دن میں جمع کئے جائیں گے پھر تم اے بھولے ہوئے

الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ﴿٥١﴾ لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ﴿٥٢﴾ فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا

جھٹلانے والے لوگو! زقوم کے درخت سے کھاؤ گے پھر اسی سے پیٹ

الْبُطُوْنَ ﴿٥٣﴾ فَشٰرِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ ﴿٥٤﴾ فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ ﴿٥٥﴾ هٰذَا

بھرو گے پھر اس پر اونٹوں کی طرح منہ سے گرم پانی پیو گے انصاف کے روز

نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿٥٦﴾ نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ ﴿٥٧﴾ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ﴿٥٨﴾

یہ ان کی ضیافت ہوگی- ہم ہی نے تم کو پیدا کیا پھر تم تصدیق کیوں نہیں کرتے- بتاؤ جو پانی تم ارحام میں

ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿٥٩﴾

ٹپکاتے ہو وہ تم پیدا کرتے ہو یا ہم پیدا کرتے ہیں؟

جائیں گے- تو کیا ہم اور ہمارے پہلے باپ دادا حساب کتاب کے لیے اٹھائے جائیں گے؟ یہ تو بڑی دور از (۱) عقل بات ہے- کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک جسم سڑ گل کر مٹی میں مٹی ہو جائے- پھر وہ پورا بن کر زندہ ہو جائے- اے پیغمبر علیہ السلام! تو ان کے جواب میں ان کو کہہ کہ اس میں مطلق شک کی گنجائش نہیں کہ تمہارے پہلے اور پچھلے سب لوگ ایک مقرر دن میں جمع کئے جائیں گے چاہے تم اقرار کرو یا انکار' ہو گا یہی جو ہم نے بتایا ہے- پھر تم اے بھولے ہوئے غلط کار جھٹلانے والے لوگو! پیٹ بھرنے کو سخت کڑوے زقوم کے درخت سے کھاؤ گے پھر اسی سے پیٹ بھرو گے پھر اس پر مزید طرفہ یہ کہ بغیر کسی برتن گلاس کٹورے وغیرہ کے اونٹوں کی طرح منہ سے گرم پانی پیو گے- انصاف یعنی قیامت کے روز ان جہنمیوں کی یہ ضیافت ہو گی جو ان کو پہلے روز آتے ہی پیش کی جائے گی- اب سنو! اصل استبعاد کا جواب جو تم کہتے ہو کہ مر کر کوئی جاندار کس طرح زندہ ہو سکتا ہے؟ پس غور کرو ہم ہی نے تم کو پیدا کیا کہاں سے کہاں تک تم نے ترقی کی- اس کا ثبوت تمہارے حالات بتا رہے ہیں- کیا تمہاری جوانی کی حالت اس ابتدائی حالت سے مشابہت رکھتی ہے جو تم کو بطن مادر میں اور اس کے بعد حاصل ہوتی ہے؟ اس حالت میں دیکھنے والا تم کو جوانی میں دیکھے تو باور کر سکتا ہے کہ تم وہی ہو؟ ہرگز نہیں پس جس طرح ان مختلف مراتب سے گزرتے ہوئے خالق نے تم کو اس آخری مرتبے تک پہنچایا ہے اسی طرح فنا کے بعد دوسری صورت میں تم کو پیدا کرے گا- پھر تم اتنا ثبوت ہوتے ہوئے بھی وعدہ الٰہی متضمن حشر اجساد کی تصدیق کیوں نہیں کرتے- آؤ ذرا تفصیل سے سنو! بتاؤ جو پانی تم ارحام نساء میں ٹپکاتے ہو- جس سے تمہاری اولاد پیدا ہوتی ہے وہ اولاد بلکہ وہ پانی بھی خود تم پیدا کرتے ہو یا ہم پیدا کرتے ہیں؟ انصاف اور ایمان سے بتانا- اس سے اصل بات کا پتہ چل جائے گا- تمہارا خیال اگر یہ ہے کہ تم پیدا کرتے ہو تو جن کے ہاں اولاد نہیں ہوتی ان سے بھی ذرا دریافت کرو

---

(۱) ﴿ذلك رجع بعيد﴾ کی طرف اشارہ ہے-

نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ ﴿٦٠﴾ عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ

ہم ہی نے تمہارے حق میں موت مقرر کر رکھی ہے اور ہم اس سے بھی عاجز نہیں کہ تمہاری شکلیں بدل دیں اور تم

اَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٦١﴾ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى فَلَوْلَا

کو ایک ایسی صورت میں پیدا کردیں جو تم نہیں جانتے اور تم پہلی پیدائش کو جان چکے ہو پھر تم نصیحت کیوں

تَذَكَّرُوْنَ ﴿٦٢﴾ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ﴿٦٣﴾ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ﴿٦٤﴾

نہیں پاتے۔ بھلا بتاؤ تم لوگ جو کھیتی باڑی کرتے ہو وہ تم اگاتے ہو یا ہم اگاتے ہیں؟

لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ﴿٦٥﴾ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ﴿٦٦﴾ بَلْ نَحْنُ

اگر ہم چاہتے تو اس کو چورا چورا کردیتے پھر تم باتیں بناتے رہ جاتے کہ ہائے ہم مقروض ہوگئے بلکہ ہم بڑے ہی بدنصیب

مَحْرُوْمُوْنَ ﴿٦٧﴾ اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ ﴿٦٨﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ

ہیں۔ بھلا بتلاؤ تو جو پانی تم پیتے ہو اسے بادلوں سے تم اتارتے ہو یا

الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ﴿٦٩﴾

ہم اتارتے ہیں؟

کہ ان کے ہاں کیوں پیدا نہیں ہوتی تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ اصل بات وہی ہے جو ہم بتاتے ہیں کہ ہم خدا ہی نے تم کو پیدا کیا ہے اور ہم ہی نے تمہارے حق میں موت مقرر کر رکھی ہے ایک وقت پر پہنچ کر تم خود بخود معدوم ہو جاتے ہو اور ہو جاؤ گے اور اگر خیال کرو کہ ہم سے کہیں چھپ جاؤ گے ایسے کہ ہم تم کو گرفتار نہ کر سکیں گے تو یہ خیال تمہارا غلط ہے کیونکہ ہم تمہارے گرفتار کرنے پر قادر ہیں اور اس سے بھی عاجز نہیں کہ اسی دنیا میں اسی حالت میں تمہاری شکلیں بدل دیں اور تم کو ایک ایسی صورت میں پیدا کردیں جو تم نہیں جانتے ہو۔ یعنی کسی برے سے برے حیوان کی صورت میں مبدل کردیں اور اگر غور کرو تو تم کو ایک ہی مثال کافی ہے کہ تم پہلی پیدائش کو جو تم پر اور تمہاری اولاد پر آچکی ہے جان چکے ہو۔ جس سے تم سب موجود ہو۔ غور کرو کس طرح تم بنے اور کس طرح ترقی یاب ہوئے اور کس طرح بڑھتے گئے یہاں تک کہ پیر مرد بن گئے پھر تم نصیحت کیوں نہیں پاتے ہو۔ یعنی یہ بات کیوں نہیں سمجھتے کہ جس خدا نے ہم کو پہلی مرتبہ پیدا کیا ہے وہ دوسری مرتبہ بھی پیدا کر سکتا ہے ضرور کر سکتا ہے اور کرے گا اور سنو! بھلا بتاؤ تو سہی تم لوگ جو کھیتی باڑی کرتے ہو اس سے جو پیدا ہوتا ہے وہ تم اگاتے ہو یا ہم اگاتے ہیں؟ کون ایسا عقلمند ہے جو کہے کہ میں اگاتا ہوں نہیں بلکہ تم بھی یہی کہو گے ؎

نہ بارد ہوا تا نہ گوئی ببار   زمین نا ورد تا نہ گوئی بیار

سنو! آج تم جو غلہ کھا رہے ہو اگر ہم چاہتے تو اس کو چورا چورا کر دیتے نہ دانے تمہارے ہاتھ لگتے نہ بھوسہ' نہ تم کھاتے نہ تمہارے مویشی' پھر تم باتیں بناتے اور افسوس کرتے رہ جاتے۔ یہی کہتے نا کہ ہائے ہم مقروض ہو گئے ہائے اتنی پیداوار بھی نہ ہوئی کہ ہم سرکاری معاملہ ہی ادا کرتے۔ نہ مہاجن کا روپیہ ادا ہوا۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ہم بڑے ہی بدنصیب محروم ہیں کہ پکی پکائی کھیتی ہماری ضائع ہو گئی۔ یہ دوسرا سوال تھا جو ختم ہوا۔ اب تیسرا سوال سنو! بھلا بتلاؤ تو جو پانی تم پیتے ہو کنوؤں کا۔ چشموں کا' دریا کا یا جھیل کا اسے بادلوں سے تم اتارتے ہو یا ہم (خدا) اتارتے ہیں؟ دیکھو اس میں کچھ شک نہیں کہ ہم ہی یہ سب کچھ کرتے ہیں۔ کیا تم نے شاعر کا قول نہیں سنا ؎

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کار اند   کہ تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری

لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِيْ تُوْرُوْنَ ﴿۷۱﴾

اگر ہم چاہیں تو اس کو کڑوا کردیں پھر تم شکر کیوں نہیں کرتے۔ بھلا بتاؤ تو تم لوگ جو آگ جلاتے ہو

ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَآ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِـُٔوْنَ ﴿۷۲﴾ نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّمَتَاعًا

کیا اس کے پیڑ تم نے پیدا کئے ہیں یا ہم بناتے ہیں۔ ہم ہی نے ان کو نصیحت کے لئے اور خاص کر غرباء کے گذارے

لِّلْمُقْوِيْنَ ﴿۷۳﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۷۴﴾ فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ﴿۷۵﴾ وَ

کے لئے بنایا ہے پس تم اپنے پروردگار عالیشان کے نام کی تسبیح پڑھا کرو مجھے ستاروں کی گذرگاہوں کی قسم ہے اور اگر

اِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ﴿۷۶﴾ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ﴿۷۷﴾ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ﴿۷۸﴾ لَّا

جانتے ہو تو یہ بہت بڑی قسم ہے۔ بے شک یہ بڑی عزت کی کتاب ہے مخفی کتاب میں ہے اس

يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ﴿۷۹﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۰﴾ اَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ

کو پاک لوگ ہی چھوتے ہیں رب العالمین کی طرف سے اتارا ہوا ہے کیا پھر بھی تم اس کلام کے ماننے میں

اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ ﴿۸۱﴾

سستی کرتے ہو

سنو اگر ہم (خدا) چاہیں تو اس پانی کو کڑوا اور سخت کڑوا کردیں پھر تم اس میٹھے پانی کا شکر کیوں نہیں کرتے کیا یہی شکر ہے کہ کھاؤ پیؤ تو خدا کا اور گیت گاؤ غیر کا۔ یہ کسی طرح جائز نہیں۔ آؤ ایک اور سوال سنو! بھلا بتاؤ تو سہی تم لوگ جو کھانا پکاتے اور دیگر ضروریات کیلئے آگ جلاتے ہو۔ کیا تم اس کے پیڑ جو اس کا ایندھن بنتے ہیں تم نے پیدا کئے ہیں یا ہم (خدا) بناتے ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ ہم ہی نے ان درختوں اور ان کی اور سب چیزوں کو عام طور پر نصیحت کے لیے اور خاص کر غرباء[1] کے گزارے کے لیے بنایا ہے۔ نصیحت تو اس طرح کہ اہل بصیرت ان درختوں کی پیدائش دیکھیں کہ کس طرح ہوتی ہے جس کی بابت ایک اہل بصیرت نے یوں کہا ہے ؎

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

اور غرباء کا گزارہ یوں کہ وہ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لائیں اور بستیوں میں فروخت کر کے گزارہ کریں۔ پس جب واقعہ یہ ہے کہ سب کچھ خدا ہی کا بنایا ہوا ہے تو تم لوگو! اپنے پروردگار عالیشان کے اتنے احسانات کا شکریہ کرنے کو اس کے نام کی تسبیح پڑھا کرو۔ یعنی اس کو پاکی سے یاد کرنے کو یوں کہا کرو سبحان اللہ وبحمدہ اے رسول! تم کہو کہ یہ کتاب جس میں خدا کی ایسی تعریف اور ایسے احکام ہیں یہ تمہاری ہدایت کے لیے آئی ہے۔ مجھے ستاروں کی گزرگاہوں کی قسم ہے اور اگر تم خدائی طرز کلام جانتے ہو تو یہ بہت بڑی قسم ہے کیونکہ اس میں مقسم بہ کی مقسم لہ[2] کے ساتھ تشبیہ پائی جاتی ہے بے شک یہ قرآن بڑی قدر و عزت کی کتاب ہے یہ خود یعنی اس کا مضمون علم الٰہی سے ماخوذ ہے اس لیے یہ دراصل اس مخفی کتاب میں محفوظ ہے جس کا نام ہے لوح محفوظ یا کتاب مبین وغیرہ اس کتاب قرآن مجید کو پاک لوگ ہی چھوتے یعنی وہی اس پر عمل کرتے اور وہی اس کو رہنما اور ہدایت نامہ بناتے ہیں ایسے لوگ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ وہ قرآن رب العالمین کی طرف سے اتارا ہوا ہے کیا پھر بھی تم اے عرب کے منکرو! اس کلام کے ماننے میں سستی کرتے ہو؟

---

[1] تفسیر کشاف (۱۲)

[2] مقسم لہ یہاں قرآن ہے اور مقسم بہ ستارے ہیں۔ ستارے روشنی کی علت ہیں اسی طرح قرآن بھی دل کی روشنی کا سبب ہے۔

وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ﴿۸۳﴾ وَاَنْتُمْ

اور تم اپنا حصہ یہی بناتے ہو کہ تکذیب کرتے ہو بھلا جب روح گلے میں آ پہنچتی ہے اور تم سب اس

حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ﴿۸۵﴾ فَلَوْلَآ

وقت دیکھا کرتے ہو اور ہم خود اس کے پاس تم سے زیادہ قریب ہوتے ہیں لیکن تم لوگ نہیں دیکھتے پھر اگر تم لوگ

اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ ﴿۸۶﴾ تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۸۷﴾ فَاَمَّآ اِنْ

کسی کے دبیل نہیں تو اس کو واپس کیوں نہیں لاتے اگر تم سچے ہو پھر اگر وہ

كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۸۸﴾ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ ۙ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ ﴿۸۹﴾ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ

مقربوں سے ہوتا ہے تو اس کے لئے عیش و آرام اور نعمتوں کے بہشت ہیں اور اگر وہ دائیں ہاتھ

مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۹۰﴾ فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۹۱﴾ وَاَمَّآ اِنْ

والوں میں سے ہے تو دائیں ہاتھ والوں کی طرف سے بھی تجھ کو سلام ہو۔ اگر وہ جھٹلانے والے

كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۹۲﴾ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿۹۳﴾ وَّتَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ﴿۹۴﴾

گمراہوں میں سے ہوگا تو سخت کھولتے پانی سے اس کی مہمانی ہوگی اور جہنم میں داخلہ ہوگا

اور تم اپنا حصہ قسمت یہی بناتے ہو کہ اس پاک اور مصدق کلام کی تکذیب کرتے ہو- واہ خوب عقل ہے- خدا کی مہربانی کا شکر یہی ہے کہ اس کی دی ہوئی نعمت کی بے قدری کرو- کیا تمہیں خدا پر ایمان نہیں بھلا جب تمہارے □ کی مرتے وقت روح گلے میں آ پہنچتی ہے اور تم سب اس وقت اس مرنے والے کا حال دیکھا کرتے ہو اور ہم خود اس مرنیوالے کے پاس تم سے زیادہ قریب ہوتے ہیں لیکن تم لوگ ہم کو نہیں دیکھتے پھر اگر تم لوگ کسی مالک کے دبیل اور ماتحت نہیں ہو تو اس پیارے قریبی کی روح کو واپس کیوں نہیں کرتے[1] اگر تم اپنے خیال اور دعوے میں سچے ہو کہ ہم کسی کے دبیل نہیں، ہرگز واپس نہیں کر سکتے- کیونکہ تم بلکہ تمام دنیا اسی خدا کی محکوم اور مقہور ہے وہی تم کو جزا سزا دیگا مر کر تم سب لوگ اسی کے حضور حاضر ہوتے ہو پھر بعد موت اگر وہ مردہ خدا کے مقربوں سے ہوتا ہے تو اس کے لئے عیش و آرام اور نعمتوں کے بہشت ہیں بس مزے سے رہے اور عیش کرے مگر مقربان خدا کون ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جو ہر نیک کام میں بڑھنے والے ہیں وہ مقرب[2] خدا ہیں اور اگر وہ مردہ دائیں ہاتھ والوں میں سے ہے یعنی جو پہلے لوگوں سے ذرا نرم چال ہیں تو ان کی طرف سے بھی تجھ کو سلام یعنی تسلی ہو- آجکل کے دستور کے مطابق یوں سمجھو کہ مقرب لوگ ریل کے فرسٹ کلاس (پہلے درجے) میں ہیں اور اصحاب الیمین سیکنڈ کلاس (دوسرے درجے) میں ہیں بس اتنا ہی ان میں فرق ہے ورنہ نعماء جنت میں دونوں فریق مزے سے گزاریں گے- جیسے فرسٹ کلاس اور سیکنڈ کلاس والے ایک ہی ٹرین میں سفر کرتے ہیں- ہاں اگر وہ مردہ جھٹلانے والے گمراہوں میں سے ہوگا تو بس سخت کھولتے پانی سے اس کی مہمانی ہوگی جو اس کو سخت پیاس کے وقت ملے گا اور وہ اس کو پی نہ سکے گا مگر پینا پڑے گا اور جہنم میں داخلہ ہوگا جہاں جانا نہ چاہے گا مگر بادل ناخواستہ جانا پڑے گا- یہ ہے ان تین گروہوں کا حال چال بعد موت، جن میں انسان تقسیم ہو جاتے ہیں بیشک یہ وقوعہ قطعاً صحیح ہے ایسا ہی ہو کر رہے گا-

[1] دونوں لولا کی جزا ایک ہی ہے- ۱۲ (منہ)

[2] ﴿والسابقون السابقون اولئك المقربون﴾ کی طرف اشارہ ہے-

إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِينِ ﴿٩٥﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ﴿٩٦﴾

بے شک یہ وقوعہ قطعاً صحیح ہے پس تم اپنے عظمت اور جلالت والے پروردگار کے نام کی تسبیح پڑھا کرو

سورت الحدید

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا رحم کرنے والا بڑا مہربان ہے

سَبَّحَ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١﴾ لَهُ مُلْكُ

آسمانوں اور زمینوں کی سب چیزیں اللہ کے نام کی تسبیح پڑھتی ہیں اور وہ بڑا غالب اور بڑی حکمت والا ہے آسمانوں اور زمینوں کا ملک

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۖ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢﴾ هُوَ

اسی کے قبضہ قدرت میں ہے وہی زندگی بخشتا ہے اور وہی موت وارد کرتا ہے اور وہ ہر کام پر قدرت رکھتا ہے وہی اول

الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ

تھا وہ آخر ہوگا

پس تم اے لوگو جو ان مقامات عالیہ اور نعماء جنت کی خواہش اور تمنا کرتے ہو اپنے عظمت اور جلالت والے پروردگار کے نام کی تسبیح پڑھا کرو یعنی خالی وقت ضائع نہ کیا کرو۔ بلکہ سبحان اللہ العظیم پڑھا کرو اس پر مداومت کرنے سے تم ان مراتب کو پا لو گے (انشاء اللہ) اللھم وفقنا۔

سورت الحدید

آسمانوں اور زمینوں کی سب چیزیں اللہ تعالیٰ قادر قیوم کے نام کی تسبیح پڑھتی ہیں یعنی خدائے خالق کائنات کو پاکی سے یاد کرتی ہیں۔ کیا تم نے کسی عارف خدا کا شعر نہیں سنا

مرغان چمن بہر صباحے تسبیح کناں باصطلاحے

اور وہ بڑا غالب اور بڑی حکمت والا ہے اس کے ہر کام میں حکمت ہے۔ اس کے ہر امر میں غلبہ ہے اس کی حکومت بھی بڑی وسیع اور زبردست ہے کہ تمام آسمانوں اور زمینوں کا ملک اسی کے قبضہ قدرت میں ہے یعنی سارے ملک کا اصلی بادشاہ وہی ہے۔ دنیا کے بادشاہ سب اس کے ماتحت اور غلام ہیں مگر اس کی بادشاہی کوئی دنیاوی بادشاہوں کی سی نہیں ہے کیونکہ دنیا کے بادشاہ اپنی رعیت کو زندگی نہیں دے سکتے۔ نہ زندوں کو فنا کر سکتے ہیں یہ کام خدا ہی کے کرنے کا ہے اس لئے تم سن رکھو کہ وہی خدا زندگی بخشتا ہے اور بخشی ہوئی زندگی چھین کر وہی موت وارد کرتا ہے یعنی زندہ کو مردہ کر دیتا ہے یہ کام اسی کے کرنے کے ہیں اس لئے کہ وہ ہر کام پر بہت بڑی قدرت رکھتا ہے۔ سنو اس کی ذات ستودہ صفات ایسی ہے کہ دنیا کی کوئی چیز اس سے پہلے تھی۔ نہ ساتھ۔ اس لئے بحیثیت خالق لم یزل ہونے کے وہی سب سے اول تھا اور تمام اشیاء کے فنا ہونے کے بعد بحیثیت لایزال ہستی ہونے کے وہی سب سے آخر ہوگا۔ کیا تم نے ایک شاعر کا قول نہیں سنا

خرد و فہم سے گر دل نے کوئی بات تراشی کہ ہوا اوّل و آخر کی حقیقت کا تلاشی
میرے نزدیک سوا اس کے ہے سب سمع خراشی دیدی ہی خلق تو بودی نبوت خلق تو باشی
نہ تو خیزی نہ نشینی نہ تو کاہی نہ فزائی

وَ الظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ هُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

اور وہ ظاہر ہے اور وہ مخفی ہے اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے وہی خدا ہے جس نے آسمان اور زمین کو

وَ الْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ

چھ دنوں کی مدت میں پیدا کیا پھر حکمران ہوا جو کچھ زمین داخل ہوتا ہے اس کو اور جو اس

وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا ۚ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا

سے نکلتا ہے اس کو اور جو آسمان کی طرف سے اترتا ہے اس کو اور جو اس کی طرف چڑھتا ہے اس کو بھی جانتا ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہے

كُنْتُمْ ۚ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْأَرْضِ ۚ وَإِلَى

جہاں تم ہو اور اللہ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے تمام آسمانوں اور زمینوں پر حکومت اسی کی ہے کل کام اسی کی

اللّٰهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ۝ يُولِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۚ وَهُوَ

طرف رجوع ہوتے ہیں وہی رات کو دن میں داخل کردیتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور وہ

عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝

سینوں کے بھیدوں کو بھی جانتا ہے

اور تمام چیزوں میں وہی ظاہر ہے یعنی اس کی قدرت کا جلوہ نمایاں ہیں مگر ایسا کہ اس کے دیکھنے کو چشم بینا چاہئے کیا تم نے کسی عارف کا قول نہیں سنا

تو یقینی و جہاں جملہ گمان من بیقین ۔۔۔ مدتے شد کہ یقیں را بگماں مے بینم

اور چونکہ وہ ہر کہ ومہ کی نظر میں نہیں آتا۔ اس لیے وہ نظروں سے مخفی ہے اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔ کوئی چیز اس کے احاطہ علمی اور احاطہ قدرت سے باہر نہیں وہی خدا ہے جس نے آسمان اور زمین کو چھ دنوں کی مدت میں پیدا کیا اس مدت کا پورا علم خدا کو ہے۔ پھر ساری مخلوق پر حکمران ہوا۔ جیسی حکومت اس کے شایان شان اور لائق ہے اس خالق کائنات کا علم اتنا وسیع ہے کہ جو کچھ زمین میں از قسم بارش یا بیج وغیرہ داخل ہوتا ہے اس کو اور جو اس سے از قسم سبزہ وغیرہ نکلتا ہے اس کو بھی جو آسمان کی طرف سے از قسم بارش وغیرہ اترتا ہے اس کو اور جو اس کی طرف از قسم بخارات وغیرہ چڑھتا ہے اس کو بھی غرض سب کو جانتا ہے اس کے علم سے کوئی چیز باہر نہیں۔ چھوٹی موٹی سب چیزیں اس کے احاطہ علم میں ہیں اور کمال اس کا یہ ہے کہ وہ باوجود واحد لاشریک ہونے کے تمہارے سب کے ساتھ ہے جہاں تم ہو تم اس سے دور نہیں ہو سکتے اور لطف یہ ہے کہ اللہ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے اس کی نظر سے نہ تم پوشیدہ ہو نہ تمہارے کام مخفی ہیں۔ اور سنو تمام آسمانوں اور زمینوں پر حکومت اسی کی ہے دنیاوی بادشاہوں کی طرح اس کی حکومت نہیں بلکہ کائنات کے کل کام اسی کی طرف رجوع ہوتے ہیں وہ جب تک کسی چیز کو وجود پذیر نہ کرے نہیں ہو سکتی اور جب تک وہ موجود رکھے اس سے زیادہ موجود نہیں رہ سکتی۔ رات دن کی کمی بیشی بھی اسی کے حکم سے ہوتی ہے وہی رات کو دن میں داخل کر دیتا ہے یعنی رات کم ہو جاتی ہے جیسے موسم گرما میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے یعنی دن چھوٹا ہو جاتا ہے جیسے موسم سرما میں اور وہ ہر چیز کو بلکہ سینوں کے بھیدوں کو بھی جانتا ہے۔

اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

تم اللہ پر اور اس کے رسول پر یقین کرو اور اللہ کی راہ میں وہ چیزیں خرچ کرو جن کا تم کو اس خدا نے مالک کیا ہے پس جو لوگ

مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝ وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۚ وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ

تم میں سے ایمان لائے اور خرچ کرتے ہیں ان کے لئے یقیناً بہت بڑا اجر ہے اور تمہارا کوئی عذر ہے؟ جو تم لوگ اللہ پر ایمان نہیں لاتے حالانکہ اللہ کا رسول تم کو اس

لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ اَخَذَ مِيْثَاقَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ

غرض کے لئے بلا رہا ہے کہ تم اپنے رب پر ایمان لاؤ اور اس نے تم سے پختہ وعدہ لیا ہوا ہی اگر تم کو یقین ہے وہی اللہ اپنے بندے پر کھلے کھلے

عَلٰى عَبْدِهٖۤ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ

احکام نازل کرتا ہے تاکہ تم کو اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لے جائے اور اللہ تمہارے حال پر بڑا مہربان بڑا رحم

رَّحِيْمٌ ۝ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ

کرنے والا ہے اور تمہارا اس میں کیا عذر ہے کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے آسمانوں اور زمینوں کی کل مالکیت خدا ہی کیلئے ہے

پس تم اے لوگو ایسے اللہ پر اور اس کے رسول محمد ﷺ پر یقین کرو یہ جان لو کہ جو کچھ وہ کہتے ہیں ٹھیک ہے جو وعدہ کرتے ہیں سچ ہے ضرور ہو کر رہے گا اور ان پر ایمان لا کر انکے حکم کے موافق اللہ کی راہ میں ہر وہ چیزیں خرچ کرو جن کا تم کو اس خدا نے مالک کیا ہے اس سے غریبوں کی حاجت روائی ہو گی اور تمہارے نام پر اطاعت لکھی جائے گی پس جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور نیک کاموں میں خرچ کرتے ہیں ان کے لیے یقیناً بہت بڑا اجر ہے۔ تم ایک ایک کے دس گنا ستر گنا سات گنا بلکہ زیادہ تک پاؤ گے اور اگر تم لوگو غور کرو تو تمہارا کوئی عذر ہے؟ جو تم لوگ اللہ پر اور رسول پر ایمان نہیں لاتے آخر یہ کام تم کو ناپسند ہے تو کیوں۔ کیا اس میں کوئی دنیاوی نقصان ہے یا تمہاری عقل اس کو باور نہیں کرتی حالانکہ اللہ کا رسول محمد ﷺ تم کو اس غرض کے لیے بلا رہا ہے کہ تم اپنے رب پر ایمان لاؤ کسی اور کو نہیں بلکہ اپنے رب کو دل سے مانو۔ اور اس تمہارے رب نے ایمان لانے کا تم سے پختہ وعدہ لیا ہوا ہے جانتے ہو کب؟ جس روز تم کو پیدا کیا تھا اگر تم کو اس روز کا یقین ہے تو بس یہی کافی ہے اور اگر تم کو اس کا یقین نہیں تو دوسرا وعدہ سنو جب دنیا کے اندر کسی بلا میں پھنستے ہو تو خدا کے سامنے روتے اور گڑگڑاتے ہو اور وعدہ کرتے ہو کہ اس دفعہ ہم کو اس بلا سے نجات ہو۔ تو ہم تیرے مخلص بندے بن جائیں گے مگر جب وہ بلا ٹل جاتی ہے تو تم بھی اپنے وعدہ سے ٹل جاتے ہو سنو جس خدا نے وہ سب کام کیے ہیں اور جو دنیا کے سب کام کرتا ہے وہی اللہ وقتاً فوقتاً اپنے بندے محمد رسول اللہ ﷺ پر کھلے کھلے احکام اور نشان نازل کرتا ہے تاکہ تم لوگوں کو گمراہی اور بے دینی کے اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لے جائے اور اگر سچ جانو تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے حال پر بڑا مہربان رحم کرنے والا ہے۔ اللہ کی ہدایتوں میں سے ایک ہدایت تم کو یہ ہے کہ تم خدا کے دیے میں سے خرچ کیا کرو یعنی جو بھی کچھ تم کو اللہ نے دیا ہے اس میں سے اسکی راہ میں خرچ کیا کرو۔ اور اگر غور کرو تو تمہارا اس میں کیا عذر ہے کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ جو مال تمہارے ہاتھ میں ہے وہ تمہارا ہے۔ یا تمہارے ہی پاس ہمیشہ رہے گا۔ ہر گز نہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ آسمانوں اور زمینوں کی کل ملکیت خدا ہی کے لیے ہے وہی سب چیزوں کا خالق ہے وہ ہی سب کا مالک ہے

لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً

جس نے فتوحات سے پہلے خرچ کیا ہے اور جہاد کیا ہے برابر نہیں ہوسکتے یہ لوگ ان لوگوں سے زیادہ درجے والے ہیں

مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

جنہوں نے پیچھے خرچ کیا اور لڑے اور خدا نے ہر ایک سے نیک وعدہ کیا ہوا ہے اور اللہ تمہارے کاموں

خَبِيْرٌ ﴿۱۰﴾ مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗٓ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ﴿۱۱﴾

سے خبردار ہے پھر کون ہے جو اللہ کو قرض حسنہ دے پھر خدا اس کو کئی درجے بڑھا کر دے گا اور اس کے لئے بڑی عزت کا بدلہ ہوگا

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ

جس روز تم دیکھو گے کہ ایماندار مردوں اور عورتوں کا ایمان اور ان کے آگے اور دائیں چلتا ہوگا تم لوگوں کو آج کے روز خوشخبری ہو

الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۲﴾

کہ تمہارے لئے بہشت ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ہمیشہ ان میں رہو گے یہی بڑی کامیابی ہے۔ - -

يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا

اس روز منافق مرد اور عورتیں ایماندار مسلمانوں کو کہیں گے

بلکہ دراصل وہی قابض ہے تم کو تو یوں ہی چند روزہ اس نے اجازت بخشی ہے ورنہ دراصل تم اور تمہاری مملوکہ اشیاء سب اسی خالق کائنات کی ملک ہیں پھر تمہیں کیا عذر ہے۔ سنو ہم اعلان کرتے ہیں کہ جس نے فتوحات محمدیہ جاری ہونے سے پہلے تنگی کی حالت میں قومی ضروریات پر خرچ کیا ہے اور جنگ میں شریک ہو کر کفار سے جہاد کیا ہے ایسے اور پچھلے لوگ برابر نہیں ہو سکتے یہ لوگ ان لوگوں سے زیادہ درجے والے ہیں جنھوں نے پیچھے خرچ کیا اور اللہ کی راہ میں کفار سے لڑے کیونکہ عام قانون مشہور ہے الفضل للمتقدم (پہلے کام کرنے والے کو پچھلے پر فضلیت ہے) اور اس میں شک نہیں کہ پچھلے لوگ بھی ثواب کے مستحق ہیں۔ اس لیے خدا نے ہر ایک سے نیک وعدہ کیا ہوا ہے یعنی ذرا جتنی نیکی کا بدلہ خدا کے ہاں سے ملے گا اور یہ بھی اعلان عام ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے خبردار ہے تم اگر اپنی حیثیت کے مطابق ایک پیسہ بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے تو وہ بھی اسے معلوم ہے اس کا بدلہ بھی تمہیں دے گا ایسا دے گا گویا کوئی قرضدار قرض خواہ کو دیتا ہے۔ تم دنیا میں ایک دوسرے سے قرض لیتے اور دیتے ہو جب تم اپنے جیسے انسانوں پر بھروسہ کرتے ہو۔ پھر کون ایسا ہے جو اللہ پر بھروسہ کر کے خدا کو قرض حسنہ دے یعنی نیک کاموں پر اللہ کی راہ میں خرچ کرے پھر خدا اس کو کئی درجے بڑھا کر دے گا اور اس کے لیے بڑی عزت کا بدلہ ہوگا کب ہوگا؟ جس روز تم دیکھو گے کہ ایماندار مردوں عورتوں کا ایمانی نور ان کے آگے اور دائیں بائیں چلتا ہوگا جیسے ریل گاڑی کے انجن کی لالٹین رات کو آگے آگے روشنی ڈالتی ہے اور جو گاڑیوں میں بھی دائیں بائیں روشنی دیتی ہے اس طرح اس روز مومنوں کو روشنی حاصل ہوگی تاکہ ان کے چلنے میں راہ نمائی کرے۔ ملائکہ کی معرفت ان کو کہا جائے گا کہ تم لوگوں کو آج کے روز خوشخبری ہو کہ تمہارے لیے بہشت ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہو گے یہ خیال بھی دل میں نہ لانا کہ کبھی تم ان بہشتوں سے نکالے جاؤ گے۔ یہی بڑی کامیابی ہے جس روز ایسا ہوگا اس روز منافق مرد اور عورتیں جو بوجہ کفر کے اندھیرے میں ہوں گے اور بوجہ ظاہری کلمہ گوئی کے مومنوں کے ساتھ ہوں گے۔ اس لیے وہ ایماندار مسلمانوں کو جب وہ جنت کی طرف جارہے ہوں گے کہیں گے

انظُرُونَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّورِكُمْ ۚ قِيلَ ارْجِعُوا وَرَاءَكُمْ فَالْتَمِسُوا نُورًا ۖ فَضُرِبَ

ذرا ہمارا بھی انتظار کرو ہم تمہاری روشنی سے کچھ فائدہ اٹھائیں کہا جائے گا تم پیچھے کو چلے جاؤ پھر نور تلاش کرو پس ان کے درمیان

بَيْنَهُمْ بِسُورٍ لَّهُ بَابٌ ۖ بَاطِنُهُ فِيهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهُ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ﴿۱۳﴾

ایک دیوار بنائی جائے گی اس میں ایک دروازہ ہوگا جس کے اندر کی طرف رحمت ہوگی اور باہر کی جانب عذاب ہوگا

يُنَادُونَهُمْ أَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۖ قَالُوا بَلَىٰ وَلَٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ أَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ

وہ ان کو بلائیں گے کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے؟ مومن کہیں گے ہاں لیکن تم نے اپنے تئیں فتنہ میں ڈال رکھا تھا اور تم لوگ منتظر رہتے تھے

وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْأَمَانِيُّ حَتَّىٰ جَاءَ أَمْرُ اللَّهِ وَغَرَّكُمْ بِاللَّهِ الْغَرُورُ ﴿۱۴﴾ فَالْيَوْمَ

اور تم لوگ شکوک میں پڑے رہے اور تم کو تمہاری غلط آرزوؤں نے فریب دے رکھا تھا یہاں تک کہ اللہ کا حکم آ پہنچا اور اس بڑے فریبی نے اللہ کے بارے میں تم کو فریب دیا

لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَلَا مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ

پس آج کے روز تم سے اور نہ دوسرے کافروں سے مالی عوض لیا جائے گا

میاں ذرا ہمارا بھی انتظار کرو۔ ہم تمہاری روشنی سے کچھ فائدہ اٹھائیں آپ لوگ اگر آگے نکل گئے تو ہم اندھیرے میں رہ جائیں گے ہمارے تھوڑے سے استفادہ کرنے سے تمہارا کیا نقصان۔ مومن تو ان کے حق میں بخل نہ کریں گے لیکن خدا کو چونکہ ان کو یہ فائدہ پہنچانا منظور نہ ہوگا اس لیے فرشتوں کی معرفت ان کو کہا جائے گا۔ میاں بات اصل یہ ہے کہ جو کسی کو روشنی ملی ہے اس کا تیل بتی یہاں کی نہیں بلکہ دنیا ہی سے لائے ہیں یعنی اعمال صالحہ کا بدلہ ہے پس تم پیچھے کو پھر جاؤ یعنی یہاں تو یہ چیز نہیں مل سکتی تم سے ہو سکے تو تم پیچھے کو دنیا میں چلے جاؤ پھر وہاں جا کر نور تلاش کرو یعنی نیک عمل کرو تو یہاں تمہیں نور خود بخود مل جائے گا پس یہ سن کر وہ سمجھیں گے کہ واقعی پیٹھ کی طرف منہ پھیرنے سے شائد نور ملتا ہو۔ پس وہ ذرا سی ادھر سے روگردانی کریں گے کہ فوراً ان کے اور مومنوں کے درمیان ایک دیوار بنائی جائے گی اس میں ایک دروازہ ہوگا۔ جس کے اندر کی طرف جدھر مومن ہوں گے رحمت ہوگی اور باہر کی جانب جدھر منافق ہوں عذاب ہوگا غرض مومنوں اور کافروں میں خوب امتیاز ہو جائے گا اس پر وہ منافق لوگ ان ایمانداروں کو بلائیں گے آوازیں دیں گے بھائیو! کیا ہم دنیا میں تمہارے ساتھ نہ تھے۔ تمہاری برادری میں تمہارے نیک و بد میں شریک تھے بلکہ تمہاری مسجدوں میں تمہارے ساتھ تھے پھر یہ کیا بے مروتی ہے جو تم لوگ ہمارے ساتھ برت رہے ہو ان کے جواب میں مومن کہیں گے ہاں یہی تو ہمیں تمہاری شکایت ہے کہ تم لوگ بظاہر تو ہمارے ساتھ تھے لیکن در حقیقت تم نے اپنے دلوں میں شکوک و شبہات پیدا کر کے اپنے تئیں فتنہ ضلالت میں ڈال رکھا تھا اس لیے کہ تم ظاہر میں ہمارے ساتھ تھے مگر دل میں تو ہمارے مخالفوں کا ساتھ دیتے تھے اور تم لوگ ہماری تباہی کے منتظر رہتے تھے اور دین کے بارے میں تم شکوک میں پڑے رہے۔ جو وعدہ الٰہی تم سنتے اس کو تم مخول سمجھتے اور ہنسی ٹھٹھہ میں ٹال دیتے کہ ملانوں کی سی باتیں ہیں اور تم کو تمہاری غلط آرزوؤں نے فریب دے رکھا تھا تم سمجھتے تھے کہ مسلمان چند روز میں تھوڑے دنوں میں فنا ہو جائیں گے۔ تم اسی خیال میں رہے یہاں تک کہ تمہاری موت کے متعلق اللہ کا حکم آ پہنچا اور اس بڑے فریبی شیطان نے اللہ کے بارے میں تم کو فریب دیا جس فریب میں پھنس کر تم شرک و کفر کرتے رہے اور لوگوں کو بھی یہی سکھاتے رہے پس آج قیامت کے روز تم جیسے باطنی کافروں سے اور نہ دوسرے ظاہری کافروں سے مالی عوض لیا جائے گا۔

مَأْوٰىكُمُ النَّارُ ؕ هِيَ مَوْلٰىكُمْ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۵﴾ اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ

تمہارا ٹھکانہ جہنم ہے یہی تمہاری رفیق ہے اور وہ بہت بڑی جگہ ہے کیا مسلمانوں کے لئے بھی ابھی وقت نہیں کہیں آیا کہ اللہ کے ذکر

قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۙ وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

سے اور جو سچی کتاب خدا کے ہاں سے اتری ہے اس کے پڑھنے سننے سے ان کے دل کانپ جائیں اور ان لوگوں کی طرح نہ ہوں جن کو پہلے کتاب دی

مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۱۶﴾

گئی پھر ان پر مدت دراز گذر گئی پس ان کے دل سخت ہوگئے اور بہت سے لوگ ان میں سخت بدکار ہیں - - -

اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷﴾

تم یقیناً جانو کہ اللہ تعالیٰ زمین کے خشک ہوجانے کے بعد اسے تروتازہ کردیتا ہے ہم نے تمہارے لئے نشانہائے قدرت بیان کردئے ہیں تاکہ تم سمجھو

اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ

اس میں شک نہیں کہ صدقہ خیرات کرنے والے مرد اور عورتیں اور جو اللہ کو قرض حسنہ دیتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے بہت زیادہ بدلہ ہوگا اور ان کو بہت

اَجْرٌ كَرِيْمٌ ﴿۱۸﴾

عزت کا اجر ملے گا

اس لیے کہ تمہارا سب کا ٹھکانہ جہنم ہے یہی جہنم گویا تمہاری رفیق ہے اور سن رکھو کہ وہ بہت بڑی جگہ ہے یہ تو ہوا ان بے ایمانوں کا ذکر جو خدا کو چھوڑ بیٹھے ہیں ان کو چھوڑو۔ کیا ایمانداروں مسلمانوں کے لیے ابھی وقت نہیں آیا کہ اللہ کے ذکر سے اور جو سچی کتاب خدا کے ہاں سے اتری ہے اس کے پڑھنے سننے سے ان کے دل کانپ جائیں۔ یعنی جب کبھی کوئی شخص قرآن کا وعظ کہتا ہو تو اور جب وہ خود قرآن مجید کو پڑھیں تو ان کے دلوں پر وہ اثر ہو جو آگ کا موم پر ہوتا ہے کہ پگھل جاتا ہے اسی طرح ایمانداروں کے دل اللہ کے ذکر اور قرآن سننے سے نرم ہو کر خدا کی طرف جھکا کریں اور ان لوگوں کی طرح نہ ہوں جن کو پہلے زمانہ میں کتاب تورات انجیل وغیرہ دی گئی پھر ان پر ایک مدت دراز گزر گئی جس میں وہ عیش و آرام میں رہے پس ان کے دل سخت ہو گئے یعنی خدا کے ذکر اور کتاب اللہ کی قرأت کا اثر ان پر نہ ہوتا تھا اور بہت سے لوگ ان میں سخت بدکار ہیں۔ اسی طرح اس زمانہ کے لوگ سخت دل بلکہ مردہ دل ہو گئے تو خدا کی رحمت ان پر متوجہ ہوئی کہ نبی بھیجا اور کتاب اتاری تو یقیناً جانو کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جیسا یہ قانون ہے کہ وہ زمین کے خشک ہو جانے کے بعد بذریعہ بارش اسے تروتازہ کر دیتا ہے اسی طرح اس کے ہاں یہ بھی قاعدہ ہے کہ وہ انسانوں میں سخت گمراہی پھیلنے اور دل سخت ہو جانے کے بعد ان کی ہدایت کے سامان پیدا کرتا ہے چنانچہ اسی قانون کے ماتحت ہم نے تمہارے لیے احکام شریعت اور نشانہائے قدرت بیان کر دیئے ہیں تاکہ تم عقل خدا داد سے سمجھو۔ دیکھو ایک بات عقل کی بتاتے ہیں جس کا ذکر پہلے بصیغہ "انفقو" آچکا ہے اس کو سمجھو اور سنو خدا کی راہ میں خیرات کرنا بہت اچھا کام ہے اس میں شک نہیں کہ صدقہ خیرات کرنے والے مرد اور عورتیں اور جو لوگ اللہ کو قرض حسنہ دیتے ہیں یعنی[1] حاجتمند انسانوں کو بوقت ضرورت بے سود قرض دیتے ہیں تاکہ وہ اپنی حاجات میں صرف کریں ایسے لوگوں کے لیے بہت زیادہ بدلہ ہوگا اور ان کو بہت عزت کا اجر ملے گا۔ پس تم بھی اس اجر عظیم کے متلاشی رہو تاکہ تم بھی ان صدیقین میں شمار ہو جاؤ۔

[1] اس طرف اشارہ ہے کہ آیت کے پہلے لفظ المصدقین میں صدقہ مراد ہے اور قرض حسنہ سے قرض ہی مراد ہے مگر مقروض خدا نہیں بلکہ مخلوق مراد ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ڰ وَالشُّهَدَاۗءُ عِنْدَ

پھیرے گا خدا بے پرواہ تعریف کے لائق ہے ہم نے اپنے رسول کھلے نشان دے کر بھیجے تھے اور ان کے ساتھ احکام کی کتاب

رَبِّهِمْ ۭ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ

اتاری اور ترازو تاکہ لوگ انصاف کو قائم کریں اور لوہا پیدا کیا جس میں بڑا سامان جنگ ہے اور لوگوں کے لئے بڑے بڑے منافع

الْجَحِيْمِ ۝ اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَ

ہیں تاکہ اللہ ان لوگوں کو نمایاں کردے جو اس کے اور اس کے رسولوں کے دین کی غیب میں مدد کرتے ہیں خدا تو قوی اور غالب ہے ہم نے

تَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ۭ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ

نوح اور ابراہیم کو رسول بنا کر بھیجا اور ان کی ذریت کو نبوت اور کتاب عطا کی پھر بعض ان میں سے ہدایت یاب ہوئے اور بہت سے

فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطٰمًا ۭ وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ

ان میں بدکار رہے پھر ہم نے ان رسولوں کے پیچھے اور رسول بھیجے اور ان کے بعد عیسیٰ بن مریم کو رسول بنا کر بھیجا

وَرِضْوَانٌ ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝ سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ

اور ہم نے اسے انجیل دی اور جو لوگ اس کے پیرو ہوئے تھے ان کے دلوں میں ہم نے رحم اور نرمی پیدا کی تھی

کیونکہ خدا اپنی ذات میں بے پرواہ تعریف کے لائق ہے۔ کسی شخص کی روگردانی اس کو مضر نہیں۔ نہ اس کا کوئی کام رک سکتا ہے نہ کسی کا انکار کرنا اس میں نقص پیدا کر سکتا ہے کیونکہ وہ بذاتہ جامع اوصاف حمیدہ ہے یہی تعلیم دے کر ہم نے اپنے رسول کھلے نشانات دے کر بھیجے تھے اور ان کے ساتھ احکام کی کتاب اتاری جس میں عبادت کے احکام تھے اور خاص کر تمدنی احکام کا ترازو یعنی مجموعہ دستور عدل وانصاف اتارا[1] تاکہ لوگ انصاف کو قائم کریں یعنی لین دین' قرض' دام' ادا' امانت کے احکام بھی خدا نے نازل کئے تاکہ لوگ ان پر عمل کریں اور جو لوگ سرکشی کریں اور ان کی سزا دہی کے لئے سامان جنگ بنانے کو لوہا پیدا کیا جس میں بڑا سامان جنگ ہے اور لوگوں کے لیے بڑے بڑے منافع ہیں۔ کوئی چیز دنیا میں قابل استعمال نہیں جس کو لوہا نہ لگا ہو۔ یہ منافع کیا کم ہے اس سے غرض یہ ہے تاکہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو نمایاں کردے جو اس کے اور اس کے رسولوں کے دین کی غیب میں مدد کرتے ہیں۔ یعنی جہاد میں نیزہ تلوار بندوق توپ وغیرہ استعمال کرتے ہیں یہ خیال دل سے نکال دینا چاہئے کہ خدا کو اس کی ضرورت ہے ہرگز نہیں خدا تو بذات خود قوی اور غالب ہے۔ یہی بات سمجھانے کو ہم نے حضرت نوح اور ابراہیم کو رسول بنا کر بھیجا اور ان کی ذریت کو نبوت اور کتاب عطا کی یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذریت میں نبی پیدا کئے جو باقی اولاد نیز اور لوگوں کو ہدایت کریں۔ پھر بعض ان میں سے ہدایت یاب ہوئے صلاحیت پر آئے اور بہت سے ان میں بدکار رہے۔ مطلب یہ ہے کہ قوم بنی اسرائیل مختلف طبقوں کی تھی۔ بعض نیک تھے بعض بد جیسی اور قومیں بھی ہوتی ہیں۔ پھر ہم (خدا) نے ان رسولوں کے پیچھے اور رسول بھیجے اور ان کے بعد اخیر میں عیسیٰ بن مریم کو رسول کر کے بھیجا اور لوگوں کو ہدایت کر کے ہم اسے کتاب انجیل دی تاکہ لوگوں کو وعظ ونصیحت کرے اور خدا کے احکام سنائے اور جو لوگ اس حضرت مسیح کے پیرو ہوئے تھے ان کے دلوں میں ہم نے رحم اور نرمی پیدا کی تھی وہ عادتاً نرم تھے اور نیک سلوک کرنے والے۔

[1] جتنے احکام لین دین عدل وانصاف کے متعلق ہیں جیسے اقیموا الوزن بالقسط اقیمو الشهادة لله ان احکام تمدنی کو قرآنی اصطلاح میں المیزان کہا گیا ہے۔

وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ ۙ أُعِدَّتْ لِلَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۚ

اور جو لوگ اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائیں وہی لوگ اپنے رب کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں ان کا

ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿٢١﴾ مَا أَصَابَ

اجر ان کو ملے گا اور ان کا نور ان کے آگے آگے چمکتا ہوگا اور جو لوگ منکر ہیں اور ہمارے احکام کی تکذیب کرتے ہیں وہی لوگ

مِن مُّصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِّن قَبْلِ أَن نَّبْرَأَهَا ۚ إِنَّ

جہنمی ہیں یقیناً جان رکھو کہ دنیا کی زندگی کھیل تماشہ ہے اور زیب و زینت ہے اور ایک کا دوسرے پر فخر کرنا

ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ﴿٢٢﴾ لِّكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ ۗ وَاللَّهُ لَا

مال اور اولاد میں بڑائی کا اظہار کرنا اس دنیا کی مثال بادل کی سی ہے زمینداروں کو ان کی انگوریاں بہت بھلی لگتی ہیں

يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ﴿٢٣﴾ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ۗ وَمَن يَتَوَلَّ

پھر وہ سوکھ کر خشک ہوجاتی ہیں پھر تم ان کو پیلی پڑی دیکھتے ہو پھر وہ تنکا تنکا ہوجاتی ہیں اور آخرت میں سخت عذاب ہے یا اللہ کی طرف سے بخشش

جن کی بابت یہ قانون الٰہی اور اعلان عام ہے کہ جو لوگ اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائیں یعنی ان کی تعلیم کے مطابق عمل کریں وہی لوگ اپنے رب کریم کے نزدیک صدیق بندے اور شہید ہیں یعنی بروز قیامت منکرین پر گواہ ہوں گے۔ ان کا اجر ان کو ملے گا اور ان کا نور ان کے آگے آگے چمکتا ہوگا۔ جیسا کہ دوسرے مقام پر فرمایا نورھم یسعی بین ایدیھم الخ اصل رتبہ ایمان کا ہے باقی سب اس کی فرع۔ اس لئے ان کے ایمان کا عوض انکو ملے گا اور جو لوگ منکر ہیں اور ہمارے احکام کی تکذیب کرتے ہیں۔ یعنی قرآن کو نہیں مانتے آیات آفاقی پر یقین نہیں رکھتے وہی لوگ جہنمی ہیں۔ یہ لوگ دنیا کے کھیل تماشا میں منہمک ہیں دنیاوی مشاغل کے سوا کسی دوسری طرف ان کی توجہ نہیں حالانکہ دنیا کی زندگی اور اس کا عیش وعشرت محض دودھ کا ایک ابال ہے جس کو بہت جلد فنا دامن گیر ہے پس تم مسلمانو یقیناً جان رکھو کہ دنیا کی زندگی بلحاظ تفریح کے کھیل تماشہ ہے اور بلحاظ ظاہری حسن کے زیب و زینت ہے اور بلحاظ مقابلہ کے دوسرے فخر کرنا مال اور اولاد میں بڑائی کا اظہار کرنا کہ میرے مکان اتنے ہیں میرے باغ اتنے ہیں میری اولاد اتنی ہے اس کی کوئی نہیں۔ یہ سب کچھ دنیادار لوگ کرتے رہتے ہیں جو تم سب دیکھتے اور کرتے ہو۔ آخر کب تک؟ دو نہیں چار چار نہیں آٹھ بقول

یہ چمن یونہی رہے گا اور ہزاروں جانور　　　اپنی اپنی بولیاں سب بول کر اڑ جائیں گے

ایک روز ان کے اعیال اور ان اموال والوں کا نام ونشان نہ ہوگا۔ پس اس دنیا کی مثال بادل کی سی ہے جس سے سبزیاں پیدا ہوتی ہیں۔ یعنی وہ خود سبزیاں ہی دنیا کی مثال ہیں جو لہلہاتی ہیں اور زمینداروں کو ان کی انگوریاں بہت بھلی لگتی ہے پھر وہ سوکھ کر خشک ہو جاتی ہیں پھر تم انکو پیلی پڑی دیکھتے ہو پھر وہ ٹوٹ کر تنکا تنکا ہو جاتی ہیں۔ آخر کار وہی زمین جو ابھی کل کے روز سرسبز نظر آتی تھی۔ آج چٹیل میدان ہو رہی ہے۔ یہ دنیا کی زندگی کا مختصر حال کہ صبح کچھ ہے تو شام کچھ۔ اس لئے دانا لوگ اس دنیا کو اصلی گھر نہیں جانتے بلکہ اس کو آخرت کے لئے مثل کھیتی کے جانتے ہیں اور وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ آخرت میں بد عملی پر سخت عذاب ہے نیک عملی پر اللہ کی بخشش۔

فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۴﴾ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَ اَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ

اور رضا ہے اور دنیا کی زندگی تو محض دھوکہ کا سامان ہے اپنے پروردگار کی بخشش اور جنت کیطرف لپکو جس کا پھیلاؤ

وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّ مَنَافِعُ

آسمان اور زمین کے پھیلاؤ جیسا ہے وہ ان لوگوں کے لئے تیار کی گئی ہے جو اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں

لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۲۵﴾ وَ

اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہے گا دے گا اور اللہ بڑے فضل والا ہے جو بھی مصیبت آتی ہے

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّ اِبْرٰهِيْمَ وَ جَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ وَ

زمین پر ہو یا خود تمہارے نفسوں پر ہو یہ سب ہماری نوشت میں اس کے پیدا کرنے سے پہلے کی مکتوب ہے

كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَ قَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ

اس میں شک نہیں کہ یہ کام اللہ پر آسان ہے اس لئے کہ تم لوگ کسی ضائع شدہ چیز پر رنجیدہ نہ ہو اور جو تم کو خدا نے دی ہے اس پر

وَ اٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ ۙ وَجَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً ۚ

اتراؤ نہیں اور اللہ تعالیٰ متکبروں شیخی بازوں سے محبت نہیں کرتا جو بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بخل کرنے کا حکم دیتے ہیں جو کوئی بھی منہ

ع ۲ ۱۹

اور رضا ہے اور دنیا کی زندگی تو محض دھوکا کا سامان ہے جو اس کی ظاہری سطح پر فریفتہ ہوا۔ وہ تباہ ہوا پس مسلمانو تم بے ہودہ اور بے کار کام چھوڑ کر نیک روش اختیار کرو اور اپنے پروردگار کی بخشش اور جنت کی طرف لپکو جس کا پھیلاؤ آسمان اور زمین کے پھیلاؤ جیسا ہے۔ جس میں ہر طرح کے سامان راحت مہیا ہوں گے وہ ان لوگوں کے لئے تیار کی گئی ہے جو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہیں اور اس ایمان کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ داخلہ جنت اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہے گا دے گا اور اللہ کی طرف سے اس میں بخل نہیں۔ کیونکہ اللہ بڑے فضل والا ہے بعض لوگوں کو وہم ہوتا ہے کہ دنیا میں تکلیفات آتی ہیں تو نیک و بد دونوں کو آتی ہیں نہ بد ان سے بچتے ہیں نہ نیک چھوٹتے ہیں اس لئے ایسے لوگوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ جو بھی مصیبت آتی ہے زمین پر ہو جیسے زراعت یا پھلوں کا نقصان یا خود تمہارے نفسوں پر ہو جیسے بیماریاں وغیرہ یہ سب کچھ ہماری تقدیری نوشت میں اس کے پیدا کرنے سے پہلے کی مکتوب ہے۔ یہ خیال نہ کرو کہ اتنے اتنے واقعات اتنی مدت پہلے کس طرح لکھے گئے سنو اس میں شک نہیں کہ یہ کام اللہ پر آسان ہے کیونکہ اس کا علم کسبی یا وہبی نہیں بلکہ ذاتی اور ازلی ابدی ہے مگر تم کو اس لیے یہ بتایا گیا ہے کہ تم لوگ کسی ضائع شدہ چیز پر رنجیدہ نہ ہو اور جو تم کو خدا نے دیا ہے اس پر اتراؤ نہیں بلکہ خدا کی تقدیر جان کر ضائع پر صبر کرو۔ اور حاصل شدہ پر شکر۔ اگر تم ایسا نہ کرو گے تو خدا کے ہاں متکبر شمار ہو گئے اور اللہ تعالیٰ متکبروں شیخی بازوں سے محبت نہیں کرتا جو مال کے گھمنڈ میں بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی بخل کرنے کا حکم کرتے ہیں یعنی نہ اپنی ذات سے فیاض ہیں نہ دوسرے کو فیاضی کا مشورہ دیتے ہیں بلکہ موقع بہ موقع یہی کہتے ہیں کہ میاں ان کنگلوں کا کیا ہے۔ یہ تو اسی طرح مانگا ہی کرتے ہیں۔ ہم لوگ اگر ان کے کہنے میں آجائیں تو کل ہی ان جیسے ہو جائیں ایسی ایسی باتیں کر کے خدا کے حکم سخاوت سے منہ پھیرتے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ جو کوئی بھی خدا کے احکام سے منہ پھیرے گا خدا کا کچھ نقصان نہیں ہو گا

وَرَهْبَانِيَّةَ ۨابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ فَمَا رَعَوْهَا

اور انہوں نے رہبانیت اختیار کرلی جس کا ہم نے ان کو حکم نہ دیا تھا مگر انہوں نے اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کو اسے

حَقَّ رِعَايَتِهَا ۖ فَآتَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا مِنْهُمْ أَجْرَهُمْ ۖ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَاسِقُونَ ﴿۲۷﴾

اختیار کیا پھر انہوں نے اس کے لائق اس کی رعایت ملحوظ نہ رکھی پس ان میں سے جو اصل ایمان پر مضبوط رہے تھے ان کو ہم نے پورا بدلہ دیا اور بہت سے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَآمِنُوا بِرَسُولِهِ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَحْمَتِهِ

نافرمان تھے اے ایماندارو! اللہ سے ڈرتے رہنا اور اس کے رسول پر ایمان رکھنا خدا تم کو اپنی رحمت سے ڈبل حصہ دے گا اور تمہارے لئے نور

وَيَجْعَلْ لَكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۲۸﴾ لِئَلَّا

پیدا کرے گا جس کے ساتھ چلتے پھرتے رہو گے اور تم کو بخش دے گا اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے تاکہ اہل کتاب سمجھ لیں

يَعْلَمَ أَهْلُ الْكِتَابِ أَلَّا يَقْدِرُونَ عَلَىٰ شَيْءٍ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ ۙ وَأَنَّ الْفَضْلَ

کہ اللہ کے فضل میں سے کسی چیز پر انکو اختیار نہیں ہے اور فضل اور رحمت سب اللہ کے ہاتھ میں ہے

بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿۲۹﴾

جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑے فضل کا مالک ہے

ع ۴ / ۲۰

مگر اس نیکی اور نرمی میں ان کے اختلاف یہاں تک ترقی کر گئے کہ انہوں نے دنیا کو بالکل ترک کر دیا اور رہبانیت گوشہ نشینی اختیار کرلی۔ جس کا ہم (خدا) نے ان کو حکم نہ دیا تھا۔ بھلا ہم کیسے اس کا حکم دیتے جبکہ دنیا کا آباد رکھنا ہمیں منظور تھا۔ پھر اس بربادی کی تعلیم کیسے دیتے؟ مگر انہوں نے اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کو اسے اختیار کیا پھر انہوں نے اس کے لائق اس کی رعایت ملحوظ نہ رکھی۔ بلکہ آج کل کے خشک فقراء کی طرح محض ظاہری زاہد نما بنے رہے۔ درحقیقت اس کی حقیقت کھو بیٹھے۔ پس ان میں سے جو اصل ایمان پر مضبوط رہے تھے۔ ان کو ہم نے پورا بدلہ دیا۔ جو بہت کم تھے اور بہت سے ان میں نافرمان تھے۔ اس لیے تم مسلمانوں کو ہدایت کی جاتی ہے اے مسلمان ایماندارو اللہ سے ڈرتے رہنا اور اس کے رسول محمد رسول اللہ پر مضبوط ایمان رکھنا۔ جو کسی کے بہکانے کے اثر سے زائل یا کمزور نہ ہو۔ یعنی رسول کے بتائے ہوئے احکام کے خلاف نہ چلنا۔ دین میں کسی قسم کی ایجاد نہ کرنا خدا تم کو اپنی رحمت سے ڈبل حصہ دیگا اور تمہارے لئے تمہارے دلوں میں نور پیدا کرے گا۔ جس کے ساتھ زندگی میں چلتے پھرتے رہو گے۔ یعنی جو مرحلہ تم کو پیش آئے گا وہ نور تم کو اس میں راہ نما ہو گا۔ اور خدا تم کو تمہاری غلطیاں بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ تاکہ اہل کتاب یہود و نصاریٰ جو تم مسلمانوں کو مستحق رحمت الٰہیہ نہیں جانتے وہ تمہاری عزت اور ترقی دیکھ کر سمجھ لیں کہ اللہ کے فضل میں سے کسی چیز پر ان کو اختیار نہیں ہے ورنہ وہ تم کو کبھی نہ لینے دیتے اور یہ بھی جان لینا کہ فضل اور رحمت سب اللہ کے ہاتھ میں ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑے فضل کا مالک ہے

ربنا اتنا من لدنك رحمةً وهيئ لنا من امرنا رشدا

سورت المجادلہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ

بے شک اللہ نے اس عورت کی بات سن لی ہے جو اپنے خاوند کے بارے میں تجھ سے جھگڑ رہی تھی اور خدا کے سامنے اپنی تکلیف کا گلہ کر رہی

يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝ اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ

تھی اور تم دونوں کی گفتگو خدا سنتا تھا بے شک خدا بڑے سننے والا دیکھنے والا ہے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں وہ ان کی مائیں

نِّسَاۗىِٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ۭ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰۗـِٔيْ وَلَدْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ

نہیں ان کی مائیں وہی ہیں جنہوں نے ان کو جنا ہے اور وہ بہت مکروہ لفظ بلکہ جھوٹ

مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝ وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ

کہتے ہیں اور اللہ بڑا معاف کرنے والا بخشنے والا ہے جو لوگ اپنی عورتوں کو ماؤں سے

مِنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ

تشبیہ دیتے ہیں

سورت المجادلۃ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

بیشک اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سن لی ہے جو اپنے خاوند کے بارے میں تجھ نبی سے جھگڑ رہی تھی اور خدا کے سامنے اپنی تکلیف کا گلہ کر رہی تھی اور اس وقت تیرا (نبی کا) جواب اور اس کی عرض اور معروض تم دونوں کی گفتگو خدا سنتا تھا۔ بیشک خدا بڑا سننے والا دیکھنے والا ہے۔ پس اب قانون سنو جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں یعنی ان کو ماں کی پیٹھ کی طرح کہتے ہیں۔ حقیقت میں وہ ان کی مائیں نہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ان کی مائیں وہی ہیں جنہوں نے ان کو جنا ہے اس میں تو شک نہیں کہ ان بیویوں نے ان کو نہیں جنا اس لئے ان کو ایسا کہنا غلط ہے اور وہ بہت مکروہ وہ لفظ جھوٹ کہتے ہیں اور اللہ بڑا معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔ پرانی رسم کے مطابق جو ان لوگوں کے منہ سے ایسا نکل جائے وہ معافی کے قابل ہے مگر آئندہ کو یہ قانون ہے کہ جو لوگ اپنی عورتوں کو ماؤں سے تشبیہ دیتے ہیں

---

[1] عرب میں دستور تھا کہ مرد خفا ہو کر عورت کو کہہ دیتا کہ تری پیٹھ مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے اس کو ظہار کہتے تھے۔ اس کہنے کے بعد عورت مرد سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو جاتی۔ ایک صحابی نے اپنی بیوی خولہ کو ایسا کہہ دیا اور حسب دستور ملک اس کو طلاق جان کر اس سے جدا ہو گیا۔ خولہ نے آنحضرت ﷺ کے حضور حاضر ہو کر عرض معروض کی۔ حضور نے بھی حسب دستور اس کی جدائی کا حکم فرمایا مگر وہ بہت کچھ مصر رہی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اس آیت کو آیت ظہار کہتے ہیں۔ اسلام نے ظہار کو طلاق قرار نہیں دیا۔ ہاں اس سے روکنے کو تعزیری سزا مقرر کی ہے۔ جس کا ذکر اس سورت میں ہے

ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ؕ ذٰلِكُمْ

پھر وہ اپنے کہے کے خلاف کرنا چاہتے ہیں تو ایسے لوگوں پر واجب ہے کہ آپس میں ملنے سے پہلے ایک غلام آزاد کریں اس امر کی

تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝۳ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ

تم کو نصیحت کی جاتی ہے اور جو کچھ تم لوگ کرتے ہو اللہ کو اس کی سب خبر ہے ہاں جو غلام نہ پائے تو ملاپ کرنے سے پہلے

مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ؕ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ؕ

دوماہ پے درپے روزے رکھنے ضروری ہیں پھر جو اس کام کی طاقت نہ رکھے اس پر واجب ہے کہ ساٹھ

ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ

غریبوں مسکینوں کو کھانا کھلائے یہ حکم اس لئے ہے کہ تم لوگ اللہ اور رسول کے حق میں پختہ ایماندار ہو جاؤ اور یہ خدائی احکام ہیں اور منکروں کے لئے

اَلِيْمٌ ۝۴ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

سخت عذاب ہے جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کریں گے وہ ناکام ہوں گے جیسے ان سے پہلے لوگ ناکام ہوئے

پھر وہ اپنے کہے کے خلاف[1] کرنا چاہتے ہیں۔ یعنی ان عورتوں کو مثل بیویوں کے رکھنا چاہتے ہیں۔ تو ایسے لوگوں پر واجب ہے کہ آپس میں بیوی خاوند کی طرح ملنے سے پہلے ایک غلام آزاد کریں۔ اس امر کی تم کو نصیحت کی جاتی ہے تاکہ تم آئندہ کو ایسی بات نہ کہو اور ایسی حرکت اور ایسا فعل نہ کرو اور جو کچھ تم لوگ کرتے ہو اللہ کو اس کی سب خبر ہے۔ ہاں جو غلام نہ پائے یعنی اس کے پاس پیسہ نہ ہو یا غلام نہ ملے تو اس صورت میں ان پر ملاپ کرنے سے پہلے دوماہ پے درپے روزے رکھنے ضروری ہیں تاکہ ایسے لوگوں کو ایسے ایسے غلط لفظ کہنے کی سزا ملے۔ پھر جو اس کام کی طاقت نہ رکھے یعنی اتنے روزے نہ رکھ سکے اس پر واجب ہے کہ اس جرم کی سزا میں ساٹھ غریبوں مسکینوں کو کھانا کھلائے پھر بیوی سے ملے یہ اس لئے حکم دیا جاتا ہے کہ تم لوگ اللہ ورسول کے حق میں پختہ ایماندار ہو جاؤ اور یہ خدائی احکام ہیں ان کی تعمیل کرو اور جان رکھو کہ منکروں کے لیے سخت عذاب ہے وہ اس عذاب سے کسی طرح نہیں چھوٹ سکیں گے۔ انہی لوگوں پر بس نہیں عام قانون ہے کہ جو لوگ آج اور آج سے بعد اللہ اور اس کے رسول کے حکموں کی مخالفت کریں گے وہ ذلیل اور ناکام ہوں گے جیسے ان سے پہلے لوگ انبیاء کے مقابلے میں ناکام ہوئے

---

[1] یہ ترجمہ اور تفسیر عام رائے کے مطابق ہے۔ میری رائے اس بارے میں یہ ہے کہ **یعودون لما قالو** کے معنے ہیں ایک دو دفعہ ماں کر پھر دوبارہ کہنے پہ یہ سزا ہے۔ ایک دفعہ پر نہیں کیونکہ **عود لما قالو** کے معنی محاورہ عربی کے مطابق یہی ہیں کہ اپنی کہی ہوئی بات کو دوبارہ کہنا یا اپنے کئے ہوئے فعل کو دوبارہ کرنا۔ چنانچہ قرآن مجید میں یہ محاورہ بکثرت ملتا ہے مجملہ یہ آیت ہے **یعظمکم الله ان تعودوا لمثله. الم ترالی الذین نھو عن النجوی ثم یعودون لما نھو عنه** وغیرہ۔ اس قسم کی مثالیں خود قرآن مجید میں بہت ہیں جہاں **عود لما** آیا ہے ان سب مقامات میں یہی معنے ہیں کہ ایک کام کر کے دوبارہ وہی کرنا۔ پس آیت موصوفہ کے معنے یہ ہیں کہ ایک کام کر کے دوبارہ وہی کرنا۔ پس آیت موصوفہ کے معنے یہ ہیں کہ جو لوگ ایک دفعہ ماں کہہ کر باز نہیں رہتے دوبارہ پھر کہتے ہیں ان کی یہ سزا ہے ان معنے سے پہلی دفعہ کا قول معاف ہے۔ مگر عامہ مفسرین کی تفسیر سے پہلی دفعہ بھی معاف نہیں۔ ناظرین کو جو اچھا معلوم ہو اختیار کریں۔

وَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۚ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا

اور ہم نے کھلے احکام نازل کردئے ہیں اور منکروں کے لئے ذلت کا عذاب ہے اس روز جب خدا ان سب کو جمع کرے گا

فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝

پھر ان کو ان کے کئے ہوئے اعمال کی اطلاعیں دے گا جو اللہ کو خوب معلوم ہیں اور یہ انکو بھول گئے ہوں گے اللہ ہر چیز پر حاضر ہے

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ مَا يَكُوْنُ مِنْ

کیا تم نہیں جانتے کہ جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے خدا سب کو جانتا ہے جہاں کہیں بھی تین آدمیوں کی

نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَآ اَدْنٰى مِنْ

کانا پھوسی ہوتی ہے چوتھا ان میں خدا ہوتا ہے اور جہاں پانچ کا مشورہ ہوتا چھٹا ان میں خدا ہوتا اور جو اس سے

ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ۚ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا

کم یا زیادہ ہوں ان سب کے ساتھ خدا ہوتا ہے جہاں بھی ہوں پھر ان کے کئے ہوئے اعمال سے قیامت کے دن

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا

خبریں دے گا اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کانا پھوسی

عَنِ النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَيَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ

کرنے سے منع کیا گیا تھا پھر بھی وہی کام کرتے ہیں جس سے ان کو روکا گیا تھا اور گناہ بے جا ظلم زیادتی اور

وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ

رسول خدا کی بے فرمانی کی

اور ہم (خدا) نے اپنی طرف سے اپنے اس رسول محمد ﷺ پر کھلے احکام نازل کر دیئے ہیں۔ تاکہ لوگ ان پر عمل کر کے نجات پائیں اور منکروں کے لئے ذلت کا عذاب ہے کب؟ دنیا میں اور خاص اس روز جب خدا ان سب کو جمع کرے گا پھر ان کو ان کے کئے ہوئے اعمال کی اطلاعیں دیگا جو اللہ کو خوب معلوم ہیں اور یہ ان کو بھول گئے ہوں گے۔ اللہ بذات خود اور بعلم خود ہر چیز اور ہر کام پر حاضر ہے کیا تم لوگ نہیں جانتے کہ جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے خدا سب کو جانتا ہے۔ اس کا نتیجہ ہے کہ جہاں کہیں دو تین آدمیوں کی کانا پھوسی ہوتی ہے چوتھا ان میں خدا ہوتا ہے اور جہاں چار پانچ کا مشورہ ہوتا ہے چھٹا ان میں خدا ہوتا ہے اور جو اس سے کم یا زیادہ ہوں اور جو اس سے کم یا زیادہ ہوں ان سب کے ساتھ خدا ہوتا ہے جہاں کہیں بھی ہوں خدا کے احاطہ قدرت علم سے باہر نہیں ہوتے پھر ان کے کئے ہوئے اعمال سے خبریں دے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے۔ پھر اس کو کسی کے بتانے یا سمجھانے کی کیا حاجت؟ مگر یہ لوگ اس بات کا یقین نہیں رکھتے یعنی خدا کو عالم الغیب نہیں جانتے اس لئے اس کے حکموں کی بے فرمانی کرتے ہیں۔ کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو مجلس نبوی میں کانا پھوسی کرنے سے منع کیا گیا تھا۔ پھر بھی وہی کام کرتے ہیں جس سے ان کو روکا گیا تھا۔ لطف یہ ہے کہ وہ بھری مجلس میں کرتے ہیں اور گناہ بے جا ظلم زیادتی اور رسول خدا کی بے فرمانی کی کانا پھوسی کرتے ہیں۔

وَإِذَا جَاءُوكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللَّهُ ۙ وَيَقُولُونَ فِي أَنفُسِهِمْ لَوْلَا

کانا پھوسی کرتے ہیں اور اے رسول جب تیرے پاس آتے ہیں تو تجھے سلام کا تحفہ اس کے برعکس دیتے ہیں جو خدا نے

يُعَذِّبُنَا اللَّهُ بِمَا نَقُولُ ۚ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ ۖ يَصْلَوْنَهَا ۖ فَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝

تجھے دیا ہے اور اپنے دلوں میں کہتے خدا ہمارے ایسا کہنے پر ہمیں عذاب کیوں نہیں کرتا ان کے لئے جہنم کافی ہے اس میں

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَ

داخل ہوں گے پس وہ بہت بری جگہ ہے اے ایمان والو! جب تم آپس میں کانا پھوسی کرنے لگو تو گناہ اور ظلم زیادتی اور

مَعْصِيَتِ الرَّسُولِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ۝

رسول کی کانا پھوسی کی نہ کرنا بلکہ نیکی اور پرہیز گاری کی بات ایک دوسرے کے کان میں کہہ دیتا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہنا جس کے پاس تم جمع کئے جاؤ گے

اور اے رسول جب تیرے پاس یہ مخالف منافق آتے ہیں تو تجھے سلام کا تحفہ برعکس اس کے دیتے ہیں جو خدا نے تجھے دیا ہے[1] اور اپنے دلوں میں کہتے ہیں خدا ہمارے ایسا کرنے پر ہمیں عذاب کیوں نہیں کرتا اگر یہ شخص واقعی اللہ کا رسول ہے اور ہم ان کی ہتک کرتے ہیں تو چاہیئے فوراً عذاب میں گرفتار ہو جائیں مگر وہ یہ نہیں جانتے کہ خدا اپنے رسول کی ہتک تو گوارا نہیں کرتا۔ مگر یہ تو ہے کہ وہ حلیم اور بربادبار بھی اعلیٰ درجہ کا ہے۔ لیکن جب پکڑتا ہے تو بری طرح پکڑتا ہے جیسا کسی بزرگ کا قول ہے

تو مشو مغرور بر حلم خدا دیر گیرد سخت گیرد مر ترا

اس لئے ان کو اطلاع رہے کہ ان کے لئے جہنم کافی عذاب کا گھر ہے۔ مرنے کے بعد اس میں داخل ہوں گے پس وہ بہت بری جگہ ہے جو اس میں جائیگا برا بدلہ پائے گا۔ پس تم اے ایمان والو اس بری جگہ سے بچتے رہیو۔ جس کی صورت یہ ہے کہ جب تم مجلس نبوی یا اور کہیں آپس میں کانا پھوسی کرنے لگو تو گناہ اور ظلم زیادتی کی کانا پھوسی نہ کیا کرنا۔ یعنی کسی کو تکلیف پہنچانے یا کسی پر ناحق ظلم زیادتی کرنے کی بابت مشورے نہ کرنا۔ بلکہ نیکی اور پرہیز گاری کی بات ایک دوسرے کے کان میں کہہ دیا کرنا مثلاً مجلس وعظ میں بیٹھے ہوئے واعظ کو کسی خاص نصیحت پر اپنے ساتھی کو توجہ دلانے کے لئے اس کے کان میں کہہ دینا کہ کیا اچھی بات ہے۔ یہ تم کو جائز ہے اور مختصر بات ہے کہ ہر حال میں اللہ سے ڈرتے رہنا چاہیے جس کے پاس تم قیامت بپا ہونے کے وقت جمع کئے جاؤ گے اس وقت تم سب ایک خدا کے سامنے حاضر ہو گے وہاں تمہارے کام آنے والی چیز صرف تمہارا تقویٰ ہو گا۔ پس تم اپنے مقصد کو کسی طرح ہاتھ سے نہ دو۔ باقی رہی تمہارے دشمنوں کی حرکات سو انکی حقیقت کچھ نہیں

شان نزول

[1] منافق لوگ جو اوپر اوپر سے ایماندار بنتے تھے اور دل میں کافر تھے جب آنحضرت ﷺ کی مجلس میں ہوتے تو بجائے وعظ و نصیحت سننے کے آپس میں کانا پھوسی کرتے۔ ان کو ہر چند ایسا کرنے سے روکا گیا مگر وہ باز نہ آئے اور جب حاضر خدمت ہوتے السلام علیکم کی جگہ السام علیکم کہتے۔ جس کے معنے ہیں موت ہو تم پر ان کے حق میں یہ آیات نازل ہوئی۔

إِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَآرِّهِمْ شَيْـًٔا اِلَّا

یہ کانا پھوسی محض شیطان کی طرف سے ہے تاکہ ایماندار غمگین ہوں حالانکہ یہ ان کو بغیر اذن الٰہی کے کچھ بھی ضرر نہیں دے

بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱۰ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا

سکتا اور ایمانداروں کو چاہئے کہ اللہ ہی پر بھروسہ کریں مسلمانو! جب تم کو کہا جائے کہ مجلس میں

قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِى الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا

کھل بیٹھو تو فورا کھل جایا کرو خدا تم پر فراخی کرے گا اور جب تم کو کہا جائے کہ اب جاؤ

فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ

تو چلے جایا کرو خدا تم ایمانداروں اور علم والوں کے درجے بلند کرے گا اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا

بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝۱۱ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ

کو سب کی خبر ہے اے ایمان والو! جب تم رسول سے کانا پھوسی کرنا چاہو تو اپنی سرگوشی سے پہلے کچھ

يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ؕ

صدقہ دے لیا کرو

سنو یہ کانا پھوسی جو منافق لوگ کرتے ہیں محض شیطان کی طرف سے ہے یعنی اس میں شیطانی دخل ہے تاکہ ایماندار اس کی وجہ سے غمگین ہوں یعنی وہ خیال کریں کہ خدا جانے ان کی کانا پھوسی کس مطلب کے لئے ہے اور ہم کو کیا مضرت ہو گی حالانکہ ان ایمانداروں کا یہ فعل انکو بغیر اذن الٰہی کے کچھ بھی ضرر نہیں دے سکتا اور اصل بات تو یہ ہے کہ ایمانداروں کو چاہیئے کہ اللہ ہی پر بھروسہ کریں بس خدا پر کرنے سے ان کے سب کام سنور جائینگے۔ مسلمانو جس طرح تم کو کانا پھوسی کے متعلق حکم دیا گیا ہے اسی طرح ایک اور ادب مجلس تم کو بتایا جاتا ہے۔ سنو جب تم مجلس نبوی میں یا کہیں تنگ دائرے میں بیٹھے ہو اور تم کو کہا جائے کہ کھل کر بیٹھو تاکہ اور لوگ بھی شریک مجلس ہو سکیں تو فورا کھل جایا کرو۔ ایسا کرنے سے بظاہر تو ان بعد میں آنے والوں کو جگہ ملے گی مگر بہ باطن تم میں وسعت قلبی پیدا ہو گی اور خدا تم پر فراخی کریگا ہر چیز تم کو حاجت سے زیادہ دیگا۔ ایک ادب مجلس اور سنو جب کبھی ایسا اتفاق ہو کہ کسی بزرگ یا دنیوی افسر یا کسی صاحب دعوت کے پاس بیٹھے ہو اور تم کو کہا جائے کہ بس اب جاؤ تو فورا چلے جایا کرو۔ اس کے بدلے میں خدا تم ایمان والو اور علم اخلاق والوں کے درجے بلند کرے گا۔ یعنی دنیا میں وہ ہر مجلس میں بااخلاق مہذب سمجھے جائیں گے اور آخرت میں نجات یافتوں میں ہوں گے اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا کو سب خبر ہے۔ پس تم جو کام کرو اس نیت سے کیا کرو کہ خدا دیکھتا اور جانتا ہے۔ اے ایمان والو ایک اور حکم سنو جو منافقوں کی کانا پھوسی بند کرنے کیلئے ایک ذریعہ ہے وہ یہ ہے کہ جب تم لوگ رسول علیہ السلام سے کسی امر کیلئے سرگوشی کرنا چاہو یعنی بغیر اس کے تم کو چارہ نہ ہو تو اپنی سرگوشی سے پہلے کچھ صدقہ[2] دے لیا کرو۔

[1] منافقوں اسلام اور اہل اسلام کے دشمنوں کو رسول اللہ ﷺ کے کانوں میں سرگوشیاں کرنے سے عقلمندی کے طریق پر سمجھایا گیا چونکہ ان کی نیت ہی شرارت کی تھی اس لئے باز نہ آئے جس سے مسلمانوں کو صدمہ بلکہ نقصان ہوتا ہے اس لئے مسلمانوں ہی کو مخاطب کر کے یہ حکم بھی دیا گیا۔ منافق بھی چونکہ مسلمان کہلاتے تھے لہٰذا یہ حکم ان کو خود بخود شامل ہو گیا

[2] منکم میں من بیانیہ ہے

ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ ؕ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ ءَاَشْفَقْتُمْ

یہ تمہارے لئے بہتر اور پاک ہے پھر اگر تم لوگ نہ پاؤ تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے کیا تم اس حکم

اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ؕ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ

سے ڈر گئے کہ اپنے کانا پھوسی سے پہلے صدقہ دے لو پھر جب تم نے ایسا نہیں کیا اور خدا نے تمہارے

عَلَيْكُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ

حال پر نظر عنایت کی ہے تو نماز پڑھتے رہو اور زکوۃ ادا کرتے رہو اور اللہ اور رسول کی تابعداری کرتے رہو اور اللہ

بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ

تمہارے کاموں سے باخبر ہے کیا تم نے ان لوگوں کو دیکھا جنہوں نے اس قوم سے تعلق پیدا کر رکھا ہے جن پر اللہ نے غضب

مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ ۙ وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ

کیا ہوا ہے نہ وہ تم میں سے ہیں نہ ان میں سے اور محض کذب پر حلف اٹھاتے ہیں حالانکہ وہ

يَعْلَمُوْنَ ۝

جانتے ہیں

ع ۲

کیونکہ اگر تم کانا پھوسی کرو گے تو تمہارے دیکھا دیکھی منافقین بھی کریں گے حالانکہ اس رسم کا بند کرنا ہم کو منظور ہے پس تم ایسے کام سے پہلے صدقہ دے لیا کرو یہ لوگ چونکہ صدقہ دینے سے بہت گھبراتے ہیں اس لئے وہ صدقہ نہ دیں گے تو خود بخود یہ رسم مٹ جائیگی یہ طریق تمہارے لئے بہتر اور پاک صاف ہے۔ پھر بھی اگر تم لوگ نہ پاؤ یعنی تم میں سے جو لوگ بوجہ غربت کے صدقہ نہ دے سکیں اور ان کو کسی کام کے لئے نبی کے کام میں عرض معروض کرنی ہو تو ایسے لوگوں کو بغیر صدقہ دیئے اجازت ہے کہ سرگوشی کر لیں کیونکہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ کیونکہ صدقہ کا حکم عارضی ہے تاکہ مخالفوں کی بندش ہو جائے ورنہ اصل میں کوئی ضروری کام نہیں کیا تم باوجود مخلص ہونے کے اس حکم سے ڈر گئے کہ اپنے نجویٰ (کانا پھوسی) سے پہلے صدقہ دے لو۔ تمہیں چاہئے تھا کہ تم خوشی بخوشی اس حکم کی تعمیل کرتے پھر جب تم نے ایسا نہیں کیا یعنی نجویٰ سے پہلے صدقہ نہیں دیا اور خدا نے تمہارے حال پر نظر عنایت کی ہے تو اب نماز پڑھتے رہو اور زکوۃ ادا کرتے رہو اور اللہ اور رسول کی تابعداری کرتے رہو اور یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے باخبر ہے۔ اس سے کسی کا عجز بجز مخفی نہیں۔ تم مسلمان نہیں جانتے کہ یہ منافق لوگ مجلس نبوی میں آکر کیوں ایسے دل آزار کام کرتے ہیں کیا تم نے ان لوگوں کو دیکھا جنہوں نے ازراہ نفاق اس قوم سے تعلق پیدا کر رکھا ہے جن پر اللہ نے غضب کیا ہوا ہے۔ یہی لوگ ہیں جو باوجود دعویٰ اسلام کے مخالفوں سے دوستانہ لگاتے ہیں۔ حقیقت میں نہ وہ تم میں سے ہیں نہ ان میں سے بلکہ غرض کے بندے ہیں اور محض کذب اور جھوٹ پر حلف اٹھاتے ہیں حالانکہ جانتے ہیں کہ وہ جھوٹے ہیں۔

---

[1] پہلے حکم سے کئی دنوں بعد یہ آیت اتری۔ اس آیت کی تفسیر جو اوپر کی گئی ہے عامہ مفسرین کی یہی رائے ہے اس تفسیر کے ساتھ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ حکم صدقہ کا منسوخ ہو گیا۔ میرے نزدیک اس آیت کا سیاق نسخ کے لئے نہیں بلکہ اصل حکم کو مضبوط کرنے کے لئے ہے سارا دارومدار اسی پر ہے کہ "اذ" کی جزا ہے کیا اور تفعلوا کا مفعول بہ کیا ہے میرے نزدیک یوں ہے کہ جبکہ تم نے باوجود ناداروں کو معافی ہونے کے بھی نجویٰ کیا ہی نہیں تو بس ہمیشہ کے لئے اس فعل کو چھوڑ دو اور نماز زکوۃ وغیرہ فرائض کی ادائیگی میں شامل ہو جاؤ (اللہ اعلم)

أَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا ۖ إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ⑮

خدا نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے بے شک یہ لوگ برا کام کرتے ہیں ان

اتَّخَذُوا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ⑯

لوگوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں پس ان کے لئے ذلیل کرنے والا

لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا ۚ أُولٰئِكَ أَصْحٰبُ

عذاب ہے نہ انکے مال ان کو اللہ سے کچھ بچائیں گے نہ ان کی اولاد یہ لوگ جہنمی ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے

النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خٰلِدُونَ ⑰ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيعًا فَيَحْلِفُونَ لَهُ كَمَا

جس روز خدا ان کو قبروں سے اٹھائے گا تو اس کے سامنے قسمیں کھائیں گے جس طرح وہ

يَحْلِفُونَ لَكُمْ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ ۚ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُونَ ⑱

تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں وہ سمجھیں گے کہ ان کا کچھ اعتبار ہے سنو! لوگو! درحقیقت وہ جھوٹے ہیں

اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَأَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ۚ أُولٰئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ۚ

شیطان نے ان پر غلبہ پاکر ان کو اللہ کا ذکر بھلا دیا ہے یہ شیطان کی جماعت ہیں سن رکھو شیطانی

أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُونَ ⑲

گروہ ہی آخرت میں نقصان اٹھائے گا

کیونکہ اپنے دل کا حال تو ہر انسان جانتا ہے اسی اندر کی شہادت سے یہ لوگ اپنا حال جانتے ہیں کہ یہ ہمارے حلف محض خود غرضی پر ہے۔ نہ ہندو ہیں نہ مسلمان بلکہ مطلب کے یار۔ دراصل ان کا مسلک اس شعر میں ہے

حلف عدد سے قسم مجھ سے کھائی جاتی ہے الگ ہر ایک سے چاہت بتائی جاتی ہے

خدا نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے۔ بیشک یہ لوگ برا کام کرتے ہیں۔ ان لوگوں نے اپنی قسموں کو مسلمانوں کی طعن و تشنیع سے بچنے کے لئے ڈھال بنا رکھا ہے اور ان قسموں کے ساتھ لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔ پس ان کیلئے اللہ کے ہاں ذلیل کرنے والا عذاب مقرر ہے۔ ان کو مال و دولت پر بڑا ناز ہے اس لئے ان کو سنا دیجئے کہ نہ ان کے مال انکو اللہ کے عذاب سے کچھ بچائیں گے۔ نہ ان کی اولاد کیونکہ یہ لوگ جہنمی ہیں اس جہنم کی آگ میں ہمیشہ رہیں گے۔ جس روز یعنی قیامت کے دن خدا ان کو قبروں سے اٹھائیگا۔ تو اس خدا کے سامنے بھی جھوٹ بولیں گے اور اس کے سامنے بھی اپنی بے گناہی پر قسمیں کھائیں گے۔ جس طرح وہ تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں۔ کہیں گے خدا کی قسم ہمارے دل میں اسلام اور پیغمبر اسلام کی مخالفت ذرہ بھی نہیں تھی اور ایسا کرنے میں وہ سمجھیں گے کہ ایسا کرنے سے ان کا کچھ اعتبار ہے اور وہ اس اعتبار سے نجات کا فائدہ اٹھائیں گے۔ ہرگز نہیں سنو درحقیقت وہ جھوٹے ہیں۔ دنیا میں بھی جھوٹے ہیں۔ آخرت میں بھی جھوٹے ہی ثابت ہوں گے۔ ان کی پہچان یہ ہے کہ شیطان نے ان پر غلبہ پاکر انکو اللہ کا ذکر بھلا دیا ہے۔ خدا کی یاد سے بالکل بے خبر ہیں اس لئے کہ یہ شیطان کی جماعت ہیں کیونکہ شیطانی اثر سے جب یہ لوگ خدا کا ذکر چھوڑ بیٹھے ہیں تو پھر شیطانی جماعت ہونے میں کیا شبہ رہا۔ سن رکھو شیطانی گروہ ہی آخرت میں نقصان پائیگا

اِنَّ الَّذِیْنَ	یُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ	وَرَسُوْلَهٗۤ	اُولٰٓىِٕكَ	فِی	الْاَذَلِّیْنَ ﴿۲۰﴾	كَتَبَ اللّٰهُ	
جو لوگ خدا اور رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہی ذلیل ترین لوگوں میں ہوں گے خدا نے یہ لکھ رکھا ہے							
لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ ؕ	اِنَّ اللّٰهَ	قَوِیٌّ عَزِیْزٌ ﴿۲۱﴾	لَا تَجِدُ	قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ	بِاللّٰهِ		
کہ میں اور میرے رسول ہی غالب ہوں گے بے شک اللہ قوی غالب ہے تو ایسی کوئی قوم نہ پائے گا جو اللہ پر اور پچھلے دن							
وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ	یُوَآدُّوْنَ	مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ	وَرَسُوْلَهٗ	وَلَوْ كَانُوْۤا	اٰبَآءَهُمْ	اَوْ اَبْنَآءَهُمْ	
پر ایمان رکھتے ہوں وہ ان لوگوں سے محبت کریں جو اللہ اور رسول سے عناد رکھتے ہیں چاہے وہ ان کے باپ							
اَوْ اِخْوَانَهُمْ	اَوْ عَشِیْرَتَهُمْ ؕ	اُولٰٓىِٕكَ	كَتَبَ	فِیْ	قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ	وَاَیَّدَهُمْ	
دادا ہوں یا بیٹے پوتے ہوں یا بھائی بند یا کنبہ برادری ہوں یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں خدا نے ایمان نقش کر							
بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ	وَیُدْخِلُهُمْ	جَنّٰتٍ تَجْرِیْ	مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ	خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ			
رکھا ہے اور ان کو اپنی روح سے قوت بخشی ہے اور ان کو باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی ان میں ہمیشہ ہمیشہ							
رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ	وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ	اُولٰٓىِٕكَ	حِزْبُ اللّٰهِ ؕ	اَلَاۤ اِنَّ	حِزْبَ اللّٰهِ	هُمُ	
رہیں گے اللہ ان سے راضی ہوگا اور یہ اس سے راضی یہی لوگ اللہ والے ہیں اللہ والے ہی نجات							
الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۲۲﴾							
پائیں گے							

ع ۳

کیونکہ یہ لوگ خدااور رسول کی مخالفت پر تلے ہوئے ہیں اور جو لوگ خدااور رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہی ذلیل ترین لوگوں ہوں گے خدا نے یہ لکھ رکھا ہے یعنی علم الٰہی میں مقرر ہے کہ بمقابلہ ان مخالفوں کے میں اور میرے رسول ہی غالب ہوں گے یعنی دین الٰہی پھیلے گا اور ان کے منصوبے سب فنا ہو جائیں گے۔ بیشک اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ قوی اور سب پر غالب ہے۔ اس کے ارادہ میں کوئی مانع نہیں ہو سکتا اس کے فعل پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ چونکہ یہ لوگ اللہ و رسول کی مخالفت پر تلے ہوئے ہیں۔ اس لئے ایسے لوگوں سے مومنوں کا تعلق یا ملاپ رکھنا مناسب نہیں۔ اس لئے اے مخاطب تو ایسی قوم نہ پائے گا جو اللہ اور پچھلے دن قیامت پر ایمان رکھتے ہوں یعنی پختہ مسلمانوں سے یہ نہ ہوگا کہ وہ ان لوگوں سے محبت کریں جو اللہ اور رسول سے عناد رکھتے ہیں چاہے وہ ان کے باپ دادا ہوں یا بیٹے پوتے ہیں یا بھائی بند یا کنبہ برادری ہوں اس لئے کہ ان ایمانداروں کو اللہ اور رسول کی محبت سب سے زیادہ ہے لہٰذا وہ مخالفوں سے محبت نہیں رکھ سکتے ہیں کیونکہ ایک دل میں دو متضاد محبتیں جمع نہیں ہو سکتیں سچ تو یہ ہے کہ یہی لوگ جن کے دلوں میں خدا نے ایمان نقش کر رکھا ہے اور ان کی اپنی روح (تائید غیبی سے قوت بخشی ہے ان کو باغوں میں داخل کریگا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ یہ مومن لوگ ان باغوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے کسی ناپسندیدہ حالت میں نہیں بلکہ اس حالت میں کہ اللہ ان سے راضی ہو گا اور یہ اللہ سے راضی بس مقطع کلام یہ ہے کہ یہی لوگ اللہ والے ہیں سنو جی اللہ والے ہی عذاب سے نجات پائیںگے

سورت الحشر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بخشنے والا مہربان ہے

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿١﴾ هُوَ الَّذِيْٓ

جتنی مخلوقات آسمانوں میں اور جتنی چیزیں زمین پر ہیں سب خدا کی پاکی بیان کرتی ہیں اور وہی غالب حکمت والا ہے وہی خدا جس نے

اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ؕ مَا ظَنَنْتُمْ

اہل کتاب میں سے منکروں کو پہلے دھکے میں ان کے گھروں سے نکال دیا تمہیں اس امر کا گمان نہ تھا کہ وہ نکلیں گے

اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ

انہوں نے سمجھا تھا کہ ان کے قلعے ان کو اللہ سے بچالیں گے پس اللہ کا عذاب ان پر ایسی جگہ سے آیا کہ ان کو اس کا گمان

لَمْ يَحْتَسِبُوْا وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي

نہ تھا اور خدا نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے

الْمُؤْمِنِيْنَ ۗ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ﴿٢﴾ وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ

گرارہے تھے پس اے عقلمندو! عبرت حاصل کرو اور اگر خدا نے ان کی تقدیر میں جلا وطنی نہ لکھی ہوتی

لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ۭ وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ﴿٣﴾

تو دنیا ہی میں ان کو عذاب کرتا اور آخرت میں ان کے لئے جہنم کی آگ کا عذاب ہے

سورت الحشر

سنو جی جتنی مخلوقات آسمانوں میں اور جتنی چیزیں زمینوں پر ہیں سب خدا کی پاکی اور تقدس بیان کرتی ہیں بعض بزبان قال اور بعض بزبان حال کیونکہ وہ سب کا خالق ہے اور وہی سب پر غالب اور حکمت والا ہے۔ وہی[1] خدا جس نے اہل کتاب (یہود) میں سے منکروں کو پہلے ہی دھکے میں ان کے گھروں سے نکال دیا اور تم لوگوں کو ان پر غالب کیا۔ تمہیں اس امر کا گمان نہ تھا کہ وہ اپنے وطن سے نکلیں گے کیونکہ ان کی فوجی قوت بہت زبردست اور مقام محفوظ تھے۔ انہوں نے سمجھا تھا کہ ان کے قلعے ان کو اللہ کی گرفت سے بچالیں گے مگر نہ بچا سکے پس اللہ کا عذاب ان پر ایسی جگہ سے آیا کہ ان کو اس کا گمان نہ تھا عذاب آیا اور اچھی طرح آیا۔ خدا نے ان کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب ڈال دیا ایسے ڈرے کہ باوجود مقدار کافی اور سامان حرب وافی ہونے کے موت کو دیکھ رہے تھے۔ گھر بار ملک وطن سب چھوڑ کر ایسے حال میں نکلے کہ اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے گرا رہے تھے تاکہ انکی چوکٹیں اور دروازوں کو جوڑیاں اکھاڑ کر ساتھ لے جائیں پس اے عقلمندو تم اس واقعہ سے عبرت حاصل کرو یہ سمجھو کہ خدا جس قوم یا شخص پر غضب کرنا چاہتا ہے کوئی اسے بچا نہیں سکتا نہ اس کے سامنے کوئی تدبیر چلتی ہے اور ان یہودی کافروں کی یہ حالت تھی کہ اگر خدا نے ان کی تقدیر میں جلاوطنی نہ لکھی ہوتی تو دنیا ہی میں ان کو عذاب کرتا ایسا کہ لوگوں کو عبرت ہوتی اب جو انکو جلاوطن کر دیا ہے تو دنیا میں بھی ان کو عذاب نہ ہوگا اور آخرت میں ان کے لئے جہنم کی آگ کا عذاب ہے۔

---

[1] یہودیوں نے مسلمانوں کے ساتھ مصالحت کا معاہدہ کیا تھا جو موقع پا کر توڑ دیا اس پر بحکم نبوی مسلمانوں نے ان پر فوج کشی کو اور انکو انکے دیہات سے نکال دیا اور حکم دیا کہ جو چیز اپنی تم لے جا سکتے ہو لے جاؤ۔ انہوں نے اپنے اثاث البیت سب اٹھا لئے یہاں تک کہ مکانوں کی جوڑیں اور چوکٹیں بھی اکھاڑ کر لے گئے اس بارہ میں یہ سورہ اتری۔ [2] هو قول ابن عباس والاکثرین (تفسیر کبیر)

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۴ مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ۝۵ وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۶ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ

اس وجہ سے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی بضد مخالفت کرتے ہیں جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی بضد مخالفت کرے اللہ سخت عذاب والا ہے جو ان کے درخت تم نے کاٹے یا ان کو سالم چھوڑا یہ سب کچھ اذن الٰہی سے ہوا تاکہ ایسے فاسقوں کو رسوا کرے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو جو کچھ ان سے دلوایا ہے تم لوگوں نے اس پر گھوڑے یا اونٹ نہیں دوڑائے۔ لیکن اللہ اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے غلبہ دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر کام پر قدرت رکھتا ہے بلکہ جو کچھ اللہ نے بے لڑے بھڑے ان بستیوں کے رہنے والوں سے اپنے رسول کو عطا کیا ہے وہ اللہ کا اور اس کے رسول کا اور قریبیوں کا یتیموں کا مسکینوں کا غریب مسافروں

اسی وجہ سے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بضد مخالفت کی ہے اور ہمارے یہاں یہ عام قانون ہے کہ جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرے تو اس کے حق میں اللہ سخت عذاب والا ہے۔ پس مسلمانو! سنو! ان فراری یہودیوں کا مال واسباب اراضی اور باغات پر تم مسلمانوں نے جو قبضہ نصرت کیا جو ان کے درخت[1] تم نے کاٹے یا ان کو سالم چھوڑا یہ سب کچھ اذن الٰہی سے ہوا اس کی پروانہ کرو نہ دل تنگ ہو۔ ہوا جو ہوا تاکہ ایسے بدعہد فاسقوں کو رسوا کرے یہ تو محض خدا کا فضل ہوا کہ تم لوگ ان پر فتحیاب اور کامیاب ہوئے ورنہ تم کو خوب معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی فوج کو جو کچھ ان یہودیوں سے دلوایا ہے تم مسلمانوں کی قوت اور محنت کا نتیجہ نہیں کیونکہ تم لوگوں نے بغرض جنگ اس پر گھوڑے یا اونٹ نہیں دوڑائے یعنی تمہار ارسالہ یا پلٹن ان پر حملہ آور ہو کر فتحیاب نہیں ہوا بلکہ اللہ اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے غلبہ دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر کام پر قدرت رکھتا ہے پس تم لوگ جو کچھ مانگا کرو اسی قادر قیوم سے مانگا کرو سنو! جو یہ کیا گیا ہے کہ اللہ نے اپنے رسول پر انعام کیا اس کا یہ مطلب نہیں کہ بس سارا مال رسول کی ملک ہے ہرگز نہیں بلکہ جو کچھ اللہ نے بے لڑے بھڑے ان بستیوں کے رہنے والوں سے اپنے رسول کو عطا کیا ہے وہ حقیقت میں اللہ کا اس کے رسول کا اور مجاہدین کے قرابت داروں کا یتیموں کا مسکینوں کا غریب مسافروں[2] کا حق ہے۔

شان نزول

[1] مسلمانوں کے حملہ کے وقت یہودی قلعہ گیر ہو گئے تو مسلمانوں نے ان کے باغوں کو تباہ و برباد کر دیا۔ اس پر بعض نیک دل مسلمانوں کے دلوں میں کچھ شبہ ہوا کہ یہ کام اچھا نہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

[2] جنگ میں کفار سے جو مال واسباب ہاتھ آتا ہے وہ اگر لڑ کر آئے تو اس کو غنیمت کہتے ہیں۔ بے لڑے غلبہ کی صورت میں آئے تو اس کو فئے کہتے ہیں۔ غنیمت میں چار حصے شرکاء جنگ کے غازیوں کے لئے ہوتے ہیں۔ پانچواں حصہ (خمس) ان لوگوں کا جن کا ذکر اس آیت میں ہے مگر فے ساری بمنزلہ خمس غنیمت کے ہے یعنی فے کا کل مال انہی لوگوں پر تقسیم ہو گا اللہ کا حصہ الگ نہیں وہ انہی مستحقین پر تقسیم ہو جاتا ہے رسول کا حصہ زندگی میں رسول علیہ السلام کا تھا۔ رسول کے بعد خلیفہ اور امام وقت کا۔ ﷺ

كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً ۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ؕ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَ

ہے تاکہ یہ مال تم میں سے مالدار اغنیا ہی میں دائر سائر نہ رہے اور جو کچھ رسول اللہ تم کو دیویں وہ قبول کیا کرو اور

مَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ لِلْفُقَرَآءِ

جس سے روکے اس سے رک جایا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ تعالیٰ سخت عذاب والا ہے دیکھو ان فقراء مہاجرین

الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ

کو جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے وہ اللہ کا فضل اور خوشنودی چاہتے ہیں اللہ اور رسول کے دین کی

اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ

مدد کرتے ہیں یہی لوگ سچے ہیں اور جنہوں نے ان کے پہنچنے سے پہلے

تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ

دارالایمان بنایا جو لوگ ان کی طرف ہجرت کر کے آتے ہیں وہ ان سے دلی محبت کرتے

صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ

ہیں اور جو کچھ ان کو خدا کی طرف سے ملا ہے اپنے دلوں میں اس کی حاجت نہیں پاتے ان کی ضروریات کو اپنی

وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ

ضروریات پر ترجیح دیتے ہیں چاہے ان کو سخت حاجت ہو

یہ تقسیم اس لئے ہے کہ یہ مال تم میں سے مال دار اغنیاء ہی میں دائر سائر نہ رہے بلکہ غرباء کو بھی حصہ رسدی پہنچے اور سنو! باوجود استحقاق مذکور کے جو کچھ رسول اللہ علیہ السلام دیں از قسم مال ہو یا از قسم حکم وہ قبول کیا کرو اور جس سے روکے اس سے رک جایا کرو باوجود استحقاق کے حسب مصلحت وضرورت تقسیم کرنا رسول اللہ علیہ السلام کے سپرد ہے پس تم مسلمان اس اصول شرعی کا خیال رکھا کرو اور ہر حال میں اللہ سے ڈرتے رہو۔ بیشک اللہ تعالیٰ سخت عذاب والا ہے۔ اس قسم کے لوگوں کی حالت جو رسول کے ہر حکم پر عمل کریں اور ہر منع سے پرہیز کریں دیکھنا چاہتے ہو تو سنو! اور دیکھو[ل] ان فقراء مہاجرین کو کیسے پکے ایماندار ہیں جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے محض اس گناہ پر کہ وہ اللہ کے بندے بن گئے ہیں بذریعہ عبادت اللہ کا فضل اور خوشنودی چاہتے ہیں اور حسب توفیق خود اللہ اور رسول کے دین کی مدد کرتے ہیں یہی لوگ ایمان میں سچے ہیں اور ان لوگوں کو بھی دیکھ کیسے مخلص باکمال ہیں جنہوں نے ان مہاجرین کے پہنچنے سے پہلے مدینہ شریف میں دار الایمان ایمان کا گھر بنایا جو لوگ ان کی طرف ہجرت کر کے آتے ہیں وہ لوگ ان سے دلی محبت کرتے ہیں اور جو کچھ ان کو خدا کی طرف سے مال واسباب ملا ہے بمقابلہ ضروریات مہاجرین کے اپنے دلوں میں سے اس مال واسباب کی حاجت نہیں پاتے بلکہ مہاجرین کو اپنا بھائی بند جانتے ہیں اور ان کی ضروریات کو اپنی ضروریات پر ترجیح دیتے ہیں چاہے ان کو سخت حاجت ہو کیونکہ اہل ایمان کے حق میں انکا اصول ہے

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیر سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

اس لئے وہ ہر مومن کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر مقدم جانتے ہیں ایسا کرنے والے اپنے نفس پر قابو پا جاتے ہیں اس لئے وہ نفس کے بخل سے بچتے ہیں اور ہماری طرف سے عام اعلان ہے کہ جو لوگ اپنے نفس کے جبلی بخل عادات قبیحہ جو قوی بہیمیہ سے پیدا ہوتی ہیں ان سے بچ جائیں

ل اللام للتعجب ای اعجبو (رجلالین)

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا

اور جو لوگ اپنے نفس کے بخل سے بچ جائیں وہی نجات یاب ہوں گے اور وہ لوگ جو ان کے بعد آویں گے کہتے ہوں گے اے ہمارے

اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ

پروردگار ہم کو بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایماندار گذرے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمانداروں کے لئے کسی طرح

اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ

کا کینہ پیدا نہ کر اے ہمارے پروردگار! تو بڑا مہربان رحم کرنے والا ہے کیا تم نے ان منافقوں کی طرف نہیں دیکھا جو اپنے اہل کتاب بھائیوں کو

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ

جو کافر ہیں کہتے ہیں اگر تم لوگ نکالے جاؤ گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکل جائیں گے اور تمہارے حق میں

فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝

کبھی بھی کسی کی بات نہ سنیں گے اور اگر تمہارے ساتھ جنگ شروع کی گئی تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے اللہ شہادت دیتا ہے کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں

لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ ۚ وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ ۚ

اگر وہ جلا وطن کئے گئے تو یہ لوگ ان کے ساتھ نہ نکلیں گے اور ان سے لڑائی ہوپڑی تو یہ ان کی مدد نہ کریں گے

وہی نجات یاب ہونگے یہ دو قسم کے لوگ ہیں ایک تو وہ ہیں جو شمع محمدی پر مثل پروانوں کے نثار ہیں۔ یعنی دربار رسالت میں حاضر رہنے والے مہاجرین اور انصار جن کا ذکر اوپر ہوا اور وہ ایماندار لوگ بھی قابل اور لائق تعریف ہیں جو ان کے بعد آئیں گے جن کی علامت یہ ہوگی کہ دعا میں کہتے ہوں گے اے ہمارے پروردگار ہم کو اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے ایماندار گزرے ہیں یعنی صحابہ کرام اور ان کے بعد والے سب مومن لوگوں کو بخشدے اور ہمارے دلوں میں ان سابقہ اور موجودہ ایمانداروں کے لئے کسی طرح کا کینہ پیدا نہ کر[1] بلکہ ہمیں ایسا بنا کہ ہم ایک دوسرے سے شیر و شکر ہو جائیں اے ہمارے پروردگار تو بڑا مہربان رحم کرنے والا ہے تو ہمارے حال پر اور ان کے حال پر رحم فرما جس طرح ایماندار پچھلے پہلوں کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں اسی طرح کافر بھی بحکم الکفر ملتہ واحد ایک دوسرے سے ہمدردی کرتے ہیں کیا تم نے ان منافقوں کی طرف نہیں دیکھا جو کفر میں اپنے ہم خیال اہل کتاب بھائیوں کو جو ان کی طرح کافر ہیں کہتے ہیں کہ تم دل مضبوط رہو مسلمان تم کو نکال نہیں سکتے اور اگر بفرض محال تم لوگ نکالے جاؤ گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکل جائینگے اور تمہارے حق میں کوئی ناصح مشفق ہم کو سمجھادے گا تو ہم کبھی بھی کسی کی بات نہ سنیں گے نہ اس پر توجہ کریں گے اور اگر مسلمانوں کی طرف سے تمہارے ساتھ جنگ شروع کی گئی تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے اللہ بذات خود شہادت دیتا ہے کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں اگر وہ اہل کتاب بوجہ بغاوت یا سرکشی جلاوطن کئے گئے تو یہ لوگ ہرگز ان کے ساتھ نہ نکلیں گے اور اگر ان سے لڑائی ہوپڑی تو یہ ان کی مدد نہ کریں گے کیونکہ ان کا اصول ہمدردی نہیں بلکہ وہ ہے جو مثل کے طور پر مشہور ہے کہ ہندو ہو یا مسلمان جس میں رعایت ہو

[1] یہ آیت اپنے مضمون میں صاف ہے کہ کسی مومن کو دوسرے مومن سے کینہ عداوت رکھنا تعلیم اور منشا خداوندی کے خلاف ہے بلکہ مومن کا اصول یہ ہونا چاہیے

آئین ماست سینہ چو آئینہ داشتن کفر است در طریقہ ماکینہ داشتن

عام لوگوں کے لئے یہ حکم ہے تو خواص صحابہ کرام وغیرھم کے مراتب حقوق تو بہت زیادہ ہیں۔ ان کے حق میں یہ بدگمانی اور بدگوئی کرنا کسی طرح روا نہیں۔ رضی اللہ عنہ وارضاہم۔

وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲﴾ لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِیْ

اور اگر انہوں نے ان کی کچھ مدد کی بھی تو پیٹھ دکھا جائیں گے پھر ان کو مدد نہ پہنچے گی تم مسلمانوں کا خوف ان کے دلوں میں اللہ

صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿۱۳﴾ لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا

کے خوف سے زیادہ ہے یہ ان کا خیال اس لئے ہے کہ یہ لوگ سمجھتے نہیں یہ لوگ تم مسلمانوں سے سامنے ہو کر

فِیْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا

نہ لڑیں گے ہاں قلعہ بند بستیوں میں یا دیواروں کے پیچھے سے لڑیں گے ان کی باہمی جنگ بہت سخت ہے تم ان کو یک جا جانتے ہو

وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۴﴾

حالانکہ دل ان کے جدا جدا ہیں یہ حالت اس لئے ہے کہ یہ لوگ بے عقل ہیں

اس لیے ان کے وعدے اور ہمدردیاں سب خود غرضی پر مبنی ہیں اور اس شعر کی مصداق ہیں

حلف عدو سے قسم مجھ سے کھائی جاتی ہے الگ ہر ایک سے چاہت بتائی جاتی ہے

اور اگر بالفرض انہوں نے ان اہل کتاب یہود و نصاریٰ کی کچھ مدد کی بھی تو خدائی مدد کے سامنے تم کو پیٹھ دکھا کر بھاگ جائینگے پھر ان کو کسی طرح سے مدد نہ پہنچے گی۔ بات اصل یہ ہے کہ تم مسلمانوں کا خوف ان منافقوں کے دلوں میں اللہ کے خوف سے زیادہ ہے وہ اپنے زعم باطل میں سمجھتے ہیں کہ خدا کی پکڑ اگر ہو گی تو وہ بعد ہو گی ممکن ہے ٹل جائے مگر ان مسلمانوں کی پکڑ دھکڑ سے چھوٹنا مشکل ہے یہ ان کا خیال ہے اس لئے ہے کہ یہ لوگ حقیقت حال کو سمجھتے نہیں یہ نہیں جانتے کہ خدا کا قبضہ اتنا وسیع اور مضبوط ہے کہ ہمیں بیٹھے بیٹھے ہلاک کر دے اور مسلمانوں کی توانائی قدرت نہیں پھر کمزور سے زور آور کی نسبت زیادہ ڈر کھانا کہاں کی عقلمندی ہے۔ سنو یہ لوگ تم مسلمانوں سے سامنے ہو کر نہ لڑیں گے ہاں قلعہ بند بستیوں میں محفوظ ہو کر یا دیواروں[1] کے پیچھے سے لڑیں گے پس تم مسلمان مطمئن رہو یہ لوگ فتحیاب نہ ہو سکیں گے کیونکہ ان کی باہمی مخالفانہ جنگ اور فساد بہت سخت ہے جس کی وجہ سے یہ لوگ کسی سمجھوتے پر جمع ہو سکیں گے تم اپنے مقابلے میں ان کو یک جا جانتے ہو حالانکہ دل ان کے جدا جدا ہیں ہر ایک جماعت اور پارٹی اپنی ہی خواہ اور دوسری کی بدخواہ۔ یہ انکی منافرت کی حالت اس لئے ہے کہ یہ لوگ بیوقوف بے عقل ہیں سمجھتے نہیں کہ اغراض عامہ میں صنفی خیال نہیں کرنا چاہیئے بلکہ وہاں فوائد عامہ پر نظر ہونی چاہیئے[2]

[1] ہندوستان میں آریہ قوم نے برخلاف دستور ہندوؤں کے شدھی کا رواج دیا جس سے مطلب ان کا یہ تھا کہ غیر ہندوؤں کو ہندو بنایا جائے ان تحریک شدھی سے ہندو مسلمانوں میں ملک کی بدقسمتی سے جو بدمزگی پیدا ہوئی باہمی جنگ و فساد تک نوبت پہنچی۔ اس باہمی جنگ میں ہندوؤں نے طریق جنگ یہ اختیار کیا کہ مسلمان جب ان پر حملہ آور ہوں تو وہ اپنے مکانوں پر سے ان پر اینٹیں برسائیں اور آپ دیواروں کی اوٹ میں چھپے رہے اس آیت سے ان ہندی واقعہ کی طرف بھی اشارہ ہے۔

[2] اس آیت کے حکیمانہ مظمون کو دیکھیں اور مسلمانوں کی اندرونی حالت نوعی و صنفی پھر صنفی در صنفی کو دیکھیں تو بے ساختہ منہ سے نکلتا ہے کہ یہ آیت ہمارے ہی حق میں اتری ہے خواجہ حالی نے اس حالت کا نقشہ یوں کھنچا ہے

نہ سنی میں اور جعفری میں ہو ملت نہ نعمانی و شافعی میں ہو الفت

وہابی سے صوفی کی کم ہو نہ نفرت مقلد کرے نامقلد پہ لعنت

كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۵﴾

ان کی حالت ان لوگوں کی سی ہے جو ان سے پہلے قریب ہی ہو گذرے ہیں جنہوں نے اپنے کئے کا پھل چکھا تھا اور آخرت میں ان کے لئے دکھ کی مار باقی ہے

كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ

ان کی مثال شیطان کی سی ہے جب انسان کو کہتا ہے کفر اختیار کر پھر جب وہ اختیار کرتا ہے تو کہتا ہے تحقیق میں تجھ سے بیزار ہوں

اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶﴾ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ اَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ

میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں پس انجام ان دونوں کا یہ ہوتا ہے کہ وہ دونوں جہنم میں جاتے ہیں جس میں وہ ہمیشہ

فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزٰۗؤُا الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ

رہیں گے اور یہی بدلہ ظالموں کا ہے اے مسلمانو! اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر شخص سوچا کرے کہ کل کے لئے اس نے آگے کیا بھیجا ہے اور یقین رکھو کہ اللہ تمہارے کاموں

ع ۵

ان موجودہ مشرکین مخالفین کی حالت بالکل ان لوگوں کی سی ہے جو ان سے پہلے قریب ہی گزرے ہیں جنہوں نے اپنے کئے کا پھل دنیا ہی میں چکھا تھا اور ابھی آخرت میں ان کے لئے دکھ کی مار باقی ہے۔ ان مخالفوں میں دو قسم کے لوگ ہیں ایک تابع ہیں دوسرے متبوع یعنی رئیس لوگ یہ رئیس لوگ ان اتباع کو جدھر چاہتے ہیں لگاتے ہیں۔ ان کی مثال شیطان کی سی ہے جب انسان کو کہتا ہے کفر اختیار کر پھر جب وہ اس کے کہنے کے مطابق کفر اختیار کرتا ہے اور شیطان جان جاتا ہے کہ اب یہ اچھی طرح پھنسا تو کھلے اور صاف لفظوں میں کہتا ہے تحقیق میں تجھ سے اور تیرے اس فعل سے بالکل بیزار ہوں میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں[1] پس انجام ان دونوں کا یہ ہوتا ہے کہ دونوں میں جہنم میں جانے کے لائق ہو جاتے ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہی بدلہ ظالموں کا ہے ٹھیک اسی طرح یہ عوام کو بہکانے والے رئیس اپنے ماتحت لوگوں کو بہکاتے ہیں بلکہ غریب مسلمانوں کو بھی یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ذمہ دار ہیں ہم تمہارے گناہ اٹھائینگے مگر جب انجام کار عذاب کا وقت آئے گا تو نہ تابع چھوٹیں گے اور نہ متبوع۔ اے مسلمانو تم ان شیطانوں اور ان کے اتباع کی باتوں میں مت آؤ بلکہ اپنے کام میں لگے رہو اور تمہارا اصلی کام یہ ہے کہ اللہ سے ڈرتے رہو کوئی کام اس کی مرضی کے برخلاف نہ کیا کرو۔ ہر آن اس کی رضاجوئی کا خیال رکھا کرو اور تم میں کا ہر شخص سوچا کرے

رہے اہل قبلہ میں جنگ ایسی باہم کہ دین خدا پر ہنسے سارا عالم

کسی ایک غرض عام کے لئے ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے ابتداء میں اگر ہوتے ہیں تو انتہا میں بگڑ جاتے ہیں کچھ شک نہیں کہ یہ اطوار انہی لوگوں میں ہوتے ہیں جو قومی اغراض عامہ سے ناواقف ہوتے ہیں اس لئے ان کے حق میں یہ الٰہی فیصلہ بالکل حق اور بجا ہے ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ

[1] بد صحبتوں میں بیٹھنے والے شہادت دے سکتے ہیں کہ یہ آواز ان کو سنائی دیتی ہے۔

[2] قرآن مجید میں ان کا قول یوں ذکر ہے قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ وَمَا هُمْ بِحٰمِلِيْنَ مِنْ خَطٰيٰهُمْ مِّنْ شَيْءٍ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ (عنکبوت ع ۱) یعنی کافروں کے رئیس غریب مسلمانوں کو کہتے ہیں تم ہمارا اتباع کرو۔ اگر خدا نے اس بارے میں تم سے پوچھا تو ہم تمہارے گناہ اٹھالیں گے۔ حالانکہ یہ ان کے گناہوں سے ذرہ بھر نہیں اٹھائینگے بیشک یہ لوگ جھوٹے ہیں اس آیت کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے۔

مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۚ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ

ہے خبردار ہے اور ان لوگوں کی طرح نہ بنو! جو اللہ کو بھول

نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ ۚ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۹﴾ لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ

بیٹھے خدا نے انکے نفس ان کو بھلادئے یہی لوگ بدکار ہیں جہنمی اور جنتی برابر

النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۲۰﴾ لَوْ اَنْزَلْنَا

نہیں ہیں جنتی لوگ ہی کامیاب ہیں اگر ہم اس قرآن کو

هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۚ وَتِلْكَ

پہاڑ پر اتارتے تو تم اسے دیکھتے کہ وہ اللہ کے خوف سے ڈر جاتا پھٹ جاتا یہ

الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ

تمثیلات ہیں جو ہم لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ فکر کریں وہی اللہ ہے جس کے سوا دوسرا کوئی معبود نہیں

عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿۲۲﴾

حاضر غائب کو جاننے والا ہے وہی بڑا رحم کرنے والا مہربان ہے

کہ کل کے روز یعنی بعد الموت کیلئے اس نے آگے کیلئے کیا بھیجا ہے اور ہر آن اللہ سے ڈرتے رہو یقین رکھو کہ اللہ تمہارے کاموں سے خبر دار ہے۔ اسی کسی کے بتانے جتانے کی حاجت نہیں۔ یہ تمہاری زندگی کا اصلی کام ہے۔ یہی کرو اور ان لوگوں کی طرح نہ بنو جو اللہ کو بھول بیٹھے یعنی خدا سے ایسے مستغنی ہو گئے گویا وہ خدا کو جانتے ہی نہیں نتیجہ یہ ہوا کہ خدا نے اپنی توفیق خاص کا تعلق ان سے ہٹا کر ان کے نفس ان کو بھلا دیئے وہ اپنی فکر نہیں کرتے ایسے لوگوں کی پہچان یہ ہے کہ وہ کھلے بندوں بلا خوف اور بلا روک ٹوک بدکاریاں کرتے ہیں اس لئے ایسے لوگوں پر خدائی حکم لگ چکا ہے کہ یہی لوگ بدکار ہیں۔ یہی اصحاب النار یعنی جہنمی ہیں اور جن لوگوں کو بوجہ ایمان اور اسلام کے یہ لوگ ذلیل اور حقیر جانتے ہیں حالانکہ وہ پرہیز گار تقویٰ شعار ہیں وہ اصحاب الجنتہ یعنی نجات یافتہ جنتی ہیں۔ پس سنو جہنمی اور جنتی اللہ کے نزدیک برابر نہیں ہیں برابر کیسے ہو سکتے ہیں جبکہ قانون یہ ہے کہ جنتی لوگ ہی بڑے کامیاب بڑی عزت سے پاس ہیں۔ ایسے لوگوں میں داخل ہونے کا طریق صرف یہ ہے کہ ہمارے اتارے ہوئے قرآن پر عمل کریں جس کی صفت موثرہ یہ ہے کہ اگر ہم اس قرآن کلام اللہ کو پہاڑ پر اتارتے تو تم اسے دیکھتے کہ وہ اللہ کے خوف سے ڈر جاتا پھٹ جاتا کیونکہ وہ جانتا کہ ایسے کلام پر عمل کرنا میرے ذمہ ڈالا گیا جس کا بھیجنے والا ایسی قدرت والا ہے کہ اس کے پکڑے ہوئے کو کوئی چھڑا نہیں سکتا۔ خدا جانے مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی تو میری کیا حالت ہو گی۔ حقیقت میں یہ پہاڑوں کا ذکر تمثیلات ہیں جو ہم (خدا) لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ فکر کریں۔ ورنہ پہاڑ پر قرآن یا کلام اللہ اترنے کا کوئی مطلب نہیں کیونکہ وہ مکلّف نہیں لہٰذا یہ فرضی مثال بغرض تفہیم ہے۔ سنو جی اس قرآن کی اصل تعلیم یہ ہے کہ بندوں کو خدا کی معرفت کرائے۔ چنانچہ اس کی معرفت کا پہلا سبق یہ ہے کہ وہ خدا جس کی طرف تم کو بلایا جاتا ہے۔ وہی اللہ ہے جس کے سوا دوسرا کوئی معبود نہیں وہ حاضر غائب سب کا جاننے والا ہے وہی سب سے بڑا رحم کرنے والا مہربان ہے۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ

وہی اللہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ دنیا کا بادشاہ ہے پاک ہے سلامتی والا ہے امن دینے والا ہے

الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ﴿۲۳﴾

سب کا نگہبانی کرنے والا وہی سب پر غالب سنوارنے والا بہت بڑائی والا جن جن باتوں میں لوگ شرک کرتے ہیں خدا ان سے

هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ؕ یُسَبِّحُ

پاک ہے وہی اللہ بنانے والا پیدا کرنے والا سب کی تصویریں بنانے والا ہے نیک نام اسی کے لئے ہیں آسمان و زمین کی چیزیں

لَهُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِیْزُ

اس کی پاکی بیان کرتی ہیں اور سب پر غالب بڑی حکمت

الْحَكِیْمُ ﴿۲۴﴾

والا ہے

ع ۳

اور سنو اس کی معرفت یہ ہے کہ وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ دنیا کا حقیقی بادشاہ ہے۔ بادشاہوں کے ہر ایک عیب ظلم غفلت وغیرہ سے پاک ہے دنیا کے بادشاہوں کی طرح چند روزہ نہیں بلکہ اسکی ذات اور اس کا نام سلامتی والا ہے دنیا کو امن اور سلامتی دینے والا وہی ہے۔ سب کا فنا ہونے سے نگہبانی کرنے والا وہی سب پر غالب بگڑی کو سنوارنے والا بہت بڑائی والا جن جن باتوں میں لوگ شرک کرتے ہیں خدا ان سے بالکل پاک ہے انکی شرک آمیز باتوں کا اثر اس تک نہیں پہنچتا اور نہ پہنچ سکتا ہے اور سننا چاہو تو سنو وہی اللہ تمہارا معبود ہے جو سب مادی چیزوں کا بنانے والا اور مادہ بغیر مادہؔ کا پیدا کرنے والا سب کی تصویر بنانے والا ہے۔ تم دیکھتے ہو دنیا میں کوئی چیز بغیر تصویر کے نہیں۔ یہ سب مختلف صورتیں اسی خدا کی بنائی ہوئی ہیں مختصر یہ ہے کہ سب نیک نام جن سے صفات کمال کا ثبوت ہو اسی واحد لاشریک کے لئے ہیں اس لئے آسمان وزمین کی کل چیزیں اسی کے نام کی پاکی بیان کرتی ہیں اور وہ سب پر غالب بڑی حکمت والا ہے۔ یہ تو ہے اس کی معرفت کا قرآنی سبق۔ عاجزانہ طریق خدا کی معرفت کا یہ ہے

تو دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا
بس جان گیا میں تیری پہچان یہی ہے

ل یہاں دو لفظ آئے ہیں خالق اور باری اس لئے دونوں کا اثر جدا جدا بتانے کو یہ ترجمہ کیا گیا ہے کہ خالق کا فعل مادیات سے تعلق رکھتا ہے اور باری کا تعلق مادی اور مادہ کو بھی شامل ہے کیونکہ اسلام کا عقیدہ ہے کہ خدا سب چیزوں کا مادیات ہوں یا مادہ سب کا خالق ہے چنانچہ قرآن مجید کا ارشاد ہے اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ اللہ ہی سب چیزوں کا خالق ہے وہ اکیلا سب پر غالب ہے حدیث شریف میں آیا ہے كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ یَكُنْ مَعَهُ شَیْءٌ (بخاری) ایک وقت خدا تھا اس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی۔ چنانچہ ایک شاعر نے اسلامی اور غیر اسلامی عقیدے کا اظہار ایک شعر میں یوں کیا ہے

کسی موجود سے ایجاد کرنا نام رکھتا ہے مگر لوح عدم پر نقش کرنا کام رکھتا ہے

پہلا مصرعہ غیر اسلامی (ہندوانہ) عقیدہ رکھتا ہے دوسرا مصرعہ اسلامی عقیدہ کا مظہر ہے۔ اس مضمون پر ہمارا ایک خاص رسالہ "اصول آریہ" قابل دید ہے۔

سورت ممتحنہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں ساتھ نام اللہ کے جو بڑا رحم کرنے والا بڑا مہربان ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ

اے مسلمانو! میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو مخلص دوست نہ بنانا تم ان کی طرف محبت کے پیغام بھیجتے ہو اور

بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ

وہ اس حقانی تعلیم کے منکر ہیں جو تمہارے پاس آئی ہے وہ لوگ رسول کو اور تم کو نکالتے تھے

اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ۭ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ

اس وجہ سے کہ تم اللہ پر جو تم سب کا پروردگار ہے خالص ایمان لائے ہو اگرچہ تم میری راہ میں جہاد کرنے کو اور میری رضا

تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ڰ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ ۭ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ

حاصل کرنے کو نکلتے ہو تم ان کی طرف محبت اور پیار کے پیغام بھیجتے ہو حالانکہ میں خوب جانتا ہوں جو کچھ تم لوگ چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو اور تم میں سے جو کوئی بھی یہ کام

مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝ اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ يَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً وَّيَبْسُطُوْٓا

کرے گا سمجھو کہ وہ سیدھی راہ سے بہک جائے گا اگر وہ تم پر قابو پاتے ہیں تو تمہارے دشمن ہوجاتے ہیں اور تمہاری طرف ہاتھ

سورت ممتحنہ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اے مسلمانو[1]! سنو اور دل سے سنو میرے (اللہ کے) دین کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کافروں کو مخلص دوست نہ بناناوہ تمہاری ایذارسانی میں کمی بیشی نہیں کرتے تم ان کی طرف محبت کے پیغام بھیجتے ہو اور وہ اس حقانی تعلیم کے منکر ہیں جو تمہارے پاس آئی ہے یعنی قرآن مجید کو نہیں مانتے بلکہ اس کی سخت توہین کرتے ہیں وہ لوگ رسول کو اور تم کو مکہ سے تنگ کر کے نکالتے تھے یعنی کوشش کرتے تھے کہ تم نکل جاؤ کس گناہ کے لئے اس وجہ سے کہ تم اللہ پر جو تم سب کا پروردگار ہے خالص ایمان لائے ہو اور ان کا کچھ بگاڑ نہیں، سنو اگر تم میری راہ میں جہاد کرنے کو اور میری رضا حاصل کرنے کو نکلتے ہو تو کچھ تم لوگ ان کی طرف محبت اور پیار کے پیغام بھیجتے ہو۔ حالانکہ میں (خدا) خوب جانتا ہوں جو تم چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو۔ پھر نتیجہ کیا ہو گا یہی ہو گا کہ کئے کا بدلہ پاؤ گے اور تم میں سے جو کوئی یہ کام کرے گا سمجھو کہ سیدھی راہ سے بہک جائے گا۔ تم ان سے دوستانہ کرتے ہو اور ان کا یہ حال ہے کہ اگر وہ تم پر قابو پاتے ہیں تو تمہارا سر کچلنے کو تمہارے اصلی دشمن ہو جائیں۔ اور تکلیف دینے کو تمہاری طرف

---

[1] آنحضرت ﷺ کا مشرکین مکہ سے وعدہ مصالحت تھا۔ مکہ والوں نے اس کو توڑ دیا۔ اس پر حضور کا ارادہ ہوا کہ ان پر ان کی بے خبری میں حملہ کیا جائے اس مخفی راز کی اطلاع حاطب بن ابی بلتعہ نے مکہ والوں کو بھیج دی۔ آنحضرت ﷺ نے باعلام الٰہی آدمی بھیج کر اس عورت کو راستے ہی میں پکڑ منگایا۔ حاطب کا خط اس سے نکلا۔ حاطب کا بیان سن کر اس کی سابقہ مخلصانہ کارگزاری کی وجہ سے اس کو معاف فرمایا۔ اس قصے کے متعلق یہ آیات نازل ہوئیں۔ عام مسلمانوں کو سمجھایا کہ ایسا نہ کرنا چاہیے

اِلَیْکُمْ اَیْدِیَھُمْ وَاَلْسِنَتَھُمْ بِالسُّوْٓءِ وَوَدُّوْا لَوْ تَکْفُرُوْنَ ﴿۲﴾ لَنْ تَنْفَعَکُمْ اَرْحَامُکُمْ

اور زبان دراز کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم اسلام چھوڑ کر کافر ہو جاؤ تمہارے رشتے اور تمہاری اولاد قیامت

وَلَآ اَوْلَادُکُمْ ۚ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ۚ یَفْصِلُ بَیْنَکُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴿۳﴾

کے روز کچھ کام نہ دیں گے وہی خدا تم میں سچا فیصلہ کرے گا اور اللہ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے

قَدْ کَانَتْ لَکُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِیْٓ اِبْرٰھِیْمَ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِھِمْ

ابراہیم اور ان کے ساتھیوں کی زندگی میں تمہارے لئے نیک مثال موجود ہے جب انہوں نے اپنی قوم سے کہدیا

اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْکُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ز کَفَرْنَا بِکُمْ وَبَدَا بَیْنَنَا وَ

تھا کہ ہم تم سے اور خدا کے سوا جن کی تم لوگ عبادت کرتے ہو ان سب سے علیحدہ ہیں ہم تمہارے منکر ہیں اور ہم میں اور تم

بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰی تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ

میں ہمیشہ کے لئے عداوت اور بغض پیدا ہوگیا ہے جب تک اللہ اکیلے معبود پر ایمان نہ لاؤ

اپنے ہاتھ اور زبان دراز کریں جس سے مقصد ان کا یہ ہے کہ تم بحیثیت مسلمان ہونے کے مٹ جاؤ اس لئے تم کو کمزور کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم اسلام کو جو ان کی نگاہ میں کانٹا سا کھٹکتا ہے چھوڑ کر کافر ہوئے[1] جاؤ کافر ہونے کی کئی وجہ ہوتی ہیں ایک یہ کہ مسلمان کے دل میں اسلام کے حق میں شبہات پیدا ہوں اس کا علاج تو یہ ہے کہ کسی سمجھدار سے شبہات دور کرائے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ کفار رشتہ داروں کا لحاظ کفر کی طرف کھینچے سو اگر تم اس دوسری وجہ سے اسلام چھوڑ گئے تو یاد رکھو تمہارے رشتے اور تمہاری اولاد تم کو قیامت کے روز خدا کے ہاں کچھ کام نہ دیں گے وہی خدا تم میں سچا فیصلہ کریگا اور اللہ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے اس سے ایک ذرہ بھی پوشیدہ نہیں تمہارے بزرگ حضرت ابراہیم اور ان کے ساتھیوں کو جو تم سے پہلے گزرے ہیں انکو دیکھو وہ کیسے صاف دل یکطرفہ موحد تھے انکی زندگی میں تمہارے لئے بہت عمدہ اور نیک مثال موجود ہے اسکی پیروی کرو۔ خاص کر وہ وقت جب انہوں نے اپنی قوم سے علانیہ کہہ دیا تھا کہ ہم تم سے اور خدا کے سوا جن کی تم لوگ عبادت کرتے ہو ان سب سے علیحدہ ہیں ہم تمہارے طریقہ اور مذہب کے منکر ہیں اور ہم اور تم میں ہمیشہ کیلئے مذہبی عداوت اور بغض پیدا ہو گیا ہے کیونکہ تم ہم کو؟ شرک کی طرف بلاتے ہو جو ہمیں ناپسند ہے اور ہم تمکو توحید کی طرف بلاتے ہیں جو تمکو ناپسند ہے لہذا ہم فریقین میں عداوت تک نوبت پہنچ چکی ہے اس لئے ہم بھی کمال راستی سے اعلان کرتے ہیں کہ ہم فریقین میں یہی حالت رہے گی جب تک تم اللہ اکیلے معبود پر ایمان نہ لاؤ یعنی یہ عداوت اور رنجش اس وقت ختم ہو گی جب تم مومن ہو جاؤ گے کیونکہ ہماری تمہاری رنجش کوئی ذاتی نہیں تمہارے شرک و کفر کی وجہ سے عارضی ہے جب وہ اٹھ جائے گی تو رنجش خود بخود دور ہو جائے گی۔ یہ ہے ابراہیمی سنت پس تم مسلمان دیندار لوگ ان بزرگوں کی روش اختیار کرو اور انکی سنت پر چلو۔ ہاں ابراہیم

---

[1] ہندوستان میں جب سے اسلام آیا ہے غیر مسلموں کو کانٹا چبھتا تھا مگر آج کل یہ کانٹا خصوصیت سے تیز ہو گیا ہے۔ اس لئے اس کے نکالنے کو ہندو اقوام نے باوجود اپنے اندر شدید اختلاف رکھنے کے کہیں ہندو سنگھٹن بنائی ہے یعنی ہندوؤں کا اجتماع اور کہیں ہندو مہا سبھا بنائی جاتی ہے۔ الٹی سب سے بڑھ کر شدھی سبھا ہے۔ جس کا یہ کام ہے کہ جو اس آیت میں کفار مخالفین کو بتایا گیا ہے یعنی مسلمانوں کا کافر بنانا پس مسلمانوں کو ہوشیار رہنا اور سمجھ رکھنا چاہئے کہ ہنود کا یہ فعل وہی ہے جو کفار عرب زمانہ رسالت میں کرتے تھے۔ پھر جو ان کا انجام ہوا وہی ان کا ہو گا۔ انشاء اللہ۔

اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِیْمَ لِاَبِیْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَاۤ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍؕ
ہاں ابراہیم کا اپنے باپ کو یہ کہنا ہے کہ میں تیرے لئے بخشش مانگوں گا اور میں تیرے لئے خود کوئی اختیار نہیں رکھتا
رَبَّنَا عَلَیْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَیْكَ اَنَبْنَا وَاِلَیْكَ الْمَصِیْرُ ۝ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِیْنَ
اے ہمارے پروردگار! ہم نے تجھ پر بھروسہ کیا اور تیری طرف ہم جھکے ہیں اور تیری ہی طرف ہمارا رجوع ہے تو ہم کو کافروں کے لئے
كَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْهِمْ
عذاب کا ذریعہ نہ بنا اے ہمارے پروردگار! ہم کو بخش دے بے شک تو ہی بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے اے مسلمانو! یہ لوگ تمہارے لئے عمدہ
اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ یَرْجُوا اللّٰهَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ ؕ وَمَنْ یَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ
نمونہ ہیں تم میں سے خاص کر ان لوگوں کے لئے جو اللہ سے ملنے کی اور آخرت کی بہتری کی خواہش رکھتے ہیں اور جو کوئی منہ پھیرے گا اللہ
هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ ۝ عَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّجْعَلَ بَیْنَكُمْ وَبَیْنَ الَّذِیْنَ عَادَیْتُمْ مِّنْهُمْ
بے نیاز اور بڑی تعریفات سے موصوف ہے قریب ہے کہ اللہ تم میں اور تمہارے دشمنوں میں محبت پیدا کردے گا

ع ۶

کی ساری عمر میں ایک بات نا قابل اتباع بھی ہے۔ وہ بھی سن لو وہ ان کا اپنے مشرک باپ کو یہ کہنا ہے کہ میں تیرے لئے خدا سے □ مانگوں گا اور میں اے بابا تیرے لئے خود کوئی اختیار نہیں رکھتا۔ باپ چونکہ مشرک تھا اور مشرک کی □ نہیں ہے اس لئے شریعت الٰہیہ میں مقرر ہے کہ مومن مشرک کے لئے □ نہ مانگیں اس فقرہ کے سوا ان کی یہ دعا بیشک تمہارے لئے قابل عمل ہے جو ان سب لوگوں نے مانگی تھی کہ اے ہمارے پروردگار ہم نے تجھ پر بھروسہ کیا اور تیری طرف ہم جھکے ہیں اور تیری ہی طرف ہمارا رجوع ہے اپنی زندگی میں تو تیرے محتاج ہیں بعد وفات بھی تیری ہی طرف رجوع ہیں۔ اس ہماری یک جہتی کی وجہ سے ہمارے دشمن ہم پر حملہ کرتے ہیں پس تو ہم کو کافروں کے لئے عذاب کا ذریعہ نہ بنا کہ وہ ہمیں تکلیف پہنچائیں تو اور تیری گرفت میں آئیں نتیجہ برا بیشک ان کے حق میں ہوگا مگر تکلیف میں تو ہم بھی شریک ہوں گے۔ پس اے ہمارے پروردگار تو ہمارے حال پر رحم فرما اور ہم کو ہماری خطائیں بخش دے بیشک تو ہی بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے اے مسلمانو یہ ابراہیمی لوگ تمہارے لئے عمدہ نمونہ ہے۔ ہیں تم میں سے خاص کر ان لوگوں کے لئے جو اللہ سے ملنے کی اور آخرت کی بہتری کی خواہش رکھتے ہیں۔ یہ جماعت بہت اچھا نمونہ ہے۔ پھر جو کوئی ان کی روش سے منہ پھیرے گا کسی کا کچھ نہیں بگاڑ دیگا کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور افعال میں بے نیاز اور بڑی تعریفات سے موصوف ہے سنو تمہیں اپنے مخالفوں کی پرواہ نہ کرنی چاہیے۔ قریب ہے کہ اللہ تم میں اور تمہارے بعض سخت دشمنوں میں

ل آیت قرآنی مَا كَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِیْنَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ (توبہ) یعنی نبی اور مومنوں کو مشرک کے حق میں بخشش نہ مانگنی چاہیے قریبی ہوں بعد اس سے کہ ان کو معلوم ہو جائے کہ وہ جہنمی ہیں اس آیت کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے کیونکہ اس میں انبیاء اور ایمانداروں کا مشرکین کے حق میں بخشش مانگنا ناجائز قرار دے دیا ہے ممکن ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ابھی یہ اطلاع نہ ملی ہو۔ جیسے آنحضرت ﷺ نے منافق کا جنازہ پڑھا۔ پڑھنے کے بعد وحی پہنچی اور فرمایا لَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ حضرت ابراہیم کو اطلاع ملی اور باپ کا خاتمہ بھی شرک پر معلوم ہوا تو بیزار ہو گئے چنانچہ دوسرے مقام پر فرمایا فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَهٗۤ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ یعنی جب ابراہیم علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ ان کا باپ اللہ کے دین کا دشمن ہے یعنی شرک پر مصر ہے یا شرک پر مر گیا ہے تو وہ اس سے بیزار ہو گیا۔

مَّوَدَّةً ۚ وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ ۚ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ

اور اللہ بڑی قدرت والا بخشنہار مہربان ہے خدا تم کو ان لوگوں کے ساتھ نیک سلوک کرنے سے منع نہیں

فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

کرتا جو دین کی وجہ سے تم سے نہیں لڑے اور نہ انہوں نے تم کو تمہارے گھروں سے نکالا ایسے لوگوں سے

يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَ

حسن سلوک کرنے سے نہیں روکتا نہ ان کے حق میں تم کو انصاف کرنے سے منع کرتا ہے اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے جو

اَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰٓي اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ

لوگ تم سے دین کی وجہ سے لڑے اور تم کو تمہارے وطنوں سے نکالا اور انہوں نے تمہارے ملک بدر کرنے پر تمہارے دشمنوں کی مدد کی بس ایسے لوگوں کو

فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَاۗءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ

دلی دوست بنانے سے خدا تم کو منع کرتا ہے جو لوگ ان سے دوستی لگائیں گے وہی ظالم لوگ ہوں گے پس اے مسلمانو! تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ مومن عورتیں مہاجر بن کر

محبت پیدا کر دیگا یعنی ان کو اسلام سے بہرہ ور کر دیگا تو وہ خود بخود تم سے محبت کریں گے اور یقین رکھو کہ اللہ بڑی قدرت والا بڑا بخشنہار مہربان ہے۔ یہ مت سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کو کافروں کی شخصیت سے کوئی رنج یا عداوت ہے۔ نہ یہ سمجھو کہ تم کو ہر حال میں کافروں کے ساتھ لڑنے بھڑنے کا حکم ہے ہرگز نہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ خدا تم کو ان کافر لوگوں کے ساتھ نیک سلوک کرنے سے منع نہیں کرتا جو دین کی وجہ سے تم سے نہیں لڑے اور نہ انہوں نے از راہ جبر و ستم تم کو تمہارے گھروں سے نکالا ایسے لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے سے نہیں روکتا۔ بیشک ان سے سلوک کے ساتھ پیش آؤ اور احسان کیا کرو نہ ان کے حق میں انصاف کرنے سے تم کو منع کرتا ہے۔ یہ لوگ چاہے تمہارے دین سے منکر اور کافر ہوں' پڑے ہوں۔ کفر اور اسلام کا معاملہ خدا کے ساتھ ہر ایک ذاتی معاملہ ہے تم کو اس میں دخل کیا تم ایسے لوگوں کے ساتھ انصاف سے پیش آیا کرو۔ اور دل میں جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں یعنی ہر بات میں منصفانہ برتاؤ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ پس تم اس بات کے خیال سے کہ کوئی شخص اسلام کو یا خدا کو نہیں مانتا اس سے بے انصافی کرنے کا خیال بھی نہ کرنا نہ اس کی حق تلفی کرنا ورنہ جس طرح وہ خدا کی مرضی کے خلاف ہے تم بھی مخالف ہو گے۔ ہاں ایسے لوگ بھی ہیں جن سے دوستانہ تعلقات رکھنے سے تم کو منع کیا جاتا ہے۔ پس سنو جو لوگ تم سے دین کی وجہ سے لڑے اور لڑتے ہیں اور جنہوں نے تم کو تمہارے وطنوں مکہ وغیرہ سے نکالا اور انہوں نے تمہارے ملک بدر کرنے پر تمہارے دشمنوں کی مدد کی۔ پس ایسے لوگوں کو دلی دوست بنانے اور قلبی محبت کرنے سے خدا تم کو منع کرتا ہے نہ اس لئے کہ خدا کو یا تم کو بخل ہے۔ نہیں بلکہ اس لئے کہ یہ لوگ چونکہ دل میں تمہارے دشمن ہیں دوستی کے پردے میں تمہیں نقصان نہ پہنچائیں کیا تم نے سنا نہیں

دشمنان کہن دوستان نوکردن
بدست دیو بود عقل را گرد کردن

اس لئے جو لوگ ان سے دوستی لگائیں گے خدا کے نزدیک وہی لوگ ظالم ہونگے کیونکہ وہ قومی حقوق کو پامال کرنے والے ہوں گے پس تم مسلمانو ایسے لوگوں سے ایسا برتاؤ نہ کرو بلکہ بطور احتیاط کلمہ گو لوگوں کا بھی امتحان کر لیا کرو اس لئے تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ مومن عورتیں مہاجر بن کر تمہارے پاس آئیں تو

فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا

تمہارے پاس آئیں تو ان کا امتحان لیا کرو اللہ تعالیٰ ان کے ایمان کو خوب جانتا ہے پھر اگر تم ان کو مومن پاؤ تو ان کو کافروں کی

تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ؕ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ؕ

طرف واپس نہ کرو نہ وہ عورتیں ان کے لئے حلال ہیں نہ وہ ان کے لئے اور

وَاٰتُوْهُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ؕ

جتنا مال انہوں نے خرچ کیا ہے تم ان کو دے دیا کرو اور تم کو ان کے حق مہر دے کر ان سے نکاح کرنے میں کوئی گناہ نہیں

وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَسْـَٔلُوْا مَآ اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْـَٔلُوْا مَآ اَنْفَقُوْا ؕ

اور کافر عورتوں کو عقد نکاح میں مت رکھو جو تم نے خرچ کیا ہے طلب کرلو اور جو ان کفار نے خرچ کیا تھا وہ

ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ؕ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ

طلب کریں یہ اللہ کا حکم ہے جو تم میں جاری کرتا ہے اور اللہ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے اور اگر تمہاری کوئی عورت

مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ

کفار کی طرف

ان کا بھی امتحان لیا کرو کہ وہ دل سے مخلصات ہیں یا دھوکہ دینے کو آئی ہیں گو یہ صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ایمان کو خوب جانتا ہے مگر اللہ کے جاننے سے تم کو کیا فائدہ؟ تم اپنے علم کے ذمہ دار ہو پس اگر تم عورتوں کو بعد امتحان کر لینے کے مومن پاؤ یعنی یہ جان لو کہ واقعی یہ عورتیں عقیدہ اسلام پر ہجرت کر کے آئی ہیں کسی دشمن کی فرستادہ نہیں تو ان کو کافروں کی طرف واپس نہ کرو کیونکہ خدا کے نزدیک نہ وہ مومن عورتیں ان کفار کیلئے حلال ہیں نہ وہ کفار ان عورتوں کیلئے پھر جو تم انکو واپس بھیجو گے تو اس ناجائز ملاپ کا گناہ تم پر ہوگا۔ ہاں یہ انصاف کی بات ہے کہ اگر وہ کفار جن کی عورتیں مسلمان ہو کر ہجرت کر کے تمہارے پاس آئیں تمہارے ساتھ مصالح ہیں یعنی ان کو کسی قسم کی تمہارے ساتھ جنگی آویزش نہیں تو جتنا مال انہوں نے خرچ کیا ہے تم ان کو دے دیا کرو اگر کوئی مسلمانوں مردان عورتوں سے نکاح کا خواہاں ہو تو وہ جیب خاص سے دے اگر کوئی خواہاں نہیں ہے تو سرکاری خزانہ سے دیا جائے بہر حال ان مصالحین کفار کا حق تلف نہ ہو اور تم کو ان عورتوں کے حق مہر دے کر ان سے نکاح کرنے میں کوئی گناہ نہیں۔ اور اگر تمہاری عورتیں بوجہ بت پرستی کے کافر ہوں اور تبلیغ کرنے سے بھی مسلمان نہ ہوں تو ایسی کافر عورتوں کو عقد نکاح میں مت رکھو[1] بلکہ طلاق دیکر چھوڑ دو ایسی عورتوں پر بوقت نکاح از قسم مہر زیور، پارچات وغیرہ جو تم نے خرچ کیا ہے ان کے ولیوں سے یا خود ان سے واپس طلب کر لو اور جو ان کفار نے اپنی منکوحات پر خرچ کیا تھا جو مسلمان ہو کر تمہارے پاس آئی ہیں وہ طلب کر لیں پس یہ انصاف ہے اور یہ اللہ کا حکم ہے جو تم میں جاری کرتا ہے اور اللہ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے اور اگر کفار حربی[2] ہیں اور تمہاری یعنی مسلمانوں کی کوئی عورت ان حربی کفار کی طرف بھاگ کر چلی جائے وہ کفار تو اس بیوی کا بدلہ دیں گے نہیں کیونکہ وہ حربی ہیں اور ان سے کچھ طلب کرنا بے فائدہ ہے۔

[1] یہودی عیسائی عورتوں کے ساتھ شادی کرنی جائز ہے لہذا وہ اس حکم میں داخل نہیں والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب الایة

[2] جس قوم سے مسلمان بادشاہ کی جنگ ہو وہ حربی ہیں۔

إِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَآتُوا الَّذِينَ ذَهَبَتْ أَزْوَاجُهُمْ مِثْلَ مَا أَنْفَقُوا ۚ وَاتَّقُوا

چلی جائے پھر اگر کبھی تمہارا پالا پڑ جائے تو ان لوگوں کو ان کے خرچ کئے ہوئے مال جتنا عوض دیا کرو جن کی بیویاں

اللَّهَ الَّذِي أَنْتُمْ بِهِ مُؤْمِنُونَ ﴿١١﴾ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ

گئی ہیں اور اللہ سے ڈرتے رہو جس پر تم ایمان رکھتے ہو اے نبی جب تمہارے پاس ایماندار عورتیں اس نیت سے آئیں

عَلَىٰ أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ

کہ وہ اس شرط پر بیعت کریں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کریں گی نہ چوری کریں گی نہ بدکاری کریں گی نہ اپنی اولاد کو

وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي

قتل کریں گی نہ اپنے پاس سے گھڑ کر دوسرے پر بہتان لگائیں گی اور نہ دینی کام میں تمہاری نافرمانی کریں گی

مَعْرُوفٍ ۙ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١٢﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

پھر تم بیعت قبول کرلیا کرو اور ان کے لئے خدا سے بخشش مانگا کرو بے شک خدا بڑا بخشنے والا مہربان ہے اے مسلمانو! اس

آمَنُوا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوا مِنَ الْآخِرَةِ كَمَا يَئِسَ

قوم سے کبھی دوستی نہ لگانا جن پر اللہ نے غضب نازل کیا اور وہ آخرت سے ایسے ناامید ہیں جیسے کافر

الْكُفَّارُ مِنْ أَصْحَابِ الْقُبُورِ ﴿١٣﴾ ع

لوگ اہل قبور سے

پھر اگر کبھی تمہارا پالا پڑ جائے یعنی ان حربیوں پر تم کو پوری فتح ہو یا ان میں سے کوئی عورت تمہاری طرف واپس آجائے تو ان مسلمانوں کو ان کے خرچ کئے ہوئے مال جتنا عوض دیا کرو جن کی بیویاں کفار کی طرف چلی گئی ہیں اگر وہ آئی ہوئی عورتیں نکاح کریں تو ناکح سے لے کر ان مسلمانوں کو ان کی بیویوں کا عوض دیا کرو اور اگر نکاح نہ کریں تو خزانہ سرکاری سے دلواؤ بہر حال ان کا خرچ پورا کیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو جس پر تم ایمان رکھتے ہو۔ اے نبی یہ حکم مسلمانوں کو تم سنا چکے ہو اب اپنے لئے سنو جب تمہارے پاس ایماندار عورتیں اس نیت سے آئیں کہ وہ اس شرط پر بیعت کریں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں گی اور نہ چوری کریں گی نہ زناکاری کریں گی نہ مثل جاہل عربوں کے اپنی زنانہ اولاد کو قتل کریں گی نہ اپنے پاس سے گھڑ کر دوسرے پر بہتان لگائیں گی اور نہ دینی کام میں تمہاری نافرمانی کریں گی پھر تم اے نبی ان شرطوں کے بعد ان عورتوں کی بیعت قبول کرلیا کرو اور ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگا کرو خدا ان کو اس بیعت واقرار پر مستقل رکھے بیشک خدا بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ اے مسلمانو! سورت ھذا کے شروع مضمون پر متوجہ ہو کر سنو کہ اس نالائق قوم کے لوگوں سے کبھی دوستی نہ لگانا جن پر اللہ نے غضب نازل کیا ہے وہ آخرت سے ایسے ناامید ہیں جیسے کافر لوگ اہل قبور کی زندگی سے ناامید ہیں کیونکہ ان کا قول ہے ان ھی الا حیاتنا الدنیا وما نحن بمبعوثین یعنی سب کچھ یہی دنیا ہے آخرت کے لیے ہم زندہ نہ ہوں گے۔ پس تم اس سورہ کے شروع اور آخر کو پڑھ کر ایسے مخالفوں سے دوستی نہ لگانا اور ان کو اپنا مخلص نہ سمجھنا تمہارا ولی صرف اللہ ہے اور بس

سورت صف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع ہے جو بڑا مہربان بڑا رحم کرنے والا ہے

سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ ۚ وَھُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ① یٰۤاَیُّھَا

آسمان اور زمین کی سری مخلوقات اللہ کے نام کی تسبیح پڑھتی ہیں اور وہ بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے اے مسلمانو!

الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لِمَ تَقُوۡلُوۡنَ مَا لَا تَفۡعَلُوۡنَ ② کَبُرَ مَقۡتًا عِنۡدَ اللّٰہِ اَنۡ تَقُوۡلُوۡا

کیوں ایسی بات کہتے ہو جس پر عمل نہیں کرتے یہ بات کہ تم لوگ جو کہو اس پر عمل نہ کرو خدا کے نزدیک

مَا لَا تَفۡعَلُوۡنَ ③ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیۡنَ یُقَاتِلُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِہٖ صَفًّا کَاَنَّھُمۡ

بڑے غضب کی بات ہے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو اس کی راہ میں صفیں باندھ کر لڑتے ہیں گویا وہ

بُنۡیَانٌ مَّرۡصُوۡصٌ ④ وَاِذۡ قَالَ مُوۡسٰی لِقَوۡمِہٖ یٰقَوۡمِ لِمَ تُؤۡذُوۡنَنِیۡ وَ

چونے گچ دیوار ہیں اور جب موسیٰ نے اپنی قوم کو کہا تھا کیوں مجھے تکلیف دیتے ہو حالانکہ تم

سورت صف

آسمان اور زمین کی ساری مخلوقات اللہ کے نام کی تسبیح پڑھتی ہیں اور وہ بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے اس کا ہر حکم حکمت والا ہے اس کی ذات باکمال اپنے اندر غلبہ تامہ رکھتی ہے پس اس کے باحکمت احکام سنو اور دل لگا کر ان پر عمل کرو ایسا نہ ہو کہ تمہارا دعوی ایمان سن کر اور اعمال میں غفلت دیکھ کر کوئی کہنے والا تم کو کہے۔ اے ماننے والو! اے مسلمانو! کیوں ایسی بات کہتے ہو یعنی کیوں ایمان کا دعوی کرتے ہو جس پر عمل نہیں کرتے ایمان ہے تو اسلام بھی حاصل کرو خدا کے احکام کی تابعداری کرو۔ یہ بات کہ تم لوگ جو کہو اس پر عمل نہ کرو یعنی دعوی ایمان کے مطابق اسلام کا ثبوت نہ دو۔ خدا کے نزدیک بڑے غضب کی بات ہے۔ پس یہ اصولی بات یاد رکھ کر سنو ایمان کا دعوی رکھتے ہو تو جہاد کیلئے مستعد ہو جاؤ کیونکہ جہاد میں دو فائدے ہیں ایک ایمانی امتحان دوم یہ کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو اس کی راہ میں صفیں باندھ کر ڈٹ کر دشمنان دین سے جہاد میں لڑتے ہیں ایسے ڈٹ کر گویا وہ چونے گچ کی دیوار ہیں کیا مجال کہ دشمن کا رعب یا ضرب انکو ہلا یا پھسلا سکے کیونکہ انکا قول ہے

سب نکل جائیں گی او قاتل ہماری حسرتیں جبکہ سر اپنا تیرے زیر قدم دے دیں گے

یہ حکم کوئی تم ہی سے مخصوص نہیں بلکہ تم سے پہلی امتوں کو بھی یہ حکم ہوتا رہا جسے انہوں نے عمل کر کے ثمرہ پایا اور جنہوں نے عمل نہ کیا نقصان اٹھایا کیا تمہیں معلوم نہیں جب حضرت موسیٰ نے اپنی قوم بنی اسرائیل کی مخالفت پر تکلیف اور ایذاء اٹھائی تو انکو کہا تھا اے میرے قومی بھائیو کیوں مخالفت کر کے مجھے تکلیف دیتے ہو[1]

شان نزول

مسلمان جہاد کی خواہش کرتے تھے۔ بعض کمزور دل جی چرانے لگتے۔ ان کی تقویت قلب کے لئے یہ صورت نازل ہوئی۔

[1] نبی اسرائیل بڑے گستاخ اور بے ادب تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت کرتے اور بیہودہ الزام لگاتے یہاں تک کہ جسمانی عیوب کی بھی آپ کی طرف نسبت کرتے۔ ان کی طرف اشارہ ہے۔

قَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ ؕ فَلَمَّا زَاغُوْۤا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا

جانتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں پھر جب ٹیڑھے ہوتے گئے تو خدا نے ان کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا

یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ۝ وَاِذْ قَالَ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ

اور اللہ بدکار لوگوں کو توفیق ہدایت نہیں دیا کرتا اور جب عیسیٰ بن مریم نے کہا تھا کہ اے اسرائیل کے بیٹو! میں تمہاری

اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ

طرف اللہ کا رسول ہوں میں اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوں اور ایک رسول کی خوشخبری سناتا

یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۝

ہوں جو میرے بعد آئے گا اس کا نام بڑی تعریف والا ہو گا پھر جب وہ ان بنی اسرائیل کے پاس آگیا تو بولے یہ صریح جادو ہے

حالانکہ تم جانتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں رسالت کی تصدیق کے بعد تعمیل فرمانی چاہیئے نہ کہ عصیان پھر جب وہ ٹیڑھے ہی ہوتے چلے گئے اور کسی طرح اطاعت پر نہ آئے تو خدا نے ان نافرمانوں کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا بس وہ ہدایت سے دور جا پڑے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں قانون ہے کہ وہ بدکار لوگوں کو جو بدکاری پر مصر رہیں توفیق ہدایت نہیں دیا کرتا۔ اسی طرح دیگر انبیاء علیہم السلام کی تعلیم اور تعمیل کرنے والوں کے واقعات ہیں کیا تمہیں معلوم نہیں جب حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے بنی اسرائیل کی نافرمانی دیکھ کر کہا تھا۔ اے اسرائیل کے بیٹو! میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہو کر آیا ہوں میں اپنے سے پہلی کتاب تورات کی تصدیق کرتا ہوں یعنی اعتراف کرتا ہوں کہ تورات میں خدائی احکام ہیں اور ایک بڑی شان والے رسول کی خوشخبری سناتا ہوں جو میرے بعد آئیگا اس کا نام[1] بڑی تعریف والا ہو گا پھر جب وہ رسول ان بنی اسرائیل کے پاس بصورت محمد (علیہ السلام) آگیا تو بولے یہ یعنی اس کی تعلیم صریح جادو ہے۔ حالانکہ جھوٹا دعویٰ کرنا خاص کر ایسا دعویٰ جو متضمن وحی یا الہام ہو بڑا ظلم ہے۔

---

[1] اس آیت میں احمد کے لفظ پر بڑی بحث ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اس پیش گوئی سے آنحضرت ﷺ مراد ہیں مگر آپ کا اسم گرامی محمد (ﷺ) ہے اور آیتر رر رر رر ء میں اسمہ احمد ہے بس اسی امر کی تحقیق کرنی یہاں مقصود ہے۔ ہماری رائے میں اس بحث کا مدار لفظ "احمد" کی تحقیق پر ہے۔ یہ لفظ اسم تفضیل ہے اسم تفضیل جیسے اسم فاعل کے لئے آتا ہے اسم مفعول کے لئے بھی آتا ہے۔ اسم فاعل کی حالت میں اس کے معنی ہوتے ہیں بہت کام (مثلاً حمد) کرنے والا اور اسم مفعول کے لئے ہونے کی صورت میں اس کے معنے ہوتے ہیں بہت تعریف کیا گیا ہے اس امر کی مثال کہ اسم تفضیل کبھی اسم مفعول کے لئے بھی آتا ہے خود قرآن مجید ملتی ہے۔

اقسموا باللہ جھد ایمانھم لئن جاء ھم نذیر لیکونن اھدی من احدی الامم (پ ۲۲ ع ۱۷)

اس طرح اس آیت میں **یقولون للذین کفروا ھولاء اھدی من الذین امنوا سبیلا (پ ۵ ع ۱۲)**

ان آیات میں اھدی اسم تفضیل مبنی للمفعول ہے یعنی بہت ہدایت کئے گئے ٹھیک اسی طرح آیت زیر بحث میں لفظ احمد بمعنے اسم مفعول ہے یعنی بہت تعریف کیا گیا معنے آیت کے یہ ہوئے۔ حضرت مسیح نے فرمایا کہ میں ایسے رسول کی تم کو خوشخبری سناتا ہوں جس کا نام بڑا تعریف والا ہو گا۔ یہ بعینہ اسم محمد کا مفہوم ہے۔ اس بحث سے فارغ ہو کر ہم حضرت مسیح علیہ السلام کے ارشاد کا پتہ چلاتے ہیں کہ ان کے الفاظ کیا ہیں

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰٓى اِلَى الْاِسْلَامِ ۭ وَ

اور جو اللہ پر جھوٹا افترا کرے حالانکہ وہ اسلام کی طرف بلایا جاتا ہو اس سے بڑا ظالم کون ہے اور

اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

اللہ ظالم لوگوں کو توفیق خیر نہیں دیا کرتا

اور جو اللہ پر جھوٹا افترا یعنی غلط دعوی الہام اور وحی کا کرے حالانکہ وہ اسلام کی طرف بلایا جاتا ہے اس سے بڑا ظالم کون ہے ایسے لوگوں کے ظالم بلکہ اظلم ہونے میں شبہ نہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں قانون ہے کہ خدا ایسے ظالم لوگوں کو توفیق خیر نہیں دیا کرتا۔ یہی وجہ ہے کہ جھوٹے مدعی کو توبہ کی توفیق نہیں ملتی

کچھ شک نہیں کہ ہمارے سامنے جو اناجیل عربی انگریزی یا اردو ہیں یہ سب ترجمہ در ترجمہ ہیں ان ترجموں میں باہمی اس قدر اختلاف ہے جتنا خود ان میں ہے۔ یہ ترجمہ کرنے والے حضرات ہر لفظ کا ترجمہ کر جاتے ہیں چاہے وہ اسم نکرہ ہو یا اسم معرفہ۔ اس لئے اس قسم کی پیشگوئیوں کے پورے پورے الفاظ کا ان اناجیل میں ملنا مشکل ہے۔ ہاں مفہوم مل جاتا ہے چنانچہ حضرت مسیح علیہ السلام کے الفاظ جو مل سکتے ہیں وہ یہ ہیں۔

میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ تمہارے لئے میرا جانا ہی فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو تسلی دینے والا تم پاس نہ آئے گا۔ پر اگر میں جاؤں تو میں اسے تم پاس بھیج دوں گا اور وہ آکر دنیا کو گناہ سے اور راستی سے اور عدالت سے تقصیروار ٹھہرائے گا گناہ سے اس لئے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لائے راستی سے اس لئے کہ میں اپنے باپ کے پاس جاتا ہوں اور تم مجھے پھر نہ دیکھو گے۔ عدالت سے اس لئے کہ اس جہاں کے سردار پر حکم کیا گیا ہے۔ میری بہت سی باتیں ہیں کہ میں تمہیں کہوں پر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے ہیں لیکن جب وہ یعنی روح حق آئے تو وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتادے گی اس لئے کہ وہ اپنی نہ کہے گی۔ لیکن جو کچھ وہ سنے گی وہ کہے گی اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گی وہ میری بزرگی کرے گی (یوحنا باب ۱۶ فقرہ ۷-۱۳)

اس پیش گوئی میں حضرت مسیح نے آنے والے مقدس کی چند باتیں کہیں ہیں (۱) تسلی دینے والا (۲) صاحب حکومت (۳) مسیح کا مصدق (۴) خدا کی طرف سے۔ ان تینوں اوصاف پر غائر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان اوصاف کا موصوف سوائے آنحضرت ﷺ کے حضرت مسیح کے بعد دوسرا کوئی نہ تھا۔

۱) تسلی دینے والا اس سے مراد یہ ہے کہ گناہگاروں کو خدا کی رحمت کا امیدوار بنائے گا چنانچہ آنحضرت کی تعلیم میں صاف ملتا ہے **لا تقنطوا من رحمة الله ان الله يغفر الذنوب جمعيا** (اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو خدا سب گناہ بخش دے گا)

۲) صاحب حکومت سے مراد محض دنیاوی بادشاہ نہیں بلکہ دینی حکومت کا بادشاہ ہونا مراد ہے چنانچہ آنحضرت ﷺ کی نسبت مخالف موافق سب کا اتفاق ہے کہ آپ صاحب حکومت شرعیہ تھے اسی وجہ سے آپ نے مسیح کی واجبی عزت کا اظہار کر کے انکے منکروں یہودیوں وغیرہم کو کافر قرار دے دیا۔

۳) مسیح کا مصدق ہونا تو ایسا واضح ہے کہ اس کے ذکر کی ضرورت نہیں۔ ایک طرف حضرت مسیح کے اشد ترین دشمن یہود تھے جو ممدوح کے حق میں سخت ترین مکروہ الفاظ بولتے تھے۔ دوسری طرف مسیح کے قائلین تھے جو ان کے اصل مرتبہ (رسالت) سے بلند کر کے الوہیت تک پہنچاتے تھے ان دو سخت ترین غالی جماعتوں میں حقیقی فیصلہ کرنا خدائی حکم سے پیغمبر اسلام (علیہ السلام) ہی کا کام تھا۔

يُرِيدُونَ لِيُطْفِـُٔوا۟ نُورَ ٱللَّهِ بِأَفْوَٰهِهِمْ ۚ وَٱللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِۦ وَلَوْ كَرِهَ ٱلْكَٰفِرُونَ ۝

یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے مونہوں کی پھونکوں سے بجھا دیں اللہ اپنا نور پورا کرے گا چاہے کافر لوگ برا جانیں

یہ لوگ جو اپنے غلط دعویٰ کو بمقابلہ صداقت اسلام پیش کرنے میں یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے مونہوں کی پھونکوں سے بجھادیں جیسے تیل کا دیا منہ کی پھونک سے بجھ جاتا ہے۔ اسی طرح انکا خیال ہے کہ نور الٰہی (اسلام) بھی ان کے پروپیگنڈے سے بجھ جائیگا یہ خیال ان کا غلط ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنا نور پورا کرے گا چاہے کافر لوگ برا جانیں ان کے برا جاننے سے کچھ نہ ہوگا۔

چنانچہ آپ نے بحکم الٰہی اس سخت ترین مشکل کو صاف لفظوں میں حل فرمادیا کہ مسیح نہ تو ربوبیت میں حصہ دار ہے نہ معمولی آدمی ہے بلکہ وجیھا فی الدنیا والاخرة ومن المقربین دنیا اور آخرت میں بڑی عزت والا اور خدا کے مقربین میں سے ہے اس کے علاوہ صاف لفظوں میں فرمایا ورسولا الی بنی اسرائیل (مسیح خدا کی طرف سے بنی اسرائیل رسول تھا)

(۴) چوتھی بات تو بالکل صاف ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جو کچھ کیا یا فرمایا وہ خدا کے حکم سے کیا۔ چنانچہ اس کے متعلق صاف ارشاد ہے ان ھو الا وحی یوحی یعنی یہ قرآن جو محمد رسول اللہ ﷺ تم کو سناتے ہیں خدا کی وحی ہے (ان کا اپنا کلام نہیں ہے)

نتیجہ صاف ہے کہ ان اوصاف کا موصوف ہے وہ ذات ستودہ صفات ہے جس کا نام بہت تعریف والا محمد ہے علیہ السلام

اندرونی نزاع اور اس کا فیصلہ :- اس بیرونی فیصلہ سے فارغ ہو کر ہم ایک اندرونی نزاع کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

پنجاب میں ایک صاحب مدعی الہام پیدا ہوئے جن کا نام مرزا غلام احمد تھا۔ جو قصبہ قادیان ضلع گورداسپور میں رہتے تھے۔ آپ کا دعویٰ تھا کہ میں مہدی معہود اور مسیح موعود ہوں۔ آپ کا نام دراصل غلام احمد تھا کہتے تھے کہ آسمان پر میرا نام احمد ہے آپ نے محمد اور احمد دو ناموں میں یہ فرق کیا تھا کہ محمد جلالی نام ہے یعنی اس نام میں حکومت اور جلالت کی شان ہے اس لئے آنحضرت صاحب حکومت تھے اور اس حکومت میں آپ نے جنگ جہاد بھی کئے جو حضور کی جلالت کا ثبوت ہے۔ احمد جمالی نام ہے یعنی اس میں محض نرمی ہی نرمی محض تبلیغ بلا سیاست ہے چنانچہ میں (مرزا) اسی طرح (بلا سیاست اور بغیر جلالت) تبلیغ کرتا ہوں۔ اس تمہید کے بعد مرزا صاحب کے اپنے الفاظ ذیل میں درج فرماتے ہیں۔

"اس آنے والے کا نام احمد رکھا گیا ہے وہ بھی اس کے مثیل ہونے کی طرف اشارہ ہے کیونکہ محمد جلالی نام ہے اور احمد جمالی اور احمد اور عیسٰی اپنے جمالی معنوں کی مدد سے ایک ہی ہیں اسی کی طرف یہ اشارہ ہے ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه احمد مگر ہمارے نبی ﷺ فقط احمد ہی نہیں بلکہ محمد بھی ہیں یعنی جامع جلال وجمال ہیں۔ لیکن آخری زمانہ میں برطبق پیشگوئی مجرد احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسویت رکھتا ہے بھیجا گیا (ازالہ اوہام طبع اول ص ۶۷۳) اس عبارت کا مطلب منطقی اصطلاح میں یہ ہے کہ محمد بشرط شی کا درجہ ہے اور احمد بشرط لاشے کا رتبہ ہے۔

یعنی اس اقتباس میں مرزا صاحب نے یہ ظاہر کیا ہے کہ پیشگوئی محض احمد کے متعلق ہے آنحضرت محض احمد نہ تھے بلکہ صاحب جلال محمد بھی تھے اس پیشگوئی کا مصداق محض احمد ہونا چاہیئے جس میں جلالت اور سیاست بالکل نہ ہو اس لئے میں ہی اس کا مصداق ہوں۔ بہت خوب اس کی تشریح یا تردید بعض مقامات پر یوں فرمائی ہے۔

آنحضرت ﷺ کے بعث اول (رسول ہونے) کا زمانہ ہزار پنجم تھا جو اسم محمد کا مظہر تجلی تھا یعنی یہ بعث اول جلالی نشان ظاہر کرنے کے لئے تھا مگر بعث دوم (پچھلے زمانہ چودھویں صدی میں دوبارہ رسول ہونے کا وقت) جسکی طرف آیت کریمہ واخرین منھم لما یلحقوبھم میں اشارہ ہے وہ مظہر تجلی اسم احمد ہے جو اسم جمالی ہے جیسا کہ آیت ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه احمد اسی کی طرف اشارہ کر رہی ہے اور اس آیت کے یہی معنی ہیں کہ مہدی معہود جس کا نام

هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ

وہی خدا ہے جس نے اپنا رسول (ہدایت اور دین حق کے ساتھ) بھیجا تاکہ اس کو سب دینوں پر غالب کرے چاہے مشرک

وَ لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ۠ ۝۹

لوگ برا جانیں

ع ۱

وہی خدا ہے جس نے اپنا رسول محمد ﷺ (ہدایت اور دین حق کے ساتھ) بھیجا تاکہ اس کی تعلیم کو سب دینوں کی تعلیم پر غالب کرے بت پرستی عیسیٰ پرستی آتش پرستی ستارہ پرستی وغیرہ ہر قسم کی شرکیہ کفریہ رسومات مغلوب ہوں چاہے مشرک لوگ اسلام اور توحید کی اشاعت کو برا جانیں ایسا ہی ہو کر رہے گا۔ پس اے نبی تو ان کو باتوں کی پرواہ نہ کر یہ کام ہمارے ہاتھ سونپ دے اور ایمان داروں کو اپنی تعلیم پہنچائے

آسمان پر مجازی طور پر احمد ہے جب مبعوث ہوگا تو اس وقت وہ نبی کریم جو حقیقی طور پر اس نام کا مصداق ہے اس مجازی احمد کے پیرائے میں ہو کر اپنی جمالی تجلی ظاہر فرمائیگا یہی وہ بات ہے جو اس سے پہلے میں نے اپنی کتاب ازالہ اوہام (کی منقولہ بالا عبارت) میں لکھی تھی یعنی یہ کہ میں اسم احمد میں آنحضرت ﷺ کا شریک ہوں اور اس پر نادان مولویوں نے جیسا کہ ہمیشہ سے ان کی عادت ہے شور مچایا تھا حالانکہ اس سے اگر انکار کیا جائے تو تمام سلسلہ اس پیشگوئی کا زیروزبر ہو جاتا ہے بلکہ قرآن کریم کی تکذیب لازم آتی ہے جو نعوذ باللہ کفر تک پہنچاتی ہے لہٰذا جیسا کہ مومن کیلئے دوسرے احکام الٰہی پر ایمان لانا فرض ہے ایسا ہی اس بات پر بھی ایمان فرض ہے کہ آنحضرت ﷺ کے دو بعث ہیں (۱) ایک بعث محمدی جو جلالی رنگ میں ہے جو ستارہ مریخ کی تاثیر کے نیچے ہے جس کی نسبت بحوالہ توریت قرآن شریف میں یہ آیت ہے **محمد رسول الله والذين معه اشداء على الكفار رحماء بينهم** دوسرا بعث احمدی ہے جو جمالی رنگ میں ہے جو ستارہ مشتری کی تاثیر کے نیچے ہے جس کی نسبت بحوالہ انجیل و قرآن کی یہ آیت ہے **ومبشرا برسول ياتى من بعدى اسمه احمد** (تریاق القلوب صفحہ ۹۶)

اس اقتباس میں جناب نے تسلیم کیا ہے کہ اس پیشگوئی کے حقیقی مصداق آنحضرت تھے اور میں جو آخری زمانہ میں بشکل بعثت ثانیہ آیا ہوں مجھ میں حضور کی احمدیت مجازاً جلوہ فگن ہے ہمیں اس سے بحث نہیں کہ آپ میں احمدیت جلوہ افروز ہے یا نہیں بلکہ یہاں ہمیں یہ بتانا مقصود ہے کہ پہلی عبارت کی دوسری عبارت میں تردید ہے کیونکہ اس لفظ احمد کا مصداق محض اس آخری زمانہ کے احمد (مرزا غلام احمد) کو قرار دیا تھا ملاحظہ ہو اس میں لفظ بر طبق یعنی مطابق پیشگوئی اور اس دوسری عبارت میں اپنے کمال فراخ دلی اور کشادہ پیشانی سے اصل اور حقیقی مصداق آنحضرت کو قرار دیا ہے اور اپنا نام بطور مجاز کے بتایا ہے جیسے مالک کے ساتھ خادم بھی سواری پر سوار ہو جاتا ہے۔

بات بھی صحیح ہے اگر مرزا صاحب کی یہ اصطلاح (محمد جلالی اور احمد جمالی نام ہیں) مان لی جائے تو مطلقاً یہی صحیح معلوم ہوتا ہے کہ اس پیشگوئی سے قطعاً آنحضرت ہی مراد ہے کیونکہ آپ کی مکی زندگی بالکل خاموش جمالی زندگی تھی جو احمد کی مصداق تھی اور مدنی زندگی جلالی زندگی تھی جو محمد جلالی کی مصداق تھی لہٰذا دونوں اسموں کے حقیقی مصداق آپ ہی ہوئے (ﷺ)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝

اے ایمان والو! میں تم کو ایک ایسی تجارت بتاؤں جو تم کو دکھ کے عذاب سے چھڑا دے

تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ

تم اللہ اور رسول پر یقین رکھو اللہ کی راہ میں مالوں اور جانوں کے ذریعہ سے جہاد

خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ

کرو یہ کام تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم جانتے ہو خدا تمہارے گناہ بخش دے گا اور تم کو ایسے باغوں میں داخل

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور ہمیشہ کے باغوں میں محلات نفیسہ دے گا یہی بڑا پاس ہے

کو کہہ کہ اے ایمان والو! میں تم کو ایک ایسی تجارت بتادوں جو تم لوگوں کو دکھ کے عذاب سے چھڑا دے غالبا تمہارا دلی مقصد یہی ہوگا کہ جس طرح ہو ہم عذاب الیم سے چھوٹ جائیں پس تم سنو! اللہ اور رسول پر مضبوطی سے یقین رکھو اور بوقت ضرورت اللہ کی راہ میں مالوں اور جانوں کے ذریعے سے جہاد کیا کرو یعنی جہاں جان لڑانے کا موقع ہو جان لڑاؤ اور جہاں مال کے خرچ کرنے کا موقع ہو مال خرچ کرو جہاں دونوں کا موقع ہو دونوں کو جمع کیا کرو بحیثیت مسلمان ہونے کے تمہارا اصول ہی یہ ہے کہ

سب نکل جائیں گی او قاتل ہماری حسرتیں جبکہ سر اپنا تیرے زیر قدم دے دینگے ہم

یہ کام تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم جانتے اور حق وباطل میں تمیز رکھتے ہو تو سمجھ رکھو کہ یہی کار خیر ہے اور یہی راہ نجات تمہارے ایسا کرنے پر خدا تمہارے گناہ بخش دے گا اور دنیا کی عزت کے علاوہ آخرت میں تم کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے درختوں کے نیچے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور اس کے علاوہ ہمیشہ رہنے کے باغوں میں عمدہ عمدہ محلات نفیسہ دے گا حقیقت یہ ہے کہ یہی بڑا باعزت پاس ہے جو ان نعمتوں کو پائے گا وہی خدا کے ہاں پاس سمجھا جائے گا یہ تو ان نعمتوں کا ذکر ہے جو تم کو آخرت میں ملیں گی چونکہ اسلام تم کو آخرت کے علاوہ دنیا میں بھی ہر قسم کی عزت دلانے کا وعدہ کرتا ہے اسلئے وہ دنیا میں بھی تم کو عزت دے گا یعنی تمہارا نام روشن کرے گا۔

ان دو عبارتوں کے علاوہ ایک تیسری عبارت بھی مرزا صاحب کی قابل غور ہے جس میں آپ نے اپنے اصلی نام (مرزا غلام احمد) کا اظہار کیا ہے چنانچہ آپ کے الفاظ یہ ہیں

چند روز کا ذکر ہے کہ اس عاجز نے اس طرف توجہ کی کہ کیا اس حدیث کا جو الآیات بعد المائتین ہے ایک یہ بھی منشا ہے کہ تیرھویں صدی کے اواخر میں مسیح موعود کا ظہور ہوگا اور کیا اس حدیث کے مفہوم میں یہ بھی عاجز داخل ہے تو مجھے کشفی طور پر اس مندرجہ ذیل نام کے اعداد حروف کی طرف توجہ دلائی گئی کہ دیکھ یہی مسیح ہے کہ جو تیرھویں صدی کے پورے ہونے پر ظاہر ہونے والا تھا پہلے یہی تاریخ ہم نے نام میں مقرر کر رکھی تھی اور وہ یہ نام ہے غلام احمد قادیانی اس نام کے عدد پورے تیرہ سو ہیں اور اس قصبہ قادیان میں بجز اس عاجز کے اور کسی شخص کا نام غلام احمد نہیں ہے بلکہ میرے دل میں ڈالا گیا ہے کہ اس وقت بجز اس عاجز کے تمام دنیا میں غلام احمد قادیانی کسی کا نام نہیں (ازالہ اوہام طبع اول صفحہ ۱۸۵۔۱۸۶)

ناظرین: اس عبارت میں مرزا صاحب نے اپنا اصل نام قرآن مجید کے حروف سے نکالا ہے یعنی مرزا غلام احمد۔ نہ کہ محض احمد پس واضح اور لائح ہوا کہ اس آیت کا حقیقی مصداق وہی ذات ستودہ صفات ہے جس کا نام محمد (ﷺ) ہے نہ کوئی اور۔

وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ؕ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَتْحٌ قَرِيْبٌ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اور ایک ایسی چیز دے گا کہ تم اس کو پسند کرتے ہو وہ مدد الٰہی اور فتح قریب ہے اور ایمانداروں کو خوشخبری سنادے۔ اے ایمان والو!

اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ

تم سب اللہ کے دین کے مددگار بن جاؤ جیسے عیسیٰ بن مریم نے کہا تھا کون میرا مددگار ہے حواریوں نے کہا

اِلَى اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ

کہ ہم اللہ کے دین کے مددگار ہیں پس بنی اسرائیل کی ایک جماعت ایمان پر پختہ رہی اور ایک

اِسْرَآءِيْلَ وَكَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ ۚ فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ ﴿۱۴﴾ ع

جماعت منکر رہی پھر ہم نے ایمانداروں کو ان کے دشمنوں پر مدد دی تو وہ ان پر غالب آگئے

ع ۲ ۵

سورت جمعہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۱﴾

آسمانوں اور زمینوں میں جو چیزیں ہیں وہ اللہ کو پاکی سے یاد کرتی ہیں جو بادشاہ پاک ذات غالب بڑی حکمت والا ہے

اور ایک ایسی چیز دے گا کہ تم اس کو پسند کرتے ہو۔ وہ مدد الٰہی اور فتح قریب ہے عنقریب دیکھ لو گے کہ تمہاری فتوحات کا سلسلہ کہاں تک پہنچتا ہے یہ ہے وہ وعدہ الٰہی جو ہم نے کیا ہے کہ سب ادیان پر خدا تم کو غلبہ دے گا۔ پس تو اے نبی یہ اعلان کھلے الفاظ میں لوگوں کو سنادے اور ایمانداروں کو ان وعدوں کی خوشخبری سنادے کہ ضرور ایسا ہو کر رہے گا۔ مگر اس وعدہ الٰہی سے کسی کو دھوکہ نہ لگے کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ ہمارا سب کام خود بخود ہو جائے گا نہیں بلکہ اپنا اپنا فرض ادا کرنا ہو گا۔ پس اے ایمان والو! مسلمانو! تم سب اللہ کے دین کے مددگار بن جاؤ جو کام تمہارے ذمہ لگایا جائے اس کو جی کھول کر دل کی خوشی سے کیا کرو جیسے تم سے پہلی امتوں کے نیک لوگ کرتے رہے ہیں تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم نے بوقت ضرورت اپنے اتباع کو کہا تھا اللہ کے رستے میں کون میرا مددگار ہے؟ یعنی دینی خدمت کا انجام دینے کا کون ذمہ لیتا ہے۔ ان کے اتباع حواریوں نے جو دھوبی قوم تھے جواب میں کہا کہ ہم حسب توفیق اللہ کے دین کے مددگار ہیں ہم دینی خدمت کو اپنی سعادت جانتے ہیں پس بنی اسرائیل کی ایک جماعت حوارین ایمان پر پختہ رہے اور ایک جماعت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی منکر رہی۔ اس اختلاف کی وجہ سے ان دونوں گروہوں میں بہت دیر صدیوں تک جنگ جاری رہی پھر ہم (خدا) نے ایمانداروں عیسائیوں کو ان کے دشمنوں پر مدد دی تو وہ ان پر غالب آگئے۔ اللھم ایدنا بروح منک

سورت جمعہ

آسمانوں اور زمینوں میں جو چیزیں ہیں وہ اللہ کو پاکی سے یاد کرتی ہیں جو دنیا کا حقیقی بادشاہ ہر قسم کے عیوب سے پاک ذات اور ہر ایک زور آور پر غالب بڑی حکومت والا ہے اور اس کی حکومت باحکمت کا تقاضا ہوا ہے کہ اس نے انسانوں کی ہدایت کے لئے سلسلہ انبیاء قائم کیا ہے

هُوَ الَّذِیۡ بَعَثَ فِی الۡاُمِّیّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡہُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِہٖ وَ یُزَکِّیۡہِمۡ وَ یُعَلِّمُہُمُ

اسی نے ان ناخواندہ لوگوں میں انہی میں سے رسول بھیجا ہے جو اس کے احکام پڑھ کر ان کو سناتا ہے اور ان کو

الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَۃَ ٭ وَ اِنۡ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ۙ﴿۲﴾ وَّ اٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ

پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب اور علم حکمت سکھاتا ہے ورنہ اس سے پہلے تو یہ لوگ کھلی گمراہی میں تھے اور پچھلے لوگ جو ابھی

لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ ؕ وَ ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۳﴾

تک ان کو نہیں ملے ان کے لئے بھی رسول بھیجا ہے اور وہ اللہ غالب حکمت والا ہے

اسی نے قریش کے ناخواندہ لوگوں میں انہی میں سے رسول محمد ﷺ بھیجا ہے جو اس کے احکام پڑھ کر ان کو سناتا ہے اور اپنے اثر صحبت سے پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب قرآن اور خاص کر علم حکمت معرفت الٰہیہ سکھاتا ہے یعنی ان کو بتاتا ہے کہ خدا سے تمہارا کیا تعلق ہے خالق اور مخلوق میں کیا نسبت ہے اور سب امور کے لئے یہی مدار ہے یہ سب اس خدا کی مہربانی ہے ورنہ اس سے پہلے تو یہ لوگ کھلی گمراہی میں تھے۔ بت پرستی شراب خوری زناکاری ہر قسم کی بدکاری انکا شعار تھا آج جو ان میں نور ایمان اور اثر ہدایت نظر آ رہا ہے وہ اسی رسول کی برکت سے ہے۔ ان موجودہ لوگوں کے علاوہ اور پچھلے لوگ جو ابھی تک ان کو نہیں ملے ان کے لئے بھی خدا نے یہی رسول بھیجا ہے[1] یعنی بعد اختتام حیات محمدیہ قیامت تک جو لوگ ہونگے ان سب کیلئے یہی نبوت محمدیہ راہنما ہو گی اور وہ (اللہ) ہر بات پر غالب حکمت والا ہے۔

---

[1] اس آیت پر بھی ہمارے پنجابی مسیح نے قبضہ کیا ہے کہتے ہیں کہ آخرین منہم کا مطلب یہ ہے کہ پچھلے زمانہ میں ایک مسیح موعود آئے گا وہ دراصل ظل محمدی (ﷺ) ہو گا اور وہ میں (مرزا) ہوں چنانچہ آپ کے اپنے الفاظ اس بارے میں کچھ تو حاشیہ سابقہ متعلقہ لفظ احمد میں نقل ہوئے ہیں کچھ اس جگہ نقل ہوتے ہیں۔ مرزا صاحب کا قول ہے

آخری زمانہ کا آدم درحقیقت ہمارے نبی کریم ﷺ ہیں اور میری نسبت اس کی نسبت اس کی جناب کے ساتھ استاد اور شاگرد کی نسبت ہے اور خداتعالیٰ کا یہ قول کہ **واخرین منہم لما یلحقوا بہم** اسی بات کی طرف اشارہ کرتا ہے پس آخرین کے لفظ میں فکر کرو اور خدا نے مجھ پر اس رسول کریم کا فیض نازل فرمایا اور اس کو کامل بنایا اور اس نبی کریم کے لطف اور جود کو میری طرف کھینچا یہاں تک کہ میرا وجود اس کا وجود ہو گیا۔ پس وہ جو میری جماعت میں داخل ہوا درحقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا اور یہی معنے **واخرین منہم** کے لفظ کے بھی ہیں جیسا کہ سوچنے والوں پر پوشیدہ نہیں اور جو شخص مجھ میں اور مصطفےٰ میں تفریق کرتا ہے اس نے مجھ کو نہیں دیکھا ہے اور نہیں پہچانا ہے۔ (تریاق القلوب صفحہ ۱۷۰۔۱۷۱)

اس دعویٰ کی مزید تشریح مرزا صاحب نے ایک مقام پر خوب کی ہے جو قابل دید وشنید ہے۔ فرماتے ہیں

اس وقت حسب منطوق آیت **واخرین منہم لما یلحقوا بہم** اور نیز حسب منطوق **قل یایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا** آنحضرت ﷺ کے دوسرے بعث کی ضرورت ہوئی اور ان تمام خادموں نے جو ریل اور تار اور اگن بوٹ اور مطابع اور احسن انتظام ڈاک اور باہمی زبانوں کا علم اور خاص کر ملک ہند میں اردو نے جو ہندوؤں اور مسلمانوں کی ایک زبان مشترک ہو گئی تھی۔ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بزبان[1] حال درخواست کی کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم تمام خدام حاضر ہیں اور فرض اشاعت پورا کرنے کے لئے بدل وجان سرگرم ہیں آپ تشریف لائیے اور اس اپنے فرض کو پورا کیجئے کیونکہ آپ کا دعویٰ ہے میں تمام کافۃ الناس کے لئے آیا ہوں اور اب یہ وہ وقت ہے کہ آپ ان تمام قوموں کو جو زمین پر رہتی ہیں تبلیغ کر سکتے ہیں اور اشاعت کو کمال تک پہنچا سکتے ہیں اور اتمام حجت کے لئے تمام لوگوں میں دلائل حقانیت

---

[1] ناظرین مرزاجی کا شاعرانہ تخیل ملاحظہ فرمائیں۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ مَثَلُ

یہ فضل الٰہی ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے جن لوگوں کو تورات ملی تھی پھر انہوں

الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ؕ

نے اس پر عمل نہ کیا ان کی مثال بالکل گدھے کی سی ہے۔ جو کتابیں اٹھاتا ہے

یہ نبوت فضل الٰہی ہے اپنی حکمت اور علم کے تقاضا سے جس کو چاہتا ہے فضل نبوت دیتا ہے اس میں کسی کا اجارہ یا تقاضا نہیں اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔ آج سے پہلے اس کا فضل بنی اسرائیل کی معرفت دنیا میں پہنچتا رہا۔ بنی اسرائیل کی ہدایت کے لئے خدا نے تورات اور دیگر الہامی نوشتے بھیجے مگر ان لوگوں نے اس کی تعمیل نہ کی اس لئے یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ جن لوگوں کو تورات ملی تھی پھر انہوں نے اس پر عمل نہ کیا ان کی مثال بالکل گدھے کی سی ہے جو کتابیں محض بوجھ کی صورت میں اٹھاتا ہے جس کو سعدی مرحوم نے بھی یوں کہا ہے

علم چنداں کہ بیشتر خوانی   چوں عمل در تو نیست نادانی
نہ محقق بود نہ دانشمند   چار پایہ بر و کتابے چند

قران پھیلا سکتے ہیں تب آنحضرت ﷺ کی روحانیت نے جواب دیا کہ دیکھو میں بروز کے طور پر آتا ہوں مگر میں ملک ہند میں آؤں گا کیونکہ جوش مذاہب واجتماع جمیع ادیان اور مقابلہ جمیع ملل ونحل اور امن وآزادی اسی جگہ ہے اور نیز آدم علیہ السلام اسی جگہ نازل ہوا تھا پس ختم دور زمانہ کے وقت بھی وہ جو آدم کے رنگ میں آتا ہے اسی ملک میں اس کو آنا چاہئے تا آخر اور اول کا ایک ہی جگہ اجتماع ہو کر دائرہ پورا ہو جائے اور چونکہ آنحضرت ﷺ کا حسب آیت وآخرین منھم دوبارہ تشریف لانا بجز صورت بروز غیر ممکن تھا اس لئے آنحضرت ﷺ کی روحانیت نے ایک ایسے شخص (مرزا) کو اپنے لئے منتخب کیا جو خلق اور خو اور ہمت اور ہمدردی خلائق میں اس مشابہ تھا اور مجازی طور پر احمد اور محمد اس کو عطا کیا تاکہ یہ سمجھا جائے کہ اس کا ظہور بعینہ آنحضرت ﷺ کا ظہور تھا (تریاق القلوب صفحہ ۱۰۱)

مطلب ان سب کا ایک ہی ہے کہ بقول مرزا صاحب آیت مذکورہ میں آنحضرت ﷺ کی بابت جو ذکر ہے کہ آپ کو خدا نے قریش میں مبعوث کیا نیز پچھلے لوگوں میں مبعوث فرمایا اس سے مراد دو بعثتیں ہیں ایک بعث اصلی اور دوسری ظلی، ظلی سے مراد ہے عکس محمدی اور وہ میں (مرزا ہوں) اس طرح آپ نے جملہ کمالات محمدیہ کو اپنے حق میں کرنا چاہا جو حدیث شریف میں بطور مثال کے آئے ہیں (حدیث شریف کے الفاظ مع ترجمہ نقل ہیں)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مثلي ومثل الانبياء كمثل قصر احسن بنيانه ترك منه موضع لبنة فطاف به النظار يتعجبون من حسن بنيانه الا موضع تلك اللبنة فكنت انا سددت موضع اللبنة ختم بى البنيان وختم بى الرسل فانا اللبنة (بخارى مسلم)

حضور ﷺ نے فرمایا ہے میری اور انبیاء کی مثال ایک بڑے شاندار مکان کی ہے جس کی عمارت بہت اچھی بنائی گئی مگر ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی گئی جس کو ناظرین دیکھتے اور اس کی عمدگی عمارت پر تعجب کرتے ہیں مگر اس ایک اینٹ کی وجہ سے (دل تنگ ہوتے) پس میں نے وہ اینٹ کی جگہ بند کر دی اور میرے ساتھ رسول ختم کئے گئے ہیں میں ہی وہ آخری اینٹ ہوں

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت نے سلسلہ نبوت کو ایک بڑے شاندار مکان سے تشبیہ دے کر فرمایا کہ مکان نبوت میں ایک کونہ خالی تھا میں اس کونے کی آخری اینٹ ہوں۔

ناظرین اس حدیث کو یاد رکھیں اور مرزا صاحب کا دعویٰ سنیں کہ شاگرد ہو کر استاد کی مسند پر کیسے قبضہ کرتے ہیں۔

بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ

اس قوم کی بری مثال ہے جو اللہ کی آیات کو جھٹلاتی ہے اور اللہ ایسے ظالموں کو توفیق خیر نہیں دیا کرتا

الظّٰلِمِيْنَ ۝ قُلْ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْۤا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ

تو کہہ اے یہودیو! اگر تم کو اس بات کا گھمنڈ ہے کہ تمام لوگوں میں سے تم ہی اللہ کے ولی ہو تو

دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

خدا سے موت مانگو اگر سچے ہو

حقیقت میں اس قوم کی بری مثال ہے جو اللہ کی آیات کو جھٹلاتی ہے گدھے کی ہو یا کتے ہو وہ ان سب مثالوں کی مستوجب ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کو توفیق خیر نہیں دیتا تاوقتیکہ اپنے ظلم کو ترک نہ کریں۔ یہ تو ہے قانون الٰہی اب ذرہ ان یہودیوں کو ہدایت کرنے کے لئے تو کہہ اے یہودیو! ہم تو خدا کے بتانے سے جان چکے ہیں کہ تم لوگ بوجہ ترک شریعت کے ہدایت پر نہیں ہو لیکن اگر تم کو اس بات کا گھمنڈ ہے کہ تمام لوگوں میں سے تم ہی اللہ کے ولی ہو' مقربان بارگاہ الٰہی ہو تو پھر اس رذیل دنیا میں رہ کر کیا لوگے ؟ خدا سے موت مانگو اگر سچے ہو تو مرو اور مر کر سیدھے جنت میں چلے جاؤ۔ مگر ہم تمہیں بتادیتے ہیں

چنانچہ آپ کے الفاظ یہ ہیں

کان خالیا موضع لبنة اعنی المنعم علیه من هذه العمارة فاراداللّٰه ان یتم البناء ویکمل البناء باللبنة الاخیرة فاناتلك اللبنة (کتاب خطبة الهامیة صفحه ۱۱۱-۱۱۲)

اس عبارت میں ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی یعنی منعم علیم پس خدا نے ارادہ فرمایا کہ اس پیشگوئی کو پورا کرے اور آخری اینٹ کے ساتھ بنا کر کمال تک پہنچادے (ترجمہ خطبہ الہامیہ مترجمہ مصنف)

اس عبارت میں اس حدیث کی طرف اشارہ ہے جس کے الفاظ ناظرین کے سامنے ہیں کتنی دلیری ہے کہ اپنے حق میں وہی الفاظ لکھے ہیں جو آنحضرت ﷺ نے خدا کے حکم سے اپنے حق میں فرمائے ہیں یعنی (لبنہ) آخری اینٹ۔

ثابت ہوا کہ مرزا صاحب آنحضرت ﷺ کی شاگردی کا دعویٰ کر کے درحقیقت حضور کی مسند پر قبضہ کرنا چاہتے تھے ورنہ شاگرد کا حق یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ استاد کی مسند پر شاگرد قبضہ کرے **یا للعجب وضیعة الادب**

مرزا صاحب کی بروزیت محمدیہ : ہمارے نزدیک بلکہ ہمارے خیال میں ہر ایک مسلمان بلکہ ہر ایک انسان کے نزدیک مذکورہ دعوی مرزائیہ اس قابل نہیں کہ اس کی تردید کرنے پر توجہ دیجائے اہل منطق کا قول ہے کہ بعض دعوے ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی دلیل خود ان کے اندر ہوتی ہے ایسے دعاوی کو اہل منطق کہا کرتے ہیں **قضایا قیاساتها معها** مرزا صاحب کا یہ دعویٰ بھی اس قسم کا ہے کہ اس کے بطلان کی دلیل خود اس کے اندر ہے تاہم جی چاہتا ہے کہ اپنے ناظرین کو ایک معقول امر پر مطلع کریں۔

دنیا کی تاریخ اور اہل دنیا متفق ہیں کہ محمد اول (ﷺ) کے اوصاف کمال میں سے ایک کھلا وصف کمال یہ بھی ہے کہ حضور نے اپنی زندگی میں اپنے اتباع کو تختہ ذلت سے اٹھا کر تخت عزت پر بٹھادیا۔ دنیا جانتی ہے کہ حضور انتقال فرماتے وقت خود بھی صاحب تاج و تخت تھے اور امت کو بھی تخت سلطنت پر رونق افروز چھوڑ گئے۔ اب ہم محمد ثانی (قادیانی) کو دیکھتے ہیں کہ انہوں نے امت مسلمہ کو عموماً اور امت مرزائیہ کو خصوصاً کس حالت پر چھوڑا؟ اس سوال کے جواب کے لئے کہیں دور جانے آنے کی ضرورت نہیں اتنا ہی کافی ہے کہ مرزا صاحب قادیانی اپنی ساری زندگی میں انگریزوں کی رعیت رہے یہاں تک کہ ایک ادنیٰ درجہ کے افسر مسٹر ڈوئی ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور کے حکم سے آپ کو اقرار کرنا پڑا کہ

وَلَا یَتَمَنَّوْنَهٗۤ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِالظّٰلِمِیْنَ ۝

یہ لوگ بوجہ اپنے بد اعمال کے موت نہ چاہیں گے اور اللہ ظالموں کے حال سے خوب واقف ہے

کہ یہ لوگ بوجہ اپنے بداعمال کے ہرگز ہرگز موت نہ چاہیں گے کیونکہ ان کو سوجھتا ہے کہ بحکم کردنی خویش آمدنی پیش جو کچھ ہم نے کیاہوا ہے ہمارے پیش آئیگا جس میں ہم بری طرح پھنسیں گے اور اللہ بذات خود ظالموں کے حال سے بخوبی واقف ہے اسے کسی کے بتانے

(۱) میں (مرزاغلام احمد قادیانی) ایسی پیشگوئی شائع کرنے سے پرہیز کروں گا جس کے یہ معنے خیال ہوں یا ایسے معنی خیال کئے جاسکیں کہ کسی شخص کو ذلت پہنچے گی یاوہ مورد عتاب الٰہی ہوگا

(۲) خدا کے پاس ایسی اپیل کرنے سے بھی باز رہوں گا کہ وہ کسی شخص کو ذلیل کرنے سے یا ایسے نشان ظاہر کرنے سے کہ وہ مورد عتاب الٰہی یہ ظاہر کرے کہ مذہبی مباحثہ میں کون سچا اور کون جھوٹا ہے۔

(۳) میں کسی چیز کو الہام بتاکر شائع کرنے سے مجتنب رہوں گا جسکا یہ منشا ہو یا ایسا منشا رکھنے کی معقول وجہ رکھتا ہو کہ فلاں شخص (مسلمان ہو خواہ ہندو یا عیسائی ذلت اٹھائیگا یا مورد عتاب الٰہی ہوگا وغیرہ۔ ۲۴ فروری ۱۸۹۹ء

اس کے علاوہ ساری عمر محمد ثانی (مرزا قادیانی) انگریزوں کی ماتحتی میں ان کی حکومت کی خدمت کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے میاں محمود احمد صاحب نے ماہ فروری ۱۹۲۲ء میں شہزادہ ویلز کی آمد پر ایک کتاب تحفہ شہزادہ ویلز لکھی جس میں اپنے والد مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی زندگی کے حالات اور دعاوی اور برکات لکھ کر یہ لکھاکہ

پھر اے شہزادہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے عین مایوسی اور ناامیدی کے وقت مسیح موعود (مرزاصاحب) کی دعاسن کر برطانیہ کی فتح کا (یعنی جنگ عظیم میں) سامان پیدا کردیا (تحفہ شہزادہ ویلز صفحہ ۱۰۳)

اس عبارت سے صاف پایا جاتا ہے کہ مرزاصاحب کا خاتمہ زندگی انگریزی سلطنت کی خدمت گزاری میں ہوا ہے حتیٰ کہ مرنے کے بعد بھی غیر مسلم حکومت کی خدمت کررہے ہیں کیونکہ آپ کا انتقال ۱۹۰۸ء میں ہوا تھا اور جنگ عظیم میں برطانیہ کی فتح ۱۹۱۸ء میں ہوئی تھی۔ گمان غالب یہ ہے کہ اس وقت مرزاصاحب قادیانی زندہ ہوتے تو میدان جنگ میں جانے کی درخواست کرتے اس کا ثبوت اس سے ہوتا ہے اسی فروری ۱۹۲۲ء کو قادیانی جماعت نے بحکم خلیفہ قادیانی شہزادہ ویلز کو ایڈریس دیا اس میں امت محمدیہ (مرزائیہ) کی خدمات کے ذکر میں شہزادہ ویلز کو مخاطب کرکے عرض کیا

> حضور ملک معظم کی فرمانبرداری ہمارے لئے ایک مذہبی فرض ہے اس میں سیاسی حقوق کے ملنے یا نہ ملنے کا کچھ دخل نہیں جب تک ہمیں مذہبی آزادی حاصل ہے ہم اپنی ہر ایک چیز تاج برطانیہ پر نثار کرنے کے لئے تیار ہیں اور لوگوں کی دشمنی اور عداوت ہمیں اس سے نہیں باز رکھ سکتی ہم نے بارہا سخت سے سخت سوشل بائیکاٹ کی تکالیف برداشت کرکے اس امر کو ثابت کردیا ہے اور اگر ہزار ہا دفعہ پھر ایسا ہی موقع پیش آئے تو پھر ثابت کرنے کے لئے تیار ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ سے امید رکھتے ہیں کہ بوقت ضرورت ہمیں اس دعویٰ کے ثابت کرنے کی اس سے بھی زیادہ توفیق دے گا جیسا کہ وہ پہلے اپنے فضل سے دیتا رہا ہے (تحفہ شاہزادہ ویلز صفحہ ۹۸۔۹۹)

اس بیان میں ہمارا مقصود یہ نہیں کہ مرزاصاحب انگریزی حکومت کی خدمت کیوں کرتے رہے بلکہ مقصود یہ ہے کہ محمد ثانی ہونے کی حیثیت میں ان کا جو کام تھا وہ ان سے نہیں ہوا اس لئے محمد ثانی ہونے کا دعویٰ انکا غلط ہے کیونکہ محمد اول (ﷺ) نے اپنی بعث اولیٰ میں مسلمان قوم کو تاج و تخت کا مالک بنایا تھا مرزاصاحب چونکہ بروزی طور پر محمد ثانی ہونے کے مدعی تھے اس لئے ان کا کام محمد اول کے کام سے مشابہ ہونا چاہئے تھا مگر واقع میں نہ ہوا

اے مرغ سحر عشق ز پروانہ بیاموز   کاں سوختہ راجاں شدو آواز نامد

قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِیْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ

تو کہہ کہ جس موت سے تم لوگ بھاگتے ہو وہ موت تمہیں پا لے گی پھر تم پوشیدہ اور حاضر جاننے والے خدا

الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۟ ع یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا

کی طرف پھیرے جاؤ گے پھر وہ تمہارے کئے ہوئے کاموں کی تمہیں خبریں دے گا اے ایمان والو! جمعہ کے روز جب

نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ؕ ذٰلِكُمْ

نماز کے لئے اذان دی جائے تو تم اللہ کے ذکر کی طرف چلا کرو اور سودا سلف چھوڑ دیا کرو کہ یہ

خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۟ فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ

تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو اور جب نماز ختم ہوجائے تو منتشر ہو جایا کرو اور اللہ

وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۟ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً

کا فضل تلاش کیا کرو اور اللہ کا ذکر بہت بہت کیا کرو تاکہ تم مراد پاؤ جب یہ لوگ تجارت یا کھیل

کی حاجت نہیں اے ہمارے رسول توان لوگوں کو کہہ کہ جس موت سے تم بھاگتے ہو اور جان بچاتے ہو وہ جان بچے گی نہیں کیونکہ وہ موت تمہیں پالے گی اور ضرور پالے گی اس لئے کہ وہ اٹل ہے۔ کسی کی کوشش سے ہٹتی نہیں پس تم ضرور مروگے پھر تم سب بنی آدم عالم الغیب پوشیدہ اور حاضر جاننے والے خدا کی طرف پھیرے جاؤ گے پھر وہ تمہارے کئے ہوئے کاموں یعنی نیک وبد اعمال کی تمہیں خبر دے گا۔ بس تم ہوشیار ہو کر دنیا سے رخصت ہونا اسلام قبول کرویا نہ کرو مگر حق پسندی کی عادت کرو۔ اے ایمان والو! جو لوگ اللہ کی مرضی حاصل کرنے کی پرواہ نہیں کرتے تم بھی ان کی پرواہ نہ کرو بس تم ان کو چھوڑ دو اور خدا کی رضا جوئی کی فکر کیا کرو ایک خاص کام رضا کا تم کو بتاتے ہیں اس کی تعمیل کیا کرو۔ پس سنو! جمعہ کے روز دوپہر کے وقت جب نماز کیلئے اذان دی جائے یعنی بذریعہ اذان تم کو بلایا جائے تو تم بلا تکلف اور بلا تاخر اللہ کے ذکر خطبہ اور نماز کی طرف چلا کرو اور سودا سلف اور دیگر کاروبار چھوڑ دیا کرو دنیاوی طمع نہ کیا کرو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم خدائی احکام کی حکمت جانتے ہو یعنی اگر تمہیں اس بات کا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کام کا حکم دیتا ہے اس میں اگر نقصان ہو تو اس کی تلافی کر دیتا ہے پس تم اس یقین کے ساتھ حکم الٰہی کی تعمیل کرو اور جب ختم نماز ہو جائے تو تمہیں اختیار ہے کہ تم مسجد سے نکل کر اپنے مکانوں کی طرف منتشر ہو جایا کرو اور بذریعہ کاروبار اللہ کا فضل تلاش کیا کرو مگر اس حال میں اللہ کے ذکر سے غافل نہ ہوا کرو بلکہ ہر دم دل ادھر لگائے رکھو اور اللہ کا ذکر بہت بہت کیا کرو اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے اللہ کے ذکر سے غافل نہ ہوا کرو تاکہ تم مراد پاؤ۔ یہ تو ہے اصلی تعلیم اسلام مگر ان کاروباری لوگوں نے جو کیا وہ کوئی اچھا نمونہ نہیں دکھایا اور اچھا ہو بھی کیسے سکتا تھا جب کہ ان کی حالت یہ ہے کہ جب یہ لوگ بازار میں مال تجارت دیکھتے یا کوئی

شان نزول

مدینہ شریف میں جمعہ کے روز آنحضرت ﷺ خطبہ پڑھ رہے تھے کہ اثناء خطبہ میں تجارتی قافلہ آگیا۔ نمازی لوگ تجارتی مال خریدنے کی طمع میں خطبہ چھوڑ کر ادھر چلے گئے ان کے حق میں یہ آیت اتری۔ مگر ایسا کرنے والے سارے نہ تھے۔

اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْٓا اِلَیْهَا وَ تَرَكُوْكَ قَآىٕمًا ؕ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَ مِنَ

تماشہ دیکھتے ہیں تو اس کی طرف چلے جاتے ہیں اور تجھے کھڑا چھوڑ جاتے ہیں تو کہہ جو اللہ کے پاس ہے

التِّجَارَةِ ؕ وَ اللّٰهُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ﴿۱۱﴾

وہ کھیل تماشے اور تجارت سے بہتر ہے اور اللہ سب سے اچھا رزق دینے والا ہے

سورت منافقون

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ اِنَّكَ

منافق لوگ تیرے پاس آکر کہتے ہیں کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ تو اللہ کا رسول ہے اللہ بھی گواہی دیتا ہے کہ بے شک تو

لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَ اللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱﴾ اِتَّخَذُوْٓا اَیْمَانَهُمْ جُنَّةً

اللہ کا رسول ہے اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق لوگ جھوٹے ہیں انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھالیں بنا رکھا ہے

فَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ

اللہ کی راہ سے روکتے ہیں

کھیل تماشہ دیکھتے ہیں تو اس کی طرف چلے جاتے ہیں اور تجھے اے رسول خطبہ کی حالت میں چھوڑ جاتے ہیں بھلا یہ بھی کوئی سمجھ کا کام ہے تو ان کو کہہ تم لوگ جو خطبہ اور نماز چھوڑ کر چلے گئے تو اس کی یہی وجہ تمہارے ذہن میں ہے کہ تم اس مال تجارت میں فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہو۔ پس سنو! جو اللہ کے پاس فائدہ اور ثواب ہے وہ کھیل تماشے اور تجارت سے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ سب سے اچھا رزق دینے والا ہے وہ دینا چاہے تو خاک سے سونا دیدے نہ دینا چاہے تو سونے کو خاک کر دے پس تم اس سے رزق مانگو اور اپنی تدبیروں پر بھروسہ نہ کرو بلکہ چاہئے کہ تمہارا اصول یہ ہو کہ

سب کام اپنے کرنے تقدیر کے حوالے نزدیک عارفوں کے تدبیر ہے تو یہ ہے

اللهم ارزقنا من عندك رزقا حلا لا واسعا

سورت منافقون

اے رسول چونکہ تو لوگوں کے دلوں کے حالات سے بے خبر ہے اس لئے منافق لوگ جو دل سے تیرے منکر ہیں تیرے پاس آکر کہتے ہیں کہ ہم دل کی سچائی سے شہادت دیتے ہیں کہ تو اللہ کا رسول ہے اس سے غرض ان کی محض فریب دہی ہوتی ہے اور کچھ نہیں اللہ بھی خود گواہی دیتا ہے کہ بیشک تو اللہ کا رسول ہے مگر منافقوں کی غرض چونکہ دھوکہ دہی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ اس امر کی بھی گواہی دیتا ہے کہ منافق لوگ جو اپنے غلط بیان کو شہادت سے تعبیر کرتے ہیں جھوٹے ہیں نہ ان کے دل میں تیری تصدیق ہے نہ وہ دل سے شہادت دیتے ہیں اس لئے جھوٹے ہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کے رعب میں اپنی قسموں کو بچاؤ کی ڈھالیں بنا رکھا ہے ادھر ادھر آتے جاتے واللہ باللہ کہتے رہتے ہیں تاکہ تم مسلمان یہ سمجھو کہ تمہارے دوست ہیں پھر اس دوستی کے پیرائے میں ناواقف لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں کیونکہ

إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا فَطُبِعَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ

یہ لوگ بہت برا کرتے کرتے ہیں یہ اس لئے کہ یہ لوگ پہلے ایمان لائے تھے پھر منکر ہوگئے پس ان کے دلوں

فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ ۝ وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ ۖ وَإِن يَقُولُوا تَسْمَعْ

پر مہر لگادی گئی وہ سمجھتے نہیں اے نبی! جب تو ان کو دیکھتا ہے تو تجھے ان کے جسم حیران کرتے ہیں جب وہ بات کرتے ہیں

لِقَوْلِهِمْ ۖ كَأَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ۖ يَحْسَبُونَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ۚ هُمُ الْعَدُوُّ

تو تو ان کی بات سنتا ہے گویا وہ بہت بڑے لکڑی کے کھمبے ہیں جن کے ساتھ لوگ تکیہ لگاتے ہیں ہر ایک زوردار آواز کو اپنے ہی برخلاف

فَاحْذَرْهُمْ ۚ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ ۖ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ

جانتے ہیں پس تو اے پیغمبر ان دشمنوں سے بچتے رہیو ان کو خدا کی مار کہاں کو بہکارے جارہے ہیں اور جب ان کو کہا جاتا ہے کہ آؤ تمہارے لئے

رَسُولُ اللَّهِ لَوَّوْا رُءُوسَهُمْ وَرَأَيْتَهُمْ يَصُدُّونَ وَهُم مُّسْتَكْبِرُونَ ۝

رسول اللہ بخشش مانگیں تو یہ لوگ سر پھیر لیتے ہیں اور تو ان کو دیکھتا ہے متکبرانہ وضع میں رہتے ہیں

اسلامی لباس میں ہو کر جب اسلام کی برائی بیان کرینگے تو نادان سننے والا خواہ مخواہ اعتبار کریگا اس لئے یہ لوگ بہت برا کرتے ہیں اس کا نتیجہ بد ان کا بھگتنا پڑے گا۔ یہ حالت بد ان کی اس لئے ہوئی ہے کہ یہ لوگ پہلے ایمان لائے تھے اچھے بھلے کلمہ اسلام کے قائل ہوئے تھے پھر دنیاوی اغراض کے ماتحت منکر ہوگئے ایسے منکر ہوئے کہ پھر اسی انکار پر جم گئے۔ پس خدا کی طرف سے ان کے دلوں پر مہر لگائی گئی نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اپنے بد افعال کا بد انجام سمجھتے نہیں اپنی دغابازی کو اپنی کامیابی کا ذریعہ سمجھتے ہیں دیکھئے تو بھلا اے نبی جب تیرے پاس آتے ہیں اور تو ان کو دیکھتا ہے تو تجھے ان کے جسم بوجہ ڈیل ڈول کے حیران کرتے ہیں تو سمجھتا ہے کہ یہ بڑے معزز اور شریف لوگ ہیں اس لئے جب وہ بات کرتے ہیں تو تو ان کی بات پر توجہ کر کے سنتا ہے جیسے کسی معزز اور شریف کی بات سنی جاتی ہے کیونکہ ان کی ظاہری وجاہت ایسی ہے گویا وہ بہت بڑے لکڑی کے کھمبے ہیں جن کے ساتھ بیٹھے ہوئے لوگ تکیہ لگاتے ہیں۔ بہ ظاہر شکل وصورت تو ایسی ہے خواہ مخواہ معتبر باشد

مگر اندرونی کمزوری ان میں ایسی ہے کہ ہر ایک زوردار آواز کو اپنے ہی برخلاف جانتے ہیں کہیں کوئی جہاد کی آواز ہو تو اپنی موت جانتے ہیں کہیں آندھی تیز چلے تو موت کی طرح ڈرتے ہیں۔ ان کی نرم نرم باتیں سن کر پھندے میں نہ آنا بلکہ دل میں یقین رکھنا کہ یہی اصل دشمن ہیں پس تو اے پیغمبر اسلام علیہ السلام ان دشمنوں سے بچتے رہیو ان کو خدا کی مار کہاں کو بہکائے جارہے ہیں۔ دیکھو تو کیسی صاف صاف تعلیم سن کر بھی ادھر رخ نہیں کرتے اور جب ان کو کہا جاتا ہے کہ حضور رسالت میں آؤ تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ خدا سے مانگیں تاکہ خدا تم کو بخشدے تو یہ لوگ سن کر سر پھیر لیتے ہیں اور تو دیکھنے والے ان کو دیکھتا ہے کہ دربار رسالت میں حاضر ہونے سے متکبرانہ وضع میں رکتے ہیں۔ سمجھتے ہیں کہ نبی کے استغفار کی ہم کو حاجت نہیں۔ پس وہ سن رکھیں کہ ان کو اگر کی حاجت نہیں تو یہاں بھی کوئی خاص ضرورت ان کی نہیں۔ اے نبی

[1] اسم مفعول کا صیغہ ہے اس کا ترجمہ شاہ عبدالقادر صاحب نے کیا ہے لکڑی لگائے دیوار سے۔ ان معنے سے ان کی جسامت اور ڈیل ڈول ثابت نہیں ہوتی کیونکہ دیوار سے پتلی لکڑی بھی لگائی جاتی ہے میں نے اس کو اسم مفعول کہا ہے کہ ان کی جسامت اور ڈیل ڈول بھی ثابت ہو یعنی بڑے ستون جن کے ساتھ لوگ سہارا لیں جیسے حرم کعبہ یا حرم مسجد نبوی کے کھمبے موٹے موٹے ہیں۔ ہندوستان میں ان کی مثل سرینگر کشمیر کی مسجد کے ستون ہیں

سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

اے نبی ان کے حق میں برابر ہے کہ تو بخشش مانگے یا نہ مانگے خدا ان کو ہرگز نہیں بخشے گا اللہ بدکار قوم کو

لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۞ هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ

ہدایت نہیں دیا کرتا یہ وہی لوگ ہیں جو کہا کرتے ہیں کہ اے مدینہ والو! جو لوگ رسول اللہ

رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا ؕ وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ

کے پاس ہیں ان پر مال خرچ نہ کیا کرو یہاں تک کہ منتشر ہوجائیں اور آسمان اور زمینوں کے تمام خزانے اللہ ہی کے قبضے میں

لَا يَفْقَهُوْنَ ۞ يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ؕ

ہیں لیکن منافق سمجھتے نہیں یہی لوگ کہتے تھے اگر ہم شہر میں گئے تو معزز لوگ ان ذلیل لوگوں کو شہر سے نکال دیں گے

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۞

اصل عزت اللہ کی ہے اور رسول کی اور ایمانداروں کی ہے مگر منافق لوگ جانتے نہیں

تو بھی سن رکھ کہ ان نالائقوں کے حق میں برابر ہے کہ تو بخشش مانگے یا نہ مانگے خدا ان کو ہرگز نہیں بخشے گا کیونکہ بخشش کیلئے دو ہی طریق ہیں یا تو وہ بندہ گنہگار خود توبہ کر کے متوجہ ہو یا خدائی توفیق اس کی رفیق ہو۔ خود تو یہ لوگ توبہ کرنے سے رہے جن کی اکڑ یہ ہے کہ وہ استغفار نہ کرتے ہیں نہ کراتے ہیں۔ دوسری وجہ تھی کہ خدا اپنی رحمت سے دستگیری کر کے ہدایت کرے یعنی توفیق توبہ کی دے تو سنو اس کے ہاں یہ قانون ہے کہ اللہ تعالیٰ بدکار قوم کو ہدایت خاصہ نہیں دیا کرتا۔ یعنی جو ہدایت خاص بندوں کا حصہ ہے اس سے بدکار لوگ محروم ہیں۔ پس دونوں راستے ان کی ہدایت کے مسدود ہیں تم مسلمان ان کو نہ جانتے ہو تو سنو یہ وہی لوگ ہیں جو غریب مہاجرین مسلمانوں کی طرف اشارہ کر کے کہا کرتے ہیں کہ اے مدینہ والو جو لوگ محمد رسول اللہ کے پاس ادھر ادھر سے آکر رہتے ہیں اور ہم اہل مدینہ کے برابر بلکہ زیادہ قرب کے مدعی بنے بیٹھے ہیں حالانکہ ہماری (اہل مدینہ کی) روٹیوں سے پلتے ہیں ان پر اپنا مال خرچ نہ کیا کرو یہاں تک معاش کی تنگی سے خود بخود منتشر ہو جائیں۔ پس یہی ان مہاجرین کا علاج ہے کہ بائیکاٹ کر کے ان کو سیدھا کردو۔ حالانکہ خدا سب کا رزاق ہے اور آسمانوں اور زمینوں کے خزانے اللہ ہی کے قبضے میں ہیں وہ جس طرح چاہے رزق دے سکتا ہے اس کے رزق دینے کے طریق سب مفتوح ہیں کسی طریق پر کسی غیر خدا کا قبضہ نہیں لیکن یہ سیاہ باطن منافق لوگ سمجھتے نہیں ان کو اتنی بھی تمیز نہیں کہ اس شعر کا مضمون سمجھیں

خدا اگر بحکمت ببندد درے کشاید بلطف و کرم دیگرے

یہی کمبخت لوگ تھے جو جنگ کے موقع پر کہتے تھے اگر اب کی دفعہ ہم شہر مدینہ میں گئے تو سب سے پہلے یہ کام کریں گے کہ ہم معزز لوگ ان ذلیل لوگوں مہاجرین کو شہر سے نکال دیں گے تاکہ یہ میلے لوگ ہماری نظروں میں نہ آئیں نہ باعث تکلیف ہوں یہ کم بخت عزت اور عزت داری کا اصول بھی نہیں سمجھتے اصل عزت وہ ہے جو زوال پذیر نہ ہو۔ مال سرکاری نوکری تجارت وغیرہ یہ سب زوال پذیر ہیں۔ آج کوئی شخص مالدار ہے تو کل نہیں آج کوئی سرکاری عہدہ پر ہے تو کل معزول ہے اس لئے ان لوگوں کی عزت اصلی نہیں اصلی عزت اللہ کی ہے جو بلا ریب اپنی ذات میں عزت کا مستحق ہے اور عزت رسول کی ہے جو دائی ہے اور عزت ایمانداروں صالحین کی ہے جو محض ایمان کی وجہ سے معزز ہیں چاہے امیر ہیں یا غریب اس میں کچھ شک نہیں انکے علاوہ علماء فقراء عزت کے مستحق ہیں وہ مناسب مومنین میں داخل ہیں مگر منافق لوگ جانتے نہیں کہ عزت کیا شے ہے مسلمانو تم جانتے ہو کہ ان منافقوں کا یہ گھمنڈ دو وجہ سے ہے ایک مال و دولت کی وجہ سے دوم قوت بازو سے۔ یعنی یہ جانتے ہیں کہ ہم مالدار ہیں ہم اولاد والے ہیں ہم جہاں کھڑے ہو جائیں ہماری قوت ہمارے

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ

مسلمانو! تمہارے مال اور اولاد تم کو اللہ کے ذکر سے غافل نہ کریں جو لوگ یہ کام کریں گے نقصان اٹھائیں گے اور

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝۹ وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ

ہمارے دئے میں سے خرچ کیا کرو اس سے پہلے کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے تو کہنے لگے اے

الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۱۰

میرے خدا تو مجھے تھوڑے دنوں کی مہلت دیتا تو میں تیری راہ میں صدقہ خیرات کرتا اور میں صالحین میں داخل ہوجاتا جب کبھی کسی

وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۱۱

نفس کی موت کا وقت آجاتا ہے تو خدا اسے مہلت نہیں دیا کرتا اور اللہ تمہارے کاموں سے باخبر ہے

سورت تغابن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خدا کے نام سے شروع جو بڑا رحم کرنے والا مہربان ہے

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ۡ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ

جو جو چیزیں آسمان میں اور جو زمینوں میں ہیں وہ سب اللہ کے نام کی تسبیحات پڑھتی ہیں تمام ملک اسی کا ہے ہر قسم کی تعریفات اسی خدا کے لئے ہیں

شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۱

اور وہ ہر کام پر قدرت رکھتا ہے

ساتھ ہے یہ باتیں غرور کی ہیں مسلمانو تم اللہ والے ہو اس لئے تمہارے مال اور اولاد تم کو اللہ کے ذکر سے غافل نہ کریں جیسا ان لوگوں کو کیا ہے یعنی مال و اولاد کا گھمنڈ نہ کرنا کیونکہ یہ چیزیں آنے جانے والی ہیں ان پر گھمنڈ نہ کرنا اور اترانا نہ چاہئے بلکہ شکر کرنا چاہئے جو لوگ یہ کام (تکبر اور غرور) کریں گے وہی نقصان اٹھائیں گے پس تم مسلمان ایسے افعال مکروہ سے بچتے رہا کرو اور منافقوں کی طرح بخل نہ کیا کرو بلکہ ہمارے دیئے میں سے نیک کاموں میں خرچ کیا کرو اس سے پہلے کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے تو کہنے لگے کہ ہائے بے وقت موت آگئی' اے میرے خدا تو مجھے تھوڑے دنوں کی مہلت دیتا تو میں تیری راہ میں صدقہ خیرات کرتا اور میں نیک اعمال کر کے جماعت صالحین میں داخل ہو جاتا حالانکہ خدا کے ہاں یہ قانون ہے کہ جب کبھی کسی نفس کی موت کا وقت آجاتا ہے تو خدا اسے ذرہ جتنی بھی مہلت نہیں دیا کرتا پس کوئی کتنا ہی چیخے درخواستیں کرے کبھی مہلت نہیں ملتی اور چیخنا اور رونا پیٹنا بے کار ہے اللہ تعالےٰ تمہارے کاموں سے باخبر اور بذاتہ مطلع ہے۔ اسے نہ کسی گواہ کی حاجت ہے نہ تمہارے انکار سے تم کو کچھ فائدہ!

سورت تغابن

سنو جی جو جو چیزیں آسمانوں اور زمینوں میں ہیں وہ سب اللہ کے نام کی تسبیحات پڑھتی ہیں تم نے سنا ہو گا

مرغان چمن بہر صباح تسبیح کناں با صطلاح

کیوں نہ پڑھیں جبکہ تمام ملک اسی کا ہے ہر قسم کی تعریفات اسی خدا کے زیبا ہیں وہی خالق ہے وہی مالک ہے وہی رزاق ہے اور ہر کام پر قدرت رکھتا ہے

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۞

وہی تو ہے جس نے تم سب کو پیدا کیا پھر تم میں سے بعض منکر ہیں اور بعض مومن ہیں اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو دیکھتا ہے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ۚ وَاِلَیْهِ الْمَصِیْرُ ۞

اسی نے آسمان اور زمین کو اٹل قانون کے ساتھ پیدا کیا اسی نے تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں تمہاری صورتیں بنائیں تمہاری صورتیں بہت اچھی بنائیں

یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَیَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌۢ

اور اسی کی طرف تمہارا رجوع ہے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں کے اندر ہے وہ خدا سب کو جانتا ہے جو کچھ تم چھپ کر کرتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو وہ

بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۞ اَلَمْ یَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۫ فَذَاقُوْا وَبَالَ

بھی جانتا ہے اور خدا سینوں کے بھیدوں سے بھی واقف ہے کیا تمہیں ان کافروں کے کاموں کی اطلاع نہیں پہنچی جو تم سے پہلے گذرے ہیں

اَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۞ ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِیْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ

انہوں نے اپنے برے کاموں کا مزا چکھا تھا اور آخرت میں ان کے لئے دردناک عذاب ہے یہ عذاب ان کو اس لئے ہوگا کہ ان کے پاس اللہ کے رسول کھلے احکامات

خدا وہی تو ہے جس نے تم سب کو عدم سے وجود میں پیدا کیا پھر تم میں سے بعض اسی خالق مالک کے منکر ہیں اور بعض قائل مومن ہیں منکر دو قسم کے ہیں ایک تو سرے سے خدا کی خدائی کا انکار کرتے ہیں۔ دوسرے خدا کی خدائی مان کر اس کے ساتھ غیروں کو شریک کرتے ہیں تم مسلمانوں کو ایسا نہ ہونا چاہیئے اور یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے اسے کسی کی اطلاع یا رپورٹ دینے کی ضرورت نہیں وہ بذات خود عالم ہے بصیر ہے دانائے راز ہے اگر وہ بذات خود عالم نہ ہوتا تو اتنی بڑی مخلوق کو ایسے احسن انتظام میں کس طرح پیدا کرتا اسی نے آسمان اور زمین اٹل قانون کے ساتھ پیدا کئے کیا مجال کہ ان میں کسی طرح کی خرابی یا نقصان آئے بلکہ شروع سے باقاعدہ چلا تا آیا ہے اور جب تک چاہے گا چلا تا جائے گا اسی نے تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں تمہاری صورتیں بنائیں اور تمہاری صورتیں مناسب شکل میں بہت اچھی بنائیں بہ نسبت دوسرے حیوانات کے 'اپنے چہروں کو دیکھ لو' کیسے خوبصورت ہیں۔ ہر ضرورت کا سامان ان میں موجود ہے سننے کو کان ہیں' دیکھنے کو آنکھیں' سوچنے کو دماغ' کھانے چبانے کو منہ کے اندر دانت چہرہ کیا ہے مجموعہ سامان ضروریہ کا خزانہ ہے پس تم ایسے خالق کا شکریہ ادا کرو اور دل میں یقین رکھو کہ اس کی طرف تمہارا رجوع ہے جس طرح معلول کا علت کی طرف رجوع ہوتا ہے جتنا وقت وہ تم کو چاہے گا زندہ رکھے گا جب چاہے گا فنا کر دیگا یہ تو اس کی قدرت کا ذکر ہے علم اس کا اتنا وسیع ہے کہ جو کچھ آسمانوں اور زمینوں پر یا ان کے اندر ہے وہ خدا سب کو جانتا ہے کوئی چیز اس سے چھپی نہیں اور جو کچھ تم چھپ کر کرتے ہو اور جو بظاہر کرتے ہیں وہ بھی جانتا ہے اور سنو کہ خدا سینوں کے بھیدوں سے بھی واقف ہے ایسے عالم الغیب قادر قیوم خدا سے بگاڑ کر تم کہاں پناہ لے سکتے ہوں کیا تمہیں ان کافروں کے کاموں کی اطلاع نہیں پہنچی۔ جو تم سے پہلے گزرے انہوں نے اپنے برے کاموں کا مزہ چکھا تھا یعنی جو کچھ کیا تھا اس کا بدلہ پایا نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا میں تباہ ہو گئے اور ابھی آخرت میں ان کے لیے دردناک عذاب ہے اس کا اندازہ اس وقت ہوگا جب وہ اس عذاب کو دیکھیں گے تو یقین کر لیں گے کہ واقعی وہ قصوروار تھے۔ یہ عذاب ان کو اس لئے ہوگا کہ ان کے پاس اللہ کے رسول کھلے کھلے احکام لے کر آتے رہے ان رسولوں نے انکو احکام الٰہیہ کی تبلیغ کی

فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا ز فَكَفَرُوْا وَ تَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ط وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝

لے کر آتے رہے تو انہوں نے کہا کیا ایک بشر ہمیں ہدایت کرنا چاہتا ہے پس وہ منکر ہو گئے اور منہ پھیر گئے اور اللہ نے بھی ان کی پرواہ نہ کی اللہ بے نیاز ہے

زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ط قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا

بذات خود تعریف والی خوبیوں کا مالک ہے کافر لوگوں کا گمان ہے کہ وہ نہ اٹھائے جائیں گے تو کہہ ہاں ضرور تم اٹھائے جاؤ گے پھر تم کو تمہارے کئے ہوئے

عَمِلْتُمْ ط وَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا ط

کاموں سے اطلاع دی جائے گی اور یہ کام اللہ پر آسان ہے پس تم اللہ اور اس کے رسول پر یقین رکھو اور اس نور پر ایمان لاؤ جو ہم نے اتارا

توانہوں کافروں نے ان کے حکموں کو نہ مانا بلکہ الٹا یوں کہا کہ میاں کیا ہمارے جیسا ایک آدم زاد بشر[1] نبی بن کر ہمیں ہدایت کرنا چاہتا ہے انہوں نے اس بات کو غلط جانا کہ بشر خدا کا رسول ہو ان کے خیال میں رسالت کے لئے فرشتہ ہونا چاہیے تھا پس وہ تعجب سے یہ کہہ کر ان رسولوں کے منکر ہو گئے اور خدائی تعلیم سے منہ پھیر گئے۔ ان کے ایسا کرنے سے رحمت الٰہی کی توجہ ان سے ہٹ گئی اور اللہ نے بھی انکی پرواہ نہ کی اللہ تعالیٰ تو سب مخلوق سے بے نیاز ہے اسے کسی کی عبادت سے فائدہ نہیں اسے کسی کے کفر و عصیان سے نقصان نہیں وہ بذات خود تعریف والا اور ساری خوبیوں کا مالک ہے کسی مخلوق کو خوبی سے اس میں خوبی نہیں آسکتی کسی کی برائی سے اسمیں کمی نہیں آتی کیونکہ اس کا فعل خلق ہے اور خلق کسی مخلوق کی بری نہیں۔ باقی جتنے افعال ہیں سب ان کے کسبی فعل ہیں اچھے ہیں تو ان کیلئے' برے ہیں تو ان پر وبال ہیں۔ دیکھو یہ کافر لوگوں کا گمان ہے کہ وہ بغرض جزاو سزا نہ اٹھائے جائینگے یہ غلط خیال انکا باعث عذاب ہوگا۔ اے نبی تو ان کو اس غلطی پر اطلاع دینے کو کہہ کہ ہاں ضرور تم بروز حشر قبروں سے اٹھائے جاؤ گے پھر تم کو تمہارے کئے ہوئے کاموں سے اطلاع دی جائے گی کہ تم نے یہ کیا وہ کیا اور یہ مت سمجھو کہ اتنے پرانے اور کثیر واقعات کی خبر کسی کو ہو گی نہیں ضرور ایسا ہو گا اور یہ کام اللہ پر آسان ہے کوئی امر اسے مانع نہیں ہو سکتا پس تم اے لوگو! اللہ اور اس کے رسول پر یقین رکھو اور اس نور قرآن پر ایمان لاؤ جو ہم نے اتارا ایمان لا کر خاموش نہ بیٹھ جاؤ بلکہ اس پر عمل کرو اور یقین رکھو

---

[1] ہمارے ملک پنجاب میں ایسے لوگ بھی ہیں جو حنفی کہلاتے ہیں مگر عقیدہ ان کا یہ ہے کہ کسی رسول کو خاص کر ہمارے رسول ﷺ کو بشر جاننا کفر ہے اور بشر کہنے والا کافر ہے اس دعوی پر آیت دلیل لاتے ہیں کہتے ہیں کہ دیکھو اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول کو بشر کہنے والے کافر ہوئے تھے لہذا رسولوں کو خاص کر رسول اکرم ﷺ کو بشر کہنا کفر ہے حالانکہ آیت کے سیاق سے ثابت ہوتا ہے کہ محض بشر کہنے سے کافر نہیں ہوئے بلکہ بشر ہونے کی وجہ سے ان کی تکذیب کی اور رسالت سے انکار کیا اس وجہ سے وہ کافر ہوئے تھے۔ قطعی اس کا یہ ہے کہ ایک مقام پر کفار کا قول یوں ذکر ہے۔ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا (پ ۱۳' ع ۱٤) تم رسول ہماری طرح کے بشر ہو ہم کو ہمارے باپ دادا کے معبودوں سے ہٹاتے ہو۔

اس کے جواب میں حضرات انبیاء علیہم السلام کا قول یوں مذکور ہے۔ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ (بیشک ہم تمہاری طرح بشر ہیں مگر خدا جس پر چاہتا ہے احسان کرتا ہے) اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بشریت محل اختلاف اور باعث نزاع نہ تھی بلکہ بشریت کے ہوتے ہوئے زیر بحث تھی نبیوں نے اپنی بشریت کا اعتراف کر کے رسالت کو فضل الٰہی کی صورت میں پیش کیا جس سے معلوم ہوا رسول کو بشر کہنا کفر نہیں بلکہ عین ایمان ہے۔

وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۸﴾ يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ؕ وَ مَنْ

اور اللہ تمہارے کاموں سے باخبر ہے جب اجتماع کے روز خدا تم کو جمع کرے گا وہ ہار جیت کا دن ہوگا اور جو کوئی اللہ

يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَ يَعْمَلْ صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ

پر ایمان لایا ہوگا اور نیک عمل کئے ہوں گے خدا اس کی غلطیاں دور کرے گا اور اس کو جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۹﴾ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

نہریں جاری ہیں ہمیشہ وہ ان میں رہیں گے یہی بڑی کامیابی ہے اور جنہوں نے انکار کئے اور ہماری

وَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَاۤ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۰﴾ مَاۤ اَصَابَ

آیات کی تکذیب کی ہوگی وہ جہنمی ہوں گے ہمیشہ اس میں رہیں گے وہ جہنم بہت بری جگہ ہے جو کچھ مصیبت پہنچتی ہے

مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۱﴾

وہ اللہ کے اذن سے پہنچتی ہے جو کوئی خدا پر ایمان رکھتا ہے خدا اس کے دل کو ہدایت کرتا ہے اللہ ہر چیز کو جانتا ہے

وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۲﴾

اور اللہ اور رسول کی تابعداری کیا کرو پھر اگر تم روگردان ہی رہو گے تو ہمارے رسول پر صرف واضح الفاظ میں بیان کر دینا ہے

کہ اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے باخبر ہے۔ اس وقت تم کو اطلاع دیجائیگی جب اجتماع کے روز قیامت کے دن خدا تم کو جمع کریگا وہ ہار جیت اور پاس فیل ہونے کا دن ہوگا نیکوکار جیت جائیں گے بدکار ہارے ہوں گے اور اگر تفصیل سے سننا چاہو تو سنو جو کوئی اللہ پر کامل ایمان لایا ہوگا اور اس کے مقتضاد کے مطابق نیک عمل بھی کئے ہوں گے اور بڑے بڑے کبائر گناہ شرک کفر بدعت فسق وفجور سے بچتا رہے ہوگا تو خدا اس کی غلطیاں دور کر دے گا اور اس کی جنتیوں میں داخل کریگا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ہمیشہ ان میں رہینگے نہ وہ ایسا کوئی کام کریں گے کہ وہاں سے نکلنے کا موجب ہو گا نہ کوئی شخص بالجبران کو نکالے گا یہی بڑی کامیابی ہے خدا جسے نصیب کرے وہی خوش نصیب ہے اور ان کے مقابل جنہوں نے ہماری (خدا کی) ذات یا صفات سے انکار کئے اور ہماری آیات آفاقی یا قرآنی کی تکذیب کئے ہوں گے خواہ وہ کسی رنگ میں ہوں گے وہ جہنمی ہوں گے ہمیشہ اس میں رہیں گے کوئی شخص ان کو اس عذاب سے نہیں نکال سکے گا وہ جہنم بہت بری جگہ ہے اس بری میں برے لوگ ہی جائیں گے۔ ہاں ہم نے جن ایمانداروں کی فضیلت بتائی ہے ان کی علامت بھی سنئے مگر اس سے پہلے تمہید ہے کہ جو کچھ مصیبت دنیا میں پہنچتی ہے وہ اللہ کے اذن مقررہ قانون سے پہنچتی ہے اس میں کسی پیر فقیر وغیرہ کو داخل نہیں ہوتا جو کوئی خدا پر کامل ایمان رکھتا ہے خدا اس کے دل کو ہدایت کرتا ہے یعنی وہ جانتا ہے کہ دنیا میں ہر فعل کلی ہو یا جزئی خدا کے ارادہ اور حکم سے وقوع پذیر ہوتا ہے اس لئے عارفانِ خدا کا قول ہے

کار زلف تست مشک افشانی ما عاشقاں ۔۔۔ مصلحت راتہمتے بر آہوئے چیں بستہ اند

اور اس کے علاوہ یہ بھی جانتے اور مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے پس تم ہر وقت اس پر پختہ رہو کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ہر کام پر مطلع ہے اور اللہ کی تابعداری کیا کرو اسی میں تمہاری بہتری ہے اسی میں تمہاری نجات ہے۔ پھر اگر تم منکرین اسلام اسلام سے روگردان ہی رہو گے تو سن رکھو کہ ہمارے رسول محمد ﷺ کے ذمہ صرف واضح الفاظ میں بیان کر دینا فرض ہے اس کے سوا اور کچھ نہیں۔ اللہ نے اپنے رسول کے ذمہ جو پیغام پہنچانا فرض کیا ہے اس کا سب سے مقدم حصہ یہ ہے کہ

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور ایمانداروں کو چاہیئے کہ اللہ ہی پر بھروسہ کیا کریں اے ایمان والو! تمہاری بیویوں اور

مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ

اولادوں میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں پس تم ان سے بچتے رہو اور اگر معاف کرو اور بخش دیا کرو تو اللہ بخشنے

اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴﴾ اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۗ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۵﴾

والا مہربان ہے سوائے اس کے نہیں کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہارے لئے وبال جان ہیں اور

فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ۗ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ

اللہ کے نزدیک بڑا اچھا بدلہ ہے پس تم جتنا ڈر سکتے ہو اللہ ہی سے ڈرا کرو اور سنا کرو اور اللہ و رسول کی اطاعت کیا کرو اور پاک مال خرچ کیا کرو

نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ

اور جو لوگ اپنے نفس کے بخل سے بچ جائیں وہی لوگ نجات کے حق دار ہیں اگر تم اللہ کو قرض حسنہ دو گے تو خدا اسے بڑھا کر تمہیں دے گا

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں پس اللہ ہی کی عبادت کیا کرو اور ایمانداروں کو چاہیئے کہ اللہ ہی پر بھروسہ کیا کریں۔ اپنے سب کام اسی کے حوالے کریں جیسا کسی عارف خدا نے کہا ہے

سب کام اپنے کرنے کی تقدیر کے حوالے نزدیک عارفوں کے تدبیر ہے تو یہ ہے

اے ایمان والو! تم لوگ چونکہ خدا کو مالک مختار مان چکے ہو اس لئے تمہارا فرض اولین ہے کہ تم اسی کے ہو رہو اس تعلق خاص سے روکنے والوں میں بڑے روکنے والے اولاد اور بیویاں ہوتی ہیں سو سنو کہ تمہاری بیویوں اور اولادوں میں سے بعض بعض حقیقت میں تمہارے دشمن ہیں کیونکہ وہ تم کو خدائی تعلق کے خلاف لے جاتے ہیں یا لے جانے کی کوشش یا مدد کرتے ہیں کیونکہ وہ تم کو دنیاوی رسوم میں پھنساتے ہیں پس تم ان سے بچتے رہو اور اس بچنے کا مطلب یہ نہیں کہ تم ان کو ہر وقت زدو کوب کیا کرو اور بد اخلاقی سے پیش آؤ نہیں بلکہ اگر خود اپنے عقائد پر مضبوط رہ کر ان کے قصور ان کو معاف کرو اور چشم پوشی کرتے رہو بلکہ ان کے قصور بخش دیا کرو تو اللہ تمہارے حق میں بخشنے والا مہربان ہے۔ آخر تم بھی تو خدا کی کبھی کبھار بے فرمانی کرتے ہو پس جو شخص اپنے گناہوں کی بخشش چاہے وہ اپنے ماتحتوں کے گناہ بخشے تو خدا کی رحمت اور مغفرت سے حصہ پائے گا۔ باقی رہا یہ خیال کہ اہل خانہ اور اولاد کی مخالفت کرنے سے گھر میں بگاڑ کرنا اچھا نہیں اس سے عیال کی حفاظت رہ سکتی ہے نہ اولاد کی سنو سوائے اسکے نہیں کہ تمہارے مال اور اولاد تمہارے لئے حقیقت میں وبال جان ہیں اور باعث امتحان اور اگر ان کو ان بما تحتیٔ حکم خدا استعمال کرو گے تو انجام نیک ہو گا۔ بد طریق سے کرو گے تو برابر بدلہ پاؤ گے۔ ہاں سن رکھو کہ اللہ کے نزدیک بڑا اچھا بدلہ ہے پس تم ایماندار لوگ اولاد اور ازواج سے نہ ڈرو بلکہ جتنا ڈر سکتے ہو اللہ ہی سے ڈرا کرو اور خدائی احکام دل سے سنا کرو اور اللہ ورسول کی اطاعت کیا کرو اور حلال کمائی پاک مال خدا کی راہ میں خرچ کیا کرو اپنے لئے کار خیر مال سے علم سے عزت و جاہت سے مخلوق خدا کو فائدہ پہنچایا کرو۔ اس میں شک نہیں کہ انسان کی عادت بخل ہے اور خدا کے ہاں یہ قاعدہ ہے کہ جو لوگ اپنے نفس کے بخل سے بچ جائیں یعنی بخل ان کا ان کی فیض رسانی پر غالب نہ آئے فیاضی انکے بخل پر غالب رہے تو وہی لوگ نجات کے حقدار ہیں پس تم اپنے نفسانی بخل کو فیاضی پر غالب آنے دو بلکہ فیاضی کو بخل پر غالب کیا کرو سنو اگر تم اللہ کی راہ میں فقراء اور مساکین کی حاجت روائی میں خرچ کرو گے تو گویا اللہ کے قرض حسنہ دو گے اللہ کو قرض حسنہ دینے سے یہ مطلب نہیں کہ خدا غریب نادار ہے اور تم امیر اور مالدار ہو بلکہ مطلب یہ ہے کہ کار خیر میں خرچ کرتے ہوئے تم دل میں یہ جانو کہ ہم اللہ کے پاس جمع کرتے ہیں جو مال ایسی نیت سے خرچ کرو گے تو خدا اسی مال کو بڑھا

وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ۙ﴿۱۷﴾ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۸﴾

اور تمہارے گناہ بخش دے گا اللہ بڑا قدردان اور حلم والا ہے وہ غائب اور حاضر کو جانتا ہے بڑا زبردست بڑی حکمت والا ہے

سورت الطلاق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ وَاتَّقُوا

اے نبی جب تم عورتوں کو طلاق دینا چاہو تو ان کی عدت میں طلاق دیا کرو اور عدت شمار کیا کرو اللہ اپنے پروردگار

اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ

سے ڈرتے رہا کرو تم ان کو ان کے مکانوں سے نہ نکالا کرو اور نہ وہ خود نکلا کریں ہاں جس وقت وہ کھلی بدکاری کریں تو

مُّبَيِّنَةٍ ۗ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۗ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۗ

نکال دو اور یہ اللہ کی حدیں ہیں جو کوئی اللہ کی حدود سے تجاوز کرے گا اس نے اپنے نفس پر بڑا ظلم کیا

کر تمہیں دیگا ایک پیسہ کے سات سو پیسوں تک بلکہ ان سے بھی زیادہ عنایت کریگا اور اس پر مزید کہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور ہر طرح کے احسان تم پر کرے گا۔ اللہ بندوں کے نیک کاموں کا بڑا قدردان اور حلم والا ہے اس سے کسی کا نیک و بد مخفی نہیں۔ باوجود جاننے کے بوجہ علم کے جلدی سزا نہیں دیتا' وہ غائب اور حاضر کو جانتا ہے بڑا زبردست بڑی حکمت والا ہے۔ اس کے قدرتی کاموں میں کوئی مانع نہیں۔ اسکے افعال بذات خود حکمت سے لبریز ہیں مگر لوگ جلد باز ہیں کہ اس کے کاموں کی حکمت نہیں سمجھ سکتے اللھم علمنا الحکمۃ

سورت طلاق

اے نبی تو دنیا کے لوگوں کو تعبدی ہی اخلاقی اور تمدنی ہر قسم کے احکام سکھانے کو ہماری طرف سے بھیجا گیا ہے اس لئے تو ان مسلمانوں کو تمدنی احکام سنا کہ مسلمانو جب تم عورتوں کو بوجہ ضرورت طلاق دینا چاہو تو ان کی عدت یعنی طہر کی حالت میں طلاق دیا کرو اور بعد طلاق عدت شمار کیا کرو کہ تین ماہ گزر جائیں تاکہ عدت پوری ہونے پر انکو نکاح ثانی کی اجازت ہو سکے اور بڑی بات تو یہ ہے کہ نکاح ہو یا طلاق ہر کام میں اللہ اپنے پروردگار سے ہر حال میں ڈرتے رہا کرو کوئی کام ایسا نہ کرو جو اس کی مرضی کے خلاف ہو سنو! طلاق کے بعد ایام عدت ہیں تم ان عورتوں کو ان کے رہائشی مکانوں سے نہ نکالا کرو کیونکہ وہ بیچاری ابھی تک تم سے وابستہ ہیں اور نہ وہ خود نکلا کریں بلکہ چاہئے کہ ایام عدت اسی مکان میں گذارا کریں تاکہ تمہاری مصالحت کی بھی کوئی صورت ہو سکے ہاں جس وقت وہ اس مکان میں کسی قسم کی کھلی بدکاری کریں تو ان کو اپنے مکان سے نکال دو یہ جائز ہے کیونکہ اس صورت میں صاحب مکان کی بھی بدنامی متصور ہے جو کسی طرح گوارا نہیں اور سنو یہ اللہ کے احکام کی حدیں ہیں جو کوئی اللہ کی حدود تجاوز کریگا یعنی ان احکام کی ہتک یا بے فرمانی کریگا وہ سمجھے کہ اس نے اپنے نفس پر بڑا ظلم کیا جس کا خمیازہ اسے اٹھانا پڑیگا۔ عدت کے اندر جو عورتوں کو اسی مکان میں رہنے کی پابندی کی گئی ہے تم اسی حکمت نہیں جانتے

[1] تعبدی احکام وہ ہیں جو عبادت کے متعلق ہیں جیسے نماز روزہ وغیرہ اخلاقی جیسے راست گوئی وغیرہ تمدنی انسانی ملاپ باہمی ہمدردی کے متعلق۔

لَا تَدْرِىْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ① فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ

شاید اللہ اس کے بعد کوئی امر پیدا کردے پھر جب وہ اپنی عدت کو پہنچنے لگیں تو ان کو عزت کے

بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّاَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَاَقِيْمُوا

ساتھ روک لیا کرو یا دستور کے موافق ان کو جدا کردیا کرو اور دو عادل گواہ بنا لیا کرو اور شہادت اللہ کے لئے

الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ۭ ذٰلِكُمْ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ڛ وَمَنْ يَّتَّقِ

دیا کرو جو لوگ اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان رکھتے ہیں ان کو یہ نصیحت کی جاتی ہے جو شخص اللہ سے ڈرے تو

اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ② وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۭ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ

اللہ اس کے لئے راہ نکال دے گا اور خدا اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہوگا جو کوئی اللہ پر بھروسہ

فَهُوَ حَسْبُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ۭ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ③

کرے وہ اس کو کافی ہوگا بے شک اللہ تعالیٰ کرتا ہے خدا نے ہر چیز کے لئے اندازہ اور وقت مقرر کررکھا ہے

سنو شاید اللہ تعالیٰ اس واقعہ طلاق کے بعد کوئی امر پیدا کردے یعنی ان میاں بیوی میں مصالحت کی صورت ہو جائے کیونکہ ایک دوسرے کو دیکھے گا تو محبت آجائیگی اس صورت میں خفگی دور ہو کر مصالحت ہو جائے گی پھر جب اپنی مدت کو پہنچنے لگیں یعنی درصورت طلاق رجعی (ایک یا دو) ہونے کے عدت ختم ہونے کو آئے تو تم کو اختیار ہے کہ بحکم

اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ

ان مطلقات کو عزت کے ساتھ روک لیا کرو یا دستور شرعی کے موافق ان کو جدا کردیا کرو اور اس قسم کے واقعات پر اپنے مسلمانوں میں سے دو عادل حق گو گواہ بنا لیا کرو اور گواہوں کو فرمان خداوندی سنادو کہ سچی سچی خدا لگتی شہادت اللہ کے خوف اور اپنی نجات کے لئے دیا کرو یہ کام ایمانداروں کے ہیں اس لئے جو عدل وانصاف اور سچی شہادت دینے میں بعض اوقات برادری یا خاندان میں یا شہر اور محلے میں بڑی مشکلات پیدا ہوتی ہیں سو یاد رکھو کہ ایسے وقت میں جو شخص اللہ سے ڈرے اور اس سے ڈر کر کام کرے اور شہادت ہو یا بیان حق تو اللہ اس کے لئے راہ نکال دیگا جس سے اس کی مشکلات حل ہو جائیگی اور اگر ادا شہادت حقہ سے اس کو مالی نقصان ہو گا تو خدا اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہو گا پس تم ہر کام میں خدا کی رضا جوئی کا خیال مقدم رکھا کرو اور دل میں یقین رکھو کہ جو کوئی اللہ پر بھروسہ کرے وہ خدا اس کو کافی ہو گا۔ پس تم ایمانداروں کو چاہیے کہ ہر کام خدا کے سپرد کرو۔ اللہ تعالے اپنے منشا کے مطابق اپنا کام کردیا کرتا ہے لیکن لوگ جلد باز ہیں کہتے ہیں کہ جتنے وقت میں ہم چاہیں ہو جائے مگر ہوتا اسی وقت ہے جو اللہ کے نزدیک وقت مقرر ہے کیونکہ خدا نے ہر چیز کے لئے اندازہ اور وقت مقرر کررکھا ہے زندگی اور موت میں تو ہر چیز اندازہ میں محدود ہے شرعی احکام میں بھی انداز مقرر ہے دیکھو تم کو پہلے بتایا گیا ہے کہ جن عورتوں کو تم طلاق دے کر چھوڑ دو ان کی عدت کا وقت تین دفعہ حیض سے پاک ہونا ہے مگر جن کو حیض نہ آئے ان کا حکم سنو

---

[1] طلاق دو قسم پر ہے رجعی اور مغلظ رجعی ایک دو تک طلاق ہوتی ہے تین کے وقوعہ پر مغلظ طلاق ہو جاتی ہیں مغلظ میں مصالحت بالرجوع جائز نہیں رجعی میں عدت کے اندر کے مصالحت جائز ہے۔

وَالّٰٓئِىْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ

جو تمہاری عورتیں حیض آنے سے ناامید ہو چکیں اور جن کو حیض آیا ہی نہیں ان کی تین مہینے کی معیاد ہے او جو حمل والی عورتیں

وَّالّٰٓئِىْ لَمْ يَحِضْنَ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ

ہیں ان کی عدت ان کے وضع حمل تک ہے جو کوئی اللہ سے ڈرے خدا اس کے لئے آسانی پیدا کر دیا کرتا

يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗٓ اِلَيْكُمْ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ

ہے یہ خدائی حکم ہے اس نے تمہاری طرف نازل کیا ہے اور جو کوئی اللہ سے ڈرتا رہے خدا اس کی غلطیاں

سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗٓ اَجْرًا ۝ اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ

معاف کردے گا اور اس کو بڑا اجر دے گا ان مطلقہ عورتوں کو اپنے مقدور کے موافق وہیں رکھو جہاں تم خود رہتے ہو

سنو جو تمہاری قوم کی عورتیں بوجہ ضعیفی یا بسبب بیماری کے حیض آنے سے ناامید ہو چکی ہیں اور جن کو ابھی حیض آیا ہی نہیں قبل حیض ہی شادی ان کی ہو گئی ہو اور طلاق کی نوبت آجائے ان کو اگر عدت طلاق گزارنے کا موقع آئے تو انکی تین مہینے کی معیاد ہے وہ قمری تین ماہ عدت گزار کر نکاح ثانی کر لیں اور گر یہ عورتیں یا کوئی بھی منکوحہ بالغہ ہو یا نابالغہ خاوند سے ملی نہیں اور قبل ملاپ ہی ان کی جدائی ہو گئی ہے تو ان پر کوئی عدت نہیں نہ تین حیض نہ تین یوم اور حمل حالت میں چونکہ حیض نہیں آتا نہ وہ بے امید ہی ہیں اس لئے اس کا حکم جدا ہے وہ بھی سنو جو حمل والی عورتیں ہیں ان کو اگر عدت طلاق یا عدت وفات لازم ہو تو ان کی عدت ان کے وضع حمل تک ہے۔ جب وہ وضع حمل کر چکیں تو فورا نکاح کر سکتی ہیں چاہے مدت نفاس ہی میں کر لیں ہاں عدت کا حکم اور اس میں انتظار بیشک اس مقولہ کا مصداق ہے **الانتظار اشد من الموت** اور اس میں غلطی ہو جانے کا احتمال ہے مگر جو کوئی اللہ سے ڈرے خدا اس کے لئے اس کے مشکل سے مشکل کام میں بھی آسانی پیدا کر دیا کرتا ہے پس تمہاری زندگی کا مقصود اور تمہاری کامیابی کا گر یہی ہے کہ تم اللہ کا خوف دل میں جاں گزین کر رکھو یہ اول درجہ میں خدائی حکم ہے اس نے تمہاری طرف نازل کیا ہے جیسا تم سے پہلے لوگوں پر نازل کیا تھا پس اس کی حافظت کرتے رہو اور دل میں یقین رکھو کہ جو کوئی اللہ سے ڈرتا ہے خدا اس کی غلطیاں معاف کر دیگا اور اس کے نیک کاموں کے بدلہ اس کو بہت بڑا اجر دیگا پس تم اللہ سے ڈر کر ان مطلقہ عورتوں کو اپنی مقدور کے موافق وہیں رکھا کرو جہاں تم خود رہتے ہو تاکہ تمہاری باہمی دید بازی سے تمہاری رنجش دور ہو کر صلح ہو جائے اور

---

[1] آیت **یایہا الذین امنو اذانکحتم المومنت ثم طلقموھن من قبل ان تمسوھن فمالکم علیھن من عدۃ تعتدونھا** (پ ۲۲ ع۳) کی طرف اشارہ ہے

[2] یہ حکم ان مطلقات کے لئے ہے جن کو ایک یا دو طلاقیں ملی ہوں جن کے بعد عدت کے اندر اندر رجوع جائز ہے کیونکہ شروع سورت سیاق عبارت رجعی طلاق کے متعلق چلا آرہا ہے مثلا یہ ارشاد کہ **لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا** نیز ارشاد ہے **فامسکوھن بمعروف** وغیرہ پہلے ارشاد میں صلح کی طرف اشارہ ہے دوسرے صاف لفظوں میں امساک (روک لینے) کی اجازت ہے یہ تو مقررہ بات ہے کہ مطلقہ بتۃ ۳ طلاق ہونے کی صورت میں رجوع جائز نہیں۔ ان قرائن صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم (نفقہ اور سکنی کا) کا مغلظہ بتۃ ۳ طلاق کو شامل نہیں۔ رہا یہ سوال کہ مغلظہ کے لیے کیا حکم ہے اس کا حکم حدیث فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا میں ملتا ہے فاطمہ موصوفہ کو تین طلاق ہوئیں تو آنحضرت ﷺ نے اس کے لئے نفقہ اور سکنی نہیں دلایا تھا (صحیح مسلم باب **الطلق البائن لا نفقہ لھا**)

وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ ؕ وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ

اور ان کو تکلیف نہ دینا تاکہ ان کو تنگ کرو اور اگر وہ حاملہ ہیں تو ان کے وضع حمل تک ان کو خرچ دیا کرو پھر اگر

حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۚ وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ

وہ تمہاری اولاد کو دودھ پلائیں ان کی اجرت دیا کرو اور باہمی مشورے کے ساتھ نیک دستور کی موافق کاربند ہوا کرو

بِمَعْرُوْفٍ ۚ وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗۤ اُخْرٰى ؕ لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ

اگر تم مضائقہ سمجھو تو اس مرد کی ذمہ داری پر اس کے لئے کوئی اور عورت بچے کو دودھ پلائے جو وسعت والا ہے وہ اپنی وسعت

وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّاۤ اٰتٰىهُ اللّٰهُ ؕ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَاۤ

سے خرچ کرے اور جس کا رزق تنگ ہے وہ بھی اللہ کے دئے ہوئے مال میں سے خرچ کرے اللہ تعالیٰ ہر شخص کو اتنا

اٰتٰىهَا ؕ سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ۚ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا

ہی حکم دیتا ہے جتنی اس کو طاقت دی ہے اللہ بعد تنگی کے آسانی کردے گا کئی بستیوں نے اپنے رب کے حکم سے اور اس کے رسولوں

وَرُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ﴿۸﴾

کے حکم سے سرکشی کی تھی پھر ہم نے بڑی سختی سے ان کے اعمال کا محاسبہ کیا اور ان کو سخت عذاب کیا

اور تقاضائے انصاف یہ ہے کہ اپنے گھر میں رکھ کر ان کو تکلیف نہ دینا تاکہ ان کو تنگ کرو اور دیا ہوا مہر وغیرہ واپس وصول کر لو یا وہ تنگ ہو کر نکل جائیں یہ سب مخفی راز اللہ کو معلوم ہیں کہ کون کس نیت سے کام کرتا ہے اور کون کس غرض سے 'ایک اور حکم بھی سنو اگر وہ مطلقہ عورتیں حاملہ ہیں تو چاہے بسہ ۳ طلاق مغلظہ ہوں تو بھی ان کے وضع حمل تک ان کو خرچ دیا کرو کیونکہ حمل کی وجہ سے ان کو تم سے ایک گونہ تعلق ہے اور وہ ایک طرح سے تمہاری خدمت میں مشغول ہیں پھر اگر وہ مطلقہ عورتیں تمہاری اولاد جو بعد طلاق یا قبل طلاق جنی ہیں دودھ پلائیں تو اس حال میں ان کی دودھ پلوائی کی اجرت ان کو دیا کرو کیونکہ اولاد تمہاری نسل ہے اور وہ عورتیں ان کی خدمت میں مشغول ہیں اور باہمی مشورے کے ساتھ نیک دستور کے موافق کاربند ہوا کرو بچے کے حق میں جو کچھ مشورے سے پخت وپز ہو اس پر عمل کرو اور اگر تم دونوں فریق فریق زوج اور فریق زوجہ کسی وجہ سے بچے کو ماں کا دودھ پلانے میں مضائقہ سمجھو مثلاً عورت کو کسی قسم کی بیماری ہے جس میں اس کا دودھ بچے کو مضر ہونے کا احتمال ہے یا عورت مطلقہ نے دوسرا نکاح کر لیا ہو جس کی وجہ سے وہ دوسرے خاوند سے مشغول ہو گئی ہے غرض کسی معقول وجہ سے ماں کا دودھ بچے کو پلانے میں تم حرج سمجھو تو اس مرد کی ذمہ داری پر اس کے لئے کوئی اور عورت اس بچے کو دودھ پلا دے تاکہ وہ بچہ ضائع نہ ہو اور اس دایہ کے دودھ کی اجرت بچے کے والد پر ہو گی جو وسعت والا ہے وہ اپنی وسعت سے خرچ کرے اور جس کا رزق تنگ ہے وہ بھی اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے خرچ کرے یہ نہیں کہ غریب کو امیر کی برابری کا حکم دیا جائے اور امیر غریب کی ریس کرے نہیں بلکہ اصلی بات یہ ہے کہ اللہ ہر شخص کو اتنا ہی حکم دیتا ہے جتنی اسکو طاقت دی ہے امیر کو اس کی وسعت کے موافق غریب کو اس کی گنجائش کے مطابق 'غریب لوگ تعمیل کرنے میں حیل وحجت نہ کریں بلکہ تعمیل کر کے امید رکھیں کہ اللہ تعالیٰ تم پر بعد تنگی کے آسانی کر دیگا پس یاد رکھو کہ خدائی حکموں سے سرتابی کرنی کسی طرح جائز نہیں نہ غنا کی وجہ سے نہ فقر کے سبب سے سنو بستیوں نے اپنے رب کے حکم سے اور اس کے رسولوں کے حکم سے سرکشی کی تھی نہ خدا کی توحید کو مانا نہ رسولوں کی رسالت تسلیم کی نہ ان کے حکموں کی تعمیل کی پھر ہم (خدا) نے بڑی سختی سے ان کے اعمال کا محاسبہ کیا یعنی ذرہ ذرہ پر مؤاخذہ کیا اور انکے اعمال بد کی سزا دی انکو سخت عذاب کیا

فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا خُسْرًا ۝ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا

پس انہوں نے اپنے کام کا مزہ چکھا اور انجام کار نقصان ہوا اور اللہ نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے پس تم

شَدِيْدًا ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ۚۖ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ

اے عقلمند ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اسی نے ایک نصیحت کرنے والا رسول تمہاری طرف بھیجا جو اللہ کے کھلے

ذِكْرًا ۝ رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

کھلے احکام تم کو سناتا ہے جو لوگ ایمان لاکر عمل نیک کرتے ہیں ان کو ظلمات سے نکال کر نور کی طرف لے جائے

الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّدْخِلْهُ

جو کوئی اللہ پر ایمان لائے اور نیک کام کرے خدا اس کو جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا ۝

ہوں گے ہمیشہ ان میں رہیں گے اللہ نے ان کے لئے عزت کا رزق تیار کر رکھا ہے اللہ وہ ذات

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ۭ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ

ہے جس نے سات آسمان تہ بہ تہ پیدا کئے اور انہی کی طرح زمینوں کو بنایا اللہ کا حکم ان میں اترتا ہے تاکہ تم جانو

لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ڏ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝

اللہ ہی ہر چیز پر قادر ہے اور ہر چیز اللہ کے احاطہ علم میں ہے

ع ۲ ۵ ۱۸

پس انہوں نے اپنے برے کام کا مزہ چکھا اور ان کا انجام کار نقصان ہوا یہ تو دنیا میں ان کو سزا ملی اور ابھی آخرت میں اللہ نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے پس تم اے عقلمندو ایمان والو! یہ سمجھو کہ نفع نقصان عزت وذلت سب اللہ کے ہاتھ میں ہے پس اسی سے ڈرتے رہو اور جو مانگنا ہے اس سے مانگا کرو۔ دیکھو اسی اللہ نے ایک نصیحت کرنے والا رسول محمد (ﷺ) تمہاری طرف بھیجا ہے جو اللہ کے کھلے کھلے احکام تم کو سناتا ہے تاکہ جو لوگ ایمان لاکر عمل نیک کرتے ہیں ان کو کفر شرک حرص اور عداوت وغیرہ وغیرہ کی ظلمات سے نکال کر نور ہدایت کی طرف لے جائے چنانچہ تم مسلمان نبی کی صحت تامہ سے خود اپنی طبیعتوں کا اندازہ کرلو کہ اس رسول کے آنے سے پہلے تم کیا تھے اور اب کیا ہو۔ بس یہی ایک بات ہے جس کو ہمیشہ ذہن نشین رکھنا چاہیئے تم (موجودہ ایمانداروں) سے یہ مخصوص نہیں بلکہ خدائی قانون عام ہے کہ جو کوئی اللہ پر ایمان لائے اور نیک کام کرے خدا اس کو جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی ان میں چند روزہ ان کی رہائش نہ ہوگی بلکہ ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان نیکوکار لوگوں کے لیے عزت کا رزق خوب تیار کر رکھا ہے ایسا کہ دنیا میں اس کی مثال نہیں ملتی نہ ملے گی۔ اس واسطے کہ یہ لوگ اللہ کے مہمان ہوں گے اور اللہ وہ ذات ہے جس نے سات آسمان تہ بہ تہ پیدا کئے ہیں اور انہی کی طرح زمینوں کو بنایا ہر آن اللہ کا حکم تکوینی ان میں اتر تار ہتا ہے۔ جو چیز پیدا ہوئی ہے اسی کے حکم سے پیدا ہوئی ہے۔ یہ بات تمہیں اس لئے بتائی جاتی ہے تاکہ تم جانو کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو اپنے علمی اور قدرتی احاطہ میں گھیرا ہوا ہے

سورت تحریم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ؕ وَاللّٰهُ

اے نبی! جس چیز کو اللہ نے تمہارے لئے حلال کیا ہے تم اسے حرام کیوں کرتے ہو اللہ بخشنہار مہربان ہے

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۱ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ

تمہاری قسموں کے توڑنے کا طریقہ تمہارے لئے مقرر کر رکھا ہے اور اللہ ہی تمہارا والی ہے اور وہ بڑا علم والا

الْحَكِيْمُ ۝۲ وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ

حکمت والا ہے جب نبی نے اپنی بیویوں میں سے کسی بیوی کو راز کی بات بتائی

سورت تحریم

اے ہمارے پیارے نبی جس چیز کو اللہ نے تمہارے لئے حلال کیا ہے تم اسے اپنے نفس پر حرام کیوں کرتے ہو۔ کسی چیز کی طبیعت نہ چاہے نہ کھاؤ مگر مثل حرام کے ترک کرنا تو اچھا نہیں۔ اللہ جانتا ہے کہ بہ نیت صالحہ تم اپنی بیویوں کی خوشی چاہتے ہو کیونکہ اخلاقی اصول ہے کہ جس گھر میں میاں بیوی کے درمیان سوء مزاجی ہو وہ گھر آباد نہیں رہتا اس اصول سے میاں کو بیوی کی رضاجوئی کرنی جائز بلکہ مستحسن کام ہے مگر چونکہ تم نبی ہو تمہارا ہر کام امت کے لئے شاہراہ ہدایت ہے اس لئے آئندہ ایسا کرنے سے پرہیز کرنا چاہیئے اللہ تعالیٰ بخشنہار مہربان ہے پس گزشتہ را صلوٰ آئندہ را احتیاط کیونکہ خدا نے تمہاری ایسی بے ضرورت اور پر ضرر قسموں کے توڑنے کا کفارہ یہ دیا کرو کہ دس مساکین کو کھانا کھلاؤ یا تین روزے رکھو کیونکہ اللہ ہی تمہارا والی ہے اور وہ بڑا علم والا اور حکمت والا ہے۔ سنو تمہیں ایک مفید واقعہ سنائیں جس سے تم کو یہ بات سمجھ میں آئیگی کہ خاص راز کی بات کسی کو سنانے سے پہلے اس رازداری کا حال جاننا ضروری ہے کیونکہ بعض اوقات ایسا معاملہ تمہیں بھی پیش آئیگا جیسا تمہارے نبی کو آیا جب نبی علیہا السلام نے اپنی بیویوں میں سے کسی بیوی کو راز کی بات بتائی اور منع بھی کر دیا کہ کسی سے مت کہنا مگر وہ پختہ کار نہ تھی اس کے منہ سے وہ بات نکلی

شان نزول

آنحضرت ﷺ اپنی بیوی زینب کے گھر میں جاتے تو وہ آپ کو شہد پلاتی۔ دوسری بیویوں نے اس پر رشک کر کے حضور سے عرض کیا کہ آپ کے دہان مبارک سے موم کی بدبو آتی ہے آپ کو یقین ہوا کہ یہ بدبو شہد پینے کا اثر ہے۔ آپ کو طبعی طور پر بدبو سے نفرت تھی اس لئے آپ نے فرمایا میں قسم کھاتا ہوں آئندہ شہد نہیں پیوں گا اس پر یہ سورت نازل ہوئی۔ (بخاری)

لہ شیعہ سنی میں فیصلہ اس آیت کے شان نزول میں شیعوں کی معتبر تفسیر عسکری میں ایک روایت یوں درج ہے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لحفصتہ ان ابابکر یلی الخلافتہ بعدی ثم من بعد ابوک (عمر) (تفسیر عسکری سورہ تحریم)

ترجمہ کہ آنحضرت ﷺ نے جو پوشیدہ اپنی بیوی حفصہ کو بتائی تھی وہ یہ تھی کہ میرے بعد ابو بکر خلافت کا والی ہوگا پھر تیرا باپ (عمر) خلیفہ ہوگا؟

فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ

پھر جب اس نے وہ بتادیا اور خدا نے اس پر وہ فعل ظاہر کردیا تو نبی نے کچھ سمجھایا اور کچھ ٹال دیا پھر جب نبی نے اس بیوی کو

قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ؕ قَالَ نَبَّاَنِیَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ۞ اِنْ تَتُوْبَاۤ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ

یہ بتایا بیوی نے کہا آپ کو کس نے بتایا نبی نے کہا خدائے علیم و خبیر نے مجھے یہ بتایا ہے تم دونوں اگر توبہ کرو اگر تم کو مناسب

صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ

ہے تمہارے دل بگڑ چکے ہیں اور اگر اس کے خلاف منشا سازشیں کرو گی تو اللہ خود اور جبرئیل اور جملہ نیک لوگ اس کے

الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ۞ عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا

ہوا خواہ ہیں علاوہ ازیں تمام فرشتے اس کے مددگار ہیں اگر پیغمبر تم کو طلاق دے دے تو تمہارے بدلہ میں خدا اس کو

خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ

بہت جلد ایسی بیویاں دے گا جو تم سے بہتر ہوں گی فرماں بردار ایماندار عاجزی کرنے والیاں توبہ کرنے والیاں عبادت کرنے والیاں روزہ

پھر جب اس بیوی نے دوسری کو راز بتادیا اور خدا نے اس نبی پر وہ فعل ظاہر کردیا کہ تمہاری بیوی نے تمہارے راز کی بات بتادی تو نبی نے اس بیوی کو اشارتاً کچھ سمجھایا اور کچھ ٹال دیا جیسا کہ بڑے لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ ماتحتوں کی ذرہ ذرہ بات پر گرفت نہیں کیا کرتے اشارتاً کچھ کہہ دیا کرتے ہیں اور کچھ ٹال دیا کرتے ہیں۔ پھر جب نبی نے اس بیوی کو اس کا یہ فعل بتایا کہ تم نے یہ راز افشا کیا تو بیوی نے کہا حضور آپ کو کس نے بتایا کیونکہ آپ نے بحکم خداوندی اعلان کیا ہوا ہے میں نے غیب دان نہیں ہوں نبی نے اس کے جواب میں کہاں ہاں میں غیب دان نہیں ہوں مگر خدائے علیم خبیر نے مجھے یہ سارا ماجرا بتایا ہے یہ تو ہوا خانہ نبوی کا قصہ جو تم کو تعلیم کے لئے سنایا گیا ہے تاکہ تم مسلمان راز گوئی اور رازداری میں احتیاط کیا کرو او ہم اس راز افشا کرنے والی اور دوسری سن کے آگے کہنے والی دونوں کو مخاطب کر کے حکم دیتے ہیں۔ اے نبی کی بیویو اب تم اپنا حال سنو تم میں سے ایک وہ جس کو نبی نے راز بتایا تھا دوسری وہ جس کو اس بیوی نے راز بتایا اور اس نے شائع کیا تم دنوں بیویاں اس غلطی سے توبہ کرو (تم کو مناسب ہے) کیونکہ تمہارے دل اس غلط کاری سے بگڑ چکے ہیں اور اگر بفرض محال اس (رسول) کے خلاف منشا سازشیں کروگی تو اس کا کچھ نہ بگاڑ سکوگی۔ کیونکہ اللہ خود جبرائیل فرشتہ اور ایماندار لوگ اس کے ہوا خواہ اور محب ہیں۔ علاوہ ازیں تمام فرشتے اپنی اپنی حیثیت میں اس کے مددگار ہیں۔ خدا اور ایماندار مسلمانوں کی خیر خواہی اور نصرت کا حال سنو بفرض محال اگر پیغمبر تم کو طلاق دے دے تو تمہارے بدلہ میں خدا بہت جلد اس کو ایسی بیویاں دیگا جو بالخصوص رزداری میں تم سے بہتر ہوں گی۔ فرمانبردار ایماندار خدا کے سامنے عاجزی سے دعا کرنیوالیاں غلطیوں سے توبہ کرنے والیاں خدا کی عبادت کرنے والیاں روزے رکھنے والیاں بیوہ اور

یہ ایک راز تھا جو بیوی نے ظاہر کر دیا تھا جس کے حق میں ارشاد پہنچا۔

اخبر رسول الله (ﷺ) حفصته انه یملك بعده ابوبكر وعمر (تفسیر مجمع البیان شیعه مطبوعه ایران زیرایت لم تحرم)

ترجمہ آنحضرت ﷺ نے اپنی بیوی حفصہ کو مخفی بتایا تھا کہ میرے بعد ابو بکر اور عمر والی خلافت ہوں گے

یہ دونوں روایتیں معتبر کتب شیعہ کی ہیں جو سنی روایات کے مطابق ہونے کی وجہ سے مسئلہ خلافت شیخین میں فیصلہ کن ہیں

فافهم والا تكن من القاصرين

وَّاَبْكَارًا۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ

رکھنے والیاں بیوہ اور باکرہ اے مسلمانو! تم اپنے آپ کو اور اپنے متعلقین کو آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں

وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ

اس پر فرشتے تند خو سخت مزاج ہوں گے جو اللہ کی بے فرمانی نہ کریں گے اور جو ان کو حکم ہوگا وہی کریں گے

مَا يُؤْمَرُوْنَ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ ؕ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ

اے کافرو! آج تم عذر معذرت نہ کرو جو کچھ تم کیا کرتے تھے اسی کا بدلہ تم کو ملے گا اے

تَعْمَلُوْنَ۝ؑ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ؕ عَسٰى رَبُّكُمْ

ایمان والو! تم اللہ کی جناب میں صاف دل سے متوجہ رہو بہت جلد تمہارا پروردگار

اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ

تمہاری غلطیاں تم سے دور کردے گا اور تم کو باغوں میں داخل کرے۔ گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی

يَوْمَ لَا يُخْزِى اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ

جس روز اللہ اپنے نبی کو اور اس کے ساتھ والے ایمانداروں کو شرمندہ نہیں کرے گا ان کا نور ان کے آگے آگے و دائیں بائیں

وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۝

چلتا ہوگا وہ کہیں گے اے خدا ہمارا نور پورا کر اور ہمارے گناہ ہم کو معاف فرما بے شک تو ہر کام پر قدرت رکھتا ہے

باکرہ غرض ہر قسم کی عورتیں نبی کو دیگا جن سے تمہاری ضرورت اس کو نہ رہے گی کیونکہ رسول پر خدائی فضل خاص ہے خدا اس کو تمہارا محتاج نہ رکھے گا بلکہ کسی کا بھی نہیں۔ خیر یہ تو ہوا واقعہ خاندان رسالت کا اے مسلمانو اب اپنے متعلق ہدایت سنو خانگی حکموں میں اہم حکم یہ ہے کہ تم اپنے آپ کو اور اپنے متعلقین بیوی بچوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن برے آدمی اور پتھر ہیں یعنی وہ ایسی تیز ہے کہ آدمی اور پتھر اس میں پتھر کے کوئلوں کا کام دیں گے خود بھی جلیں گے اور اس کو بھی تیز کریں گے اس پر نگرانی کرنے والے فرشتے بڑے تندخو سخت مزاج ہوں گے جو اللہ کے حکموں کی کسی حالت میں بے فرمانی نہ کرینگے اور جو ان کو حکم ہوگا وہی کریں گے یہ جو ذکر ہوا ہے کہ اس نار جہنم کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے ان آدمیوں سے مراد کافر لوگ ہیں نہ مومن یعنی کافرو آج تم عذر معذرت نہ کرو کیونکہ تمہارا اعذر معذرت معقول نہیں۔ ہاں یہ یقین رکھو کہ تم پر ظلم نہ ہوگا بلکہ جو کچھ تم دنیا میں کیا کرتے تھے اسی کا بدلہ تم کو ملے گا پس اے ایمان والو ہم تم کو اصل کام بتاتے ہیں جو بعد الایمان تم پر فرض واجب ہے وہ یہ ہے کہ تم اللہ کی جناب میں صاف دل سے متوجہ رہو اس کا بدلہ تم کو یہ ملے گا کہ بہت جلد تمہارا پروردگار تمہاری غلطیاں تم سے دور کردیگا اور تم کو باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہونگی یہ سب کچھ اس روز ہوگا جس روز اللہ اپنے اس نبی کو اور اس کے ساتھ والے ایمانداروں کو حسب وعدہ شرمندہ نہیں کردے گا بلکہ اپنے وعدے پورے کریگا ایسے کہ ان کو نور جو ان کے ایمان کا اثر ہوگا ان کے آگے آگے اور دائیں بائیں چلتا ہوگا وہ ایماندار اس وقت کہیں گے اے خدا ہمارا نور پورا کر یعنی جہاں تک ہمیں پہنچتا ہے ہم کو اس کی ضرورت ہے وہاں (جنت) تک اسکو ہمارے ساتھ رکھو اور وعدہ سابقہ کے تحت ہمارے گناہ معاف فرما بیشک تو ہر کام پر قدرت رکھتا ہے یہ تو اس روز ایمانداروں کی حالت ہوگی۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ

اے نبی! تم کافروں اور منافقوں سے جہاد کیا کرو اور ان کے سامنے مضبوط رہا کرو اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے وہ

وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۞ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ ؕ

بہت بری جگہ ہے اللہ کافروں کے لئے نوح نبی اور لوط نبی کی عورتوں کو بہ طور مثال پیش کرتا ہے جو دونوں

كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا

ہمارے نیک بندوں کے ماتحت تھیں پھر انہوں نے ان کی بے فرمانی کی پس وہ دونوں ان سے اللہ کا عذاب پنچھ بھی نہ

مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ۞ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ

ہٹا سکے اور ان کو کہا گیا کہ آگ میں داخل ہونے والوں کے ساتھ تم بھی داخل ہو جاؤ خدا نے ایمانداروں کے لئے فرعون کی بیوی

اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ

کی مثال پیش کرتا ہے جب اس نے کہا اے میرے رب! اپنے پاس جنت میں میرے لئے گھر بنا

لیکن اے نبی یہ کیفیت اور یہ عزت یونہی نہیں مل جائیگی بلکہ چند افعال تم کو کرنے ہوں گے سب سے پہلے تو ایمان ہے جس کا ذکر پہلے آچکا ہے اس کے بعد رجوع الی اللہ ہے وہ بھی مذکورہ ہو چکا اس کے بعد جہاد فی سبیل اللہ ہے پس تم بوقت ضرورت کافروں اور ان منافقوں سے انکے حسب حال جہاد کیا کرو اور انکے سامنے مضبوط رہا کرو کسی طرح تم سے سستی دیکھنے میں نہ آئے اور نہ عند الضرورت[1] ان سے منہ پھیرو بلکہ یہ سمجھو کہ دنیا میں وہ تمہارے مفتوح ہیں اور آخرت میں ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ واپسی کی بہت بری جگہ ہے سنو کافروں کا گھمنڈ ہے کہ وہ مالدار ہیں معزز ہیں اشراف ہیں خدا انکو عذاب نہیں کریگا۔ یہ خیال ان کا غلط ہے کفر ایسا بد فعل ہے کہ نبی کا قریبی تعلقدار رات دن جان و جگر کی طرح ساتھ رہنے والا بھی کفر اختیار کرے تو وہ بھی نہیں بچ سکتا غور کرو اللہ تعالیٰ کافروں کے سمجھانے کیلئے حضرت نوح نبی اور لوط نبی کی عورتوں کو بطور مثال پیش کرتا ہے جو دونوں ہمارے یعنی خدا کے نیک بندوں کے ماتحت بطور بیویوں کے تھیں ان نبیوں کے ساتھ رات دن کا تعلق تھا پھر انہوں نے ان کی شرعی احکام میں بے فرمانی کی اور بجائے توحید کے شرک اور بجائے ایمان کے کفر اختیار کیا پس وہ دونوں نبی ان سے اللہ کا عذاب کچھ بھی نہ ہٹا سکے ان کی موجودگی میں وہ ہلاک ہو گئیں اور خدا کی طرف سے ان دونوں عورتوں کو کہا گیا کہ جہنم کی آگ میں داخل ہونے والوں کے ساتھ ہی تم بھی داخل ہو جاؤ سن لیا کفر کا انجام اب سنو ایمان کا' ایمان کہیں بھی ہو اپنا اثر دکھاتا ہے۔ کوئی زبردست بھی اس کے اثر کو روک نہیں سکتا چاہے کوئی کتنا ہی ضعیف کسی زبردست کے ماتحت ہو اس کا ایمان اس کو ثمرہ دیتا ہے اس لئے خدا تعالیٰ ایمانداروں کی بشارت کے لئے فرعون جیسے جابر بادشاہ کی بیوی آسیہ رضی اللہ عنہا کی مثال پیش کرتا ہے کہ دیکھو وہ فرعون کی خدائی سے منکر ہو کر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائی اس پر فرعون نے اس کو سخت سخت عذاب دئے مگر وہ صابرہ ہر تکلیف پر صبر کرتی رہی یہانتک کہ وہ وقت آیا جب اس نے آخری وقت میں سخت تکلیف پر دعا کرتے ہوئے کہا اے میرے رب مجھے یہ فرعونی محلات ناخوش گوار ہیں تو مجھے ان سے نکال اور اپنے پاس جنت میں میرے لئے گھر بنا

[1] آیتہ لاتھنو ولا تحزنوا کی طرف اشارہ ہے ولغلظ کے معنی سخت کلامی اور بد گوئی نہیں کیونکہ آنحضرت ﷺ نے کبھی بد گوئی نہیں کی اور جنگ میں سخت کلامی یا بد گوئی کچھ مفید بھی نہیں وہاں تو قوت بازو مفید ہے اسی لئے دوسری آیت میں فرمایا ولیجدوا فیکم غلظتہ تم مسلمان ایسے یک دل ہو کر جہاد کیا کرو کہ غیر مسلم تم میں پختگی پائیں یہی پختگی یہاں مراد ہے۔

وَنَجِّنِیْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۱﴾ وَمَرْیَمَ ابْنَتَ

اور مجھے فرعون اور اس کے عملے سے نجات دے اور مجھ کو اس ظالم قوم سے چھڑا اور مریم بنت عمران کو

عِمْرٰنَ الَّتِیْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِیْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ

بطور مثال پیش کیا جس نے اپنی عصمت کو محفوظ رکھا تو ہم نے اس کے اندر اپنی طرف سے روح پھونکی اور اس نے اپنے

رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِیْنَ ﴿۱۲﴾

رب کے احکام اور کتابوں کی تصدیق کی اور وہ فرماں برداروں میں تھی

اور مجھے ظالم فرعون اور اس کے ظالم عملے سے نجات دے جو مجھ پر ظلم کر رہے ہیں اور مجھ کو اس ظالم قوم قبط سے چھڑا ئیں ان کا منہ بھی دیکھنا نہیں چاہتی۔ اسی طرح اور خدا نے ایک پاکدامن عفیفہ معصومہ مریم بنت عمران کو (بطور مثال کے) پیش کیا جسکو ظالموں نے طرح طرح سے بدنام کیا اس کی پاک دامنی پر سیاہ دھبہ لگانا چاہا حق یہ ہے کہ اس ایماندار پاک دامن نے اپنی عصمت کو محفوظ رکھا تو ہم (خدا) نے اس مریم کے اندر اپنی طرف سے زندگی کی روح پھونکی یعنی اس کے رحم میں بقدرت کاملہ بچہ پیدا کیا جس کا نام عیسیٰ بن مریم تھا چنانچہ وہ پیدا ہوا تو مخالفوں کے طعن کے جواب میں مریم نے اسی بچہ کی طرف[۲] اشارہ کر کے کہا اسے پوچھ لو یہ کیسے پیدا ہوا ہے۔ اس بچے نے ان کو معقول جواب دیئے پس مخالف یہودیوں کے مطاعن غلط سمجھو کیونکہ مریم عفیفہ پاکدامن تھی اور اس نے اپنے رب کے احکام اور کتابوں کی تصدیق کی اور وہ خدا کے فرمانبرداروں میں تھی پس تم اس کی نسبت کسی قسم کی بدگمانی نہ کرو ورنہ خدا کے راست باز بندوں[۱] کے حق میں بدگو سمجھے جاؤ گے

---

[۱] یہودیوں نے حضرت صدیقہ مریم پر بہتان لگایا یعنی انکے بیٹے حضرت مسیح علیہ السلام کو ناجائز مولود کہا۔ قرآن مجید میں ان کے اس قول کو لعنت کا موجب فرمایا چنانچہ ارشاد ہے **وقولهم علی مریم بهتانا عظیما** (یہودیوں کے مریم پر بہتان لگانے کی وجہ سے خدا نے ان پر لعنت کی) یہودیوں کے اس فعل پر جو ناراضگی چاہیئے تھی وہ خدا نے قرآن مجید میں کی مگر آج ہمارے ملک میں ایک جماعت ہے جو قرآن مجید کو کلام اللہ مانتی ہے اور اپنا نام احمدی مسلمان رکھتی ہے ان کا عقیدہ بھی اس بارے میں یہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام (معاذ اللہ) ناجائز مولود تھے چنانچہ اس جماعت کے رہبر (مرزا غلام احمد قادیانی) مریم صدیقہ کے حق میں لکھتے ہیں

> افاغنہ مثل یہود فرقے میاں نسبت و نکاح نہ کردہ دختران از ملاقات و مخالطت بامنسوب مضائقت نگیرند مثلاً اختلاط مریم صدیقہ بامنسوب خویش (یوسف) و بمعیت وی خارج بیت گردش نمودن شہادت حقہ برایں رسم است دور بعض از قبائل خواتین جبال قبل از اجر مراسم نکاح آبستنی شدہ وعاد تا محل آروشند قوم نگر دیدہ اغماض و اعراض ازاں میشود ایں مردم از تاسی بیہود نسبت را در رنگ نکاح داشتہ تعیین کابین ہم ذراں میکنند (کتاب ایام الصلاح فارسی مصنفہ مرزا قادیانی صفحہ ۶۵)

اس عبارت کا مختصر ترجمہ یہ ہے کہ یہودیوں میں دستور تھا کہ بعد نکاح محض منگنی کی حالت میں دلہا دلہن باہم ملاپ کر لیا کرتے تھے۔ مریم صدیقہ کی حالت ایسی تھی جو اپنے منسوب (یوسف) کے ساتھ منگائی کی حالت میں قبل نکاح ہی ہمبستر ہوئے اس سے اس کو حمل ہوا جو مسیح کے نام سے پیدا ہوا اس مضمون کی اچھی طرح تشریح دوسری کتاب کشتی نوح میں مرزا صاحب نے کی ہے چنانچہ لکھتے ہیں

> مریم کی وہ شان ہے کہ جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔ گو لوگ اعتراض اس صورت میں وہ قابل رحم تھے نہ قابل اعتراض (کشتی نوح صفحہ ۱۶)

[۲] سور مریم کی آیت فاشارت الیه کی طرف اشارہ ہے۔

سورت ملک

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خدا کے نام سے شروع جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ۡ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ۙ﴿۱﴾ الَّذِيْ خَلَقَ

بڑی برکت والا ہے وہ خدا جس کے قبضے میں تمام ملک کی حکومت ہے اور وہ ہر ایک کام پر قدرت رکھتا ہے وہی جس نے موت

الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۙ﴿۲﴾

اور حیات مقرر کی تاکہ خدا تم کو جانچے کہ تم میں سے کون اچھے کام کرنے والا ہے اور وہ بڑا غالب بخشش والا ہے

سورت ملک

بڑی برکت والا[1] ہے وہ خدا جس کے قبضے میں تمام ملک کی حکومت ہے اور وہ ہر ایک کام پر قدرت رکھتا ہے جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے فناہ کر دیتا ہے وہی جس نے ہر چیز کے لیے اموات اور حیوۃ مقرر کی ہے اور تم بنی انسان کو پیدا کیا ہے تاکہ خدا تم کو جانچے یعنی اظہار کر دے کہ تم میں سے کون اچھے کام کرنے والا ہے مطلب یہ کہ تمہاری زندگی کا مقصد اعمال صالحہ کرنا ہے دیگر ہیچ اور وہ خدا بڑا غالب بڑی بخشش والا ہے پس اگر کوئی انسان اسکی ہدایت کے ماتحت اعمال صالحہ نہیں کرے گا۔

ناظرین کرام

اس سیدھی سادھی عبارت کا مطلب آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ (بقول مرزا صاحب) مریم کو قبل از نکاح حمل ہو گیا اس لیے بغرض پردہ پوشی صدیقہ کا نکاح کیا گیا ہے۔ جیسے آج کل بھی کسی لڑکی کا حمل کی پردہ پوشی کی نیت سے نکاح کر دیتے ہیں ان دونوں عبارتوں کے ملانے سے صاف ثابت ہو تا کہ حضرت مسیح (بقول مرزا صاحب قادیانی) شرعی اصطلاح میں ناجائز مولود تھے۔

صدق الله تعالى وقولهم على مريم بهتانا عظيما. نعوذ بالله ان يقول به احد من مسلمين

[1] حدیث شریف میں ہے

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان سور في القران ثلثون ايته شفعت لرجل حتى غفرله هي تبارك الذي بيده الملك (احمد ترمذی نسائی ابن ماجہ) یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا قرآن مجید میں ایک سورت تیس آیات کی ہے وہ اپنے پڑھنے والے کی سفارش کرتی رہے گی یہاں تک کہ اسے بخشا جائے گا۔ وہ سور تبارک ہے۔ ایک حدیث میں ہے

عن ابن عباس قال ضرب اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم خباء على قبره وهولا يحسب انه قبر فاذا فيه انسان يقراء سور تبارك الذى بيده الملك حتى ختمها فاتى النبى صلى الله عليه وسلم فاخبره فقال النبى صلى الله عليه وسلم هي المانعته المنجيته تيجيه من عذاب الله رواه الترمذى

یعنی ابن عباس نے کہا کہ بعض اصحاب نے بے خبری میں ایک قبر کی جگہ پر خیمہ لگایا تو سنا کہ ایک انسان سورۃ تبارک الذی پڑھتا ہے یہاں تک کہ اس نے سورۃ ختم کر لی اس خیمہ لگانے والے شخص نے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر ماجرا عرض کیا حضور نے فرمایا یہ سورۃ عذاب سے مانعہ ہے نجات دینے والی ہے اس پڑھنے والے کو (چونکہ وہ دنیا میں روزانہ اسے پڑھتا تھا) اللہ کے عذاب سے نجات دلائے گی۔ بعد نماز عشاء ہر روز اس سورۃ کو پڑھنا چاہیے۔

نوٹ: پڑھنے والا تو عالم ارواح میں تھا مگر آواز قبر سے آتی تھی جیسے فون میں بات کرنے والا تو کہیں دور ہوتا ہے مگر آواز یہاں فون سے آتی ہے۔ اللہ اعلم

الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ؕ مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ؕ

وہی خدا ہے جس نے سات آسمان تہ بہ تہ پیدا کئے تم خدائے رحمٰن کی خلق میں کچھ فتور پاتے ہو؟

فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ ﴿۳﴾ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَیْنِ یَنْقَلِبْ

اپنی نظر لوٹاؤ اور دیکھو کیا تمہیں کچھ فتور نظر آتا ہے پھر بار بار نظر لوٹاؤ تمہاری طرف

اِلَیْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِیْرٌ ﴿۴﴾ وَلَقَدْ زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ وَ

تھکی ہاری واپس آئے گی ہم نے چراغوں کے ساتھ ورلے آسمان کو مزین کیا ہے

جَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّیٰطِیْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِیْرِ ﴿۵﴾ وَلِلَّذِیْنَ كَفَرُوْا

اور ہم نے ان کو شیاطین کے دھتکار بنایا ہے اور ہم نے ان کے لئے آگ کا عذاب تیار رکھا ہے اور جو اپنے رب سے منکر ہیں

بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ﴿۶﴾ اِذَآ اُلْقُوْا فِیْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِیْقًا وَّ

ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور وہ بری جگہ ہے جب وہ لوگ اس میں ڈالے جائیں گے تو اس کی بڑے زور کی

هِیَ تَفُوْرُ ﴿۷﴾ تَكَادُ تَمَیَّزُ مِنَ الْغَیْظِ ؕ كُلَّمَآ اُلْقِیَ فِیْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ

آواز سنیں گے اور وہ جوش مارتی ہوگی ایسی کہ مارے جوش کے پھٹ نہ جائے جب کبھی کوئی جماعت اس میں ڈالی جائے گی تو اس کے دار وغے ان سے

یَاْتِكُمْ نَذِیْرٌ ﴿۸﴾

پوچھیں گے کیا تمہارے پاس کوئی سمجھانے والا نہ آیا تھا

تو تباہ ہوگا چاہے کتنا ہی معزز اور مؤقر ہو خدا کی عزت کے سامنے اس کی ایک نہ چلے گی اور اگر کوئی شخص غلطی کے بعد توبہ کرے گا تو خدا کی بخشش سے حصہ وافر پائے گا سنو وہی خدا ہے جس نے سات آسمان تہ بہ تہ پیدا کئے اس کے سوا اور بھی ہزارہا قسم کی مخلوق پیدا کی کیا تم خدائے رحمٰن کی خلق میں کچھ فتور پاتے ہو جس قانون پر دنیا کو چلایا ہے اس میں کوئی قصور ہوتا ہے سورج چاند ستارے وغیرہ جس نہج پر چلائے ہیں اس میں کبھی کوئی خلل آیا ہے ذرا اپنی نظر لوٹاؤ اور دیکھو کیا تمہیں کچھ فتور نظر آتا ہے پھر بار بار نظر لوٹاؤ اور دیکھو کہ صنعت خداوندی میں کوئی فتور تم کو دکھائی دیتا ہے ہرگز نہیں جتنا دیکھو گے نظر تمہاری طرف تھکی ماندی مطلب یابی میں ہاری واپس آئے گی سنو ہم اپنی صنعت تم کو دکھاتے ہیں دیکھو ہم نے چراغوں یعنی ستاروں کے ساتھ ورے آسمان کو مزین کیا ہے تم رات کے وقت دیکھتے ہو کیسا چمکتا ہے اور ستارے قندیلوں کی طرح لگے ہوئے معلوم ہوتے ہیں ان ستاروں کو کئی ایک فائدوں کے لیے پیدا کیا ہے منجملہ ایک یہ ہے کہ ہم نے ان کو شیاطین کے لیے دھتکار بنایا ہے یعنی شیاطین جب آسمان کی طرف چڑھ کر ملایکہ کی گفتگو سننا چاہتے ہیں تو ان ستاروں کی تاثیر سے ہٹ جاتے ہیں جیسے آگ یا بجلی کی حرارت مانع ہوتی ہے اور ہم نے شیطانوں اور ان کے اتباع کے لئے آگ کا عذاب جہنم میں تیار کر رکھا ہے انہی کیلئے نہیں بلکہ انکے اور ان کے اتباع میں ان لوگوں کیلئے بھی جو اپنے رب کی ذات یا صفات یا احکام سے منکر ہیں ان کیلئے جہنم میں آگ کا عذاب ہے وہ بری جگہ ہے جب وہ لوگ اس میں ڈالے جائینگے اس دوزخ کی بڑے زور کی آواز سنیں گے جو جوش اور تیزی کی حالت میں آگ سے نکلا کرتی ہے کیونکہ وہ جوش مارے گی کہ سننے والے کو اندیشہ ہوگا کہ مارے جوش کے پھٹ نہ جائے یعنی جہنم جو چار دیواری کی وجہ سے ایک محاط مکان کی صورت میں بنی ہوگی جوش نار سے اسکا پھٹنا قریب الفہم ہوگا جب کبھی کوئی جماعت اس میں ڈالی جائیگی تو اس دوزخ کے دروغے ان سے پوچھیں گے تم جو بدکاریوں میں مبتلا رہے جنکی وجہ سے تم یہاں ٹھہرائے گئے کیا تمہارے پاس کوئی سمجھانے والا نہ آیا تھا عقلمند کا کام تو یہ ہے کہ سمجھانے والے کی سنے اور عمل کرے سمجھانے والے آئے تو ضرور ہوں گے پھر کیا وجہ ہے کہ تم کو اتنی سخت سزا ملی۔

قَالُوْا بَلٰی قَدْ جَآءَنَا نَذِیْرٌ ۙ۬ فَكَذَّبْنَا وَ قُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَیْءٍ ۚۖ اِنْ اَنْتُمْ

کہیں گے کہ ہاں ہم نے ان کی تکذیب کی اور ہم نے کہا کہ اللہ نے کوئی کتاب نہیں اتاری تم بہت

اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ كَبِیْرٍ ۝۹ وَ قَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِیْۤ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ۝۱۰

بڑی غلطی میں ہو اور کہیں گے کہ اگر ہم سنتے یا عقل سے کام لیتے تو آج ہم آگ والوں میں نہ ہوتے

فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ۝۱۱ اِنَّ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ

پس وہ اپنے گناہوں کے معترف ہوگئے سو ایسے جہنمیوں کے لئے رحمت سے دوری ہو ہاں جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں

بِالْغَیْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِیْرٌ ۝۱۲ وَ اَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ

ان کے لئے بخشش اور بڑا بدلہ ہے اور تم اپنی بات آہستہ کہو یا پکار کہ کہو وہ سینوں

بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۱۳ اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ؕ وَ هُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ ۝۱۴ هُوَ الَّذِیْ

کے راز بھی جانتا ہے سنو! جو پیدا کرنے والا ہے وہ سب کچھ جانتا ہے اور وہ بڑا باریک بین باخبر ہے وہ خدا وہی ہے

جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِیْ مَنَاكِبِهَا وَ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ؕ وَ اِلَیْهِ النُّشُوْرُ ۝۱۵

جس نے زمین کو نرم پیدا کیا پس تم اس کے کناروں میں پھرو اور اسی خدا کا دیا ہوا رزق کھاؤ اور تم کو اسی کی طرف جانا ہے

ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ

کیا تم اس سے بے خوف ہو جو آسمانوں میں ہے

ع ۱۳

وہ جواب میں کہیں گے کہ ہاں واقعی سمجھانے والے آئے تھے مگر ہم نے ان کی تکذیب کی اور ایک نہ سنی ہم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کی ہدایت کیلئے کبھی کوئی کتاب نہیں اتاری اسے کیا ضرورت کہ وہ وحی بھیجے رسول بنائے اس نے انسان کو عقل کامل دے رکھی ہے بس یہی عقل انسان کی راہنمائی کو کافی ہے اے سمجھانیوالو تم بہت بڑی غلطی میں ہو جو لوگوں کے سامنے دعویٰ رسالت اور ادعاء نبوت کرتے ہو یہ بھی کہیں گے کہ اگر ہم ان کو سنتے یا عقل خداداد سے کام لیتے جسکو ہم نے چھوڑ دیا تھا تو آج ہم اس آگ والوں میں نہ ہوتے۔ پس دیکھو اس سوال کے جواب میں وہ اپنے گناہوں کے معترف ہوگئے سو ایسے جہنمیوں کے لیے جو اقراری مجرم ہیں خدائی رحمت سے دوری ہو خدا ایسوں کو نہ بخشے ہاں جو لوگ بن دیکھے اپنے رب سے ڈرتے اور نیک عمل کرتے ہیں ان کے لیے بخشش کا حصہ اور بڑا اچھا بدلہ ہے یہ مت سمجھو کہ خدا کو نیک و بد بتانے کی ضرورت ہے اور وہ کسی مخبر کے ذریعہ سے وہ اطلاع پاتا ہے نہیں ہرگز نہیں بلکہ خدا کا عالم اتنا وسیع ہے کہ تم اپنی بات آہستہ کہو یا پکار کر کہو خدا کو سب معلوم ہے کیونکہ وہ سینوں کے راز بھی جانتا ہے سنو جو سب چیزوں کو پیدا کرنے والا ہے وہ سب کچھ جانتا ہے اس کی خالقیت کی صفت اس کے علم کے متقاضی ہے یعنی خالق کل علیم کل ہونا ضروری ہے اور وہ بڑا باریک بین ساری مخلوق کے حال سے باخبر ہے غور سے سنو جس خدا کی طرف اے نبی تم ان لوگوں کو بلاتے ہو وہ خدا وہی ہے جس نے زمین کو ہموار نرم پیدا کیا ایسی کہ چاہو تو اس پر مکان بنالو چاہو تو کھیتی کرلو سفر کرنے کی ضرورت ہو تو سفر بھی کرو۔ بس تم اس زمین کے کناروں اور اطراف میں پھرو اور زمین کی پیداوار میں سے اس خدا کا دیا ہوا رزق کھاؤ اور رزق کھاتے ہوئے تکبر اور غرور نہ کرو بلکہ دل میں جانو کہ بعد موت تم کو اسی کی طرف جانا ہے پھر جو کچھ تم نے یہاں کام کئے ہوں گے وہاں ان کا بدلہ پاؤ گے نیک کا نیک بد کا بد پس تم کو چاہئے کہ ابھی سے خدا کے ساتھ اچھا تعلق رکھو یعنی ہر کام میں اس سے ڈرتے رہو کیا تم اس ذات پاک سے بے خوف ہو جو آسمان اور زمین میں حکومت کرتا ہے

أَنْ يَخْسِفَ بِكُمُ الْأَرْضَ فَإِذَا هِيَ تَمُورُ ﴿۱۶﴾ أَمْ أَمِنْتُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ أَنْ يُرْسِلَ

کہ تم سب کو زمین میں دھنسا دے پھر وہ تیزی کے ساتھ ہلنے لگ جائے کیا تم اس ذات پاک سے بے خوف ہو جو آسمانوں میں ہے اس سے

عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ۖ فَسَتَعْلَمُونَ كَيْفَ نَذِيرِ ﴿۱۷﴾ وَلَقَدْ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ

کہ وہ تم پر پتھراؤ کرائے پھر تم جان لو کہ میرا ڈرنا کیسا ہے اور ان لوگوں سے پہلے لوگوں نے بھی

فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ﴿۱۸﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صَافَّاتٍ وَيَقْبِضْنَ ۚ مَا

تکذیب کی تھی پھر میری ناراضگی ان پر کیسی ہوئی کیا یہ لوگ اپنے اوپر پرندوں کو نہیں دیکھتے جو صفیں باندھ کر پروں کو بند کئے ہوئے چلتے ہیں

يُمْسِكُهُنَّ إِلَّا الرَّحْمَٰنُ ۚ إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ بَصِيرٌ ﴿۱۹﴾ أَمَّنْ هَٰذَا الَّذِي هُوَ جُنْدٌ

خدائے رحمٰن ان کو گرنے سے روکتا ہے بے شک خدا ہر چیز کو دیکھ رہا ہے کون شخص ہے جو خدا سے ورے تمہارا حمایتی

لَكُمْ يَنْصُرُكُمْ مِنْ دُونِ الرَّحْمَٰنِ ۚ إِنِ الْكَافِرُونَ إِلَّا فِي غُرُورٍ ﴿۲۰﴾ أَمَّنْ هَٰذَا

بن کر تمہاری مدد کرے پس یہ منکر لوگ سراسر دھوکے میں ہیں بھلا بتاؤ تو سہی

الَّذِي يَرْزُقُكُمْ إِنْ أَمْسَكَ رِزْقَهُ ۚ بَلْ لَجُّوا فِي عُتُوٍّ وَنُفُورٍ ﴿۲۱﴾ أَفَمَنْ يَمْشِي

کہ اگر خدا اپنا رزق تم سے بند کرلے تو کون ہے جو تم کو رزق دے بلکہ یہ لوگ سرکشی اور نفرت پر اڑے ہوئے ہیں کیا وہ شخص جو اپنے منہ کے

اس سے کہ تمہی انسانوں سب کو زمین میں دھنسانے کا حکم دے پھر وہ زمین اس حکم کی تعمیل میں تیزی کے ساتھ ہلنے لگ جائے اور جو آسمانوں اور زمین میں حکومت کرتا ہے اس سے کہ وہ تم پر اپنے حکم سے پتھراؤ کردے پھر تم جان لو کہ میرا (یعنی خدا کا) ڈرانا کیسا ہے گا اے مسلمانو اور ایک نصیحت کی بات سنو ان مکذب لوگوں سے پہلے لوگوں نے بھی رسولوں کی تکذیب کی تھی مثلاً قوم نوح قوم لوط عاد ثمود وغیرہ نے انبیاء کرام کی مخالفت اور تکذیب کی پھر میری (یعنی خدا کی) ناراضگی ان پر کیسی ہوئی۔ ایسی کہ سب کو تباہ کردیا آج ایک بھی ان میں سے نظر نہیں آتا کیا خدا کے قبضہ قدرت کا ثبوت معلوم کرنے کو یہ لوگ اپنے اوپر پرندوں کو نہیں دیکھتے جو صفیں باندھ کر پروں کو بند کئے ہوئے چلتے ہیں وہ باوجود وزنی ہونے کے گرتے کیوں نہیں اس لیے خدائے رحمٰن ان کو گرنے سے روکتا ہے یعنی اس نے ان کو یہ طاقت بخشی ہے اور اسی نے ہوا میں یہ قوت رکھی ہے کہ ان کو تھامے رکھے بیشک خدا پیدا کرنے کے بعد ہر چیز کو دیکھ رہا ہے لطف یہ ہے کہ آہستہ آہستہ پوچھو تو یہ مشرکین بھی اس بات کے قائل ہیں کہ خدا واقعی ایسی بلکہ اس سے بھی زیادہ قدرت رکھتا ہے تاہم وہ اس شاہراہ سے منحرف ہو جاتے ہیں ان سے پوچھ تو سہی کہ کون ایسا شخص ہے جو خدا سے ورے تمہارا حمائتی بن کر مدد کرے سچ تو یہ ہے کہ کوئی بھی ایسا نہیں پس یہ منکر لوگ ایسا خیال کرنے میں سراسر دھوکے میں ہیں وہمی باتوں کے پیچھے جارہے ہیں پتھروں اور اینٹوں کی بنی ہوئی چیزوں کی پوجا کرتے ہیں ان سے پوچھو کہ بھلا بتاؤ تو سہی کہ اگر خدا اپنا رزق تم سے بند کرلے اوپر سے بارش نہ کرے یا زمین سے پیدا نہ کرے تو اس کے سوا کون ہے جو تم لوگوں کو رزق دے حقیقت میں کوئی نہیں بلکہ یہ منکر لوگ اس سے انکار کرکے سرکشی اور حق سے نفرت کرنے پر اڑے ہوئے ہیں جب کہ اصلیت یہی ہے جو ذکر ہوئی کہ خدا کے سوا نہ کسی میں طاقت ہے نہ کوئی تمہارا حاجت روا اور مشکل کشا ہے پس جو لوگ اس حقیقت پر ہیں وہ تو ہدایت یاب ہیں اور جو اس سے ہٹے ہوئے ہیں وہ گمراہ ہیں ان مشرکوں سے پوچھو کیا وہ شخص جو

مُكِبًّا عَلٰى وَجْهِهٖٓ اَهْدٰٓى اَمَّنْ يَّمْشِىْ سَوِيًّا عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٢٢﴾ قُلْ هُوَ

بل اوندھا چلتا ہے وہ زیادہ ہدایت یاب ہے یا وہ جو سیدھی راہ پر چل رہا ہے تم کہو میرا معبود

الَّذِىْٓ اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿٢٣﴾

وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا اور تمہارے لئے سننے اور دیکھنے کی قوت پیدا کی اور دل بنائے تم لوگ بہت کم شکر کرتے ہو

قُلْ هُوَ الَّذِىْ ذَرَاَكُمْ فِى الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿٢٤﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا

کہہ وہی میرا معبود ہے جس نے تم کو زمین پر آباد کیا اور تم لوگ اس کے پاس جمع کئے جاؤ گے اور کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہوگا

الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٢٥﴾ قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۪ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٢٦﴾

اگر تم سچے ہو تو بتاؤ تم کہو کہ سوائے اس کے نہیں کہ اس کا علم خدا ہی کو ہے اور بجز اس کے نہیں کہ میں صاف صاف ڈرانے والا ہوں

فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقِيْلَ هٰذَا الَّذِىْ كُنْتُمْ بِهٖ

جب یہ لوگ اس کو قریب دیکھیں گے تو جو لوگ منکر ہوں گے ان کے چہرے جھلسے جائیں گے اور کہا جائے گا کہ یہ یہی وہ وعدہ ہے جو تم طلب کیا

تَدَّعُوْنَ ﴿٢٧﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِىَ اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِىَ اَوْ رَحِمَنَا ۙ فَمَنْ يُّجِيْرُ

کرتے تھے تم کہو بتاؤ تو اللہ مجھے اور میرے ساتھیوں کو اگر ہلاک کردے یا رحم فرمائے یہ بتاؤ کہ کافروں

اپنے منہ کے بل اوندھا چلتا ہے وہ زیادہ ہدایت یاب اور قدرتی طریق پر چلنے والا ہے یا وہ جو سیدھا سر وقد سیدھی راہ پر چل رہا ہے اس میں کیا شک ہے کہ دوسرا شخص ہی ہدایت یاب اور سیدھی راہ پر ہے پس وہی ایماندار ہے کیونکہ وہ ہر اس چیز کو مانتا ہے جو خدا کی قدرت کا اظہار کرتی ہے سب سے پہلے اس کا اس بات پر یقین ہے کہ ہم انسانوں کو خدا نے پیدا کیا ہے تم اے نبی کہو میں اصل بات تم کو بتاؤں جس پر تمام دنیا کا اتفاق ہے سنو میرا معبود ہی ہے جس نے تم کو اور مجھ کو پیدا کیا ہے اور تمہارے اور ہمارے لیے سمع سننے اور دیکھنے کی قوت پیدا کی اور ہر جاندار میں دل بنائے جن سے ان کی زندگی ہے تاہم تم لوگ بہت کم شکر کرتے ہو۔ بھلا یہ بھی شکر ہے کہ یہ سب نعمتیں تو دیں اللہ نے اور تم لوگ عبادت کرتے ہو غیر اللہ کی جو صریح شرک ہے اے نبی ان کو کہو کہ وہی خدا میرا اور تمہارا معبود ہے جس نے تم کو زمین پر آباد کیا اور بروز قیامت تم لوگ اس کے پاس جمع کئے جاؤ گے اور اپنے کئے کا پورا پورا بدلہ پاؤ گے دیکھو ان کی ضد اور جہالت کہ جزا اور یوم جزا کا ذکر سن کر ڈرتے نہیں بلکہ کہتے ہیں کہ یہ یوم وعدہ جس کا تم ذکر کرتے ہو کب ہوگا اگر تم سچے ہو تو بتاؤ ہم اس روز تمہارا صدق و کذب جانچیں گے تاکہ اظہار کر سکیں کہ تم سچے ہو یا جھوٹے ہو تم اے نبی ان کو کہو کہ اس کا جواب دینا علم غیب پر موقوف ہے جو مجھ میں نہیں واقعہ سوائے اس کے نہیں کہ اس وعدہ قیامت کا بلکہ ہر چیز کا علم خدا ہی کو ہے اور بجز اس کے نہیں کہ صاف صاف سمجھانے اور برے کاموں پر ڈرانے والا ہوں پس یہ کہہ کہ تم خاموش ہو جاؤ وہ وقت آنے والا ہے جب یہ لوگ اس وعدہ قیامت کو سامنے قریب دیکھیں گے تو جو لوگ اس سے منکر ہوں گے ان کے چہرے مارے غم اور غصہ کے جھلسے جائیں گے اور کہیں گے کہ ہائے یہ کیا مصیبت ہے اور خدا کی طرف سے فرشتوں کی زبانی کہا جائے گا یہی وہ یوم وعدہ ہے جو تم طلب کیا کرتے تھے یہ لوگ جو تمہیں کہتے اور دھمکاتے ہیں کہ تم لوگ تباہ اور برباد ہو جاؤ گے تمہیں کوئی جانے گا بھی نہیں تمہیں کوئی یاد نہ کرے گا تم اے نبی ان کو کہو بھلا بتاؤ تو اللہ مجھے اور میرے ساتھیوں کو اگر ہلاک کردے تباہ کردے یا رحم فرمائے جو اس کا جی چاہے کرے وہ ہمارا مالک ہے ہم اس کے مملوک تم یہ بتاؤ کہ کافروں کو جب سزا ملنے کا وقت ہوگا

الْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۸﴾ قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ۚ

کو سخت عذاب سے کون چھڑائے گا تم کہدو وہ بڑا رحم کرنے والا ہے ہم اس پر یقین رکھتے ہیں اور اسی پر ہمارا

فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۹﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ

بھروسہ ہے پس تمہیں معلوم ہوجائے گا کہ کون کھلی گمراہی میں ہے تم پوچھو کہ اگر تمہارا پانی

غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ﴿۳۰﴾ ع

دھنس جائے تو کون ہے جو تم کو پانی جاری لادے

سورت قلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خدا کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ﴿۱﴾ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ﴿۲﴾ وَاِنَّ لَكَ

میں رحمٰن ہوں قسم ہے قلم کی اور ہر اس چیز کی جو لوگ لکھتے ہیں تو خدا کے فضل سے مجنون نہیں ہے اور تیرے لئے

لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ﴿۳﴾ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ﴿۴﴾ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ﴿۵﴾

دائمی بدلہ ہے اور تو اعلیٰ خلق پر قائم ہے تو بھی دیکھے گا اور یہ بھی دیکھیں گے

توان کو سخت عذاب سے کون چھڑائے گا خدا کے حکم سے تو عذاب آئیگا لہذا وہ تو چھڑائے گا نہیں۔ باقی رہے تمہارے جھوٹے معبود ان میں طاقت نہ ہوگی آخر کون چھڑائے گا۔ ہاں کون چھڑائے گا۔ ہاں تم اپنا عقیدہ بتانے کو کہدو کہ سنو جی ہمارا ایمان اور اعتقاد ہے کہ وہ خدا بڑا رحمٰن رحم کرنے والا ہے ہم اس پر یقین رکھتے ہیں اور اسی پر ہمارا بھروسہ ہے وہ ہمیں جس حال میں رکھے ہمیں گلہ نہیں پس تم جو ہمارے ساتھ اس بارے میں رات دن جھگڑتے ہو نیک و بد کا انجام دیکھ کر تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کون صریح اور کھلی گمراہی میں ہے دنیا میں بھی آخرت میں بھی اصل حقیقت جان لو گے تم اے نبی ان تم مشرکوں سے پوچھو کہ تم لوگ جو خدا کے سوا بے انت و بے انتہا معبود بناتے ہو بتلاؤ تو اگر تمہارا پانی جو خدا تم کو بذریعہ بارش دیتا ہے جسے تم پیتے اور کھیتوں اور مویشیوں کو پلاتے ہو زمین میں دھنس کر خشک ہو جائے تو کون ہے جو تم کو پانی جاری کے چشمے لادے کوئی نہیں کیا تم نے نظامی شاعر کا شعر نہیں سنا نہ باد ہوا تا نگوئی بیار زمیں نادر تا نگوئی بیار

سورت قلم

میں (خدا) رحمٰن ہوں میری رحمانیت کے تقاضا سے تجھے اے رسول قرآن ملا اور تو نبی ہوا تیرے مخالف تیرے حق میں غلط کہتے ہیں تو پاگل ہے مجنون ہے ہرگز نہیں قسم ہے قلم اور ہر اس چیز کی جو قلم کے ساتھ لوگ لکھتے ہیں تو خدا کے فضل سے مجنوں نہیں ہے بھلا پاگل تیرے جیسے ہوتے ہیں مجنوں اور ہوشیار میں ایک ہی بین فرق ہوتا ہے کہ مجنوں کی حرکات منظم نہیں ہوتیں اس لئے اس کے قول و فعل پر نتیجہ مرتب نہیں سکتا تیری بابت تو ہم شہادت دیتے ہیں کہ تیرے کاموں پر تیرے لیے ایسا دائمی بدلہ ہے جو ختم نہ ہوگا کیونکہ تیری تعلیم کا سلسلہ آخر زمانہ تک جاری رہے گا اور تیری حرکات کی تنظیم کا یہ حال ہے کہ تو اعلیٰ خلق پر قائم ہے یہ نہیں کہ گاہے ماہے کوئی حق کی بات تجھ سے ہو جائے بلکہ دائمی اور مستقل تجھ سے اخلاقی باتیں ہوتی رہتی ہیں پس صریح حالت دیکھ کر بھی جو تجھے مجنوں کہے وہ خود مجنوں نہیں تو کیا ہے اچھا تو بھی دیکھے گا اور یہ لوگ بھی دیکھ لیں گے۔

بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ ۞ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۪ وَهُوَ اَعْلَمُ

کہ تم میں سے کس کو جنون ہے یقیناً تیرا پروردگار ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں اور وہ ہدایت یابوں

بِالْمُهْتَدِيْنَ ۞ فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ ۞ وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ۞ وَلَا

سے خوب واقف ہے پس تو جھٹلانے والوں کا کہا نہ مانیو چاہتے ہیں کہ تھوڑا سا تو نرم ہوجائے تو وہ بھی نرم پڑجائیں گے

تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ۞ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ ۭ بِنَمِيْمٍ ۞ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۞

قسم کھانے والے ذلیل اکسانے والے ادھر ادھر لگانے والے کار خیر کو روکنے والے حد سے تجاوز کرنے والے بدکار

عُتُلٍّ ۢ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ۞ اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِيْنَ ۞ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا

اکھڑ اور علاوہ ازیں بدخمیر کی مت مانیو جب اس کو ہمارے احکام سنائے جاتے ہیں تو بوجہ مالدار اور صاحب اولاد ہونے

قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۞ سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ۞ اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَآ

کے کہتا ہے یہ تو پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں ایسے شخص کو ہم ناک پر داغ لگائیں گے کچھ شک نہیں کہ ہم نے ان کو جانچا جیسے ایک بار

اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ ۚ

باغ والوں کو جانچا تھا

کہ تم فریقین میں سے ہو کس کو جنون ہے یعنی کس کا انجام بخیر اور کامیاب ہے اور وہ کامیاب ہوتا ہے اور کون نامراد باقی رہا کسی مخالف فریق کا دوسرے کو گمراہ کہنا سو تو اس کی فکر نہ کرنا یقیناً تیرا پروردگار ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو اس کی سیدھی راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں اور وہ ہدایت یابوں سے بھی خوب واقف ہے پس تو اس سے بے فکر ہو کر اپنے اداء فرض میں لگا رہ تیرے فرائض میں یہ بھی داخل ہے کہ تو خدا کے کلام کو جھٹلانے والوں کا کہنا نہ مانیو کیونکہ وہ چاہتے ہیں کہ تبلیغ احکام میں تھوڑا سا تو نرم ہو جائے یعنی شرک اور بت پرستی کی تردید زیادہ زور سے نہ کرے۔ تو وہ بھی مخالفت زیادہ زور سے نہ کریں گے بلکہ نرم پڑ جائیں گے۔ جھوٹی قسمیں کھانے والے ذلیل وخوار آپس میں ایک دوسرے کے برخلاف اکسانے والے ادہر ادہر لگانے والے کار خیر کو یعنی اصلاح ذات البین کر روکنے والے انسانی اخلاق کی حد سے تجاوز کرنے والے بدکار طبیعت کے اکھڑ اور علاوہ ازیں بدخیر انسان کی بات کبھی مت مانیو کیونکہ بحکم کل اناء تیرشح بمافیہ ایسے لوگ وہی کہیں گے جو یہ خود کرتے ہیں اور جو انکا رویہ ہے جیسے تیرے زمانہ میں ایسے لوگ ہیں آئندہ بھی[1] ہوں گے اور ہمیشہ ہوتے رہیں گے ایسے شخص کی علامت یہ ہے کہ جب ہمارے احکام اسکو سنائے جاتے ہیں تو بوجہ مالدار اور صاحب اولاد ہونے کے تسلیم احکام سے انکار کرتا ہوا کہتا ہے کہ یہ تو پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں ان کو وحی الٰہی سے کیا تعلق کہیں موسیٰ اور فرعون کا قصہ ہے کہیں آدم اور شیطان کا ذکر ہے کہیں کچھ ہے تو کہیں کچھ ایسے شخص کو چاہے اس زمانہ میں ہے یا آئندہ ہو گا ہم اس کی ناک پر داغ لگائیں گے یعنی اس کو برادری میں بلکہ ساری دنیا میں ذلیل اور نامراد کریں گے ایسا کہ ہر کہہ دمہ جائے گا کہ یہ نامراد ہے کچھ شک نہیں کہ ہم (خدا) نے ان مشرکوں عرب کو مال واسباب اور سامان آسائش وغیرہ دیکر اسطرح جانچا ہے جیسے ایک باغ والوں کو جانچا تھا

[1] اے طرف اشارہ ہے کہ قرآن مجید میں جو الفاظ آئے ہیں یہ تمثیل ہیں جو ہر زمانے کے ایسے لوگوں پر صادق آتے ہیں جو ان اوصاف سے موصوف ہوں اس لیے تعلیم عام ہے اس کی ناک پر نشان لگانے سے مراد اس کی نامرادی اور ناکامی ہے یعنی جو جو منصوبے وہ اسلام اور نبی اسلام کے برخلاف دل میں رکھتا ہے ان سب میں وہ ناکام رہے گا۔ زمانہ رسالت میں ان اوصاف سے موصوف ایک شخص تھا جس کا نام ولید بن مغیرہ تھا بعد کے زمانہ میں بھی ایسے لوگ ہوتے رہے اور ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ اللہ اعلم

إِذْ أَقْسَمُوا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِينَ ﴿١٧﴾ وَلَا يَسْتَثْنُونَ ﴿١٨﴾ فَطَافَ عَلَيْهَا طَائِفٌ

جب انہوں نے پختہ ارادہ کیا کہ کل صبح سویرے ہی اس باغ کے پھل توڑ لیں گے اور وہ کسی طرح کا استثناء نہ کرتے تھے تو ان کے سوتے سوتے ہی تیرے رب

مِّن رَّبِّكَ وَهُمْ نَائِمُونَ ﴿١٩﴾ فَأَصْبَحَتْ كَالصَّرِيمِ ﴿٢٠﴾ فَتَنَادَوْا مُصْبِحِينَ ﴿٢١﴾

کی طرف سے تباہ کرنے والا پہنچ گیا پس وہ صبح کو برباد ہو چکا تھا پھر ان لوگوں نے صبح سویرے ایک دوسرے کو بلایا

أَنِ اغْدُوا عَلَىٰ حَرْثِكُمْ إِن كُنتُمْ صَارِمِينَ ﴿٢٢﴾ فَانطَلَقُوا وَهُمْ يَتَخَافَتُونَ ﴿٢٣﴾

کہ اپنی کھیتی میں چلو اگر اس کو کاٹنے کا ارادہ رکھتے ہو پس وہ اس خوف سے چھپ چھپ کر صبح سویرے چلے

أَن لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُم مِّسْكِينٌ ﴿٢٤﴾ وَغَدَوْا عَلَىٰ حَرْدٍ قَادِرِينَ ﴿٢٥﴾ فَلَمَّا

کہ اس باغ میں آج بھی کوئی مسکین تمہارے پاس نہ پہنچ جائے وہ صبح سویرے پھل کاٹنے کے لئے قوت کے ساتھ نکلے پس جب

رَأَوْهَا قَالُوا إِنَّا لَضَالُّونَ ﴿٢٦﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ ﴿٢٧﴾ قَالَ أَوْسَطُهُمْ أَلَمْ أَقُل

انہوں نے اس باغ کو دیکھا تو بولے کہ ہم راہ بھول گئے ہیں بلکہ ہم محروم کئے گئے ہیں اور ان میں اچھی سمجھ والا بولا کیا میں نے تم سے نہ کہا تھا

لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُونَ ﴿٢٨﴾ قَالُوا سُبْحَانَ رَبِّنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ﴿٢٩﴾

کہ صبح سویرے اٹھتے ہوئے خدا کی تسبیح کیوں نہیں کرتے سب نے کہا سبحان اللہ بے شک ہم ہی قصور وار ہیں

یعنی جس طرح اپنے چند روزہ عیش و آرام پر وہ مغرور ہوئے تھے اس طرح یہ بھی مغرور ہیں سو جیسا ان کا انجام ہوا تھا ان کا بھی ہوگا تفصیل اس کی یہ ہے کہ ان باغ والوں[1] کی نیت تبدیل ہوئی تو خیرات نہ کرنے کی ان کو سوجھی اس پر ان کے باغ کی تباہی ہوئی یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب انہوں نے پختہ ارادہ کیا کہ کل صبح سویرے ہی اس باغ کے پھل توڑیں گے اور وہ اس ارادے میں کسی طرح کا استثناء نہ کرتے تھے یہاں تک کہ انشاء اللہ بھی نہ کہتے تھا ادھر ان کا ارادہ ہوا ادھر خدا کا حکم جاری ہوا تو ان کے سوتے سوتے ہی تیرے رب کی طرف سے تباہ کرنے والا حکم اس باغ پر پہنچ گیا پس وہ ان کے پہنچنے سے پہلے ہی صبح کو برباد ہو چکا تھا مگر ان کو اطلاع نہ تھی پھر ان لوگوں نے اپنے خیال کے مطابق صبح سویرے ایک دوسرے کو بلایا کہ اپنی کھیتی اور باغ میں چلو اگر اس کو کاٹنے کا ارادہ رکھتے ہو تو یہی وقت موزوں ہے پس وہ اس خوف سے چھپ چھپ کر صبح سویرے چلے کہ اس باغ میں آج بھی کوئی مسکین تمہارے پاس نہ پہنچ جائے چنانچہ اسی خیال کو لے کر وہ صبح سویرے پھل کاٹنے کے لیے پختہ ارادہ اور قوت کے ساتھ نکلے وہاں کیا تھا وہم و گمان کے خلاف باغ اجڑ چکا تھا پس جب انہوں نے اس باغ کو جڑا ہوا دیکھا تو اپنے تصور کے خلاف پا کر بولے کہ یہ وہ باغ نہیں ہے یقیناً ہم راہ بھول گئے ہیں ادھر ادھر دیکھ بھال کر کہا بھولے نہیں بلکہ اس باغ کے فوائد سے محروم کئے گئے ہیں ان مالکوں میں اچھی سمجھ والا بولا کیا میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ صبح سویرے اٹھتے ہوئے خدا کی تسبیح کیوں نہیں کرتے یعنی اللہ کو پاکی سے یاد کر کے اس کی دی ہوئی نعمت کا شکر کرو تا کہ خدا ہمارے مال اولاد میں برکت کرے دیکھو یہ اس غفلت کا نتیجہ ہے کہ ہم اس نعمت سے محروم کئے گئے ہیں چونکہ شریف خاندان کے صالح زادے تھے اس لیے اس یاد دہانی پر فوراً سب نے کہا سبحان اللہ ربنا وبحمدہ بیشک ہم ہی قصور وار ہیں

[1] ابن عباس سے روایت ہے کہ یہ باغ یمن میں تھا ایک شخص دیندار اس کا مالک تھا اس کے مرنے کے بعد تین بیٹے وارث ہوئے وارث کی زندگی میں غرباء مساکین کا بھی اس میں حصہ ہوتا تھا۔ جب وہ مر گیا تو اس کے وارثوں نے خیرات کا حصہ بند کر دیا اس خیال سے کہ ہمارا اعیال زیادہ ہے ہم اتنی خیرات کرنے کے متحمل نہیں چنانچہ اس پر پختہ ہو کر صبح باغ کا پھل کاٹنے کو نکلے تو باغ کو اس حال میں پایا جس کا ذکر آیات میں ہے۔ (ماخوذ از معالم)

فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ ۝ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ ۝

وہ ایک دوسرے پر متوجہ ہوکر شرمندہ کرنے لگے بولے ہائے ہماری کم بختی ہم تو واقعی سرکش ہیں

عَسٰى رَبُّنَآ اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَآ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ ۝ كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ۭ وَ

بہت جلد خدا اس باغ سے اچھا باغ ہم کو دے گا ہم یقیناً خدا کی طرف رجوع ہیں عذاب اسی طرح آتا ہے اور

لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ

عذاب آخرت اس سے بھی بڑا ہے کاش کہ لوگ جانیں جو لوگ پرہیزگار ہیں ان کے لئے ان کے پروردگار کے ہاں

النَّعِيْمِ ۝ اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ ۝ مَا لَكُمْ ۣ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۝

نعمتوں کے باغ ہیں کیا پھر فرماں برداروں کو بے فرمانوں جیسا کردیں تمہیں کیا ہوگیا تم لوگ کیسی رائیں لگاتے ہو

اَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِيْهِ تَدْرُسُوْنَ ۝ اِنَّ لَكُمْ فِيْهِ لَمَا تَخَيَّرُوْنَ ۝ اَمْ لَكُمْ اَيْمَانٌ

کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں تم لوگ پڑھتے ہو کہ جو تم چاہو وہ تم کو ملے گا کیا ہمارے ہاں تمہارے

عَلَيْنَا بَالِغَةٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۙ اِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُوْنَ ۝ سَلْهُمْ اَيُّهُمْ بِذٰلِكَ

عہد وپیمان ہیں جو قیامت تک تمہارے لئے پٹہ ہیں جو تم فیصلہ کرو وہ تم کو مل جائے گا تو ان کو پوچھ کون اس بات کا ذمہ دار ہے

زَعِيْمٌ ۝ اَمْ لَهُمْ شُرَكَآءُ ۚ فَلْيَاْتُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ۝

کیا ان کے شریک ہیں اگر یہ سچے ہیں تو شریکوں کو پیش کریں

چونکہ ان کو یہ بات سمجھ میں آگئی تھی کہ ہمارے اعمال بد کا نتیجہ ہم کو ملا ہے اس لیے وہ ایک دوسرے پر متوجہ ہوکر شرمندہ کرنے لگے بولے اے، ہماری کم بختی ہم تو واقعی سرکش ہیں سچ تو یہ ہے کہ ع ہرچہ برماست ازماست۔ چونکہ دل سے ایماندار تھے اسلیے وہ خدا سے ناامید نہ ہوئے تھے لہٰذا انہوں نے خدا سے امید کا اظہار کرنے کو کہا انشاء اللہ بہت جلد خدا ہم کو اس باغ سے بہت اچھا باغ دے گا کیونکہ ہم یقیناً خدا کی طرف متوجہ اور رجوع ہیں یہ ان کا مقولہ بتارہا ہے کہ وہ خدا سے مایوس نہ ہوئے تھے اس لیے توقع ہے کہ اس باغ کے نقصان کی تلافی ان کے لیے خدا کی طرف سے کی گئی ہوگی عذاب الٰہی جب آتا ہے تو اسی طرح آتا ہے اور عذاب آخرت اس سے بھی بڑا ہے یہ تو تھوڑا سا مالی نقصان ہے آخرت میں ہر طرح سے عذاب ہوگا کاش کچھ لوگ اس عذاب کو جانیں ہاں اس میں شک نہیں کہ جو لوگ پرہیزگار اللہ سے ڈرانے والے اور بدکاری سے بچنے والے ہیں ان کے لیے ان کے پروردگار کے ہاں نعمتوں کے باغ ہیں جن میں ہر قسم کے پھل پھول اور ہر قسم کا عیش و آرام ان کو حاصل ہوگا۔ کیونکہ یہ لوگ اپنی زندگی میں نیکوکار رہے اچھے کام کرتے رہے اگر ان کو ہم نیک و بد نہ دیں تو کیا پھر فرمانبرداروں کو بے فرمانوں جیسا کردیں نہ ان کو سزا نہ ان کو جزا پھر تو دونوں برابر ہوگئے تم جو اس برابری کے قائل ہو تمہیں کیا ہوگا تم لوگ کیسی کیسی رائیں لگاتے ہو کیا تمہارے پاس کوئی الٰہی کتاب ہے جس میں تم لوگ پڑھتے ہو کہ جو تم چاہو وہ تمہیں ملے گا چاہے تم کیسے بدعمل اور مشرک ہو کیا ہمارے ہاں تمہارے حق میں عہد وپیمان ہیں جو قیامت تک تمہارے لیے پٹہ ہیں کہ جو بھی تم اپنے حق میں فیصلہ کرو وہ تم کو بلاشک وشبہ مل جائے گا اے رسول تو ان سے پوچھ ان میں سے کون اس بات کا ذمہ دار مدعی ہے جو بتائے کہ ان باتوں کا جواب کیا ہے مثبت ہے یا منفی کیا ان موجودہ مشرکوں کے بنائے ہوئے معبود خدا کے شریک ہیں؟ اگر یہ اپنے عقیدہ شرک میں سچے ہیں تو ان شریکوں کو یا ان کی تعلیم کو اس دعوے کے ثبوت میں پیش کریں

يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۴۲﴾ خَاشِعَةً

جس روز سخت گھبراہٹ ہوگی اور ان کو سجدہ کرنے کو بلایا جائے گا تو وہ نہ کر سکیں گے ان کی آنکھیں

اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۭ وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾

خوف زدہ ہوں گی اور ان پر ذلت برستی ہوگی اور جب یہ لوگ صحیح سالم تھے اس حالت میں سجدے کی طرف بلائے جاتے تھے تو سجدہ نہ کرتے تھے

فَذَرْنِيْ وَمَنْ يُّكَذِّبُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ ۭ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۴﴾

جو لوگ اس کلام کو جھٹلاتے ہیں ان کو ہمارے حوالے کر ان کی بے خبری میں ہم ان کو کہاں کہاں لے جائیں گے

وَاُمْلِيْ لَهُمْ ۭ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ﴿۴۵﴾ اَمْ تَسْـَٔــلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ﴿۴۶﴾

ہم ان کو تھوڑی سی مہلت دے رہے ہیں ہمارا ارادہ مضبوط ہے کیا تو ان سے کوئی معاوضہ مانگتا ہے جس کے دباؤ میں یہ لوگ دبے جاتے ہیں

اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ﴿۴۷﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ

پھر کیا ان کے پاس غیب ہے جس سے یہ لوگ لکھ لیتے ہیں پس تو اپنے رب کے حکم سے صبر کر مچھلی والے کی طرح نہ ہوجیو جب

الْحُوْتِ ۘ اِذْ نَادٰى وَهُوَ مَكْظُوْمٌ ﴿۴۸﴾

جب اس نے سخت رنج میں خدا کو پکارا تھا

آج ہوش وحواس کی حالت میں ان کو خدا کی توحید اور عبادت کی طرف بلایا جاتا ہے تو نہیں آتے اس روز کیا کریں گے جس [1]روز یعنی قیامت کے دن سخت گھبراہٹ ہوگی اور ان منکرین کو خدا کے لیے سجدہ کرنے کو بلایا جائیگا تو یہ نہ کر سکیں گے ان کی آنکھیں خوفزدہ ہوں گی یعنی ان منکرین کو خدا کا خوف اور دہشت معلوم ہوگی اور ان کے چہروں پر ذلت برستی ہوگی اور سجدے کی عدم طاقت اس لیے ہوگی کہ دنیا میں جب یہ لوگ صحیح وسالم تھے اس حالت میں سجدے کی طرف بلائے جاتے تھے۔ تو سجدہ نہ کرتے تھے تو اب قیامت کے روز کیسے کریں۔ اپنے مخالفوں کی سزا کا ذکر تو نے سن لیا پس جو لوگ اس کلام تیری الہامی تعلیم کو نہیں مانتے بلکہ جھٹلاتے ہیں ان کو ہمارے حوالے کر یعنی تو ان کی پرواہ نہ کر پھر دیکھو ان کی بے خبری میں ان کو کہاں کہاں لے جائیں گے پہلے دنیا میں مغلوب اور ذلیل کریں گے فقر وفاقہ سے تنگ کریں گے موت کے بعد عذاب برزخ میں مبتلا کریں گے بعد ازاں عذاب جہنم میں ڈالیں گے اور سر دست تو ہم ان کو تھوڑی سی مہلت دے رہے ہیں اس سے یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان کی چالوں اور بد ارادوں سے بے خبر نہیں بلکہ ہمارا داؤ خفیہ گرفت مضبوط ہے بھلا یہ جو تیری (اے نبی) نہیں سنتے کیا تو ان سے اس تبلیغ پر کوئی معاوضہ مانگتا ہے جس کے دباؤ میں یہ لوگ دبے جاتے ہیں۔ کچھ نہیں بلکہ تیری طرف سے تو صاف اعلان ہے کہ میں تم سے مزدوری نہیں مانگتا پھر کیا ان کے پاس غیب کا علم ہے جس سے یہ لوگ مطلب کی باتیں لکھ لیتے ہیں جس میں یہ بھی مرقوم ہے ان کا لوگوں کا رویہ بہتر ہے کچھ نہیں نہ علم غیب ہے نہ کچھ اور بلکہ محض نفسانی شرارت ہے اور بس پس تو اے نبی اپنے رب کے حکم سے صبر کر اور اپنے نفس کو خدا کے وعدہ پر مضبوط رکھ کر اور کسی طرح کا فکر پاس بھی نہ آنے دے۔ خبردار مچھلی والے یونس نبی کی طرح نہ ہو اس کی زندگی میں خاص کر وہ وقت قابل ذکر ہے جب اس نے مچھلی کے پیٹ میں سخت اندھیرے اور تنہائی میں سخت رنج وغم کی حالت میں بامید نجات خدا کو پکارا تھا یا اللہ تو پاک [2]ہے اور میں ظالم ہوں۔

[1] یہی معنے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے نے کئے ہیں چنانچہ صحیح مسلم کی شرح میں مذکور ہے۔

فسر ابن عباس وجمهور اهل اللغته و غريب الحديث الساق ههنا بمعنى الشدة اى يكشف عن شدة وامر مهرولى

[2] لا اله الا انت سبحانك انى كنت من الظالمين کی طرف اشارہ ہے ا (نووی ج ۱ ص ۱۰۲)

لَوْلَآ اَنْ تَدٰرَكَهٗ نِعْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ مَذْمُوْمٌ ﴿۴۹﴾ فَاجْتَبٰهُ

اگر اس کی پروردگار کی مہربانی سے اس کی دست گیری نہ ہوتی تو ذلیل و خوار جنگل میں ڈالا جاتا پھر خدا نے اس کو

رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۵۰﴾ وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ

برگزیدہ کیا ور اس کو صالحین میں داخل کیا اور تیرے منکریں جب نصیحت سنتے ہیں تو قریب ہے اپنی آنکھوں سے

لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ﴿۵۱﴾ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ

تجھے پھسلا دیں اور کہتے ہیں کہ تحقیق یہ مجنون ہے حالانکہ وہ قرآن تمام دنیا کے لوگوں

لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۵۲﴾

لوگوں کے لئے نصیحت ہے

اگر اس کے پروردگار خداوند عالم کی مہربانی سے اس کی دست گیری نہ ہوتی تو مردہ ہو کر ذلیل وخوار جنگل میں ڈالا جاتا یا مچھلی کے پیٹ ہی میں رہتا[1] مگر چونکہ اس نے اپنے حق میں قصور اور خدا کی تقدیس کا اعتراف کیا اس لیے وہ مچھلی کے پیٹ سے نکال کر میدان میں ڈالا گیا لیکن آسمان اور زمین والوں کے نزدیک ذلیل وخوار نہ ہوا ہاں مچھلی کے پیٹ کی وجہ سے بیمار ضرور تھا۔ پھر خدا نے اس کو برگزیدہ کیا اور اس کو صالحین کی جماعت میں داخل کیا یعنی خلعت رسالت دے کر اسی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا جو کہ اس کی غیبوبیت میں مومن ہو چکی تھی[2] جس طرح یونس نبی کی قوم اس کی مخالف تھی یا انبیاء کرام کی قومیں ان سے برسر جنگ رہتی تھیں۔ تیرے زمانہ کے منکرین بھی کم نہیں ایسے شدید الغضب ہیں کہ جب تیری نصیحت سنتے ہیں تو ایسے آگ بگولہ ہوتے ہیں کہ دیکھنے والے کو یقین ہو جائے کہ قریب ہے کہ گھور گھور کر اپنی نیلی آنکھوں کے خوف سے تجھے تیرے عزم مصمم سے پھسلا دیں اور بجائے اسکے کہ کہ اپنے جوش کو جنون کہیں کہتے ہیں کہ تحقیق یہ رسول مجنون ہے جو سب دنیا کے خلاف تعلیم دیتا ہے کبھی کہتا ہے کہ معبود سب کا ایک ہی ہے کبھی کہتا ہے مر کر اٹھنا ہے کبھی کچھ کبھی کچھ حالانکہ وہ قرآن جو تو تعلیم دیتا ہے تمام دنیا کے لوگوں کیلئے نصیحت ہے نہ اس میں کوئی بات خلاف عقل ہے نہ مخالف نقل' ہاں ان کی کج طبائع کے خلاف ہے سو ایسا ہونا ہی چاہیے وہ دوا ہی کیا جو مریض کے خلاف منشا نہ ہو کہ داروئے تلخ است دفع فرض

[1] سورہ صافات میں حضرت یونس کے ذکر میں یوں فرمایا ہے فلولا انه كان من المسبحين للبث فى بطنه الي يوم يبعثون فنبذناه بالعراء وهو سقيم اس آیت میں اور زیر تفسیر آیت میں بظاہر اختلاف ہے کیونکہ اس آیت میں ذکر ہے کہ حضرت یونس تسبیح نہ پڑھتے تو مچھلی کے پیٹ ہی میں رہتے یعنی ان کو رحمت الٰہی دست گیری نہ کرتی زیر تفسیر آیت میں ذکر ہے کہ اگر خدا کی رحمت ان کی دست گری نہ کرتی تو وہ جنگل میں مذموم حالت میں ڈالدیئے جاتے حالانکہ سورہ صافات خود فرمایا ہے کہ اس کی تسبیح پڑھنے پر ہم نے اسکو جنگل میں ڈالدیا۔ یعنی جنگل میں ڈالنا علامت نجات بھی کہا اور اثر عذاب بھی فرمایا اس اختلاف کی تطبیق اس طرح دی ہے بیشک درصورت عدم تسبیح خدا کی رحمت دست گیر نہ ہوتی۔ لیکن رحمت دست گیر نہ ہونے کے دو اثر بتائے ان دو میں نسبت ما نعتہ الخلو ہے یعنی مچھلی کے پیٹ میں رہنے یا جنگل میں ڈالے جانے میں سے ایک ضرور ہوتا۔

دوسرے اعتراض کا جواب یہ دیا ہے کہ جنگل میں ڈالا جانا دو طرح ہے (ایک) بحالت ذلت۔ دوم بحالت علالت بحالت ذلت ڈالا جانا بیشک علامت عتاب ہے مگر۔ بحالت علالت عتاب نہیں بلکہ اثر نجات ہے

[2] لولا كانت قرية امنت فنفعها ايمانها الا قوم يونس لما امنوا كشفنا عنهم عذاب الخزى فى الحيوة الدنيا اس آیت کی طرف اشارہ ہے کیونکہ اس میں قوم یونس کا بوجہ ایمان لے آنے کے عذاب سے بچ جانے کا ذکر ہے

سورت الحاقہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خدا کے نام سے شروع جو بڑا رحم کرنے والا مہربان ہے

اَلْحَاقَّةُ ۝١ مَا الْحَاقَّةُ ۝٢ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْحَاقَّةُ ۝٣ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌۢ

سچی گھڑی کیسی گھڑی ہے تجھے کیا معلوم وہ کیسی گھڑی ہے اس قارعہ کو قوم ثمود اور عاد نے

بِالْقَارِعَةِ ۝٤ فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِیَةِ ۝٥ وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِیْحٍ صَرْصَرٍ

مانا تھا ثمود تو سخت عذاب سے ہلاک کئے گئے اور عادی لوگ سخت ہوا سے ہلاک

عَاتِیَةٍ ۝٦ سَخَّرَهَا عَلَیْهِمْ سَبْعَ لَیَالٍ وَّثَمٰنِیَةَ اَیَّامٍ ۙ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِیْهَا

کئے گئے جو اُن پر سات راتیں اور آٹھ دن برابر مسلط رہی تھی پس تو اس قوم کو دیکھتا ہے کہ اوندھے

صَرْعٰى ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِیَةٍ ۝٧ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِیَةٍ ۝٨ وَجَآءَ

پڑے ہیں وہ گویا کھجوروں کے اکھڑے ہوئے تنے تھے پس کیا تو ان میں سے کسی کو باقی دیکھتا ہے اور فرعون

فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهٗ وَالْمُؤْتَفِكٰتُ بِالْخَاطِئَةِ ۝٩ فَعَصَوْا رَسُوْلَ رَبِّهِمْ فَاَخَذَهُمْ

اور اس سے پہلے کے لوگ اور الٹی ہوئی بستیوں والے لوگ بد عملی کرتے رہے پھر وہ اپنے رب کے رسول کی بے فرمانی کرتے رہے

اَخْذَةً رَّابِیَةً ۝١٠

تو خدا نے ان کو سخت پکڑا

سورت الحاقہ

قیامت کی سچی گھڑی ہونے والی ہے آہ وہ کیسی گھڑی ہے اے سننے تجھے کیا معلوم وہ کیسی گھڑی ہے سنو اس کا دوسرا نام قارعہ ہے یعنی اپنی ہیبت اور سخت آواز سے کانوں کو پھاڑنے ڈالنے والی اس قارعہ کو جو قیامت کا دوسرا نام ہے، قوم ثمود اور عاد نے نہ مانا تھا نتیجہ یہ ہوا کہ ثمود نے تو سخت عذاب سے جو ایک ہیبت ناک آواز[1] کی صورت میں تھا ہلاک کئے گئے، اور عادی لوگ بڑے زور کی سخت ہوا سے ہلاک کئے گئے جو ان پر سات راتیں اور آٹھ دن برابر مسلط رہی تھی یہ تو اس کی تندی کا ذکر ہے تاثیر اس کی یہ تھی کہ جس چیز کو چھوتی[2] جاتی تھی وہ فنا ہو جاتی تھی پس تو اگر اس وقت ہوتا تو اس قوم عاد کو اس ہوا کے عذاب میں دیکھتا کہ اوندھے پڑے مر چکے ہیں وہ درازی قد اور قوت جسمانی کے لحاظ سے ایسی ڈیل کے لوگ تھے کہ گویا کھجوروں کے اکھڑے ہوئے کھوکھلے تنے تھے پس ایسے مرے کہ ایک بھی نہ بچا۔ کیا تو ان میں سے کسی کی ذات کو یا اس کی اولاد کو دنیا میں زندہ باقی دیکھتا ہے اور سنو اس طرح فرعون اور اس سے پہلے کے لوگ اور الٹی ہوئی بستیوں والے لوگ یعنی لوط کی قوم بھی بد عملی کرتے رہے پھر وہ بد عملی میں ایسے بڑھے کہ اپنے رب کے رسول کی جو جو جس کی طرف آتا نافرمانی کرتے رہے تو خدا نے ان کو سخت پکڑا جس کا نتیجہ وہی ہوا جو اوپر مذکور ہے کہ ان میں ایک بھی نہ بچا۔

---

[1] بارہویں پارے کے چھٹے رکوع میں اس عذاب کا یہ نام رکھا ہے چنانچہ ارشاد ہے فاخذت الذین ظلموا الصیحته فاصبحوا فی دیارھم جثمین (پ ۱۲ ع ٦) [2] ماتذر من شیء اتت علیه الا جعلته کالرمیم کی طرف ارشاد ہے

إِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَاءُ حَمَلْنَاكُمْ فِي الْجَارِيَةِ ﴿١١﴾ لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَتَعِيَهَا أُذُنٌ وَاعِيَةٌ ﴿١٢﴾

جب پانی جوش میں آیا تو ہم (خدا) نے تم کو کشتی پر بٹھادیا تاکہ ہم اس کو تمہارے لئے باعث نصیحت بنائیں اور سننے والے کان یاد رکھیں

فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ نَفْخَةٌ وَاحِدَةٌ ﴿١٣﴾ وَحُمِلَتِ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا

پھر جب ایک ہی آواز سے پھونکا جائے گا اور زمین مع پہاڑوں کے اٹھا کر توڑ دی

دَكَّةً وَاحِدَةً ﴿١٤﴾ فَيَوْمَئِذٍ وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴿١٥﴾ وَانْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ

جائے گی تو اس روز واقعہ ہونے والی ظاہر ہوجائے گی اور اس روز آسمان بھی پھپھسا ہو

وَاهِيَةٌ ﴿١٦﴾ وَالْمَلَكُ عَلَىٰ أَرْجَائِهَا ۚ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ ﴿١٧﴾

جائے گا فرشتے اس کے کناروں پر کھڑے ہوں گے اور آٹھ جماعتیں پروردگار کا تخت حکومت اٹھائے ہوں گے

ان تباہ شدگان میں ایک نوح کی قوم ہے جس کا مختصر ذکر یہ ہے کہ جب ہمارے حکم سے پانی جوش میں آیا تو ہم (خدا) نے تم بنی آدم کو جو اس وقت نوح کے ساتھ تھے چلنے والی کشتی پر بٹھایا تاکہ ہم اس کو تمہارے لیے باعث نصیحت بنائیں دیکھنے اور سننے والے اس سے نصیحت پائیں کہ اتنے پانی میں جس میں بڑی سے بڑی چیزیں ڈوب گئیں ایک معمولی سی لکڑی کی کشتی نہ ڈوبی کیوں؟ اس لیے کہ وہ خدا کے حکم سے اسی غرض سے بنائی گئی تھی کہ جو اس میں بیٹھے وہ نجات پائے دیکھنے والے دیکھ کر نصیحت پائیں اور سننے والے کان یعنی پچھلی نسلیں سن کر یاد رکھیں کیونکہ یہ ایک تاریخی واقعہ ہے یہ تو ہوا دنیاوی حال پھر جب صور میں ایک ہی آواز سے پھونکا جائے گا یعنی بحکم الٰہی قیامت برپا ہوگی اور زمین مع پہاڑوں کے اٹھا کر دونوں ایک ہی دفعہ توڑ دیئے جائیں گے یعنی چور چور کر دیئے جائیں گے تو اس روز واقعہ ہونے والی ساعت جس کو شروع میں الحاقہ سے موسوم کیا گیا ہے ظاہر ہوجائے گی اور اس روز آسمان بھی حکم الٰہی سے پھٹ کر ظاہر ہوجائے گا۔ فرشتے بحکم خدا اس روز آسمان کے کناروں پر کھڑے ہوں گے اور ملائکہ کی آٹھ جماعتیں پروردگار عالم کا تخت[1] حکومت اٹھائے ہونگے

[1] یہ تخت حکومت عرش عظیم ہوگا یا کوئی اور تخت جو میدان قیامت میں رکھا جائے گا چنانچہ تفسیر ابن کثیر لکھا ہے

یحتمل ان یکون المراد بهذا العرش العرش العظیم او العرش الذی یوضع فی الارض یوم القیامة لفصل القضاء (الحاقة) قیاس یہ چاہتا ہے کہ دوسرے معنے راجح ہیں کیونکہ حشر زمین پر ہوگا جنت دوزخ بھی زمین پر ہوگی چنانچہ جنتی کہیں گے۔

الحمدلله الذی صدقنا وعده واورثنا الارض نتبوا من الجنته حیث نشاء فنعم اجر العاملین (پ ۲۴ ع ۵)

خدا کی تعریف ہے جس نے ہم سے وعدہ سچا کر دیا اور ہم کو اس زمین کا مالک بنادیا ہم جہاں چاہتے ہیں جنت میں رہتے ہیں کام کرنے والوں کا بدلہ اچھا ہے اس آیت میں اہل جنت کا مصدق الٰہی کلام منقول ہے کہ (ہم زمین پر رہتے ہیں) یہ تو مسلم ہے کہ عرش عظیم زمین بلکہ سارے آسمانوں کے مجموعے سے بھی بڑا ہے پھر وہ زمین کیسے رکھا جائے فرشتے اسے کیسے اٹھائیں اس لیے حافظ ابن کثیر نے دوسرا احتمال لکھا کہ یہ عرش۔ عرش عظیم نہیں بلکہ دوسرا ہوگا۔ اب ایک بات یہ رہ گئی کہ آیا حقیقتاً تخت رکھا جائے گا یا یہ تمثیل اور تصویر ہے مفسرین نے دونوں قول اختیار کئے ہیں حقیقت کہنے والے بھی ہیں اور تمثیل اور تصویر کے قائل بھی ہیں چنانچہ تفسیر نیشاپوری میں لکھا ہے

لما کان من شان الملك اذاراد محاسبته اعماله ان یجلس علی سریرو یقف الاعوان حوالبه صورالله تعالیٰ تلك الصور الهیبته لا لانه یقعد علی الریر (تفسیر نیشاپوری برحاشیه تفسیر ابن جریر سوره الحاقة)

یعنی بادشاہ جب اپنے اعمال کا محاسبہ کرنا چاہتا ہے تو تخت پر بیٹھتا ہے اور ارکان سلطنت بادشاہ کے اردگرد بیٹھتے ہیں خدا نے اس ہیبت ناک دربار کی تصویر اپنے حق میں بتائی ہے نہ اس لیے کہ وہ تخت پر بیٹھے گا (الله اعلم بذاته وصفاته)

يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُونَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ﴿۱۸﴾ فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتٰبَهُ بِيَمِينِهِ فَيَقُولُ

اس روز تم پیش کئے جاؤ گے تمہاری کوئی حرکت چھپی نہ رہے گی پھر جس کو اعمالنامہ دائیں ہاتھ میں ملے گا وہ کہے گا

هَاؤُمُ اقْرَءُوا كِتٰبِيَهْ ﴿۱۹﴾ إِنِّي ظَنَنْتُ أَنِّي مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ﴿۲۰﴾ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ ﴿۲۱﴾

کہ میرے ساتھیو آؤ میرا اعمالنامہ پڑھو میں پہلے ہی اپنے حق میں اچھا گمان کرتا تھا پس یہ پسندیدہ عیش میں رہے گا

فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ﴿۲۲﴾ قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ ﴿۲۳﴾ كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ

وہ بڑی عالیشان بہشت میں رہے گا جس کے پھل نیچے کو جھکے ہوئے ہوں گے خوب خوشگوار کھاؤ پیو بعوض اس کے جو تم نے پہلے زمانہ میں اعمال بھیجے

الْخَالِيَةِ ﴿۲۴﴾ وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتٰبَهُ بِشِمَالِهِ فَيَقُولُ يٰلَيْتَنِي لَمْ أُوتَ كِتٰبِيَهْ ﴿۲۵﴾

تھے اور جس کو اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں ملے گا وہ کہے گا ہائے افسوس مجھے یہ اعمال نامہ نہ ملا ہوتا

وَلَمْ أَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ﴿۲۶﴾ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ﴿۲۷﴾ مَا أَغْنٰى عَنِّي مَالِيَهْ ﴿۲۸﴾ هَلَكَ

اور میں اپنا حساب نہ جانتا اے کاش پہلی موت میرا فیصلہ کردیتی میرے مال نے بھی مجھے کچھ فائدہ نہ دیا میرا زور

عَنِّي سُلْطٰنِيَهْ ﴿۲۹﴾ خُذُوهُ فَغُلُّوهُ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ الْجَحِيمَ صَلُّوهُ ﴿۳۱﴾ ثُمَّ فِي سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا

بھی سب جاتا رہا اس کو پکڑو اور اس کے گلے میں طوق ڈالو پھر اس کو جہنم میں داخل کرو ستر ہاتھ زنجیر میں اس کو جکڑ کر

یعنی بڑی ہیبت کا دن ہو گا ملائکہ چاروں طرف منتظر حکم کھڑے ہوں گے اس ہیبت و رعب اور دربار کی مثال دیکھنی ہو تو دنیا کے بادشاہوں کے دربار دیکھو جو کسی تقریب پر کیا کرتے ہیں جس میں ایک طرف پولیس بڑی طمطراق سے صف بستہ کھڑی ہوتی ہے تو دوسری طرف فوج اپنی شان اور چمک دمک دکھاتی ہے درمیان میں بادشاہ سلامت جلوہ افروز ہیں چاروں طرف ہیبت کا نظارہ ہوتا ہے قیامت کے روز اتنا جلال اور ہیبت الٰہی ہو گی کہ کوئی آواز سننے میں نہ آئے گی اس روز تم سب لوگ میدان حشر میں پیش کئے جاؤ گے ایسے کہ تمہاری کوئی مخفی حرکت چھپی نہ رہے گی پھر اس وقت جس کو اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں ملے گا اس کی نجات کی علامت ہو گی وہ کہے گا کہ میرے ساتھیو آؤ میرا اعمال نامہ پڑھو دیکھو اس میں مجھے نجات مل جانے کا ذکر ہے میں پہلے ہی اپنے حق میں اچھا گمان کرتا تھا کہ مجھے میرا حساب یعنی میرے کاموں کا بدلہ پورا پورا ملے گا ضائع نہ ہو گا پس یہ ایسا شخص اپنے پسندیدہ عیش میں رہے گا جس میں اس کی ہر مطلوبہ چیز ملے گی یعنی وہ بڑی عالیشان بہشت میں رہے گا جس کے درخت پھلوں سے اتنے لدے ہوں گے پھل ان کے نیچے کو جھکے ہوئے ہوں گے ان کو اجازت ہو گی کہ ان پھلوں کو خوب خوشگوار کھاؤ پیؤ بعوض اس کے جو تم نے پہلے زمانہ دنیا میں اس جہان کیلئے اچھے اعمال بھیجے تھے وہ اعمال اگرچہ حقیقت میں اتنی نیک جزا کے قابل نہ تھے مگر خدا کے وعدہ سے اس لائق ہو گئے کہ تم نے ان تھوڑے سے کاموں کا اتنا بڑا بدلہ پالیا۔ یہ تو ہوا ان لوگوں کا ذکر جو صالح ہوں گے ان کے مقابلے میں جو بد اطوار اور بد افعال ہوں گے یعنی جس کو اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں۔ ملے گا یہ علامت اس کی گرفتاری کی ہو گی وہ اس کو دیکھ کر کہے گا ہائے افسوس مجھے یہ اعمال نامہ نہ ملا ہوتا اور میں اپنے حساب نہ جانتا گو مگو میں رہتا امید خیر تو رہتی اب تو سارا حال کھل گیا۔ ہر گناہ اس میں درج ہے اور مجموعہ گناہوں کا مقابلہ اعمال صالحہ کے بہت زیادہ ہے اے کاش وہ میری پہلی موت میرا فیصلہ کر دیتی۔ ایسا کہ میں مکرر کسی طرح وجود میں نہ آتا آہ میرے مال نے مجھے کچھ فائدہ نہ دیا میرا زور بھی سب جاتا رہا فرشتوں کو حکم ہو گا۔ اس کو پکڑو اور اس کے گلے میں طوق ڈالو پھر اسی حالت میں اس جہنم میں داخل کرو ستر ہاتھ لمبی زنجیر میں

---

[1] وخشعت الاصوات للرحمن فلاتسمع الا همسا کی طرف اشارہ ہے

سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ﴿۳۲﴾ اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ﴿۳۳﴾ وَلَا يَحُضُّ

جکڑ کر دوزخ میں ڈالو کیونکہ یہ اللہ عظیم پر یقین نہ رکھتا تھا نہ غریب غرباء کو

عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ﴿۳۴﴾ فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ﴿۳۵﴾ وَلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ

کھلانے کی ترغیب دیتا پس اس کے لئے نہ کوئی حمایتی ہے زخموں کے دھون کے سوا اس کے لئے

غِسْلِيْنٍ ﴿۳۶﴾ لَّا يَأْكُلُهٗٓ اِلَّا الْخَاطِـُٔوْنَ ﴿۳۷﴾ فَلَآ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَمَا لَا

کوئی کھانا نہیں ہے جس کو سوائے بدکاروں کے اور کوئی نہیں کھائے گا پس میں خدا ہر اس چیز کی قسم کھاتا ہوں جو تم دیکھتے ہو اور جو تم نہیں

تُبْصِرُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴿۴۰﴾ وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ۭ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۱﴾

دیکھتے یہ رسول کریم کا پیغام ہے اور نہ کسی شاعر کا قول ہے مگر تم لوگ بہت کم یقین کرتے ہو

وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۲﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۳﴾ وَلَوْ

نہ وہ کسی رملی جوگی کا قول ہے مگر تم لوگ بہت کم سمجھتے ہو یہ قرآن خدا کا تارا ہوا ہے یہ رسول

تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ﴿۴۴﴾ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ﴿۴۵﴾ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ

اگر کوئی بات ازخود گھڑ کر ہم پر لگا دے تو ہم بڑی قوت سے اس کی رگ جان کاٹ

الْوَتِيْنَ ﴿۴۶﴾

دیویں

اس کو جکڑ کر دوزخ میں ڈالو اس کی یہی سزا ہے کیونکہ یہ اللہ عظیم پر یقین نہ رکھتا تھا یہ تو اس کا اعتقادی قصور تھا عملی قصور یہ تھا نہ غریب غرباء کو اپنے پاس کھانا کھلانا نہ کسی دوسرے کو کھلانے کی ترغیب دیتا یعنی خود بخیل تھا تھا اور لوگوں کو بھی بخل سکھاتا تھا۔ اس کے خیال میں کسی غریب، مسکین کے ساتھ سلوک کرنا اپنے نقصان کرنا تھا چونکہ یہ خود بخیل غیر مفید شخص تھا پس اس کے لیے بھی آج میدان قیامت میں نہ کوئی حمائتی ہے نہ زخموں کے دھون کے سوا اس کے لیے کھانے کو کھانا ہے جس کو سوائے بدکاروں کے اور کوئی نہیں کھائے گا کیونکہ وہ انہی کے لیے مخص ہے پس سنو میں (خدا) ہر اس قدرتی چیز کی قسم کھاتا ہوں جو تم دیکھتے ہو اور جو تم نہیں دیکھتے یعنی جو چیز تم بنی آدم کی نظر میں ہے اور جو چیزیں ان کی نظر سے غائب ہے قسم کھا کر بتاتا ہوں کہ یہ کلام قرآن مجید جسے تم بگوش خود محمد ﷺ کے منہ سے سنتے ہو یہ اس رسول کریم کا قول یعنی۔ بحیثیت رسالت ان کا پیغام ہے جو خدا کی طرف سے وہ سناتے ہیں ورنہ اس رسول کا خود ساختہ کلام نہیں اور نہ کسی شاعر کا قول ہے جیسا تم منکر کہتے ہو مگر تم لوگ بہت کم یقین کرتے ہو نہ وہ کسی رملی جوگی کا قول ہے جیسا تم ناواقف لوگوں میں پھلاتے ہو کیونکہ اس کلام کا نظام اور نتیجہ اور ہوتا ہے اگر تم لوگ بہت سمجھتے ہو سنو تمہارا جو یہ خیال ہے کہ اس شخص (علیہ السلام) نے ازخود بنا کر خدا کی طرف منسوب کر دیا ہے یہ خیال غلط ہے یہ رسول اگر کوئی بات ازخود گھڑ کر ہم پر لگا دے تو ہم اس کو بڑی قوت سے گرفتار کر کے اس کی رگ جان کاٹ دیں۔[1]

---

[1] اس آیت سے مرزا صاحب قادیانی اور انکی جماعت نے نبوت قادیانیہ کی صحت پر دلیل دیا کرتے ہیں کہتے ہیں کہ اس آیت سے ایک عام قانون ثابت ہوتا ہے کہ مدعی نبوت کاذبہ ہلاک ہو جاتا یا مارا جاتا ہے چونکہ مرزا صاحب قادیانی باوجود دعوی نبوت کے مارے نہیں گئے نہ اس مدت کے

فَمَا مِنكُم مِّنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ ﴿۴۷﴾ وَإِنَّهُ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ ﴿۴۸﴾

پھر تم میں سے کوئی بھی اس کی طرف سے مانع نہ ہوسکے اور وہ قرآن بے شک پرہیز گاروں کے لئے نصیحت ہے

پھر تم میں سے کوئی بھی اس کی طرف سے اس سزا میں مانع نہ ہوسکے کیونکہ وہ اگرچہ رسول ہے اور بڑی عظمت کا رسول ہے تاہم ہمارا تو بندہ ہے اور اصل بات تو یہ ہے کہ وہ قرآن بیشک پرہیز گاروں کے لیے نصیحت اور یاددہانی ہے یعنی جب کبھی انہیں کسی امر میں رایت کی ضرورت ہو تو اس سے حاصل کرتے ہیں اور جب ان سے کسی قسم کی غلطی ہو تو اسکے موافق اس کا ازالہ کرتے ہیں

اندر مرے ہیں جو نبوت محمد یہ علی صاحبها الصلو والتحیه کی ہے یعنی ۲۳ سال کیونکہ (بقول ان کے) مرزا صاحب کے دعوے ۱۲۹۰ھ میں شروع ہوا ہے اور ۱۳۲۶ھ میں انتقال ہو تو آپ نے ۳۶ سالہ الہامی زندگی پائی ثابت ہوا کہ مرزا صاحب اپنے دعوے نبوت میں سچے تھے۔ چنانچہ مرزا صاحب کے الفاظ کا خلاصہ یہ ہے۔

حافظ محمد یوسف صاحب امرتسری پنشنر کو مخاطب زور سے ڈانٹا ہے کہ تم یہ کیوں کہتے ہو کہ مدعی نبوت کاذبہ تیس ۲۳ سال تک زندہ رہ سکتا ہے کیا حافظ ہو کر تمہیں آیت ولو تقول علینا نظر سے نہیں گزری اربعین نمبر ۳ مصنف مرزا صاحب صفہ ۲-۴ پھر اس کی مزید توضع دوسری اربعین میں یوں کی ہے کہ اربعین نمبر ۳ گو ہم دلائل بینہ سے لکھ چکے ہیں کہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ جو شخص خدا پر افترا کرے وہ ہلاک کیا جاتا ہے مگر تاہم پھر دوبارہ ہم عقلمندوں کو یاد دلاتے ہیں کہ جو ہم نے بیان کیا۔ خبردار ایسا نہ ہو کہ وہ ہمارے مقابل پر کسی مخالف مولوی کی بات کو مان کر ہلاکت کی راہ اختیار کرلیں اور لازم ہے کہ قرآن شریف کی دلیل کی بنظر تحقیق دیکھنے سے خدا سے ڈریں صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالی نے آیت ولو تقول علینا کو بطور لغو نہیں لکھا جس سے کوئی محبت قائم نہیں ہوسکتی اور خدا تعالے سے ہر ایک لغو کام سے، پاک ہے جس حالت میں اس حکم نے اس آیت کو اور ایسا ہی دوسری آیت کو جس کے الفاظ ہیں واذا لا ذفنك الحيا وضعف الممات محل استدلال پر بیان کیا ہے تو اس سے ماننا پڑتا ہے کہ اگر کوئی شخص بطور افترا کے نبوت اور مامور من اللہ ہونے کا دعوے کرلے تو وہ آنحضرت صعں کے، زمانہ نبوت کے مانند ہرگز زندگی نہیں پائیگا ورنہ یہ استدلال کس طرح صحیح نہیں ٹھہرے گا۔ اور کوئی ذریعہ اس کے سمجھنے کا قائم نہیں ہوگا کیونکہ اگر خدا پر افترا کرلے اور جھوٹا دعوی مامور من اللہ ہونے کا کرکے تیس ۲۳ برس تک یا اس سے زیادہ عرصہ تک پائی اور ہلاک نہ ہوا تو ہم ایک کاذب کا ایسی مہلت مل سکتی ہے پھر ولا تقول علینا کا صدق لوگوں پر کیونکہ ظاہر ہوگا اور اس بات پر یقین کرنے کے لیے کون سے دلائل پیدا ہوں گے کہ آنحضرت ﷺ افترا کرتے تو ضرور تیس ۲۳ برس کے اندر اندر ہلاک کئے جاتے لیکن اگر دوسرے لوگ افترا کریں تو وہ تیس ۲۳ برس سے زیادہ مدت تک بھی زندہ رہ سکتے ہیں اور خدا کو ان کو ہلاک نہیں کرتا۔

میں بار بار کہتا ہوں کہ صادقوں کے لیے آنحضرت ﷺ کا زمانہ نہایت صحیح پیمانہ ہے اور ہرگز ممکن نہیں کہ کوئی شخص جھوٹا ہو کر اور خدا پر افترا کرکے آنحضرت ﷺ کے زمانہ نبوت کے موافق یعنے تیس ۲۳ برس تک مہلت پاسکے ضرور ہلاک ہوگا (اربعین نمبر ۴ صفحہ ۴۱)

اس توضیح کا خلاصہ یہ ہے کہ مدعی نبوت کے وقت سے لیکر تیس ۲۳ سال کے اندر اندر مر جانا یا مارا جانا ضروری ہے تیس ۲۳ سال پورے یا تیس ۲۳ سال سے زیادہ مدت تک زندہ رہے تو صادق سمجھا جائے گا

---

۱) ان الذین اتقو اذا مسھم طائف من الشیطن تذکرو کی طرف اشارہ ہے

وَاِنَّا لَنَعۡلَمُ اَنَّ مِنۡكُمۡ مُّكَذِّبِيۡنَ ۝ وَاِنَّهٗ لَحَسۡرَةٌ عَلَى الۡكٰفِرِيۡنَ ۝

اور ہم خوب جانتے ہیں کہ تم میں بعض مکذب ہیں اور یہ منکروں پر حسرت ہوگا

اور ہم (خدا) خوب جانتے ہیں کہ تم سامعین اور حاضرین میں بعض لوگ اس قرآن کے مکذب ہیں اور یہ قرآن یعنی اسکا انکار کرنا منکروں پر حسرت ہوگا وہ روز حساب کہیں گے کہ ہائے ہم سے انکار نہ کیا ہوتا

اب دیکھنا یہ ہے کہ مرزا صاحب نے دعوی نبوت کے وقت تیس ۲۳ سال مدت پائی اس تحقیق کے لئے یہ حاشیہ لکھا گیا۔

کچھ شک نہیں کہ مرزا صاحب کی زندگی کے دو زمانے تھے (ا) دعوی مجددیت (۲) دوسرا زمانہ دعوے مسیحیت کا تھا۔ پہلے زمانہ میں تو ان کو نبوت کا خواب بھی نہ آیا تھا دوسرے زمانہ کے شروع میں نبوت کے دعوے کو پسند ہی نہیں بلکہ موجب کفر جانتے تھے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

آپ کے دعوے مسیحیت کے ابتدائی کے ابتدائی اعلان دو رسالے ہیں (ا) فتح اسلام (۲) توضیح مرام یہ دونوں رسالے ۱۳۰۸ھ میں شائع ہونے تھے ان میں سے پہلا رسالہ فتح اسلام جب شائع ہوا اس میں اپنے آپ کو مثیل مسیح لکھا تھا تو اعتراض ہوا یہ حضرت مسیح تو نبی تھے مگر آپ تو نبی نہیں پھر آپ مثیل کیسے ہوئے اسکا جواب آپ نے رسالہ توضیح مرام میں جو دیا وہ اس مسئلہ کے لئے فیصلہ کن ہے آپ نے لکھا۔

اگر اس جگہ یہ اعتراض پیش کیا جائے کہ مسیح کا مثیل بھی نبی ہونا چاہیئے مسیح نبی تھا تو اس کا اول جواب تو یہی ہے کہ آنے والے مسیح (موعود) کیلئے ہمارے سید (ﷺ) نے نبوت شرط نہیں ٹھیرائی (توضیح مرام کلاں صفحہ ۹)

اس جواب سے صاف سمجھا جاتا ہے کہ مرزا صاحب نے اپنے حق میں نبوت کا اقرار نہیں کیا بلکہ عام طور پر مسیح موعود کیلئے نبوت کے لزوم سے بھی انکار کر دیا یہی ایک اعتراف بعد النبو ہمارے مقصود کو کافی ہے لیکن ہم ایک اعتراف پر قناعت نہیں کرتے بلکہ ایک اور اعتراف بھی بمنزلہ دوسرے گواہ کے نقل کرتے ہیں جو یہ ہے۔

مرزا صاحب نے کتاب حمامتہ البشریٰ سنہ ۱۳۱۱ھ ہجری میں شائع کی ہے اس میں آپ لکھتے ہیں

قول الله تعالى ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين الاتعلم ان الرب الرحيم المتفضل سمى نبينا صلى الله عليه وسلم خاتم الانبياء بغير استثناء وفسر نبينا في قوله لا نبى بعد ببنيان واضح للطالبين ولو جوزنا ظهور نبى بعد نبينا لجزن انفتاح باب البو بعد الغايقها وهذا خلف وكيف يحيى بنى بعد رسولنا صلعم وقد انقطع الوحى بعد وفاته وختم الله به النبيين (حمامه صفحه ۲۰)

قرآن مجید میں خدا کا قول ہے کہ محمد ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ اسکی تفسیر نبی ﷺ نے واضح بیان سے فرمائی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ آئے گا اگر ہم بعد نبی ﷺ کے کسی نبی کا ظہور باتیں تو نبوت کا دروازہ بعد بندش کے مفتوح (کھلا) ہم کو ماننا پڑے گا یہ تسلیم کے خلاف ہے۔ بھلا بعد آنحضرت کوئی نبی آئے تو کیسے آء جبکہ بعد وفات آنحضرت کے وحی بند ہو چکی ہے اور اللہ تعالے نے آنحضرت کے ساتھ نبیوں کو ختم کر دیا ہے۔ (حمامتہ البشریٰ صفحہ ۲۰)

اسی کتاب میں دوسری جگہ لکھتے ہیں

ما كان لى ان ادعى النبو واخرج من الاسلام والحق بقوم كافرين (حمامته البشرى صفحه ۷۹)

مجھے یہ بات زیبا نہیں کہ نبو کا دعوی کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافروں میں جاملوں

یہ عبارت با آواز بلند اپنا مطلب بتاتی ہے کہ مرزا صاحب نہ مدعی نبوت تھے۔ نہ دعوے نبوت کو جائز جانتے بلکہ موجب کفر سمجھتے تھے یہ ہے ۱۳۰۹ھ تک کا ذکر۔ کچھ شک نہیں کہ اس کے بعد مرزا صاحب نے نبو کا دعوی کیا اور اس انکار کی تاویلی بھی بڑی خوبصورتی سے کی ہماری جماعت میں سے بعض جو ہمارے دعوی اور دلائل سے کم واقفیت رکھتے ہیں جن کو نہ بغور کتابیں دیکھنے کا اتفاق ہوا اور نہ وہ ایک معقول مدت تک صحبت میں رہ کر اپنے معلومات کی تکمیل کر سکے وہ بعض حالات میں مخالفین کے کسی اعتراض پر ایسا جواب دیتے ہیں جو کہ سراسر واقع کے خلاف ہوتا ہے۔

وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ ۝ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ۝

اس میں شک نہیں کہ یہ قرآن قطعا صحیح ہے پس تم اپنی رب عظیم کی تسبیح پڑھا کرو

اس میں شک نہیں کہ قرآن حق الیقین قطعا صحیح ہے پس تم اس کے ماننے والو تم اس کے احکام پر عمل کیا کرو ان احکام میں ایک ضروری حکم یہ ہے کہ اپنے رب عظیم پڑھا کرو یعنی اس کی پاکی سے یاد کرو سبحان ربنا العظیم پڑھا کرو۔

اس لئے باوجود اہل حق ہونے کے ان کو مذاق اڑانی پر پڑتی ہے۔ چنانچہ چند روز ہوئے ایک صاحب پر ایک مخالفت کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعیت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعوی کرتا ہے اور کا جواب محض انکار کر الفاظ میں یاد گیا حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے حق یہ ہے کہ خدا تعالی کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے۔ اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ پھر کیونکہ یہ جواب صحیح ہو سکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود ہیں جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے، صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتداء سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئیے اسکا نام پا کر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم الغیب پایا ہے۔ رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ ۴۔ نومبر ۱۹۱۱ء

یہاں تک کہ آخری تصنیف حقیقتہ الوحی میں یہ بھی لکھا کہ تیرہ سو سال کی اسلامی تاریخ میں کوئی ولی یا قطب وغیرہ نے نبی کا لقب نہیں پایا چنانچہ آپ کے لیے اپنے الفاظ یہ ہیں۔

اللہ تعالی نے فرمایا ہے فلا يظهر على غيبه احد الا من ارتضى من رسول یعنی خدا اپنے غیب پر کسی کو پوری قدرت اور غلبہ نہیں بخشتا جو کثرت اور صفائی سے حاصل ہو سکتا ہے بجز اس شخص کے اس کا برگزیدہ رسول ہو اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جسقدر خدا تعالی نے مجھ سے مکالمہ و مخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آجتک بجز میرے یہ نعمت عطا کی نہیں کی گئی اور کوئی منکر ہو تو بار ثبوت اس کی گردن پر ہے۔

غرض اس حصہ کثیر وحی الہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کیلئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور ستراط نہیں پائی جاتی (حقیقتہ الوحی صفحہ ۳۹۰ مطبوعہ مئی ۱۹۰۸ء)

ان عبارات میں مرزا صاحب نے اپنے حق میں نبوت کا دعوی کیا ہے ہاں یہ بھی بتایا ہے کہ میری نبوت بما تحتی نبوت محمدیہ یہ ہے جسکو منفی اصلاح میں یوں کہا جائے کہ نبو محمدیہ نبو مرزا کیلئے واسطہ فی العروض ہے جس کی مثال حرکت قلم یا حرکت چابی بواسطہ حرکت ہاتھ ہے اس واسطہ میں دونوں واسطہ اور ذی واسطہ موصوف ہوتے ہیں اسی لئے مرزا صاحب کی نبوت پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں کہ حق تھی یا کاذبہ بھی بلکہ دکھانا صرف یہ ہے کہ مرزا صاحب نے جو آیت زیر بحث (لو تقول علينا) کے جو معنی اور تفسیر کی ہے اس تفسیر کے مطابق مرزا صاحب کی میعاد نبوت پورے سات سال چھ ماہ ہوتی ہے جو نومبر ۱۹۰۱ء سے شمار کریئیے ۱۵ مئی ۱۹۰۸ء تک پہنچی ہے کوئی پرائمری کالڑکا بھی اس حساب میں غلطی نہیں نکال سکتا ہے ثابت ہوا کہ مرزا صاحب دعوی نبوت سے تیس ۲۳ سال عمر نہیں پائی بلکہ بہت جلد فوت ہو گئے۔

ابطال نبوۃ مرزا :

اس حاشیہ میں اس بحث کی جگہ نہیں تاہم مختصر چند جملوں میں اس ذکر کیا جاتا ہے جناب مرزا صاحب کی عبارات متعدد اس بیان میں نصوص قلعیہ ہیں کہ آپکو جو نبوت ملی ہے یہ نبوت محمدیہ علی صاحب الصلوالستیہ ہی کی ظل یا بروز یا عکس ہے جلد ہذا کے صفحہ ۶۳ پر عبارات مرزا منقول ہو چکی ہیں۔

اس عبارت کا مطلب صاف ہے کہ مرزا صاحب بعث بعینہ بعث محمد یہ ہے بہت خوب ہم دیکھتے ہیں کہ نبوت محمد یہ میں ایک چیز ضد اور منافی نبوت ہے اور وہی چیز نبوۃ مرزا میں جمع ہے حالانکہ عکس ہے مثلاً ایک شخص (مرد) نے ناک میں نتھ اور کانوں میں بالیاں کبھی نہیں ڈالیں بلکہ صاف لفظوں میں اسکا انکار ہے کہ ایسا زیور پہننا مردونگی مردانگی کے خلاف ہے بایں ہمہ ایک فوٹو عکس ہمارے پیش کیا جائے جس کی ناک میں نتھ اور کانوں میں بالیاں ہو تو کیا ہمارا حق نہیں کہ دیکھتے ہی ہم کہہ دیں۔ کہ یہ اس مرد کا عکس فوٹو بلکہ اس کے برعکس ہے۔

ناظرین آیئے ہم یہ مثال بالکل پوری منطبق کر کے دکھائی قرآن مجید میں صاف ارشاد ہے۔ **ماعلمنا الشعر وما ینبغی له**
ہم (خدا) نے اس نبی (محمد ﷺ) کو شعر گوئی نہیں سکھائی اور شعر کوئی اور اسے لائق بھی نہیں۔

یہ آیت صاف اور واضح الفاظ میں شعر گوئی کو منافی نبوت محمد یہ بتاتی ہے مگر ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا صاحب کی تصنیفات میں ایک دو شعر نہیں بہت بڑے بڑے قصیدے موجود ہیں یہاں تک کہ ایک بڑی کتاب بطور کلیات مرزا ثمین شائع جس کے چند اشعار یہاں درج ہیں آپ اپنے کمالات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

میں کبھی آدم موسی کبھی یعقوب ہوں — نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

فارسی میں فرمایا
انبیاء گرچہ بودہ اند بسے — من بعرفاں نہ کمترز کسے
آنچہ داد است ہر نبی راجام — داد آں جام رامرا بتمام
آنچہ من بشنوم زوحی خدا — بخدا پاک دانش زخطا
ہچو قرآن لنزئش دانم — از خطاہا ہمیں ایمانم

یہاں تک کہ کتاب اعجاز احمدی اور اعجاز مسیح میں اعجازی قصیدے شائع کئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بڑے ماہر شاعر تھے پھر باانصاف ناظرین بتادیں کہ جس نبوۃ میں شعر وشاعری داخل ہو وہ اس نبو کا ظل یا عکس یا بزور کیسے ہوسکتی ہے جس میں شعر گوئی کو مفاقی نبوت قرار دیا ہو

نوٹ- ہمارے نزدیک آیت کے معنے بالکل صاف ہیں جو اصطلاح الفاظ میں یوں ادا ہوسکتے ہیں قضیتہ عین لا عمر م لہا یعنی یہ آیت خاص آنحضرت ﷺ کے حق میں بطور اظہار صداقت ہے اس کا حکم عام نہیں بلکہ بالخصوص آنحضرت ﷺ کی شان والا شان کے مطابق ہے جیسے ازواج مطہرات کے حق میں فرمایا-

من یات منکم بفاحشته مبینته یضاعف لها العذاب ضعفین جو کوئی تم بیویوں میں سے بدکاری کا کام کرے گی اس کو دگنا عذاب ہوگا-

بس ٹھیک اس طرح یہ آیت (لو تقول) خاص آنحضرت کے حق میں ہے جو اپنے معنی میں بالکل سچی ہے۔ لہ الحمدہ

نبوت مرزائیہ کا آخری فیصلہ :

مرزا صاحب قادیانی کے جملہ وعادی از قسم تجدید یا الہام یا نبوت ورسالت کا فیصلہ خدا تعالی کے دست تصرف نے ایسے طریق سے خود ان کے ہاتھوں کہہ دیا ہے۔ کہ اب مسلمانوں کو ان کے متعلق کسی بحث کرنے ضرورت نہیں۔ وہ فیصلہ یہ ہے-

مرزا صاحب نے اپریل ۱۹۰۷ء کو ایک اشتہار دیا تھا جو یعنی درج ذیل ہے-

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ :

بسم الله الرحمن الرحیم. نحمده ونصلی علی رسول رسوله الکریم. یستنبئونک احق هو قل ای وربی انه لحق

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب السلام علی من اتبع الھدی مدت سے آپ کے مدت پرچہ اہلحدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود کذاب دجال مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعوی مسیح موعود ہونے کا سراسر افترا ہے میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لئے مامور ہوں اور آپ بہت سی افترا میرے پر کر کے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں۔ اور مجھے ان گالیوں ان تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ جن سے بڑھ کر کوئی سخت لفظ نہیں ہوسکتا۔ اگر میں ایسا ہی

کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے دشمنوں کی زندگی میں ناکام ہلاک ہو جاتے ہیں۔ اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہے تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ آپ سنت اللہ کے موافق مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون اور ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشین گوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے۔ اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے اگر یہ دعوی مسیح ہونے کا محض نفس کا افترا اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے انکو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے آمین۔ مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر دے مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے آمین یارب العالمین میں ان کے ہاتھ بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گزر گئی وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں۔ جن کا وجود دنیا کے لئے سخت نقصان رساں ہوتا اور انہوں نے ان تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت **لا تقف ما ليس لك به علم** پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا۔ اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دوکاندار اور کذاب مفتری اور نہایت درجہ کا آدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا مگر میں دیکھتا ہوں۔ کہ مولوی ثناء اللہ انہی تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے۔ اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو وہ تیری نگاہ میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی ہی میں دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کرے۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر آمین ثم آمین

ربنا افتح بيننا وبين قومنا بالحق وانت خير

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں۔ اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے

الراقم۔ عبد الصمد مرزا غلام احمد مسیح موعود دعافاں اللہ واید (موقوسہ ۱۸ اپریل ۱۹۰۷ء)

اس اشتہار کا خلاصہ یہ ہے کہ **ہم دونوں میں سے جو خدا کے نزدیک جھوٹا ہے وہ پہلے مرے**

کچھ شک نہیں کہ اس اشتہار کی بابت آپ نے یہ لکھا ہے کہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشگوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے

زمانہ کے عجائبات ہیں۔ رات کو ہم سوتے ہیں تو کوئی خیال نہیں ہوتا کہ اچانک ہوتا ہے اور پھر وہ اپنے وقت پر پورا ہوتا ہے۔ کوئی ہفتہ عشرہ نشان سے خالی نہیں جاتا ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی

ہے (ایک دفعہ ہماری توجہ اس طرف ہوئی اور رات کو توجہ اس کی طرف تھی۔ الہام ہوا) اجیب دعو الداع صوفیائے کرام کے نزدیک بڑی کرامت استجابت دعا ہے باقی سب اس کی شاخیں (اخبار بدر قادیاں ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء)

۱۳ جون کے اخبار بدر میں لکھا ہے کہ اس دعا کی تحریک مرزا صاحب کے دل میں خدا کی طرف سے ہوئی۔

اس کے علاوہ مرزا صاحب کا ایک الہام یہ بھی ہے۔

اجیب کل دعائک الا فی شرکائک (تریاق القلوب صفحہ ۳۸) یعنی میں (خدا) تیری (اے مرزا) سب دعائیں قبول کروں گا سوائے اس دعا کے جو تیرے شریک برادروں کے متعلق ہو

اس الہام سے بھی دعا مندرجہ اشتہار مئورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو تقویت ہوتی ہے

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرزا صاحب مدعی اور ملہم ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو بمرض ہیضہ بمقام لاہور انتقال کر گئے اور خاکسار ابو فا ثناء اللہ آج (۲۲ جولائی ۱۹۳۰ء) تک زندہ ہے۔

مرزا صاحب کے انتقال کے بعد جب شور اٹھا کہ مرزا صاحب نے اپنے اعلان اور الہام کے مطابق جھوٹے ثابت ہوئے تو اتباع مرزا نے اس الزام کو دُور کرنے کے لئے مجھ سے مباحثہ کرنا چاہا جس میں تبصرہ (الہی) خود بخود صورت پیش کی کہ مباحثہ کے فیصلہ کے لئے ایک غیر مسلم ثالث ہو گا اگر ہم (اتباع مرزا) ہار جائیں تو مبلغ تین سو روپیہ غالب کو انعام دیں گے۔ اس اعلان پر اپریل ۱۹۱۲ء کو بمقام لودہانہ مباحثہ ہوا جس کے ثالث سردار بچن سنگھ جی پلیڈر لودہانہ مقرر ہوئے۔

اس مباحثہ میں ثالث صاحب نے میرے حق میں فیصلہ دیا جس کی وجہ سے مبلغ تین سو میں نے پائے

اس ساری تقریر کا خلاصہ یہ ہے، کہ مرزا صاحب کے دعوی الہامی اور نبوت کی تردید آسمانی بھی ہوئی اور زمینی بھی

سورت معارج

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان رحم کرنے والا ہے

سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۝۱ لِّلۡکٰفِرِیۡنَ لَیۡسَ لَہٗ دَافِعٌ ۝۲ مِّنَ اللّٰہِ ذِی

ایک پوچھنے والے نے اس عذاب کا حال پوچھا ہے جو کافروں پر آنے والا ہی جس کو ہٹانے والا اللہ صاحب کمالات عالیہ کے

الۡمَعَارِجِ ۝۳ تَعۡرُجُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ وَ الرُّوۡحُ اِلَیۡہِ فِیۡ یَوۡمٍ کَانَ مِقۡدَارُہٗ خَمۡسِیۡنَ اَلۡفَ

سوا کوئی نہیں فرشتے اور روح اس کی طرف چڑھتے ہیں وہ عذاب اس دن میں ہوگا جس کی مدت پچاس ہزار

سورت معارج

ایک پوچھنے والے نے اس عذاب کا حال پوچھا ہے جو بعد از موت کافروں پر آنے والا ہے جس کو ہٹانے والا اللہ صاحب کمالات عالیہ کے سوا کوئی نہیں[1] فرشتے اور روح بقا اور ثبات میں اسی طرح کی طرف چڑھتے یعنی رجوع کرتے ہیں وہ پوچھنے والا بطور استہزا پوچھتا ہے کہ وہ عذاب کب ہوگا اس کو سمجھنا چاہئے کہ وہ عذاب اس دن ہوگا جس کی مدت پچاس ہزار

شان نزول

آنحضرت ﷺ نے جب عذاب الٰہی سے ڈرایا تو کفار نے پوچھا کہ یہ عذاب کس کو ہوگا ان کے حق میں یہ سورت نازل ہوئی

[1] اس آیت کا ترجمہ بہت مشکل ہے بطور نمونہ ہم چند ترجمے نقل کرتے ہیں ناظرین ان کو ملاحظہ کریں کہ ترجمین کو کتنی دقتیں در پیش ہیں۔

فارسی طلب کرد طلب کنند عقوبتے بر کافراں فرود آئندہ نیست اقوا ایچ بازودار ندہ فرود آئندہ انجانب خدا خداوند مرتبہ کہ بر آں صعودہ کردہ شور بالا میروند فرشتگاں وردوح نیز بسوئے خدا عقوبت فرود آئندہ بر کافراں درروزے کہ ہست مقدار آں پنجارہ ہزار سال حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ

ترجمہ : اس ترجمہ میں من اور فی کو واقع کے متعلق کیا گیا ہے

اردو ترجمہ : مانگا ایک مانگنے والے عذاب ٹرینوالا منکروں کے واسطے کوئی ہٹانے والا اللہ کی طرف سے چڑھنے درجوں کا صاحب اس کی طرف فرشتے اور روح اس دن میں جس کا اپناؤ پچاس ہزار برس ہے۔ (شاہ عبدالقادر رحمتہ اللہ)

تشریح :اس ترجمہ سے معلوم ہوتا کہ من اللہ کو واقع کے اور فی کو تعرج کے متعلق کیا گیا ہے۔

ترجمہ نزیریہ : اللہ جو آسان کی سیڑھیوں کا مالک ہے جن کی راہ فرشتے ہیں اور جبرائیل اس کی راہ چڑھتے ہیں اس کے حکم سے قیامت کے دن جسکا اندازہ پچاس ہزار برس کا ہوگا۔ کافروں کو عذاب ہونا ہے اور کوئی اس کو ٹال نہیں سکتا۔

تشریح : اس میں فی یوم متعلق واقع کے کیا گیا ہے

ترجمہ شیعہ : ایک سوال کرنے والے نے بڑے درجوں والے خدا سے ایسے عذاب کا سوال کیا جو کافروں کیلئے واقع ہوتا رہتا ہے اور اس کا دفع کرنے والا کوئی نہیں ہو سکتا فرشتے اور روح اس کے حضور میں حاضر ہونے کیلئے ایک ایسے دن میں جسکا اندازہ پچاس ہزار برس ہوگا چڑھ جائیں گے (ترجمہ مشہور بنان مولوی مقبول احمد لکھنوی)

تشریح : اس میں فی یوم تعرج کے متعلق کیا گیا ہے۔

ترجمہ اشرفی : ایک درخواست کرنے والا اس عذاب کی درخواست کرتا ہے جو کہ کافروں پر واقع ہونے والا ہے جسکا کوئی دفع کرنیوالا نہیں جو اللہ کی طرف سے واقع ہوگا جو کہ سیڑھیوں کا مالک ہے فرشتے اور روحیں اس کے پاس چڑھ جاتی ہیں ایسے دن ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔ (از مولوی اشرف علی تھانہ بھون)

سَنَةٍ ۝ فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيْلًا ۝ اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا ۝ وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًا ۝ يَوْمَ

سال ہے پس تو اچھی طرح صبر کیا کر یہ لوگ اس کو دور جانتے ہیں اور ہم اس کو قریب دیکھتے ہیں جس روز

تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ۝ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ۝ وَلَا يَسْئَلُ حَمِيْمٌ

آسمان پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہو جائے گا اور پہاڑ دھنی ہوئی اون کی طرح ہو جائیں گے کوئی گہرا دوست بھی کسی دوست کو نہ پوچھے

حَمِيْمًا ۝ يُّبَصَّرُوْنَهُمْ ؕ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍۭ بِبَنِيْهِ ۝

گا حالانکہ آپس میں دیکھیں گے بدکار آدمی چاہے گا کہ اس روز کے عذاب سے وہ اپنے بیٹوں

وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيْهِ ۝ وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُـْٔوِيْهِ ۝ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ ثُمَّ

بیوی سگےبھائی کنبہ برادری کو جو اسے پناہ دیتی تھی اور ان کے سب لوگوں کو اپنے فدیے میں دے دے پھر

يُنْجِيْهِ ۝ كَلَّا ؕ اِنَّهَا لَظٰى ۝ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ۝ تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى ۝ وَجَمَعَ

یہ فدیہ اس کو عذاب سے چھڑا لے ہرگز ایسا نہ ہوگا بے شک وہ شعلے مارتی ہوگی چمڑے سے اتار دے گی جس نے پیٹھ اور منہ پھیرا ہوگا مال جمع کیا اور محفوظ رکھا ایسے

فَاَوْعٰى ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ۝ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ۝ وَّاِذَا مَسَّهُ

لوگوں کو بلائے گی بے شک انسان پیدائشی تھڑولا ہے جب اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو گھبرا اٹھتا ہے اور جب اسے خیر پہنچتی

الْخَيْرُ مَنُوْعًا ۝ اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ۝ وَ

ہے تو روک لیتا ہے مگر جو لوگ نمازوں پر دوام کرتے ہیں اور

سال بلکہ اس سے بھی زیادہ ہے۔ پس تو ان نادان کو سنادے اور ان کی ناجائز بیہودہ گوئی پر اچھی طرح خوش اخلاقی سے صبر کیا کر نہ لوگ اس عذاب کو دور جانتے ہیں۔ کیونکہ ان کی نظر سے او جھل ہے اور ہم اور (خدا) اس کو قریب دیکھتے ہیں کیونکہ ہمارے سامنے ہے اس عذاب وقوع اس روز ہوگا جس روز آسمان پگلے ہوئے تانبے کی طرح ہو جائے گا اور پہاڑ دھنی ہوئی اون کی طرح ہو جائیں گے۔ یعنی اتنے بڑے بڑے اجسام ہوا میں اڑ کر سمندر کے پانی میں مل جائیں گے اور اس روز ہم کوئی کسی کی مدد نہ کرے گا نہ کر سکے گا عذاب اور گرفت کی سختی کا حلایہ ہوگا۔ کہ بدکار آدمی جو عذاب گرفتار ہوگا وہ چاہے گا کہ اس دن کے عذاب سے وہ اپنے بیٹوں بیوی سگے بھائی کنبہ برادری کو جو اسے مصیبت میں پناہ دیتی تھی اور دنیا کے سب لوگوں کو اپنے اندر بلائے گی پس تم سننے والے ہوشیار ہو کہ کوئی کام تم ایسا کرو جس سے تم جہنم کے لائق ہو جاؤ وہاں اس میں شک نہیں کہ بعض انسان بیشک اسے جلد باز ہیں کہ دیکھنے والا سمجھے کہ انسان پیدائشی تھڑولا ہے۔ اسی لئے تو اس کی حالت ہے کہ جب اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو گھبرا اٹھتا ہے واویلا اور ہائے وائے کرنے لگ جاتا ہے اور جب اسی کسی قسم کی خیر و برکت پہنچتی ہے تو دوسروں تک اس کا فیض نہیں پہنچاتا بلکہ روک لیتا ہے مگر یہ حال سارے انسانوں نہیں جو لوگ نمازوں کے ادا کرنے پر دوام کرتے ہیں وہ ایسے نہیں اور

وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ﴿٢٤﴾ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴿٢٥﴾ وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ

جن کے مالوں میں مانگنے والوں اور نہ مانگنے والوں کے لئے حق مقرر ہیں اور جو لوگ روز جزا کی تصدیق

بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿٢٦﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿٢٧﴾ اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ

کرتے ہیں اور جو لوگ اپنے پروردگار کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں ان کے پروردگار کا عذاب بے خوف

غَيْرُ مَاْمُوْنٍ ﴿٢٨﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ﴿٢٩﴾ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا

ہونے کی چیز نہیں اور وہ لوگ بھی جو اپنے شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر جو لوگ اپنی بیویوں یا

مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ﴿٣٠﴾ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

لونڈیوں سے ملتے ہیں ان کو ملامت نہیں ہاں جو لوگ اس کے سوا طریق اختیار کریں گے وہ حد سے باہر

الْعٰدُوْنَ ﴿٣١﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ﴿٣٢﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ

نکلے ہوں اور وہ لوگ جو اپنی امانات اور وعدوں کی نگہداشت کرتے ہیں اور وہ لوگ بھی جو اپنی شہادات پر

قَآئِمُوْنَ ﴿٣٣﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿٣٤﴾ اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ

قائم رہتے ہیں اور وہ لوگ بھی جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں یہی لوگ بہشتوں میں عزت کے ساتھ

مُّكْرَمُوْنَ ﴿٣٥﴾ فَمَالِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قِبَلَكَ مُهْطِعِيْنَ ﴿٣٦﴾ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ

رہیں گے پھرت کیا وجہ منکرین ٹولی ٹولی ہوکر تیری طرف سے دائیں بائیں

اور جن کے مالوں میں مانگنے والوں اور نہ مانگنے والوں کے لئے یعنی جو مانگنے کی وجہ سے اغنیاء کے عطیات سے محروم[1] رہ جاتے ہیں در حقیقت وہ مستحق ہوتے ہیں ان دونوں قسموں کے مستحقین کے لئے جن کے اموال ہیں حق مقرر ہیں ان کو برابر دیتے ہیں اور جو لوگ ورز جزا قیامت کی تصدیق کرتے ہیں وہ بھی ایسے تھڑ ولے نہیں ہیں۔ اور جو لوگ اپنی پروردگار کے عذاب سے ہر وقت اور ہر آن ڈرتے ہیں۔ کیوں کہ ان کو یقین ہے کہ ان کے پروردگار کا عذاب بے خوف ہونے کی چیز نہیں اور وہ لوگ بھی گبھرانے والے تھڑدلے نہیں جو بدکاری سے اپنی فرج (شرمگاہ) کی حفاظت کرتے ہیں۔ یعنی زناکاری وغیرہ کے ذریعہ جو لوگ اس مذکورہ طریق کے سوا کوئی اور طریق اختیار کرتے ہیں۔ اور وہ لوگ بھی کم حوصلہ لوگوں سے نہیں ہیں۔ جو پانی شہادات واجبہ پر قائم رہتے ہیں اور وہ لوگ بھی ان سے مثنی ہیں جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں پڑھتے ہیں اور پڑھنا ہی نہیں بلکہ ایک پڑھ کر دوسری کی فکر رہتے ہیں۔ مثلاً دھوپ یا گھڑی دیکھتے ہیں رہتے ہیں۔ ان اوصاف والے کیوں تھڑولے نہیں اس لئے کہ ان کو یقین ہوتا ہے کہ جو خیر و برکت ملی ہے یہ اللہ کے حکم سے ملی ہے اور جو تکلیف آئی ہے۔ یہ بھی اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ اس لئے وہ نہ خیر پر اتراتے ہیں نہ شر پر گبھراتے ہیں یہی لوگ بہشتوں میں عزت کے ساتھ رہیں گے اتنی صاف صاف تعلیم سنکر پھر بھی تیرے مخالف تجھ سے بدکتے ہیں کیا وجہ ہے کہ منکرین ٹولی ٹولی ہو کر تیری طرف سے دائیں بائیں

---

[1] سائل کے مقابلہ میں محروم کا ترجمہ نہ مانگنے والا پر جو نتیجہ پیدا ہوتا ہے اس کی وجہ سے غیر سائل کو محروم کہا گیا تھا یعنی التزاء

عِزِيْنَ ﴿٣٧﴾ اَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيْمٍ ﴿٣٨﴾ كَلَّا ؕ اِنَّا

بھاگے جاتے ہیں کیا ان میں سے ہر ایک یہی چاہتا ہے کہ نعمتوں کے باغوں میں داخل جائے گا ہرگز نہیں ہم نے

خَلَقْنٰهُمْ مِّمَّا يَعْلَمُوْنَ ﴿٣٩﴾ فَلَآ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَالْمَغٰرِبِ اِنَّا لَقٰدِرُوْنَ ﴿٤٠﴾

ان کو ایسی چیز سے پیدا کیا ہے جسے یہ جانتے ہیں ہمیں مشرقوں اور مغربوں کے پروردگار کی قسم ہے کہ ہم قادر ہیں

عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ خَيْرًا مِّنْهُمْ ۙ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ﴿٤١﴾ فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا وَ

کہ ان سے اچھی مخلوق پیدا کردیں اور ہم عاجز نہیں ہیں پس تو ان کو چھوڑ دے بے ہودہ باتیں بنائیں

يَلْعَبُوْا حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ﴿٤٢﴾ يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ

کھیل کود میں مشغول رہیں یہاں تک کہ ان پر وہ وقت آجائے جس کا ان کو وعدہ دیا جاتا ہے جس روز یہ لوگ قبروں سے جلدی جلدی نکلیں گے

سِرَاعًا كَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ ﴿٤٣﴾ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ

گویا وہ نشانہ کی طرف بھاگے جاتے ہوں گے ان کی آنکھیں ندامت کے ماری جھکی ہوں گی ذلت ان پر

ذِلَّةٌ ؕ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿٤٤﴾

چھائی ہوگی یہی وہ دن ہے جس کا انسانوں کو وعدہ دیا جاتا تھا

ع ۲ ۸

بھاگ جاتے ہیں یوں بھاگتے ہیں۔ گویا جنگل گدھے[1] ہیں کیا باوجود ان حالات کے ان میں سے ہر ایک یہی چاہتا ہے کہ نعمتوں کے باغوں میں داخل کیا جائے یعنی خواہش تو ان کی یہی ہے کہ ہم زندگی آرام چین سے نعماء اور آسائش میں گزاریں اور اعمال ایسے ہیں کہ ان پر یہ کہنا زیبا ہے

جی عبادت سے چرانا جنت کی ہوس کام چور اس کام پر کس منہ سے اجرت کی ہوس

ان کا مقصود ہرگز پور نہیں ہوگا۔ ان کا خیال اور تکبر اس حد تک ترقی کر گیا ہے کہ یہ ہماری قدرت کاملہ سے بھی منکر ہو رہے ہیں حالانکہ ہم نے ان کو ایسی چیز (منی کے نطفے) سے پیدا کیا ہے جسے یہ جانتے ہیں۔ پھر اتنی بدمزاجی کیوں ہمیں مشرقوں اور مغربوں کے پروردگار یعنی اپنی ذات کی قسم ہے یہ کہ تو کیا ہم قادر ہیں کہ ان سے اچھی مخلوق پیدا کردیں اور ایسا کرنے میں ہم عاجز نہیں ہیں پس تو اے نبی ان کو ان کے اس حال پر چھوڑ دے بیہودہ باتیں بنائیں اور کھیل کود میں مشغول رہیں یہاں تک کہ بعد الموت ان پر وہ وقت آجائے جس کا ان کو وعدہ دیا جاتا ہے۔ اس روز اپنے کئے کی جزا سزا پوری پوری پائیں گے یعنی جس روز یہ لوگ زندہ ہو کر قبروں سے جلدی جلدی نکلیں گے۔ ایسے جلدی کہ گویا وہ نشانہ چاندی ماری کی طرف بھاگے جاتے ہیں گے ان کی آنکھیں ندامت کے مارے جھکی ہوں گی ذلت ان کے چہروں پر چھائی ہوگی کہا جائے گا کہ یہی انصاف کا وہ دن جس کا کل انسانوں کو وعدہ دیا جاتا تھا جو آج پورا ہو گیا دیکھو ہر انسان اپنے اعمال کے موافق بدلہ پا رہا ہے۔

---

[1] عام طور پر اس آیت کا ترجمہ اور تفسیر یوں کی گئی ہے ٹولیاں تیری طرف چلی آتی ہیں عربی تفسیر میں میں نے یہی تفسیر اختیار کی ہے لیکن یہاں میں نے یہ تفسیر ترک کر کے یہ ترجمہ کیا ہے تیری طرف سے بھاگتے ہیں

فما لهم عن التذكر معرضين كانهم حمر متفر فرت من قو اصل اختلاف یہ ہے کہ قبلہ پر حرف ہمارہ محذوف ہے جمہور مترجمین اور مفسرین (الی) مانتے ہیں یعنی (من) سمجھتا ہوں اللہ اعلم

سورت نوح

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

إِنَّا أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ أَنْ أَنذِرْ قَوْمَكَ مِن قَبْلِ أَن يَأْتِيَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١﴾

ہم خدا نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تھا کہ اپنی قوم کو اس سے پہلے ڈراوے کہ دردناک عذاب ان پر آجائے

قَالَ يَا قَوْمِ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٢﴾ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ وَأَطِيعُونِ ﴿٣﴾ يَغْفِرْ

نوح نے کہا اے میرے بھائیو! تحقیق میں واضح الفاظ میں تم کو ڈرانے والا ہوں تم لوگ اللہ ہی کی بندگی کرو اور اسی سے ڈرتے رہو اور میری اطاعت کرو خدا تمہارے

لَكُم مِّن ذُنُوبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ إِنَّ أَجَلَ اللَّهِ إِذَا جَاءَ لَا يُؤَخَّرُ

گناہ بخش دے گا اور تم کو ایک مقرر وقت تک مہلت دے گا اللہ کا مقرر کیا ہوا وقت جب جاتا ہے تو پیچھے نہیں

لَوْ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٤﴾ قَالَ رَبِّ إِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلًا وَنَهَارًا ﴿٥﴾ فَلَمْ يَزِدْهُمْ

ہٹتا کاش تم لوگ جانو نوح نے کہا میرے خدا میں نے اپنی قوم کو رات دن دین کی طرف بلایا میری دعوت پر یہ لوگ

دُعَائِي إِلَّا فِرَارًا ﴿٦﴾ وَإِنِّي كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوا أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ

فرار ہی کرتے رہے اور میں نے جب ان کو بلایا کہ تاکہ تو ان کو بخش دے تو انہوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیں

وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَأَصَرُّوا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ﴿٧﴾

اور اپنے کپڑے اوڑھ لئے اور اڑے رہے اور تکبر ہی کرتے رہے

سورت نوح

تمہیں معلوم ہے کہ دنیا میں حضرت نوح بھی ایک نبی گزرے ہیں ہم (خدا) نے نوح کو اس کی قوم کفار کی طرف اس پیغام کے ساتھ بھیجا تھا کہ اپنی قوم کو اس سے پہلے ڈرادے کہ دردناک عذاب ان پر آجائے ان لوگوں کو بداعمال کی وجہ سے جو ان پر دردناک عذاب آنے والا ہے اس کے آنے سے پہلے پہلے ان کو سمجھادے تاکہ جو لوگ اس عذاب سے ڈر کر بداعمال چھوڑ دیں۔ وہ بچ جائیں اور جو نہ مانیں وہ اپنے کیئے کا پھل پائیں نوح نے اس خدائی حکم کے موافق کہا اے میرے بھائیو تحقیق میں تم کو واضح الفاظ میں تمہاری بداعمالی پر خدا کے عذاب سے ڈرانے والا ہوں۔ میرے ڈرانے کا مطلب یہی ہے کہ تم لوگ اللہ ہی کی بندگی کرو اور اسی سے ڈرتے رہو اور جو میں تم کو دین کے بارے میں حکم دوں اس میں تم میری اطاعت کرو اسکا بدلہ تم کو یہ ملے گا کہ خدا تمہارے سابقہ گناہ بخش دے گا اور تم کو ایک مقرر وقت تک جو تمہاری موت کے لئے مقرر ہے بخیر وعافیت مہلت دے گا۔ یقینی بات ہے کہ اللہ کا مقرر کی ہوا وقت موت کا ہو یا فنا کا مرض کا ہو شفا کا جب آجاتا ہے تو پیچھے نہیں ہٹتا کاش تم لوگ میری اس بات کی حقیقت کو جانو حضرت نوح اپنی تبلیغ میں برسوں نہیں صدیوں تک مشغول رہے قوم کی طرف سے ایک ہی جواب ملتا رہا کہ ہم تیری نہ مانیں گے جب یہاں تک نوبت پہنچی تو نوح نے کہا اے میرے خدا میں نے اپنی قوم کو رات دن دین کی طرف بلایا اور خوب تبلیغ کی مگر میری دعوت پر یہ لوگ فرار ہی کرتے رہے میں نے جب انکو بلایا کہ اپنی بدکاری سے توبہ کریں تاکہ تو انکو بخشدی تو انہوں نے مارے تکبر اور نخوت کے اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیں تاکہ میری بات نہ سنیں اور اپنے کپڑے مونہوں نے پر اوڑھ لئے تاکہ میری شکل بھی نہ دیکھ سننا تو کسی اور اپنے کفر شرک اڑے ہے اور تکبر ہی کرتے رہے ہیں

ثُمَّ اِنِّیْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۙ ثُمَّ اِنِّیْۤ اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا ۙ فَقُلْتُ

پھر میں نے ان کو بلند آواز سے بلایا پھر میں نے ان کو کھلا اور مخفی بلایا پھر میں نے کہا

اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۙ یُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْكُمْ مِّدْرَارًا ۙ وَّیُمْدِدْكُمْ

اپنے رب سے بخشش مانگو بے شک وہ بڑا بخشنے والا ہے خدا تم پر موسلا دھار مینہ برسائے گا اور مال مویشی

بِاَمْوَالٍ وَّبَنِیْنَ وَیَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّیَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ؕ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ

اولاد کے ساتھ تمہاری مدد کرے اور تمہارے لئے باغ پیدا کرے گا اور تمہارے لئے پانی کے چشمے جاری کردے گا تمہیں کیا ہو گیا کہ تم خدا کی

لِلّٰهِ وَقَارًا ۚ وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ۝ اَلَمْ تَرَوْا كَیْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ

عزت نہیں کرتے حالانکہ اسی نے تم سب کو مختلف حالات میں پیدا کیا ہے کیا تم نے کبھی غور کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سات آسمان تہہ بتہہ کیسے پیدا

طِبَاقًا ۙ وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِیْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ۝ وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ

کئے اور چاند کو ان میں روشن چیز بنایا اور سورج کو روشن چراغ پیدا کیا اللہ نے تم کو

مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ۙ ثُمَّ یُعِیْدُكُمْ فِیْهَا وَیُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ۝ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ

زمین سے پیدا کیا پھر تم سب کو اسی میں لوٹا دیتا ہے پھر تم کو نکالے گا اور اللہ نے تمہارے لئے

الْاَرْضَ بِسَاطًا ۙ لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ۝

زمین کو بچھادیا تاکہ اس میں کھلے رستوں پر چلو

پھر میں نے ان کو بلند آواز سے بلایا تو بھی متوجہ نہ ہوئے پھر میں نے ان کو کھلا اور مخفی ہر ایک کو جلو اور خلو میں توحید کی دعوت دی پھر سمجھاتے ہوئے میں نے یہ بھی کہا کہ بداعمال سے توبہ کر کے اپنے رب سے ☐ مانگو بے شک وہ بڑا بخشنے والا ہے۔ تم پر جو بارش نہ ہونے کا قحط ہو رہا ہے تمہارے استغفار کرنے سے خدا تم پر موسلا دھار مینہ برسائے گا جو سے سارا قحط دور ہو جائے گا اور مال مویشی اور اولاد نہ ذکور کے ساتھ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے لئے باغ پیدا کرے گا اور تمہارے لئے پانی کے چشمے اور دریا جاری کرے گا جن سے تم اپنے کھیت سیراب کرو گے تمہیں کیا ہو گیا کہ تم دل سے خدا کی عزت نہیں کرتے۔ بھلا یہ بھی کوئی عزت ہے جو تم کرتے ہو کہ اس کے سوا دوسروں سے حاجات مانگتے ہیں حالانکہ اسی نے تم سے کو مختلف حالات پیدا کیا ہے۔ دیکھو پہلے تم منی کے قطرے تھے۔ پھر منجمد خون بنے۔ پھر لوتھڑے بنے پھر جسم بے روح بنے پھر تم میں روح پھونکی گئی پھر بصورت ایک بے ہوش بچے کے تم کو باہر نکالا پھر تم کو عقل سمجھ عطا کی۔ کیا تم نے اپنی عقل سے کام لیتے ہوئے اس امر پر کبھی غور کیا ایسا چراغ دنیا میں کوئی ہو گا۔ جسکی ضخامت ساری زمین سے جس میں سمندر اور پہاڑی بھی داخل ہیں ایک سو چالیس[1] درجے زیادہ ہے یہ سب اللہ کی قدرت کے کرشمے ہیں اور سنو اللہ تعالیٰ نے تم سب بنی آدم کے باپ علیہ السلام کو ابتدا پیدائش عالم میں زمین کی مٹی سے پیدا کیا پھر تم سب کو اسی میں لوٹا دیتا ہے۔ پھر تم کو بروز قیامت زندہ کر کے اس زمین سے نکالے گا اور سنو اللہ نے تمہارے لئے زمین کو بنایا تاکہ حسب ضرورت مکان بناؤ زراعت کرو۔ کنویں کھودو سیر و سیاحت کرنے کو اس میں کھلے رستوں پر چلو

[1] تفسیر کبیر جلد ۵ زیر آیت اسراء یہ پرانی تحقیق ہے آج کل کی تحقیق میں بہت زیادہ ہے۔

قَالَ نُوۡحٌ رَّبِّ اِنَّهُمۡ عَصَوۡنِىۡ وَاتَّبَعُوۡا مَنۡ لَّمۡ يَزِدۡهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗۤ اِلَّا خَسَارًا ۚ﴿۲۱﴾ وَ

نوح نے کہا اے میرے پروردگار انہوں نے میری بے فرمانی کی ہے اور جن مالداروں کو ان کے اموال اور اولاد نے سوائے توڑنے کے کچھ فائدہ نہیں دیا ان کے

مَكَرُوۡا مَكۡرًا كُبَّارًا ۚ﴿۲۲﴾ وَقَالُوۡا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمۡ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا

پیرو ہو گئے ہیں اور انہوں نے بڑنے بڑے مکر کئے ہیں اور بڑے لوگوں نے کہا کہ اپنے معبودوں کو مت چھوڑنا اور کہا ہے کہ نہ ود کو چھوڑنا نہ سواع کو نہ یغوث کو

يَغُوۡثَ وَيَعُوۡقَ وَنَسۡرًا ۚ﴿۲۳﴾ وَقَدۡ اَضَلُّوۡا كَثِيۡرًا ۚ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيۡنَ اِلَّا ضَلٰلًا ﴿۲۴﴾

نہ یعوق کو نہ نسر کو انہوں نے بہت سی مخلوق کو گمراہ کیا ہے اے میرے پروردگار ان ظالموں کو ضلالت میں بڑھائے جادہ لوگ اپنے گناہوں کی وجہ

مِمَّا خَطِيۡٓـٰٔتِهِمۡ اُغۡرِقُوۡا فَاُدۡخِلُوۡا نَارًا ۙ فَلَمۡ يَجِدُوۡا لَهُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اَنۡصَارًا ﴿۲۵﴾

سے غرق کئے گئے پھر جہنم کی آگ سے داخل کئے گئے انہوں نے اللہ سے ورے کوئی مددگار نہ پایا اور نوح نے کہا

وَقَالَ نُوۡحٌ رَّبِّ لَا تَذَرۡ عَلَى الۡاَرۡضِ مِنَ الۡـكٰفِرِيۡنَ دَيَّارًا ﴿۲۶﴾ اِنَّكَ اِنۡ تَذَرۡهُمۡ

اے میرے پروردگار ان میں سے کسی آباد گھر کو نہ چھوڑ اگر تو ان کو چھوڑے رکھے گا تو تیرے بندوں کو

يُضِلُّوۡا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوۡۤا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿۲۷﴾

گمراہ کریں گے اور جو بچہ جنیں گے بدکار اور کافر ہی جنیں گے

زمین کی شکل ہیئت ہی بتا رہی ہے کہ تمہاری پائمال ہے یہ سب تقریر سنکر بھی وہ لوگ حضرت نوح کی تعلیم سے انکار پر مصر رہے اس لئے نوح نے خدا کو مخاطب کر کے کہا اے میرے پروردگار تو سب کچھ جانتا ہے کہ انہوں نے بڑی سختی سے میری بے فرمانی کی ہے اور جن مالداروں کو ان کے اموال اور اولاد نے بوجہ ان کے تکبر کے سوائے ٹوٹے کس کچھ فائدہ نہیں دیا ان نالائقوں اور متکبروں کے پیرو ہو گئے ہیں۔ وہ جدھر ان کو چلاتے ہیں یہ چلتے ہیں اور یہ بات بھی سرکار سے مخفی نہیں ہے کہ انہوں نے میری ایزارسانی میں بڑے بڑے مکر وار فریب کئے ہیں سرکار ہیں اگر خدائی حفاظت میں نہ ہوتا تو مدت سے یہ لوگ مجھے ختم کئے ہوتے اس بندہ درگاہ کی ایک کنبہ دار لوگوں نے ماتحتوں کو کہا کہ خبردار اپنے مصنوعی معبودوں کو مت چھوڑنا یہاں تک کہ پختگی کی غرض سے اپنے مصنوعی معبودوں کے نام لے لے کر تاکید کر رکھی ہے اور کہا ہے کہ نہ بڑے ود کو چھوڑنا نہ سواع کو نہ یغوث کو نہ یعوق کو اور نہ نسر کو چھوڑنا۔ سرکار انہوں نے میری سخت تکذیب کی ہے اور بہت سے مخلوق کو گمراہ کیا ہے اور کر رہے ہیں اس لئے اے میرے پروردگار ان ظالموں نے ہدایت کے رستے جیسے خود بند کر لئے ہیں تو بھی بطور سزا کے ان ظالموں کو ضلالت ہی بڑھائے جاتا کہ اپنی گمراہ اور بدکاری کے حسب حال سزا پائیں۔ پس نوح کی اس مظلومانہ دعا کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ لوگ اپنے گناہوں اور شرارتوں کی وجہ سے اسی زندگی میں بارش کے پانی میں غرق کئے گئے پھر بعد غرق جہنم کی آگ میں داخل کئے گئے پھر انہوں نے اللہ سے ورے اپنے مصنوعی معبودوں میں سے کوئی مددگار نہ پایا بلکہ سب کے سب ان کے دشمن ہو گئے اور یہ بھی نوح نے دعا میں کہا اے میرے پروردگار ان کافروں کی شرارت حد سے بڑھ گئی ہے لہٰذا اب توں ان میں سے کسی آباد گھر کو نہ چھوڑ سب کو تباہ کر دے مجھے علم غیب حاصل تو نہیں مگر اپنے تجربہ سے کہتا ہوں اگر تو انکی اس حالت میں زندہ چھوڑ رکھے گا تو مثل سابق تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور جو بھی بچہ جنیں گے اپنے اثر نطفہ اور تاثیر صحبت سے بدکار اور کافر ہی جنیں گے۔ پس جسطرح سمجھدار باغبان پھل اور درختوں کو نقصان پہنچانے والے پیڑوں کو کاٹ

---

[1] ویکونوا علیھم ضدا کی طرف اشارہ ہے

رَبِّ اغۡفِرۡ لِیۡ وَ لِوَالِدَیَّ وَ لِمَنۡ دَخَلَ بَیۡتِیَ مُؤۡمِنًا وَّ لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ الۡمُؤۡمِنٰتِ ؕ

اے میرے پروردگار! مجھے اور میرے ماں باپ کو بخش دے اور ہر اس شخص کو بخشدے جو ایماندار ہو کر میرے گھر میں داخل ہوا اور سب مومن مردوں اور مومن عورتوں

وَ لَا تَزِدِ الظّٰلِمِیۡنَ اِلَّا تَبَارًا ﴿۲۸﴾

کو بخش دے ان ظالموں پر تباہی ڈال

سورت جن

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

قُلۡ اُوۡحِیَ اِلَیَّ اَنَّہُ اسۡتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الۡجِنِّ فَقَالُوۡۤا اِنَّا سَمِعۡنَا قُرۡاٰنًا عَجَبًا ۙ﴿۱﴾

تو کہہ میری طرف خدا کی وحی آئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے قرآن سنا تو کہا ہم نے عجیب قرآن سنا ہے

یَّہۡدِیۡۤ اِلَی الرُّشۡدِ فَاٰمَنَّا بِہٖ ؕ وَ لَنۡ نُّشۡرِکَ بِرَبِّنَاۤ اَحَدًا ۙ﴿۲﴾ وَّ اَنَّہٗ تَعٰلٰی جَدُّ رَبِّنَا

نیکی کی طرف راہ نمائی کرتا ہے پس ہم تو اس کو مان گئے ہم آئندہ کو اپنے رب کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرائیں گے اور ہمارے رب کی شان بہت بلند ہے

مَا اتَّخَذَ صَاحِبَۃً وَّ لَا وَلَدًا ۙ﴿۳﴾

اس نے نہ بیوی بنائی ہے اور نہ اولاد

کاٹ دیتا ہے حضور بھی ایسا ہی کریں اسکے ساتھ نوح نے یہ بھی دعا کی اے میرے پروردگار مجھے اور میرے ماں باپ کو بخشدے اور پھر اس شخص کو بھی بخشدے سے جو ایماندار ہو کر میرے گھر میں یا حلقہ افزا میں داخل ہو اور ان کے سوا دنیا کے موجود اور آئندہ سب مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بخشدے اور ظالموں پر تباہی ڈال حضرت نوح کی یہ دعا قریبا ایک ہزار سال کے تجربہ پر مبنی تھی جو ممدوح نے ان میں گزرے تھے یہ نہیں کہ جلدی گھبرا گئے تھے سچ ہے

دل ہی تو ہے نہ سنگ وخشت درد سے بھر نہ آئے کیوں ۔ روئیں گے ہم ہزار بار کوئی ہمیں ستائے کیوں

سورت جن

اے نبی علیہ السلام تو ان منکروں کو کہہ میری طرف خدا کی وحی آئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے میرے پڑھتے ہوئے قرآن سنا تو سن کر کہا ہم نے عجیب قرآن سنا ہے جو حضرت موسیٰ کے بعد اترا ہے۔اس کی خوبی یہ ہے کہ سنتے ہی نیکی کی طرف راہ نمائی کرتا ہے۔ پس ہم اس کو سنتے ہی بغیر ایچ پیچ مان گئے اس کی بڑی تعلیم یہ ہے کہ خدا کو واحد سمجھو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ سمجھو۔ پس ہم آئندہ کو اپنے رب کے ساتھ کسی ایک شخص یا چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں گے۔ اور جنوں نے یہ بھی کہا[ل] کہ ہمارے رب کی شان بہت بلند ہے اس نے اپنے لئے نہ بیوی بنائی ہے نہ اولاد کیونکہ یہ سب لازمہ مخلوقات ہیں اور جنوں نے یہ بھی کہا کہ آج سے پہلے ہم شرک وکفر کی باتیں سنا کرتے تھے تو ان کی تصدیق کیا کرتے تھے۔

[ل] اس سورت میں ان مفتوحہ آئے ہیں ان کی وجہ سے نحوی قواعد کی پابندی میں بڑی مشکل پیدا ہوتی ہے کیونکہ ان مفتوحہ قول کا مقولہ نہیں ہوا کرتا اس کی توجیہ کرنے میں نحوی علماء مفسرین کو بعید از کار توجیہیں کرنی پڑیں مگر ہماری رائے اس بارے میں یہ ہے کہ شذوذ کے طور پر قول کے بعد ان مفتوحہ آجاتا ہے حضرت استاذ الہند شاہ ولی اللہ قدس سرہ بھی ایسے دور از کار تکلفات سے ناراض ہیں (فوز الکبیر)

وَّاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ۙ وَّاَنَّا ظَنَنَّاۤ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ

اور یقیناً ہم میں سے بے وقوف لوگ اللہ پر غلط باتیں کہا کرتے تھے اور ہم سمجھتے تھے کہ انسان

وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۙ وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ

اور جن اللہ پر جھوٹ نہیں کہتے اور انسان جنوں کی پناہ لیا کرتے تھے پھر وہ جن

مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۙ وَّاَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ

ان کو نقصان پہنچاتے ان انسانوں نے بھی تمہاری طرح یہی سمجھ رکھا تھا کہ خدا ہرگز کسی کو دوبارہ زندہ

اَحَدًا ۙ وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّشُهُبًا ۙ وَّ

نہ کرے گا اور ہم نے آسمان کو چھوا تو بڑی سخت حفاظت اور آگ کے شعلوں سے گھرا ہوا پایا اور

اَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ۭ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا

ہم آسمان سے آواز کی جگہ بیٹھے کرتے تھے اب جو کوئی کان لگائے تو آگ کا شعلہ تیار پاتا

رَّصَدًا ۙ وَّاَنَّا لَا نَدْرِيْۤ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ۙ

ہے اور ہم نہیں جانتے کہ زمین والوں کے حق میں خدا کی طرف سے برائی کا ارادہ کیا گیا ہے یا پروردگار نے ان کے لئے بہتری کا ارادہ کیا ہے

وَّاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ۭ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ۙ وَّاَنَّا ظَنَنَّاۤ اَنْ لَّنْ

اور ہم میں سے کچھ لوگ تو نیک ہیں اور بعض اس کے سوا کچھ اور طرح کے بھی ہیں ہم مختلف اقسام کے تھے اور اب ہم یہ سمجھ چکے ہیں

لیکن اب معلوم ہوا کہ یقیناً ہم میں سے بیوقوف لوگ اللہ کی ذات اقدس پر غلط باتیں کہا کرتے تھے اور ہم سمجھتے تھے کہ انسان اور جن اللہ پر جھوٹ نہیں کہتے مگر دراصل ہمارا گمان غلط نکلا اب تو ثابت ہوا کہ یہ سارے کے سارے ہی دروغ گو ہیں۔ اور اس قرآن کے اترنے سے پہلے کئی انسان جنگلوں میں چلتے ہوئے جنوں کی پناہ لیا کرتے تھے۔ جب کبھی کسی گھن کے جنگل میں اترتے تو پہلے کہہ لیتے **نعوذ بسیدہ هذا الوادی** ہم اس جنگل کے سردار بڑے جن کی پناہ لیتے ہیں پھر۔ اتنا کہنے سے وہ جن ان کو بجائے فائدہ پہنچانے کے نقصان پہنچاتے اور یہ بھی جنوں نے اپنے مخاطبوں کو کہا کہ دیکھو ان گمراہ انسانوں نے بھی تمہاری طرح یہی سمجھ رکھا تھا کو خدا تعالیٰ ہرگز کسی کو دوبارہ زندہ نہ کرے گا حالانکہ اب قرآن سنتے معلوم ہوا کہ دوبارہ زندگی ہوگی اس لئے ہم جان گئے کہ واقعی وہ خیالات سب غلط تھے اور سنو اس قرآن کے سننے سے پہلے ہم نے آسمان کو چھوا تو بڑی سخت حفاظت اور آگ کے شعلوں سے گھرا ہوا پایا ایسا کہ کبھی ایسا نہ دیکھا نہ سنا چاروں طرف سے ہبت کا نظارہ تھا معلوم ہوتا تھا کہ بہت بڑا انتظام ہو رہا تھا۔ اور ہم آج سے پہلے آسمان سے ورے آواز پہنچنے کی جگہ بیٹھا کرتے تھے۔ اور سنا کرتے تھا اب جو کوئی کان لگائے تو آگ کا شعلہ تیار پاتا ہے ان حالات کو دیکھ کر ہم متحیر ہیں اور ہم نہیں جانتے کہ اس انقلاب سے زمین والوں کے حق میں خدا کی طرف سے برائی کا ارادہ کیا گیا ہے یا ان کے پروردگار نے ان کے لئے بہتری کا ارادہ کیا ہے بہرحال جو ہوگا وہ دیکھا جائے گا۔ خدا اچھا کرے اور بات تو یہ ہے کہ ہم میں سے کچھ لوگ تو نیک ہیں جو پہلے سے نیک چلے آئے ہیں نہ مشرک ہیں نہ بدکار اور بعض اس کے سوا کچھ اور طرح کے بھی ہیں۔ غرض ہم مختلف اقسام کے تھے اور اب ہم یہ سمجھ چکے ہیں۔

نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِي الْاَرْضِ وَلَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا ۝ وَّاَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰٓى اٰمَنَّا بِهٖ ۭ فَمَنْ

کہ ہم اللہ کو زمین میں عاجز نہیں کر سکتے اور نہ بھاگ کر اسے عاجز کر سکتے ہیں اور جب ہم نے ہدایت کو سنا ہم نے اس پر یقین کر لیا پس

يُّؤْمِنْۢ بِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا ۝ وَّاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ ۭ

جو کوئی اپنی رب پر ایمان لائے گا اسے نہ نقصان کا خوف ہوگا نہ ظلم کا اور ہم میں سے بعض لوگ خدا کے فرماں بردار ہیں اور بعض بدکار ہیں

فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰۗىِٕكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ۝ وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ

پس جو لوگ خدا کے ہو رہیں انہوں ہی نے ہدایت کی تلاش کی اور جو ٹیڑھے ہیں وہ جہنم کا ایندھن

حَطَبًا ۝ وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَي الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّاۗءً غَدَقًا ۝ لِّنَفْتِنَهُمْ

ہوں گے اور اگر یہ لوگ سیدھے راستے پر رہتے تو ہم ان کو کافی پانی پلاتے اس لئے ہے کہ

فِيْهِ ۭ وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ۝ وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ

ہم خدا ان کو اس میں مبتلائے عذاب[1] کریں جو کوئی اپنے رب کی نصیحت سے روگردانی کرے خدا اس کو سخت عذاب میں داخل کرے گا اور تمام مسجدیں

لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ۝

اللہ کے لئے ہیں پس ان میں اللہ کے ساتھ کسی اور کو مت پکارا کرو

کہ ہم اللہ کو اس کی زمین میں عاجز نہیں کر سکتے اور بھاگ کر یا گم ہو کر ہم اسے عاجز کر سکتے ہیں۔ یعنی یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ ہم کو فنا کرنا چاہے تو ہم اس سے بھاگ کر کہیں پناہ لے سکیں یا بعد فنا کے دوبارہ پیدا کرنا چاہے تو ہم پیدا نہ ہو سکیں ہرگز نہیں بلکہ یہ سب کام اس کے ایک لفظ کن کے ماتحت ہیں یہ سب کچھ ہم نے قرآن سے سیکھا ہے اور جب ہم نے ہدایت کی کتاب قرآن کو سنا تو اس کو معقول پایا اس لئے ہم نے اس پر یقین کر لیا یعنی یہ سمجھ لیا کہ یہ کتاب واقعی الہامی کتاب ہے پس چونکہ یہ الہامی اور الٰہی کتاب ہے اس لئے ساری مخلوق کا اس میں مساوی حصہ ہے۔ پس جو کوئی اپنے رب ذوالجلال پر صحیح ایمان لائے گا۔ اسے نہ نقصان کا خوف ہو گا نہ ظلم کا یعنی اس کا کوئی کام ضائع نہ ہو گا۔ اور جنوں نے یہ بھی کہاں کہ ہم میں بعض لوگ خدا کے فرمانبردار یعنی نیک ہیں جن کو ہم دون ذلک بتا آئے ہیں اور اگر غور کریں تو ہر قوم میں ایسا ہوتا ہے یہ کوئی ہم سے مخصوص نہیں پس جو لوگ خدا کے ہو رہیں یعنی ہر وقت ان کو خیال رہتا ہو کہ اللہ راضی ہو یقیناً سمجھو کہ انہوں ہی نے ہدایت کی تلاش کی اور جو سیدھی راہ سے ٹیڑھے ہیں یعنی خدا کی رضا جوئی کی پرواہ نہیں کرتے وہ جہنم کا ایندھن ہوں گے کیونکہ۔ کفر و شرک اور بدکاری کا نتیجہ یہ ہے۔ اور اے نبی تیری طرف یہ بھی وحی کی جاتی ہے یعنی ہم تمہیں اطلاع دیتے ہیں کہ اگر یہ لوگ مشرکین عرب دین کے سیدھے راستے پر آکر مضبوطی سے جے رہتے تو ہم ان کو کافی پانی پلاتے جو ان کو اور ان کے کھیتوں کو سیراب کرتا لیکن اب جو امساک باراں کی وجہ سے قحط مسلط ہو رہا ہے اس لئے ہے کہ تا ہم (خدا) ان کو اس میں مبتلاء عذاب کریں جو ان کی بد عملی کی سزا ہے کیونکہ یہ لوگ بداعمال ہیں۔ اور خدائی قانون یہ ہے کہ جو کوئی اپنے رب کی نصیحت سے جو اس نے بندوں کی ہدایت کے لئے نازل کی ہو روگردانی کرے خدا اس کو سخت عذاب جہنم میں داخل کرے گا اور سنو یہ بھی میری طرف وحی ہوئی ہے کہ تمام مسجدیں خاص کر مسجد حرام خاص اللہ کی عبادت کے لئے ہیں پس تم ان مساجد میں اللہ کے ساتھ کسی اور مت پکارو ورنہ یہ فعل تمہارا مسجد کی غرض و غایت کے خلاف ہو گا۔

---

[1] اشارہ ہے کہ لنفتنھم کا جار و متعلق فعل محذوف کے ہے مشرکین مکہ پر امساک باداں کی وجہ سے قحط سخت ہوا ہے۔

وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ؕ﴿۱۹﴾ قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا

اور جب کبھی اللہ کا بندہ کھڑا ہوکر اللہ کو پکارتا لوگ اس پر ٹوٹ پڑنے کو تیار ہوتے تو کہہ میں صرف اپنے

رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا ﴿۲۰﴾ قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ﴿۲۱﴾ قُلْ

رب کو پکارتا ہوں اور س کے ساتھ کسی ایک کو شریک نہیں کرتا تو کہہ یقینا میں تمہارے لئے کسی قسم کے ضرر یا فائدہ پہنچانے کا اختیار نہیں رکھتا تو کہہ دے

اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ۙ۬ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿۲۲﴾ اِلَّا بَلٰغًا

بذات خود مجھے بھی اللہ کے سوا کوئی پناہ نہیں دے گا اور اس کے سوا میں کہیں پناہ نہیں پاؤں گا ہاں مجھے

مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ

اللہ کی طرف سے صرف پیغام پہنچانے کا اختیار ہے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی بے فرمانی کرے گا اس کے لئے جہنم کی سزا ہوگی وہ ہمیشہ

اور بھی مجھے بغرض تبلیغ اطلاع ملی ہے۔ کہ مشرکوں کی یہ حالت ہے کہ جب کبھی اللہ کا بندہ محمد رسول اللہ مسجد الحرام میں کھڑا ہوکر اللہ کو اوصاف حمیدہ مخصوصہ کے ساتھ پکارتا تو مشرک لوگ ایسے بیزار ہوتے کہ اس پر ٹوٹ پڑنے کو تیار ہوجاتے ہیں اے نبی تو ایسے لوگوں کو کہہ کہ تمہاری ایسی گھبراہٹ اور اضطراب سے کچھ نہ ہوا اور نہ ہوگا کیونکہ میں خدا کے حکم سے صرف اپنے رب کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی ایک کو شریک نہیں کرتا ایسا نہ ہو کہ تیری امت ہی حسن عقیدہ سے تجھ ہی کو نفع نقصان رساں جان کر شرک میں مبتلا ہوجائے اس لئے تو ان کو کہہ کہ ہمیشہ کے لئے یہ خیال دل سے نکال دو کیونکہ یقینا میں تمہارے لئے کسی قسم کے ضرر یا فائدہ پہنچانے کا اختیار نہیں رکھتا[1] خبردار اب یا آئندہ کو مجھ سے یہ امید نہ رکھنا کہ میں تم کو اولاد دے سکتا ہوں یا اور کسی قسم کا نفع یا نقصان پہنچا سکتا ہوں۔ اے نبی تو یہ بھی کہہ دے کہ بذات خود مجھے بھی اللہ کے سوا کوئی پناہ نہیں دے گا اور اس کے سوا میں نہیں پناہ نہیں پاؤں گا اس لئے میں قدرتی امور میں کوئی اختیار نہیں رکھتا ہوں۔ ہاں مجھے اللہ کی طرف سے صرف نصیحت کرنے اور پیغام پہنچانے کا اختیار ہے پس یہی میری ڈیوٹی ہے اور یہی میرا فرض منصبی ہے۔ اس لئے مناسب بلکہ ضروری ہے کہ تیری ہی زبانی یہ اطلاع شائع ہوجائے کہ اب آئندہ کو جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کے بے فرمانی کرے گا بس اس کئے جہنم کی سزا ہوگی وہ ہمیشہ

---

[1] یہ آیت اصل اصول توحید ہے اس لئے اس جگہ ایک مثال سے مسئلہ توحید سمجھانے کی ضرورت ہے جس کی صورت یہ ہے ہندوستان میں حکومت کا سلسلہ یہ ہے کہ سب سے اونچا حاکم وایسرائے ہے جو بادشاہ کا نائب ہے اس کے نیچے صوبوں کے گورنر ہیں۔ گورنر کے نیچے کمشنر ہیں اور کمشنروں کے نیچے حکام ضلع ہیں حکام ضلع کے ماتحت تحصیلدار ہیں۔ اس سارے سلسلہ میں قابل غور بات یہ ہے کہ جس کام کا اختیار وائسرائے کو نہ ہو اس کے ماتحتوں میں اس کا اختیار سمجھنا سخت نادانی کی توہین ہے۔

ہم اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سب مخلوق میں برتر اور برگزیدہ ہیں باقی اصحاب کیا اور اولیاء کرام سب آپ کے ماتحت ہیں پس اصول مذکورہ کے موافق ہمیں سوچنا چاہئے کہ جس صورت میں خداتعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو حکم دیا کہ آپ اپنی بابت اعلان کردیں کہ مجھ میں مخلوق کو نفع یا نقصان پہنچانے کی قدرت نہیں تو آپ کے ماتحتوں کو کب ہوگی۔ پھر۔ جو لوگ اولیاء اللہ کے حق میں گمان کرتے ہیں کہ وہ نفع رسائی یا دفع ضرر کی قوت کو رکھتے ہیں وہ دراصل غلط خیال ہی میں مبتلا نہیں ہیں بلکہ ان کے اس خیال سے توہین انبیاء ولازم آتی ہے کیونکہ جب آنحضرت جیسے الوالعزم نبی کو اختیار نہیں تو ماتحتوں کو کیا ہوگا۔ پس کسی ولی اللہ کو مخاطب کرکے کہنا

امداد کن امداد کن از بندو غم آزاد کن در دین و دنیا شاد کن یا شیخ عبدالقادرا

کسی طرح صحیح نہیں۔ ایسے لوگوں کو غور کرنا چاہئے کہ جو اختیار خدا نے اپنے رسول برتر کو نہیں دیا وہ کسی ولی کو کیا ہوگا۔ واللہ اعلم۔

فِيهَآ اَبَدًا ۝ حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّ

اس میں رہے گا اور جب یہ لوگ اپنے موعودہ عذاب کو دیکھیں گے تو ان کو معلوم ہوجائے گا کس فریق کے مددگار کمزور ہیں

اَقَلُّ عَدَدًا ۝ قُلْ اِنْ اَدْرِيْٓ اَقَرِيْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ يَجْعَلُ لَهٗ رَبِّيْٓ اَمَدًا ۝

اور کون شمار میں کم ہے تو کہہ کہ میں نہیں جانتا کہ تمہارا موعودہ عذاب قریب ہے یا میرا پروردگار اس کو دور کردے گا

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝

وہ عالم الغیب ہے وہ خدا اپنے علم غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا

اس میں رہے گا یہ اطلاع ان کو سنادے مگر یہ خیال رکھ کر ان کی ضد یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ مرتے تک بھی نہ مانیں گے جب یہ لوگ اپنے موعود کو دیکھیں گے تو ان کو معلوم ہوگا کہ کس فریق کے مددگار کمزور ہیں اور کون شمار کم ہے یعنی یہ لوگ بار بار کہتے ہیں ہماری جماعت بہت ہے ہم ایک دوسرے کے مددگار ہیں اس وقت ان کو کیسے معلوم ہوگا؟ اس طرح کہ عذاب میں مبتلا ہوں گے تو کوئی ان کا حال پرسان یا خبر گیر ان نہ ہوگا یہ سنکر فورا کہیں گے کہ تم جس عذاب سے ڈراتے ہو وہ ہو وہ کیسا ہوگا اس لئے اے نبی تو ان کو کہہ کہ میں نہیں جانتا کہ تمہارا موعود عذاب قریب ہے یا مراد پروردگار اس کو اس کرویگا وہ عالم الغیب ہے اس کے علم میں جو وقت مناسب ہوگا خود بخود عذاب ہوجائے گا وہ خدا اپنے عالم غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا

لے علماء سلف سے خلف تک سب اس بات کے قائل گزرے ہیں کہ علم غیب خدا کے سوا کسی کو نہیں نہ ذاتی نہ کسی مگر آج کل بعض لوگوں کو خیال پیدا ہوئے کہ ان آنحضرت ﷺ کا علم غیب سے مراد کل اشیاء کائنات کا علم ہے یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ رسولوں کو اپنے غیب حاصل کامل اکمل حاصل ہوگا

جواب اس کا یہ ہے کہ یہ غلطی دراصل آیت کی نحوی ترکیب نہ سوچنے سے لگی ہے نحوی ترکیب سے الا حرف استثناء کے بعد کا حصہ مستثنیٰ ہے اور مستثنیٰ میں جو حکم ہوتا ہے وہ پہلے حصے کے خلاف ہوتا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ پہلے حصے میں کیا مذکور ہے کچھ شک نہیں کہ پہلے دو چیزیں میں (۱) احدا (۲) دوسرا غیبہ۔ احدا سے مستثنیٰ یقینا رسول ہے کچھ شک نہیں کہ غیبہ کا مفہوم سب کل ہے استثناء کے بعد مستثنیٰ منہ کی نقیض ہے جو موجبہ جزئیہ ہے۔ پس ان دونوں مستثنیٰ یعنی سب اور ایجاب سے جو دو قضیئے ماخوذ ہوتے ہیں وہ یوں ہے

لا شئی من الغیب بمعلوم لاحد بعض الغیب معلوم لرسل

پہلا تضیہ **لا یظھر علی غیبه احدا** سے ماخوذ ہے دوسرا قضیہ **الا من ارتضی من رسول** کا مفہوم ہے پس اس جزئیہ موجبہ سے کسی رسول یا نبی کی غیب دانی ثابت نہیں ہوتی کیونکہ غیب دانی کے معنی ہیں کل غیب کا جاننا اسی کی قرآن مجید میں نفی کی گئی ہے

قیاس استثنائی: قرآن مجید میں جہاں آنحضرت ﷺ کی غیب دانی کی نفی کی ہے وہاں منطقی شکل میں قیاس استثنائی سے کام لیا ہے جو اعلیٰ درجہ کا برہان ہے چنانچہ ارشاد ہے

لو کنت اعلم الغیب لا ستکثرت من الخیر وما مسنی السوء (پ ۹ ع ۱۳) یعنی میں (آنحضرت) اگر غیب کا علم جانتا ہوتا تو اپنے لئے بہت سی بھلائی جمع کرلیتا ہے اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچی۔

منطقی اصلاح میں یہ قیاس استثنائی ہے جس کے دونوں اجزاء مذکورہ ہیں پہلے کا نام مقدم ہے۔ دوسرے کا نام تالی حرف لو رفع تالی پر دلالت کرنے کو ہوتا ہے۔ چنانچہ دوسری آیت جس میں اثبات توحید کے متعلق قیاس استثنائی ہی سے کام لیا گیا ہے وہ آیت یہ ہے

اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا

مگر انبیائے کرام مین جس رسول کو پسند کرتا ہی اطلاع دیتا ہے تو اس کے آگے اور پیچھے گارد کا پہرا بھیجتا ہے

مگر انبیاء کرام میں سے جس رسول[1] کو جتنا دینا پسند کرتا ہے اطلاع دیتا ہے یعنی بذریعہ وحی بمعرفت جبرائیل جب پیغام بھیجتا ہے تو اس کے آگے اور پیچھے فرشتوں کا گارد کا پہرا بھیجتا ہے

لو کان فیهما الهته الا الله لفسدتا (پارہ ۱۷ رکوع ۲) اگر آسمان وزمین میں اللہ کے سوا اور معبود ہوتے تو یہ دونوں خواب ہوگئے ہوتے۔ بعینہ اس آیت کی تقریر کس طرح پہلی آیت کی تقریر ہے یعنی آسمان وزمین کا برباد ہونا متعدد معبودوں کے وجود کو لازم ہے اسی طرح خیر کثیر جمع کرنا اور برائی سے محفوظ رہنا علم غیب کو لازم ہے جس طرح آیت توحید میں لو کا حرف دلالت کرتا ہے خیر کثیر کا جمع کرنا اور تکلیف سے محفوظ رہنا نہیں ہوا اور ان کے نہ ہونے سے آنحضرت کا عالم الغیب ہونا منفی لفظوں میں اہل منطق کا قانون یہ ہے انتفاء التالی یستلزم انتفاء المقدم مقائلین علم غیب اس آیت کی تاویل میں کہا کرتے ہیں کہ آنحضرت کو علم غیب ذاتی نہ تھا۔ بلکہ خدا کی طرف سے وہی تھا اور اس آیت میں میں جس علم غیب کی نفی کی گئی ہے وہ علم ذاتی ہے مطلب (آیت بقول ان کے) یہ ہے کہ مجھ (رسول اللہ) میں علم غیب ذاتی نہیں اس سے وحی کا انکار ثابت نہیں ہوتا۔ جواب یہ ہے کہ علم ذاتی اور علم وحی کے مرتبے میں بیشک فرق ہے یعنی ذاتی اصل اور وحی فرع ہے مگر علم کے اثر (نتیجہ) میں فرق نہیں ہوتا یعنی بعد حصور علم وحی کے جیسا ذاتی کا عالم اعلم کہتا ہے وحی کا عالم بھی اعلم (جانتا ہوں) کہہ سکتا ہے یہ دونوں اس کہنے میں مساوی ہیں پس اس اصول معقول کے ماتحت قرآن مجید کو دیکھتے کہ اعلم کہہ کر علم کی نفی کی ہے یعنی فرمایا ہے

لو کنت اعلم الغیب لا ستکثرت من الخیر

ثابت ہوا کہ یہ تاویل آیت موضوعہ کی منشاء الٰہی کے خلاف ہے علاوہ اس کے استکثار خیر (بھلائی کا جمع کرنا) جیسے علم ذاتی کا نتیجہ ہے وحی کا بھی ہے مثلاً ایک شخص کسی شہر کی منڈی میں کسی خاص قسم کی تجارت میں کثیر فائدہ حاصل ہوتا دیکھے جسے علم ذاتی کہا جاتا ہے جیسے اسے وہاں ملکا لیجانے میں فائدہ ہوگا جو شخص اس سے علم صحیح حاصل کر کے وہاں مال لے جائے اسے ثابت ہوا کہ استکثار خیر اگر ذاتی علم پر متفرع ہے۔ تو وحی علم فرع ہے۔ اس میں کوئی فرق نہیں۔ پس عدم استکثار خیر دونوں قسموں کے عدم علم مستلزم ہے۔ منطقی طرز بیان کے بعد ہم قرآن مجید کے واضح الفاظ میں اس مسئلہ کا فیصلہ سناتے ہیں صاف ارشاد ہے۔

قل لا اقول لکم عند خزائن الله ولا اعلم الغیب ولا واقول لکن انی ملك ان اتبع الا ما یوحی الی (پارہ ۷ رکوع ۱۱)

یعنی اے رسول آپ کہہ دیجئے کہ میں تو لوگوں کو نہیں کہتا کہ خدا کے خزانے نے میرے پاس ہیں۔ اور نہ غیب جانتا ہوں نہ میں کو یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں تو صرف وحی الٰہی کی پیروی کرتا ہوں۔

کیسی صاف تصریح ہے کہ خدائی الفاظ میں آنحضرت ﷺ کی زبان الہام ترجمان سے کہلوایا گیا میں غیب نہیں جانتا اس صاف تصریح کے ہوتے ہوئے کسی دور از کا قیاس سے اس بات کا عقیدہ رکھنا قرآنی تصریح کے خلاف کسی طرح صحیح ہو سکتا ہے اس کے علاوہ واقعات حدیثیہ اور اقوال فقہا بکثرت ہیں جن سے مسئلہ علم غیب کی مکمل ہوتی ہے مگر ہم بحیثیت تفسیر قرآنی تصریحات ہی پر اکتفا کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

[1] مسلمانوں کا اجماعی چلا آرہا ہے کہ بعد زمانہ آنحضرت ﷺ کے نبوت ختم ہے۔ کیونکہ قرآنی نص وصریح ہے

لِيَعْلَمَ أَنْ قَدْ أَبْلَغُوا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَأَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَأَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ﴿۲۸﴾

تاکہ کدا ظاہر کردے کہ ان فرشتوں نے اپنے رب کے پیغامات پہنچادئے اور خدا ان کے پاس کی ساری چیزوں پر احاطہ کیا ہوا ہے اور ہر چیز کو گن رکھا ہے

تاکہ خدا اس رسول پر ظاہر کردے کہ ان فرشتوں نے اپنے رب کے پیغامات پورے پورے پہنچادیئے اور خدا کو ذاتی علم تو ہر چیز کے ہے کیونکہ اس نے ان کے پاس کی ساری چیزوں پر علمی احاطہ کیا ہوا ہے اور ہر چیز کو ایک ایک کر کے گن رکھا ہے۔

خاتم النبین اور احادیث قریب تواتر کے آتی ہیں **لا نبی بعدی** یعنی حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے میرے بعد کوئی نبی نہ ہو گا بلکہ یہاں تک فرمایا لو کان بعدی نبی لکان عمر میرے بعد نبی ہو سکتا تو عمر (رضی اللہ عنہ) نبی ہوتا لیکن وہ بھی نہیں کیونکہ **لا نبی بعدی**

ہمارے ملک پنجاب میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ۱۲۶۱ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ آہستہ آہستہ سلسلہ وار نبوت تک پہنچے اس لئے انہوں نے اس آیت سے اجراء نبوت کا استدلال کر کے اپنی نبوت کا ثبوت دیا ہے چنانچہ آپ لکھتے ہیں

اپنی ختم رسالت کا نشان قائم رکھنے کے لئے یہ چاہا کہ فیض وحی آپ کی پیروی کے وسیلہ سے ملے اور جو شخص امتی نہ ہو اس پر وحی الہی کا دروازہ بند ہو سو خدا نے ان معنوں سے آپ کی متابعت میں اپنا وجود محو نہ کرے ایسا انسان قیامت تک نہ کوئی کامل وحی پاسکتا ہے اور نہ کامل ملہم ہو سکتا ہے کیونکہ مستقل نبوت آنحضرت صلعم پر ختم ہو گئی ہے۔ مگر ظلی نبوت جس کے معنی ہیں کہ فیض محمدی سے وحی پانا وہ قیامت تک باقی رہے گی تا انسانوں کی تکمیل کا دروازہ بند نہ ہو اور تا یہ نشان دنیا سے مٹ نہ جائے کہ آنحضرت صلعم کی ہمت نے قیامت تک یہی چاہا کہ مکالمات اور مخاطبات الٰہتیہ کے دروازے سے کھلے رہیں اور معرفت الٰہیہ جو مدار نجات ہے مفقود نہ ہو جائے (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۸)

مرزا صاحب کا دعوی یہ تھا کہ نبوت مستقلہ تو ختم ہے اور خاتم النبین کے معنی وہ یہی کرتے ہیں کہ براہ راست نبوپانیوالے نبیوں کا ختم کرنے والا دوسری قسم نبوت مستفیضہ ہے یعنی پیغمبر اسلام علیہ السلام کے فیض اتباع سے نبی بنا سو وہ کہتے ہیں یہ جاری ہے چنانچہ میں (مرزا) اسی قسم کا نبی ہوں اس اصولی تقریر کے بعد مرزا صاحب کا اثبات نبوت سننا چاہیئے۔ مرزا صاحب اپنی اس نبوت کا ثبوت یوں دیتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں۔

جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعوی کیا ہے۔ حالانکہ یہ سراسر ان کا افتراء ہے بلکہ جس نبوت کا دعوی کرنا قرآن شریف کی رو سے منع معلوم ہوتا ہے ایسا کوئی دعوی نہیں کیا گیا۔ صرف یہ دعوی ہے کہ ایک پہلو سے میں امتی ہوں اور ایک پہلو سے میں امتی ہوں اور ایک پہلو سے میں آنحضرت ﷺ کے فیض نبوت کی وجہ سے نبی ہوں اور نبی سے مراد صرف اس قدر ہے کہ خدائی سے بکثرت مکالمہ و مخاطبہ پاتا ہوں بات یہ ہے کہ جیسا مجدد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ

اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ مخالبہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے

اب واضح ہوا کہ احادیث نبویہ میں یہ پیشگوئی ہے کہ آنحضرت ﷺ کی امت میں سے ایک شخص پیدا ہو گا جو عیسے اور ابن مریم کہلائیگا اور نبی کے نام سے موسوم کیا جائے گا یعنی اس کثرع سے مکالمہ و مخاطبہ کا شرف اس کو حاصل ہو گا اور اس کثرت سے امور غیبیہ اس پر ظاہر ہوں گے کہ بجز نبی کے کسی طور پر ظاہر ہو نہیں سکتے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے

فلا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول

یعنی خدا اپنے غیب پر کسی کو پوری قدرت اور غلبہ نہیں بخشتا جو کثرت اور صفائی سے حاصل ہو سکتا ہے۔ بجز اس شخص کے جو اس کا برگزیدہ رسول ہو اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدا تعالی نے مجھ سے مکالمہ و مخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے میں تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آجتک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی اگر کوئی منکر ہو تو بار ثبوت اس کی گردن پر ہے غرض اس حصہ کثیر وحی الہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ پر پہلے اولیاء اور ابدال اور قطعاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں۔

سورت مزمل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان بڑا رحم کرنے والا ہے

يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ﴿١﴾ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٢﴾ نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ﴿٣﴾

اے کملی پوش نبی رات کو قیام کیا کر مگر نصف یا اس سے کم

سورت مزمل

اے کملی پوش نبی رات کو نماز کے لئے قیام کیا کر مگر کچھ حصہ رات کا نصف یا اس سے کچھ کم یا بیش سو کر آرام کر لیا کر یعنی جس قدر آرام کرنا تیری انسانی طبیعت کی راحت کے لئے ضروری ہو بیشک کر لیا کر اور قیام کے وقت

انکو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کیلئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور شرط ان میں نہیں پائی جاتی (حقیقت الوحی صفحہ ۲۹۰-۲۹۱)

پہلے تو ہمیں یہ دکھانا ہے کہ جناب مرزا صاحب نے جو حضرت مجدد قدس سرہ کی طرف یہ قول منسوب کیا ہے کہ امور غیبیہ جاننے والا نبی کہلاتا ہے یہ صحیح نہیں بالکل غلط ہے حضرت مجدد صاحب کا یہ مکتوب گرامی بنام محمد صدیق مکتوبات مجددیہ میں مرقوم ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

اعلم ایها الصدیق ان کلام سبحانه مع البشرقد یکون شفاها وذلك فراد من الانبیاء وقد یکون ذلك لبعض الکیل من متابعیهم واذکثر هذا القسم من الکلام مع واحد منهم سمی محدثار کما کان امیر المومنین عمر وهذا غیر الالهام وغیرالالقاء فی الروع وغیر کلام الذی مع الملك انما یخاطب بهذا الکلام الانسان الکامل والله یختص برحمته من یشاء (دفتر دوم مکتوبات نمبر ۵۱)

یہ ہے اصل عبارت مکتوبات مجددی کی اس عبارت میں جس فقرہ پر ہم نے خط دیا ہے مرزا صاحب نے حذف کر کے باقی سارا خود ازالہ اوہام میں نقل کر کے ترجمہ یوں کیا ہے۔

یعنی اے دوست تمہیں معلوم ہو کہ اللہ جل شانہ کا بشر کے ساتھ کلام کرنا کبھی روبرو اور ہمکلامی کے رنگ میں ہوتا ہے اور ایسے افراد جو خدا تعالیٰ کے ہمکلام ہوتے ہیں وہ خواص انبیاء میں سے ہیں اور کبھی یہ ہم کلامی کا مرتبہ بعض ایسے مکمل لوگوں کو ملتا ہے کہ نبی تو نہیں مگر نبیوں کے متبع ہیں اور جو شخص کثرت سے شرف ہمکلامی کا پاتا ہے اس کو محدث بولتے ہیں اور یہ مکالمہ الٰہی از قسم الہام نہیں بلکہ غیر الہام ہے اور یہ القادنی الروع بھی نہیں ہے اور نہ اس قسم کا کلام ہے جو فرشتہ کیساتھ ہوتا ہے اس کلام سے وہ شخص مخاطب کیا جاتا ہے جو انسان کامل ہو اور خدا تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ خاص کر لیتا ہے (ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ ۹۱۵)

اس سے پہلے مرزا صاحب اپنی الہامی کتاب براہین احمدیہ میں بھی اس مکتوبات مجددی کو نقل کر چکے ہیں آپ کے الفاظ یہ ہیں امام ربانی (مجدد) صاحب اپنے مکتوبات کی جلد ثانی میں جو مکتوبات پنجاہ و یکم ہے اس میں صاف لکھتے ہیں کہ غیر نبی مکالمات و مخاطبات حضرت احدیت (اللہ تعالیٰ) سے مشرف ہو جاتا ہے اور ایسا شخص محدث کے نام سے موسوم ہے۔ اور انبیاء کے مرتبہ سے اس کا مرتبہ قریب واقعہ ہوتا ہے (صفحہ ۵۴۶)

مجدد صاحب کی اس عبارت میں خود مرزا صاحب کو تسلیم ہے کہ ایسا ملہم غیر نبی ہے پس اس تصریح مجددی اور مرزا صاحب کی اپنی دو شہادتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کا دعویٰ کہ حضرت مجدد صاحب نے کثرت سے امور غیبیہ پانے والے کو نبی کہا ہے

اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۝ اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ۝ اِنَّ نَاشِئَةَ

یا بیش سوکر آرام کرلیا کر قرآن مجید بھی ٹھیر ٹھیر کر پڑھا کر ہم خدا تجھ پر بہت بھاری حکم بھیجیں گے رات کا

الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِيْلًا ۝ اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ۝

اٹھنا بری سخت کوفت اور ذکر الٰہی کے لائق ہے دن میں تجھے بہت شغل ہے

تسبیح تہلیل کے ساتھ قرآن مجید بھی ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کر نہ بہت زیادہ چلا کر بہت جلدی جلدی کیونکہ ایسا کرنے سے مقصود فوت ہو جاتا ہے۔ مقصود اس سنے یہ ہے کہ دل پر اس کا اثر ہو سو اس مقصود کے لحاظ سے تھوڑا پڑھنا بھی کافی ہے اس شب بیداری کے علاوہ ہم (خدا) تجھ پر اے نبی بہت بھاری حکم بھیجیں گے سارے لوگوں کو تبلیغ کرنا تیرے ذمہ کیا جائے گا۔ پس تو اپنے نفس کو اس کا متحمل بنا جا سکی صورت یہی ہے کہ تو ہمہ تن خدا کی طرف لگ جا جیسا کہ ہم نے تجھے حکم دیا ہے۔ شب بیداری کیا کر کیوں کہ رات کو اٹھنا بڑی سخت کوفت اور ذکر الٰہی کے بہت لائق ہے۔ بس اے نبیؐ تو شب بیدار ہو کر ذکر خدا کیا کر اس کے علاوہ دن میں تجھے بڑا شغل ہے اور یہ شغل روز بروز بڑھتا جائے گا۔ کیونکہ ابھی تو تو اکیلا جب تیری ترقی ہو گی تو علاوہ تبلیغ کے انتظام ملک بھی تجھے کرنا ہو گا پس تو اپنے کام میں خدا کے مدد مانگ

غلط اور مجدد صاحب پر افترا ہے۔

اس انکشاف کے بعد ہم مرزا صاحب کے امور غیبیہ کی پڑتال کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو سکے کہ آپ پر جو امور غیبیہ کھولے جاتے تھے۔ جن کی وجہ سے آپنے منصب نبو پایا ہے کہاں یہاں تک صحیح ثابت ہوتے تھے

نمونہ غیب

مرزا صاحب نے ایک قریبی رشتہ دار کو اس کی لڑکی سے رشتہ کی درخواست کی۔ والد لڑکی نے انکار کر دیا تو مرزا صاحب نے الہام شائع کیا کہ یہ لڑکی دوسری جگہ بیاہی گئی تو بیوہ ہو کر بھی میرے نکاح میں ضرور آئے گی۔ چنانچہ مرزا صاحب کے الہامی الفاظ درج ہیں جنکو مرزا صاحب بڑی خفگی کے لہجہ میں خدا کی طرف سے سناتے ہیں۔ اس خدانے اس تمام گروہ کے حق میں مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ

کذبوا بایتنا و کانوا بها یستهزون وفسیکفیکهم الله ویردها الیك لاتبدیل لکلمات الله ان ربك فعال لما یرید

یعنی ان لوگوں نے ہمارے نشانوں کی تکذیب کی اور ان سے ٹھٹھا کیا سو خدا ان کے شر دور کرنے کیلئے تیرے لئے کافی ہو گا اور انہیں یہ نشانیاں دکھلائے گا کہ احمد بیگ کی بڑی لڑکی ایک جگہ بیاہی جائے گی اور خدا اس کو پھر تیری طرف واپس لائے گا یعنی آخر کار وہ تیرے نکاح میں آئے گی اور خدا سب روکیں درمیاں سے اٹھائے گا خدا کی باتیں ٹل نہیں سکتیں۔ تیرا رب ایسا قادر ہے کہ جس کام کا وہ ارادہ کرے وہ اپنے منشا کے مطابق ضرور پورا کرتا ہے (اشتہار مندرجہ تبلیغ رسالت جلد سوم صفحہ ۱۱۳)

اس الہام کی تشریح میں مرزا صاحب لکھتے ہیں

نفس پیش گوئی یعنی اس عورت کا اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ تقدیر مبرم ہے جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی کیونکہ اس کے لئے الہام الٰہی میں یہ فقرہ موجود ہے کہ (لاتبدیل لکلمات اللہ) یعنی میری یہ بات ہر گز نہ ٹلے گی پس اگر ٹل جائے تو خدا تعالیٰ کا کلام باطلل ہوتا ہے (حوالہ مذکور)

اس الہام اور اس کی معقول تشریح سے جو امر ثابت ہوتا ہے محتاج بیان نہیں۔ نہ کسی تشریح کا محتاج نہ تاویل کا کیونکہ مضمون صاف ہے کہ یہ نکاح ضرور ہو گا اور ضرور ہو گا۔

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ۝

اور	اپنے	رب	کا	نام	جپا	کر	اور	اسی	سے	جڑ	جا

اور اپنے رب کا نام جپا کر بڑی بات ہے کہ سب سے کٹ کر اسی سے جڑ جا تیرے منہ پر یہی جاری ہو

نداریم غیر از تو فریاد رس　　　　تو ئی عاصیاں را خطا بخش و بس

اس تشریح اور تفصیل کے بعد گو کسی اندرونی یا بیرونی شہادت کی ضرورت نہیں تاہم ایک بیان مرزا صاحب کا ہم اور پیش کرتے ہیں۔ تاکہ کسی اپنے بیگانے کو مجال سخن نہ رہے۔ مرزا ۱۹۰۱ء کو عدالت گورد سپور میں ایک شہادت دینے کو پیش ہوئے تو عدالت میں آپ سے اس نکاح کی بابت سوال ہوا جس کے متعلق آپکے الفاظ یہ ہیں

عورت اب تک زندہ ہے میرے نکاح میں ضرور آئے گی۔ امید کیسی یقین کامل ہے یہ خدا کی باتیں ہیں ٹلتی نہیں ہو کر رہے گی (مرزا صاحب کی شہادت مندرجہ اخبار الحکم قادیاں ۱۰ اگست ۱۹۰۱ء)

ان تصریحات کے بعد واقعہ یہ ہوا کہ مرزا صاحب ساری عمر کوشش کرتے کرتے ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو انتقال کر گئے اور مسماۃ مذکورہ آج (جنوری ۱۹۳۰ء) تک اپنے بال بچوں میں بخوشی و خورمی قصبہ پٹی ضلع لاہور (پنجاب) میں زندہ موجود ہے یہ ہے مرزا صاحب کے الہامی غیوب کی ایک مثال۔

دوسرا نمونہ

جون ۱۸۹۳ء میں مرزا صاحب کا امرتسر میں پادری عبداللہ آتھم عیسائی سے پندرہ روز تک مباحثہ ہوتا رہا اخیر مباحثہ کے مرزا صاحب نے اپنا ایک غیبی الہام سنایا جس کے الفاظ یہ ہیں

آج رات جو مجھ پر کھلا ہے وہ یہ ہے کہ جب میں نے بہت تضرع اور ابتہال سے جناب الٰہی میں دعا کی کہ تو اس امر میں فیصلہ کر اور ہم عاجز بندے ہیں تیرے فیصلے کے سوا کچھ نہیں کر سکتے تو اس نے مجھے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا ہے کہ اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ انہی دونوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لے کر یعنی پندرہ ماہ میں ہاویہ میں گرایا جائے گا اور اس کو سخت ذلت پہنچے گی۔ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے اور جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے اس کی اس سے عزت ظاہر ہو گی اور اس وقت جب پیشگوئی ظہور میں آئے گی بعض اندھے سوجاکھے کئے جائیں گے اور بعض لنگڑے چلنے لگیں گے (کتاب جنگ مقدس صفحہ ۱۸۸)

اس بات پر سب متفق ہیں کہ انسان کو خدا بنانے والا فریق یقینی پادری آتھم تھا کیونکہ اس کا مذہب یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ معبود اور خدا کا بیٹا تھا۔ چنانچہ اسی مسئلہ پر اس کا مرزا صاحب کے ساتھ مباحثہ ہوا باوجود اس کے پادری آتھم پندرہ ماہ ہونے کی بجائے تریبا دو سال زیادہ مدت لے کر مرا۔ کیونکہ اس الہامی پیشگوئی کے مطابق پادری آتھم کو ستمبر ۱۸۹۴ء تک مر جانا چاہئے تھا حالانکہ وہ جولائی ۱۸۹۶ء میں مرا چنانچہ اس بارے میں مرزا صاحب کے الفاظ یہ ہیں

چونکہ مسٹر عبداللہ آتھم صاحب ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء کو بمقام فیروزپور فوت ہو گئے ہیں (کتاب انجام آتھم صفحہ ۱)

ان تصریحات اور واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ الہام غیب دان خدا کی طرف سے نہ تھا اور نہ غلط نہ ہوتا۔

اس طرح کے ان کے ادعائے الہام اور بہت سے ہیں ہم نے یہاں تک مرزا صاحب کے غیبی امور کو جانچا ان میں جتنے امور کی بابت انہوں نے ادعا کیا ہے ان میں سے ایک بھی صحیح نہیں پایا وہ سب یہاں درج نہیں ہو سکتے ہم نے ان کو ایک مستقل کتاب میں جمع کر کے ان پر مکمل بحث کی ہوئی ہے جس کا نام ہے الہامات مرزا۔

اطلاع: مرزا صاحب نے اس خاکسار کے حق میں بھی ایک غیبی خبر شائع کی تھی وہ صفحہ جلد ھذا پر درج ہے

اللھم ارنا الحق حقا والباطل باطلا

رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ۝ وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ

وہ مشرق مغرب کا پروردگار ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس تو اسی کو حامی کار سمجھ اور جو کچھ یہ لوگ کہیں گے اس پر صبر کیجیو

وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا ۝

اور ان کو بڑی وضعداری سے نظر انداز کیجیو

کیونکہ وہ مشرق مغرب کے باشندوں بلکہ سب اشیاء کا پروردگار ہے۔ اسی لئے اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس تو اسی کو اپنا کارساز حامی[1] کار سمجھ تیرے منہ سے ہر وقت یہی نکلے

ہیں تیرے سوا سارے سہارے کمزور — سب اپنے لئے ہیں اور تو سب کیلئے

اس ساری تبلیغ پر مشرک لوگ تیرے مخالف ہوں گے اور برا بھلا کہیں گے تو جو کچھ یہ لوگ کہیں گے تو اس پر صبر کیجیو اور ان کو یعنی ان کو بیہودہ گوئی کو بڑی وضعداری سے نظر انداز کیجیو۔

[1] یہ آیت قرآن کے توحیدی مضامین کی روح ہے کیونکہ اس میں ایک ایسا امر ہے جو بہت امور کی بنا ہے انسان ہمیشہ اپنی ضروریات میں کسی کی مدد اور حمایت کو متلاشی ہوا کرتا ہے مشرکین میں در بدر مارے مارے پھرتے ہیں کہ کہیں کوئی مددگار حامی مل جائے قرآن پاک اس آیت میں خدا نے اپنے مواحد بندوں کو اس سرگردانی سے سبکدوش کرنے کو سب سے بڑا حامی مددگار بتایا ہے کہ وہ اللہ جل شانہ ہے پس مسلمانوں کامل الایمان اس حامی مددگار کو چھوڑ کر کسی بے جان یا جاندار زندہ یا مردہ کو کیوں حامی بنانے لگا۔ بلکہ اس کا قول یہی ہوگا

پناہ بلند و پستی توئی — ہمہ نیستند آنچہ ہستی توئی

مسئلہ توحید:- سمجھانے کو ہم یہاں ایک مثال دیتے ہیں کم فہم آدمی بھی جس سے توحید کا مضمون خوب سمجھ جائے۔ مثلاً ایک مکان دو منزلہ ہے نیچے کی منزل میں نوکر لوگ رہتے ہیں اوپر کی منزل میں مالک رہتا ہے۔ اس لئے نیچے اور اوپر کے حصوں میں فرق ہوگا۔ یعنی نیچے کے حصے میں بے اجازت داخل ہونا منع نہ ہوگا مگر اوپر کے حصے میں منع ہوگا وغیرہ اسی طرح انسانی ضروریات کی قسم ہیں

(۱) پہلی وہ جن میں ایک انسان دوسرے کی مدد کر سکتا ہے بلکہ کرتا ہے جیسے کھانا کھلانا پانی پلانا۔ کپڑا سی دینا کسی حاکم سے سفارش کر دینا وغیرہ ان امور میں اگر ایک حاجت مند انسان دوسرے سے مدد مانگے تو جائز ہے مثلاً کسی سے کہے مجھے پانی پلا دو میری سفارش کر دو مجھے فلاں چیز اور وغیرہ ایسے امور کی نسبت قرآن مجید کی صریح تعلیم ہے تعاونوا علی البر والتقوی (یعنی باہمی نیک کاموں میں مدد کیا کرو)

دوسرے وہ امور ہیں جو خدا نے محض اپنے قبضے میں رکھے ہیں۔ مثلاً (۱) اولاد دینا (۲) مرض میں شفا دینا (۳) رزق دینا (۴) موت وحیوا درد کرنا (۵) بارش کا اتارنا (۶) سبزیوں کا پیدا کرنا وغیرہ۔ یہ سب امور ایسے ہیں کہ قرآن مجید نے ان امور کو قبضہ خداوندی میں فرمایا ہے اور اللہ کے سوا کسی دوسرے کا ان میں تصرف جائز نہیں رکھا۔ اب ہر ایک دعوی کی دلیل پیش کی جاتی ہے سنئے ارشاد ہے۔

يهب لمن يشاء اناثا ويهب لمن يشاء الذكور اويزوجهم ذكرانا واناثا ويجعل من يشاء عقيما انه عليم نذير (پارہ ۲۵ رکوع ٦)

یعنی خدا ہی جسے چاہتا ہے لڑکی دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے لڑکے بخشتا ہے اور جسے چاہتا ہے دونوں قسمیں (لڑکے لڑکیاں) بخشتا ہے جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے بیشک وہ سب کچھ جاننے والا اور قدرت والا ہے

اس آیت کا مضمون بالکل صاف ہے کہ اولاد کا دینا خاص خدائی فعل ہے اس میں کسی دوسرے کو دخل نہیں۔

(۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مصدقہ قول قرآن مجید میں مذکور ہے جس میں ارشاد ہے۔

واذا مرضت فهو يشفين — میں جب بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفاعت بخشتا ہے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مرض میں شفا پیدا کر دینا خاص خدا کے اختیار میں ہے۔

وَ ذَرْنِيْ وَ الْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا ﴿۱۱﴾ اِنَّ لَدَيْنَآ اَنْكَالًا وَّ

اور خوشحالی مکذبین کو میرے حوالے کر کے تھوڑا سا وقت ان کو بہت دیجیو ہمارے مختلف اقسام کے عذاب میں مجملہ تپتی ہوئی

جَحِيْمًا ﴿۱۲﴾ وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۳﴾ يَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَ الْجِبَالُ

جہنم ہے اور گلا گھونٹنے والا کھانا اور دردناک عذاب ہے جس روز زمین اور پہاڑ ہل جائیں گے

اور مالدار خوش حال مکذبین کو میرے حوالے کر کے تھوڑا سا وقت ان کو مہلت دیجیو عنقریب دیکھ لیں گے اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ ہم تجھے بتائے دیتے ہیں کہ ہمارے پاس مختلف قسم کے عذاب ہیں مجملہ تپتی ہوئی جہنم ہے اور گلا گھونٹنے والا کھانا اور دردناک عذاب ہے یہ کب؟ جس روز بھونچال سے زمین اور پہاڑ اپنی اپنی جگہ سے ہل جائیں گے

(۳) رزق کی وسعت اور تنگی کی بابت ارشاد ہے

اولم یروا ان الله یبسط الرزق لمن یشاء ویقدر ان فی ذلك لایات لقوم یومنون (پارہ ۲۱ رکوع ۷)

کیا لوگ جانتے نہیں کہ اللہ ہی جسے چاہتا ہے رزق فراخ کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے بیشک اس امر میں مومنوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں۔

(۴) موت وحیات کی بابت صاف ارشاد ہے

وانه هو امات واحیی (پاره ۲۰ رکوع ۶)

تحقیق خدا ہی سب کو زندگی بخشتا اور مارتا ہے

امن خلق السموات والارض وانزل لکم من السماء ماء فانبتنا به حدائق ذات بهجته ماکان لکم ان تنبوا شجرهاء اله مع الله بل هم قوم یعدلون (پاره ۲۰ رکوع ۱)

یعنی سوا اللہ کے کس نے آسمان زمین بنائے اور کون تمہارے لئے اور سے پانی اتارتا ہے سب کچھ ہم (خدا) ہی کرتے ہیں پھر اس پانی کے ساتھ تمہارے لئے رونق دار باغ پیدا کرتے ہیں جو تم سارے مل کر بھی نہیں اگا سکتے کیا اللہ کے ساتھ کوئی معبود ہے کوئی نہیں مگر مشرک لوگ ٹیڑھے جاتے ہیں

یہ آیات اور ان جیسی اور بہت سے آیات سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ کام قبضہ قدرت الٰہیہ میں ہیں کسی کو ان میں دخل نہیں پس ان امور میں خدا ہی سے مدد مانگنی چاہئے اسی کے متعلق ارشاد ہے ایاك نعبد وایاك نستعین یعنی خدا نے تعلیم دی ہے کہ اسے میرے بندو تم کہا کرو۔ اے خدا ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں

پس ان امور میں خدا کے سوا (زندہ ہو یا مردہ نبی ہو یا ولی صدیق یا شہید) کسی سے بھی مدد مانگنا یا امداد پہنچنے کا خیال کرنا صریح شرک ہے۔

مثلاً ایک بیمار ہے وہ اپنے معالج سے تشخیص مرض میں امداد لے تو جائز ہے دواسازی میں اپنے ساتھیوں سے مدد لے تو جائز ہے مگر شفا پیدا کرنے میں کسی پر نظر نہ رکھے۔ اسی طرح کسی شخص کو اولاد کی ضرورت ہے وہ نکاح کرے نکاح کرنے میں اپنے واقفوں سے مدد نے کوئی مرض مانع اولاد ہے تو طبیب سے علاج میں استمداد کرے مگر اولاد پیدا کرنے والا صرف خدا کو جانے اس فعل میں کسی پر نظر نہ رکھے یھب لمن یشاء اناثا الایته

یہ ہیں اصول توحید جن کی بابت اس آیت میں ارشاد ہے۔ وتبتل الیه تبتیلا فاتخذه وکیلا

پس جو لوگ یہ شعر پڑھتے ہیں یا اس کے مضمون کے قائل ہیں

اللہ کے پلے میں وحدت کے سوا کیا ہے — جو کچھ ہمیں لینا ہے لے لیں گے محمد سے

انہوں نے نہ اللہ جل شانہ کی معرفت حاصل کی نہ محمد (ﷺ) کو پہچانا سچ ہے ماقدرو الله حق قدره اللهم ارنا الحق حقا والباطل باطلا

وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيبًا مَّهِيلًا ۝ إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا

اور پہاڑ بھربھرے ہو جائیں گے ہم نے تمہاری طرف رسول بھیجا جو تم پر نگران ہے جیسے

أَرْسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا ۝ فَعَصَىٰ فِرْعَوْنُ الرَّسُولَ فَأَخَذْنَاهُ أَخْذًا وَبِيلًا ۝

ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا پھر فرعون نے اس رسول کی بے فرمانی کی تو ہم خدا نے اس کو بری طرح پکڑا

فَكَيْفَ تَتَّقُونَ إِن كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا ۝ السَّمَاءُ مُنفَطِرٌ

پس اگر تم لوگ منکر ہی رہے تو اس دن سے کیسے بچ سکو گے جو بچوں کو بوڑھا کردے گا آسمان اس روز پھٹ جائے

بِهِ ۚ كَانَ وَعْدُهُ مَفْعُولًا ۝ إِنَّ هَٰذِهِ تَذْكِرَةٌ ۖ فَمَن شَاءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ۝

گا یہ اس کا وعدہ کیا ہوا ہے بے شک یہ آیات نصیحت ہیں پس جو کوئی چاہے اپنے رب کی طرف جانے کی راہ اختیار کرے

إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَدْنَىٰ مِن ثُلُثَيِ اللَّيْلِ وَنِصْفَهُ وَثُلُثَهُ وَطَائِفَةٌ

تیرا پروردگار خوب جانتا ہے کہ تو کبھی دو تہائی رات کے قریب اور کبھی نصف کے لگ بھگ اور کبھی ثلث شب کے قریب عبادت میں لگا رہتا ہے تیرے ساتھیوں میں سے

مِّنَ الَّذِينَ مَعَكَ ۚ وَاللَّهُ يُقَدِّرُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۚ عَلِمَ أَن لَّن تُحْصُوهُ فَتَابَ

مومنین کی ایک جماعت بھی عبادت میں مشغول رہتی ہے اور خدا کو رات اور دن کا اندازہ خوب معلوم ہے اسے معلوم ہے کہ تم لوگ ہرگز اس کو نباہ نہیں کر سکو گے تو اس نے تم پر نظر عنایت

عَلَيْكُمْ ۖ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ ۚ

کی ہے پس جس قدر قرآن پڑھنا تمہیں آسان ہو پڑھا کرو

اور بڑے بڑے پہاڑ بھر بھرے ہو جائیں گے۔ اس روز سب لوگ اپنے اعمال کے بدلے پائیں گے۔ اے مکہ کے لوگو اسی بات کے سمجھانے کو ہم نے تمہاری طرف رسول (ﷺ) بھیجا جو تم پر نگران ہے۔ تمہارے اعمال کا سیاسی طور پر محاسبہ کرے گا ہمارا یہ فعل (ارسال رسول) نیا نہیں بلکہ ہم نے اسی طرح بھیجا ہے جیسے پہلے ہم نے فرعون کی طرف حضرت موسیٰ کو رسول بنا کر بھیجا تھا۔ جس نے فرعون کو توحید الوہیت اور اتباع رسالت واضح الفاظ میں تبلیغ کر دیئے پھر بھی فرعون نے اس صادق رسول موسیٰ علیہ السلام کی بے فرمانی کی تو ہم خدا نے اسکو بری طرح پکڑا ایسا پکڑا کہ اس کو اور اس کے تمام ساتھیوں کو پانی میں ڈبو دیا پس اس کا انجام دیکھو اور سوچو کہ اگر تم لوگ بھی اس رسول کی اطاعت سے منکر ہی رہے تو اس دن کی تکلیف سے کیسے بچ سکو گے جو بوجہ اپنی درازی اور بسبب اپنی مصائب کے بچوں کو بوڑھا کر دے گا۔ آسمان اس روز پھٹ جائیگا زمین برباد ہو جائے گی کوئی چیز زندہ نظر نہ آئے گی یہ اس خدا کا وعدہ صرف لفظی نہیں بلکہ کیا ہوا ہے اس میں کسی قسم کا التوا یا محو اثبات نہ ہو گا بیشک یہ آیات قرآنیہ جو تم لوگوں کو سنائی گئی ہیں نصیحت ہیں پس جو چاہے اپنے رب کی طرف جانے کی راہ اختیار کرے جیسا کہ اے رسول تونے خدا کی رضا جوئی کا راستہ اختیار کر رکھا ہے کہ طاقت سے بھی زیادہ عبادت کرتا ہے تیرا پروردگار خوب جانتا ہے کہ تو کبھی دو تہائی رات کے قریب اور کبھی نصف کے لگ بھگ اور کبھی ثلث شب کے قریب عبادت میں لگا رہتا ہے اور تیرے ساتھیوں میں سے مومنین کی ایک جماعت بھی عبادت میں مشغول رہتی ہے تیرا اور ان کا اخلاص نمایاں ہے کیونکہ رات کے وقت وہی شخص عبادت کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ دلی تعلق رکھتا ہو اور خدا کو رات اور دن کا اندازہ خوب معلوم ہے اس علم کی بنا پر وہ بتاتا ہے کہ تم ایسا کرتے ہو اسی علم کلی سے اسے معلوم ہے کہ تم لوگ ہرگز اس کو نباہ نہیں سکو گے تو اس نے تم پر نظر عنایت کی ہے پس جس قدر قرآن پڑھنا تمہیں آسان ہو پڑھا کرو۔

عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى ۙ وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِى الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ

خدا کو معلوم ہے کہ تم میں بعض لوگ بیمار ہوں گے اور کئی ایک ملک میں سفر کریں گے اللہ کا فضل

فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۙ وَاَقِيْمُوا

تلاش کریں گے اور کئی لوگ ایسے ہوں گے جو اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے پس جتنا قرآن پڑھنا تم کو آسان ہو اتنا پڑھا لیا کرو اور

الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ۭ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ

نماز پڑھتے رہو اور زکوۃ ادا کرتے رہو اور اللہ کو قرض حسنہ دیا کرو اور جو بھی نیک کام آگے بھیجو گے اس

تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا ۭ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۰﴾ ع۲

کو اللہ کے نزدیک بہتر اور اچھے اجر کی صورت میں پاؤ گے اور اللہ سے بخشش مانگا کرو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

سورت مدثر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بخشنے والا مہربان ہے

يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ﴿۱﴾ قُمْ فَاَنْذِرْ ﴿۲﴾ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ﴿۳﴾

اے لباس نبوۃ اوڑھنے والے اٹھ اور عذاب سے ڈرا اپنے رب کی بڑائی بیان کر

یعنی بوقت شب نماز تہجد جتنی آسانی سے پڑھ سکو پڑھا کرو اور بے حد تکلیف نہ اٹھایا کرو خدا کو معلوم ہے کہ تم میں بعض لوگ بیمار ہونگے اور کئی ایک ملک میں سفر کریں گے جس میں وہ بذریعہ تجارت اللہ کا فضل تلاش کریں گے جو بالکل جائز بلکہ مستحسن فعل ہے اور کئی لوگ ایسے ہوں گے جو اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے پس یہ وجوہات ہیں جن سے تم کو نرم حکم دیا جاتا ہے کہ جتنا کچھ قرآن پڑھنا تم کو آسان ہو اتنا پڑھ لیا کرو بہت زیادہ بوجھ اپنے نفس پر نہ ڈالو اور مفروضہ نماز پڑھتے رہو اور مال کا فریضہ زکو ادا کرتے رہو اور دے سکو تو اللہ کے بندوں میں سے حاجتمندوں کو بلا سود قرض حسنہ دیا کرو اور ان مذکورہ مواقع کے علاوہ بھی نیک کام میں خرچ کیا کرو کیونکہ جو بھی تم لوگ اپنے لئے نیک کام اپنے اعمالنامہ میں لکھوا کر آگے بھیجو گے اس کو اللہ کے نزدیک بہتر اور اچھے اجر کی صورت میں پاؤ گے اور اس کے پانے سے تم لوگ خوش ہو گے اس بدنی اور مالی عبادت کے علاوہ ایک وسیع الذیل کام سنو جو کسی وقت بھی ختم نہ ہو یا ختم نہ ہونے پائے وہ یہ کہ اللہ سے ☐ مانگا کرو بیشک اللہ گناہوں کا بخشنے والا مہربان ہے اس کی رحمت سے کسی حال میں ناامید نہ ہونا چاہیے۔

سورت مدثر

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اے[1] لباس نبوت اوڑھنے والے محمد رسول اللہ ﷺ اللہ کا نام لے کر اٹھ اور لوگوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرا اور اپنے رب کی بڑائی بیان کر یعنی چلتے پھرتے اللہ اکبر کہا کر

---

[1] سورہ مزمل اور مدثر کی بابت مفسرین میں اختلاف ہے کہ پہلے کون اتری بعض علماء مدثر کو پہلے کہتے ہیں۔ ہم نے مزمل کو تقدم کے لحاظ سے مقدم ہی سمجھا ہے اور مدثر کے جو معنے کیے ہیں تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں۔

وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ﴿٤﴾ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ﴿٥﴾ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ﴿٦﴾ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ﴿٧﴾

اور اپنے دل کو پاک رکھ شرک کی نجاست دل سے دور رکھ اور اس نیت سے احسان نہ کیا کر کہ اس سے زیادہ حاصل کرے اپنے رب کے لئے صبر کریو

فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ ﴿٨﴾ فَذَٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَوْمٌ عَسِيرٌ ﴿٩﴾ عَلَى الْكَافِرِينَ غَيْرُ يَسِيرٍ ﴿١٠﴾

جب صور پھونکا جائے گا وہ دن بڑا سخت ہوگا کافروں پر آسان نہ ہوگا

ذَرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا ﴿١١﴾ وَجَعَلْتُ لَهُ مَالًا مَّمْدُودًا ﴿١٢﴾ وَبَنِينَ

جس جس انسان کو میں نے پیدا کیا ہے ان کو میرے حوالے کر میں نے اس کو بہت بہت مال دیا ہے اور بیٹے مستعد

شُهُودًا ﴿١٣﴾ وَمَهَّدتُّ لَهُ تَمْهِيدًا ﴿١٤﴾ ثُمَّ يَطْمَعُ أَنْ أَزِيدَ ﴿١٥﴾ كَلَّا ۖ إِنَّهُ كَانَ

حاضر ہوئے اور ہر طرح کا سامان بھی دیا ہے پھر بھی وہ امید رکھتا ہے کہ میں اس کو زیادہ دوں گا ہرگز نہیں ہمارے احکام

لِآيَاتِنَا عَنِيدًا ﴿١٦﴾ سَأُرْهِقُهُ صَعُودًا ﴿١٧﴾ إِنَّهُ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ﴿١٨﴾ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿١٩﴾

کا مخالف ہے ہم اس کو سخت عذاب میں مبتلا کریں گے اس کے گلہ کیا اور غور کیا اس پر پھٹکار ہو اس نے کیسا غور کیا

اور اپنے کپڑے اور دل[1] کو پاک صاف رکھ یعنی شرک کفر سوا اخلاق وغیرہ کی نجاست دل سے دور رکھ اور کسی انسان پر اس نیت سے احسان نہ کیا کر کہ اس سے زیادہ حاصل کرے ایسا کرنا بخیلو اور کنجوسوں کا کام ہے اور تبلیغ حق کرنے میں جو تکلیف پہنچے اپنے رب کی رضاجوئی کے لیے یہ مذہبی اور اخلاقی سبق یاد کر کے اس پر صبر کریو۔ اعتقادی بات سنو جب صور میں پھونکا جائے گا یعنی جس روز قیامت قائم ہو گی وہ دن بڑا سخت ہو گا کافروں پر کسی طرح سے آسان نہ ہو گا۔ اور اگر منکرین فساد پر آمادہ ہوں تو دل میں غمگین نہ ہوجیو بلکہ دل میں یہ یقین رکھیو کہ یہ سب میرے خدا کی مخلوق ہیں اور جس جس انسان کو میں نے پیدا کیا ہے یعنی کل مخلوق خدا ان کو میرے حوالے کریو یعنی ایسے مخالفوں کی نسبت فکر نہ کیجیو میں ان کو سنبھال لوں گا کیونکہ میں نے اس کو پیدا کیا ہے اور اس کو بہت بہت مال دیا ہے اور بیٹے جوان جوان ہمہ تن مستعد حاضر خدمت دیئے۔ اور ہر طرح کا سامان بھی دیا ہے پھر بھی وہ میری نعمتوں کی ناشکری کرتا ہے اور امید رکھتا ہے کہ اس ناشکری پر بھی میں (خدا) اس کو زیادہ دونگا؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ وہ ہمارے احکام کا مخالف ہے ہم اس کو بجائے ترقی دینے کے سخت عذاب میں مبتلا کریں گے وجہ یہ کہ بالضرور اس نے فکر کیا اور غور کیا اس پر پھٹکار ہو اس نے کیسا غلط غور کیا۔

شان نزول

ایک شخص ولید بن مغیرہ نے آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک سے قرآن شریف سن کر قرآن کی تعریف کی تو قریش نے اس کو گھیر لیا کہ تو نے یہ کیا غضب کیا۔ آخر اس پر جبر کر کے اسکی رائے تبدیل کرائی تھوڑا تامل کر کے اس نے کہا کہ محمد شاعر نہیں مجنوں نہیں ہیں تو جادوگر ہے اور یہ قرآن اس کا جادو ہے اس کے جادوگر ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ وہ باپ بیٹے میں بیوی خاوند میں جدائی کر دیتا ہے اس کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی

[1] عرب کے شعراء ثیاب سے مراد دل لیا کرتے ہیں امراء القیس کہتا ہے وان كنت قد سائتك منى خليقته فسلى ثيابى من ثيابك تنسلی اس شعر میں ثیاب سے مراد دل ہے یہاں مناسب یہی ہے کیونکہ کپڑوں کا پاک رکھنا صحت الصلوۃ کے لیے ضروری ہے مگر دل کا پاک صاف رکھنا ہر حال میں لازمی ہے حدیث شریف میں وارد ہے ان فی الجسد مضغته اذا اصلحت صلح الجسد كله واذ افسدت فدالجسدو كله الاهى القلب یعنی انسان کے جسم میں ایک ٹکڑا ہے جب وہ درست ہو تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے اور جب وہ بگڑ جاتا ہے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے سنو وہ دل ہے۔ اللهم اصلح قلبی وقلب كل ناظر

ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿٢٠﴾ ثُمَّ نَظَرَ ﴿٢١﴾ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ﴿٢٢﴾ ثُمَّ أَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ﴿٢٣﴾

پھر اس پر پھٹکار ہو اس نے کیسا غور اور فکر کیا پھر تیوری چڑھائی اور منہ بسور پھر پیٹھ پھیر کیا اور تکبر کیا

فَقَالَ إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ يُؤْثَرُ ﴿٢٤﴾ إِنْ هَٰذَا إِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ﴿٢٥﴾ سَأُصْلِيهِ سَقَرَ ﴿٢٦﴾

آخر کہا تو یہ کہا کہ یہ قرآن محض جادو ہے جو پہلے لوگوں سے نقل چلا آیا ہے یہ محض آدمی کا کلام ہے میں اس کو جہنم میں داخل کروں گا

وَمَا أَدْرَاكَ مَا سَقَرُ ﴿٢٧﴾ لَا تُبْقِي وَلَا تَذَرُ ﴿٢٨﴾ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ﴿٢٩﴾ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ﴿٣٠﴾

تجھے کیا معلوم وہ جہنم کیا ہے نہ باقی رکھے گی نہ چھوڑے گی چہرہ کو جلا دے گی اس پر انیس فرشتے مقرر ہیں

وَمَا جَعَلْنَا أَصْحَابَ النَّارِ إِلَّا مَلَائِكَةً ۙ وَمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ إِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِينَ

ہم نے جہنم کے محافظ فرشتے ہی بنائے ہیں اور ہم نے ان کی گنتی اتنی مقرر کی ہے تاکہ منکروں کے لئے

كَفَرُوا لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَيَزْدَادَ الَّذِينَ آمَنُوا إِيمَانًا ۙ وَلَا يَرْتَابَ

پریشانی ہو اور اہل کتاب اس بات پر یقین کریں اور ایماندار میں ترقی کریں اور اہل کتاب

الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْمُؤْمِنُونَ ۙ وَلِيَقُولَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَالْكَافِرُونَ

اور مسلمان کسی قسم کا شک نہ کریں اور جن لوگوں کے دلوں میں ضعف ہے اور جو کافر ہیں

مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَٰذَا مَثَلًا ۚ كَذَٰلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي مَن يَشَاءُ ۚ

وہ کہیں گے کہ یہ بات بتانے میں خدا کی کیا غرض ہے اسی طرح خدا جس کو چاہتا ہے گمراہ کردیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے

وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ ۚ

اور تیرے رب کی فوج کو خود وہی جانتا ہے

پھر اس پر پھٹکار ہو اس نے کیسا غور اور فکر کیا پھر تیوری چڑھائی اور منہ بسورا پھر پیٹھ پھیر گیا اور تکبر کیا تو آخر کار کہا تو کہا کہ یہ قرآن محض جادو ہے جو پہلے لوگوں سے بطور افسانوں کے نقل چلا آیا ہے کمبخت بدنصیب نے یہ بھی کہا کہ یہ قرآن محض آدمی کا کلام ہے جو اس کے جی میں ہے کہہ دے میں (خدا) اس کو جہنم میں داخل کروں گا اے مخاطب تجھے کیا معلوم وہ جہنم کیا ہے وہ ایسی گرم آگ ہے کہ جان و جسم کا کوئی حصہ نہ باقی رکھے گی نہ کچھ چھوڑے گی۔ چہرہ کو جلادے گی اس پر انیس فرشتے مقرر ہیں جو اس میں ڈالے ہوئے مجرموں کی نگرانی کرتے ہیں۔ فرشتوں کا نام سن کر تم ان حیران نہ ہو کیونکہ ہم نے جہنم کے محافظ فرشتے ہی بنائے ہیں اور کسی کا یہ کام نہیں اور ہم نے ان کی گنتی اتنی تھوڑی مقرر کی ہے اور بتائی بھی تھوڑی ہے تاکہ منکروں کے لیے پریشانی ہو وہ اپنے زعم میں اس مقدار کو اتنا کم جانتے ہیں کہ ان پر ہنستے ہیں اور اہل کتاب اس بات پر یقین کریں کیونکہ وہ فرشتوں کی قوت کو جانتے ہیں اور ایماندار مسلمان لوگ ایمان میں ترقی کریں اور اہل کتاب اس بات پر یقین کریں کیونکہ وہ فرشتوں کی قوت کو جانتے ہیں اور ایماندار مسلمان لوگ ایمان میں ترقی کریں اور اہل کتاب اور مسلمان کسی قسم کا شک نہ کریں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ فرشتوں میں قوت روحانی ہے اور اس مقدار بتانے کا یہ بھی نتیجہ ہو کہ جن لوگوں کے دلوں میں باوجود ادعائے ایمان کے ضعف اور اغراض دنیاویہ کی بیماری ہے اور جو صریح کافر اور منکر اسلام ہیں وہ کہیں گے کہ یہ بات بتانے میں خدا کی کیا غرض ہے اتنے میں فرشتے ہوں گے ان کے نزدیک یہ تعداد کوئی کہاوت ہے حقیقت نہیں۔ اس طرح خدا جس کو چاہتا ہے سیدھی بات سمجھنے سے گمراہ کر دیتا ہے ان کی پہچان یہ ہے کہ وہ کلام الٰہی کو صحیح معنے میں سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے نہ سمجھنا چاہتے ہیں اور اپنے فضل و کرم سے جسکو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور اصل بات یہ ہے کہ تیرے رب کی فوج اسباب عذاب کو خود وہی جانتا ہے

وَمَا هِيَ إِلَّا ذِكْرَىٰ لِلْبَشَرِ ۝ كَلَّا وَالْقَمَرِ ۝ وَاللَّيْلِ إِذْ أَدْبَرَ ۝ وَالصُّبْحِ إِذَا أَسْفَرَ ۝

اور وہ انسانوں کے لئے صرف نصیحت ہے سچ مچ ہمیں چاند کی قسم ہے اور رات کی قسم ہے جب جانے لگے اور صبح کی قسم ہے جب روشن ہو

إِنَّهَا لَإِحْدَى الْكُبَرِ ۝ نَذِيرًا لِّلْبَشَرِ ۝ لِمَن شَاءَ مِنكُمْ أَن يَتَقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ ۝

بے شک وہ جہنم بہت بڑی نشانی ہے انسانوں کو ڈرانے والی خاص کر ان لوگوں کو جو آگے بڑھنا یا پیچھے ہٹنا چاہیں

كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ ۝ إِلَّا أَصْحَابَ الْيَمِينِ ۝ فِي جَنَّاتٍ يَتَسَاءَلُونَ ۝

ہر آدمی اپنے اعمال میں گرد ہوگا لیکن دائیں ہاتھ والے باغوں میں ہوں گے آپس میں ایک دوسرے کو

عَنِ الْمُجْرِمِينَ ۝ مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ ۝ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ ۝ وَ

مجرموں کی بابت پوچھیں گے کہ تم دوزخ میں کس وجہ سے داخل ہوئے وہ کہیں گے ہم نماز ادا نہ کرتے تھے اور

مجرم لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم اکڑیں گے یا ہم بھاگ جائیں گے ان کو خبر نہیں کہ ان کے اجسام کی ہڈی بوٹی بلکہ بال بال بھی خدا کی فوج ہے وہ جس بال کو جس ہڈی کو حکم دے وہی عذاب قائم کر دے۔ پھر یہ دوزخ کے فرشتوں کی تعداد سنکر کیوں مخول کرتے ہیں وہ تو ایک انتظامی صورت ہے حقیقت تو یہ ہے کہ ہر چیز اسکی سپاہی ہے اور وہ جہنم یعنی اسکا ذکر اذکار انسانوں کے لئے صرف نصیحت ہے اور بس سنو سچ مچ ہمیں چاند کی قسم ہے اور رات کی قسم ہے جب جانے لگے اور صبح کی قسم ہے جب روشن ہو بیشک وہ جہنم بہت بڑی نشانی ہے کل انسانوں کو ڈرانے والی ہے خاص کر ان لوگوں کو جو نیک کام میں آگے بڑھنا یا بخوف عذاب برے کام سے پیچھے ہٹنا چاہیں کیونکہ ڈرانا ایسے ہی لوگوں کو مفید ہوتا ہے دوسرے لوگ سن لیتے ہیں مگر ان کی کج روی کی وجہ سے ان کو اثر نہیں ہوتا۔ قیامت کا ڈر اس وجہ سے مفید ہے کہ اس میں اعمال کے نتائج بھگتنے ہونگے کیونکہ اس روز ہر آدمی اپنے کئے اعمال پھنسا ہوا مثل گرد کے ہوگا۔ جب تک وہ سزا نہ بھگت لے چھوٹے گا نہیں لیکن دائیں ہاتھ والے ایمان دار لوگ یعنی جن کو ایمان کی وجہ سے اعمالنامہ دائیں ہاتھ میں ملے گا وہ اس حال میں نہ ہوں گے بلکہ آرام کے باغوں میں ہوں گے وہاں رہ کر وہ بذات خود آرام پائیں گے اس آرام کی حالت میں آپس میں ایک دوسرے کو مجرموں کی بابت پوچھیں گے کہ وہ کہاں گئے یہاں وہ نظر کیوں نہیں آتے آخر ملائکہ کے بتانے سے ان کو پہچان لیں گے ان مجرموں کو مخاطب کر کے دریافت کریں گے کہ اے لوگو تم تو بڑے ذہین ذکی معلوم ہوتے ہو پھر تم یہاں دوزخ میں کس وجہ سے داخل ہوئے کیا تمہاری عقل پر فتور آگیا تھا کہ تم نے اپنے انجام بد کا خیال نہ کیا وہ جواب میں کہیں گے کہ میاں چھپانے کی کوئی بات نہیں نہ انکار کی وجہ سے سب سے پہلے کہ یہ ہم نماز وغیرہ[1] واجبات ضرور یہ ادا نہ کرتے تھے

[1] المصلین کے معنے میں نماز ہی کا ذکر ہے مگر ہم نے عام کر دیا کیونکہ شریعت اسلام میں نماز کے سوا اور احکام بھی فرض ہیں چونکہ نماز سب سے مقدم ہے اس لیے اہم اس کو ذکر کیا۔

ہاں اس سے بڑا خطرناک امر ثابت ہوتا ہے کہ ترک نماز اتنا جرم ہے کہ باعث دخول نار ہے جیسے تکذیب یوم الدین موجب عذاب ہے پس جو لوگ مسلمان کہلا کر ترک نماز کے عادی ہیں ان کو اس آیت سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے کسی اہل دل نے خوب کہا ہے

بے نمازوں کیا غضب کرتے ہو تم — حق تعالیٰ سے نہیں ڈرتے ہو تم
کچھ نہ اپنے رب کی تم نے یاد کی — عمر اپنی مفت میں برباد کی
سر جھکا کاہل نہ ہو اٹھ تو سہی — بندہ ہونے کی علامت ہے یہی

لَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ۝ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ۝ وَكُنَّا نُكَذِّبُ

ہم مساکین کو کھانا کھلاتے تھے اور کاموں میں لگے رہتے تھے اور یوم الجزاء

بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝ حَتّٰٓى اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ ۝ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ ۝ فَمَا

کا انکار کرتے رہے یہاں تک کہ ہمیں اس کا یقین ہو گیا پس کسی سفارشی کی سفارش بھی ان کو مفید نہ ہوگی بھلا

لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ ۝ كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ۝ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ ۝

ان لوگوں کو کیا ہوا ہے کہ نصیحت کی بات سے منہ پھر رہے ہیں ایسے کہ گویا یہ لوگ وحشی گدھے ہیں جو شیر سے بھاگتے ہوں

بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ۝ كَلَّا ۭ بَلْ لَّا يَخَافُوْنَ

ان میں سے ہر ایک یہ چاہتا ہے کہ اعمالنامہ کھلا اس کو مل جائے ہرگز نہیں بلکہ یہ تو آخرت سے

الْاٰخِرَةَ ۝ كَلَّآ اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ ۝ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ۝ وَمَا يَذْكُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ

مطلقا ڈرتے نہیں بے شک وہ نصیحت کی بات ہے جو چاہے اس سے نصیحت پائے یہ لوگ مشیت الٰہی کے بغیر نصیحت نہیں

اللّٰهُ ۭ هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ۝

پاسکتے وہ اس لائق ہے کہ اس سے ڈرا جائے اور وہ اس لائق ہے کہ بخشے

اور دوسری بات یہ ہے کہ ہم ایسے بخیل تھے کہ غربا کو کھانا نہ کھلاتے تھے اور تیسری بات یہ کہ ہم بے ہودہ غیر مفید کاموں میں لگے رہتے تھے چوتھی بات جو سب کی جڑ اور سب سے زیادہ خراب تھی یہ کہ ہم یوم الجزا کا انکار کرتے رہے یہاں تک کہ ہمیں موت کی وجہ سے اس کا یقین ہو گیا یہ ہیں ہمارے افعال قبیحہ جن کی وجہ سے ہم کمبختوں کا یہاں داخلہ ہوا یہ ان کو جرم ہیں جن کا خود ان کا اعتراف ہے بس ان کے اپنے اعمال صالحہ تو ہوئے ہی نہیں لہذا کسی سفارشی کی سفارش بھی ان کو مفید نہ ہوگی بلکہ اسی حالت میں رہیں گے جس میں تم اہل جنت ان کو دیکھ رہے ہو وہ تو اپنی بھگتیں گے بھلا ان موجودہ لوگوں کو کیا ہوا ہے کہ نصیحت کی بات قرآن شریف سے منہ پھیر رہے ہیں ایسے کہ گویا یہ لوگ وحشی گدھے ہیں جو جنگل میں رہنے کی باعث آدمیوں سے نفرت اور وحشت کیا کرتے ہیں خاص کر ایسے گدھے جو شیر سے بھاگتے ہوں کسی مجلس میں کوئی تقریر سنیں گے جونہی یہ معلوم ہو جائے کہ قرآن مجید کی تقریر ہے تو بس فوراً پیر سر پر رکھ کر بھاگ جاتے ہیں ہاں ان میں سے ہر ایک یہ چاہتا ہے کہ اعمالنامہ کھلا اس کو مل جائے یعنی اگر کوئی کہے کہ ہر قسم کے اعمال لکھے جاتے ہیں تو بطور طنز کے کہہ دیتے ہیں اچھا بھئے لاؤ جو جو کام ہم نے کئے ہیں ہمارا اعمالنامہ ہم کو دیدو ہم دیکھ لیں گے یہ کہنا بھی محض ایک مخول اور طنز کے طور پر ہے اصلیت اس میں ہرگز نہیں بلکہ یہ تو آخرت سے مطلقاً ڈرتے ہی نہیں ڈرتے ہوں تو قرآن مجید پر غور کریں بیشک وہ قرآن شریف نصیحت کی بات ہے جو چاہے اس سے نصیحت پائے اور جو چاہے روگردانی کرے جو روگردانی کرے گا وہ اپنا کچھ کھوئے گا کسی کا کچھ نہ بگاڑے گا مگر بات یہ ہے کہ یہ لوگ مشیت اور حکم الٰہی کے بغیر نصیحت نہیں پاسکتے جو طریق ہدایت کا اس نے مقرر کیا ہوا ہے اسی طریق سے ہدایت ملے گی اس پر چلنے والوں کو وہ توفیق دیتا ہے اور جو اس راہ سے ہٹ جائیں انہیں بد نصیب کر دیتا ہے وہ اس لائق ہے کہ اس سے ڈرا جائے اور اس لائق ہے کہ ڈرنے والوں کو بخشے۔

اللھم ات نفسی تقوی ھا و زکھا انت خیر من زکھا انت والیھا و مولھا

سورت قیامتہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان بڑا رحم کرنے والا ہے

لَاۤ اُقۡسِمُ بِيَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ ۙ﴿۱﴾ وَلَاۤ اُقۡسِمُ بِالنَّفۡسِ اللَّوَّامَةِ ﴿۲﴾ اَيَحۡسَبُ الۡاِنۡسَانُ اَلَّنۡ

قسم ہے روز قیامت کی اور قسم ہے ملامت کرنے والے نفس کی وعدہ سچا ہے کیا انسان سمجھتا ہے کہ ہم اس کی

نَّجۡمَعَ عِظَامَهٗ ﴿۳﴾ بَلٰى قٰدِرِيۡنَ عَلٰٓى اَنۡ نُّسَوِّىَ بَنَانَهٗ ﴿۴﴾ بَلۡ يُرِيۡدُ الۡاِنۡسَانُ

ہڈیاں جمع نہ کریں گے بے شک ہم اس بات پر قادر ہیں کہ اس کے ہر پورے کو برابر کردیں بلکہ انسان یہی چاہتا ہے کہ آئندہ

لِيَفۡجُرَ اَمَامَهٗ ﴿۵﴾ يَسۡـَٔلُ اَيَّانَ يَوۡمُ الۡقِيٰمَةِ ﴿۶﴾ فَاِذَا بَرِقَ الۡبَصَرُ ﴿۷﴾ وَخَسَفَ

بدکاری ہی کرتا آجائے پوچھتا ہے قیامت کا دن کب ہوگا جب آنکھیں پتھرا جائیں گی اور چاند بے نور ہو

الۡقَمَرُ ﴿۸﴾ وَجُمِعَ الشَّمۡسُ وَالۡقَمَرُ ﴿۹﴾ يَقُوۡلُ الۡاِنۡسَانُ يَوۡمَئِذٍ اَيۡنَ الۡمَفَرُّ ﴿۱۰﴾ كَلَّا

جائے گا اور سورج اور چاند ایک جگہ جمع کردئے جائیں گے اس روز انسان کہے گا اب کدھر کو بھاگوں ہرگز

لَا وَزَرَ ﴿۱۱﴾ اِلٰى رَبِّكَ يَوۡمَئِذِ ۨالۡمُسۡتَقَرُّ ﴿۱۲﴾

کہیں پناہ نہیں اس روز تمہارے رب کے پاس ہی ٹھکانہ ہوگا

سورت قیامتہ

قسم ہے روز قیامت کی اور قسم ہے گناہ پر ملامت کرنے والے نفس کی جو خدا کی بے فرمانی پر فاعل کو شرمندہ کرتا ہے ایسا نفس مومن کا ہے اسلئے اسکی قسم کھا کر ہم بتاتے ہیں کہ ہمارا وعدہ سچا ہے نیک وبد اعمال کا بدلہ ملتا ہے ملے گا اور ضرور ملے گا کیا منکر انسان سمجھتا ہے کہ ہم (خدا) اس کے مرنے کے بعد اس کی ہڈیاں جمع نہ کریں گے بیشک کریں گے کیونکہ اس بات پر قادر ہیں کہ اس کے ہر پورے کو برابر کردیں یعنی مرنے سے پہلے جہاں کوئی پورا تھا اور بعد مرنے کے وہاں سے وہ بدل گیا قیامت کے روز ہم ان سارے پوروں کو یکجا ٹھیک کردیں گے ان لوگوں کی بد عملی نقطہ انکار نہیں بلکہ یہ منکر انسان یہی چاہتا ہے کہ اپنی عمر کے آئندہ کے حصے میں بدکاری ہی کرتا جائے ہمیشہ رنگ رلیاں کرے کوئی اسے نہ پوچھے چنانچہ اسی خیال میں اس کے منہ سے یہ نکل جاتا ہے یا برا بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

اگر کوئی اسے سمجھائے کہ میاں کیا کرتے ہو قیامت کے روز خدا کو کیا منہ دکھاؤ گے تو پوچھتا ہے قیامت کا دن کب ہوگا۔ بلکہ سمجھانے والے کو کہتا ہے تم لوگ اپنی بھول بھلیوں میں پھنسے ہو قیامت ہو گی۔ جزا سزا ہو گی بہشت ہو گی دوزخ ہو گی ارے میاں دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

پس ایسا فاسق ملحد مزاج شخص سن لے قیامت اس روز ہو گی جب آنکھیں پتھرا جائیں گی اور چاند بے نور ہو جائیگا کیونکہ وہ سورج سے روشنی لیتا ہے جب سورج ہی روشن نہ ہوگا تو چاند کہاں سے روشنی لے گا اس لیے لازم ہے کہ چاند بے نور سیاہ پڑ جائے اور سورج اور چاند بجائے گردش کرنے کے ایک جگہ جمع کردیئے جائینگے یعنی ان کی گردش روک دیجائیگی کیونکہ دنیا کی مشینری کا وقت ختم ہو جائیگا اس روز انسان کہے گا اب کدھر کو بھاگوں نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن ہرگز پناہ نہیں اس روز تمہارے رب کے پاس ہی ٹھکانہ ہوگا۔

يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ ۝ بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ۝

اس روز انسان کو پہلے کئے ہوئے اعمال اور پیچھے چھوڑے ہوئے کاموں کی خبر دی جائے گی بلکہ انسان اپنے حال پر پورا واقف ہے

وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ۝ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ۝ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَ

چاہے کتنی حجتیں کرے تم اس کے ساتھ اپنی زبان نہ ہلایا کرو تاکہ اسے جلدی یاد کرو اس کا جمع کردیا اور اس کو پڑھا دینا

قُرْاٰنَهٗ ۝ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۝ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ۝ كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ

ہمارے ذمے ہے پس جب ہم پڑھیں تو اس کی قرات کی پیروی کیا کرو پھر بیان کردینا ہمارے ذمے ہے یقیناً تم لوگ جلدی کا فائدہ پسند

الْعَاجِلَةَ ۝ وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ۝ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝

کرتے ہو اور آخرت کو پس پشت ڈالتے ہیں بہت سے منہ اس روز اپنے رب کی طرف تاکے ہوئے تروتازہ ہوں گے

وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍۭ بَاسِرَةٌ ۝ تَظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ۝ كَلَّآ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ۝

اور کئی منہ اس روز برے بن رہے ہوں گے وہ سمجھتے ہوں گے کہ ان کے ساتھ بڑی سختی کی جانے والی ہے ہرگز مناسب نہیں جب روح ہنسی تک پہنچتی ہے

وَقِيْلَ مَنْ ٚ رَاقٍ ۝ وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ۝ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ۝

کہا جاتا ہے دم جھاڑنے والا کوئی ہے اور وہ خود جانتا ہے کہ یہ وقت جدائی کا ہے اور پنڈلی پنڈلی سے لڑکھڑاتی ہے

یعنی جس کو وہ پناہ دے گا اس کو پناہ ہوگی جس کو وہ امن نہ دے گا اس کو کہیں بھی امن نہ ملے گا اس روز اس منکر انسان کو اس کی زندگی میں پہلے کئے ہوئے اعمال اور بعد زندگی کے بطور استمرار پیچھے چھوڑے ہوئے کاموں کی پوری پوری خبر دی جائیگی۔ ایسی کہ کسی طرح انکار نہ کر سکے گا بلکہ اصل بات تو یہ ہے کہ اب بھی یہ منکر انسان اپنے حال پر پورا پورا واقف ہے اپنے عیب صواب خوب جانتا ہے چاہے کتنے ہی حیلے بہانے حجتیں کرے مگر دل اس کا مانتا ہے کہ میں ایسے کام کرتا ہوں کہ اگر جزا سزا کا اصول صحیح ہوا تو میری خیر نہیں اے رسول ایسے لوگوں کو بقیہ حال تم کو ہم پھر سنائیں گے سر دست تم کو ایک حکم بتائیں کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ تم اس امر میں جلدی کرتے ہو گویا تمہاری جلدی بھی تمہاری نیک نیتی سے ہے لیکن ہمیں پسند نہیں اس لیے تمہیں ہدائیت کرتے ہیں کہ تم جبرائیل کے قرآن پڑھتے وقت اس قرآن کے لفظوں کے ساتھ اپنی زبان نہ ہلایا کرو تاکہ اس کو جلدی جلدی یاد کرلو یعنی تمہاری نیت یہ ہوتی ہے کہ جبرائیل کے پڑھ چکنے کے بعد بھول نہ جاؤں اس کا انتظام ہم نے کر رکھا ہے کہ تم قرآن نہ بھول سکو گے کیونکہ تمہارے سینے میں اسکا جمع کردینا اور اس کو پڑھا دینا ہمارے ذمے ہے پس تم اس سے بے فکر ہو جاؤ جب ہم پڑھیں یعنی ہمارا فرستادہ فرشتے جبرئیل پڑھے تو خاموشی سے اس کی قرات کی پیروی کیا کرو یعنی دل لگا کر اسے سنتے رہا کرو پھر بعد اس کے ایک کام اور باقی ہے کہ اس قرآن کا بیان کردینا یعنی اس کا صحیح مفہوم تجھے سمجھا دینا ہمارے ذمے ہے خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا جو اثناء کلام میں آگیا اب اصلی مضمون سنئے یقیناً تم لوگ جلدی کا فائدہ پسند کرتے ہو اور آخرت کو پس پشت ڈالتے ہو یعنی بعد الموت کا خیال تم کو نہیں حالانکہ وہی قابل اعتنا اور قابل توجہ ہے کیونکہ بہت سے منہ اس روز اپنے رب کی طرف تاکے ہوئے تروتازہ ہوں گے کیونکہ خدا کے دیدار میں وہ لذت اور سرور پائیں گے جو دنیا کی کسی چیز میں انہوں نے نہ پایا ہوگا اور کئی منہ اس روز برے بن رہے ہونگے وہ سمجھتے ہونگے کہ انکے ساتھ بڑی سختی کی جانے والی ہے اس لیے آخرت سے تم لوگوں کی بے اعتنائی ہرگز مناسب نہیں۔ سنو جب مرتے وقت روح ہنسلی تک پہنچتی ہے اور گھر میں کہا جاتا ہے دم جھاڑنے والا یا علاج کرنیوالا کوئی ہے یہ تو بیماری کے ☐ کی آواز یا خواہش ہوتی ہے اور وہ خود جانتا ہے کہ یہ وقت جدائی کا آگیا ہے اور بیمار کی نزعی حالت میں پنڈلی پنڈلی سے لڑکھڑاتی ہے۔

شان نزول: آنحضرت جبرائیل کے ساتھ ساتھ پڑھا کرتے تھے تاکہ یاد کرلیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

إِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمَسَاقُ ﴿٣٠﴾ فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلَّىٰ ﴿٣١﴾ وَلَٰكِن كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ﴿٣٢﴾

اس روز تمہارے پروردگار کی طرف ہی کوچ ہوا ہے وہ نہ تصدیق کرتا ہے نہ نماز پڑھتا ہے ہاں، تکذیب کرتا ہی اور روگردانی کرتا ہے

ثُمَّ ذَهَبَ إِلَىٰ أَهْلِهِ يَتَمَطَّىٰ ﴿٣٣﴾ أَوْلَىٰ لَكَ فَأَوْلَىٰ ﴿٣٤﴾ ثُمَّ أَوْلَىٰ لَكَ فَأَوْلَىٰ ﴿٣٥﴾ أَيَحْسَبُ

پھر وہ اپنے گھروالوں کی طرف اکڑتا ہوا جاتا ہے تیرے حال پر افسوس پر افسوس ہے انسان خیال

الْإِنسَانُ أَن يُتْرَكَ سُدًى ﴿٣٦﴾ أَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّن مَّنِيٍّ يُمْنَىٰ ﴿٣٧﴾ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً

کرتا ہے کہ وہ یونہی چھوڑ جائے گا کیا وہ پہلے نطفہ نہ تھ جو ڈالا جاتا ہے پھر وہ لوتھڑا

فَخَلَقَ فَسَوَّىٰ ﴿٣٨﴾ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْأُنثَىٰ ﴿٣٩﴾ أَلَيْسَ ذَٰلِكَ بِقَادِرٍ

بنا پھر اسی سے خدا دو قسم نر اور مادہ بنا دیتا ہے کیا یہ خدا اس پر قادر نہیں کہ

عَلَىٰ أَن يُحْيِيَ الْمَوْتَىٰ ﴿٤٠﴾

مردوں کو زندہ کردے

ع ۲/۱۰ ۱۸

سورت دہر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

خدا کے نام سے شروع جو بڑا مہربان بڑا رحم کرنے والا ہے

هَلْ أَتَىٰ عَلَى الْإِنسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُن شَيْئًا مَّذْكُورًا ﴿١﴾

انسان پر ایک وقت ضرور آچکا ہے کہ وہ کچھ نہ تھا

اس روز تمہارے پروردگار کی طرف ہی بیمار کا کوچ ہوتا ہے پس مذکورہ جو دنیا کے منافع کو آخرت پر ترجیح دیتا ہے اس کی پہچان یہ ہے کہ وہ نہ کلام اللہ اور مواعید خدا کی تصدیق کرتا ہے نہ فرض نماز پڑھتا ہے ہاں خدائی کلام کی تکذیب ضرور کرتا اور حق سے روگردانی کرتا ہے پھر وہ جس روز زیادہ غرور کرتا ہے اس روز اپنے گھروالوں کی طرف اکڑتا ہوا جاتا ہے ایسے آدمی کو اس روز کہا جائے گا تیرے حال پر سخت افسوس پر افسوس ہے کیونکہ تو نے نہ سمجھا کہ جس راہ پر تو چل رہا ہے غلط ہے اصل یہ ہے کہ انسان جب اپنی پیدائشی بھول جاتا ہے تو خدا سے مستغنی ہو جاتا ہے پس اس کی ہدایت کا ذریعہ یہی ہے کہ وہ اپنی سابقہ حالت کو پہچانے اس لیے ہم ایک فیصلہ کن سوال پوچھتے ہیں جس سے اس متکبر انسان کو فائدہ ہو سکتا ہے وہ سوال یہ ہے کہ بھلا انسان جو اکڑ کر چلتا ہے اور خدائی حکم سے گردن کشی کرتا ہے۔ خیال کرتا ہے کہ وہ یونہی شتر بے مہار کسمپرس چھوڑا جائیگا وہ یہ خیال نہیں کرتا کہ وہ ابتداء سے خدا کے حکم کے ماتحت ہے کیا وہ پہلے نطفہ کی صورت میں نہ تھا جو رحم مادہ میں ڈالا جاتا ہے پھر وہ چند روز بعد اسی جگہ لوتھڑا بنا پھر اسی لوتھڑے سے خدا دو قسم کے نر اور مادہ بنا دیتا ہے بعض دفعہ وحدت نوعی سے بعض دفعہ وحدت شخصی سے بھی یعنی ایک ہی نطفے سے دو بچے لڑکا اور لڑکی پیدا کر دیتا ہے کیا یہ پیدا کرنیوالا خدا اس پر قادر نہیں کہ مردوں کو زندہ کردے ایماندار تو اس کا جواب یہی دے گا کہ ہاں وہ قادر ہے۔ بلی وھو علی کل شئی قدیر

سورت دہر

انسان کی ہدایت کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ صرف اپنی ہستی پر غور کرے اور سوچے کہ اس پر ایک وقت ضرور آچکا ہے کہ وہ کچھ نہ تھا

اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ۝ اِنَّا

ہم نے انسان کو مرکب القویٰ نطفے سے پیدا کیا مختلف حالات میں ہم اس کو تبدیل کرتے رہے پھر ہم نے اس کو سننے والا دیکھنے والا بنایا ہم

هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ۝ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَا۟ وَاَغْلٰلًا

نے اس کو نیک و بد کی راہ بتائی انسان کے بعض افراد شکر گزار ہوگئے بعض افراد ناشکر ہوگئے ہم نے ناشکر لوگوں کے لئے زنجیر اور طوق اور آگ تیار

وَّسَعِيْرًا ۝ اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ۝ عَيْنًا يَّشْرَبُ

کر رکھی ہے نیک لوگ گلاس میں ایسا شربت پئیں گے جس کی ملاوٹ کافور کی ہوگی ایسے چشمے سے جس پر

بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا ۝ يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ

اللہ کے بندے پیتے ہوں گے ان کو پھیر لیا کریں گی یہ لوگ شرع واجبات ادا کیا کرتے ہیں اور اس روز سے ڈرتے ہیں جس کی

شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ۝ وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ۝ اِنَّمَا

تکلیف بہت لمبی ہے کھانے کی خواہش پر بھی اپنا کھانا مسکین یتیم اور قیدیوں کو کھانا کھلایا کرتے ہیں ہم تم کو

نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ۝

محض اللہ کے لئے کھلاتے ہیں نہ تم سے بدلہ یا شکریہ چاہتے ہیں

جس کی عمر اس وقت بیس سال کی ہے وہ بیس سال سے پہلے کچھ نہ تھا جس کی عمر اس وقت تیس سال ہے وہ تیس سال سے پہلے کچھ نہ تھا پھر ہم (خدا) نے انسان کو مرکب القویٰ نطفے سے پیدا کیا مختلف حالات میں ہم اس کو تبدیل کرتے رہے پہلے نطفہ بنا پھر مضغہ بنایا پھر جسم بنایا پھر اس کو زندگی بخشی پھر ہم (خدا) نے اس کو سننے والا سمیع دیکھنے والا بصیر بنایا محض پتلہ بنا کر چھوڑ نہیں دیا بلکہ ہم نے اس کو نیک و بد کی راہ بتائی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انسان کے بعض افراد شکر گزار ہوگئے جنھوں نے ہماری تعلیم سے فائدہ اٹھایا بعض افراد اس کے ناشکر ہوگئے جنھوں نے ہماری ہدایت سے منہ پھیرا چونکہ دنیا میں دو مختلف قسم کے انسان ہوگئے ہیں اس لیے لازمی ہے کہ ان کے نتائج بھی مختلف ہوں گے جن کا ذکر یہ ہے کہ ہم (خدا) نے ناشکر لوگوں کے لیے پیروں میں ڈالنے کو زنجیر اور گلے میں ڈالنے کے لیے طوق اور جلانے کے لیے آگ تیار کر رکھی ہے یہ تو ہوا ان ناشکروں کا انجام اور جو نیک لوگ ہوں گے ان کی تو کچھ پوچھو ہی نہیں وہ تو عیش میں گزرا ریں گے نہایت عمدہ شیشے کے گلاس میں ایسا شربت پیں گے جس کی ملاوٹ کافور کی ہوگی۔ کافور بھی معمولی نہیں جنت کا کافور جو سب سے اعلیٰ خوشبودار ہے یہ شربت ان کو ایک ایسے سرچشمے سے ملے گا۔ جس پر اللہ کے مقبول بندے انبیاء کرام اولیاء وعظام پیتے ہوں گے اپنی مرضی موافق ان کو پھیر لیا کریں گے یعنی بیٹھک میں جائیں گے تو وہاں لگوالیں گے بالاخانہ پر جائیں تو وہاں پہنچالیں گے جس طرح آج کل بڑے بڑے شہروں میں نلکے ہیں جہاں کوئی چاہے پہنچا دیا جاتا ہے ان نیک لوگوں کے نیک افعال سے سوال ہو تو سنو پہلی بات ان میں یہ تھی کہ یہ لوگ شرعی واجبات ادا کرتے ہیں اور اس روز یوم جزا کے واقعات سے ڈرتے ہیں جس کی تکلیف بہت لمبی ہے یعنی ان کو ہر دم خوف دامنگیر رہتا ہے کہ روز حساب ہم کو سرخروئی حاصل ہو اور اس میں خدائی باز پرس سے چھوٹ جائیں جیسے کسی محنتی طالب علم کو امتحان میں پاس ہونے کا فکر دامنگیر رہتا ہے یہ ابرار نیک لوگ بھی اس فکر میں رہتے ہیں اس لیے کھانے کی خواہش ہونے پر بھی اپنا کھانا مسکین یتیم اور قرض میں گرفتار قیدیوں[1] کو کھانا کھلایا کرتے ہیں اس خیال سے کہ خدا ہم کو اس بدلہ دے اس لیے موقع ہو تو کہہ دے یا کرتے ہیں ہم تم مسکینوں قیدیوں وغیرہ کو محض اللہ کو راضی کرنے کے لیے کھلاتے ہیں ماسوا احسان تم پر نہیں رکھتے اور نہ تم سے اس کا بدلہ یا شکریہ چاہتے ہیں یہ اس لیے کہتے ہیں کہ کھانا کھا کر غریب لوگ ان کے سامنے ذلیل نہ ہوں

[1] پرانا دستور تھا کہ قیدی خصوصاً مقروض قیدی گداگری سے پیٹ بھرتے تھے قرآن مجید نے ان کو کھانا کھلانا کار ثواب قرار دیا

إِنَّا نَخَافُ مِن رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا ﴿١٠﴾ فَوَقَاهُمُ اللَّهُ شَرَّ ذَٰلِكَ الْيَوْمِ

ہم اپنے رب سے آنے والے اس دن سے ڈرتے ہیں جو تیوری چڑھانے والا ہوگا خدا ان کو اس دن کی تکلیف سے بچائے گا اور ان

وَلَقَّاهُمْ نَضْرَةً وَسُرُورًا ﴿١١﴾ وَجَزَاهُم بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَحَرِيرًا ﴿١٢﴾ مُّتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى

تازگی اور خوشی نصیب ہوگی اور ان کے صبر کرنے سے خدا ان کو جنت بسائے گا اور ریشمی لباس پہنائے گا ان باغوں میں لگے تختوں پر تکیے لگائے

الْأَرَائِكِ ۖ لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَلَا زَمْهَرِيرًا ﴿١٣﴾ وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلَالُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوفُهَا

ہوں گے نہ سورج دیکھیں نہ سخت سردی محسوس کریں گے اور ان کے ٹہنے ان پر جھکے ہوں گے اور ان کے گچھے ان کے اختیار

تَذْلِيلًا ﴿١٤﴾ وَيُطَافُ عَلَيْهِم بِآنِيَةٍ مِّن فِضَّةٍ وَأَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيرَا ﴿١٥﴾ قَوَارِيرَا

میں دئے گئے ہوں گے اور ان پر چاندی کے برتن اور گلاس پھیرے جائیں گے چاند سے بنے ہوئے گویا شیشے

مِن فِضَّةٍ قَدَّرُوهَا تَقْدِيرًا ﴿١٦﴾ وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنجَبِيلًا ﴿١٧﴾ عَيْنًا

ہوں گے ان کا اندازہ کا پائیں گے اور ان میں ایسے پیالے بھرے ہوئے پلائے جائیں گے جن میں آمیزش سونٹھ کی ہوگی اس

فِيهَا تُسَمَّىٰ سَلْسَبِيلًا ﴿١٨﴾ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ

چشمے سے جس کا نام سلسبیل ہے ان کے چھوٹے بچے ہمیشہ ان کے قریب پھرتے رہیں گے تو ان کو دیکھے گا

بلکہ وہ دل میں یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم اپنے رب کے حکم سے آنے والے اس دن سے ڈرتے ہیں جو منہ بنانے تیوری چڑھانیوالا ہوگا یعنی لوگ اس روز ایسے غمگین اور مغموم ہوں گے کہ کسی سے بولیں چالیں گے نہیں ان نیک لوگوں کو جو بے دیکھے اللہ کے خوف سے دہشت زدہ رہتے ہیں خدا ان کو اس دن کی تکلیف سے بچالے گا نہ صرف بچائیگا بلکہ اور بھی کچھ دے گا یعنی ان کو تازگی اور خوشی نصیب ہوگی انشاء اللہ اور نیک اعمال پر ان کے صبر کرنے کی وجہ سے خدا ان کو جنت میں بسائے گا اور ریشمی لباس پہنائے گا ان باغوں میں گدیلے لگے ہوئے تختوں پر تکیے لگائے ہوں گے ان بہشتوں میں موسم ایسا خوشگوار اور یکساں ہوگا کہ اہل جنت وہاں نہ سورج دیکھیں گے نہ سورج کے نہ ہونے سے سخت سردی محسوس کریں گے اور ان باغوں میں درختوں کے ٹہنے[ل] ان اہل جنت پر پر جھکے ہوں گے اور ان کے پھلوں کے گچھے ان کے اختیار میں دیئے گئے ہوں گے اور سنو اس کے علاوہ ان اہل جنت پر چاندی کے برتن رکابیاں وغیرہ اور گلاس پھیرے جائیں گے چاندی سے بنے ہوئے مگر صفائی میں گویا شیشے ہوں گے ان گلاسوں اور برتنوں کو اپنی ضرورت کے اندازہ کا پائیں گے اور ان اہل جنت کو ان باغات میں ایسے پیالے مزیدار اور لذیز چائے وغیرہ سے بھرے ہوئے پلائے جائیں گے جن میں آمیزش خوشبودار سونٹھ کی ہوگی یعنی کھانے کے بعد بڑا مزیدار جنجر واٹر ان کو پلائے جائے گا وہ جنجر واٹر اس چشمے سے بنا ہوگا جس کا نام □ چشمہ رواں ہے اس لطف کی زندگی میں کھانے پینے کے علاوہ ایک بات اور بھی آرام دہ ان کو حاصل ہوگی وہ یہ کہ ان کے چھوٹے چھوٹے بچے جو ان اہل جنت کی اولاد میں سے چھوٹی عمر میں مر چکے ہوں گے یا ان کی خواہش سے جنت میں پیدا ہوئے ہوں گے۔ ہمیشہ ان کے قریب قریب پھرتے رہیں گے وہ بچے ایسے خوبصورت ہونگے کہ جب تو اے مخاطب انسان ان کو دیکھے گا۔

ل اس آیت میں ایک مشکل ہے کہ پہلے لفظوں میں سورج کی نفی ہے اس کے متصل ہی ظلال کا لفظ آیا ہے حالانکہ ظلال ظل کی جمع ہے اور ظل کا وجود سورج سے ہوتا ہے جب سورج نہیں تو ظل کہاں اس لیے ظلال کا ترجمہ ٹہنے کیا گیا۔

ب کا فیہ عطف ہے متکئین پر اس لیے مثل اسکے حال ہے۔ واللہ اعلم

لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا ﴿۱۹﴾ وَاِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيْمًا وَّمُلْكًا كَبِيْرًا ﴿۲۰﴾ عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ

تو بکھرے ہوئے موتی سمجھے گا اور جب تو اس جنت میں نظر کرے گا تو وہاں ایک بہت بڑی آبادی دیکھے گا سبز رنگ کے باریک کپڑے

سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ ز وَّحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ ج وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا

اور دبیز ہوں گے اور ان کو چاندی اور سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے ان کا پروردگار پاک شراب پلائے

طَهُوْرًا ﴿۲۱﴾ اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿۲۲﴾ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا

گا یہ تمہارا بدلہ ہے اور تمہاری کوشش قبول ہے اے رسول ہم تجھ پر

عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا ﴿۲۳﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا ﴿۲۴﴾

وہ قرآن آہستہ آہستہ نازل کیا ہے تو اپنے رب کے حکم کے موافق صبر کیجو اور کسی بدکار یا کافر کی بات نہ مانیو

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۲۵﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا

صبح شام اپنے رب کا نام ذکر کیا کر اور راتوں کو اس کی سامنے سجدہ کیا کر اور رات کو بہت دیر تک خدا کو پاکی سے یاد کر

طَوِيْلًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا ﴿۲۷﴾

یہ لوگ جلدی کی چیز کو پسند کرتے ہیں اور اپنے آگے سخت کو چھوڑے ہوئے ہیں

تو بکھرے ہوئے موتی سمجھے گا۔ یہ سب کچھ اہل جنت کے دل بہلانے کا سامان ہوگا اور جب تو اس جنت میں نظر کرے گا تو وہاں ایک بہت بڑی آبادی دیکھے گا کیونکہ دنیا کے تمام صلحا اس میں رہتے ہوں گے جن کا شمار گو اہل دوزخ کی نسبت کم ہوگا تاہم ہزاروں لاکھوں بلکہ کروڑوں سے متجاوز ہوں گے یہ تو تمہیں معلوم ہے کہ اہل جنت کو ریشمیں لباس پہنایا جائیگا اس لیے ان اہل جنت کے اوپر سبز رنگ کے باریک کپڑے مثل الپاکے کی دبیز مثل مخمل کے ہوں گے اور ان کو حسب مراتب چاندی اور سونے[۲] کے کنگن پہنائے جائیں گے اور ان کا پروردگار ان کو بے نشہ اور بے خرابی پاک شراب پلائے گا خدا کی طرف سے ان کو کہا جائیگا۔ یہ تمہارا یعنی تمہارے نیک اعمال کا بدلہ ہے اور نیک اعمال میں جو تم کوشش کرتے تھے وہ تمہاری کوشش خدا کے ہاں قابل قدر یعنی قبول ہے اے رسول یہ ان پر مہربان اس لیے ہوگی۔ کہ وہ ہماری اتاری ہوئی کتاب کی پیروی کئے ہوں گے کیونکہ ہم ہی نے تجھ پر وہ کتاب یعنی قرآن آہستہ آہستہ نازل کیا ہے۔ پس اس کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہیئے کہ اس کے پیرو جنت حاصل کریں اور تو بھی کمال اولو العزم ہو یعنی تو اپنے رب کے حکم کے موافق کفار کی تکلیفات اور ایذا پر صبر کیجو اور اس تکلیف میں کوئی کافر یا بداعمال فاسق فاجر تجھے راہ راست سے پھسلائے تو ان میں سے کسی بدکار یا کافر نا ہنجار کی بات نہ مانو اور صبح شام عموما اور جب کسی تکلیف پر دل گھبرائے خصوصا اپنے رب کا نام ذکر کیا کر یعنی یا اللہ یا رحمٰن وغیرہ پڑھا کر اور راتوں کو اٹھ اٹھ کر اس اللہ کے سامنے سجدہ کیا کر اور رات کو بہت دیر تک خدا کو پاکی سے یاد کیا کر یعنی سبحان اللہ وبحمدہ استغفر اللہ پڑھا کر انشاء اللہ تیرا کام باحسن وجوہ انجام پذیر ہو جائے گا۔ یہ لوگ جو تیری تعلیم میں دنیا و آخرت کے متعلق وعدہ وعید سن کر جلدی مانگتے ہیں اس لیے کہ جلدی ان کی عادت میں داخل ہے لہذا یہ لوگ جلدی کی چیز کو پسند کرتے ہیں۔ اسی لیے کہتے ہیں کہ جو کچھ تو کہتا ہے جلدی کر دے اور اپنے آگے سخت دن کے لیے اعمال صالحہ کو چھوڑے ہوئے ہیں۔

[۱] لباسهم فيها حرير کی طرف اشارہ ہے۔

[۲] حلوا اساور من ذهب ولئولئو کی طرف اشارہ ہے۔

نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَشَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ ۚ وَاِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَآ اَمْثَالَهُمْ تَبْدِيْلًا ﴿۲۸﴾ اِنَّ

حالانکہ ہم نے ان کو پیدا کیا اور ان کی پیدائش مضبوط کی اور جب ہم چاہیں گے ان کی شکلیں بدل دیں گے یہ

هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿۲۹﴾ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ

سورہ نصیحت ہے پس جو کوئی چاہے اپنے رب کی طرف راہ اختیار کرے تم نہیں چاہتے مگر جس وقت

يَّشَآءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۳۰﴾ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ

خدا چاہے بے شک خدا ہر چیز کو جاننے والا اور حکمت والا ہے جسے چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کرلیتا ہے اور

وَالظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۳۱﴾

اس نے ایسے ظالموں کے لئے دردناک عذاب تیار رکھا ہے

یعنی اپنے کھیل کود میں روز قیامت کو بھولے ہوئے ہیں حالانکہ ہم (خدا) نے ان کو پیدا کیا اور ان کی پیدائش مضبوط کی دیکھو انسان اپنی نازک اور پتلی پتلی انگلیوں سے بڑے بڑے بھاری پتھر اور لوہے کو توڑ دیتا ہے یہ سب کچھ ہماری دی ہوئی طاقت کا اثر ہے اور جب ہم چاہیں گے ان کی شکلیں بدل دیں گے یعنی زندہ سے مردہ بنادیں گے اور مردہ سے زندہ کردیتے ہیں اگر کوئی جھگڑا بکھیڑا چھوڑ کر مطلب کی بات سننا چاہے تو سنے کہ یہ سورہ بلکہ سارا قرآن نصیحت کی بات ہے پس جو کوئی چاہے اپنے رب کی طرف چلنے کی راہ اختیار کرے یعنی قرآن پر عمل کرے اور اصل بات بھی یہ ہے کہ تم کسی کام کو نہیں چاہتے یعنی کامیاب نہیں ہوسکتے مگر جس وقت خدا چاہے یعنی تمہاری خواہش کی تکمیل اسکے ارادہ کے ماتحت ہے اس لیے ہر کام میں اسی سے نیک توفیق مانگا کرو بیشک خدا ہر چیز کو جاننے والا اور حکمت والا ہے وہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت اسلام میں داخل کرلیتا ہے اور نیک اعمال کی توفیق بخشتا ہے اور جو لوگ اس سے توفیق خیر نہیں مانگتے وہ ظالم ہیں اور اس نے ایسے ظالموں کیلئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ نعوذ باللہ من غضب اللہ

ل اس آیت کے معنے کی اور بہت سی آیات ہیں۔ مثلا ماتشائون الا ان یشاء اللہ رب العالمین اور ماتشائون الا ان یشاء اللہ ھوا اھل لتقری اھل المغفر اور ماکان لنفس ان تومن الا باذن اللہ وغیرھا ان سب آیات میں ایک ہی مشکل قابل حل ہے وہ یہ کہ اللہ مشیت سے کام ہوتے ہیں یہاں تک کہ ایمان بھی اسی کی مشیت سے حاصل ہوتا ہے تو پھر جو ایمان نہ لائیں یا نیک کام کی خواہش نہیں کرتے ان کا قصور کیا۔

جواب یہ ہے: کہ قرآن مجید پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مشیت انسان اور مشیت خدا اور صدور فعل میں ایک سلسلہ نظام ہے انسانی مشیت پہلے ہوتی ہے کہ یہ کام کروں اس پر توفیق ایزدی ہوتی ہے جس سے اسکی مشیت کو قوت حاصل ہوتی ہے بعد ازاں انسان میں پھر ایک مشیت پیدا ہوئی ہے جو فعل کو قریب الوقوع بلکہ صادر کرتی ہیہمارے اس دعوی کا ثبوت قرآن مجید سے سنئے بیوی خاوند میں مصالحت کیلئے جو کمیشن مقرر ہوتا ہے ان کے حق میں فرمایا ہے ان ارادو اصلاحا یوفق اللہ بینھما (پ ۲ ع ۳) یعنی بیوی خاوند میں اصلاح کرانے والے اگر واقعی اصلاح کا ارادہ کریں گے تو خدا ان کو توفیق دے گا

اس آیت میں ارداہ انسانی پر اپنی توفیق کو مرتب فرمایا نیز فرمایا من یشاء فلیومن و من شاء فلیکفر (پ ۱۵ ع ٦) جو کوئی چاہیے ایمان لائے اور چاہے کفر کرے اس آیت میں انسانی مشیت پر ایمان اور کفر مرتب فرمایا ہے پس ان آیات سے دو امور ثابت ہوئے

(۱) انسانی مشیت پر ایمان اور کفر مرتب ہے (۲) توفیق خدا کے بغیر اعمال خیر کا صدور نہیں ہوتا۔

نتیجہ صاف نکلتا ہے کہ انسانی مشیت کے بعد توفیق ہونے کے بعد انسان عزم پختہ کرتا ہے اس پختہ عزم کے حق میں فرمایا ہے ما تشائون الا ان یشاء اللہ یعنی تم انسان کسی فعل پر پختہ ارادہ نہیں کرے تو توفیق مگر جس وقت خدا توفیق دے۔ اس سے پہلی مشیت کی نفی نہیں ہوتی صدق اللہ منہ

سورت مرسلات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان بڑا رحم کرنے والا ہے

وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ﴿۱﴾ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ﴿۲﴾ وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا ﴿۳﴾ فَالْفٰرِقٰتِ

قسم ہے ہواؤں کی جو حسب دستور چلتی ہیں اور جو تیزی سے چلتی ہیں جو بادلوں کو پھیلا دیتی ہیں اور جو پھاڑ دیتی

فَرْقًا ﴿۴﴾ فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا ﴿۵﴾ عُذْرًا اَوْ نُذْرًا ﴿۶﴾ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ ﴿۷﴾ فَاِذَا

ہیں اور ان جماعتوں کی قسم ہے جو نصیحت پہنچاتی ہے تاکہ عذر دور کریں اور ڈراویں جس عذاب سے تم کو ڈرایا جاتا ہے وہ ضرور واقع ہوگا جب

النُّجُوْمُ طُمِسَتْ ﴿۸﴾ وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ ﴿۹﴾ وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ﴿۱۰﴾ وَاِذَا الرُّسُلُ

ستارے بے نور ہوجائیں گے اور جب آسمان پھٹ جائے گا اور جب پہاڑ اڑا دئے جائیں گے اور جب رسول جمع کئے

اُقِّتَتْ ﴿۱۱﴾ لِاَيِّ يَوْمٍ اُجِّلَتْ ﴿۱۲﴾ لِيَوْمِ الْفَصْلِ ﴿۱۳﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الْفَصْلِ ﴿۱۴﴾

جائیں گے کس روز کے لئے ان کو ملتوی رکھا گیا تھا فیصلے کے دن کے لئے تمہیں کیا معلوم وہ فیصلے کا دن کیا ہی

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۵﴾ اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۷﴾ كَذٰلِكَ

مکذبوں کے لئے اس روز افسوس ہوگا کیا ہم نے پہلے مجرموں کو تباہ نہیں کیا اور ان کے بعد اور لوگوں کو لاتے ہیں اسی

نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۸﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۹﴾

طرح ہم مجرموں کے ساتھ کرتے رہتے ہیں اس روز مکذبوں کے حق میں افسوس ہوگا

سورت المرسلات

قسم ہے ہواؤں کی جو حسب دستور چلتی ہیں اور ان ہواؤں کی جو بادلوں کو پھیلا دیتی ہے اور ان ہواؤں کی جو جڑے ہوئے بادلوں کو پھاڑ دیتی ہے اور ان ملائکہ کی جماعتوں کی قسم ہے جو انبیاء وکرام پر نصیحت پہنچاتی ہیں تاکہ مخلوق کے عذر دور کریں اور عذاب آخرت سے ڈرادیں اور ساری قسموں سے مقصود یہ ہے کہ تم کو بتایا جائے کہ جس عذاب سے تم کو ڈرایا جاتا ہے وہ ضرور واقع ہوگا اگر یہ معلوم کرنا چاہو کہ وہ کب ہوگا اور اس کی علامات کیا ہوں گی پس سنو قریب قیامت جب ستارے بے نور ہوجائیں گے کیونکہ ان کو نور سورج سے حاصل ہے اور سورج تو اس روز بے نور ہوجائے گا تو ان کو کہاں سے ہو۔ اور بحکم خدا آسمان پھٹ جائے گا اور جب پہاڑ اڑا دیئے جائیں گے اڑا کر سمندر ان سے پاٹ دیا جائے گا ایسا ہوگا کہ زمین ساری کی سان ہوجائیگی[1] اور جب اللہ کے بھیجے ہوئے رسول قیامت کے دن جمع کئے جائیں گے کس روز کے لیے ان کو ملتوی رکھا گیا تھا فیصلے کے دن کے لئے تمہیں کیا معلوم وہ فیصلے کا دن کیا ہے؟ پس کچھ نہ پوچھو وہ کیسا ہولناک ہے انبیاء کرام کی حقانی تعلیم کے مکذبوں جھٹلانے والوں کے لئے اس روز افسوس ہوگا افسوس تو اب بھی ہے کہ یہ سمجھنے کو رخ نہیں کرتے کیا ہم (خدا) نے پہلے مجرموں کو تباہ نہیں کیا عاد ثمود فرعون وغیرہم کے قصے یہ لوگ سن چکے ہیں غور کریں تو اس سے اس نتیجہ پر پہنچیں کہ ہم مجرموں بدکاروں کو تباہ کیا کرتے ہیں اور ان کے بعد ان لوگوں کو لاتے ہیں یعنی دنیا کو آبادی سے خالی نہیں چھوڑتے پھر جب وہ لوگ پیچھے آئے ہوئے بھی بدکاریوں میں لگ جاتے ہیں تو ان کو بھی اٹھا لیتے ہیں اسی طرح ہم مجرم کیساتھ معاملہ کرتے رہتے ہیں مگر مکذب لوگ سمجھتے نہیں۔ اس لیے اس روز مکذبوں کے حق میں افسوس ہوگا۔

[1] فیذرھا قاعا صفصفا کی طرف اشارہ ہے۔

اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ﴿٢٠﴾ فَجَعَلْنٰهُ فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ﴿٢١﴾ اِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿٢٢﴾

کیا ہم نے تم کو ایک حقیر پانی سے پیدا نہیں کیا پھر ہم نے اس کو نیک مضبوط مکان میں ایک معین وقت تک ٹھہرائے رکھا

فَقَدَرْنَا ۖ فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ﴿٢٣﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٢٤﴾ اَلَمْ نَجْعَلِ

پھر ہم نے وقت مقرر کر دیا ہم بڑی اچھی قدرت والے ہیں اس روز جھٹلانے والوں کے حق میں افسوس ہوگا کیا ہم نے زمین کو زندہ

الْاَرْضَ كِفَاتًا ﴿٢٥﴾ اَحْيَآءً وَّاَمْوَاتًا ﴿٢٦﴾ وَّجَعَلْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ شٰمِخٰتٍ وَّاَسْقَيْنٰكُمْ مَّآءً

انسانوں اور مردوں کے لئے جائے رہائش نہیں بنایا اور ہم ہی نے اس پر بڑے مضبوط بلند پہاڑ پیدا کئے ہیں اور ہم ہی تم کو میٹھا

فُرَاتًا ﴿٢٧﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٢٨﴾ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى مَا كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿٢٩﴾

پانی پلاتے ہیں اور روز مکذبوں کے لئے افسوس ہوگا جس عذاب کو تم جھٹلاتے تھے اسی کی طرف چلو

اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى ظِلٍّ ذِيْ ثَلٰثِ شُعَبٍ ﴿٣٠﴾ لَّا ظَلِيْلٍ وَّلَا يُغْنِيْ مِنَ اللَّهَبِ ﴿٣١﴾ اِنَّهَا تَرْمِيْ

دھوئیں کے شاخوں والے سائے کی طرف چلو جو نہ تو ٹھنڈا سایہ ہے اور نہ گرمی میں مفید بلکہ سخت عذاب

بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ﴿٣٢﴾ كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ﴿٣٣﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٣٤﴾ هٰذَا يَوْمُ

کا ذریعہ ہوگا وہ بڑے بڑے مکانوں جیسے شرارے پھینکے گی گویا زرد اونٹ ہوں گے اس روز مکذبین کے لئے افسوس ہوگا اس روز وہ

لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿٣٥﴾ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ ﴿٣٦﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٣٧﴾ هٰذَا

نہ بولیں گے نہ ان کو اجازت ہوگی کہ وہ معذرت کریں اس روز مکذبین کے لئے افسوس ہوگا وہ

اے جھٹلانے والو کیا ہم (خدا) نے تم کو ایک حقیر پانی نطفہ سے پیدا نہیں کیا بیشک کیا جس کی تفصیل یہ ہے کہ تمہارے لیے غذا پیدا کی اس لیے ایک غذا سے خون بنایا خون سے منی کا نطفہ بنایا نطفہ کو مرد عورت کے ملاپ سے رحم میں پہنچایا پھر ہم نے اس کو ایک مضبوط محفوظ مکاں عورت کے رحم میں ایک معین وقت ۶'۷'۸'۹ ماہ تک ٹھہرائے رکھا پھر ہم نے اس کی ترقی تنزل جسمانی کیفیت موت وحیو کا وقت مقرر کر دیا ہم بڑی اچھی قدرت والے ہیں ہمارا مقرر وقت کیا مجال غلط ہو جائے اسی لیے اس روز جھٹلانے والوں کے حق میں افسوس ہوگا کیا ہم (خدا) نے زمین کو زندہ انسانوں اور مردوں کے لیے جائے رہائش نہیں بنایا یعنی زندہ بھی زمین پر رہتے ہیں اور مر کر بھی زمین میں جاتے ہیں یقیناً ہم ہی نے زمین کو ایسا بنایا ہے اور ہم ہی نے اس پر بڑے مضبوط بلند پہاڑ پیدا کئے ہیں۔ اور ہم ہی تم کو بارش کا اور کنوؤں کا میٹھا پانی پلاتے ہیں مگر مکذب لوگ پھر بھی ہماری قدرت کے منکر ہیں اسی لیے اس روز مکذبوں کے لیے افسوس ہوگا اس روز ان کو حکم دیا جائے گا کہ برے کاموں پر جس عذاب کو تم جھٹلاتے تھے آج اسی کی طرف چلو یعنی وہ ہیں کے تین شاخوں والے سائے کی طرف چلو جو نہ تو ٹھنڈا سایہ ہے۔ اور نہ تپش اور گرمی بلکہ وہ جہنم اس دھوئیں کے ذریعے بڑے بڑے مکانوں جیسے بھاری بھاری شرارے پھینکے گی جو رنگت میں گویا زرد اونٹ ہوں گے یعنی دوزخ میں اتنا جوش ہوگا کہ اس کے دھوئیں میں بڑے بڑے چنگاڑے نکلیں گے جیسے ریل کے انجن سے بعض اوقات دھوئیں کیساتھ چنگاریاں نکلا کرتی ہیں اس روز مکذبین افسوس ہوگا اس روز ایک موقع پر انکے منہ بند ہو جائیں گے ایسے کہ وہ نہ بولیں گے نہ ان کو اجازت ہوگی کہ وہ معذرت کریں بلکہ کہا جائیگا بولو مت وہ اس روز مکذبین کیلئے افسوس ہوگا وہ

لہ آیت لا تکلمون کی طرف اشارہ ہے۔

يَوْمُ الْفَصْلِ ۚ جَمَعْنٰكُمْ وَ الْاَوَّلِيْنَ ۝ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيْدُوْنِ ۝ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ

فیصلہ کا دن ہوگا جس میں ہم تم کو اور تم سے پہلے سب لوگوں کو جمع کریں گے پھر اگر تم کو میرے مقابلے میں کوئی چال چلنے کی طاقت ہو تو چلا لینا اس

لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ وَّفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ ۝ كُلُوْا

روز مکذبین کے لئے افسوس ہوگا متقی لوگ نعمتوں کی چھاؤں ٹھنڈے چشموں اور من بھاتے پھلوں میں ہوں گے

وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ

اپنے کئے اعمال کی برکت سے خوش گوار کھاؤ پیو نیک لوگوں کو ہم اس طرح بدلہ دیں گے اس روز مکذبوں کے

لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝ كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا قَلِيْلًا اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ ۝ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ

لئے افسوس ہوگا چند روز کھالو اور مزے اڑالو اس میں شک نہیں کہ تم لوگ بداعمال ہو اس روز مکذبوں کے لئے افسوس ہوگا

لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ ۝ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝

جب ان کو کہا جاتا ہے کہ خدا کی اطاعت کرو تو اطاعت نہیں کرتے اس روز مکذبوں کے لئے افسوس ہوگا پھر اس کے سوا کس کلام

فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ۝ ع

پر یقین کریں گے

فیصلہ کا دن ہوگا جس میں ہم تم مشرکین عرب کو اور تم سے پہلے سب لوگ کو جمع کریں گے اور تمہارے نیک و بد کاموں کی جزاو سزا دیں گے پھر اگر تم کو میرے (خدا کے) مقابلے میں کوئی چال چلنے کی طاقت ہو تو چلا لینا یعنی بھاگ سکو تو بھاگ جانا گم ہو سکو تو گم ہو جانا مرسکو تو مر جانا ہم بتائے دیتے ہیں کہ کچھ نہ کر سکو گے پس یاد رکھو اس روز مکذبین کے لیے افسوس ہوگا۔ کیونکہ انہوں نے خدا کے احکام کی تکذیب کی ہوگی ان کے مقابلے کے متقی لوگ بڑی نعمتوں کی چھاؤں ٹھنڈے چشموں اور من بھاتے پھلوں کے باغوں میں عیش کرتے ہوں گے مزے عیش کی جگہ میں نہ رہیں گے بلکہ ان کو کہا جائے گا کہ اپنے کئے اعمال کی برکت سے خوش گوار کھاؤ پیو نیک لوگوں کو ہم اسی طرح بدلہ دیں گے کہ وہ ہر طرح کی عیش و آرام میں ہوں گے اور ان کو کسی طرح سے تکلیف نہ ہوگی اس روز مکذبوں کے لیے افسوس ہوگا ہاں مشرکوں اس روز کے آنے سے پہلے تم زندگی کے چند روز کھالو اور مزے اڑالو اس میں شک نہیں کہ تم لوگ بداعمال ہو اس روز مکذبوں کے لیے افسوس ہوگا۔ دیکھو تو ان کے مجرم ہونے میں کچھ شک ہے؟ کہ جب ان کو کہا جاتا ہے کہ خدا کے حکم قرآن کی اطاعت اکرو تو اطاعت نہیں کرتے بلکہ تکذیب کرتے ہیں اس لیے اس روز مکذبوں کے لیے افسوس ہوا قرآن مجید کو تو سنتے اور مانتے نہیں پھر اس کے سوا کسی کلام پر یقین کریں گے

امنا باللہ وما انزل الینا

ل آیت میں لفظ جمعنا ماضی ہے مگر ہم نے اس کا ترجمہ (کم) کی وجہ سے مستقبل سے کیا ہے کیونکہ میدان قیامت میں تو سارے لوگ بوقت واحد مخاطب ہونگے پھر اس وقت تم اور اولین میں فرق کیونکر ہوگا ہاں بوقت تکلم اور بوقت نزول قرآن یہ تفریق صحیح ہو سکتی ہے کہ تم سے مراد حاضرین اور اولین سے مراد گزشتہ لوگ جیسے فرمایا قل ان الا اولين والاخرين لمجعوعون الى ميقات يوم معلوم تو کہدے کہ تم سے پہلے اور پچھلے سب جمع کئے جائیں گے

ئے قرآن مجید کی متعدد آیات میں رکوع سجود کا لفظ آیا ہے چنانچہ فرمایا ہے اذا قيل لهم اسجدو اللرحمن قالو وما الرحمن اسجدو لما تامرنا اس قسم کی جتنی آیات ہیں ان میں رکوع اور سجود سے مراد اطاعت ہے اس لیے کہ اس آیت نے صاف کہہ دیا ہے اذا قراء عليهم القرآن لا يسجدون بل الذين كفرو يكذبون (پ ۲ ع۹) کافروں پر جب قرآن پڑھا جاتا ہے تو سجدہ و اطاعت نہیں کرتے بلکہ تکذیب کرتے ہیں اس لیے ہم نے اس جگہ ارکعو کا ترجمہ اطاعت سے کیا ہے۔

سورت نباء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ۞ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ۞ الَّذِىْ هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ ۞

یہ لوگ آپس میں کس بات سے سوال کرتے ہیں بڑی خبر سے سوال کرتے ہیں جس میں یہ لوگ مختلف رائے ہیں

كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۞ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۞ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ۞

ان کو اصل حال معلوم ہو جائے گا پھر ضرور جان لیں گے کیا ہم نے زمین کو گہوارہ نہیں بنایا

وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ۞ وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ۞ وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ۞ وَّ

اور پہاڑوں کو میخیں نہیں بنایا اور ہم نے تم کو مختلف قسم بنایا اور تمہاری نیند کو باعث آرام بنایا اور

جَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ۞ وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ۞ وَّبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ۞

ہم نے تمہاری لئے رات کو پردہ بنایا اور ہم نے دن کو تمہاری روزی کے لئے بنایا اور تم سے اوپر سات سخت آسمان بنائے

وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ۞

اور ہم نے چمکیلا چراغ بنایا

سورت نباء

قرآن مجید میں ہم نے جو مسائل اعتقادیہ بتائے ہیں۔ ان میں سے ایک مسئلہ معد بھی ہے یعنی روز جزا کا یقین رکھنا بھی داخل ایمان ہے اور مشرکین مکہ اس سے سخت منکر ہیں اس لئے آپس میں ایک دوسرے سے بطور استفہام یا بطور طنز کے پوچھتے تھے۔ میاں یہ مدعی کیا کہتا ہے کہ مر کر اٹھیں گے۔ انکو معلوم نہیں کہ یہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کو کس بات سے سوال کرتے ہیں۔ ھم ان کو بتاتے ہیں کہ بڑی ہیبت ناک خبر قیامت سے سوا کرتے ہیں جس میں یہ لوگ مومنوں سے مختلف رائے ہیں۔ سن رکھیں ان کو اصل حال معلوم ہو جائے گا۔ پھر سن رکھیں ضرور جان لیں گے۔ اس وقت ان کو معلوم ہو جائے گا کہ اونٹ کسی کروٹ بیٹھتا ہے باوجود وضاحت امر کے ہم ان کو سمجھاتے ہیں کیا ہم (خدا) نے تمہارے رہنے سہنے کے لئے زمین کو گہوارہ کیطرح نہیں بنایا اور پہاڑوں کو زمین کیلئے گویا میخیں نہیں بنایا۔ جس کی وجہ سے زمین پانی پر ہلتی نہیں اور ہم (خدا) نے تم کو مختلف قسمیں بنایا۔ کوئی گورا کوئی کالا۔ نیز مرد عورت کے جوڑے وغیرہ اور ہماری قدرت کا کرشمہ دیکھو کہ ہم نے تمہارے اندر اپنا تصرف اس طرح دکھایا کہ تمہارے دماغوں میں جو تھکاوٹ آجاتی ہے اس کے دور کرنے کو اور تم کو آرام دینے کے لئے ہم نے تمہاری نیند کو باعث آرام بنایا۔ نیند بظاہر نقصان اور تضیع اوقات ہے لیکن حقیقت میں یہ ایک نعمت ہے جن لوگوں کو بوجہ مرض نیند نہیں آتی ان کو اس کی قدر پوچھیے یہ ہماری قدرت کی ایک بڑی نشانی ہے اور سنو ہم نے رات کو تمہارے لئے پردہ بنایا کیونکہ رات کے وقت گھروں میں جس طرح تم بے پردگی میں رہتے ہو اور سوتے ہو دن کو نہیں رہ سکتے اور سنو ہم (خدا) نے دن کو تمہاری روزی کمانے کیلئے وقت بنایا جس میں تم کمائی کرو اور کھاؤ اور تم سے اوپر سات سخت آسمان بنائے جن کو تم دیکھ رہے ہو۔ زیادہ علم حاصل کرنا چاہو تو آئینہ یا پانی میں نظر کر کے دیکھ لو اور چونکہ کام کرنے میں روشنی کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے ہم نے تمہارے اوپر آسمان پر چمکیلا چراغ سورج بنایا جس کی روشنی سے بجلی کی روشنی بھی اعلیٰ درجہ کی ہے دیکھو جب سے ہم (خدا) نے یہ چراغ جلایا ہے تم نے اس میں کبھی تیل نہیں ڈالا

وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ۝ لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا ۝ وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ۝

بادلوں سے زور کا پانی اتارتے ہیں تاکہ ہم اس کے ساتھ دانے اور سبزیاں اور گھنے باغ پیدا کریں

اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا ۝ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا ۝

روز قیامت عام فیصلے کا دن وقت مقرر ہے جس روز صور میں آواز پھونکی جائے گا تم گروہ گروہ بن کر آجاؤ گے

وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا ۝ وَّسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ۝ اِنَّ

اور آسمان دروازے ہوجائے گا اور پہاڑ چلائے جائیں گے تو وہ غبار ہوجائیں گے جہنم

جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ۝ لِّلطّٰغِيْنَ مَاٰبًا ۝ لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا ۝ لَا يَذُوْقُوْنَ

گھات میں ہے کافروں کے لئے ٹھکانہ ہوگی جس میں وہ مدت دراز تک ٹھہریں گے اس میں نہ ٹھنڈک

فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ۝ اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا ۝ جَزَآءً وِّفَاقًا ۝ اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ

چکھیں گے نہ پینے کو پانی سخت گرم پانی اور زخموں کی پیپ پئیں گے پورا پورا بدلہ ہوگا وہ لوگ حساب کا یقین نہیں

حِسَابًا ۝ وَّكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا ۝ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا ۝ فَذُوْقُوْا فَلَنْ

رکھتے اور کھلی تکذیب کرتے ہیں اور ہم نے ہر ایک چیز کو قلم بند کر رکھا ہے عذاب کا مزہ چکھو اور ہم

ع ۱

نہ اس کی بجلی تیزی کی یہ سب کام تمہارے (انسان کے) دست عمل سے بلند تر ہیں یہ تو تمہارے کمانے کے سامان ہیں جو حقیقت میں کچھ نہیں کیونکہ تم چار پیسے کما لو تو کیا کرو گے جب تک ہم (خدا) تمہارے لئے غلہ پیدا نہ کریں کیا کھاؤ گے۔ اس لئے ہم نے یہ بھی انتظام کر رکھا ہے کہ تمہارے لیے بوقت ضرورت بادلوں سے پانی اتارتے ہیں تاکہ ہم اس پانی کے ساتھ تمہارے غلہ کے دانے اور تمہارے مویشیوں اور دیگر جانوروں کے لئے سبزیاں اور گھنے گھنے باغ پیدا کریں[1] یہ ایسے واقعات ہیں جن سے تم لوگ کسی طرح انکار نہیں کر سکتے اس لئے تم کو سمجھایا جاتا ہے کہ روز قیامت سے بھی انکار نہ کرو۔ کیونکہ وہ عام فیصلے کا دن ہے تم اس کو تسلیم کرو کہ فیصلے کا دن وقت مقرر ہے جس روز اسرافیل فرشتے کی معرفت صور میں مردوں کی زندگی کی آواز پھونکی جائے گی[2] پس اس کی تاثیر سے تم سب انسان گروہ گروہ بن کر میدان محشر میں آجاؤ گے اور اس روز یہ موجودہ آسمان پھٹ کے دروازے دروازے ہو جائیگا اور یہ اتنے بڑے جسیم پہاڑ اپنی جگہوں سے بذریعہ حرکت چلائے جائیں گے تو وہ غبار ہو جائیں گے پھر ان کو سمندر میں ڈال دیا جائے گا۔ اس روز کافروں کے لئے جہنم گھات بنی ہوئی ہے ظالموں مشرکوں اور بدکاروں کے لئے ٹھکانہ ہوگی جس میں وہ مدت دراز تک ٹھہرے رہیں گے باوجود سخت گرمی اور تپش کے نہ ٹھنڈک چکھیں گے نہ پینے کو پانی مگر سخت گرم پانی اور زخموں کی پیپ پئیں گے۔ یہ ان پر ظلم نہ ہوگا بلکہ پورا پورا بدلہ ہوگا۔ دنیا میں ایسے لوگوں کی پہچان چاہو تو سنو وہ لوگ ایسے غافل اور بدکاری میں منہمک ہیں کہ نیک و بد اعمال کے حساب کا یقین نہیں رکھتے اور ہمارے احکام کی کھلی تکذیب کرتے ہیں حالانکہ ہم ان کے خالق اور مالک ہیں اور ہم نے ہر چیز کو خاص کر ان کے اعمال کو قلم بند کر رکھا ہے یعنی ہمارے فرشتوں نے سب کچھ لکھ رکھا ہے علم حاصل کرنے کے لئے ہمیں ضرورت نہیں لیکن ان کے دکھانے کو یہ سارا انتظام کر رکھا ہے۔ چونکہ ان کا جرم ہر طرح ثابت ہوگا پس ان کو کہا جائے گا۔ عذاب کا مزہ چکھو اور یہ خیال دل سے نکال دو کہ کبھی تم چھوٹو گے۔ ہر گز نہیں۔

[1] عجیب اتفاق ہے کہ اس وقت دم تحریر ھذا امرتسر میں خوب بارش ہو رہی ہے جس کی اشد ضرورت تھی (۶ ستمبر ۱۹۳۰ء)

[2] بعض اہل علم صور کو جمع صورت کہتے ہیں (تفسیر کبیر)

نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا ﴿۳۰﴾ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ﴿۳۱﴾ حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا ﴿۳۲﴾ وَّكَوَاعِبَ

ہم تم کو سوائے عذاب کے نہ بڑھائیں گے بے شک پرہیز گار لوگوں کے لئے بڑی مراد ملے باغ کھانے کو انگور اور نوجوان ہم عمر

اَتْرَابًا ﴿۳۳﴾ وَّكَاْسًا دِهَاقًا ﴿۳۴﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا ﴿۳۵﴾ جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ

عورتیں اور بھرے ہوئے پیالے وہ لوگ بے ہودہ بات یہ جھوٹ نہ سنیں گے یہ تیرے رب کی طرف سے جو

عَطَآءً حِسَابًا ﴿۳۶﴾ رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ﴿۳۷﴾

آسمانوں اور زمینوں اور ان کے درمیان کی سب چیزوں کا پروردگار ہے پورا پورا بدلہ ہوگا وہ لوگ اس خدا سے خطاب کرنے کی طاقت نہ

يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا لَا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ

رکھیں گے جس روز روح امین اور فرشتے قیں باندھ کر کھڑے ہوں مگر وہی بول سکے گا جس کو رحمٰن نے اجازت دی ہو اور اس نے بات

صَوَابًا ﴿۳۸﴾ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا ﴿۳۹﴾ اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا

صحیح کی ہو بس وہ دن واقعی ہونے والا ہے پس جو کوئی چاہے اپنے رب کی طرف جانے کا راستہ اختیار کرے ہم نے تم کو قریب الوقوع عذاب

قَرِيْبًا يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ﴿۴۰﴾ ع ۲

سے ڈرایا ہے جو اس روز ہوگا جس روز ہر آدمی اپنے ہاتھوں کی کمائی خود دیکھ لے گا اور کافر کہے گا کہ اے کاش! میں مر کر مٹی میں مٹی ہو جاتا

ہم تو سوائے عذاب کے کچھ نہ بڑھائیں گے یعنی ہر آن تم کو عذاب ہی عذاب ہوگا یہ تو ہوا ان ظالموں کا انجام اب ان کے مقابل نیک لوگوں کا حال بھی سننے کے قابل ہے بیشک پرہیز گار لوگوں کے لئے جو شریعت کے ماتحت زندگی گزارتے تھے آخرت میں بڑی مراد ملے گی یعنی رہنے کے لئے باغ اور کھانے کو انگور اور دل خوش کرنے کو ان کی طرح کی نوجوان ہم عمر موتیوں جیسی خوبصورت عورتیں اور شراب صافی کے بھرے ہوئے پیالے جس میں نہ نشہ ہوگا محض قوت اور لذت[1] ہوگی۔ یہ مت سمجھو کہ دنیا میں جہاں ایسے باغوں (مثلاً شالامار باغ لاہور وغیرہ) میں ایسے لوگوں کا اجتماع اور میلے ہوتے ہیں وہاں فحش گوئی اور لچ پنے کی باتیں ہوا کرتی ہیں وہاں بھی ہوں گی ہرگز نہیں۔ وہ متقی لوگ ان بہشتوں میں کسی طرح کی بے ہودہ بات یا جھوٹ نہ سنیں گے نہ بولیں گے۔ بلکہ نہایت مہذب عیش میں زندگی گزاریں گے۔ یہ تیرے رب کی طرف سے جو آسمانوں اور زمینوں اور ان کے درمیان کی سب چیزوں کا مہربان پروردگار ہے پورا پورا بدلہ ہوگا باوجود اس کی رحمت اور بخشش کے اس کی ہیبت اور رعب کا یہ عالم ہوگا کہ وہ دنیا کے سارے لوگ اس (خدا) سے خطاب کر کے گفتگو کرنے کی طاقت نہ رکھیں گے۔ کیا مجال کہ مخاطب کر کے کچھ عرض معروض کر سکیں۔ یہ اس روز ہوگا جس روز روح امین جبرائیل اور فرشتے صفیں باندھ کر (خدا) کے حضور کھڑے ہوں گے ایسے چپ چاپ غلامانہ خاموش کہ بول نہ سکیں گے مگر وہی بول سکے گا جس کو خدا رحمٰن نے اجازت دی اور اس سے پہلے دنیا میں صحیح بات کہی ہو یعنی شرک سے لوگوں کو ہٹایا ہو اور توحید کی طرف بلایا ہو۔ ہر ایک ایرے غیرے کو نہ اجازت ہوگی نہ وہ بول سکے گا۔ پس وہ دن واقعی ہونے والا ہے۔ اس کے واقعات حقہ ہیں جو تیرے ہی بتائے ہوئے ہیں سب انبیائے کرام کے بتائے ہوئے ہیں پس جو کوئی چاہے اپنے رب کی طرف جانے کا راستہ اختیار کرے تاکہ اس کی نجات ہو جائے دیکھو اسی لئے ہم نے تم انسانوں کو قریب الوقوع بعد الموت عذاب سے ڈرایا ہے جو اس روز ہوگا جس روز آدمی اپنے ہاتھوں کی کمائی کئے ہوئے برے اعمال بنظر خود دیکھ لے گا اور ان کو دیکھ کر کافر منکر اور ناشکر انسان کہے گا کہ اے کاش میں آج مر کر مٹی میں مٹی ہو جاتا۔ اللھم احفظنا من حول الدنیا والاخر

[1] بیضاء لذۃ للشاربین کی طرف اشارہ ہے۔

سورت نازعات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ﴿۱﴾ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ﴿۲﴾ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ﴿۳﴾ فَالسّٰبِقٰتِ

قسم ہے ان جماعتوں کی جو بڑی سختی سے روحیں نکالتی ہیں اور ان جماعتوں کی قسم ہے جو نیک روحیں خوشی کے ساتھ نکالتی ہیں تیز چلنے والی سواریوں کی قسم ہے اور نیکیوں

سَبْقًا ﴿۴﴾ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ﴿۵﴾ يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ﴿۶﴾ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ﴿۷﴾

میں بڑھنے والوں کی قسم ہے اور سیاسی کام کے مدبرین کی قسم ہے جس روز ہلادینے والا ہلادے گا تو اس کے پیچھے آنے والا آئے گا

قُلُوْبٌ يَّوْمَىِٕذٍ وَّاجِفَةٌ ﴿۸﴾ اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ﴿۹﴾ يَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ

کئی دل مارے خوف کے دھڑک رہے ہوں گے ان کی آنکھیں جھکی ہوں گی کہتے ہیں کیا ہم پھر پہلی زندگی میں لوٹائے

فِي الْحَافِرَةِ ﴿۱۰﴾ ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ﴿۱۱﴾ قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ﴿۱۲﴾

جائیں گے پس کیا جب ہماری ہڈیاں گل سڑ جائیں گی تو ہم اٹھائے جائیں گے کہتے ہیں یہ واپسی تو بہت نقصان دہ ہوگی

فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ﴿۱۳﴾ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ﴿۱۴﴾

سوائے اس کے نہیں کہ وہ ایک آواز ہوگی پس وہ سطح زمین پر آجائیں گے

سورت نازعات

سنو جی ہم تمہیں بتلاتے ہیں کہ ایک روز آنے والا ہے جس میں تم سب خدا کے سامنے جوابدہ ہوں گے اس کو یوم الجزاء کہتے ہیں چونکہ تم لوگ منکر ہو اس لئے ہم اپنا بیان حلفیہ دیتے ہیں کہ قسم ہے فرشتوں کی ان جماعتوں کی جو بڑی سختی اور بے عزتی سے بدکاروں کی روحیں نکال دیتی اور ان جماعتوں کی قسم ہے جو نیک لوگوں کی روحیں خوشی خوشی عزت کے ساتھ نکالتی ہیں اور مجاہدین کی تیز چلنے والی سواریوں کی قسم جو ایسی تیز چلتی ہیں گویا وہ پانی میں بے روک ٹوک تیرتی ہیں اور نیکیوں میں بڑھنے والوں کی قسم ہے اور ان دینی سیاسی کام کے مدبرین کی قسم ہے جو ملک کے کام کا احسن تدبیر سے انتظام کرتے ہیں ان قسموں سے یہ بتانا مقصود ہے کہ تمہارے اعمال نیک و بد کا بدلہ ضرور ملے گا جس روز پہلا نفخہ ہلادینے والا ہلادے گا تو اس کے پیچھے آنے والا دوسرا نفخہ آئے گا۔ پہلا نفخہ فنا کا ہوگا دوسرا بعثت کا اس روز کئی دل یعنی دلوں والے انسان مارے خوف دھڑک رہے ہونگے انکی آنکھیں مارے دہشت کے جھکی ہوں گی اسی حال میں سب کا فیصلہ کیا جائے یعنی جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں داخل کئے جائیں گے قیامت کا ذکر سن کر کہتے ہیں کیا ہم مر کر ایک دفعہ پھر پہلی زندگی میں لوٹائے جائیں گے جب ہماری ہڈیاں سڑ گل جائیں گی (تو ہم اٹھائے جائیں گے) ضرور اٹھائے جاؤ گے یہ سنکر کہتے ہیں یہ واپسی تو عقل سے بعید ہونے کی وجہ سے بہت نقصان دہ ہوگی۔ کیونکہ ہم نے اس زندگی میں برے برے کام کیے ہیں اگر دوبارہ زندہ ہو کر اور جزا اور سزا ملی تو ہماری خیر کہاں بھلا سڑی گلی ہڈیاں کہاں زندہ ہوں کہاں ہم سزا پائیں یہ تو محض وہمی باتیں ہیں۔ حالانکہ یہ سب کچھ خدا کی قدرت کے ماتحت ہے۔ پس اس کی حقیقت سوائے اس کے نہیں کہ وہ ہمارے حکم سے اسرافیل کی ایک آواز ہوگی۔ پس وہ مردگان فوراً میدان محشر میں سطح زمین پر آجائیں گے آواز سنکر کچھ بھی دیر نہ کر سکیں گے۔

[1] علم بلاغت کا قاعدہ ہے کہ منکر کے سامنے کلام موکد بہ قسم بولا جاتا ہے (مول) [2] تیز گھوڑے کو ساعۃ کہتے ہیں امراء القیس اپنے گھوڑے کی تعریف میں کہتا ہے مسح اذا السابحات علی الونی [3] ذلک رجع بعید سے تطبیق ہے

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۞ اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۞

کیا تجھے موسیٰ کی خبر پہنچی ہے جب اس کے پروردگار نے مقدس جنگل طویٰ میں اس کو بلایا

اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۞ فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى ۞ وَاَهْدِيَكَ

فرعون کے پاس جا وہ سرکش ہوگیا پس تو اس سے کہہ تجھے اس بات کی رغبت ہے کہ تو پاک صاف ہوجائے اور میں

اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ۞ فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى ۞ فَكَذَّبَ وَعَصٰى ۞ ثُمَّ

تجھے ہدایت کروں تو تو ڈر جائے پس اس نے اس کو بڑی نشانی دکھائی پھر بھی اس نے تکذیب اور بے فرمانی ہی کی اور پیٹھ

اَدْبَرَ يَسْعٰى ۞ فَحَشَرَ فَنَادٰى ۞ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ۞ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ

پھیر کر کوشش کرنے لگا پھر اس نے اپنے لوگوں کو جمع کیا اور بلند آواز سے کہا کہ میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں پس خدا نے اس کو آخرت اور

نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ۞ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ۞ ءَاَنْتُمْ

دنیا دونوں کے عذاب میں پکڑا بے شک اس میں ڈرنے والوں کے بڑی عبرت ہے کیا تمہارا پیدا کرنا

اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ۚ بَنٰىهَا ۞ رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ۞

بڑا سخت کام ہے یا آسمان کا بنانا خدا نے اس کو بنایا اور اس کی چھت کو خوب اونچا کیا

تیرے جیسی تعلیم دینے والے رسول پہلے بھی گزرے ہیں مجملہ ان کے ایک حضرت موسیٰ بھی رسول تھے کیا تجھے موسیٰ کی خبر پہنچی ہے ؟ خاص کر اس وقت کی جب اس کے پروردگار نے مقدس جنگل طویٰ میں اس کو بلایا حکم دیا کہ فرعون جو مدعی الوہیت ہے اس کے پاس جا۔ کیونکہ وہ سرکش ہوگیا ہے انسان ہو کر مدعی الوہیت بن بیٹھا ہے پس تو اس سے کہہ اے فرعون کیا تجھے اس بات کی رغبت ہے کہ میں تجھے نصیحت کروں تو اسے قبول کر کے پہلے گناہوں سے پاک صاف ہو جائے اور تجھے شوق ہے کہ میں تجھے خدا کے بتانے سے ہدایت کروں تو تو اس کو قبول کر کے اللہ سے ڈر جائے یعنی اے شاہ مصر میں جو کچھ کہتا ہوں خیر خواہی کی نیت سے کہتا ہوں اب بھی توجہ سے میری گزارش کو قبول کریں اس نے کہا تیرے اس دعویٰ رسالت پر کچھ دلیل بھی ہے ؟ ہے تو لا۔ پس اس موسیٰ علیہ السلام نے اس کو بڑی نشانی دکھائی یعنی اس کے دربار میں لکڑی پھینک دی جو سانپ بن گئی پھر بھی اس فرعون نے تکذیب اور نافرنی ہی کی اور پیٹھ پھیر کر حضرت موسیٰ کے برخلاف کوشش کرنے لگا چونکہ خدا کی طرف اس کی تباہی کے دن قریب آگئے تھے اس لئے جو اسے سوجھتی الٹی سوجھتی پھر اس نے اپنے لوگوں کو جمع کیا اور بلند آواز سے پکار کر کہا کہ میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں۔ کیونکہ میں تم سب کو پرورش کرتا ہوں میرے سوا اور کوئی تمہارا رب اور الہ نہیں ہے فرعون اسی دعویٰ پر اڑا رہا اور اس کے خوشامدی ارکان اس کے اس غلط دعویٰ کو صحیح ثابت کرنے کے لئے ہمہ تن کوشاں تھے۔ پس خدا نے اس کو آخرت اور دنیا دونوں کے عذاب میں پکڑا۔ دنیاوی عذاب تو یہ تھا کہ دریا میں اسے غرق کیا آخرت کا عذاب یہ ہے کہ صبح وشام دوزخ کی آگ میں ڈالے جاتے ہیں بیشک اس واقعہ فرعون میں ڈرنے والوں کے لئے بڑی عبرت کا مقام یہ ہے کہ ایک کمزور انسان خدائی کا مدعی ہو اور انجام اس کا یہ ہو کہ مع اپنے محافظ دستہ فوج کے دریا میں غرق کیا جائے اور نہ وہ خود اپنے آپ کو عذاب سے بچائے نہ کوئی جماعت اس کو بچا سکے اس سے سمجھو تہ کہ جھوٹے مدعی کا انجام اچھا نہیں اور سچوں سے مقابلہ کرنے والوں کا خاتمہ بھی ٹھیک نہیں۔ پس تم قریش اپنے غلط خیال مکرر پیدائش نہ ہوگی اس سے باز آجاؤ کیا تمہارا مکرر پیدا کرنا بڑا سخت کام ہے یا یا آسمان کا بنانا دیکھو اور خوب دیکھو کہ خدا نے اس آسمان کو بنایا اسکی بلندی کو خوب اونچا کیا۔

[1] ان کنت جئت بایته فات بہا کی طرف اشارہ ہے
[2] النار یعرضون علیھا غدو وعشیا الایته کی طرف اشارہ ہے

وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰهَا ﴿۲۹﴾ وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰهَا ﴿۳۰﴾ اَخْرَجَ
اس کے نیچے رات کو سیاہ بنادیا اور اس کے نیچے روشنی پیدا کردی اس کے بعد زمین کو بچھا دیا اس کا
مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰهَا ﴿۳۱﴾ وَالْجِبَالَ اَرْسٰهَا ﴿۳۲﴾ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿۳۳﴾ فَاِذَا
پانی نکالا اور چارہ پیدا کیا اور پہاڑ گاڑ دئے یہ سب تمہارے گزارے اور تمہارے مویشیوں کے لئے کیا
جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ﴿۳۴﴾ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ﴿۳۵﴾ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ
جب بڑ مصیبت آجائے گی جس روز انسان اپنی کی ہوئی کوشش کو یاد کرلے گا اور دوزخ دیکھنے والے
لِمَنْ يَّرٰى ﴿۳۶﴾ فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ﴿۳۷﴾ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۳۸﴾ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ
کے سامنے کی جائے گی جس نے سرکشی کی ہوگی اور آخرت پر دنیا کو ترجیح دی تھی تو ایسی لوگوں کے لئے جہنم ہی ٹھکانہ
الْمَاْوٰى ﴿۳۹﴾ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿۴۰﴾ فَاِنَّ
ہوگا اور جو کوئی اللہ کے مقام سے ڈرا ہوگا اور جس نے اپنے نفس کو ناجائز کوششوں سے روکا ہوگا
الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿۴۱﴾ يَسْــَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا ﴿۴۲﴾ فِيْمَ اَنْتَ مِنْ
پس اسی کا ٹھکانہ جنت ہوگا تجھ سے ساعت قیامت کی بابت پوچھتے ہیں کہ وہ کب ظاہر ہوگی اس کے متعلق تیرا کیا

اتنا کہ کروڑوں میل اونچا ہے پھر اس کو صاف ہموار کیا ایسا کہ کہیں شگاف یا سوراخ نام کو نہیں اور دیکھو اسی خدا نے رات دن پیدا کیا اس آسمان کے نیچے کی رات کو دن کی نسبت سیاہ بنایا اور اسی کے نیچے روشنی پیدا کی یعنی دن کو روشن کیا تم دیکھتے ہیں کہ رات دن ایک دوسرے کے ساتھ دورہ کرتے ہیں اور دیکھو زمین کو جو دراصل آسمان سے پہلے پیدا ہو چکی تھی مگر ٹھوس گولے کی طرح تھی۔ خدا نے جب آسمان بنایا تو اسکے بعد زمین کو موجود مشہودہ صورت میں بچھا دیا ایسا بچھایا کہ تمہاری ضرورتوں کے سامان اس میں ودیعت کردیے دیکھو اس کے چشموں کی جگہ سے اس کا پانی نکالا اور پانی کے ساتھ اس زمین کا چارہ پیدا کیا جس کی تم کو سخت ضرورت ہے اور اس کی قدرت کا نظارہ دیکھو کہ خشک زمین جو بوجہ کثرت پانی کے کانپ رہی تھی اس پر پہاڑ گاڑ دیے تاکہ زمین ڈانوں ڈول حرکت نہ کرے جو تمہاری تکلیف کا باعث نہ ہو بلکہ مستقر رہ کر تمہارے لیے غذا پیدا کرے یہ سب تمہارے انتظار اور تمہارے مویشیوں کے گزارے کے لئے کیا تاکہ تمہارے مویشی کھا کر تمہاری خدمت کریں اور تم ان سے خدمت لے کر زمین کو آباد کرو اور خدا کا دیا ہوا رزق کھاؤ پھر کیا یہ سب انتظام بے نتیجہ اور بے حساب ہے نہیں بلکہ اس کیلئے ایک وقت مقرر ہے جس کا نام روز قیامت ہے یا بڑی مصیبت ہے پس جب وہ بڑی گھڑی مصیبت کی آجائیگی یعنی جس روز انسان اپنی کی ہوئی کوشش نیک ہو یا بد یاد کرلے گا اور دوزخ ہر دیکھنے والے کے سامنے کی جائے گی اس روز کا یہ فیصلہ ہوگا کہ جس نے دنیا میں خدائی حکموں سے سرکشی کی ہوگی ایک طرف خدا کی شریعت اس کو بلاتی تھی دوسری طرف اس کا نفس یا اس کی سوسائٹی اس کو اپنی طرف کھینچتی تھی وہ خدا کی شریعت کی پرواہ نہ کرتا تھا یہی اس کی سرکشی تھی جو اس نے کی اور آخرت پر دنیا کو ترجیح دی تھی یعنی دنیاوی فوائد یا دنیاوی جماعت کو خدائی شریعت پر مقدم سمجھا تو ایسے لوگوں کے لیے جہنم ہی ٹھکانہ ہوگا جہاں سے وہ نہ خود نکل سکیں گے نہ ان کو کوئی نکال سکے گا اور جو کوئی اللہ کے مقام یعنی رتبہ شان سے ڈرا ہوگا اور جس نے اپنے نفس امادہ کو ناجائز خواہشوں سے روکا ہوگا بس اس کا ٹھکانہ جنت ہوگا یہ واقعات سب اس روز ہونگے جس روز کا نام قرآن مجید میں الساعۃ بھی ہے یعنی آخری گھڑی۔ اس لئے منکرین قیامت اے نبی تجھ سے ساعت قیامت کی بابت پوچھتے ہیں کہ وہ کب ظاہر ہوگی بتا کہ ہم اس سے پہلے توبہ کرکے جنت کے مستحق ہوجائیں ان کو یہ سوچنا چاہیے کہ اس ساعت کے متعلق تیرا کیا

[1] آسمان کی طرف لیل اور ضحیٰ کی اضافت اردو میں اس کے سوا ادا نہیں ہوسکتی

ذِكْرٰىهَا ﴿۴۳﴾ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ﴿۴۴﴾ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰىهَا ﴿۴۵﴾ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ

فرض ہے اس کا انتہائی علم خدا کو ہے جو اس سے ڈرے تو اس کو سمجھا دے مگر جس روز اس کو

يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا ﴿۴۶﴾

دیکھیں گے ایسے ہوجائیں گے گویا وہ دنیا میں دن کا آخری وقت رہے ہوں گے یا ناشتہ کا وقت

سورت عبس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى ﴿۱﴾ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ﴿۲﴾ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰٓى ﴿۳﴾

رسول نابینا کے آنے سے جیں بہ جیں ہوا اور منہ پھیر لیا تجھے کیا علم شاید وہ پاک ہوجاتا

قرض ہے یہ کہ تو بتادے کہ آنیوالی ہے یا نہیں کہ یہ بتا کہ کب آئے گی اس کا انتہائی علم خدا ہی کو ہے۔ کیونکہ اس کا انجام کار خدا ہی کے ہاتھ ہے تیرا رتبہ اتنا ہے کہ جو اس ساعت قیامت سے ڈرے تو اس کو سمجھا دے کہ اس کے آنے سے پہلے کچھ کرلو۔ آج تو یہ سوال پر سوال کرتے ہیں مگر جس روز اس کو آنکھوں سے دیکھیں گے ایسے بے خبر ہو جائیں گے گویا وہ دنیا میں دن کا آخری وقت رہے ہوں گے یا صبح کے ناشتہ کا وقت اور بس بچ ہے

حال دنیا را پرسیدم من از فرزانہ گفت آں خواب ست یا باد ست یا افسانہ

اللهم لا تجعلنا منهم

سورت عبس

دیکھو جی محمد رسول اللہ ﷺ کیسا پاک اخلاق اور ذی حوصلہ ہے مگر نیک نیتی سے اسے بھی کبھی غصہ آجاتا ہے۔ ایک نابینا عبداللہ اس کے پاس آیا کہ مسائل اسلام پوچھے مگر وہ اس وقت اکابر قریش کے ساتھ مشغول تھا۔ تو وہ رسول نابینا کے آنے سے چیں بہ چیں ہوا اور منہ پھیر لیا کہ نابینا نے بے موقع سوال کیوں شروع کر دیئے ذرا صبر کرتا جب تک میں ان اکابر قریش سے فارغ ہو جاتا۔ یہ تو گھر کا آدمی ہے تھوڑی دیر خاموش رہتا تو حرج نہ تھا۔ ہم جانتے ہیں کہ اے رسول تیری نیت نیک تھی مگر حقیقت کا تجھے کیا علم شاید وہ نابینا پوچھ کر عمل کر کے گناہوں کی آلودگی سے بالکل پاک ہو جاتا

شان نزول

عبداللہ بن ام مکتوم نابینا رضی اللہ عنہ ایسے وقت مجلس نبوی میں آیا کہ اکابر قریش حضور کے پاس بیٹھے دینی باتیں کر رہے تھے اور حضور ان کی دلی توجہ سے سمجھا رہے تھے۔ عبداللہ چونکہ نابینا تھا مجلس کی ہیبت وصورت کو نہ دیکھ سکا بار بار حضور کو اپنی طرف متوجہ کرتا مگر حضور علیہ السلام اس کی طرف متوجہ نہ ہوئے بلکہ خلاف ادب مجلس عبداللہ کی گفتگو پر چیں بچیں ہوئے عبداللہ چونکہ عنداللہ ایک مقرب صحابی تھا اس لئے اس کے قصے میں یہ آیت نازل ہوئی

ل شیعہ ترجمہ میں بحوالہ تفسیر صافی یوں لکھا ہے ایک شخص نے (اس سے) تیوری چڑھائی اور منہ پھر لیا کہ نبی کے پاس ایک نابینا آگیا (ترجمہ مولوی مقبول احمد) اس مقام کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ تیوری چڑھانے والا عثمان بن عفان تھا (رضی اللہ عنہ) قطع نظر عدم مطابقت واقعات کے یہ ترجمہ سیاق عبارت اور عربیت کے خلاف ہے کیونکہ اس سے انتشار ضمائر لازم آتا ہے عبس اور تولی میں دونوں ضمیریں تو بقول شیعہ مترجم حضرت عثمان کی طرف ہوئیں مگر ہ کی ضمیر رسول اللہ ﷺ کی طرف چلی گئی یہی انتشار ضمائر ہے جو عربیت میں قبیح سمجھا گیا ہے

اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ۝ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى ۝ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ۝ وَمَا

یا نصیحت پاجاتا اور وہ نصیحت اسے فائدہ دیتی جو شخص بے پرواہ ہے تو اس کے پیچھے پڑتا ہے حالاں کہ

عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى ۝ وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى ۝ وَهُوَ يَخْشٰى ۝ فَاَنْتَ عَنْهُ

تجھ پر گناہ نہیں کہ وہ پاک نہ ہو اور جو تیرے پاس کوشش کرتا ہوا آتا ہے اور وہ ڈرتا بھی ہے تو تو اس سے بے اعتنائی

تَلَهّٰى ۝ كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۝ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ۝ فِىْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ۝

کرتا ہے ایسا ہرگز نہ چاہئے تحقیق یہ آیات نصیحت ہیں جو چاہے اس کو یاد کرلے عزت والے صحیفوں میں ہے

مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ۝ بِاَيْدِىْ سَفَرَةٍ ۝ كِرَامٍ بَرَرَةٍ ۝ قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ ۝

بڑے بلند رتبہ عزت دار نیکو کار لکھنے والوں کے ہاتھوں میں رہاتا رہا ہے انسان کو خدا کی مار کیسا ناشکرا ہے

مِنْ اَىِّ شَىْءٍ خَلَقَهٗ ۝ مِنْ نُّطْفَةٍ ؕ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ۝ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ۝

خدا نے اس کو کس چیز سے پیدا کیا مٹی کی بوند سے پیدا کیا خدا نے اس کو بنایا پھر اس کا اندازہ باندھ دیا پھر اس کے لئے راستہ آسان کر

ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ۝ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ۝

دیا پھر اس کو مار کر قبر میں داخل کردیتا ہے پھر جب خدا چاہے گا اس کو اٹھالے گا

یا کسی قدر نصیحت پاجاتا اور وہ نصیحت اسے فائدہ دیتی پس آئندہ کو یہ خیال رکھا کر

مادروں رابنگریم و حال را نے بروں رابنگریم و قال

تیری نیک نیتی اس اصول پر غالب ہے اسی لئے جو شخص دین اور خدا سے مستغنی اور بے پرواہ ہے تو اس کے پیچھے پڑتا ہے تاکہ وہ کسی طرح راہ رست پر آجائے حالانکہ اس بات میں تجھ پر گناہ نہیں کہ وہ آلودگی سے پاک نہ ہو نہ ہونا چاہے سر کھائے اور جو تیرے پاس ہدایت حاصل کرنے کیلئے کوشش کرتا ہوا آتا ہے اور وہ دل میں خدا سے ڈرتا بھی ہے تو تو اس سے بے اعتنائی کرتا ہے گو ایسا کرنے میں تیری نیت نیک ہے تاہم ہم بتاتے ہیں کہ ایسا ہرگز نہ چاہیے پس تو ہر ایک کو باقاعدہ نصیحت کیا کر تحقیق یہ آیات قرآنیہ ہیں جو چاہے اس نصیحت کو یاد کرلے اگر ان کو یہ خیال ہو کہ بڑے آدمی ہیں بڑے جس دین یا جس کتاب کو مان لیں اس کی عزت ہوتی ہے تو ان کو جاننا چاہئے کہ قرآن اس بات کا محتاج نہیں کیونکہ یہ قرآن انبیائے کرام کے عزت والے صحیفوں میں چلا آیا ہے جو بڑے بلند رتبہ عزت دار نیکوکار لکھنے والوں یعنی انبیاء اور انکے اصحاب کے ہاتھوں میں رہتا ہے پھر اس کو کسی دنیادار عزت دار کی کیا حاجت بلکہ اہل دنیا کو عزت حاصل کرنے کے لئے اس کی حاجت ہے افسوس کہ دنیا میں ایسے انسان بھی ہیں جو اس نعمت قرآن کی قدر نہیں کرتے ایسے انسان کو خدا کی مار کیسا ناشکرا ہے جو خدا کی مہربانی کی قدر نہیں کرتا کم بخت یہ بھی نہیں دیکھتا کہ خدا نے اس کو کس چیز سے پیدا کیا وہ اگر بھولا ہو تو ہم ہی بتاتے ہیں منی کو بوند سے پیدا کیا دیکھو تو اس خدا نے اس کو اندر ہی اندر بنایا پھر اس کا اندازہ باندھ دیا اسکے اعضاء کا اس کے قد کا۔ اس کی عمر کا۔ اس کی خوراک کا۔ اس کی زندگی اور موت کا غرض اس کی سب چیزوں کا اندازہ اور وقت مقرر کر رکھا ہے یہ سب کام اس کے باہر آنے سے پہلے ہی کر دیتا ہے پھر اس کے لئے ماں کے پیٹ سے نکلنے کا راستہ آسان کر دیا پھر وہ دنیا میں زندہ رہتا ہے جب تک اس کی زندگی مقرر ہوتی ہے پھر جب ختم ہوتا ہے تو اس کو مار کر قبر میں داخل کر دیتا ہے یا جہاں کوئی مرتا ہے وہاں ہی اس کو نظروں سے گم کر دیا جاتا ہے چاہے جل کر راکھ کی صورت ہو جائے یا دریا میں مچھلیوں کی غذا کی شکل میں غرض ہر طرح پر وجود سے فنا کی طرف چلا جاتا ہے پھر جب خدا چاہے گا اس کو جزاو سزا کیلئے مکرر زندہ کر کے اٹھالے گا

---

[1] ان هذا لفى الصحف الاولى صحف ابراهيم وموسى کی طرف اشارہ ہے

كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَآ اَمَرَهٗ ﴿٢٣﴾ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖٓ ﴿٢٤﴾ اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ
انسان نے اپنا فرض نہیں ادا کیا انسان اپنے کھانے کی طرف نظر کرے ہم نے اوپر سے پانی

صَبًّا ﴿٢٥﴾ ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا ﴿٢٦﴾ فَاَنْبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا ﴿٢٧﴾ وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا ﴿٢٨﴾
ڈالا پھر اس کے ساتھ زمین کو پھاڑا پھر اس میں دانے پیدا کئے اور انگور سبزیاں

وَّزَيْتُوْنًا وَّنَخْلًا ﴿٢٩﴾ وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا ﴿٣٠﴾ وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا ﴿٣١﴾ مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿٣٢﴾
زیتون اور کھجوریں اور گھنے گھنے باغ اور میوہ جات اور چارہ پیدا کیا تمہارے گذارے کے لئے اور تمہارے مویشیوں کے گزارے کے لئے

فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ﴿٣٣﴾ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ﴿٣٤﴾ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ﴿٣٥﴾ وَ
پھر جب وہ ہیبت ناک آواز آجائے گی جس روز ہر آدمی اپنے بھائی سے اپنی ماں سے اپنے باپ سے اور

صَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ﴿٣٦﴾ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ﴿٣٧﴾ وُجُوْهٌ
اپنی بیوی سے اپنے بیٹوں سے بھاگ جائے گا ہر ایک آدمی کو اپنا فکر ہوگا جو اس کو بے خبر کردے گا اس روز

يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ﴿٣٨﴾ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ﴿٣٩﴾ وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ﴿٤٠﴾
کئی منہ تروتازہ چمکتے ہنستے اور خوش و خرم ہوں گے کتنے چہروں پر مٹی پڑی ہوگی

تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ﴿٤١﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ﴿٤٢﴾
جن پر سیاہی چھائی ہوگی یہی لوگ کافر بدکار ہوں گے

ع ۵

دیکھو اتنا سن سنا کر اور قدرت کے اتنے واقعات دیکھ کر بھی اس انسان نے اپنا فرض ادا نہیں کیا کمبخت ایسا اکڑا پھرتا ہے کہ خدائی احکام سنکر پرواہ نہیں کرتا بھلا گذشتہ واقعات کی نسبت تو یہ کہہ سکتا ہے گو اس کا کہنا یہ لغو ہے کہ میں نہیں جانتا مجھے خدا نے مٹی سے پیدا کیا اور کب کیا مگر حالات حاضرہ کی نسبت کیا کہہ سکتا ہے پس ایسا انسان اپنے کھانے کی طرف بغور نظر کرے یہ گول مول روٹی یا چاولوں کی رکابی کہاں سے آئی وہ کیا بتائے گا ہم (خدا) ہی بتاتے ہیں کہ زمیندار جب دانہ زمین میں ڈال چکا اور اس کا کام ختم ہو گیا تو ہم (خدا) نے اوپر سے مینہ کا پانی ڈالا پھر اس کے ساتھ زمین کو پھاڑ پھر اس میں وہ دانے پیدا کئے جو یہ ناشکر انسان اس وقت کھا رہا ہے اور اسی پانی کے ساتھ ہم نے انگور اور ہر قسم کی سبزیاں انسانوں اور حیوانوں کے کھانے کے لائق اور زیتون کا درخت جس سے تیل بھی نکلتا ہے اور کھجوریں اور گھنے گھنے باغ اور ہر قسم کے میوہ جات اور جانوروں کے لئے چارہ پیدا کیا یہ کیوں کیا تمہارے گزارے کے لئے اور تمہارے مویشیوں کے گزارے کے لیے اتنے احسانات اور انعامات پاکر بھی یہ مغرور انسان خدا کی طرف نہیں جھکتا پھر جب وہ بوجہ ہیبت ناک آواز کے کانوں کے پردے پھاڑنے والی قیامت کی گھڑی آجائے گی اس روز اس کا حال کیا ہوگا یعنی جس روز ہر آدمی اپنے بھائی سے اپنی ماں سے اپنے باپ سے اپنی بیوی سے اپنے بیٹوں سے بھاگ جائیگا اس خیال سے کہ کہیں ان کی ذمہ داری مجھ پر نہ آجائے روز کا ادنی کرشمہ یہ ہوگا کہ ہر ایک آدمی کو اپنا فکر ہوگا جو دوسروں سے اس کو بے خبر کردے گا کیا تم نے کسی نیک دل شاعر کا قول نہیں سنا

بیٹا نہ پوچھے باپ کو جب دیکھے اس کے پاپ کو سب یاد ہوں آپ کو ساتھی نہ ہو جز اپنا دم

اس روز کئی منہ مارے خوشی کے تروتازہ چمکتے ہنستے ہیں اور خوشی و خرم ہوں گے اور کتنے چہروں پر مٹی پڑی ہوگی جن پر بداعمال کی وجہ سے سیاہی چھائی ہوگی سچ تو یہ ہے کہ یہی لوگ کافر بدکار بداعمال ہوں گے اور بس اللهم لا تجعلنا منهم

سورت تکویر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ۝ وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ۝

جب سورج لپیٹ دیا جائے گا اور جب ستارے بے نور ہو جائیں گے اور پہاڑ کو چلایا جائے گا

وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۝ وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ۝

گابن اونٹنیاں بے کار چھوڑی جائیں گی اور جب جنگلی جانور جمع کئے جائیں گے

سورت تکویر

ان لوگوں کو روز حساب کی اطلاع دی جاتی ہے جو بجائے ڈرنے کے الٹے معاندانہ سوال کرتے ہیں کہتے ہیں یہ دن کب ہو گا تم ان لوگوں کو بتاؤ کہ جس روز یہ ہونا ہے۔ اس کے حصے دو ہیں پہلا حصہ فنا کا جب یہ موجودہ سورج لپیٹ دیا جائے گا یعنی یہ سارا نظام شمسی برباد کر دیا جائے اور جب سورج لپیٹ لئے جانے سے ستارے بے نور ہو جائیں گے اور کوہی سلسلہ سب برباد کر کے پہاڑوں کو ان کی جگہ سے چلایا جائے گا۔ یعنی پہاڑوں کو گرا کر زمین کو میدان صاف[1] کر دیا جائے گا اور جس وقت مارے دہشت کے محبوب تریں مال جیسا عرب میں گابن اونٹنیاں ہیں یہ بھی بے کار بے رغبت چھوڑی[2] دی جائیں گی کوئی ان کا مالک نہ بنے گا نہ کوئی ضائع ہو جانے کا خیال کرے گا اور جب وحشی جنگلی جانور جمع کئے جائیں گے یعنی زمین کی تیز حرکت سے مارے خوف کے ایک جگہ ہو جائیں گے۔

---

[1] فقل ينسفها ربى نسفا فيذرها قاعا اليه کی طرف اشارہ ہے۔

[2] ہمارے پنجاب کے مدعی نبوت جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اس آیت کو اپنے حق میں لیا ہے کہتے ہیں کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اونٹنیوں پر سواری کرنی ترک ہو جائے گی تو مسیح موعود آجائے گا چنانچہ ان کے الفاظ یہ ہیں

آسمان نے میرے لئے گواہی دی اور زمین نے بھی مگر دنیا کے اکثر لوگوں نے مجھے قبول نہ کیا میں وہی ہوں جس کے وقت میں اونٹ بیکار ہو گئے اور پیشگوئی آیۃ کریمہ واذا العشار عطلت پوری ہوئی اور پیشگوئی حدیث وليتركن القلاص فلا يسعى عليها اپنی پوری پوری چمک دکھلائی یہاں تک عرب اور عجم کے اڈیٹران اخبار اور جرائد والے بھی اپنے پرچوں میں بول اٹھے کہ مدینہ اور مکہ کے درمیان جو ریل تیار ہو رہی ہے یہی اس پیشگوئی کا ظہور ہے جو قرآن و حدیث میں ان لفظوں میں کی گئی تھی جو مسیح موعود کے وقت کا یہ نشان ہے (اعجاز احمدی ص ۲)

اس مضمون کو دوسرے مقام پر یوں لکھتے ہیں

اور یاد رہے کہ اس زمانے کی نسبت مسیح موعود کے ضمن بیان میں آنحضرت ﷺ نے یہ بھی خبر دی ہے جو صحیح مسلم میں درج ہے اور فرمایا وليتركن القلاص فلا يسعى عليها یعنی مسیح موعود کے زمانے میں اونٹنی کی سوار موقوف ہو جائے گی پس کوئی ان پر سوار ہو کر ان کو نہیں دوڑائے گا اور یہ ریل کی طرف اشارہ تھا کہ اس کے نکلنے سے اونٹوں کے دوڑانے کی حاجت نہیں رہے گی اور اونٹ کو اس لئے ذکر کیا کہ عرب کی سواریوں میں سے بڑی سواری اونٹ ہے جس پر وہ اپنے مختصر گھر کا تمام اسباب رکھ کر پھر سوار بھی ہو سکتے ہیں۔ اور بڑے کے ذکر میں چھوٹا خود ضمناً آجاتا ہے۔ پس حاصل مطلب یہ تھا کہ اس زمانے میں ایسی سواری نکلے گی کہ اونٹ پر بھی غالب آجائے گی جیسا کہ دیکھنے میں جو کہ ریل کے نکلنے سے قریباً تمام کام جو اونٹ کرتے تھے اب ریلیں کر رہی ہیں پس اس سے زیادہ تر صاف اور منکشف اور کیا پیشگوئی ہو گی چنانچہ اس زمانہ کی قرآن شریف نے

وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ﴿٦﴾ وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ ﴿٧﴾ وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ ﴿٨﴾

اور جب دریا گرم کئے جائیں گے جب نفوس ملا دئے جائیں گے اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی کے حق میں سوال ہوگا

بِأَيِّ ذَنْبٍ

کہ وہ کس جرم میں

اور جب دریا یعنی ان کے پانی نیچے کی گرمی سے سخت گرم کئے جائیں گے یہ تو ہیں وہ واقعات جو روز قیامت کے پہلے حصے میں ہوں گے۔ اور دوسرا حصہ وہ ہے جب ہر قسم کے نفوس اپنی امثال کے ساتھ ملادیئے جائیں گے ایک دوسرے کو پہچانیں گے اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی کے حق میں سوال ہوگا۔ کہ کس جرم میں

بھی خبر دی جیساکہ فرماتا ہے- واذا العشار عطلت یعنی آخری زمانہ وہ جبکہ اونٹنیاں بیکار ہو جائیں گی یہ بھی صریح ریل کی طرف اشارہ ہے اور وہ حدیث اور یہ آیت ایک ہی خبر دے رہی ہیں اور چونکہ حدیث میں صریح مسیح موعود کے بارے میں یہ بیان ہے اس سے یقیناً یہ استدلال کرنا چاہئے کہ آیت بھی مسیح موعود کے زمانے کا حال بتارہی ہے اور اجمالاً مسیح موعود کی طرف اشارہ کرتی ہے پھر لوگ باوجود ان آیات بینات کے جو آفتاب کی طرح چمک رہی ہیں ان کی پیشگوئیوں کی نسبت شک کرتے ہیں-(دافع البلاء ص ۱۳)

ناظرین کرام :

مرزاصاحب کا مدعا صاف ہے کہ آپ نے ریل کی وجہ سے اونٹوں کا متروک ہونا مسیح موعود کی علامت بتائی ہے جو لوگ اس بات کو نہیں مانتے ان پر خفگی کا اظہار فرمایا ہے۔ ان کی خفگی کے الفاظ یہ ہے

یہ بھی احادیث میں آیا تھا کہ مسیح کے وقت میں اونٹ ترک کئے جائیں گے اور قرآن میں بھی وارد تھا واذ العشار عطلت اب یہ لوگ دیکھتے ہیں کہ مکہ اور مدینہ میں بڑی سرگرمی سے ریل تیار ہورہی ہے اور اونٹوں کے الوداع کا وقت آگیا پھر اس نشان سے کچھ فائدہ نہیں اٹھائے (اشتہار انعامی پانچ سو ملحقہ تریاق القلوب ص ۸)

خدا کی شان :

واقعات پر کسی کو قبضہ نہیں یہ وہ زمانہ ہے جب سلطان عبدالحمید خان مرحوم نے مسلمانان دنیا سے اپیل کی تھی کہ حجاز ریلوے کے لئے چندہ دو مرزا صاحب نے سمجھا کہ عبدالحمید جیسا ضابطہ اور مقبول سلطان حجاز میں ریل بنانے کا ارادہ کرچکا ہے تو پھر دیر کیسے ہوسکتی ہے مگر انہوں نے خیال نہ کیا کہ سلطان موصوف سے اوپر جو سلطان جہان ہے اس میں یہ طاقت ہے کہ سلطان کے ارادہ کو ناکام کردے خدا کی حکمتیں وہی جانتا ہے حجاز ریلوے اسلامی دنیا کیلئے عموماً اور حجاز کیلئے خصوصاً کتنی کچھ مفید تھی۔ شاید اس فائدہ کے مقابلے میں جو مسلمانوں کو غلطی سے بچانا تھا وہ اہم اس لئے جونہی مرزا صاحب اس ریلوے کو اپنے حق میں لکھا حکیم مطلق نے اسے بند کردیا یہاں تک کہ زائرین حجاز دیکھ رہے ہیں اور ہر سال دیکھتے ہیں کہ مدینہ شریف سے مکہ مکرمہ کی طرف قدم بھر بھی ریلوے لائن نہیں بنی پھر نہیں معلوم مرزاصاحب نے حجاز ریلوے کو اس آیت ماتحت کیوں لکھ کر اپنے برخلاف ایک پہاڑ کھڑا کرلیا۔ یہ تو ہے واقعات سے جواب اب ہم آیت کے لفاظ سے جواب دلاتے ہیں-

آیت کریمہ میں بارہ دفعہ (اذا) آیا ہے علماء اور طلباء جانتے ہیں کہ (اذا) ظرف زمان کے لئے تیار ہوتا ہے اس لئے جو جواب اس کا آگے آتا ہے اسی سے اس کا تعلق ہوتا ہے اس جگہ اس اذا کا جواب خود قرآن مجید کے الفاظ میں موجود ہے علمت نفس ما حضرت جب یہ واقعات ہوں گے اس وقت ہر کوئی اپنے نیک و بد کاموں کو جان جائے گا۔ اگر اس سے مرزاصاحب کی مسیحیت موعود مراد ہوتی تو اذا جواب یوں چاہئے تھا خرج المسیح الموعود جب یہ واقعات ہوں گے تو مسیح موعود آجائے گا

پس قرآن مجید کے الفاظ کو چھوڑ کر کسی دوسرے کے پیچھے جانے سے ڈر لگتا ہے کہ اس آیت کے مصداق نہ بن جائیں اتستبدلون الذی ھو ادنی بالذی ھو خیر

قُتِلَتْ ۝۹ وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ۝۱۰ وَإِذَا السَّمَاءُ كُشِطَتْ ۝۱۱ وَإِذَا الْجَحِيمُ سُعِّرَتْ ۝۱۲

ماری گئی تھی اور جب اعمال نامے سب کے سامنے پھیلا دئے جائیں گے اور جب آسمان کی کھال کھینچی جائے گی اور جہنم تیز کی جائے گی

وَإِذَا الْجَنَّةُ أُزْلِفَتْ ۝۱۳ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا أَحْضَرَتْ ۝۱۴ فَلَا أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ۝۱۵

اور جس وقت بہشت نزدیک کی جائے گی تو ہر آدمی نے جو جو کام حاضر کئے ہوں گے جان لے گا پس ہمیں قسم ہے چھپ چھپ کر

الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ۝۱۶ وَاللَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ ۝۱۷ وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ ۝۱۸ إِنَّهُ لَقَوْلُ

چلنے والے سیاروں کی اور قسم ہے رات کی جب وہ خوب تاریک ہوجاتی ہے اور قسم ہے دن کی جب وہ خوب روشن ہوتا ہے بے شک یہ معزز

رَسُولٍ كَرِيمٍ ۝۱۹ ذِي قُوَّةٍ عِندَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ ۝۲۰ مُّطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ ۝۲۱

رسول کا پیغام ہے وہ قوت اور طاقت والا ہے اللہ مالک الملک پاس بڑی عزت والا رئیس و معتبر امین بھی ہے

ماری گئی[1] تھی اس سے مطلب یہ ہوگا کہ اس کے مرتکب ذلیل ہوں کیونکہ بے گناہ بچی کو انہوں نے مار ڈالا اور جب بروز حشر اعمال نامے سب کے سامنے پھیلا دیئے جائیں گے تاکہ سب لوگ خود پڑھ لیں اور فنا کے وقت جب آسمان ایسا سرخ ہوگا گویا اس کی کھال کھینچی جائے گی اور جب اہل کفر اور اہل فسق کے لئے حسب اعلان جہنم تیز کی جائے گی اور جس وقت بہشت اہل ایمان کے نزدیک کی جائے گی۔ یہ واقعات جب حشر کے میدان میں ہوں گے تو ہر آدمی نے جو جو کام یہاں سے وہاں اپنے لئے حاضر کئے ہوں گے اس وقت جان لے گا یعنی ہر نیک و بد اس کے سامنے آجائے گا یہ تو مسئلہ معاد (قیامت) کا اب سنئے مسئلہ رسالت یعنی قرآن مجید کی صداقت کا ذکر پس ہمیں قسم ہے چھپ چھپ کر چلنے والے سیاروں کی قسم ہے رات کی جب وہ خوب تاریک ہو جاتی ہے اور قسم ہے دن کی جب وہ خوب روشن ہوتا ہے بیشک یہ قرآن معزز رسول جبرائیل فرشتہ کا پہنچایا ہوا پیغام ہے اور جو خدا کی طرف سے وہ حضور محمد صلعم کے قلب مبارک پر لاتا ہے۔ بڑی قوت اور طاقت والا ہے اللہ مالک الملک کے پاس بڑی عزت والا سب فرشتوں کا رئیس جس کا کہا سب مانتے ہیں۔ اس جگہ وہ معتبر امین بھی ہے جو کسی طرح خدائی پیغام میں کمی بیشی نہیں کرتا نہ کر سکتا ہے اس شان کا فرشتہ اس قرآن کو حضرت محمد صلعم کے پاس لایا ہے جو رات دن کا تمہارا ہم نشین ہے پھر بھی تم اس کی تصدیق نہیں کرتے اور ادھر ادھر کی بدحواس باتیں کہتے ہو اور سوچتے نہیں ہو کہ

---

[1] عرب میں بدرسم تھی کہ لڑکی سے بہت نفرت کرتے تھے بس چلتا تو زندہ درگور کر دیتے۔ اس رسم کی بابت مولنا حالی مرحوم نے کہا ہے

جو ہوتی تھی پیدا کسی گھر میں دختر ۔۔۔ تو خوف شماتت سے بے رحم مادر
پھرے دیکھتی جو خاوند کے تیور ۔۔۔ کہیں زندہ گاڑ آتی تھی اس کو جاکر
وہ گود ایسی نفرت سے کرتی تھی خالی ۔۔۔ جنے سانپ جیسے کوئی جننے والی

قرآن مجید چونکہ ہر قسم کی رسوم قبیحہ کی اصلاح کرنے کو آیا تھا اس لئے اس بدرسم کی اصلاح بھی کرنے کو یہ آیت نازل ہوئی۔

[2] حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد نبوت قریباً چھ سو برس بند رہی ہے یہاں تک کہ دنیا میں بالکل ظلمت ضلالت ہوگئی۔ اس کے بعد ضیاء محمدی طلوع ہوئی اس سلسلہ قسم میں ان تینوں باتوں کو ملحوظ رکھا گیا ہے الٰہی ہدایت جو حضرت مسیح سے زمانہ نبوت محمدیہ تک ہے اس کو مخفی ستاروں سے تشبیہ دی زمانہ ضلالت کو مکمل شب تاریک سے تشبیہ دے کر زمانہ نبوت محمدیہ کو روز روشن بتا کر جواب قسم میں فرمایا ہے

انہ لقول رسول الایتہ (اللہ اعلم)

فاذا انشقت السماء فکانت وردتہ کالدھان کی طرف اشارہ ہے۔

وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ ﴿۲۲﴾ وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ﴿۲۳﴾ وَمَا هُوَ عَلَى

یہ تمہارا ہم نشین مجنوں نہیں یہ تو اس کو روشن کنارہ پر دیکھا چکا ہے اور علم غیب

الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ﴿۲۴﴾ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿۲۵﴾ فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ﴿۲۶﴾

پر بخیل نہیں اور نہ وہ شیطانا مردود کا قول ہے پس تم لوگ کہاں کو جاتے ہو

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۷﴾ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ﴿۲۸﴾ وَمَا تَشَآءُوْنَ

یہ تو دنیا کے سب لوگوں کے لئے نصیحت ہے اور جو راہ راست پر سیدھا چلنا چاہے اور تم چاہ کر کامیابی

اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۹﴾

نہیں کر سکتے مگر جس وقت خدا ہی چاہے

سورت انفطار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خدا کے نام سے شروع جو بہت بڑا مہربان رحم کرنے والا ہے

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ﴿۱﴾ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ﴿۲﴾ وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ﴿۳﴾

جب آسمان پھٹ جائے گا اور ستارے بے نظام ہوجائیں گے اور جب دریا چیر دئے جائیں گے

وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ﴿۴﴾

اور جب اہل قبور جمع کئے جائیں گے

کہ یہ تمہارا ہم نشین محمد رسول اللہ ﷺ مجنون تو نہیں جو تمہارے سامنے غلط دعوی نبوت کرتا بلکہ یہ تو اس جبرئیل کو بچشم خود بلند اور روشن کنارہ پر دیکھ چکا ہے جب وہ اس کے پاس پہلی مرتبہ آیا اور پیغام رسالت دے گیا۔ پس یہ تمہارا ہم نشین اس جبرئیل کے پیغام سے بولتا ہے اور وہ اس کے بتائے ہوئے غیب پر بخیل نہیں بخیل کیسے ہو وہ تو مامور ہے جو اسے بتایا جاتا ہے وہ کہہ دیتا ہے اس کو اس میں کوئی دخل نہیں اس لئے نہ وہ قرآن کسی غیر کا کلام ہے اور نہ وہ شیطان مردود کا قول ہے جیسا کہ تم مشرک لوگ بدگمانی کرتے ہو۔ پھر لوگ اسے چھوڑ کر کہاں کو جاتے ہو یہ قرآن تو دنیا کے سب لوگوں کے لئے نصیحت ہے مگر ہاں اس کے لئے نصیحت ہے جو راہ راست پر سیدھا چلنا چاہے اور حق بات یہ ہے کہ تم انسان چاہ کر کامیابی نہیں کر سکتے مگر جس وقت خدا ہی اس کام کو اچھا چاہے[1] کیا تم نے کسی عارف کا قول نہیں سنا

داد حق را قابلیت شرط نے بلکہ شرط قابلیت داد اوست

پس تم یہ دعا میں پڑھا کرو واھدنا صراط المستقیم

سورت انفطار

مشرکین منکرین قیامت پوچھتے ہیں قیامت کب ہوگی سوائے نبی ان کو کہہ کہ سنو جی جب موجودہ آسمان پھٹ جائے گا اور موجودہ روشن ستارے آفتاب سے بے تعلق ہو کر بے نظام ہو جائیں گے اور جب یہ دریا رواں چیر دیئے جائیں گے یعنی ان کا پانی ادھر ادھر پھیلا دیا جائیگا تا کہ زمین خشک ہو جائے اور جب اہل قبور میدان حشر میں جمع کئے جائیں گے ان واقعات میں بعض قبل حشر اور بعض بعد حشر ہوں گے

عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ ۝ يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ

تو ہر نفس کو جو پہلے کر چکا ہوگا اور جو پیچھے چھوڑ گیا ہوگا سب جان لے گا اے انسان تجھے اپنے رب کریم سے کس چیز نے ہٹا

الْكَرِيْمِ ۝ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ۝ فِيْۤ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ

رکھا ہے جس نے تجھے پیدا کیا پھر درست اندام بنایا پھر تجھے معتدل بنایا جس شکل صورت میں چاہا تجھے مرکب کر

رَكَّبَكَ ۝ كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ۝ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ۝ كِرَامًا

دیا بلکہ تم لوگ جزا و سزا کی تکذیب کرتے ہو حالانکہ معتبر محررین تم پر محافظ

كَاتِبِيْنَ ۝ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ۝ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ

ہیں جو کچھ تم کرتے ہو وہ جانتے ہیں نیک لوگ نعمتوں میں ہوں گے اور بدکار لوگ جہنم میں

جَحِيْمٍ ۝ يَّصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّيْنِ ۝ وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَآئِبِيْنَ ۝ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝

ہوں گے فیصلے روز اس میں داخل ہوں گے اور وہ اس سے دور نہ ہو سکیں گے تمہیں کیا معلوم کہ وہ فیصلے کا دن کیا ہے

ثُمَّ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْـًٔا ؕ وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ۝

پھر تمہیں کیا معلوم کہ فیصلے کا دن کیا ہوگا اس روز کوئی شخص کسی دوسرے کے لئے کچھ بھی اختیار نہ رکھے گا سارا اختیار اس روز اللہ ہی کو ہوگا

اس روز قیامت ہوگی تو اس وقت ہر نفس جو زندگی میں پہلے کر چکا ہوگا اور جو نیک کام مثل صدقہ جاریہ یا بد عمل مثل رسوم قبیحہ پیچھے چھوڑ گیا ہوگا سب جان لے گا کیونکہ وہ اس کے سامنے آجائیں گے نیک کام کرنے والا خوش ہوگا بد کرنے والا روئے گا مگر رونے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا فائدہ اس صورت میں ہے کہ ابھی سے سیدھا ہو کر چلے اس لئے نوع انسان کو سمجھایا جاتا ہے کہ اے آدم کے بچے انسان تو جو خدائے عزّشانہٗ سے ہٹ رہا ہے تجھے اپنے رب کریم سے کسی چیز نے ہٹا رکھا ہے وہ تیرا رب کوئی ایسا نہیں جس کا تعلق تجھ سے نیا ہو بلکہ تیری پیدائش سے پہلے کا ہے کیونکہ وہ ہی ہے جس نے تجھے تیری ماں کے پیٹ میں پیدا کیا پھر درست اندام بنایا پھر قدو قامت کے لحاظ سے بھی تجھے معتدل بنایا جس شکل و صورت میں چاہا اپنے قانون قدرت سے تجھے مرکب کر دیا اے نبی آدم کیا تمہیں ان واقعات میں شک ہے پھر کیوں تم ان باتوں کو مان کر خدائی شریعت کے منکر ہو بلکہ تم لوگ نیک و بد اعمال کی تکذیب کرتے ہو اور خیال نہیں کرتے ہو کہ تمہارا یہ انکار خدا کی بے انصافی تک پہنچتا ہے کیونکہ جب نیک و بد اعمال کی جزاوسزا نہیں تو انصاف اور بے انصافی کیا ہوئی اسی انکار کی وجہ سے تم لوگ ہر قسم کی بد اعمالی کرنے میں مشغول رہتے ہو حالانکہ خدا کی طرف سے معتبر محررین تم پر محافظ ہیں جو کچھ تم لوگ کرتے ہو وہ سب کچھ جانتے ہیں اور لکھ لیتے ہیں[2] نتیجہ اس کا یہ ہوگا کہ نیک لوگ جن کے اعمال نامہ میں نیکیوں کی کثرت ہوگی وہ بہشت کی نعمتوں میں ہوں گے اور ان کو کہا جائے گا کہ جو کچھ تم نے یہاں کے لئے کیا تھا اس کا انعام[3] پاؤ اور ان کے مقابل بدکار لوگ جہنم کے عذاب میں ہوں گے بعد الموت فیصلے کے روز اس میں داخل ہوں گے اور پوری سزا پائیں گے ہر چند کوشش کریں گے کہ باہر آئیں مگر وہ اس سے دور نہ ہو سکیں گے اور میاں تمہیں کیا معلوم کہ وہ فیصلے کا دن کیا ہے ہم پھر کہتے ہیں کہ تمہیں کیا معلوم کہ وہ فیصلہ کا دن کیا ہوگا اور ایسا بھاگڑ کا دن ہے کہ اس روز کوئی شخص کسی دوسرے کے لئے کچھ اور بھی اختیار نہ رکھے گا اور سارا اختیار اس روز اللہ ہی کو ہوگا اگرچہ آج بھی سب اختیار خدا ہی کا ہے تاہم لوگ دعویدار تو ہیں وہاں دعویٰ بھی کسی کو نہ ہوگا جسکو چاہے گا پکڑے گا جسے چاہے گا چھوڑ دے گا۔ اللھم اغفرلنا

[1] نشر ضد نظم ہے کے معنی باوصل نشر کے معنی ہیں بے وصل

[2] ان رسلنا یکتمون ماتمکرون کی طرف اشارہ ہے۔

[3] کلو واشربو ھنیاء بما اسلفتم فی الایام الخالیتہ کی طرف اشارہ ہے۔

سورۃ مطففین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان بڑا رحم کرنے والا ہے

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۝١ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۝٢ وَاِذَا كَالُوْهُمْ

ان کم دینے والوں کے لئے افسوس ہے جو لوگوں سے لیتے وقت پورا پورا لیتے ہیں اور جب ناپ سے

اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ۝٣ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۝٤ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝٥ يَّوْمَ

یا وزن سے دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں کیا یہ لوگ جانتے نہیں کہ وہ ایک بڑے دن میں اٹھائے جائیں گے جس دن

يَّقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝٦ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ۝٧ وَمَآ

سب لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے بدکاروں کے اعمال سجین میں ہیں اور

اَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌ ۝٨ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝٩ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝١٠ الَّذِيْنَ

تمہیں کیا معلوم سجین کیا ہے وہ ایک لکھی ہوئی کتاب ہے اس روز جھٹلانے والوں کے لئے افسوس ہوگا جو یوم

يُكَذِّبُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝١١ وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖٓ اِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۝١٢

جزاء کو نہیں مانتے اور اس کو حدود اللہ سے گزر جانے والے بدکار ہی جھٹلاتے ہیں

سورت مطففین

دنیا میں جتنی خرابیاں ہیں قرآن مجید سب کی اصلاح کرنے کو آیا ہے۔ ان خرابیوں میں سے ایک خرابی کو بند کم تول بھی ہے جس کو بدنیت دکاندار صنعت تجارت جان کر کرتے ہیں ایسی خرابی کرنے کیلئے انکو سنادے کہ ان کم دینے والوں کیلئے افسوس ہے جو لوگوں سے لیتے وقت ٹھوک بجا کر پورا پورا بلکہ داؤ چلے تو زیادہ بھی لیتے ہیں اور جب ناپ سے یا وزن سے دیتے ہیں تو کم دیتے لطف یہ ہے کہ دیکھنے والے کو کبھی معلوم نہیں ہونے دیتے بظاہر پیمانہ اور ترازو دونوں ٹھیک ہیں مگر اندر کمی کیا یہ لوگ جانتے ہیں کہ وہ ایک بڑے دن میں جو وقت الحساب ہے اٹھائے جائیں گے جسدن سب لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے اور حساب دیں گے جو لوگ اس دن کو مانتے ہیں وہ تو اپنا عملؑ اعتقاد کے موافق کریں اور جو اس دن کو نہیں مانتے ان کو ماننا چاہیئے کیونکہ اس کے نہ ماننے سے انسان بدکار رہتا ہے اور بدکاری کا نتیجہ یہ ہے کہ بدکاروں کے اعمال بد سجین میں ہیں۔ اور تمہیں کیا معلوم کہ سجین کیا ہے وہ ایک بہت بڑی لکھی ہوئی کتاب ہے۔ یعنی مسلمائے بدکاراں ہے اس روز یعنی جزاوسزا کے دن جھٹلانے والوں کیلئے افسوس ہوگا جو اس دنیا میں یوم الجزا کو نہیں مانتے اور دراصل بات یہ ہے کہ اس یوم الجزاء کو حدود الٰہیہ سے گزر جانے والے بدکاری ہی جھٹلاتے ہیں۔ کیونکہ اگر وہ یوم الجزاء پر یقین رکھیں تو ان کو بدعملی کرتے وقت دل میں کھٹکا ہو جس سے ان کے عیش میں تکدر آجائے اور بے لطفی ہو اس لئے وہ سرے سے اس بات کے قائل ہی نہیں ہوتے کہ نیک وبد اعمال کا کوئی بدلہ ہے بلکہ ان کا قول یہی ہے

صبح تو جام سے گزرتی ہے شب دل آرام سے گزرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے اب تو آرام سے گزرتی ہے

اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا

جب کبھی ہمارے حکم پڑھے جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ یہ تو پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں نہیں بلکہ ان کے دلوں پر ان کے کئے ہوئے کاموں

كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا

زنگ لگا دیا ہے بے شک یہ لوگ اس دن اپنے رب سے پردے میں کئے جائیں گے پھر یہ جہنم میں داخل

الْجَحِيْمِ ۝ ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ

ہوں گے پھر ان کو کہا جائے گا کہ یہ وہی دن ہے جس کی تم لوگ تکذیب کرتے تھے بے شک نیک لوگوں کے اعمالنامے

عِلِّيِّيْنَ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ۝ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝ يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝

علیین میں ہیں تمہیں کا معلوم علیین کیا ہے وہ کتاب مرقوم ہے جس میں خد کے مقرب بندے آتے رہتے ہیں

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ۝ عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ۝ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِهِمْ

نیک لوگ بڑی نعمتوں میں ہوں گے تختوں پر بیٹھے ہوئے تاکتے ہوں گے تو ان کے چہروں میں نعمتوں کی

نَضْرَةَ النَّعِيْمِ ۝ يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ ۝

تروتازگی معلوم کرے گا سربمہر انگوروں کی شراب پلائی جائے گی

اس لئے تو ان لوگوں کی یہ حالت ہے کہ جب کبھی ان پر ہمارے حکم پڑھے جاتے تو کہہ دیتے کہ یہ تو پہلے لوگوں کو کہانیاں میں کہیں موسیٰ عیسیٰ کا ذکر ہے تو کہیں فرعون قارون کا یہ تو محض بچوں کے بہلانے کی باتیں ہیں ہم بڑی عمر کے اس قسم کے قصوں سے نہیں بہلتے ایسا نہیں جو شخص مذکورہ کہتا ہے بلکہ ان کے دلوں پر ان کے کئے ہوئے کاموں نے زنگ لگادیا ہے اس لئے وہ سمجھ نہیں سکتے کہ

از مکافات عمل غافل مشو ۔۔۔ گندم از گندم بروئد جوز جو

بیشک یہ لوگ اس دن جس روز سب سے بڑی نعمت خدا کی زیارت ہوگی اپنے رب سے پردے میں کئے جائیں گے یعنی ایسے لوگوں کو خدا کی زیارت نہ ہوگی۔ پھر یہ سارے کے سارے جہنم میں داخل ہوں گے پھر ان کو کہا جائے گا کہ یہ وہی دن ہے جس کی تم لوگ تکذیب کرتے تھے ان کے مقابل نیک لوگوں کا حال بھی تم کو معلوم ہے سنو۔ بیشک نیک لوگوں کے اعمال علیین میں رکھے جاتے ہیں تمہیں کیا معلوم علیین کیا ہے سنو وہ بھی ایک بڑی مرقوم کتاب ہے جس میں خدا کے مقرب بندے فرشتے اور بنی آدم بڑے بڑے درجوں والے لوگ بھی آتے رہتے ہیں یعنی وہ ایک اعلیٰ درجہ کا کتاب گھر ہے کسی کے اعمالنامہ کا اس میں ہونا اس شخص کی نجات کی علامت ہے اسی لئے ایسے نیک لوگ بڑی نعمتوں میں ہوں گے اپنے اپنے محلات میں تختوں پر بیٹھے ہوئے آمنے سامنے ایک دوسرے کو تاکتے ہوں گے یعنی دنیا میں جن لوگوں کی باہمت مصاحبت ہوگی وہ جنت میں بھی اس طرح باہمی میل جول سے لطف صحبت پائیں گے تو اے سننے والے ان کے چہروں مین نعمتوں کی تروتازگی معلوم کرے گا جیسے دنیا میں امیر آدمی کھانے پینے والا بمقابلہ غریب فاقہ کش کے ممتاز دکھائی دیتا ہے۔ ان کی نعمتوں کا شمار کیا ان میں سے ایک بتاتے ہیں کہ ان کو سربمہر خالص انگوروں کی بڑی لذیز شراب پلائی جائے گی۔ جس میں لذت تو اعلیٰ درجہ کی ہوگی مگر نشہ[۲] یا دردسر نام کو نہ ہوگا بوتلوں میں بھری ہوئی مہریں لگی ہوئی ان کے سامنے لائی جائے گی مہر کیسی دنیا میں ایسی بوتلوں پر مہر لاکھ کی ہوتی ہے۔

---

[۱] قرآن مجید مین ضمیر مفرد بتاویل ہے ویل نوع ہے نہ بمعنی فرد فافہم

[۲] آیت لا فیھا غول ولاھم ینزفون کی طرف اشارہ ہے

خِتٰمُهٗ مِسْكٌ ؕ وَفِیْ ذٰلِكَ فَلْیَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ۝۲۶ وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِیْمٍ ۝۲۷

اس کی مہر کستوری کی ہو گی پس چاہیئے کہ نجات کے شائق اس میں رغبت کریں اور اس کی ملاوٹ تسنیم کے خالص پانی سے ہو گی

عَیْنًا یَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ ۝۲۸ اِنَّ الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

وہ ایک چشمہ ہوگا جس پر خدا کے مقرب بندے پانی پئیں گے وہ لوگ جو بدکار ہیں ایمانداروں سے ہنسی

یَضْحَكُوْنَ ۝۲۹ وَاِذَا مَرُّوْا بِهِمْ یَتَغَامَزُوْنَ ۝۳۰ وَاِذَا انْقَلَبُوْۤا اِلٰۤى اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا

کرتے ہیں اور جب ان کے پاس سے گزرتے ہیں تو اشارے کرتے ہیں اور جب اپنے گھروالوں کی طرف جاتے ہیں تو بڑے خوش

فَكِهِیْنَ ۝۳۱ وَاِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْۤا اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ لَضَآلُّوْنَ ۝۳۲ وَمَاۤ اُرْسِلُوْا عَلَیْهِمْ

خوش جاتے ہیں اور جب مسلمانوں کو دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں یہ لوگ بھولے ہوئے ہیں یہ ان پر ذمہ دار بنا کر بھیجے نہیں

حٰفِظِیْنَ ۝۳۳ فَالْیَوْمَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ یَضْحَكُوْنَ ۝۳۴ عَلَى الْاَرَآىِٕكِ ۙ

گئے پس اس روز ایماندار لوگ کافروں سے ہنسیں گے باغوں میں تختوں پر بیٹھے

یَنْظُرُوْنَ ۝۳۵ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ۝۳۶

ہوں گے کیوں جی منکروں کو ان کے کئے ہوئے اعمال کا بدلہ ملا؟

مگر اس کی مہر کستوری کی ہو گی یہ ایک نعمت ہے جو نجات یافتہ لوگوں کو ملے گی۔ باقی کا کیا شمار پس چاہئے کہ نجات کے شائق نیک کام کریں اور اس معاوضہ پر خوش قسمت لوگ نیک کام کریں اور نجات کے شائقین اس قسم کی نعمتوں میں رغبت کریں یہ جو ہم نے ذکر کیا ہے یہ تو اس چیز کا ہے جو بوتلوں کے اندر ہو گی اور سنو جیسے دنیا میں تیز شراب میں سوڈا واٹر وغیرہ ملاتے ہیں۔ اس شراب میں بھی ملائیں گے اس کی ملاوٹ تسنیم کے خالص پانی سے ہو گی وہ ایک چشمہ ہو گا جس پر خدا کے مقرب بندے پانی پئیں گے اس کی مٹھاس اور لذت یہاں کسی کی سمجھ میں نہیں آسکتی وہ چکھنے اور پینے ہی پر موقوف ہے ان کے مقابلے میں وہ لوگ جو خلاف تعلیم خود بدکار ہیں وہ ان ایمانداروں سے ہنسی کرتے ہیں کہتے ہیں لوگ مذہبی مجنوں ہیں اور جب ان کے پاس سے گزرتے ہیں تو گوشہ چشم سے ایک دوسرے کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اس اشارہ مضمون یہ ہوتا ہے کہ دیکھو میاں یہی لوگ جنت کے وارث ہیں ان کی حیثیت اور ان کی صورت دیکھئے کیا کہتے ہیں مثل مشہور ہے۔ ذات کی چھپکلی شہتیروں سے پکڑا انہی پر صادق ہے اور یہ اشارے کر کے مسرت حاصل کرتے ہیں۔ جیسے مسخرے کسی سے مسخری کر کے مسرور ہوتے ہیں اور جب یہ مسخری کرنے والے لوگ اپنے گھروں کیطرف جاتے ہیں تو بڑے خوش جاتے ہیں کہ آج ہم نے ان مذہبی پاگلوں سے خوب ہی دل لگی کی اور جب ان مسلمانوں کو دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں یہ لوگ راہ راست سے بھولے ہوئے ہیں۔ حالانکہ یہ کفار ان مسلموں پر ذمہ دار بنا کر نہیں بھیجے گئے۔ پس اس روز قیامت کے دن ایماندار لوگ کافروں سے ہنسیں گے یعنی یہ کہیں گے کہ کیوں جی ہم سے جو خدا کے وعدے تھے وہ پورے ہوئے یا نہیں دیکھو ہم کسی بہار میں ہیں اور تم کس عذاب میں واقعی وہ ایماندار باغوں میں تختوں پر بیٹھے ہوں گے اور کہیں گے کیوں جی اسلام کے منکروں کو ان کے کیے ہوئے اعمال کا بدلہ ملا؟ یا نہیں۔

اللھم لا تجعلنا منھم

سورت انشقاق

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اِذَا السَّمَآءُ انۡشَقَّتۡ ﴿۱﴾ وَ اَذِنَتۡ لِرَبِّہَا وَ حُقَّتۡ ﴿۲﴾ وَ اِذَا الۡاَرۡضُ مُدَّتۡ ﴿۳﴾

جب آسمان پھٹ جائے گا اور اپنے پروردگار کے حکم سننے کو کان لگائے گا اور وہ اسی لائق کیا گیا ہے اور جب زمین تان دی جائے گی

وَ اَلۡقَتۡ مَا فِیۡہَا وَ تَخَلَّتۡ ﴿۴﴾ وَ اَذِنَتۡ لِرَبِّہَا وَ حُقَّتۡ ﴿۵﴾ یٰۤاَیُّہَا الۡاِنۡسَانُ

اور اس میں جو کچھ ہوگا وہ باہر پھینک دے گی اور خالی ہو جائے گی اور اپنے رب کی طرف کان لگائے گی اور وہ اسی کے لائق کی گئی ہے اے انسان اس میں شک نہیں

اِنَّکَ کَادِحٌ اِلٰی رَبِّکَ کَدۡحًا فَمُلٰقِیۡہِ ﴿۶﴾ فَاَمَّا مَنۡ اُوۡتِیَ کِتٰبَہٗ بِیَمِیۡنِہٖ ﴿۷﴾ فَسَوۡفَ

کہ تو اپنے پروردگار کی طرف جارہا ہے پھر اس سے تو ملے گا جس شخص کو اعمالنامہ دائیں ہاتھ میں ملے گا اس کا

یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیۡرًا ﴿۸﴾ وَّ یَنۡقَلِبُ اِلٰۤی اَہۡلِہٖ مَسۡرُوۡرًا ﴿۹﴾ وَ اَمَّا مَنۡ اُوۡتِیَ

حساب آسان ہوگا اور وہ اپنے گھر والوں کی طرف خوشی بہ خوشی لوٹے گا اور جس شخص کو پیٹھ پیچھے سے

کِتٰبَہٗ وَرَآءَ ظَہۡرِہٖ ﴿۱۰﴾ فَسَوۡفَ یَدۡعُوۡا ثُبُوۡرًا ﴿۱۱﴾ وَّ یَصۡلٰی سَعِیۡرًا ﴿۱۲﴾ اِنَّہٗ کَانَ

کتاب ملے گی وہ موت مانگے گا اور بھڑکتی آگ میں داخل ہوگا بے شک وہ اپنے

فِیۡۤ اَہۡلِہٖ مَسۡرُوۡرًا ﴿۱۳﴾

گھروں میں بڑا خوش تھا

سورت انشقاق

سنو جی جو کچھ تم کو وعدہ دیا جاتا ہے یہ اس روز واقع ہوگا جب آسمان پھٹ جائے گا اور اپنے پروردگار کے حکم سننے کو کان لگائے گا یعنی ہمہ تن متوجہ ہو جائیگا اور وہ اسی لائق کیا گیا ہے یعنی وہ تعمیل کو ہر وقت آمادہ ہے اور جب زمین تان دی جائے گی یعنی اس میں جو نیچائی ہے وہ پہاڑوں سے پر کر کے زمین کو اونچائی نیچائی سے خالی کیا[1] جائے گا اور اس میں جو کچھ از قسم مردگان[2] ہوگا وہ باہر پھینک دے گی اور ان سے خالی ہو جائے گی اور اپنے رب کی طرف کان لگائے گی اور وہ اس لائق کی گئی ہے اے انسان ضعیف اللبنیان تو چاہے کتنا ہی خدا سے سرکشی کرتا ہو تا اس میں شک نہیں کہ تو اپنی عمر کی گھڑیاں ختم کرتا ہوا اپنے پروردگار کی طرف جارہا ہے پھر اس سے تو ملے گا یعنی دنیاوی تعلقات تیرے سب ٹوٹ جائیں گے اور تو تن تنہا خدا کے حضور حاضر ہوگا پھر وہاں کیا ہوگا یہ کہ جس شخص کو اعمالنامہ دائیں ہاتھ میں ملے گا۔ جو اس کی صلاحیت کی علامت ہوگا اس کا حساب آسان ہوگا یعنی اس کے اعمال نامہ میں اگر کوئی گناہ بھی ہوگا تو اسے آگاہ کر دیا جائے گا کہ تو نے یہ کیا اچھا نہیں کیا جا ہم نے بخشدیا اور وہ اپنے گھر والوں کی طرف جنت میں خوشی بخوشی لوٹے گا پس یہ علامت اس کی نجات کی ہوگی اور جس شخص کو پیٹھ کے پیچھے سے کتاب یعنی بائیں ہاتھ کے کندھے کے اوپر سے بائیں ہاتھ میں اعمالنامہ ملے گا وہ موت مانگے گا۔ اور جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوگا کیوں ایسا ہوا اسلیئے کہ بیشک وہ اپنے گھر والوں میں بڑا خوش و خرم رہتا تھا۔

---

[1] آیت فیذروھا قاعا صفصفا کی طرف اشارہ ہے [2] واذا القبور بعثرت کی طرف اشارہ ہے

إِنَّهُ ظَنَّ أَنْ لَنْ يَحُورَ ﴿١٤﴾ بَلَىٰ ۚ إِنَّ رَبَّهُ كَانَ بِهِ بَصِيرًا ﴿١٥﴾ فَلَا أُقْسِمُ

اس نے سمجھ رکھا تھا کہ وہ واپس نہیں ہوگا ہاں اس کا پروردگار اس کو دیکھتا تھا قسم ہے غروب کے وقت کی

بِالشَّفَقِ ﴿١٦﴾ وَاللَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ﴿١٧﴾ وَالْقَمَرِ إِذَا اتَّسَقَ ﴿١٨﴾ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ

روشنی کی اور قسم ہے رات کی اور ہر اس چیز کی جس کو رات ڈھانکتی ہے اور قسم ہے چاند کی جب وہ پورا ہوتا ہے تم ضرور درجہ بدرجہ پڑھو

طَبَقٍ ﴿١٩﴾ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٢٠﴾ وَإِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنُ لَا يَسْجُدُونَ ۩ ﴿٢١﴾

گے پس ان کو کیا ہوگیا ہے یہ لوگ ایمان نہیں لاتے اور جب قرآن پر پڑھا جاتا ہی تو اس کی اطاعت نہیں کرتے

بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُكَذِّبُونَ ﴿٢٢﴾ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُوعُونَ ﴿٢٣﴾ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ

کافر لوگ جھٹلاتے ہیں حالانکہ جو کچھ یہ لوگ دلوں میں چھپاتے ہیں خدا اس سے خوب واقف ہے پس تو ان کو دردناک عذاب

أَلِيمٍ ﴿٢٤﴾ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ﴿٢٥﴾ ع

کی خبر سنا جو لوگ ایماندار ہیں اور نیک عمل کیا کرتے ہیں ان کے لئے بے انتہا بدلہ ہے

ع ۲۵

کسی طرح کا اسے فکر یا غم نہ تھا۔ یہاں تک کہ زوال نعمت کا بھی اسے خوف نہ تھا اس نے سمجھ رکھا تھا کہ وہ پلٹ کر بغرض جزا وسزا واپس نہیں ہوگا۔ وہاں ضرور ہوگا بیشک جب وہ مستی کے عالم میں کچھ کچھ ناجائز حرکت کرتا تھا۔ اس کا پروردگار اس کو دیکھتا تھا۔ پس سنو ہم سچ کہتے ہیں قسم[1] ہے غروب کے وقت کی روشنی کی اور قسم ہے رات کی اور ہر اس چیز کی جس کو رات ڈھانکتی ہے یعنی ہر چیز کی جس پر رات کا اندھیرا پڑتا ہے اور قسم ہے چاند کی جب وہ پورا ہوتا ہے یعنی بدر کامل ہو جاتا ہے۔ تم بنی نوع انسان درجہ بدرجہ ضرور چڑھو گے۔ یعنی مروگے مر کر قبر میں سڑو گے سڑ کر قبروں سے اٹھو گے پس یہ حلفی بیان ان کو سناؤ اور تعجب نہ کرو ان کو کیا ہو گیا ہے کہ یہ لوگ خدا کی قدرت کاملہ اور آیات قاہرہ پر ایمان نہیں لائے۔ اور جب قرآن ان کو سنایا جاتا ہے تو اس کی اطاعت نہیں کرتے بلکہ بجائے ایمان لانے اور اطاعت کرنے کے الٹے کافر لوگ جھٹلاتے ہیں حالانکہ جو کچھ یہ لوگ دلوں مین چھپاتے ہیں خدا تعالی اس سے خوب واقف ہے پس تو اے رسول ان کو دردناک عذاب کی خبر سنا صاف صاف کہہ دے کہ اپنے کئے کا بدلہ پاؤ گے ہاں جو لوگ ایمان دار ہیں اور نیک عمل کیا کرتے ہیں ان کے لئے بے انتہا بدلہ ہے اللہ ہمکو نصیب کرے آمین

---

[1] بعد غروب آفتاب کچھ وقت آسمان پر سرخی رہتی ہے اس کو شفق کہتے ہیں اس کے بعد سیاہی کا اندھیرا ہوتا ہے اس کے بعد روشن چاند نکلتا ہے تو اندھیرے پر غالب آجاتا ہے یہ اشارہ اس بات کی طرف کہ ماہتاب نبوت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والتحیہ کے نکلنے سے پہلے ظلمات کفر کا اندھیرا تھا لیکن بعد طلوع قمر سب پر روشنی چھا جائے گی اس روشنی میں یہ بات خوب سمجھ میں آجاویگی کہ واقعی ہم پر احوال مختلفہ آنے والے ہیں کیونکہ ہماری ہستی ابتداء سے انتہاء تک انقلاب کی محل رہی ہے فافہم

سورت البروج

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الۡبُرُوۡجِ ﴿۱﴾ وَالۡیَوۡمِ الۡمَوۡعُوۡدِ ﴿۲﴾ وَ شَاہِدٍ وَّمَشۡہُوۡدٍ ﴿۳﴾

قسم ہے بلند آسمان کی اور یوم موعود کی اور قسم ہے شاہد کی اور مشہود کی

قُتِلَ اَصۡحٰبُ الۡاُخۡدُوۡدِ ﴿۴﴾ النَّارِ ذَاتِ الۡوَقُوۡدِ ﴿۵﴾ اِذۡ ہُمۡ عَلَیۡہَا قُعُوۡدٌ ﴿۶﴾

دہکتی ہوئی آگ کی خندقوں والے لوگ لعنت کئے گئے جب وہ ان پر بیٹھے ہوتے

وَّہُمۡ عَلٰی مَا یَفۡعَلُوۡنَ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ شُہُوۡدٌ ﴿۷﴾ وَمَا نَقَمُوۡا مِنۡہُمۡ اِلَّاۤ اَنۡ

اور ایمانداروں سے جو کچھ کرتے تھے وہ اس کو دیکھتے تھے ان مومنوں کا یہی ایک کام ان کو برا معلوم ہوا

یُّؤۡمِنُوۡا بِاللّٰہِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَمِیۡدِ ﴿۸﴾ الَّذِیۡ لَہٗ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ وَ

کہ اللہ واحد غالب صفات حسنہ سے متصف پر ایمان لاتے تھے آسمانوں اور زمینوں کی حکومت جس کے قبضے میں ہے۔ اور

اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ شَہِیۡدٌ ﴿۹﴾

اللہ ہر چیز پر حاضر ہے

سورت البروج

قسم ہے بلند آسمان کی اور یوم موعود کی جس کا ہر نبی نے وعدہ دیا ہے اور قسم ہے آنے والے شاہد کی جو ذات رسالت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والتحیہ ہے اور مشہود[1] کی جو روز قیامت ہے دہکتی ہوئی آگ کی خندقوں[2] والے مشرک لوگ جنہوں نے مومنین کو آگ میں جلایا دنیا ہی میں خدا کی طرف سے لعنت کئے گئے تھے جب وہ ان خندقوں پر بیٹھے ہوتے اور خدا کے بندے ایمانداروں سے جو کچھ تکلیف دہی کا کام ان کے ماتحت لوگ کرتے تھے۔ وہ بڑے لوگ بطور تماشہ اس کو دیکھتے تھے۔ سننے والے کو خیال ہو گا کہ وہ مومن لوگ قصوروار ہوں گے۔ اخلاقی یا قومی یا حکومتی جرم کئے ہوں گے سوایسے لوگوں کو واضح ہو کہ ان مومنوں کا یہی ایک کام ان ظالموں کو برا معلوم ہوا تھا کہ اللہ واحد غالب صفات حسنہ سے متصف خدا پر کامل ایمان لائے تھے اور اس کے سوا کل معبودوں کو چھوڑ چکے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اللہ ہی وہ ذات پاک ہے آسمانوں اور زمینوں کی حکومت جس کے قبضے میں ہے اور وہی اللہ ہر چیز پر حاضر اور واقف ہے اس لئے ان کو تسلی تھی کہ جو کچھ یہ لوگ ہمارے ساتھ کر رہے ہیں یہ بھی خدا دیکھتا ہے اور جو ہم کو مصیبت پہنچ رہی ہے وہ بھی دیکھتا ہے اور ہمارے منہ سے جو نکلتا ہے

---

[1] شیعوں کی بعض روایات (کافی) میں ہے کہ شاہد سے مراد ذات رسالت علیہ السلام ہیں اور مشہود سے مراد جناب علی مرتضیٰ ہیں۔ آنحضرت کے حق میں آیا ہے جئنابک علی ھئو لاء شھیدا مگر جناب علی جن کی بابت دعویٰ ثبوت طلب ہے

[2] حدیث شریف میں ہے کہ سابق زمانہ میں عرب کے ایک صوبہ میں ایک بادشاہ تھا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں اس کا نام یوسف اور اس علاقہ کا نجران آیا ہے اور بادشاہ نے خندقیں کھدوا کر ان میں آگ جلوائی اور اس زمانہ کے موحدین مومنین کو اس میں ڈال کر آپ مع خدم و حشم کے تماشا دیکھتے رہے اسکی طرف اشارہ ہے تفصیل اس کی مطولات میں ہے اللہ اعلم

اِنَّ الَّذِیۡنَ فَتَنُوا الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ الۡمُؤۡمِنٰتِ ثُمَّ لَمۡ یَتُوۡبُوۡا فَلَهُمۡ عَذَابُ جَهَنَّمَ

جو لوگ ایمان دار مردوں اور عورتوں کو محض ایمان کی وجہ سے تکلیف دیا کرتے ہیں پھر تو بہ بھی نہیں کرتے ان کے لئے جہنم کا عذاب

وَ لَهُمۡ عَذَابُ الۡحَرِیۡقِ ﴿۱۰﴾ اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمۡ جَنّٰتٌ

اور جلانے والی تکلیف ہے اور جو لوگ ایمان لاکر نیک کام کرتے ہیں ان کے لئے باغات ہیں

تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ ۬ؕ ذٰلِكَ الۡفَوۡزُ الۡكَبِیۡرُ ﴿۱۱﴾ اِنَّ بَطۡشَ رَبِّكَ لَشَدِیۡدٌ ﴿۱۲﴾

جب کے نیچے نہریں جاری ہیں یہی تو بڑی کامیابی ہے تیرے پروردگار کی پکڑ بڑی سخت ہے

اِنَّهٗ هُوَ یُبۡدِئُ وَ یُعِیۡدُ ﴿۱۳﴾ وَ هُوَ الۡغَفُوۡرُ الۡوَدُوۡدُ ﴿۱۴﴾ ذُو الۡعَرۡشِ الۡمَجِیۡدُ ﴿۱۵﴾

وہی پیدا کرتا ہے پھر اس کو لوٹا دیتا ہے اور وہ بڑا بخشنے والا بڑا مہربان مالک تخت بڑی بزرگی والا

فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیۡدُ ﴿۱۶﴾ هَلۡ اَتٰىكَ حَدِیۡثُ الۡجُنُوۡدِ ﴿۱۷﴾ فِرۡعَوۡنَ وَ ثَمُوۡدَ ﴿۱۸﴾ بَلِ

جو کام کرنا چاہی اسے کر گزرنے والا کیا تم کو ان فوجوں کی اطلاع آئی ہے فرعون اور ثمود وغیرہ کی اتباع کی مگر

الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا فِیۡ تَكۡذِیۡبٍ ﴿۱۹﴾ وَّ اللّٰهُ مِنۡ وَّرَآئِهِمۡ مُّحِیۡطٌ ﴿۲۰﴾ بَلۡ هُوَ قُرۡاٰنٌ مَّجِیۡدٌ ﴿۲۱﴾

کافر لوگ تکذیب میں لگے ہوئے ہیں اور اللہ ان کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے بلکہ وہ قرآن بڑی عزت کی کتاب

فِیۡ لَوۡحٍ مَّحۡفُوۡظٍ ﴿۲۲﴾

لوح محفوظ میں ہے

بجرم عشق تو ام میکشند غوغا نیست   تو نیز سربام آکہ خوش تماشائیست

یہ بھی سنتا ہے اس لیے ہمیں کوئی فکر نہیں انجام کار فتح ہماری ہے۔ کیونکہ ان کو معلوم تھا کہ خدا کی طرف سے اعلان ہے کہ جو لوگ ایمان دار مردوں اور عورتوں کو محض ایمان کی وجہ سے تکلیف دیا کرتے ہیں پھر وہ توبہ بھی نہیں کرتے ان کی سزا کے لئے جہنم کا عذاب اور جلانے والی تکلیف ہے اور جو ایمان لا کر نیک کام بھی کرتے ہیں ان کے لیے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں جہاں بے غم بے فکر رہیں گے یہی تو بڑی کامیابی ہے۔ دنیا میں اہل کفر بڑے مست پھر رہے ہیں سمجھتے ہیں کہ ہمیں کوئی پوچھنے والا نہیں حالانکہ تیرے پروردگار کی پکڑ بڑی سخت ہے وہ جس کو پکڑے کوئی چھڑا نہیں سکتا۔ وہی ہر ایک چیز کو ابتداء میں پیدا کرتا ہے پھر مدت مقررہ کے بعد اس کو فنا کی طرف لوٹا دیتا ہے جس پر کہا جاتا ہے چار دن کی چاندنی آخر اندھیری رات ہے اور باوجود قدرت تامہ کے گنہگار تائبوں کے حق میں بڑا بخشنے والا بڑا مہربان مالک تاج و تخت بڑی عزت اور بڑی بزرگی والا جو کام کرنا چاہے اسے کر گزرنے والا اس لئے چاہئے کہ گمراہ بندے اس کی طرف جھکیں یہ الٹے اکڑتے ہیں جیسے پہلے لوگ اکڑتے تھے جس کی پاداش میں وہ سب تباہ ہوئے کیا تم کو ان لوگوں کی فوجوں کی اطلاع آئی ہے ؟ یعنی فرعون اور ثمود وغیرہ کی اتباع کی آئی تو ضرور ہوگی اور تم نے ان لوگوں کو سنائی بھی ہوگی مگر اس کا اثر نہیں بلکہ کافر لوگ انبیاء علیہم السلام کی تکذیب میں لگے ہوئے ہیں اور یہ نہیں سوچتے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے قرآن کی نسبت انکا خیال اساطیر الاولین وغیرہ غلط ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ قرآن بڑی عظمت اور بزرگی کی کتاب ہے جسکا لوح اصل ماخذ محفوظ ہے جو خدا کی صفت علم کا یا اسکی اول مخلوق کا نام ہے واللہ اعلم

ع۱ ۲۲ ۱۰

---

[1] قرآن مترجم مولوی مقبول احمد شیعہ میں اس لفظ کا ترجمہ یوں کیا ہے بڑے عرش کا مالک اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مترجم نے المجید کو عرش کی صفت سمجھا ہے حالانکہ المجید مرفوع ہے عرش کی صفت ہوتا تو مجرور ہوتا۔ نعوذ باللہ من ذل القلم

سورت طارق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ۝۱ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ۝۲ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ۝۳ اِنْ

قسم ہے آسمان کی اور قسم ہے طارق کی تجھے کس نے بتایا کہ طارق کیا ہے؟ وہ چمکنے والا ستارہ ہے ہر ایک

كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ۝۴ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۝۵ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ

نفس پر خدا تعالیٰ محافظ ہے انسان غور کرے کہ وہ کس چیز سے بنایا گیا ہے وہ اچھل کر نکلنے والے پانی

دَافِقٍ ۝۶ يَّخْرُجُ مِنْۢ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ۝۷ اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ ۝۸

سے پیدا ہوا ہے وہ سینے اور پسلیوں کے بیچ میں سے آتا ہے بے شک وہ اس کو دوبارہ زندگی دینے پر قادر ہے

يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ۝۹ فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ۝۱۰ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ۝۱۱

اس روز ہوگا جس روز تمام مخفی باتیں کھل جائیں گی پھر اس کو نہ قوت ہوگی نہ کوئی مددگار ہوگا قسم ہے گردش کرنے والے آسمان کی

وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ۝۱۲ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ۝۱۳ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ۝۱۴

اور پھٹنے والی زمین کی یہ طے شدہ بات ہے اور مخول نہیں

سورت طارق

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

قسم ہے اس نیلگوں آسمان کی اور قسم ہے رات کو آنے والے طارق کی اے انسان تجھے کسی نے بتایا کہ طارق کیا ہے ہم بتاتے ہیں وہ چمکنے والا ہے ہماری قسم کا جواب یہ ہے کہ ہر ایک نفس پر خدا تعالیٰ[1] محافظ ہے جو اس ہستی کو بحال رکھتا ہے۔ اگر خدا اپنی حفاظت اٹھالے تو کوئی دوسرا شخص حفاظت نہیں کر سکتا پس انسان کو بھی چاہئے کہ اس امر کا خیال رکھے ایسا نہ ہو کہ وقت پر ایسے تکلیف پہنچے خیال رکھنے کی صورت یہ ہے کہ انسان سب سے پہلے غور کرے کہ وہ کس چیز سے بنایا گیا ہے۔ اس امر کے سمجھنے میں اسے کچھ وقت ہو تو ہم اسے بتاتے ہیں کہ وہ اچھل کر نکلنے والے پانی منی کے نطفے سے پیدا ہوا جو اپنی پہلی صورت یعنی خون ہونے[2] کی حالت میں سینے اور پسلیوں کے بیچ میں سے خصیوں میں آتا ہے اپنی ہستی کی ابتدا جان کر وہ اس بات کو دل میں جمائے کہ بیشک وہ خدا اس کو دوبارہ زندگی دینے پر قادر ہے مگر یہ کام یعنی اس کا دوبارہ زندگی میں آنا اس روز ہوگا جس روز انسانوں کی تمام مخفی باتیں کھل جائیں گی اور سب کے سامنے آجائیں گی ایسی کہ وہ جان لیں گے واقعی ہم نے یہ کی ہیں پھر اس کو نہ اپنی قوت ہوگی نہ اس کا کوئی مددگار ہوگا بلکہ صرف اپنی جان ہوگی اور گناہوں کا انبار بس انسان کو چاہئیے کہ اس روز کا فکر دل میں رکھے سنو قسم ہے گردش کرنے والے آسمان کی اور پھٹنے والی زمین کی جو سبزیاں نکلتے وقت پھٹتی ہے۔ اس قسم سے ہمیں یہ بتانا مقصود ہے کہ یہ قرآن کا پیغام طے شدہ بات ہے۔ اور مخول یا دل لگی نہیں پس تم اسے قبول کرو

---

[1] یہ آیت واللہ علی کل شئی شهيد کے ہم معنی ہے۔

[2] منی کا ظرف خصیتین ہیں جہاں سے وہ نکل کر رحم عورت میں جاتی ہے آیت موصوفہ میں جو صلب اور ترائب سے نکلنے کا ذکر ہے یہ اس کی پہلی صورت دمویہ ہے نہ منویہ كذافي التفسير الكبير۔

إِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا ﴿١٥﴾ وَأَكِيدُ كَيْدًا ﴿١٦﴾ فَمَهِّلِ الْكَافِرِينَ أَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ﴿١٧﴾

یقینا یہ لوگ چالیں چلتے ہیں میں بھی مخفی حکم جاری کرتا ہوں پس تو ان کو نسبت دے اور کچھ عرصہ انہیں چھوڑ دے

سورت الاعلی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى ﴿١﴾ الَّذِي خَلَقَ فَسَوَّىٰ ﴿٢﴾ وَالَّذِي قَدَّرَ فَهَدَىٰ ﴿٣﴾

تو اپنے بہت بلند پروردگار کا نام پاکی سے یاد کیا کر جس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور ٹھیک ٹھیک پیدا کیا جس نے ہر چیز کو باندازہ بنایا پھر ہدایت کی

وَالَّذِي أَخْرَجَ الْمَرْعَىٰ ﴿٤﴾ فَجَعَلَهُ غُثَاءً أَحْوَىٰ ﴿٥﴾ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنسَىٰ ﴿٦﴾

جس نے چارہ پیدا کیا پھر اس کو خشک سیاہ کر دیا تجھے ہم پڑھائیں گے پھر تو اسے نہ بھولے گا

إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ ۚ إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفَىٰ ﴿٧﴾ وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرَىٰ ﴿٨﴾

لیکن جو خدا چاہے گا ہوگا بے شک مخفی اور ظاہر کو ہی جانتا ہے اور ہم تجھے آسانی کریں گے

ہم جانتے ہیں کہ یقیناً یہ لوگ اسے نہیں مانتے بلکہ تیری ایذارسانی میں مخفی مخفی چالیں چلتے ہیں میں خدا بھی ان کے جواب میں ان کی نظروں سے مخفی حکم جاری کرتا ہوں جس سے ان کی چالوں کا اثر مٹ جاتا ہے عنقریب ایسے حال میں پھنسیں گے کہ نکلنا مشکل ہو جائے گا پس اے رسول تو ان کو مہلت دے اور کچھ عرصہ انہیں چھوڑ دے عنقریب تو بھی دیکھ لیگا اور یہ بھی دیکھ لیں گے کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔

سورت الاعلی

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

اے نبی اے رسول تو ان بدگو لوگوں کی باتوں پر کان نہ لگایا کر بلکہ اپنے رب بہت بلند شان پروردگار کا نام پاکی سے یاد کیا کر یعنی یوں کہا کر سبحان ربی الاعلی یہ تیرا پروردگار وہ ہے جس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور ٹھیک ٹھیک پیدا کیا ایسا کہ اس سے اچھا ہونے کا خیال بھی نہیں آسکتا جس نے ہر چیز کو باندازہ بنایا پھر فطری ہدایت کی انسان کا بے سمجھ بچہ اور مرغی وغیرہ کا بے عقل بچہ اسی فطری ہدایت سے اپنی ضروریات پوری کرتا ہے جو چارپاؤں کے کھانے کو چارہ پیدا کرتا ہے پھر وقت مقرر پر اس کو خشک برنگ سیاہ کر دیتا ہے اے رسول اور اے سننے والے دلجمعی سے پروردگار کے نام کی تسبیح پڑھا کر ہم اس نیکی پر بہت سے انعام ۔ تجھ کو دیں گے مجملہ ایک انعام یہ ہوگا کہ ہم تجھے بہت سے علوم پڑھائیں گے خصوصاً قرآن کا درس بھی دیں گے پھر تو اسے نہ بھولے گا لیکن جو کچھ خدا چاہے گا بتقاضائے بشریت تو بھول جائے گا چاہے کاغذوں میں لکھا ہو مگر حافظہ سے نکل جائے گا کیونکہ علم غیب کلی خاصہ خداوندی ہے بیشک ظاہر اور مخفی کو وہی جانتا ہے اس لئے کسی بشر میں یہ وصف نہیں ہو سکتا ہم ایک اور انعام بھی تجھے دیں گے وہ یہ کہ مشکلات پیش آمدہ میں ہم (خدا) آسانی کریں گے یعنی تیرے کام میں جب کبھی مشکل پڑے گی ہم اسے آسان کر دیں گے کسی قسم کا ہم غم نہ رہنے دیں گے

فَذَكِّرْ إِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ﴿٩﴾ سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى ﴿١٠﴾ وَيَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى ﴿١١﴾

پس تم نصیحت کیا کر اگر نصیحت نافع ہوسکے جو شخص ڈرے گا وہ نصیحت پالے گا اور بدبخت اس سے ہٹا ہوگا

الَّذِي يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ﴿١٢﴾ ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ﴿١٣﴾ قَدْ

جو بڑی آگ میں داخل ہوگا پھر اس میں نہ مرے گا نہ زندہ رہے گا جو

أَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ﴿١٤﴾ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ﴿١٥﴾ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿١٦﴾

پاک صاف ہوکر اپنے رب کا نام یاد کرتا ہے اور نماز ادا کرتا ہے وہ مراد پا جائے گا مگر تم لوگ دنیا کی زندگی کو آخرت پر ترجیح دیتے ہو

وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّأَبْقٰى ﴿١٧﴾ إِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُوْلٰى ﴿١٨﴾ صُحُفِ إِبْرٰهِيْمَ

حالانکہ آخرت بہتر اور دائم رہنے والی ہے یہ مضمون پہلی کتابوں میں بھی درج ہے یعنی ابراہیم موسیٰ کے صحیفوں

وَمُوْسٰى ﴿١٩﴾

وغیرہ میں بھی

پس تو اپنے تبلیغی کام میں لگ کر نصیحت کیا کر اگر نصیحت نافع ہو سکے یعنی جب تک تیرے علم میں نصیحت کے نافع ہونے کا امکان ہو نصیحت کرتا رہ تو اس بات کا خیال نہ کر تیری نصیحت سے کچھ فائدہ ظاہر نہیں ہوا جو شخص برے اعمال کی پاداش سے ڈرے گا وہ نصیحت سے پالے گا اور بدبخت اس سے ہٹا رہے گا جو آخرکار بڑی آگ یعنی دوزخ میں داخل ہوگا۔ پھر اس میں جان نکلنے سے نہ مرے گا نہ آرام کی صورت میں زندہ رہے گا یہ تو ہے تیری نصیحت کا انجام جو دونوں فریقوں پر مختلف ہوگا ایک پر اچھا دوسرے پر برا دوسرے لفظوں میں سنو جو نصیحت پر عمل کر کے نفسانی آلائشوں سے پاک صاف ہو کر اپنے رب کا نام یاد کرتا ہے اور باقاعدہ وقت بوقت نماز ادا کرتا ہے وہ نجات کے ذریعہ مراد پا جائے گا اسی کو تیری نصیحت کا فائدہ ہوگا۔ اے منکر لوگو تم نصیحت قبول نہیں کرتے مگر تم لوگ دنیا کی زندگی کے فوائد کو آخرت پر ترجیح دیتے ہو[2] یعنی دنیاوی عیش و آرام کو پسند کرتے ہو۔ اور آخرت سے بے پرواہی برتتے ہو حالانکہ آخرت ہر چیز سے بہتر اور دائم رہنے والی ہے۔ جو لوگ آخرت کی کھیتی یہاں بوئیں گے وہاں کاٹیں گے یہ مضمون پہلی کتابوں میں بھی درج ہے یعنی حضرت ابراہیم موسیٰ اور عیسیٰ وغیرہ علیہم السلام کے صحیفوں میں بھی ہے بلکہ ہر زمانہ میں ہر ملک میں خدا کی طرف سے بندوں کو اس نصیحت سے مخاطب کیا گیا ہے۔

الھم اھدنا فیمن ھدیت

---

[1] اس آیت کی بنا پر بعض لوگوں کو وعظ و نصیحت کرنا چھوڑ دیتے ہیں کہتے ہیں نصیحت کے نفع دینے کی صورت میں نصیحت کرنے کا حکم ہے لیکن جہاں گمراہ لوگ اس حد تک بڑھ جائیں کہ کسی کی سنیں ہی نہیں تو پھر نصیحت کرنے کا حکم نہیں یہ ان کی غلطی ہے آیت موصوفہ میں (ان) ہے جب تک انسان کو کسی قطعی دلیل سے یہ معلوم نہ ہو جائے کہ فلاں شخص کو نصیحت نفع نہ دے گی (ان) کا عمل رہتا ہے اور قطعی (دلیل) تو وحی الٰہی ہے وحی کے بغیر ہر حال میں نصیحت کے مفید ہونے کا امکان باقی ہے پس معنی یہ ہے کہ جب تک تمہیں کسی قطعی دلیل سے یہ نہ معلوم ہو جائے کہ فلاں شخص کو نصیحت مفید نہ ہوگی۔ تم وعظ و نصیحت کرتے رہو اور قطعی دلیل چونکہ وحی الٰہی کا نام ہے جو تم کو حاصل نہیں نتیجہ یہ ہے کہ تم وعظ و نصیحت ہمیشہ کرتے رہو۔ مگر کرو اس طریق سے جو تم کو سکھایا ہے یعنی قل لعبادی یقولو التی ھی احسن بہت عمدہ نرم بات کیا کریں جس سے لڑائی فساد نہ ہو۔

[2] اس آیت کا مطلب اسی وقت خوب سمجھ میں آتا ہے جہاں دین اور دنیا کا مقابلہ ہوتا ہے جیسے کمیٹی یا کونسلوں کی ممبری جس میں جان توڑ کوشش کے علاوہ روپیہ اور وقت خرچ ہوتا ہے اور مکر فریب ہر طرح کے کئے جاتے ہیں کیوں؟ محض ایک دنیاوی عزت کے لئے جو اسی جیسی مثال میں صادق ہے بل تئوثرو ن الحیوۃ الدنیا فانااللہ

سورت غاشیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ﴿۱﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ﴿۲﴾ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ﴿۳﴾

اے رسول تجھے بڑی مصیبت والی گھڑی کی خبر پہنچی ہے؟ اس روز کئی لوگ رسوا ہوں گے کام کرتے کرتے تھکے ہوئے

تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ﴿۴﴾ تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ﴿۵﴾ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ

بھڑکتی آگ میں داخل ہوں گے ان کو کھولتے ہوئے چشمے سے پانی پلایا جائے گا کھانا ان کا سوائے تلخ تھوہر کے کچھ نہ

ضَرِيْعٍ ﴿۶﴾ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ﴿۷﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ﴿۸﴾ لِّسَعْيِهَا

ہوگا نہ وہ موٹا کرے گا نہ بھوک سے بچائے گا کئی اشخاص اس روز خوشحال پسندیدہ عیش میں ہوں گے اپنی کوشش پر

رَاضِيَةٌ ﴿۹﴾ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ﴿۱۰﴾ لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً ﴿۱۱﴾ فِيْهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ﴿۱۲﴾

راضی خوشی عالیشان باغات میں ہوں گے جن پر کسی قسم کی فضول بات نہ سنیں گے اس باغ میں چشمے جاری ہوں گے

فِيْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ ﴿۱۳﴾ وَّاَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ﴿۱۴﴾ وَّنَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ ﴿۱۵﴾

ان میں بڑے بلند تخت ہوں گے اور آبخورے چنے ہوں گے اور برابر لگے ہوئے تکیے ہوں گے

وَّزَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ ﴿۱۶﴾

اور بچھی ہوئی مسندیں

سورت غاشیہ

اے رسول تجھے بڑی مصیبت والی گھڑی کی بابت خبر پہنچی ہے؟ جس کا نام قیامت ہے تمہیں بتاتے ہیں اسی روز کئی لوگ ذلیل و رسوا ہوں گے۔ دنیا میں دنیاوی کام کرنے والے کرتے کرتے تھکے ہوئے آخرت سے غفلت اختیار کرنے کی وجہ سے بھڑکتی آگ میں داخل ہوں گے اس وقت وہ جانیں گے کہ ہم نے جو غفلت اختیار کی برا کیا اس غفلت اور عدم عملی کی وجہ سے ان کو کھولتے ہوئے چشمے سے پانی پلایا جائے گا وہ پانی ایسا تیز گرم ہوگا کہ پیتے ہی ان کی آنتیں[1] کاٹ دے گا یہ تو پانی ہوگا کھانا ان کا سوائے تلخ تھوہر کے کچھ نہ ہوگا۔ بھلا وہ اس کو کھائیں گے کیا مگر اندر کی سخت خواہش کی وجہ سے کچھ نہ کچھ ان کو نگلنا ہی پڑے گا مگر اس کے کھانے سے کیا ہوگا نہ وہ ان کے بدن کو موٹا کرے گا نہ بھوک سے بچائے گا بلکہ سچ تو یہ ہے کہ وہ ان سے کھایا بھی نہ جائے گا[2] ہاں کئی اشخاص اس روز اپنی نیک عملی کی وجہ سے خوشحال پسندیدہ عیش میں ہوں گے اپنی کوشش پر راضی خوشی عالیشان باغات میں ہوں گے جن میں کسی قسم کی فضول بات نہ سنیں گے اس باغ میں چشمے جاری ہوں گے جنتی جہاں چاہیں گے پانی لے جائیں گے اور سنئے ان میں بڑے بلند تخت بچھے ہوں گے جن پر وہ جنتی لوگ بیٹھیں گے اور آپس میں دوستانہ گفتگو کیا کریں گے اور وہاں ایک حوض کوثر ہوگا جس پر آب خورے چنے ہوں گے اور جنت کے مکانات میں برابر لگے ہوئے تکئے ہوں گے اور بچھی ہوئی مسندیں یہ سب نعمتیں اہل جنت کو ملیں گی مگر ان منکرین کو کیا ملے گا جو اس پر یقین ہی نہیں رکھتے

[1] سقوا ماء حمیما فقطع امعاء هم کی طرف اشارہ ہے۔

[2] لا یکادون کی طرف اشارہ ہے۔

اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ﴿۱۷﴾ وَاِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ

کیا انہوں نے اونٹ کو نہیں دیکھا وہ کیسا پیدا کیا گیا ہے اور آسمان کی طرف بھی نہیں دیکھا کیسا بلند کیا

رُفِعَتْ ﴿۱۸﴾ وَاِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ﴿۱۹﴾ وَاِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ

گیا ہی اور پہاڑوں کی طرف بھی نہیں دیکھا کہ وہ کیسے زمین پر گاڑے گئے ہیں اور زمین کو بھی انہوں نے نہیں دیکھا کیسی

سُطِحَتْ ﴿۲۰﴾ فَذَكِّرْ ۗ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ﴿۲۱﴾ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ﴿۲۲﴾

بچھائی گئی ہے پس تو ان کو نصیحت کیا کر کہ اس کے سوا نہیں کہ تو صرف نصیحت کرنے والا ہے تو ان پر داروغہ مقرر نہیں ہے

اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَكَفَرَ ﴿۲۳﴾ فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ الْاَكْبَرَ ﴿۲۴﴾ اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ ﴿۲۵﴾

ہاں جو کوئی منہ پھیرلے گا اور انکار کرے گا تو خدا اس کو بہت بڑا عذاب کرے گا یقیناً ہماری ہی طرف ان سب کا آنا ہے

ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ﴿۲۶﴾

پھر ان سے حساب لینا بھی ہمارا کام ہے

کیا یہ لوگ انکار ہی پر مصر رہیں گے اور یہی کہتے جائیں گے کہ ایسا ہونا مشکل بلکہ محال ہے کیا انہوں نے خدا کی مخلوقات کو نہیں دیکھا کیا انہوں نے اپنے ارد گرد بڑے جانور اونٹ کو نہیں دیکھا وہ کیسا پیدا کیا گیا ہے کیسی اس کی گردن کیسی اس کی ٹانگیں کیسا اسکا جسم عرب کے ریگستان کے لئے کیسا نامناسب اور آسمان کی طرف بھی نہیں دیکھا کیسا بلند کیا گیا ہے آج اس کی بلندی کروڑہا میل تک سمجھی گئی ہے۔اور پہاڑوں کی طرف بھی نہیں دیکھا کہ وہ کیسے زمین پر گاڑے گئے ہیں اور زمین کو بھی انہوں نے نہیں دیکھا کیسی بچھائی گئی ہے۔اونٹ ایک جاندار چیز ہے جس کی تعریف میں عرب کے شاعر لطب اللسان ہیں آسمان کی شکل وصورت بھی بے حد بے عد ہے پہاڑ کیسی بے مثل مخلوق ہے زمین تو سب چیزوں کا مخزن ہے تمہارا رہنا سہنا اس پر زندگی میں اور تمہارا اس میں مر کر سمانا کیا ایسی بڑی بڑی مخلوق بنانے والا خدا تم جیسی چھوٹی چیز انسان کو دوبار پیدا نہ کر سکے گا ضرور کرے گا پس اے رسول تو ان کو واقعات سنا سنا کر نصیحت کیا کہ اس کے سوا نہیں کہ تو صرف نصیحت کرنے والا ہے۔اور بس صرف کہہ دینے سے تو فرض منصبی سے فارغ ہو جائے گا کیونکہ تو ان پر داروغہ مقرر نہیں ہے کہ ان کے قبول نہ کرنے پر تجھے سوال ہو جیسے ماتحتوں کی غفلت پر افسر کو سوال ہوتا ہے ہاں بات یہ ہے کہ جو کوئی تیری بتائی ہوئی حقانی تعلیم سے منہ پھیرے گا اور انکار کرے گا تو خدا اس کو بہت بڑا عذاب کرے گا مگر یہ کام ہمارا ہے تیرا نہیں اس واسطے ہم اعلان کرتے ہیں کہ یقیناً ہماری ہی طرف ان سب کا آنا ہے پھر ان سے حساب لینا بھی ہمارا کام ہے پس تو اے رسول تبلیغ کر کے بے فکر رہ تجھے کسی کی بازپرس نہیں

سورت فجر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان بڑا رحم والا ہے

وَالۡفَجۡرِ ﴿۱﴾ وَلَیَالٍ عَشۡرٍ ﴿۲﴾ وَّالشَّفۡعِ وَالۡوَتۡرِ ﴿۳﴾ وَالَّیۡلِ اِذَا یَسۡرِ ﴿۴﴾ هَلۡ

قسم ہے فجر کی اور قسم ہے دس راتوں کی اور قسم ہے ہر جفت چیز کی اور قسم ہے ہر طاق چیز کی اور قسم ہے رات کی جب چلتی ہے ضرور

فِیۡ ذٰلِکَ قَسَمٌ لِّذِیۡ حِجۡرٍ ﴿۵﴾ اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِعَادٍ ﴿۶﴾ اِرَمَ ذَاتِ

اس قسم میں عقلمندوں کے لئے اعتبار ہی کیا تم نے کبھی فکر نہیں کیا تمہارے پروردگار نے اس بڑی طاقتور ارم کی قوم عاد کے

الۡعِمَادِ ﴿۷﴾ الَّتِیۡ لَمۡ یُخۡلَقۡ مِثۡلُهَا فِی الۡبِلَادِ ﴿۸﴾ وَثَمُوۡدَ الَّذِیۡنَ جَابُوا

ساتھ کیسا برتاؤ کیا ان جیسی زوردار کوئی قوم دنیا میں پیدا نہیں ہوئی اور قوم ثمود کو بھی تباہ کردیا جنہوں نے پہاڑ کھود کر

الصَّخۡرَ بِالۡوَادِ ﴿۹﴾ وَفِرۡعَوۡنَ ذِی الۡاَوۡتَادِ ﴿۱۰﴾ الَّذِیۡنَ طَغَوۡا فِی الۡبِلَادِ ﴿۱۱﴾

گھر بنائے تھے اور بڑی قوت والے فرعون کو ہلاک کردیا انہوں نے الملک میں سرکشی کی تھی

فَاَکۡثَرُوۡا فِیۡهَا الۡفَسَادَ ﴿۱۲﴾

یعنی ان میں بڑا فساد پھیلایا تھا

سورت فجر

سنو جی ایک روز تمہارے نیک و بد اعمال کی جزا سزا کے لئے مقرر ہے جو منکر ہیں ان کا ہم حلفیہ سناتے ہیں کہ قسم ہے فجر کی اور قسم ہے دس راتوں کی جو ماہ ذی الحجہ کی عرب میں مشہور ہیں اور قسم ہے ہر جفت[1] چیز کی اور قسم ہے ہر طاق[2] چیز کی اور قسم ہے رات کی جب چلتی ہے جس بات کا تم کو وعدہ دیا جاتا ہے بیشک ہو کر رہے گا ضرور اس قسم میں عقلمند انسان کے لئے اعتبار ہے یا ہونا چاہیئے تم مشرکین عرب جو قیامت کے منکر ہو کیا تم نے کبھی فکر نہیں کیا کہ تمہارے پروردگار نے اس بڑی طاقتور ارم[3] قوم عاد کے ساتھ کیا برتاؤ کیا سب کو ایسا تباہ کیا کہ آج ان کا نام لیوا یا شناسا بھی نہیں رہا اور ان جیسی زور آور کوئی قوم دنیا میں پیدا نہیں ہوئی بڑے شاہ زور تھے مگر جب خدائی عذاب نازل ہوئی تو سب فنا ہو گئے اور عاد کے ساتھ ہی قوم ثمود کو بھی تباہ کر دیا جنہوں نے جنگلوں میں پہاڑ کھود کھود کر گھر بنائے تھے اور اسی انکار کی وجہ سے سے بڑی قسمت والے فرعون کو ہلاک کر دیا یہ سب لوگ ایسے تھے کہ انہوں نے ملک میں سرکشی کی تھی یعنی ان بلاد میں بڑا افساد پھیلایا تھا شرک و کفر کیا یہاں تک کہ خدائی کے مدعی بنے

---

[1] شیعہ کی ایک روایت میں ہے شفع سے مراد امام حسین ہیں اور وتر سے علی یا للعجب حضرت فاطمہ کا ذکر ہی نہیں

[2] اس قسم کی قسمیں کھانے کا عرب میں عام دستور تھا۔ قیس مجنون کا شعر ہے

الا زعمت لیلی انی لا احبها بلی ولیال العشر والشفع والوتر

یعنی لیلیٰ کہتی ہے مجھے اس سے محبت نہیں قسم ہے عشرہ کی راتوں کی قسم ہے جوڑے اور طاق کی

قرآن مجید چونکہ محاورہ عرب میں نازل ہوا ہے۔ اس لئے اس قسم کی قسموں کا اس میں ذکر آتا ہے۔

[3] ارم کی بابت کئی اقوال ہیں میں نے یہ اختیار کیا ہے کہ ارم عاد قوم کا مورث اعلیٰ تھا پس ارم حاصل کا بدل ہے یہ نام اسی طرح ہے جیسے قریش جو مورث اعلیٰ کا نام ہے مگر قوم پر بولا جاتا ہے۔ انما توعدون لصادق کی طرف اشارہ ہے

فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ﴿۱۳﴾ إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ﴿۱۴﴾ فَأَمَّا

پس تمہارے پروردگار نے ان پر عذاب کا کوڑا مارا تمہارا پروردگار بے شک گھات میں ہے جب

الْإِنسَانُ إِذَا مَا ابْتَلَاهُ رَبُّهُ فَأَكْرَمَهُ وَنَعَّمَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَكْرَمَنِ ﴿۱۵﴾

انسان کو اس کا پروردگار کسی دھندے میں پھنسا کر انعام کرتا ہے تو کہتا ہے میرے پروردگار نے مجھ پر مہربانی فرمائی ہے

وَأَمَّا إِذَا مَا ابْتَلَاهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَهَانَنِ ﴿۱۶﴾ كَلَّا

اور جب کسی اور دھندے میں پھنسا کر اس پر رزق تنگ کردیتا ہے تو کہتا ہے میرے رب نے مجھے ذلیل کیا ہے ہرگز نہیں

بَل لَّا تُكْرِمُونَ الْيَتِيمَ ﴿۱۷﴾ وَلَا تَحَاضُّونَ عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ ﴿۱۸﴾ وَ

بلکہ تم لوگ یتیم کی عزت نہیں کرتے اور مسکینوں کو کھانا کھلانے کی ترغیب بھی نہیں دیتے اور

تَأْكُلُونَ التُّرَاثَ أَكْلًا لَّمًّا ﴿۱۹﴾

مردوں کا ترکہ کھا جاتے ہو

پس تمہارے پروردگار نے ان پر عذاب کا ایسا کوڑا مارا کہ نام ونشان ان کا نہ چھوڑا۔ مغرور لوگ جانتے ہیں کہ ہم جو کچھ کرتے ہیں خدا اس پر مطلع نہیں یا مطلع ہے مگر پکڑتا نہیں تو لائق مواخذہ نہیں اس لئے تم بلند آواز سے کہدو کہ تمہارا پروردگار تمہارے نیک وبد پر مطلع ہے اور جلدی نہیں پکڑتا بیشک وہ بدکاروں کی گویا گھات میں ہے۔ جب پکڑے گا اچانک پکڑے گا مگر الٹی عقل والا انسان اس ڈھیل سے الٹا نتیجہ نکالتا ہے جب ایسے انسان کو اس کا پروردگار کسی دھندے میں پھنسا کر انعام کرتا ہے مثلاً خانہ داری کے جھمیلے میں پھنس کر صاحب اولاد ہو جاتا ہے یا تجارت میں مشغول ہو کر مالدار ہو جاتا ہے تو کہتا ہے میرے پروردگار نے مجھ پر مہربانی فرمائی ہے یہاں تک تو ٹھیک کہتا ہے اور جب کسی اور دھندے میں پھنسا کر اس پر رزق تنگ کر دیتا ہے یا مال اور اولاد دی ہوئی چھین لیتا ہے تو بجائے اپنی غلطی کا اعتراف کرنے اور خدا کی طرف رجوع کرنے کے کہتا ہے میرے رب نے مجھے بے وجہ ذلیل کیا ہے ہرگز بے وجہ نہیں بلکہ اس کا سبب ایک نہیں کئی ایک ہیں منجملہ یہ کہ تم لوگ دولت اور زور کے گھمنڈ میں جتنا تم سے ہو سکتا ہے تکبر کرتے ہو پہلا تکبر تمہارا یہ ہے کہ تم لوگ یتیم کی دل سے عزت نہیں کرتے۔ یعنی اس کو قابل رحم نہیں جانتے اور ذلیل وخوار جانتے ہو یہ کام اللہ کے نزدیک تمہاری نعمت کے زوال کا سبب ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ غریبوں مسکینوں کو کھانا نہیں کھلاتے ہو۔ اپنے پاس سے اور دوسرے لوگوں کو کھلانے کی ترغیب بھی نہیں دیتے ہو کسی کو خود کھلانے کی توفیق نہ ہو دوسروں کی ترغیب دینے میں کیا لگتا ہے مگر تم لوگ ایسے کچھ ڈبل بخیل ہو کہ نہ از خود کسی کو فائدہ پہنچاتے ہو بلکہ دوسروں پر ظلم کرتے ہو اور مردوں کا ترکہ سارا سمولچہ کھا جاتے ہو۔ بہنیں ہو تو ان کو نہیں دیتے لڑکیاں ہوں تو ان کو نہیں دیتے یتیموں کا مال قبضے میں آئے تو اسے کھا جاتے ہو کیونکہ تم لوگ طبعاً بخیل ہو۔

---

[1] ھل تری لھم من باقیہ کی طرف اشارہ ہے

وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ﴿۲۰﴾ كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ﴿۲۱﴾

اور مال کی محبت تم لوگوں کو بہت زیادہ ہے ایسا ہرگز نہ چاہئے جب زمین اپنی موجودہ شکل میں بالکل توڑ دی جائے گی

وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴿۲۲﴾ وَجِايْٓءَ يَوْمَئِذٍۭ بِجَهَنَّمَ ۙ يَوْمَئِذٍ

تمہارے پروردگار کا حکم فیصلہ کا آپہنچے گا اور فرشتے صفیں باندھ کر آموجود ہوں گے اور جہنم لاموجود کی جاوے گی اس روز

يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ﴿۲۳﴾ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ

انسان نصیحت پاجائے گا مگر اس کو نصیحت کا فائدہ کہاں ہوگا کہے گا کاش میں نے اپنی اس زندگی کے لئے کچھ

لِحَيَاتِيْ ﴿۲۴﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ ﴿۲۵﴾ وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ اَحَدٌ ﴿۲۶﴾

بھیجا ہوتا پس اس روز نہ تو کوئی خدا جیسا عذاب کرے گا نہ اس جیسی کوئی قید کرے گا

يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿۲۷﴾ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿۲۸﴾ فَادْخُلِيْ

اے تسلی پانے والے نفس اپنے رب کی طرف چل تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی پس

فِيْ عِبٰدِيْ ﴿۲۹﴾ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ﴿۳۰﴾

میرے بندوں میں داخل ہوجا اور میری جنت میں داخل ہوجا

اور مال کی محبت تم لوگوں کو بہت زیادہ ہے اتنی کہ اس محبت میں اندھے ہو کر اپنے پرائے میں تمیز نہیں کرتے تم کو ایسا ہرگز نہ کرنا چاہئے اس بدعملی کا بدلہ تم لوگوں کو اس وقت ملے گا جب زمین اپنی موجودہ شکل میں بالکل توڑ دی جائے گی پہاڑوں کو اٹھا کر پانی میں ڈال کر چٹیل میدان کر دیا جائیگا اور تمہارے پروردگار کا حکم آپہنچے گا صفیں باندھ کر میدان محشر میں موجود ہوں گے حکم کے منتظر تعمیل کرنے پر مستعد اور ادھر بدکاروں کو ڈرانے کیلئے جہنم لاموجود کی جاویگی اس روز بد سے انسان بھی ٹھیک ٹھیک نصیحت پاجائے گا مگر اس کو اس نصیحت کا فائدہ کہاں ہوگا جب حالت مایوسی کی دیکھے گا تو کہے گا کاش میں نے اپنی اس زندگی کے لئے کچھ بھیجا ہوتا جو آج میرے کام آتا پس اسی روز نہ تو کوئی خدا جیسا عذاب کرے گا نہ اس جیسی کوئی قید کرے گا یعنی اللہ کی گرفت بڑی سخت ہے اور بڑی سخت ہوگی پس اسی سے تم سوچ لو جو کام تمہیں اس زندگی میں مفید ہو وہ اختیار کرو اصل کام یہ ہے کہ تم دل کو خدا کے ساتھ اسطرح لگاؤ کہ ہر رنج وراحت کو خدا کی طرف سے بلکہ اس کے حکم سے سمجھ کر اس پر تسلی پاؤ راحت میں غرور تکبر نہ کرو رنج میں گھبراہٹ نہ کرو تاکہ موت کے وقت تم کو کہا جائے اے خدا کے ماتحت تسلی پانے والے نفس اپنے رب کی طرف خوشی بخوشی چل ایسا کہ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی پس اس رضا کے ساتھ میرے نیک بندوں میں (جن کی اقسام انبیاء اولیاء صدقاء وغیرہ ہیں) داخل ہوجا یعنی[2] میری جنت میں جو مطمئنین کے لئے آرام گاہ ہے داخل ہوجا اور ہمیشہ آرام پا۔ اللھم اجعلنا منھم

---

[1] قیدھا قاعا صفصفا کی طرف اشارہ ہے

[2] اشارہ ہے کہ وادخلی جنتی کی واد تفسیری ہے

سورت البلد

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

لَاۤ اُقۡسِمُ بِهٰذَا الۡبَلَدِ ۙ﴿۱﴾ وَاَنۡتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الۡبَلَدِ ۙ﴿۲﴾ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۙ﴿۳﴾

مجھے اس شہر کی قسم ہے جب تو اس شہر میں اترے گا اور قسم ہے والد کی اور قسم ہے اس کے مولود کی

لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِىۡ كَبَدٍؕ ﴿۴﴾ اَيَحۡسَبُ اَنۡ لَّنۡ يَّقۡدِرَ عَلَيۡهِ

بے شک ہم نے انسان کو تکلیف میں پیدا کیا ہے کیا گمان کرتا ہے کہ اس پر کوئی قابو نہ پائے

اَحَدٌ ۘ﴿۵﴾ يَقُوۡلُ اَهۡلَكۡتُ مَالًا لُّبَدًا ؕ﴿۶﴾ اَيَحۡسَبُ اَنۡ لَّمۡ يَرَهٗۤ اَحَدٌ ؕ﴿۷﴾ اَلَمۡ

گا کہتا ہے میں نے بہت مال خرچ کیا کیا وہ خیال کرتا ہے کہ اس کو کسی نے نہیں دیکھا کیا ہم نے

نَجۡعَلۡ لَّهٗ عَيۡنَيۡنِۙ ﴿۸﴾ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيۡنِۙ ﴿۹﴾ وَهَدَيۡنٰهُ النَّجۡدَيۡنِۚ ﴿۱۰﴾

اس کے لئے دو آنکھیں نہیں بنائیں اور زبان اور دو ہونٹ نہیں بنائے اور اس کو دونوں راستے سمجھادئے

فَلَا اقۡتَحَمَ الۡعَقَبَةَ ۖ﴿۱۱﴾ وَمَاۤ اَدۡرٰٮكَ مَا الۡعَقَبَةُ ؕ﴿۱۲﴾ فَكُّ رَقَبَةٍ ۙ﴿۱۳﴾ اَوۡ اِطۡعٰمٌ

پھر وہ اپنی گھاٹی سے نہیں گزرا تمہیں کیا معلوم کہ وہ گھاٹی کیا ہے غلاموں کی گردن آزاد کرنا اور تکلیف کے زمانہ

فِىۡ يَوۡمٍ ذِىۡ مَسۡغَبَةٍ ۙ﴿۱۴﴾ يَّتِيۡمًا ذَا مَقۡرَبَةٍ ۙ﴿۱۵﴾

میں قرابت داروں یتیموں کو اور خاک نشین

سورت البلد

دیکھو جی میں جو کہتا ہوں بالکل سچ جانو مجھے اس تمہارے معزز محترم شہر مکہ کی قسم ہے جب تو اے نبی فتح مکہ یا حجتہ الوداع کے روز اسی شہر میں اترے[1] گا اور قسم ہے والد آدم کی اور قسم ہے اس کے مولود کی بیشک ہم نے انسان کو تکلیف میں پیدا کیا پیدا ہونے کے وقت تکلیف اس کی زندگی میں تکلیف اس کے تجرد میں تکلیف اس کے تاہل میں تکلیف اس کی عیالداری میں تکلیف سردی میں تکلیف گرمی میں تکلیف غرض ہر طرح سے تکلیفات میں گھرا ہوا ہے کیا انسان اس پر بھی گمان کرتا ہے کہ اس پر کوئی قابو نہ پائے گا بطور فخر کہتا ہے۔ میں نے بہت مال کمایا اور بہت خرچ کیا کیا وہ خیال کرتا ہے کہ اس کو خرچ کرتے یا کوئی عمل کرتے ہوئے کسی نے دیکھا نہیں یہاں تک کہ ہم (خدا) نے بھی نہیں دیکھا۔ کیا ہم نے اس کی جسمانی ضرورت کو پورا کرنے کو سب سے پہلے دیکھنے کو اس کے لئے دو آنکھیں نہیں بنائیں اور بولنے کو زبان چبانے کو دانت اور دانتوں پر پردہ رکھنے کو دو ہونٹ نہیں بنائے۔ اس سے کسی کو انکار نہیں کہ بیشک بنائے اور سنو اس کو نیک بد کام کے دونوں راستے سمجھادئیے پھر وہ اپنی گھاٹی سے نہیں گزرا یعنی اس نالائق انسان نے اپنے فرائض ادا نہیں کئے میاں تمہیں کیا معلوم کہ وہ اس کے فرائض کی گھاٹی کیا ہے۔ غور سے وہ یہ ہے توفیق ہو تو غلاموں کی گردن خرید کر غلامی سے آزاد کرنا اور تکلیف کے زمانہ میں ننگے بھوکوں کی دستگیری کرنا قرابت دار یتیموں کو مثلاً بھائی بہن کے یتیم بچوں کو پرورش کرنا

[1] مکہ میں رہنے کی حالت میں فتح مکہ کی پیشگوئی ہے

أَوْ مِسْكِينًا ذَا مَتْرَبَةٍ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا

مسکینوں کو کھانا کھلانے اور اللہ پر ایمان رکھنے والوں ایک دوسرے کی صبر کی نصیحت کرنے والوں اور مہربانی کی ہدایت

بِالْمَرْحَمَةِ ﴿۱۷﴾ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ ﴿۱۸﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا هُمْ

کرنے والوں میں ہونا یہی لوگ بابرکت ہیں اور جو لوگ ہماری آیتوں سے منکر ہیں وہی

أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ ﴿۱۹﴾ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُؤْصَدَةٌ ﴿۲۰﴾

لوگ منحوس ہیں ان پر آگ تہہ بہ تہہ ہوگی

سورت شمس

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا ﴿۱﴾ وَالْقَمَرِ إِذَا تَلَاهَا ﴿۲﴾ وَالنَّهَارِ إِذَا جَلَّاهَا ﴿۳﴾ وَاللَّيْلِ إِذَا

قسم ہے سورج کی اور اس کی روشنی کی اور قسم ہے قمر کی جب وہ اس کے پیچھے آتا ہے قسم ہے دن کی جب وہ اسے سے روشنی لیتا ہے اور قسم ہے رات کی جب وہ

يَغْشَاهَا ﴿۴﴾ وَالسَّمَاءِ وَمَا بَنَاهَا ﴿۵﴾ وَالْأَرْضِ وَمَا طَحَاهَا ﴿۶﴾ وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا ﴿۷﴾

سورج کو ڈھانپ لیتی ہے اور قسم ہے آسمان کی اور جس نے اس کو بنایا ہے اور قسم ہے زمین کی اور جس نے اسے پھیلادیا ہیاور قسم ہے ہر نفس کی اور جس نے اسے ٹھیک کیا

اور خاک نشین مسکینوں کو کھانا کھلانا ایسا کرنے سے انسان اپنے فرائض کا کچھ حصہ ادا کرتا ہے مگرابھی اور بھی بہت کچھ باقی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ پر خالص ایمان رکھنے والوں اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کرنے والوں اور مہربانی کی ہدایت کرنے والوں میں ہونا یعنی جو کوئی فقراء اور غربا کو کھانا کھلائے اس کو ان کاموں کا اجر اسی صورت میں ملے گا جس صورت میں وہ ایماندار ہوگا اسلیئے ہم اعلان کرتے ہیں کہ یہی لوگ اپنے حق میں بابرکت ہیں اور جو لوگ ہماری آیتوں سے منکر ہیں وہ آیات قرآنی ہوں یا ارضی اور سمائی ان سے انکار کرتے ہیں۔ وہی لوگ اپنے حق میں منحوس ہیں اپنی نحوست کا پھل خدا کے ہاں پائیں گے۔ جہنم میں داخل ہوں گے۔ اس حال میں کہ ان پر آگ تہہ بتہہ ہوگی جس میں جلتے رہیں گے۔ **اللهم لا تجعلنا منهم**

سورت الشمس

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

سنو جی ایک ہی بات ہے جس پر دین اور مذہب کی بنیاد ہے بلکہ وہی دین ہے اور وہی مذہب ہے۔ وہ کیا ہے نفس کو برائی آلائشوں سے پاک کرنا چونکہ تم لوگ منکر ہو کاہے کو مانو گے ہم حلفیہ کہتے ہیں قسم ہے سورج کی اور اس کی روشنی کی اور قسم ہے قمر کی جب وہ اس کے پیچھے آتا ہے۔ قسم ہے دن کی جب وہ اس سورج سے لیتا ہے اور قسم ہے سیاہ رات کی جب وہ سورج کی روشنی کو ڈھانپ یعنی اس کی سیاہی پھیل جاتی ہے۔ اور قسم ہے آسمان کی اور جس پاک خدا نے اس کو بنایا ہے اور قسم ہے زمین کی اور جس نے اسے پھیلایا ہے اور قسم ہے ہر نفس کی اور جس نے اسے ٹھیک کیا

فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا ﴿٨﴾ قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّاهَا ﴿٩﴾ وَقَدْ خَابَ مَن دَسَّاهَا ﴿١٠﴾

پھر اس کو برائی اور بھلائی کی سوجھ دی جو کوئی نفس کو پاک کرے وہ یقیناً کامیاب ہوگا اور جو اس کو گاڑ دے گا نامراد رہے گا

كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِطَغْوَاهَا ﴿١١﴾ إِذِ انبَعَثَ أَشْقَاهَا ﴿١٢﴾ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ نَاقَةَ

ثمودیوں نے اپنی سرکشی کی وجہ سے جھٹلایا جب ان میں ایک بڑا شریر النفس کھڑا ہوا ان کو رسول اللہ نے کہا اللہ کی اونٹنی

اللَّهِ وَسُقْيَاهَا ﴿١٣﴾ فَكَذَّبُوهُ فَعَقَرُوهَا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُم بِذَنبِهِمْ فَسَوَّاهَا ﴿١٤﴾

اور اللہ اس کا حصہ چھوڑ دو انہوں نے اس کو جھٹلایا اور اس کی کونچیں کاٹ دیں پاس ان کے پروردگار نے ان کے گناہوں کے سبب سے ان کو تباہ کر دیا ایسا کہ سب کا

وَلَا يَخَافُ عُقْبَاهَا ﴿١٥﴾

صفایا کر دیا اور ان کے بدلہ سے ڈرتا تھا

پھر اس کو برائی اور بھلائی کی سوجھ دی یعنی ہمیں اپنی ذات کی قسم ہے ہم ٹھیک کہتے ہیں کہ جو کوئی نفس کو برائیوں اور بری آلائشوں سے پاک کرے وہ یقیناً خدا کے پاس اپنے مقصد نجات میں کامیاب ہوگا اور جو اس نفس کو برائیوں میں گاڑ دے گا وہ نامراد رہے گا یہی وہ تعلیم ہے جو حضرات انبیاء کرام دینے آئے چنانچہ قوم ثمود (جو بہت پرانی قوم ہے اس) کی طرف ہم نے حضرت صالح کو رسول کر کے بھیجا جب انہوں نے ان کو وعظ و نصیحت کی تو ثمودیوں نے اپنی سرکشی کی وجہ سے اسے جھٹلایا کہنے لگے ہم تیری نہیں سنیں گے کیونکہ تو جھوٹا ہے۔ اس کافر قوم کا صالح پیغمبر علیہ السلام سے دیر تک جھگڑا رہا یہاں تک بلکہ ان کی ہلاکت کا سامان مہیا ہو گیا جب ان میں ایک بڑا شریر النفس (قیدار) کھڑا ہوا اور اس نے اعجازی اونٹنی تکلیف سے مار دیا جس کی تفصیل یہ ہے کہ ثمود قوم نے خود ہی اعجازی اونٹنی مانگی جب وہ نبی کی دعا سے پیدا ہوئی تو وہ لوگ اس کی ایذا رسانی کے درپے ہوئے پس ان کو صالح رسول اللہ نے نہایت نرمی سے کہا کہ اللہ کی پیدا کی ہوئی اونٹنی اور اس کا پینے کا پانی چھوڑ دو مگر وہ باز نہ آئے کیونکہ پانی کی تقسیم تھی ایک دن اس اکیلی اونٹنی کا دوسرا دن ساری اونٹنیوں کا تھا۔ پس انہوں نے اس صالح نبی کو جھٹلایا اور اس اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں۔ پس پھر کیا تھا ان کے پروردگار یعنی خدا نے عز و جل نے ان کے گناہوں کے سبب سے ان کو تباہ کر دیا ایسا تباہ کیا کہ سب کا صفایا کر دیا[1] اور ان کے بدلہ لینے سے ڈرتا نہ تھا یعنی جس طرح دنیا میں کوئی بادشاہ کسی دشمن کو مغلوب کر کے زیادہ ستانا نہیں چاہتا اس خیال سے کہ کبھی اس کو مجھ پر غلبہ ہو جائے تو اس سے زیادہ مجھے تکلیف نہ دے یا اس کا کوئی حمائتی مجھ پر ٹوٹ پڑے یہ خوف خدا کو ان سے نہ تھا کیونکہ کسی مخلوق کا خالق پر غالب آ جانا محالات سے ہے۔ امنا باللہ وعزتہ وجلالہ

---

[1] انسان کا نفس مثل ہونے کے ہے جو کان سے خاک آلودہ نکلتا ہے بعد نکالنے کے اسے صاف کرتے ہیں تو قیمت پاتا ہے اسی طرح انسانی نفس فطر تا شرارت آمیز ہے اسی لئے ملائکہ نے کہا تھا۔ اتجعل فیھا من یفسد فیھا اس لئے ضرورت ہے کہ نجات کا متلاشی نفس کو شرارت کی آمیزش سے پاک کرے وہ شرارت کیا ہے منعم کی ناشکری ہم جنس سے حسد۔ نچلے لوگوں پر غرور کینہ عداوت سے سے بڑی بات خدا سے بے نیازی جو شخص نفس کو ان فطری الائشوں سے مثل سونے کے پاک کر دے وہ مثل ہونے کے قیمت پائے گا جس کا نام نجات ہے اور جو ان آلائشوں میں گزارا ہے وہ خاک آلود سونے کی طرح قدر و قیمت سے بے نصیب رہے گا یہی معنی ہیں قد افلح من زکھا وقد خاب من دسھا. اللھم اجعلنا منھم من المفلحین

[2] لها شرب ولکم شرب یوم معلوم کی طرف اشارہ ہے [3] فذروھا تاکل فی ارض اللہ کی طرف اشارہ ہے

[4] ھل تری لھم من باقیتہ کی طرف اشارہ ہے

سورت الیل

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالَّیۡلِ اِذَا یَغۡشٰی ﴿۱﴾ وَ النَّہَارِ اِذَا تَجَلّٰی ﴿۲﴾ وَ مَا خَلَقَ الذَّکَرَ وَ الۡاُنۡثٰۤی ﴿۳﴾

قسم ہے رات کی جب چھا جاتی ہے اور قسم ہے دن کی جب روشن ہوتا ہے اور قسم ہے جس نے نر اور مادہ پیدا کئے

اِنَّ سَعۡیَکُمۡ لَشَتّٰی ﴿۴﴾ فَاَمَّا مَنۡ اَعۡطٰی وَ اتَّقٰی ﴿۵﴾ وَ صَدَّقَ بِالۡحُسۡنٰی ﴿۶﴾ فَسَنُیَسِّرُہٗ

بے شک تمہاری کوشش مختلف ہے جو کوئی اللہ کے نام پر دیتا ہے اور پرہیزگاری کرتا ہے اور ہر ایک اچھی بات کی تصدیق کرتا ہے ہم اس کی مشکلات میں

لِلۡیُسۡرٰی ﴿۷﴾ وَ اَمَّا مَنۡۢ بَخِلَ وَ اسۡتَغۡنٰی ﴿۸﴾ وَ کَذَّبَ بِالۡحُسۡنٰی ﴿۹﴾ فَسَنُیَسِّرُہٗ

آسانی کریں گے اور جو کوئی بخل کرے اور اپنے آپ کو بے نیاز جانے اور سچی تعلیم نہ مانے تو ہم اس کو مشکلات میں

لِلۡعُسۡرٰی ﴿۱۰﴾ وَ مَا یُغۡنِیۡ عَنۡہُ مَالُہٗۤ اِذَا تَرَدّٰی ﴿۱۱﴾ اِنَّ عَلَیۡنَا لَلۡہُدٰی ﴿۱۲﴾ وَ اِنَّ

پھنسائیں گے اور وہ جب مرے گا تو اسے اس کا مال کچھ کام نہ آئے گا ہدایت پہنچانا ہمارے ذمہ ہے دنیا کی ابتدا اور

لَنَا لَلۡاٰخِرَۃَ وَ الۡاُوۡلٰی ﴿۱۳﴾

انتہا ہمارے قبضہ میں ہے

سورت الیل

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اے عرب لوگو ممالک دنیا میں تم ایک کونہ میں رہتے ہو اس لئے تمہیں معلوم نہیں کہ دنیا میں کیا کیا نشیب و فراز ہیں دیکھو جیسا کہ لیل و نہار کا انقلاب ہے ویسے ہی نور اور ظلمت کا انقلاب ہوتا رہتا ہے۔ ہم تم کو حلفیہ کہتے ہیں قسم ہے رات کی جب وہ سب روشن چیزوں پر چھا جاتی ہے۔ اور قسم ہے دن کی جب سورج کی روشنی سے روشن ہوتا ہے اور قسم ہے ہمیں اپنی ذات کی جس نے نر اور مادہ پیدا کئے جواب قسم یہ ہے کہ بیشک تمہاری کوشش مختلف ہے کوئی بت پرست ہے تو کوئی خدا پرست کوئی صالح ہے تو کوئی طالع اس سے تمہیں خیال ہوتا ہے کہ ان سب کا انجام ایک ہوگا ہرگز نہیں بلکہ اصلی بات یہ ہے کہ جو کوئی اللہ کے نام پر دیتا ہے اور پرہیزگاری کرتا ہے اور ہر ایک اچھی بات کی تصدیق کرتا ہے چاہے وہ کسی کے منہ سے نکلی ہوئی ہو مختصر یہ ہے کہ جو شخص شیخ سعدی کے اس شعر پر کاربند ہے۔ مرد بائد کہ گیرد اندر گوش ورنہ بنشتست پند بر دیوار

ہم اس کی مشکلات دنیا میں بھی آسان کر دیتے ہیں اور بعد موت بھی ہم ان کو آسانی کریں گے اور جو کوئی بخل کرتا ہے۔ یعنی باوجود وسعت کے نیک کام میں خرچ نہ کرے اور باوجود نہ کرنے کے اپنے آپ کو غنی اور خدا سے بے نیاز جانے اور سچی تعلیم نہ مانے بلکہ تکذیب کرے تو ہم اس کو مشکلات میں پھنسائیں گے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ان مشکلات میں ایسا پھنسے گا کہ یاد کرے گا اور وہ جب مرے گا تو اسے اس کا مال کچھ کام نہ آئے گا ہم (خدا) جو ان سرکش بندوں کو ہدایت کرتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ از روئے رحمت ہدایت پہنچانا ہمارے ذمہ ہے جیسا یہ کام ضروری ہے اسی طرح دنیا کی ابتدا اور انتہا ہمارے قبضے میں ہے ہم ہی اس کے واحد مختار کل ہیں تمام دنیا ہماری مخلوق ہے پھر ہم اپنی مخلوق کی ہدایت کا سامان نہ کریں تو کون کرے

فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى ﴿١٤﴾ لَا يَصْلٰىهَآ اِلَّا الْاَشْقَى ﴿١٥﴾ الَّذِىْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿١٦﴾ وَ

میں خدا نے تم سب لوگوں کو جہنم کی آگ سے ڈرایا ہے جس میں سوائے بڑے بدبخت کے جس نے جھٹلایا اور منہ پھیرا ہوگا کوئی دوسرا داخل نہ ہوگا

سَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ﴿١٧﴾ الَّذِىْ يُؤْتِىْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ﴿١٨﴾ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ

اور متقی جو اپنا مال پاک ہونے کی غرض سے دیتا ہے اس سے بچایا جائے گا اور کسی انسان کا خدا کے پاس کوئی نیک کام نہیں جس کا اسے

تُجْزٰٓى ﴿١٩﴾ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ﴿٢٠﴾ وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ﴿٢١﴾

بدلہ دیا جائے مگر جو کام اس نے پروردگار بلند شان کی رضا جوئی کے لئے کیا ہوگا اور وہ راضی ہوجائے گا

سورت ضحیٰ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالضُّحٰى ﴿١﴾ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ﴿٢﴾ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ﴿٣﴾ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ

قسم ضحیٰ کی اور قسم ہے رات کی جب وہ چھا جاتی ہے تیرے پروردگار نے تجھ کو چھوڑا نہیں نہ تجھ پر خفا ہوا ہے اور تیری ہی آخری گھڑی تیرے

لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ﴿٤﴾ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ﴿٥﴾ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ﴿٦﴾

لئے پہلی گھڑی سے اچھی ہوگی اور خدا تجھ کو اتنا دے گا کہ تو راضی ہوجائے گا کیا خدا نے تجھے یتیم پاکر ٹھکانہ دیا

پس اس لئے میں (خدا) نے تم سب لوگوں کو جہنم کی بھڑکتی آگ سے ڈرایا ہے جس میں سوائے بڑے بدبخت بدنصیب کے جس نے ہر نیک وہدایت کو جھٹلایا اور قبول کرنے سے منہ پھیرا ہوگا کوئی دوسرا داخل نہ ہوگا اور متقی خداترس جو اپنا مال پاک ہونے کی غرض سے مواقع حسنہ میں دیتا ہے اس نار جہنم سے بحکم خدا بچایا جائے گا اور صحیح تو یہ ہے کہ کسی انسان کا اس خدا کے پاس کوئی نیک کام قابل عوض نہیں جس کا اسے بدلہ دیا جائے مگر جو کام اس نے اپنے پروردگار بلند شان کی رضاجوئی کے لئے ہوگا۔ اس کا بدلہ اسے ملے گا اور اس کا بدلہ پاکر راضی ہو جائے گا۔ اللھم اجعلنا منھم

سورت ضحیٰ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

حلفیہ بیان سنو قسم ہے وضحیٰ کے وقت کی اور قسم ہے رات کی جب وہ چھاجاتی ہے سنو اے نبی تیرے پروردگار نے تجھ کو چھوڑا نہیں نہ تجھ پر خفا ہوا ہے یہ تو ان لوگوں کی محض غلط گوئی ہے یہ تو ہے تیرے دشمن کے غلط پراپیگنڈے کا جواب اور مزید سنو تیری ہر آخری گھڑی تیرے لئے پہلی گھڑی سے اچھی ہوگی یعنی ہر آن تیری ظاہری اور باطنی ترقی ہوگی اور خدا تجھ کو دنیا اور آخرت میں اتنا دے گا تو راضی ہو جائے گا اس وعدے کے ایفا میں جس کو شبہ ہے وہ سن رکھے کیا خدا نے تجھے یتیم پاکر حضرت خدیجہ سے نکاح کرا کر گھر بار میں ٹھکانہ نہ بنادیا۔ بیشک

شان نزول

چند روز وحی بند رہنے سے مشرکوں نے افواہ اڑائی کہ محمد (ﷺ) کو اس کے خدا نے چھوڑ دیا ہے ان کے جواب میں یہ سورت نازل ہوئی۔

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۞ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ۞ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۞

اور تمہیں بے خبر پایا تو رہنمائی کی اور تجھے بے مال پایا تو غنی کردیا پس کسی یتیم پر زبردستی نہ کرنا

وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۞ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۞

اور سائلوں کو کبھی نہ جھڑکنا اور اپنے رب کی نعمت کا اظہار کرتے رہنا

سورت الم نشرح

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۞ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۞ الَّذِىْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۞

کیا ہم نے تیرا سینہ فراخ نہیں کیا اور ہم نے تجھ سے تیرا بوجھ ہلکا کردیا ہے جس نے تیری پیٹھ توڑی ہوئی تھی

اور تجھے دینی مسائل کی تفصیل سے بے خبر[1] پایا تو راہنمائی کی اور تجھے بے مال و مددگار پایا تو محض اپنے فضل سے غنی کردیا یہ سب واقعات ایسے ہیں کہ تمہارے معاصرین اہل دنیا نے ان کو بچشم خود دیکھ لیا ہے۔ پھر بھی اس میں کیونکر شک رہ سکتا ہے۔ کہ تمہارے پر پچھلی گھڑی پہلی سے بہتر ہے پس اب تم اس کے شکریہ میں ایسا کرنا کہ کسی یتیم پر زبردستی نہ کرنا اور سائلوں کو کبھی نہ جھڑکنا چاہیئے وہ سختی سے مانگیں بلکہ سائل کا سوال اس کے حسب منشا پورا کیا کرنا اگر سوال پورا نہ کر سکو تو نرمی سے جواب دینا جھڑکنا ٹھیک نہیں اور جو خدا تم پر مہربانی کرے از قسم مال پر از قسم علم جائز طریق سے اپنے رب کی نعمت کا اظہار کرتے رہنا مال ہے تو غربا پر مہربانی کرنے سے علم ہے تو اس کی تعلیم اور اشاعت سے اظہار کرنا مگر یہ خیال رہے کہ کسی طرح ریا پیدا نہ ہو۔

اللهم جنبنا الشرك الرياء

سورت الم نشرح

اے نبی (علیہ السلام) تو جو ان مخالفوں کی باتوں سے دل تنگ ہوتا ہے مانا کہ وہ باتیں ایسی ہیں کہ حلیم سے حلیم انسان بھی تنگ دل ہو مگر تو بہت بڑے حوصلے کا انسان ہے کیا ہم نے ایسی خدمت ثقیلہ کے تحمل کے لئے تیرا سینہ فراخ[2] نہیں کیا۔ بیشک کیا اسی شرح صدر ہی کا نتیجہ ہے۔ کہ تو حوصلہ کرتا ہے مگر ان کی بدزبانی اور طعن تشنیع چونکہ از حد فزوں ہے اس لئے تیرے جیسا حلیم سلیم بھی گاہے ماہے دل تنگ ہو جائے گو چاہئے نہیں کیونکہ تو ہماری طرف سے اس عہدہ پر مامور کیا گیا ہے اور ہم نے تجھ سے تیرا تبلیغی بوجھ بذریعہ اتباع[3] کے ہلکا کردیا ہے جس نے تیری پیٹھ توڑی ہوئی تھی یعنی جب تو اکیلا تھا تو تبلیغی بوجھ تجھ اکیلے پر تھا اب جو چند باہمت افراد تیرے تابع ہو گئے ہیں تو تیرے کام میں ہاتھ بٹا رہے ہیں اور بٹائیں گے۔

[1] ما کنت تدری ما الکتب ولا الایمان۔ الاتیہ کی طرف اشارہ ہے

[2] حضرت موسیٰ علیہ السلام جب مامور الٰہی ہوئے تھے تو دعا کی تھی رب اشرح لی صدری یہ شرح صدر وہ وصف ہے جسکی بابت کہا گیا ہے۔

دریائے فراواں نشو و تیرہ بسنگ عارف کہ برنجد تنگ آب است ہنوز

[3] جو بعض روایات میں آیا ہے کہ لڑکپن میں آنحضرت کا سینہ مبارک چیرا گیا تھا وہ بھی دراصل اس شرح صدر کا پہلا زینہ ہے۔ اصل مقصود شرح موسوی ہے

[4] هو الذی ایدك بنصره وبالمؤمنین الایتہ کی طرف اشارہ ہے

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ فَإِذَا

اور ہم نے تیرا ذکر بہت بلند کر دیا ہے اس لئے کہ تنگی کے ساتھ آسانی ضرور ہوتی ہے بالضرور تنگی کے ساتھ آسانی ہے پس جب تو بالکل

فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝ وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝

فارغ ہو جائے تو زیادہ محنت کیجیو اور اپنے پروردگار کی طرف متوجہ ہو جائیو

اور ہم نے تیرا ذکر بہت بلند کر دیا ہے اذانوں میں نام نامی واسم گرامی بلند آواز سے لیا جائے گا اور مورخین کتب تاریخ میں تیرا نام بڑی عزت کے ساتھ دنیا کے مصلحین میں لکھیں گے یہ کیوں ہوا اس لیئے کہ صبر کرنے کی حالت میں تنگی کے ساتھ آسانی ضرور ہوتی ہے۔ بالضرور تنگی کے ساتھ آسانی ہے یہ خدائی قانون ہے۔ اس قانون کا ظہور تیرے حق میں بھی ضرور ہوگا پس جب تو اس فرض منصبی سے مکمل طور پر فارغ ہو جائے تو عبادت میں زیادہ محنت کیجیو اور اپنے پرودگار کی طرف ہمہ تن متوجہ ہو جائیو کیونکہ اس وقت دنیا سے تیرے انتقال کا وقت آجائے گا[1]

انا للہ وانا الیہ راجعون

---

[1] سورت نصر میں اس مضمون کو یوں بیان فرمایا ہے۔

اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا فسبح بحمد ربك استغفرہ انه کان توابا (یعنی جب خدا کی مدد آجائے گی اور تو اے رسول دیکھ لے گا کہ لوگ دین الٰہی میں جوق در جوق داخل ہو رہے ہیں تو اس وقت اللہ کی حمد کے ساتھ تسبیح پڑھو اور استغفار کیجیو (وہی بندوں پر نظر رحمت سے متوبہ ہونے والا) حضرت ابن عباس کا قول ہے کہ سورہ نصر میں خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ فتح کے بعد حضور علیہ السلام کا انتقال قریب ہے۔ (بخاری) چنانچہ ایسا ہی ہوا

یہی مضمون آیت زیر تفسیر کا ہے یعنی جب تو تبلیغ کے اہم فرض کو پورا کر چکے تو ہمہ تن عبادت کے ذریعہ خدا کی طرف لگ جائیو۔

ترجمہ شیعہ: مولوی مقبول احمد صاحب شیعہ کے مترجم قرآن میں یوں لکھا ہے۔

"جب تم فارغ ہو چکو تو اپنا قائم مقام مقرر کر دو"

مطلب آپ کا یہ ہے کہ خلافت کے لئے مقرر کرنے کا آنحضرت ﷺ کو حکم الٰہی تھا۔ چنانچہ آپ نے حضرت علی کو اپنا قائم مقام فرمایا مگر اصحاب نے نہ مانا اور انکے بعد اہل سنت کے تمام فرقوں نے اس تقرر کو تسلیم نہ کیا جو درحقیقت خدا کے حکم سے رسول علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ اس سے یہ لوگ ظالم ہیں اور لا ینال عھدی الظلمین کے تحت ہیں

جواب اس کا یہ ہے کہ واقعی میں یہ نہیں ہوا اس امر کے سمجھنے کے لئے ہم ایک چھوٹی سی بات پیش کرتے ہیں۔

انصار مدینہ رضی اللہ عنہم نے جب کہا امیر ہم میں سے بھی ہوگا (منا امیر ومنکم امیر) ان کے جواب میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حدیث پیش کی الائمۃ من قریش امیر قریش میں سے ہوگا چونکہ حدیث رسول علیہ السلام تھی سب نے تسلیم کی اور اپنا دعوی امارت چھوڑ دیا۔ مگر اس کے مقابل کسی نے وہ حدیث پیش نہ کی جس میں آنحضرت ﷺ نے جناب مرتضیٰ کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا تھا۔ اگر انصار سے بھول چوک ہو گئی تھی تو حضرت علی یا دیگر ارکان اہلبیت نے وہ حدیث کیوں نہ پیش کر دی۔ مضمون صاف تھا کہ جناب ابو بکر آپ نے حدیث پیش کر کے انصار کو روکا ہے۔ اب ایک حدیث فیصلہ رسالت کو سنا کر ہم آپ کو قائل کرتے ہیں وہ حدیث یہ ہے کہ جناب رسالت ماب ﷺ نے قریش میں سے حضرت علی کو قائم مقام اپنا مقرر فرمایا ہوا ہے۔ جس کے آپ اور فلاں فلاں گواہ ہیں۔

حالانکہ اس کے پیش کرنے کا موقع تھا تاہم پیش نہیں کی۔ کیونکہ اس مضمون کی کوئی حدیث نہیں ہے۔ جس سے شیعہ کا دعوی ثابت ہو سکے اسی ایک ہی بات سے ثابت ہوتا ہے کہ شیعہ کا دعوی خلافت بلا نفس ثابت نہیں۔

ہاں اہل سنت کا دعوی خلافت ابو بکر بلا فصل کو قوت پہنچ سکتی ہے۔ ملاحظہ ہو تفسیر سورہ تحریم (ص ۸۰ ج ہذا)

سورت تین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۙ﴿۱﴾ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۙ﴿۲﴾ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۙ﴿۳﴾ لَقَدْ

قسم ہے ہم کو انجیر کی اور زیتون کی اور طور سینا کی اور اس امن والے شہر کی بے شک

خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ﴿۴﴾ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ۙ﴿۵﴾ اِلَّا

جو نے انسان کو اچھے ڈھانچ پر فرمایا پھر ہم نے اس کو نچلوں سے نیچے گرادیا مگر

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۭ﴿۶﴾ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ

جو لوگ ایمان لاکر نیک اعمال کرتے ہیں ان کے لئے دائمی اجر ہے اب بھی اے انسان تجھ سے کیا چیز تکذیب

بِالدِّيْنِ ۭ﴿۷﴾ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ۧ﴿۸﴾

کراتی ہے کیا اللہ احکم الحاکمین نہیں ہے

ع ۸ ۲۰

سورت علق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہی

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۚ﴿۱﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ

اے رسول تو اپنے رب کا نام پڑھا کر جس نے سب کچھ بنایا ہے انسان کو خدا نے

سورت تین

دیکھو جی تم لوگ تو اپنی زندگی کی مثل حیوانوں کے ایک بیکار چیز بسائے ہوئے ہو جس کا نتیجہ نیک و بد کچھ بھی نہیں مگر ہم تمہیں اصل بات بتاتے ہیں قسم ہے ہم کو انجیر کی اور زیتون کی اور طور سینا کی اور اس امن والے شہر مکہ کی بیشک ہم نے انسان کو بڑے اچھے ڈھانچے پر بنایا اسکے جو دیکھو اس کے اندر کی رگیں اور شرائین دیکھو اسکے سمجھ بوجھ کے اعضاء دیکھو مگر اس کمبخت انسان نے ہماری دی ہوئی طاقتوں سے کام نہ لیا۔ بلکہ ان کو ضائع کر دیا۔ پھر ہم نے اس کی سزا میں اس کو نچلوں سے نیچے گرادیا یعنی حیوانوں سے بھی بدتر کر دیا کیونکہ حیوانوں کو تو کسی برے کام پر بھی عذاب نہیں مگر اس شریر بدکار انسان کو برے کاموں پر سزا ضرور ہوگی اس لئے یہ اپنے نچلوں سے نیچے کیا گیا مگر جو لوگ ایمان لاکر نیک اعمال کرتے ہیں یعنی موافق شریعت اسلام اپنی زندگی گزارتے ہیں۔ ان کے لئے دائمی غیر منقطع اجر ہے۔ اب بھی اے سرکش انسان تجھ سے کیا چیز خدا کی تکذیب کراتی ہے یعنی کن وجوہ سے تو خدا کی تعلیم قرآن کی تکذیب کرتا ہے کیا اللہ تعالیٰ احکم الحاکمین شاہنشاہ دو عالم نہیں ہے بیشک ہے اللھم فاکتبنا مع الشاھدین

سورت علق

اے رسول محمد علیہم السلام تو اپنے رب کا نام پڑھا کر یعنی ذکر الٰہی کیا کر جس نے سب کچھ بنایا ہے انسان کی پیدائش خاص قابل ذکر ہے

ل یہ سورت سب سے پہلے اس وقت اتری جب آنحضرت ﷺ غار حرا میں مشغول عبادت تھے جبرائیل آکر حضور کو زور سے بھینچا اور چھوڑ دیا۔ حضور نے

مِنْ عَلَقٍ ۝٢ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝٣ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝٤ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ

بستہ خون سے پیدا کیا اپنے رب کا نام پڑھا کر تیرا پروردگار بڑی عزت والا ہے جس نے قلم کے ذریعہ لکھنا سکھایا انسان جو نہ جانتا تھا

مَا لَمْ یَعْلَمْ ۝٥ كَلَّاۤ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰۤى ۝٦ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ۝٧ اِنَّ اِلٰى

اس کو سکھایا بے شک انسان گمراہ ہوجاتا ہے اس وجہ سے تم اپنے آپ کو بے نیاز سمجھتا ہے تیرے پروردگار کی

رَبِّكَ الرُّجْعٰى ۝٨ اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْهٰى ۝٩ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ۝١٠ اَرَءَیْتَ اِنْ كَانَ

طرف رجوع ہے کیا تو نے اس کو بھی دیکھا جو ایک بندے کو جب وہ نماز پڑھتا ہے روکتا ہے اگر وہ

عَلَى الْهُدٰۤى ۝١١ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى ۝١٢

ہدایت پر ہو اور لوگوں کو بھی پرہیز گاری کے کام بتاتا ہو

اس کو خدا نے بستہ خون سے پیدا کیا اس میں جبرئیل تجھے کہتا ہوں کہ اپنے رب کا نام پڑھا کر اس کے نام کی مالا جیا کر اور دل میں یقین رکھ کہ تیرا پروردگار بڑی عزت والا ہے اور بڑی شان والا ہے جس نے قلم کے ذریعہ لکھنا اور اظہار مافی الضمیر کرنا سکھایا دیکھو فن کتابت سے دنیا میں کتنے فائدہ ہیں یہ فن سارا خدا کی تفہیم سے انسان کو حاصل ہوا ہے اس کے علاوہ بھی انسان اپنی ضروریات میں جو نہ جانتا تھا وہ اسکو سکھایا خدا کی اس تعلیم میں مومن کافر سب برابر ہیں یہ فیض علمی کسی سے مخصوص نہیں ہے نہ کوئی بلا عذر اس سے محروم ہے باوجود اس احسان اور کمال مہربانی کے بے شک انسان گمراہ ہو جاتا ہے یعنی خدا کی رحمت سے یہ بدنصیب ہٹ جاتا ہے۔ اس وجہ سے کہ اپنے آپ کو خدا سے بے نیاز بے پرواہ جانتا ہے سمجھتا ہے کہ مجھے خدا کی ضرورت نہیں میرے رہنے کو گھر ہے کھانے کو اناج ہے پہننے کو کپڑا ہے اس ساری گمراہی کا ایک ہی علاج ہے کہ اے انسان تو دل میں یقین کرلے کہ تیری ہر بات میں ہر کام میں تیرا پروردگار خدا کی طرف رجوع ہے کیونکہ دنیا کی تمام حرکات کا پاور ہوس (موجد) وہی ہے تمہارا وجود تمہارا امال تمہاری زندگی تمہاری موت سب اسی کے حکم سے وابستہ ہے کیا میاں[1] تو نے اس نالائق کو دیکھا جو خدا کے ایک بندے کو جب کہ وہ نماز پڑھتا ہے نماز سے روکتا ہے ہے واقع میں ہدایت پر ہو اور لوگوں کو بھی پرہیزگاری اور نیکی کا کام بتاتا ہو تو اس مانع کا خدا کے نزدیک کیا حال ہو گا کیونکہ نیکی سے روکنا تو کسی مذہب اور کسی اخلاقی اصول میں جائز نہیں

سمجھا کہ مجھے کسی تحریر کے پڑھنے کو کہتا ہے فرمایا میں کیا پڑھوں میں پڑھا نہیں ہوں جبرائیل نے پھر بھینچا پھر یہی گفتگو ہوئی پھر تیسری مرتبہ بھینچا (بخاری) تیسری مرتبہ کے بعد کا نتیجہ روایت میں مذکور نہیں خاکسار کی ناقص تحقیق یہ ہے کہ تیسری مرتبہ کے بعد حضور کو شرح صدر ہوا کہ جبرائیل کے اقراء کہنے سے کسی عبارت کا پڑھنا مقصود نہیں بلکہ رب کا نام ذکر کرنا ہے اس لئے آپ ذکر شغل میں لگ گئے۔

اصل تہہ کی بات یہ ہے کہ اقرا باسم پر جوب ہے اس کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ ب ذریعہ پر ہے ترجمہ یہ ہے کہ اللہ کے نام کے ساتھ پڑھ ان معنی سے حضور علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ میں پڑھا نہیں ہوں۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ ف مفعول بہ پر آئی ہے۔ جیسا کہ تفسیر کبیر میں امام لغت ابو عبیدہ کے حوالہ اور عربی شعر کی سند پر ان معنی کا ثبوت دیا ہے کہ قرات کا مفعول بہ پر ب جاہ آجایا کرتی ہے پہلے معنی دوسرے کی نسبت زیادہ متبادر ہے اسلئے حضور علیہ السلام کا ذہن مبارک ادھر منتقل ہوا مگر جبرائیل علیہ السلام کے بھینچے سے دوسرے معنی کا کشف ہو گیا۔ اس لئے تیسری مرتبہ وہ جواب دیا جو پہلی دو مرتبہ دیا تھا کیونکہ آپ سمجھ گئے کہ مراد یہ ہے کہ اللہ کا نام ذکر کر لہ الحمد

[1] اس سورت کا پہلا حصہ ابتدا نبوت کے وقت اترا تھا۔ یہاں سے اخیر تک زمانہ تبلیغ نازل ہوا۔

أَرَءَيْتَ إِن كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰٓ ﴿١٣﴾ أَلَمْ يَعْلَم بِأَنَّ ٱللَّهَ يَرَىٰ ﴿١٤﴾ كَلَّا لَئِن لَّمْ يَنتَهِ

اگر یہ روکنے والا سچ کا مکذب اور حق سے روگردان ہو کیا یہ نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے ہرگز نہ چاہئے اور اگر وہ باز نہ آیا تو ہم

لَنَسْفَعًۢا بِٱلنَّاصِيَةِ ﴿١٥﴾ نَاصِيَةٍ كَٰذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ﴿١٦﴾ فَلْيَدْعُ نَادِيَهُۥ ﴿١٧﴾ سَنَدْعُ

ضرور اسے جھوٹے بدکار پیشانی سے پکڑ کر کھینچیں گے پس وہ اپنے ممبران مجلس کو بلالے ہم بھی جہنم کے

ٱلزَّبَانِيَةَ ﴿١٨﴾ كَلَّا لَا تُطِعْهُ وَٱسْجُدْ وَٱقْتَرِب ۩ ﴿١٩﴾

فرشتوں کو بلا لیں گے ہرگز ایسا نہ چاہئے اس کا کہا نہ مانیو اور خدا کے سامنے سجدہ کرکے اس کا قرب چاہو

ع ۱۹ / ۲۱

سورت القدر

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے

إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ فِى لَيْلَةِ ٱلْقَدْرِ ﴿١﴾ وَمَآ أَدْرَىٰكَ مَا لَيْلَةُ ٱلْقَدْرِ ﴿٢﴾ لَيْلَةُ ٱلْقَدْرِ

بے شک ہم نے اس کو لیلۃ القدر میں نازل کرنا شروع کیا تمہیں کیا معلوم لیلۃ القدر کیا ہے لیلۃ القدر

خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ﴿٣﴾ تَنَزَّلُ ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ وَٱلرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ

ہزار مہینوں سے افضل ہے اس میں فرشتے اور روح اپنے رب کے حکم سے نازل ہوتے ہیں

أَمْرٍ ﴿٤﴾ سَلَٰمٌ هِىَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ ٱلْفَجْرِ ﴿٥﴾

وہ رات طلوع صبح تک ہر طرح سے سلامتی ہے

ع ۵ / ۲۲

بھلا یہ بھی تم نے غور کیا کہ اگر یہ روکنے والا ہی سچ کا مکذب اور حق سے روگردان ہو تو اس کا کیا حال ہوگا یہ شریر مانع خیر یہ نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے ہرگز اسے کسی انسان خدا کے نیک بندوں سے ایسا سلوک نہ کرنا چاہئے اب آئندہ کو ہم اعلان کرتے ہیں کہ اگر وہ ایسی شرارت سے باز نہ آیا تو ہم ضرور اسے جھوٹی بدکار پیشانی سے پکڑ کر کھینچیں گے یعنی اس کو ایسا پکڑیں گے اور ذلیل کریں گے تو دیکھنے اور سننے والے یقین کریں گے کہ یہ پکڑ اس کے اعمال بد کا نتیجہ ہے پس وہ اپنے ممبران مجلس کو بلالے جن پر اس کو گھمنڈ ہے ہم اس کی گرفتاری کے لئے جہنم کے فرشتوں کو بلالیں گے جو کچھ یہ کرتا ہے اسے ہرگز ایسا نہ کرنا چاہئے تو اے مخاطب اس کا اور اس جیسے شریروں بدمعاشوں کا کہا کبھی نہ مانیو اور خدا کے سامنے سجدہ کر کے قرب چاہیو۔

اللهم اجعلنا من الساجدين

سورت القدر

بیشک ہم (خدا) نے اس قرآن کو رمضان کی ستائیسویں رات لیلۃ القدر میں نازل کرنا شروع کیا تمہیں کیا معلوم لیلۃ القدر کیا ہے سنو ہم ہی بتاتے ہی لیلۃ القدر میں عبادت کرنی ہزار مہینوں کی عبادت سے افضل ہے جن میں وہ رات نہ ہو اس میں فرشتے اور روح القدس جبرائیل اپنے رب کے حکم سے نازل ہوتے ہیں۔ دنیا میں نیک و بد بندوں کے اعمال دیکھتے ہیں بدوں کے لئے توفیق عمل کی دعا کرتے ہیں اور نیکوں کے لیے استغفار کرتے ہیں وہ رات طلوع صبح تک پر ہر طرح سے سلامتی والی اور بڑی برکت والی ہے اللهم قدر لنا قيام هذا الليلة

[۱] لیلۃ القدر کی بابت بہت سی صحیح حدیثوں میں ذکر ہے جو اپنا مضمون بتانے میں متفق ہیں۔ مجملہ یہ ہیں

سورت البینہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ

اہل کتاب میں سے کافر لوگ اور مشرکین ہٹنے والے نہ تھے جب تک ان کے پاس کھلی بات بتانے

الْبَيِّنَةُ ﴿۱﴾ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ﴿۲﴾ فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ﴿۳﴾

والا رسول اللہ کی طرف سے نہ آئے جو پاک نوشتے ان کو سنائے جن میں محکم مسائل درج ہوں

سورت البینہ

اہل کتاب میں سے کافر لوگ یہود نصاری اور عرب کے مشرکین اپنی رسومات اور دینی بدعات سے کبھی ہٹنے والے نہ تھے جب تک ان کے پاس کھلی بات بتانے والا رسول اللہ کی طرف سے نہ آئے جو پاک الہامی نوشتے پڑھ کر ان کو سنائے جن میں محکم مسائل دینیہ درج ہوں یعنی اس زمانہ کے اہل کتاب اور مشرکین ایسے شدید الکفر تھے کہ کسی واعظ کے وعظ سے ان کو اثر نہ ہوتا بلکہ ضرورت تھی کہ بڑی قوت والا رسول ان کے پاس آئے اور اپنی قوت قدسیہ سے انکو پاک کرے چنانچہ بہتوں کو اس رسول سے فائدہ ہوا

عن عائشه قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تحروا ليلته القدر فى الوتر من العشر الاواخر من رمضان (بخارى)	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا آنحضرت نے فرمایا لیلتہ القدر کو رمضان کے آخری دھاکے طاق راتوں میں تلاش کیا کرو
عن ابن عمر قال ان رجالا من اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم اروالیلته القدر فى المتام فى السبع الا ولاخر فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ارى رو يا كم قد لو اطنت فى السبع الاواخر فمن كان متحر يا فليتعرها فى السبع الاواخر (بخارى مسلم)	ابن عمر رضی اللہ عنہا نے کہا آنحضرت کے اصحاب میں چند آدمیوں کو لیلتہ القدر رمضان کے آخری ہفتہ میں خواب میں دکھائی گئی حضور علیہ السلام نے فرمایا میں سمجھتا ہوں۔ تمہارا خواب رمضان کے آخری ہفتہ میں واقع ہو گا پس جو کوئی لیلتہ القدر کی تلاش کرنا چاہے وہ آخری ہفتہ میں کرے
عن ابن عباس ان النبى صلى الله عليه وسلم قال التمسوها فى العشر الا والخر من رمضان فى تاسعته تبقى فى سابعته بتقى فى خاميه بتقى(بخارى)	ابن عباس رضی اللہ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا لیلتہ القدر کو رمضان کے آخری دھاکہ میں تلاش کیا کرو۔ یعنی مہینے کی انتیسویں ستائیسویں پچیسویں وغیرہ

ان جیسی اور بھی احادیث صحیح انہی معنے میں متفق و متحد ہیں اس لئے امت مسلمہ کا اسی پر اتفاق ہے جو ان احادیث کا مضمون ہے کہ رمضان شریف کی ایک رات ایسی بابرکت ہے مگر ہمارے ملک کے مشہور مصنف بلکہ (علی زعمہ) ملہم بلکہ مجدد بلکہ نبی بلکہ رسول مرزا صاحب قادیانی نے لیلتہ القدر کی بابت کچھ عجیب ہی انکشاف کیا جو قابل دید و شنید ہے آپ لکھتے ہیں

> خدا تعالیٰ سورت القدر میں بیان فرماتے ہیں بلکہ مومنین کو بشارت دیتا ہے کہ اس کا کلام اور اس کا نبی لیلتہ القدر میں آسمان سے اتارا گیا اور ہر ایک مصلح اور مجدد جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے وہ لیلتہ القدر میں ہی اترتا ہے تم سمجھتے ہو کہ لیلتہ القدر کیا چیز ہے لیلتہ القدر اس ظلمانی زمانہ کا نام ہے جس کی ظلمت کمال کی حد تک پہنچ جاتی ہے اس لئے وہ زمانہ بالطبع تقاضا کرتا ہے کہ ایک نور نازل ہو جو اس ظلمت کو دور کرے اس زمانہ کا نام بطور استعارہ کے لیلتہ القدر رکھا گیا ہے مگر درحقیت

وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝ وَمَآ

اور جن کو پہلے کتاب ملی تھی وہ بعد آجانے اس بینہ نبی کے مختلف ہوگئے اور ان کو

اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

یہی حکم کیا گیا ہے یک رخے ہوکر اللہ کی مخلصانہ عبادت کیا کریں اور نماز پڑھیں

اور جن کو پہلے الہامی کتاب ملی تھی یعنی اہل کتاب یہود نصاری ملی یہ سب کے سب صاحب البینہ نبی کے انتظار متفق تھے مگر جب وہ نبی آیا اور ان کو اس کی صداقت کا علم بھی حاصل ہو گیا تو وہ بعد آجانے اس بینہ والے نبی کے تسلیم اور عدم تسلیم میں مختلف ہوگئے بعض تو اپنے علم پر قائم رہ کر ایمان لے آئے اور بعض منکر ہوگئے حالانکہ اس بینہ والے رسول کی معرفت ان کو جو حکم ہوا ہے وہ شریعت انبیاء کے خلاف نہیں بلکہ ان کو یہی حکم ہوا ہے کہ شرک کفر چھوڑ کر یک رخے ہو کر اللہ ہی کی مخلصانہ عبادت کریں جس میں کسی قسم کا شرک یا نمائش نہ ہو اور فرائض نماز باقاعدہ پڑھیں

یہ رات نہیں یہ ایک زمانہ ہے جو بوجہ ظلمت رات کا ہمرنگ ہے نبی کی وفات یا اسکے روحانی قائم مقام کی وفات کے بعد جب ہزار مہینہ جو بشری عمر کے دور کو قریب الاختتام کرنیوالا اور انسانی حواس کو الوداع کی خبر دینے والا ہی گزر جاتا ہے تو یہ رات اپنا رنگ جمانے لگتی ہے تب آسمانی کاروائی سے ایک یا کئی مصلحوں کی پوشیدہ طور پر تخم ریزی ہو جاتی ہے جو نئی صدی کے سر پر ظاہر ہونے کے لیے اندر ہی اندر تیار ہو رہتے ہیں اس کی طرف اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے کہ لیلۃ القدر خیر من الف شھر یعنی اس لیلۃ القدر کے نور کو دیکھنے والا اور وقت کے مصلح کی صحبت سے شرف حاصل کرنے والا اس اسی (۸۰) برس کے اندر بڈھے سے اچھا ہے جس نے اس نورانی وقت کو نہیں پایا اور اگر ایک ساعت اس وقت کو پالیا ہے تو یہ ایک ساعت اس ہزار مہینے سے بہتر ہے جو پہلے گزر چکے کیوں بہتر ہے ؟ اس لیے کہ اس لیلۃ القدر میں خداوند تعالی کے فرشتے اور روح القدس اس مصلح کے ساتھ رب جلیل کے اذن سے آسمان سے اترتے ہیں نہ عبث طور پر بلکہ اس لئے کہ تا مستعد دلوں پر نازل ہوں اور سلامتی کی راہیں کھولیں سو وہ تمام راہوں کے کھولنے اور تمام پردوں کے اٹھانے میں مشغول رہتے ہیں یہاں تک کہ ظلمت غفلت دور ہو کر صبح ہدایت نمودار ہو جاتی ہے۔ (فتح اسلام تقطیع کلاں ص ۲۶)

ناظرین اس رائے کو احادیث نبویہ کے سامنے رکھ کر دیکھیں کہ اس میں اور احادیث نبویہ میں موافقت اور مطابقت کی کوئی صورت ہے ؟ ہم تو اس کو تصریحات نبویہ کے مقابلہ میں محض تجدید قادیان جانتے ہیں۔ ہاں مزید توضیح کے لیے مرزا صاحب کا ایک اور کلام دکھاتے جس میں انہوں نے عمر دنیا کی تقسیم کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

خدا نے آدم سے لیکر اخیر تک دنیا کی عمر سات ہزار برس رکھی ہے اور ہدایت اور گمراہی کے لیے ہزار سال کے دور مقرر کئے ہیں یعنی ایک وہ دور جس میں ہدایت کا غلبہ ہوتا ہے اور دوسرا دور ہے جس میں ضلالت اور گمراہی کا غلبہ ہوتا ہے اور جیسا کہ میں نے بیان کیا خدا تعالیٰ کی کتابوں میں یہ دونوں دو ہزار ہزار پر تقسیم کئے گئے ہیں اول دور ہدایت کے غلبہ کا تھا اس میں بت پرستی کا نام ونشان نہ تھا۔ جب یہ ہزار سال ختم ہوا تب دوسرے دور میں جو ہزار سال کا تھا طرح طرح کی بت پرستیاں دنیا میں شروع ہو گئیں اور شرک کا بازار گرم ہو گیا اور ہر ایک ملک میں بت پرستی نے جگہ لی پھر تیسرے دور میں جو ہزار سال کا تھا اس میں توحید کی بنیاد ڈالی گئی اور جس قدر خدا نے چاہا دنیا میں توحید پھیل گئی پھر ہزار چہارم میں ضلالت نمودار ہوئی پھر اسی ہزار چہارم میں سخت درجہ پر بنی اسرائیل بگڑ گئے اور عیسائی مذہب تخم ریزی کے ساتھ ہی خشک ہو گیا اور اس کا پیدا ہونا اور مرنا گویا ایک ہی وقت میں ہوا پھر ہزار پنجم کا دور آیا جو ہدایت کا دور تھا یہ وہ ہزار ہے جس میں ہمارے نبی ﷺ مبعوث ہوئے اور خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے ہاتھ پر توحید کو دوبارہ دنیا میں قائم کیا پس آپ کے من جانب اللہ

وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ

اور زکوۃ ادا کیا کریں دین قیم یہی ہے جو لوگ اہل کتاب میں سے اور مشرکوں میں سے

اور روافرمال کی زکوۃ ادا کیا کریں ہمارے نزدیک دین قیم محکم طریق یہی ہے باوجود اس صاف تعلیم کے یہ لوگ انکار ہو رہے ہیں تو سن رکھیں جو لوگ اہل کتاب میں سے اور عرب کے دیگر

ہونے پر یہی ایک نہایت زبردست دلیل ہے کہ آپ کا ظہور اس ہزار کے اندر ہوا جو۔ روز ازل سے ہدایت کے لیے مقرر تھا اور یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ خدا تعالیٰ کی تمام کتابوں سے یہی نکلتا ہے اور اسی میں سے میرا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا بھی ثابت ہوتا ہے کیونکہ اس تقسیم کی رو سے ہزار ششم ضلالت ہزار ہے اور وہ ہزار ہجرت کی تیسری صدی کے بعد شروع ہوتا ہے اور چودھویں صدی کے سر تک ختم ہو جاتا ہے۔ اس ششم ہزار کے لوگوں کا نام آنحضرت ﷺ نے فیج اوج رکھا ہے اور ساتواں ہزار ہدایت کا ہے جس میں ہم موجود ہیں (لیکچر اسلام بمقام سیالکوٹ) ص ۶

ناظرین کرام: اس حوالے میں مرزا صاحب نے بڑی صفائی سے آنحضرت ﷺ کے زمانہ پیدائش کو زمانہ ہدایت بتایا ہے جو تیسری صدی کے خاتمہ تک رہا چوتھی کے شروع سے الف ضلالت شروع ہوا جس کے گیارہ سال رہتے مرزا صاحب پیدا ہوئے [۱] شروع ہونے پر آپ کی عمر گیارہ سال ہو گی یقیناً اس عمر میں تو آپ نے تبلیغی کام شروع نہ کیا ہو گا بلکہ ابھی طالب علمی کے ابتدائی مرحلے میں ہوں گے تبلیغی کام یقیناً اپنے ساتویں ہزار میں شروع کیا جو ہدایت کا ہزار ہے حالانکہ بقول آپ کے چاہئیے یہ تھا کہ آپ ہزار ششم میں ایسے وقت پیدا ہوئے جب کہ ضلالت کی وجہ سے لیلتہ القدر تھی تاکہ اس کا مقابلہ کرتے جیسا کہ آپ کے یہ الفاظ منقولہ از فتح اسلام (ہر مصلح لیلتہ القدر میں ہی آتا ہے) دلالت کرتے ہیں مگر آپ بحیثیت مصلح آئے تو ہزار ہفتم میں آئے تاہم ہم وسعت قلبی سے آپکا خیر مقدم کرتے ہوئے کہتے ہیں دیر آمدی بخیر آمدی بیٹا باپ سے آگے

ناظرین مرزا صاحب کی منقولہ از لیکچر سیالکوٹ عبارت ایک نظر پھر دیکھ جائیں کہ ایسی وضاحت سے دنیا کی عمر سات ہزاروں پر تقسیم کر کے ساتواں ہزار کے بعد دنیا کا خاتمہ (فنا) بتا رہے ہیں کہ کسی مزید توضیح کی ضرورت نہیں اس کے بعد آپ کے خلف الصدق میاں محمود احمد خلیفہ کی تحریر دلپزیر دیکھئے جو اپنی وضاحت اور صفائی کے لحاظ سے بے نظیر ہے آپ فرماتے ہیں تیسرا (محمود کا) اپنا عقیدہ یہی ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) اس دور کے خاتم ہیں اور اگلے دور کے آدم بھی آپ ہی ہیں کیونکہ پہلا دور سات ہزار سال کا آپ پر ختم ہوا اور اگلا دور آپ سے شروع ہوا اسی لیے آپ کے متعلق اللہ تعالے نے فرمایا جری الله فی حلل الانبیاء اس کے یہی معنے ہیں کہ آپ آئندہ نبیوں کے حلوں میں آئے ہیں جس طرح پہلے انبیاء کے ابتدائی نقطہ حضرت آدم علیہ السلام تھے اسی طرح مسیح موعود (مرزا صاحب) جو اس زمانہ کے آدم ہیں آئندہ آنے والے انبیاء کے ابتدائی نقطہ ہیں (جل جلالہ)۔ (اخبار الفضل قادیاں ۱۴ فروری ۲۸ھ)

پس باپ بیٹے کی عبارات سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مرزا صاحب کی زندگی ہی میں دنیا کا دور ثانی شروع ہو گیا جو بقول مرزا صاحب (لیکچر سیالکوٹ) ابتدائی ہزار ہونے کی وجہ سے سراسر ہدایت کا زمانہ ہے اس میں نہ شرک ہے نہ کفر نہ بت پرستی نہ قبر پرستی غرض اس زمانہ کو توحید خالص اور دین کامل کا زمانہ کہنا چاہئیے جس میں کسی قسم کا شرک وکفر نمودار نہیں۔ ہاں یہ بھی کہنا ہو گا کہ ابھی نہ ابراہیم نہ موسیٰ نہ عیسیٰ پیدا ہوئے اور محمدی دور (علیہ السلام) تو کہیں پانچویں ہزار سال میں ہو گا اس لیے سوال یہ ہے کہ آج کل کلمہ کس کا خلیفہ قادیانی کا پڑھیں اور کس کا پڑھنا چاہئے کچھ شک نہیں کہ آج کل کلمہ تو ہم سب کا یہی ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لیکن بقول باپ متشرع بیٹا یہ کلمہ قبل از وقت ہے صحیح بر وقت یہ ہے کہ آج کل سب لوگوں کو یہ کلمہ پڑھنا چاہئیے **لا اله الا الله مرزا ادم صفی الله** چنانچہ مرزا صاحب قادیانی کا شعر ہے

میں کبھی موسیٰ کبھی آدم کبھی یعقوب ہوں نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

مرزا صاحب کی وفات سے پانچویں ہزار سال محمد رسول اللہ پیدا ہوں گے تو اس وقت کلمہ میں محمد رسول اللہ کا ملاپ ہو گا۔ کیا اچھی تجدید اسلام ہے۔

[۱] میری پیدائش اس وقت ہوئی جب چھ ہزار میں سے گیارہ برس رہتے تھے۔ (قول مرزا در حاشیہ ص ۹۵ تحفہ گولڑویہ)

وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ؕ﴿۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

منکر ہیں وہ دوزخ کی آگ میں ہمیشہ رہیں گے وہ سب لوگوں میں سے بدترین لوگ ہیں جو لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ؕ﴿۷﴾ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ

ایمان لاکر نیک عمل کرتے ہیں وہی لوگ سب لوگوں میں سے اچھے ہیں ان کا بدلہ ان کے پروردگار کے

جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا

پاس ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی ہمیشہ ان میں رہیں گے خدا ان سے راضی وہ خدا سے

عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ؏﴿۸﴾

راضی یہ ان لوگوں کو ملے گا جو اپنے رب سے ڈرتے رہے ہوں گے

ع ۸ / ۲۲

سورت زلزال

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۙ﴿۱﴾ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۙ﴿۲﴾ وَقَالَ الْاِنْسَانُ

جب زمین زور سے ہلائی جائے گی اور زمین اپنے اندر کے دفینے سب باہر پھینک دے گی اور انسان کہے گا اس کو کیا

مَا لَهَا ۚ﴿۳﴾

ہو گیا

مشرکوں میں سے اسلام کے منکر ہیں ان کی سزا یہ ہے کہ وہ دوزخ کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے کیونکہ وہ لوگ اللہ کے نزدیک سب لوگوں میں سے بدترین لوگ ہیں برعکس ان کے جو لوگ ایمان لاکر نیک عمل کرتے ہیں وہی لوگ سب لوگوں میں سے اچھے ہیں کیونکہ زندگی کا مقصد انہوں نے سمجھ کر پورا پالیا ہے یعنی خدا کے ہو رہے ہے اور اسی کی لگن میں دنیا سے رخصت ہوئے اس لیے انکا بدلہ انکے پروردگار کے پاس ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی بغیر اخراج کے ہمیشہ ان باغوں میں رہیں گے دائمی عیش و آرام کے علاوہ بڑی نعمت ان کو یہ ملے گی کہ خدا ان سے راضی اور وہ خدا سے راضی یعنی مالک اور غلام میں کسی قسم کی سوء مزاجی کا اندیشہ نہ رہیگا یہ انعام و اکرام لوگوں کو ملے گا جو اپنے رب کے عذاب سے دنیا میں ڈرتے رہے ہوں **اللھم اجعلنا منھم**

سورت زلزال

سنو جی قیامت سے پہلے ایک زلزلہ عظیمہ آئے گا جس سے دنیا کی ساری آبادی برباد ہو جائے گی اس وقت کا حال ہم تم کو سناتے ہیں جب زمین غیر معمولی زور سے ہلائی جائی گی ایسی کہ تمام اونچائی نیچائی سب برابر ہو جائے گی اور زمین اسی تیز حرکت سے اپنے اندر کے دفینے سب باہر پھینک دے گی یعنی آج جو کچھ اس کی کانوں میں از قسم چاندی سونا تانبا پتیل وغیرہ معدنیات ہیں وہ سب باہر آجائیں گے تو کوئی ان خزانوں کو دیکھے گا چھوئے گا نہیں اور انسان کہے گا اس زمین کو کیا ہو گیا کہ ایک دم اس میں انقلاب ہو گیا

ل **لا ترى فيها عوجا ولا امتا** کی صرف اشارہ ہے

يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا ۝ بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا ۝ يَوْمَئِذٍ يَصْدُرُ النَّاسُ

اس روز زمین اپنی خبریں بتلائے گی کہ تیرے پروردگار نے اس کو سمجھا دیا ہوگا اس روز انسان مختلف حالتوں میں

أَشْتَاتًا لِّيُرَوْا أَعْمَالَهُمْ ۝ فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۝ وَمَن

نکلیں گے کہ ان کے اعمال دکھائے جائیں پس جس شخص نے ذرہ جتنا بھی اچھا کام کیا ہوگا وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے

يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۝

ذرا جتنا برا کیا ہوگا وہ بھی اسے دیکھ لے گا

سورت عادیات

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا بڑا رحم والا ہے

وَالْعَادِيَاتِ ضَبْحًا ۝ فَالْمُورِيَاتِ قَدْحًا ۝ فَالْمُغِيرَاتِ صُبْحًا ۝ فَأَثَرْنَ

قسم ہے سرپٹ دوڑنے والے گھوڑوں کی اور قسم ہی آگ چمکانے والوں کی اور قسم ہے صبح کے وقت حملہ کرنے والوں کی جو غبار

بِهِ نَقْعًا ۝ فَوَسَطْنَ بِهِ جَمْعًا ۝ إِنَّ الْإِنسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ ۝

اڑاتے ہیں اور اسی کے جماعت میں گھس جاتے ہیں انسان اپنے رب کا بڑا ہی ناشکرا ہے

اس روز زمین اپنی سطح پر گزرے ہوئے واقعات کی تمام خبریں بتائے گی اور اس وجہ سے کہ تیرے پروردگار خدائے ذوالجلال نے اس کو بذریعہ القاء خاص سب کچھ سمجھا دیا ہوگا وہ تمام خبریں مجمل بتادے گی یا مفصل اس کا علم اسی وقت تم کو ہوگا اس روز انسان اپنے اپنے اعمال کے مطابق مختلف حالتوں میں نکلیں گے کوئی اعلیٰ درجہ کا نیک کوئی پرلے درجہ کا بدمعاش کوئی ان دو درجوں کا مابین تاکہ ان لوگوں کو ان کے کئے ہوئے ان کے نیک وبد اعمال دکھائے جائیں پس جس شخص نے ذرہ جتنا بھی اچھا کام کیا ہوگا وہ اسے اپنے اعمال نامہ میں دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ جتنا برا کیا ہوگا اگر توبہ نہ کرے یا اس سے اچھا نیک کام نہ کرنے[1] سے اس کے ذمہ سے اترا نہ ہوگا تو وہ بھی اسے اپنے اعمال نامہ میں دیکھ لے گا اسی کے مطابق ان کو جزا سزا ملے گی

سورت عادیات

اے عرب کے لوگو تم خدا کے وعدے کا انکار کیوں کرتے ہو اتنی بات بھی تمہاری سمجھ میں نہیں آتی کہ انسان کے نیک وبد کاموں کی جزا وسزا ملنی ضروری ہے ہم تمہیں حلفیہ بتاتے ہیں قسم ہے سرپٹ دوڑنے والے گھوڑوں کی جو خراٹے سے جاتے ہیں اور قسم ہے پتھر پر ٹاپ مارنے سے آگ چمکانے والوں کی اور قسم ہے جہاد میں صبح کے وقت دشمنوں پر حملہ کرنے والوں کی جو اس وقت ایسی تیزی سے چلنے میں زمین سے غبار اڑاتے ہیں پھر اسی غبار کے ساتھ ہی دشمنوں کی جماعت میں گھس جاتے ہیں ان قسموں کا جواب یہ ہے کہ انسان اپنے رب کا بڑا ہی ناشکرا ہے

---

[1] قرآن مجید میں اعمال بد معاف ہونے کے دو طریق آئے ہیں ایک تو یہ ہے فرمایا ان ینتھم یغفرلھم ما قد سلف (باز آجائیں تو گزشتہ گناہ معاف کئے جائیں گے) دوسرا طریق یہ ہے کہ گناہ سے نیک کام زیادہ کئے ہوں جیسا فرمایا ان الحسنات یذھبن السیات نیکیاں برائیوں کو دور کردیتی ہیں تفسیر میں میں نے انہی دو طریقوں کی طرف اشارہ کیا ہے

وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ۚ وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ۞ اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ

حالانکہ وہ اس پر نگران ہے اور یہ خیر کا سخت متمنی ہے کیا یہ جانتا نہیں کہ جس وقت قبروں سے

مَا فِي الْقُبُوْرِ ۙ وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ ۞

رکھے ہوئے مردے اٹھائے جائیں گے اور جو ان کے دلوں میں ظاہر کیا جائے گا اس روز ان کا پروردگار ان کے حال سے خبردار ہوگا

ع ۱۱ ۲۵

سورت القارعہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے

اَلْقَارِعَةُ ۙ مَا الْقَارِعَةُ ۚ وَمَا اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ۞ يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ

کھڑکھڑانے والی گھڑی کیسی کھڑکھڑانے والی ہے تمہیں کیا معلوم وہ کھڑکھڑانے والی کیا چیز ہے جس روز انسان پھیلے ہوئے

كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۙ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ۞ فَاَمَّا مَنْ

پتنگوں کی طرح ہوں گے اور پہاڑ دھنی ہوئی اون کی طرح ہوجائیں گے پھر جس کے

ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۙ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۞ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۙ

نیک اعمال غالب ہوں گے وہی مزے کے عیش میں ہوں گے جن کے اعمال مغلوب ہوں گے

اس کی ناشکری کا کیا ٹھکانہ ہے کھائے پیئے رب کا اور گائے کسی اور کا حالانکہ وہ پروردگار ہر آن اس پر نگران ہے اس کی کوئی حرکت یا سکون اس پر مخفی نہیں اور یہ ناشکرا انسان اپنے حق میں ہر طرح کی خیر و برکت کا سخت متمنی رہتا ہے باوجود اس تمنی کے جس سے خیر و برکت ملتی ہے اس سے غافل ہے تو اس کی کتنی بے عقلی اور کیسی غفلت ہے یہ تو ہوئی اس کی اصولی غلطی کہ ایک چیز کا خواہشمند ہے مگر جس سے وہ چیز ملتی ہے اس سے روگردان ہے اس کے علاوہ سنو کیا یہ جانتا نہیں کہ جس وقت قبروں میں رکھے ہوئے مردے اٹھائے جائیں گے اور جو ان کے اعمال نیک و بد ہوں گے وہ سارے بلکہ ان جو ان کے دلوں میں چھپا ہوا ہے دین کی محبت یا عداوت سب ظاہر کیا جائے گا اس روز ان کا پروردگار خداوند عالم ان کے حال سے خبردار ہوگا کوئی بات اس سے نہ چھپی ہوگی نہ چھپا سکیں گے

سورت القارعہ

اے عرب کے منکرو قیامت کی جس گھڑی سے تم منکر ہو وہ کھڑکھڑانیوالی گھڑی کیسی کھڑکھڑانیوالی ہے تمہیں کیا معلوم وہ کھڑکھڑانیوالی کیا چیز ہے اور کب ہوگی وہ اس دن ہوگی جس روز انسان مومن کافر سب کے سب ایک میدان میں پھیلے ہوئے پتنگوں کی طرح ہوں گے یعنی اس کثرت سے ہوں گے جس کثرت سے موسم برسات میں کبھی ٹڈی دل نکلتا ہے اور یہ بڑے بڑے پہاڑ دھنی ہوئی روئی یا اون کی طرح ہو جائیں گے یعنی دھنی ہوئی روئی کی طرح اڑتے ہوئے نظر آئیں گے یہاں تک کہ سب زمین یکساں ہو جائے گی جس میں کوئی اونچائی پنچائی نہ ہوگی قیامت کے دن کا یہ پہلا حصہ ہے اس کے بعد پھر پیدائش ہوگی اور سب میدان محشر میں جمع ہوں گے پھر اس میدان میں جس کے نیک اعمال کمیت اور کیفیت میں بداعمال پر غالب ہوں گے وہی مزے کے عیش میں ہوں گے اور جن کے اعمال وزن اور صلاحیت میں مغلوب ہوں گے یعنی بدعملی زیادہ اور نہ نیکی ہوگی تو بہت کم

فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ۝ نَارٌ حَامِيَةٌ ۝۱۱

پس ان کا ٹھکانہ ہاویہ ہوگا تجھے کیا معلوم ہاویہ کیا ہے وہ دہکتی ہوئی آگ ہے

سورت التکاثر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے

اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ۝۱ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝۲ كَلَّا سَوْفَ

کثرت حرص نے تم کو غافل کردیا ہے یہاں تک کہ تم نے قبریں بھی دیکھیں ہرگز نہ چاہیئے تم

تَعْلَمُوْنَ ۝۳ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝۴ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ

جان لو گے پھر ہرگز ایسا نہ چاہیئے تم جان لو گے ہرگز ہرگز ایسا نہ چاہیئے اگر تم یقینی طور پر جانتے

عِلْمَ الْيَقِيْنِ ۝۵ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۝۶ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ۝۷ ثُمَّ

تو ایسی غفلت نہ کرتے ضرور جہنم دیکھو گے پھر اس سے دیکھو گے پھر

لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝۸

اس روز تم کو نعمتوں سے سوال ہوگا

پس ان کا ٹھکانہ ہاویہ ہوگا تجھے کیا معلوم ہاویہ کیا ہے وہ دہکتی ہوئی تیز آگ ہے اس میں وہی داخل ہوں گے اپنی بد عملی کی وجہ سے جو اس کے لائق ہوں گے

سورت تکاثر

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

مال و عزت رتبہ وجاہت وغیرہ میں تقابل کی عادت انسان کو بہت مضر ہے اس لیے کہ ہم تم کو بتاتے ہیں کہ تم موجودہ لوگوں کو کافر ہو یا مومن کثرت مال و کثرت اولاد کی حرص نے یعنی ایک دوسرے پر بڑھنے کی خواہش نے تم کو خدا کی یاد اور تعمیل احکام سے غافل کردیا ہے یہاں تک کہ اسی مقابلہ میں تم انے قبریں بھی دیکھیں یا خود مر کر قبروں میں داخل ہوئے ہرگز ہرگز ایسا نہ کرنا چاہیئے باز نہ آؤ گے تو تم اس کا انجام جان لو گے ہم پھر کہتے ہیں کہ ایسا ہرگز ایسا نہ کرنا چاہیئے تم جان لو گے ہرگز ایسا نہ چاہیئے اگر تم یقینی طور جانتے ہو ایسی غفلت نہ کرتے لیکن تمہاری غفلت سے اخروی جزا و سزا ملے گی نہیں بلکہ ضرور تم اپنے بد اعمال سزا میں جہنم دیکھو گے ہم پھر تمہیں کہتے ہیں کہ ضرور اسے دیکھو گے اسے دیکھنے کے بعد پھر اس روز تم کو نعمتوں پر شکر گزاری سے ضرور سوال ہوگا

---

[1] لوگ کہا کرتے ہیں فلاں نے مکان بنایا میں اس سے اچھا بناؤں فلاں اتنی جائیداد کا مالک ہے میں اس سے زیادہ حاصل کروں یہ ہے تکاثر اور تقابل

[2] بعض قبائل نے اپنی کثرت بنانے کو یہ بھی کہہ دیا تھا کہ ہمارے مردے بھی تمہارے مردوں سے زیادہ ہیں ان کو خطاب ہے حتی زرتم المقابر

سورت العصر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہات مہربان ہے

وَالۡعَصۡرِ ۙ﴿۱﴾ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَفِیۡ خُسۡرٍ ۙ﴿۲﴾ اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

قسم ہے زمانہ کی تحقیق انسان نقصان میں ہے لوگوں سے ایمان قبول کر کے نیک عمل کئے

وَتَوَاصَوۡا بِالۡحَقِّ ۬ۙ وَتَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ ﴿۳﴾

اور ہر ایک دوسرے کو حق پسندی کی نصیحت کرتے رہے اور صبر کی تلقین کرتے رہے

سورت ہمزہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے

وَیۡلٌ لِّکُلِّ ہُمَزَۃٍ لُّمَزَۃِۣ ۙ﴿۱﴾ الَّذِیۡ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَہٗ ۙ﴿۲﴾ یَحۡسَبُ

عیب جو طعنہ زن کے لئے افسوس ہے جس نے مال جمع کیا اور اس کو شمار کرتا رہتا ہے سمجھتا ہے یہ

سورت العصر

انسان سمجھتا ہے کہ میں دن بدن ترقی کر رہا ہوں حالانکہ یہ تنزل کو جا رہا ہے زمانہ کی ہر آن متحرک ہے اس کے ساتھ ہی انسان میں بھی حرکت ہے اس لیے ہم سچ کہتے ہیں قسم ہے زمانہ کی جو گیا واپس نہیں آتا تحقیق انسان سراسر نقصان میں ہے اس کی عمر کا ہر لحہ قیمتی ہے مگر یہ اسے بے فائدہ ضائع کرتا ہے انسان کی زندگی کا اصل مقصد ہے ذکر خدا اور عبادت الٰہی جو لوگ اس مقصود سے غافل ہیں وہ اپنی زندگی کی حیثیت میں بالکل ٹوٹے میں ہیں لیکن جن لوگوں نے حسب تعلیم الٰہی ایمان قبول کر کے نیک عمل کئے اور ایک دوسرے کو حق پسند کی نصیحت کرتے رہے یعنی یہ کہتے رہے کہ میاں سچی بات کسی کی ہو قبول کر لینی چاہیئے. کیونکہ

مرد بائد بگیرد اندر گوش درنبشت است پند بر دیوار

اور تکلیفات اور مصائب پر صبر کی تلقین کرتے رہے وہ نقصان یا ٹوٹے میں نہیں اللھم اجعلنا منھم

سورت ہمزہ

دنیا میں فسادات کی وجہ ایک تو خود غرضی ہے دوسری بڑی وجہ بسا اوقات ادہر کی ادہر لگانے والوں کی ریشہ دوانی ہوتی ہے جو ایک کی دوسرے کے پاس عیب شمار کرتا ہے جس کے حق میں سعدی مرحوم نے کہا ہے

میاں دو کس جنگ چوں آتش است سخن چین بد بخت ہیزم کش است

اس لیے اعلان ہے کہ خدا کے نزدیک ہر عیب جو طعنہ زن کے لیے افسوس ہے اس کے طعنے عموماً غریب مسلمانوں کے حق میں ہوتے ہیں کیونکہ مال کا اس کو گھمنڈ ہے یہی وہ شخص ہے جس نے تھوڑا سا مال جمع کیا ہے اس کو بڑے فخر سے شمار کرتا رہتا ہے سمجھتا ہے کہ اس مال کی وجہ سے اس کو تکلیف نہیں آسکتی

اَنَّ مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗ ۚ﴿۳﴾ كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِى الْحُطَمَةِ ۖ﴿۴﴾ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا

یہ مال اس کو ہمیشہ رکھے گا ہرگز نہیں بھسم کرنے والی آگ میں ڈالا جائے گا تمہیں کیا معلوم وہ بھسم کرنے والی

الْحُطَمَةُ ؕ﴿۵﴾ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۙ﴿۶﴾ الَّتِىْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ؕ﴿۷﴾ اِنَّهَا

کیا چیز ہے اللہ کی تیز آگ ہے جو دلوں تک جا چڑھے گی تحقیق وہ

عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۙ﴿۸﴾ فِىْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ࣖ﴿۹﴾

بڑے بڑے ستونوں کی صورت میں ان سے مخصوص ہو گی

سورت الفیل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ؕ﴿۱﴾ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ

کیا تم نے اس پر فکر نہیں کیا کہ تمہارے پروردگار نے ہاتھیوں والے لوگوں سے کیا برتاؤ کیا تھا کیا ان کی چال کو بے اثر نہ کیا

بلکہ یہ مال اس کو ہمیشہ بخیر وعافیت رکھے گا یہ خیال اس کا ہرگز صحیح نہیں اپنے کئے ہوئے بداعمال کی وجہ سے بھسم کرنے والی آگ میں ڈالا جائے گا جہاں اس کی ساری شیخی کرکری ہو جائے گی تمہیں تمہیں کیا معلوم کہ وہ بھسم کرنے والی کیا چیز ہے وہ اللہ کی طرف سے بطور سزا مقرر کی ہوئی تیز آگ ہے جو بدن سے گزر کر دلوں تک جا چڑھے گی اس کے شعلے بہت بلند ہوں گے ایسے تحقیق وہ آگ بڑے بڑے ستونوں کی صورت میں جیسے مسجد الحرام کے دالانوں میں بلند ستون اور اہل نار بدکاروں سے مخصوص ہو گی

سورت فیل

اے مکے والو تم جو اس رسول کے ساتھ اتنی مخالفت کرتے ہو کیا تمہیں یقین ہے کہ تم اس میں کامیاب ہو جاؤ گے ؟ ہرگز نہیں تم نے ہاتھی والوں کا قصہ نہیں سنا اور اس پر فکر نہیں کیا کہ تمہارے پروردگار نے ان اصحاب الفیل ہاتھیوں والے لوگوں کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا تھا جو بخیال خود کعبہ شریف کو گرانے آئے تھے کیا اس اللہ نے ان کی چال کو جو دوبارہ گرانے کعبہ شریف کے تھی

کیف اصحاب الفیل جاہلیت کا زمانہ تھا اس کرشمہ ہوا کہ حکومت حبشہ کی طرف سے یمن کے صوبہ پر ایک احمق ابراہہ نامی گورنر تھا اس نے دیکھا کہ عرب لوگ مکہ شریف کو حج کرنے جاتے ہیں دل میں خیال کیا کہ ایسا کریں کہ یہ لوگ وہاں نہ جائیں چنانچہ اس نے اپنے علاقہ میں ایک کعبہ بنایا اور اعلان کیا کہ حج یہاں کر لیا کرو مکہ میں جانے کی ضرورت نہیں ادھر سے ایک منچلا عرب سر دھرا اس کعبہ میں جا گھسا چپکے سے اس میں پاخانہ کر کے دیواروں پر لیپ دیا یہ واقعہ سن کر ابرہہ کو بہت غصہ آیا مکہ پر فوج کشی کی قریب مکہ کے پہنچ کر سردار مکہ عبدالمطلب کو کہا میں تم لوگوں سے لڑنے کو نہیں آیا میں تو تمہارے کعبہ کو گرانے آیا ہوں عبدالمطلب نے کہا کعبہ ہمارا گھر نہیں ہے جس کا ہے وہ اگر تمہیں ایسا کرنے دے تو کر گزرد یہ کہہ کر عبدالمطلب نے کعبہ شریف میں جا کر مندرجہ ذیل اشعار میں دعا کی۔

یا رب لا ارجو سوا کا یا رب فامنع جماکا

ان عدوالبیت من عادا کا امنعھم ان یخربوا قراکا

فِيْ تَضْلِيْلٍ ۝ وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ۝ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ

تھا ان پر دل کے دل پرندے بھیجے جو ان پر پتھریلی مٹی کی کنکریاں مارتے

سِجِّيْلٍ ۝ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ۝

تھے پس خدا نے ان کو چبائے ہوئے بھوسے کی طرح کر دیا

سورت قریش

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ۝ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ۝ فَلْيَعْبُدُوْا

قریش کو سردی گرمی کے سفر سے الفت رکھنے پر تعجب ہے پس ان کو چاہئے

رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ۝ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۝ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ

کہ اس خانہ کعبہ کے پروردگار کی عبادت کیا کریں جو ان کو بھوک میں کھانا دیتا ہے اور جس نے خوف سے ان کو امن میں رکھا

خَوْفٍ ۝

ہے

بے اثر نہ کر دیا تھا بیشک کیا تھا اور ان پر دل کے دل پرندے بھیجے جو ان پر پتھریلی مٹی کی کنکریاں مارتے تھے۔ پس انہی کنکریوں کے ساتھ خدا نے انکو چبائے ہوئے بھسے کی طرح بے کار بے اعتبار کر دیا۔ الھم اعذنا من عذابلك

سورت قریش

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

عرب کی معزز قوم قریش تجارت پیشہ ہے نہ وہ سردی دیکھتی ہے نہ گرمی قریش کو سردی گرمی کے سفر سے الفت رکھنے اور اصل مقصد زندگی (عبادت الٰہی) ترک کرنے پر ایک ہمدرد انسان کو تعجب ہوتا ہے کہ دونوں موسموں میں یکساں سفر کرتے ہیں۔ دنیا کے دھندوں میں مشتاق اور خدا سے غافل پس اب انکو چاہیئے کہ زندگی کے اصل مقصد کی طرف توجہ کریں کہ اس خانہ کعبہ کے پروردگار واحد مالک خدا تعالیٰ کی عبادت کیا کریں جو ان کو بھوک میں کھانا دیتا ہے یعنی ان کے لیئے رزق پیدا کرتا ہے ورنہ محض تجارت سے کیا کھائیں گے اور جس نے دشمن کے خوف سے ان کو امن دے رکھا ہے ورنہ سفر نہ کر سکیں نہ تجارت پس قرین عقل بات ہے کہ جس نے یہ سب کچھ دیا ہے اسی کے ہو رہیں اللھم دفقنا لما تحب ترضی

ان اشعار میں مواحدانہ خدا سے دعا کی کہ کعبہ شریف کو ان ظالموں سے بچائیوں عبد المطلب کی دعا قبول ہوئی ابرہہ کی فوج جب کعبہ شریف پر حملہ آور ہوئی تو خدا نے چھوٹی چھوٹی چڑیاں پہاڑوں اور سمندروں کی طرف سے بھیج دیں۔ جو ان حملہ آوروں پر چھوٹی چھوٹی کنکریاں مارتے تھے جن سے وہ مرے اور زخمی ہو کر بھاگ گئے لہ الحمد

سورت الماعون

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے

اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یُکَذِّبُ بِالدِّیْنِ ﴿۱﴾ فَذٰلِکَ الَّذِیْ یَدُعُّ الْیَتِیْمَ ﴿۲﴾

کیا تو نے اس انسان کو دیکھا ہے جو دین الٰہی کی تکذیب کرتا ہے یہ وہی تو ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے

وَلَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْکِیْنِ ﴿۳﴾ فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ ﴿۴﴾ الَّذِیْنَ

مسکین کو کھانا کھلانے کی رغبت بھی نہیں دیتا پس ان نمازیوں کے لئے افسوس ہے جو اپنی

هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ﴿۵﴾ الَّذِیْنَ هُمْ یُرَآءُوْنَ ﴿۶﴾ وَیَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ﴿۷﴾

نماز سے غافل ہیں جو لوگوں کو دکھاتے ہیں اور برتاؤ کی چیزیں نہیں دیتے

ع ۳۲

سورت کوثر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا مہربان نہایت رحم والا ہے

اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ ﴿۱﴾

ہم نے تجھ کو بہت سی خیر و برکت دے رکھی ہے

سورت ماعون

دنیا میں کوئی کیسا ہی بدکار ہو یتیم بچے پر اسے بھی رحم آجاتا ہے مگر ان منکرین اسلام کی حالت اس سے دگرگوں ہے کیا تو نے اس نالائق ذلیل ترین انسان کو دیکھا ہے جو تکبر میں دین الٰہی کی تکذیب کرتا ہے کیوں کہ دین اس کو اخلاق سکھاتا ہے اور وہ آزاد رہنا چاہتا ہے یہ وہی ظالم تو ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے کسی غریب مسکین کو کھانا کھلانا تو بجائے خود رہا۔ کمبخت کسی دوسرے کو کھلانے کی رغبت بھی نہیں دیتا ایسے لوگ مسلم نما بن کر تم مسلمانوں کے شریک ہیں دکھائے کی نمازیں بھی پڑھتے ہیں پس ان نمازوں کے لئے افسوس ہے جو اپنی نماز کی شان اور حیثیت سے غافل ہیں جو لوگوں کو نماز میں دکھاتے ہیں اور انکے بخل کا یہ حال ہے کہ معمولی برتاؤ کی چیزیں جو گھروں میں برتی جاتی ہے اور ایک دوسرے سے مستعار لے لی جاتی ہیں جیسے برتن ڈول وغیرہ جو استعمال کے بعد واپس دیئے جاتے ہیں کسی کو نہیں دیتے اللھم لا تجعلنا منھم

سورت کوثر

اے رسول یہ لوگ تو تجھے ہر قسم کی برائی سے آلودہ جانتے ہیں بلکہ ابتر بےلولاد بھی کہتے ہیں مگر ہمارے نزدیک تو سراسر خیر و برکت ہے ہم نے تجھ کو بہت ؎ سی خیر و برکت دے رکھی ہے جس کا ظہور وقتاً فوقتاً ہوتا رہے گا۔ دنیا میں تیری امت بہت ہو گی۔ آخرت میں سب

؎ شان نزول

ایک بدبخت نے آنحضرت کے حق میں ابتر کہا۔ ابتر اس کو کہتے تھے جس کی نرینہ اولاد نہ ہو اس نے چونکہ بنیت توہین کہا تھا جس سے مطلب اس کا یہ تھے کہ حضور بے حیثیت اور بے قدر ہیں اس کے جواب میں یہ سورت نازل ہوئی۔ کوثر کے معنی خیر کثیر ابن عباس سے آئے ہیں (معالم وغیرہ)

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝٢ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝٣

نماز پڑھا کر اور اللہ کی راہ میں حسب توفیق اور اپنی جان یا مملوکہ جانور کی قربانی کیا کر یقین رکھ تیرا دشمن وہی ابتر ہوگا

سورت کافرون

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا مہربان ہے

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝١ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝٢ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ

تو ان کو کہہ اے منکرو میں ان چیزوں کی عبادت نہیں کرتا جن کی تم لوگ عبادت کرتے ہو اور نہ تم اس کی عبادت کرتے ہو

مَآ اَعْبُدُ ۝٣ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝٤ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ

جس کی میں کرتا ہوں اور نہ آئندہ کو میں ان کو پوجنے والا ہوں جن کو تم پوجتے ہو تم لوگ بھی اس کی عبادت کرنے کو تیار نہیں جس کی

اَعْبُدُ ۝٥ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۝٦

میں کرتا ہوں تمہارا دین تمہارے لئے ہے میرا دین میرے لئے ہے

انبیاء کرام سے زیادہ تیری عزت ہوگی۔ پس تو ان بدگوؤں کی بدگوئی کی پرواہ نہ کر بلکہ خدا کی عبادت نماز فرض نوافل پڑھا کر اور اللہ کی راہ میں حسب توفیق اور حسب موقع اپنی جان یا مملوکہ جانور قربانی کیا کر یقین کر کہ تیرا دشمن جو تیرے حق میں ابتر وغیرہ کہتا ہے انشاء اللہ وہی ابتر ہوگا نہ اس کی نسل ہوگی نہ اس کا نام لیوا ہوگا اور تیرا نام چار دانگ عالم میں روشن ہوگا چنانچہ ہوا

له الحمد

سورت کافرون

تیرے منکر لوگ تجھے اور تیرے ساتھ والوں کو تنگ کرتے ہیں تو ان کو کہہ اے میرے منکرو میرا تمہارا جھگڑا کوئی ذاتی یا مالی نہیں فقط بات یہ ہے کہ میں ان چیزوں کی عبادت نہیں کرتا جن کی اللہ کے سوا تم لوگ عبادت کرتے ہو اور نہ تم خالص اس اکیلئے معبود کوئی عبادت کرتے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں اور نہ آئندہ کو میں ان تمہارے مصنوعی معبودوں کو پوجنے والا ہوں جنکو تم پوجتے ہو اور بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ تم لوگ بھی خالص اس معبود برحق کی عبادت کرنے کو تیار نہیں جس کی میں خالص عبادت کرتا ہوں یعنی اس کام میں میرا تمہارا نہ حال میں اتحاد ہے نہ آئندہ ممکن ہے پس چونکہ ہم دونوں کے راستے دو ہیں لہذا تمہارا دین نزدیک تمہارے لئے واجب العمل ہے میرے نزدیک میرا دین میرے لئے واجب العمل ہے آؤ ہم[1] دونوں لڑائی دنگا چھوڑ کر اپنے اپنے مذہب پر عمل کریں جب تک کہ خدا سچے کو جھوٹے پر غالب کرے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

اللھم اجعلنا من الفائزین

---

[1] بعض لوگ اس سورت کو منسوخ کہتے ہیں حالانکہ فسخ کی شروط میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ منسوخ اور ناسخ دونوں بصیغہ امر احکام شرطیہ میں سے ہوں۔ یہاں تو دونوں میں سے کوئی بھی حکم نہیں۔ بلکہ خبر ہے پس معنی وہی صحیح ہیں جو ہم نے تفسیر میں کئے ہیں۔

سورت نصر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا مہربان اور رحم والا ہے

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۙ﴿۱﴾ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۙ﴿۲﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ﴿۳﴾

جب خدا کی مدد اور فتح آپہنچے گی اور تو لوگوں کو دین الٰہی میں جوق در جوق داخل ہوتے دیکھے گا تو تو اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح پڑھتے رہیو اور بخشش مانگنے میں لگ جائیو وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے

سورت لہب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا مہربان اور رحم کرنے والا ہے

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ؕ﴿۱﴾ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ؕ﴿۲﴾ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۚۖ﴿۳﴾ وَّامْرَاَتُهٗ ؕ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۚ﴿۴﴾ فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ﴿۵﴾

جوش والے کے ہاتھ ٹوٹ جائیں اور ٹوٹ چکے نہ اس کا مال اس کے کچھ کام آئے گا نہ اس کی کمائی جوش والی آگ میں داخل ہوگا اس کی عورت بھی ایندھن اٹھائے ہوئے داخل جہنم ہوگی اس میں گردن میں مونج کی رسی ہوگی

سورت نصر

ہم جو پہلی سورت میں کہہ آئے ہیں کہ خدا سچے کو غالب کرے گا۔ اسی کے متعلق سنئے جب خدا کی مدد تیرے حق میں آئے گی اور فتح ونصرت آپہنچے گی اور تو لوگوں کو دین الٰہی میں جوق درجوق داخل ہوتے دیکھے گا تو تو اے رسول اس وقت سمجھیو کہ اب تیرا کام ختم ہے اس لئے ہمہ تن آخرت پر توجہ کرنے کو تو اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح پڑھتے رہیو اور ☐ مانگنے میں لگ جائیو کیونکہ وہ تیرا پروردگار بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔ الھم تب علینا

سورت لہب

اے رسول تیری فتح ونصرت کی خبر سنکر تیرا دشمن جوش دکھاتا ہے مسلمانوں کی توہین کرنے میں اچھلتا پھرتا ہے ایسے جوش والے[1] دشمن کے ہاتھ ٹوٹ جائیں اور تو سمجھ کہ ٹوٹ چکے کیونکہ ہمارے حکم کو کوئی رد کرنے والا نہیں یہ کمبخت مر کر اپنے عذاب میں پھنسے گا نہ کہ اس کا مال کچھ کام آئے گا نہ اس کی اور کسی طرح کی کمائی بلکہ مرتے ہی اپنے جیسی جوش والی میں داخل ہوگا اس کی عورت بھی اس کے ساتھ ایندھن اٹھائے ہوئے داخل جہنم ہوگی۔ اس کی گردن میں مونج کی رسی ہوگی جس سے بندریوں کی طرح کھینچتی ہوئی دوزخ میں داخل ہوگی اللھم اعذنا منھا

---

[1] ابولہب کا اصلی ترجمہ جوشیلہ ہے۔ آنحضرت ﷺ کے چچا کو بھی ابولہب اس لئے کہا گیا ہے اس میں بڑا جوش تھا

سورت اخلاص

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا بڑا مہربان ہے

قُلۡ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۚ﴿۱﴾ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۚ﴿۲﴾ لَمۡ یَلِدۡ ۙ وَ لَمۡ یُوۡلَدۡ ۙ﴿۳﴾ وَ لَمۡ یَکُنۡ

اے رسول تو کہہ کہ بات یہ ہے کہ اللہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے نہ اس نے کسی کو جنا نہ کسی کو وہ جنا گیا نہ اس کا

لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ﴿۴﴾

کوئی ہمسر ہے

سورت الفلق

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا بڑا رحم والا ہے

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ ۙ﴿۱﴾ مِنۡ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ﴿۲﴾ وَ مِنۡ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ﴿۳﴾

اے رسول کہہ کہ میں سفیدہ صبح کے مالک کی پناہ میں آتا ہو اس چیز کی شر سے جو اس نے پیدا کی ہے اور اندھیرے سے جب چھا جاتا ہے

وَ مِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الۡعُقَدِ ۙ﴿۴﴾

پھونکنے والی ٹولیوں کے شر سے بھی پناہ مانگتا ہوں

سورت اخلاص

اے رسول تو ان جوشیلے دشمنوں کی پروانہ کر بلکہ اپنی حقانی تعلیم لوگوں کو بتانے کو کہہ کہ بھائیو دل لگا کر میری تعلیم سنو بات یہ ہے کہ اللہ ذات اور صفات میں ایک ہے نہ اس کی ذات جیسی کوئی ذات ہے نہ اس کی صفات جیسی کسی کی صفات ہے باوجود اس کے اللہ اپنے قدرتی کاموں میں ہر ایک مخلوق سے بے نیاز اور بے پرواہ ہے۔ اس کا کوئی کام کسی پر موقوف نہیں نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ کسی سے وہ جنا گیا۔ یعنی نہ وہ کسی کا والد ہے نہ مولود نہ اس کی ذات برادری کا کوئی دوسرا ہمسر ہے

اللھم نئومن بك وبصفاتك

سورت فلق

اے رسول تیری تعلیم اور ترقی پر اعداء دین تجھ سے حسد کریں گے تو ان کی پیش بندی کرنے کو یوں کہہ کہ میں سفید صبح کے مالک کی پناہ میں آتا ہوں ہر اس چیز کی شر سے جو اس نے پیدا کی ہے کیونکہ دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں جس میں کسی نہ کسی وجہ سے شر نہ ہو کھانا کیسا طیب اور لذیذ ہو۔ بعض دفعہ اس سے بھی تکلیف ہو جاتی ہے اولاد کیسی ہی پیاری ہو۔ بسا اوقات اس سے بھی تکلیف پیدا ہو جاتی ہے اس لئے تم ہر چیز کے شر سے پناہ مانگا کرو اور اندھیری رات کے اندھیرے سے جب وہ عام طور پر سب جگہ چھا جاتا کیونکہ اس اندھیرے میں بڑے بڑے موذی جانور نکلا کرتے ہیں اور جھاڑا کرنے کو تاگوں کی گرہوں میں پھونک پھونکنے والی عمال ٹولیوں کے شر سے بھی میں پناہ مانگتا ہوں کہ ان کا اثر مجھ تک نہ پہنچے

وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ۝

اور حاسد کے حسد سے جب وہ حسد کرے

سورت الناس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے

قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ إِلٰهِ النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ

اے رسول کہہ میں سب انسانوں کے پروردگار حقیقی بادشاہ سب انسانوں کے حقیقی معبود سے اس کی پناہ لیتا ہوں چھپ چھپا کر وسوسے

الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝ مِنَ

ڈالنے والوں کے شر سے خواہ جنوں سے ہوں یا انسانوں سے ان سے

الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝

بھی میں پناہ مانگتا ہوں

اور حاسد کے حسد سے جب وہ میرے حق میں حسد کرے اس کی شرارت سے بھی پناہ مانگتا ہوں یعنی بڑی عاجزی سے دعا کرتا ہوں کہ خدا میرے حاسد کو توبہ کی توفیق دے اور مجھے اس کے مکر وخدع سے محفوظ رکھے اللھم اعذنا من الحاسدین

سورت الناس

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اے رسول گذشتہ دعا کے ساتھ یہ بھی کہہ میں سب انسانوں کے پروردگار کی پناہ میں آتا ہوں جو سب لوگوں کا حقیقی بادشاہ ہونے کے علاوہ سب انسانوں کا حقیقی معبود ہے اس کی پناہ لیتا ہوں چھپ چھپا کر وسوسے ڈالنے والوں کے شر سے خواہ جنوں سے ہوں یا انسانوں سے یعنی انسان جو دوست بن کر دشمنی کریں ان سے اور جو کھلے دشمنی کریں ان سے بھی میں خدا کی پناہ میں آتا ہوں خدا نے مجھے ان ہر قسم کے اعداء سے محفوظ رکھے آمین

اللھم اعذنی من شر حاسد ومن کل خناس امین